تفسیر فوائد صفدریہ

افادات

شیخ التفسیر امام اہل سنت حضرت مولانا

سرفراز خان صفدر صاحب نور اللہ مرقدہ

ضبط و ترتیب

مولانا مفتی عمر نیاز بنوی صاحب

فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

دار الحسنی

تفسیر صفدریہ

المعروف رموز القرآن

افادات

شیخ التفسیر امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ

جلد چہارم

سورۃ حم السجدۃ تا سورۃ الناس

ضبط و ترتیب
مولانا مفتی عمر نیاز بنوری صاحب
فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی

تبویب و تحقیق
قاری عزیر احمد تھانوی عفی عنہ
بن قاری اظہار احمد تھانوی رحمہ اللہ





نام کتاب ــــــــــ تفسیر صفدریہ

از ــــــــــ مولانا سرفراز خاں صفدر رحمہ اللہ

تبویب و تحقیق ــــــــــ قاری عزیر احمد تھانوی عفی عنہ
بن قاری اظہار احمد تھانوی رحمہ اللہ

اشاعت ــــــــــ جنوری ۲۰۲۵ء

کمپوزنگ و ڈیزائننگ ــــــــــ حافظ محسن یوسف
حافظ مطہر یسین



الفضل مارکیٹ، ۱۷ اردو بازار، لاہور۔
Email: booklinebookline@yahoo.com
0423-7361591, 0322-3005015

فہرست مضامین

سُوْرَۃُ حٰمٓ السَّجدۃ مَکِّیَّۃ

سُوْرَۃُ الشُّوْرٰی مَکِّیَّۃ

سُوْرَةُ الزُّخْرُف مَكِّيَّة

سُوْرَةُ الْأَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ

سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَدَنِيَّةٌ

سُورۃ الفتح مدنیۃ

سُورۃ الحجرات مدنیۃ

سُورَةُ الطُّور مَكِّيَّة

سُورَةُ النَّجْم مَكِّيَّة

سُورَةُ الْقَمَر مَكِّيَّة

سُورَۃُ الرَّحمٰن مَدَنِیَّۃ

سُورَۃُ الوَاقِعَۃ مَکِّیَّۃ

سُورَۃُ الحَدِید مَدَنِیَّۃ

سُوْرَۃُ الْمُجَادَلَۃِ مَدَنِیَّۃٌ

سُورَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ

سُورَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ

سُورَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ

سُورَۃُ التَّحرِیم مَدَنِیَّۃ

سُورَۃُ المُلک مَکِّیَّۃ

سُورَۃُ القَلَم مَکِّیَّۃ

سُورَۃُ الحَاقَّۃ مَکِّیَّۃ

سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ

سُوْرَةُ نُوْحٍ مَكِّيَّةٌ

سُوْرَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ

سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ المدثر مکیۃ

سورۃ القیمۃ مکیۃ

سورۃ الدھر مدنیۃ

سورۃ المرسلت مکیۃ

سورۃ النبا مکیۃ

سُوْرَۃُ النّٰزِعٰتِ مَکِّیَّۃٌ

سُوْرَۃُ عَبَسَ مَکِّیَّۃٌ

سُوْرَۃُ التَّکْوِیْرِ مَکِّیَّۃٌ

سُوْرَۃُ الْاِنْفِطَارِ مَکِّیَّۃٌ

سُوْرَۃُ التَّطْفِیْفِ مَکِّیَّۃٌ

سُوْرَۃُ الْاِنْشِقَاقِ مَکِّیَّۃٌ

سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ مَكِّيَّةٌ

سُوْرَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ

سُوْرَةُ الْاَعْلٰى مَكِّيَّةٌ

سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ

سُوْرَةُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ

سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ

سُوْرَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ

سُوْرَةُ الَّيْلِ مَكِّيَّةٌ

سُوْرَةُ الضُّحٰى مَكِّيَّةٌ

سُوْرَةُ اَلَمْ نَشْرَحْ مَكِّيَّةٌ

سُوْرَةُ التِّيْنِ مَكِّيَّةٌ

سُوْرَةُ الْعَلَقِ مَكِّيَّةٌ

سُوْرَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ

سُوْرَةُ الْبَيِّنَةِ مَدَنِيَّةٌ

سُوْرَةُ الزِّلْزَالِ مَدَنِيَّةٌ

سُوْرَةُ الْعٰدِيٰتِ مَكِّيَّةٌ

سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ

سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ

سُوْرَةُ الْعَصْرِ مَكِّيَّةٌ

سُورَۃُ الھُمَزَۃ مَکِّیَّۃ

سُورَۃُ الفِیل مَکِّیَّۃ

سُورَۃُ قُرَیش مَکِّیَّۃ

سُورَۃُ المَاعُون مَکِّیَّۃ

سُورَۃُ الکَوثَر مَکِّیَّۃ

سُورَۃُ الکٰفِرُون مَکِّیَّۃ

سُورَۃُ النَّصر مَدَنِیَّۃ

سُورَۃُ اللَّھَب مَکِّیَّۃ

سُورَۃُ الاِخلَاص مَکِّیَّۃ

سُورَۃُ الفَلَق مَکِّیَّۃ

سُورَۃُ النَّاس مَدَنِیَّۃ

سُورَةُ حٰمٓ السَّجْدَة مَكِّيَّة

اس سورت کا نام حم السجدہ ہے حم تو اس کی پہلی آیت ہے اور اس سورت میں چونکہ سجدہ آ رہا ہے اس مناسبت سے اس کا نام حم السجدہ ہے۔ اس سورت کا ایک نام فصلت بھی ہے جو اس کی آیت نمبر تین میں آ رہا ہے جس کا معانی "تفصیل" کے ہوتے ہیں اس کے علاوہ اس سورت کا ایک نام "المصابیح" بھی آتا ہے جس کے معانی چراغ ہیں اور اس کا ذکر بھی اس سورت کی آیت نمبر بارہ (۱۲) میں آ رہا ہے۔ یہ نام علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الاتقان فی علوم القرآن" میں ذکر فرمائے ہیں۔ قرآنی ترتیب کے مطابق اس کا اکتالیسواں (۴۱) نمبر ہے اور نزول کے اعتبار سے اس کا اکسٹھ (۶۱) نمبر ہے۔ یعنی اس سے قبل ساٹھ سورتیں (۶۰) نازل ہو چکی تھیں۔ یہ مکی سورت ہے اس کی آیات چون (۵۴) ہیں اور رکوع کی تعداد چھ (۶) ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ﴿1﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿2﴾ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا

حٰمٓ اتاری ہوئی رحمن کی طرف سے، رحیم کی طرف سے۔ کتاب ہے، تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہیں اس کی آیتیں قرآن

عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿3﴾ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ

ہے عربی میں اس قوم کے لیے جو جانتی ہے۔ خوشخبری دینے والا ہے اور ڈرانے والا ہے پس اعراض کیا ان میں سے اکثر نے،

لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿4﴾ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ

پس وہ سنتے نہیں۔ اور کہا کافروں نے، ہمارے دل پردوں میں ہیں اس چیز سے جس چیز کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دعوت

وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ

دیتے ہیں اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہیں اور ہمارے درمیان اور آپ کے درمیان پردہ ہے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کام کریں

اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ﴿5﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ

بیشک ہم اپنا عمل کرنے والے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں پختہ بات ہے میں بشر ہوں تمہارے جیسا وحی کی جاتی ہے

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ؕ وَوَيْلٌ

میری طرف پختہ بات ہے، تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے پس قائم ہو جاؤ اس کی طرف اور اس سے معافی

لِلۡمُشۡرِكِيۡنَ ۝ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَهُمۡ بِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ كٰفِرُوۡنَ ۝ اِنَّ الَّذِيۡنَ

مانگو اور ہلاکت ہے مشرکوں کے لیے، وہ جو نہیں دیتے زکوۃ اور وہ آخرت کے منکر ہیں، بیشک وہ لوگ جو

اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ اَجۡرٌ غَيۡرُ مَمۡنُوۡنٍ ۝ ع ۱۵

ایمان لائے اور عمل کیے اچھے ان کے لیے اجر ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اٰذَانِنَا: ہمارے کانوں میں، وَقۡرٌ: ڈاٹ، مَمۡنُوۡنٍ: ختم کیا ہوا۔

ربط:

تفسیر سبق الغایات میں یہ ربط لکھا ہے کہ پہلی سورت کے آخر میں توحید اور تہدید (دھمکی) تھی اس سورۃ کے آغاز میں بھی پہلے توحید اور پھر تہدید ہے۔

تفسیری نکات: قرآن کے ساتھ مشرکین عرب کا رویہ:

حٰمٓ جیسا کہ میں پہلے بھی بتا کر آیا ہوں کہ سورتوں کے آغاز میں آنے والے ان حروف کو حروف مقطعات کہا جاتا ہے ان کے متعلق مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم کے مختلف اقوال ہیں ایک قول یہ ہے کہ ان کے معنی اللہ ہی جانتا ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے معانی واسرار سے واقف ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ھی اسماء اللہ تعالی "یہ اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔ اس کی پھر دو تفسیریں ہیں۔ ایک یہ کہ حٰم بعینہٖ اللہ تعالیٰ کا نام ہے الم بعینہٖ اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ لیکن اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں میں تو ان کا ذکر نہیں ہے؟ تو اس کا جواب امام رازی، حافظ ابن کثیر علامہ آلوسی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم یہ دیتے ہیں کہ ننانوے تو مشہور نام ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے سارے نام یہی نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے پانچ ہزار نام تو آسمانی کتابوں اور صحیفوں میں موجود ہیں لہٰذا یہ کوئی اعتراض نہیں ہے۔

دوسری تفسیر یہ ہے کہ ایک ایک حرف ایک ایک نام کی طرف اشارہ ہے۔ مثلاً 'ح' سے مراد حمید ہے۔ حمید کا معنی ہے قابل تعریف۔ اور میم سے مراد مجید ہے۔ معنی ہے بزرگ۔ درود شریف میں ہے اِنَّكَ حَمِيۡدٌ مَّجِيۡدٌ اس تفسیر کے مطابق معنی ہوگا وہ ذات پروردگار قابل تعریف اور بزرگ ہے۔

تَنۡزِيۡلٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ اتاری ہوئی ہے رحمن ورحیم کی طرف سے كِتٰبٌ کتاب ہے۔ یہ کتاب جو ہمارے سامنے ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتاری گئی ہے جو رحمن بڑا مہربان ہے اور رحیم کی طرف سے اتاری گئی ہے جو نہایت رحم کرنے والا ہے۔

كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہیں اس کی آیتیں۔جن میں کوئی ابہام اور اخفا نہیں ہے عقائد و مسائل بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیے ہیں۔قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا یہ قرآن ہے عربی زبان میں لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں جانتے ہیں۔قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی عربی تھے۔

بَشِيْرًا یہ قرآن خوشخبری دینے والا ہے۔نیک لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خوشخبری دیتا ہے۔وَّنَذِيْرًا اور ڈرانے والا ہے۔نافرمانوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈراتا ہے قبر کے عذاب سے جہنم کے عذاب سے ڈراتا ہے۔چاہیے تو یہ تھا کہ لوگ اس کو مان کر اس پر عمل کرتے لیکن فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ پس اعراض کیا ان میں سے اکثر نے فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ پس وہ نہیں سنتے۔ایسا سننا کہ جس کے بعد اس کو قبول کرلیں ویسے تو سنتے ہیں لیکن سماع قبول نہیں ہے کہ سننے کے بعد قبول کرلیں۔وَقَالُوْا اور کہا انھوں نے۔کافروں نے کہا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ ہمارے دل پردوں میں ہیں مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ اس چیز سے جس چیز کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دعوت دیتے ہیں۔ہم نے اپنے دلوں پر پردے چڑھا رکھے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو دلوں کے قریب نہیں آنے دیتے وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہیں۔ڈاٹ لگے ہوئے ہیں۔تم جتنا مرضی چلاتے رہو،زور لگاتے رہو،وعظ کرتے رہو ہم نے اس کو کانوں تک نہیں پہنچنے دینا۔وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ اور ہمارے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان پردہ ہے۔ہم نے جحود و انکار کا پردہ لٹکایا ہوا ہے۔اس کی موجودگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات ہمارے قریب نہیں آسکتی فَاعْمَلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کام کریں اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ہم اپنا کام کراتے ہیں۔پس کفار نے گمراہی کو اپنے لیے پسند کرلیا اور اپنے لیے ہدایت کے دروازے خود بند کردیئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا اعلان:

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہہ دیں اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ پختہ بات ہے کہ بشر ہوں تمہارے جیسا میرے اختیار میں نہیں ہے کہ تمہارے کانوں سے ڈاٹیں نکال دوں۔تمہارے دلوں اور آنکھوں سے پردے ہٹادوں۔پیغمبر کا کام ہے حق سنانا،ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔

تفاسیر روح المعانی،خازن،معالم التنزیل،مدارک وغیرہ میں ہے کہ تم جو کہتے ہو کہ ہمارے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان پردہ ہے تو پردہ کس بات کا ہے میں تو تمہارے ہی جیسا بشر ہوں کوئی فرشتہ تو نہیں کہ تمھیں نظر نہ آؤں تو یہ حضرات اس کو مِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ سے جوڑتے ہیں۔

جبکہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم جو کہتے ہو کہ ہمارے دل پردوں میں ہیں۔کانوں میں ڈاٹ ہیں تو میں تو بشر ہوں مجھے خدائی اختیار تو حاصل نہیں کہ میں ان کو ہٹادوں۔

پس میں تمہارے جیسا بشر ہوں ہاں فرق یہ ہے کہ يُوْحٰٓى اِلَيَّ وحی کی جاتی ہے میری طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔اس میں بنیادی مسئلہ یہ ہے اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ پختہ بات ہے کہ الہ تمہارا ایک ہی الہ ہے اس کے سوا تمہارا کوئی معبود،مشکل کشا نہیں ہے فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ پس تم سب کے سب قائم ہوجاؤ اس کی طرف۔اللہ تعالیٰ کے دین پر آکر

ڈٹ جاؤ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ؕ اور بخشش طلب کرو اس سے، معافی مانگو اس سے کفر، شرک اور معاصی سے۔ وَوَیْلٌ لِّلْمُشْرِکِیْنَ اور ہلاکت اور خرابی ہے مشرکوں کے لئے۔ دو صفتیں اللہ تعالیٰ نے یہاں بیان فرمائی ہیں۔

(پہلی صفت): الَّذِیْنَ لَا یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وہ لوگ ہیں جو زکوۃ نہیں دیتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ زکوۃ نہ دینے والے بھی مشرک ہیں کہ انھوں نے شیطان اور نفس کی اطاعت کی، اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں مانا۔

(دوسری صفت): وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ کٰفِرُوْنَ اور وہ آخرت کے منکر ہیں۔ آخرت کا انکار دو قسم پر ہے عقیدے کے لحاظ سے اور عمل کے لحاظ سے۔ کلمہ پڑھنے والے عقیدہ کے لحاظ سے تو قیامت کے منکر نہیں ہیں لیکن عمل کے لحاظ سے ان کو دیکھو تو گویا انھیں قیامت پر یقین نہیں ہے۔ اور اس اگلی آیت میں ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کے لیے خوشخبری ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انھوں نے عمل کیے اچھے لَھُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ ان کے لیے اجر ہے غیر منقطع۔ جو ختم ہونے میں نہیں آئے گا کیونکہ جنت کی ہر چیز دائمی ہے۔ ممنون کے ایک معنی آتے ہیں منقطع کہ ان کا اجر منقطع نہ ہوگا او سرا معنی ممنون کا کرتے ہیں احسان جتایا گیا۔ جس چیز کا احسان جتایا گیا ہو اس کی وہ وقعت نہیں رہتی جو وقعت اس چیز کی ہوتی ہے جس کا احسان نہ جتایا گیا ہو تو یہ جو تمہیں اجر ملے گا اس کا اللہ تعالیٰ احسان نہیں جتلائے گا۔

قُلْ اَئِنَّکُمْ لَتَکْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں کیا بیشک تم انکار کرتے ہو اس ذات کا جس نے پیدا کیا زمین کو دو دنوں میں اور بناتے ہو اس کے لیے

ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۹﴾ وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِیْهَا

شریک یہ ہے تمام جہانوں کا پالنے والا۔ اور رکھے اس نے زمین میں مضبوط پہاڑ اس کے اوپر اور برکت ڈالی اس میں

وَقَدَّرَ فِیْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِیْۤ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآىِٕلِیْنَ ﴿۱۰﴾ ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ

اور مقرر کی ہیں اس میں اس کی خوراکیں چار دنوں میں، برابر ہے پوچھنے والوں کے لیے۔ پھر اس نے ارادہ کیا آسمان کی طرف

وَهِیَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَیْنَا طَآىِٕعِیْنَ ﴿۱۱﴾

اور وہ دھواں تھا پس فرمایا اس کو اور زمین کو آؤ تم دونوں خوشی سے یا جبراً دونوں نے کہا آئے ہیں ہم خوشی کے ساتھ۔

فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ وَاَوْحٰی فِیْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ وَزَیَّنَّا

پس اللہ تعالیٰ نے پورا کیا ان کو سات آسمان دو دنوں میں اور وحی کی اس نے ہر آسمان میں اس کے معاملے کی اور مزین کیا ہم

السَّمَآءَ الدُّنۡیَا بِمَصَابِیۡحَ ۖ وَحِفۡظًا ؕ ذٰلِکَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ﴿۱۲﴾ فَاِنۡ اَعۡرَضُوۡا

نے آسمان دنیا کو چراغوں کے ساتھ اور حفاظت کے لیے، یہ اندازہ ہے غالب کا جاننے والے کا۔ پس اگر وہ اعراض کریں

فَقُلۡ اَنۡذَرۡتُکُمۡ صٰعِقَۃً مِّثۡلَ صٰعِقَۃِ عَادٍ وَّثَمُوۡدَ ﴿۱۳﴾ اِذۡ جَآءَتۡہُمُ

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں میں نے تمہیں ڈرا دیا ہے عذاب سے جیسا کہ عذاب آیا قوم عاد پر اور قوم ثمود پر، جس وقت آئے

الرُّسُلُ مِنۡۢ بَیۡنِ اَیۡدِیۡہِمۡ وَمِنۡ خَلۡفِہِمۡ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰہَ ؕ قَالُوۡا لَوۡ شَآءَ

ان کے پاس رسول ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے کہ نہ عبادت کرو مگر صرف اللہ تعالیٰ کی انھوں نے کہا اگر چاہتا

رَبُّنَا لَاَنۡزَلَ مَلٰٓئِکَۃً فَاِنَّا بِمَاۤ اُرۡسِلۡتُمۡ بِہٖ کٰفِرُوۡنَ ﴿۱۴﴾

ہمارا رب البتہ اتارتا فرشتوں کو پس بیشک ہم اس چیز کے جو تم دے کر بھیجے گئے ہو انکار کرنے والے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَجۡعَلُوۡنَ: تم ٹھہراتے ہو، بٰرَکَ: اس نے برکت دی، قَدَّرَ: اس نے تجویز کر دی، اَقۡوَاتَھَا: اس میں رہنے والوں کی غذائیں، دُخَانٌ: دھواں، طَآئِعِیۡنَ: خوش دل ہو کر، فَقَضٰھُنَّ: (پس) اس نے پورا کر دیا انہیں، اَمۡرَھَا: اس کا حکم، بِمَصَابِیۡحَ: ستاروں سے، اَنۡذَرۡتُکُمۡ: میں ڈراتا ہوں تمہیں۔

ربط:

سابقہ آیات میں اِلٰـھُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فرمایا گیا یعنی تمہارا معبود حقیقی معبود واحد فرمایا گیا تھا اب بیان فرمایا جا رہا ہے کہ تم اِلٰہٌ وَّاحِدٌ کا انکار کرتے ہو جس نے پوری زمین کو دو دن میں اور ساتوں آسمان کو دو دن میں پیدا فرمایا۔

تفسیری نکات: زمینوں اور آسمانوں کی تخلیق کا بیان:

قُلۡ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں، ان سے کہہ دیں اَئِنَّکُمۡ لَتَکۡفُرُوۡنَ بِالَّذِیۡ کیا بیشک تم انکار کرتے ہو اس ذات کا یعنی اس کے احکام کا خَلَقَ الۡاَرۡضَ فِیۡ یَوۡمَیۡنِ جس نے پیدا کیا زمین کو دو دنوں میں۔

مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ اتوار اور سوموار والے دن زمین کو بنا کر پیڑے کی شکل میں جیسے روٹی کا پیڑا ہوتا ہے کعبے والی جگہ رکھا۔ مکہ مکرمہ مرکز ہے۔ مکہ کا لفظی معنی ہے ناف۔ جو انسانی جسم کے عین درمیان میں ہوتی ہے۔ تو مکہ مکرمہ بھی دنیا کے سنٹر میں ہے تو زمین کو تو اللہ تعالیٰ نے بنایا

وَتَجۡعَلُوۡنَ لَہٗۤ اَنۡدَادًا ؕ انداد جمع ہے ندکی۔ شریک کے معنی میں ہے کہ تم بناتے ہو اللہ تعالیٰ کے شریک اے کفار و مشرکینتم اللہ تعالیٰ کے شریک بناتے ہو حالانکہ زمین کو تو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے ذٰلِکَ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ یہی ہے رب العالمین جس نے زمین پیدا کی ہے وَجَعَلَ فِیۡہَا رَوَاسِیَ یہ راسیۃ کی جمع ہے مضبوط پہاڑ۔ اور رکھے اللہ تعالیٰ نے زمین

میں مضبوط پہاڑ مِنْ فَوْقِهَا اس زمین کے اوپر۔

وَبٰرَكَ فِيْهَا اور برکت رکھی اس میں۔ ھا ضمیر کا مرجع پہاڑ بھی بناتے ہیں کہ پہاڑوں میں برکت رکھی کہ پہاڑوں پر درخت ہیں جڑی بوٹیاں ہیں، پانی کے چشمے ہیں۔ یہ بھی صحیح ہے۔ اور اس کا مرجع زمین بھی بناتے ہیں۔ تو معنی ہوگا اللہ تعالیٰ نے زمین میں برکت رکھی ہے۔ زمین میں تو بہت کچھ ہے۔ تو فرمایا زمین کو پیدا کیا۔ وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا اقوات قوت کی جمع ہے۔ معنی ہے خوراک، روزی۔ تو معنی ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے مقرر کی ہیں اس میں خوراکیں، روزیاں فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ط چار دنوں میں۔ دو دن میں اللہ تعالیٰ نے زمین کو گیند کی شکل میں بنایا پھر دو دن میں اس میں پہاڑ رکھے اس کو پھیلایا اور اس میں روزیاں مقرر کیں۔ کسی جگہ گندم، کسی جگہ چاول، کسی جگہ مکئی اور باجرا ہوگا، کسی جگہ کوئی پھل ہوگا، کسی جگہ کوئی پھل ہوگا۔ منگل اور بدھ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے پہاڑ اور خوراکیں زمین میں مقرر فرمائیں۔ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ یہ برابر ہے پوچھنے والوں کے لئے۔ چونکہ آنحضرت ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تھا کہ زمین کو کیسے اور کتنے دنوں میں بنایا ہے۔ تو ان کے سوال کا جواب مکمل ہو گیا۔

ثُمَّ اسْتَوٰٓى پھر اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا اِلَى السَّمَآءِ آسمان کی طرف وَهِيَ دُخَانٌ اور وہ دھواں تھا فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا پس اللہ تعالیٰ نے آسمان سے کہا اور زمین سے آؤ تم دونوں طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ط خوشی سے یا جبراً۔ جس ساخت میں میں تمہیں بنانا چاہتا ہوں خوشی سے بننا چاہتے ہو یا جبراً قَالَتَآ آسمان بھی بولا اور زمین بھی بولی اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ آئے ہیں ہم خوشی کے ساتھ، پروردگار! ہم تابعدار بن گئے، تعمیل کرتے ہیں آپ کے حکم کی۔ جمعرات اور جمعہ کو اللہ تعالیٰ نے آسمان بنائے، اتوار، سوموار کو زمین کا مادہ بنایا، منگل بدھ کو زمین میں پہاڑ، خوراکیں چشمے وغیرہ مقرر فرمائے۔ جمعرات اور جمعہ کے دن آسمان بنائے۔ یہ خلاصہ ہے مسلم شریف کی روایت کا۔ فرمایا فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو برابر کر دیا سات آسمان فِيْ يَوْمَيْنِ دو دنوں میں۔ جمعرات اور جمعہ کو۔

جس طرح سات آسمان ہیں زمینیں بھی سات ہیں:

قرآن پاک میں سات آسمانوں کا ذکر متعدد بار آیا ہے اور زمین کے سات ہونے کا ذکر صرف ایک مرتبہ سورۃ طلاق میں آیا ہے من الارض مثلهن اور یہ زمین جس پر ہم رہتے ہیں اس کے نیچے اور زمین ہے، اس کے نیچے اور زمین ہے، اس کے نیچے اور زمین ہے، اس طرح سات زمینیں ہیں۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ ہر زمین میں مخلوق ہے اور یہ زمینیں اوپر نیچے ہیں۔

ترمذی شریف میں روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص زمین میں زنجیر لٹکائے کہ وہ دوسری، تیسری، چوتھی، پانچویں، چھٹی، ساتویں زمین تک پہنچ جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم سے باہر نہیں ہے۔ تو معلوم ہوا کہ زمینیں بھی آسمانوں کی طرح اوپر نیچے ہیں۔ فرمایا وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ط اور وحی کی اللہ تعالیٰ

نے ہر آسمان میں اس کے معاملے کی۔ ہر آسمان میں فرشتے مقرر فرمائے اور ان کے ذمے ڈیوٹیاں لگائیں۔ باقی معاملات کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۖ وَحِفْظًا ۭ اور مزین کیا ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں کے ساتھ یعنی ستاروں کے ساتھ۔ مطلع صاف ہو تو رات کو ستارے جگمگاتے نظر آتے ہیں۔ ان میں کچھ چھوٹے ہیں اور کچھ بڑے ہیں۔ بعض ستارے زمین سے بھی کئی گنا بڑے ہیں اور بیشمار ستارے ہیں۔

کفار و مشرکین کو سابقہ قوموں کا احوال بتلایا جارہا ہے:

ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ یہ اندازہ ہے غالب کا، جاننے والے کا فَاِنْ اَعْرَضُوْا پس اگر وہ اعراض کریں۔ اگر یہ کافر مشرک لوگ اعراض کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت کو قبول نہ کریں فَقُلْ تو ان سے کہہ دیں اَنْذَرْتُكُمْ میں نے تمہیں ڈرا دیا ہے صٰعِقَةً صاعقہ کا معنیٰ بجلی کا بھی ہے اور مطلق عذاب کا بھی ہے چاہے وہ کسی بھی شکل میں ہو۔ یہاں معنی عذاب کا ہے۔ میں تمہیں ڈرا چکا ہوں عذاب سے مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ عاد اور ثمود کے عذاب کی طرح۔ جیسے عاد قوم پر تند و تیز ہوا کا عذاب آیا اور ثمود قوم کے متعلق صیحہ کا لفظ بھی آیا ہے ڈراونی آواز اور رجفہ کا لفظ بھی آیا ہے زلزلہ۔ اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ جس وقت آئے قوم عاد اور قوم ثمود کے پاس ان کے رسول مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے۔ اگر قوم آرہی ہوتی اللہ تعالیٰ کا پیغمبر سامنے سے پہنچا اور کہا یقوم اعبدوا الله مالکم من الٰه غیرہ اور جارہے ہوتے تو پیچھے سے آواز دے کر اللہ تعالیٰ کا پیغام سناتے۔ تو سامنے سے بھی تبلیغ کی پیچھے سے بھی تبلیغ کی اور یہ سبق دیا اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ یہ کہ تم نہ عبادت کرو مگر صرف اللہ تعالیٰ کی قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا ان لوگوں نے کہا اگر چاہتا ہمارا رب لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً البتہ اتارتا فرشتے نوری مخلوق کو پیغمبر بنا کر بھیجتا۔ تم تو ہماری طرح کھاتے پیتے ہو، انسان ہو تم کیسے پیغمبر بن گئے۔

فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ پس بیشک ہم اس چیز کے جو تم دے کر بھیجے گئے ہو منکر ہیں۔ نہ توحید مانتے ہیں، نہ رسالت، نہ قیامت مانتے ہیں۔

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۭ

پس بہر حال قوم عاد نے پس تکبر کیا زمین میں ناحق اور انھوں نے کہا کون زیادہ سخت ہے ہم سے قوت میں، کیا اور انھوں نے

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا

نہیں دیکھا بیشک اللہ تعالیٰ کی وہ ذات جس نے ان کو پیدا کیا وہ زیادہ سخت ہے ان سے قوت میں اور تھے وہ ہماری آیتوں کا

يَجْحَدُوْنَ ﴿15﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ

انکار کرتے۔ پس بھیجی ہم نے ان پر ہوا تند و تیز منحوس دنوں میں تاکہ ہم چکھائیں ان کو رسوائی کا عذاب

الۡخِزۡیِ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ؕ وَلَعَذَابُ الۡاٰخِرَۃِ اَخۡزٰی وَهُمۡ لَا یُنۡصَرُوۡنَ ﴿16﴾ وَاَمَّا ثَمُوۡدُ

دنیا کی زندگی میں اور البتہ آخرت کا عذاب بہت ہی رسوا کرنے والا ہے اور ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔ اور بہر حال قوم ثمود

فَهَدَیۡنٰهُمۡ فَاسۡتَحَبُّوا الۡعَمٰی عَلَی الۡهُدٰی فَاَخَذَتۡهُمۡ صٰعِقَۃُ الۡعَذَابِ

پس ہم نے ان کو راستہ بتلایا پس انھوں نے پسند کیا اندھے پن کو ہدایت کے اوپر پس پکڑا ان کو ذلت والے عذاب کی کڑک

الۡهُوۡنِ بِمَا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ ﴿17﴾ وَنَجَّیۡنَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَکَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ ﴿18﴾ وَیَوۡمَ یُحۡشَرُ

نے بہ سبب اس کے جو وہ کماتے تھے اور نجات دی، ہم نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور وہ بچتے تھے۔ اور جس دن اکٹھے

اَعۡدَآءُ اللّٰهِ اِلَی النَّارِ فَهُمۡ یُوۡزَعُوۡنَ ﴿19﴾ حَتّٰۤی اِذَا مَا جَآءُوۡهَا

کیے جائیں گے اللہ تعالیٰ کے دشمن دوزخ کی طرف پس وہ گروہ در گروہ کر دیئے جائیں گے۔ یہاں تک کہ وہ اس کے قریب

شَهِدَ عَلَیۡهِمۡ سَمۡعُهُمۡ وَاَبۡصَارُهُمۡ وَجُلُوۡدُهُمۡ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿20﴾

پہنچیں گے گواہی دیں گے ان کے خلاف ان کے کان اور ان کی آنکھیں ان کے چمڑے اس چیز کی جو وہ کرتے تھے۔

وَقَالُوۡا لِجُلُوۡدِهِمۡ لِمَ شَهِدۡتُّمۡ عَلَیۡنَا ؕ قَالُوۡۤا اَنۡطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیۡۤ اَنۡطَقَ کُلَّ شَیۡءٍ

اور وہ کہیں گے اپنے چمڑوں کو تم کیوں گواہی دیتے ہو ہمارے خلاف وہ کہیں گے بلوایا ہے ہم کو اس اللہ نے جس نے ہر چیز کو

وَّهُوَ خَلَقَکُمۡ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَّاِلَیۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿21﴾

بلوایا ہے اور اسی نے تم کو پیدا کیا پہلی مرتبہ اور اسی کی طرف تم لوٹائے گئے ہو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

صَرۡصَرًا: تند ہوا، نَحِسَاتٍ: منحوس (دن)، اَخۡزٰی: زیادہ رسوائی والا، اَلۡعُمٰی: گمراہی، شَهِدۡتُّمۡ: تم نے گواہی دی، اَنۡطَقَنَا: ہمیں گویائی دی، اَنۡطَقَ: (جس نے) گویائی دی۔

ربط:

سابقہ آیات میں بیان کیا گیا تھا کہ اے مشرکین عرب اگر تم اللہ کی بھیجی ہوئی آیات سے اعراض کرو گے تو میں تمہیں ڈراتا ہوں ایسے عذاب سے جیسا کہ عاد اور ثمود کی قوموں پر آیا اور جس میں وہ قومیں ہلاک ہو گئی ایسا نہ ہو کہ تم بھی ہلاک کر دیے جاؤ اب قوم عاد اور قوم ثمود پر آنے والے عذاب کی تفصیل بیان کی جا رہی ہے۔

تفسیری نکات: قوم عاد پر آنے والے عذاب کا احوال:

فَاَمَّا عَادٌ پس بہر حال قوم عاد نے فَاسۡتَکۡبَرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ پس تکبر کیا زمین میں ناحق۔ نوح علیہ السلام کے بعد دنیا میں قوم عاد تھی۔ ان کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ یہ قوم نجران، حضر موت، مغربی یمن اور

عمان کے درمیان میں آباد تھی۔ جغرافیے میں اس کا نام ربع خالی اور طھماء ہے۔ اس علاقے میں زیادہ تر ریت کے ٹیلے تھے مگر نجران کے قریب زرعی زمین بھی تھی یہ لوگ بڑے ڈیل ڈول والے تنومند اور بڑی قوت والے تھے۔ ان لوگوں نے حضرت ہود علیہ السلام کی نافرمانی کی جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے بارش روک دی۔

قوم عاد نے تکبر کیا زمین میں ناحق وَقَالُوْا اور کہا انھوں نے مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً کون زیادہ سخت ہے ہم سے قوت میں۔ ہم سے زیادہ طاقت والا کون ہے، ہم سے قد کس کا بڑا ہے، بدنی اور مالی طاقت میں سے زیادہ کون ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ کیا اور انھوں نے نہ دیکھا کہ بیشک اللہ تعالیٰ کی وہ ذات خَلَقَهُمْ جس نے ان کو پیدا کیا هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً وہ زیادہ سخت ہے قوت میں ان سے وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ اور تھے وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے۔ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا پس بھیجی ہم نے ان پر ہوا صَرْصَرًا تند و تیز جھکڑ چلائے فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ منحوس دنوں میں۔ ہوا کیوں چلائی لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ تاکہ ہم چکھائیں انھیں رسوائی کا عذاب فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا دنیا کی زندگی میں وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى اور البتہ آخرت کا عذاب بہت رسوا کرنے والا ہے وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ اور ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔ کئی سال بارشیں نہ ہوئیں پھر بادل کا ایک ٹکڑا ان کو نظر آیا تو بڑے خوش ہوئے۔ کہنے لگے هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا (الاحقاف: ۲۴) "یہ بادل ہے ہم پر بارش برسائے گا۔" بل هوما استعجلتم "نہیں بلکہ یہ وہ ہے کہ جس کو تم جلدی طلب کرتے تھے" یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے۔

ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ جس وقت بادل ان کے قریب آگیا تو اس سے آواز آئی رمادا رمادا لا تذر من عاد احدا "ان کو راکھ اور خاک کر دے کسی ایک کو بھی نہ چھوڑنا۔" یہ آواز کانوں سے سننے کے باوجود عبرت حاصل نہ کی، ضد نہ چھوڑی، حق کو قبول نہیں کیا۔ ہوا نے ان کو فضا سے زمین پر پٹخ پٹخ کر مارا۔ کوئی یہاں گرا پڑا ہے کوئی وہاں گرا پڑا ہے۔ سورۃ الحاقہ میں ہے کانهم اعجاز نخل خاوية "گویا کہ وہ کھجور کے تنے ہیں جو اکھاڑ کر پھینک دیئے گئے ہیں۔"

دنوں میں ذاتی طور پر کوئی نحوست نہیں ہوتی:

یہاں میں دو باتیں عرض کرتا ہوں ایک یہ ہے کہ دنوں میں ذاتی طور پر کوئی نحوست نہیں۔ کیوں کہ یہاں فرمایا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ اور دوسرے مقام پر حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ ہوا ہم نے مسلط کی "سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ" سات راتیں اور آٹھ دن لگا تار تو اب ثابت ہوا کہ آٹھ دن تو منحوس ہیں تو اپنے لئے ایسا دن مقرر کرو جو منحوس نہ ہو۔ یہ دن اگر منحوس ہے تو یہاں تو اجمال ہے وہاں دوسری جگہ تو آٹھ دن کے لفظ موجود ہیں پھر تو کوئی دن بھی غیر منحوس نہ ہوگا۔ دوسری بات اگر ان دنوں میں ذاتی نحوست ہوتی تو ھود علیہ السلام اور ان کے مومنین ساتھی کیوں بچتے حالانکہ اہل ایمان اس عذاب میں بالکل محفوظ اور مامون رہے۔ اب ان دلائل کو سامنے رکھ کر معلوم ہوا کہ ذاتی طور پر دنوں میں کوئی نحوست نہیں ہے بلکہ یہ

نحوست قوم عاد کے انکار و کفر کی بناء پر ہے۔ جو ان دنوں میں واقع ہوئی اصل نحوست ان کے اعمال کی ہے۔

قوم ثمود پر آنے والے عذاب کا ذکر:

وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ اور بہرحال قوم ثمود جو تھی پس ہم نے ان کو راستہ بتلایا ان کی راہنمائی کی۔ حضرت صالح علیہ السلام کو ان کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا۔ اللہ کے نبی نے ان کی زبان میں ان کی راہنمائی کی فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى پس انھوں نے پسند کیا اندھے پن کو۔ دلوں کے اندھے ہونے کو انھوں نے پسند کیا عَلَى الْهُدٰى ہدایت پر۔ ہدایت کے مقابلے میں انھوں نے گمراہی کو اختیار کیا ہدایت انھوں نے قبول نہ کی ضد پر اڑے رہے، منہ مانگا معجزہ بھی مل گیا جو چٹان انھوں نے خود متعین کی اسی سے اونٹنی نکلی لیکن پھر بھی نہیں مانے فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ پس پکڑا ان کو ذلت والے عذاب کی کڑک نے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک بڑی کڑک دار آواز نکالی جس سے زلزلہ آیا۔ ان کے متعلق صیحہ کا لفظ بھی آتا ہے اور رجفہ کا لفظ بھی آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو سخت ذلیل عذاب کی کڑک میں کیوں پکڑا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ اس وجہ سے کہ جو وہ کماتے تھے۔ ان کے کفر، شرک اور برائی کا صلہ ان کو

وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ اور نجات دی ہم نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور تھے وہ بچتے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے۔ یہ تو دنیا کا عذاب تھا وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ اور جس دن چلائے جائیں گے، اکٹھے کیے جائیں گے اللہ تعالیٰ کے دشمن آگ کی طرف۔ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ پس وہ گروہ در گروہ کر دیے جائیں گے۔ یہودیوں کا الگ گروہ ہوگا۔ ہندوؤں کا الگ عیسائیوں کا الگ، سکھوں کا الگ، بدھ مت والوں کا الگ۔

مجرموں کے اعضاء اُن کے خلاف گواہی دیں گے:

حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا یہاں تک کہ جب وہ دوزخ کے قریب پہنچیں گے جہاں اللہ تعالیٰ کی عدالت ہوگی وہاں سے دوزخ نظر آئے گی۔ شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ گواہی دیں گے ان کے خلاف ان کے کان اور ان کی آنکھیں وَجُلُوْدُهُمْ ان کے چمڑے بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اس چیز کی وہ خبر دیں گے جو وہ کرتے رہے۔ جس طرح اب میں زبان سے بول رہا ہوں اور تم میرے الفاظ سن رہے ہو اس طرح کان، آنکھیں، چمڑے ہاتھ پاؤں بولیں گے، کہنیاں اور گھٹنے بولیں گے کہ واقعی انھوں نے شرک کیا ہے۔ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ اور وہ مجرم اپنے چمڑوں سے کہیں گے لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ؕ کیوں گواہی دیتے ہو تم ہمارے خلاف قَالُوْٓا وہ اعضا کہیں گے اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ بلوایا ہے ہم کو اللہ تعالیٰ نے جس نے ہر چیز کو بلوایا ہے۔ ہمارا کیا بس ہے ہم تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں۔ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ اور اسی نے تمہیں پیدا کیا پہلی مرتبہ اور جس جس کام میں لگایا، کان سننے کے لیے آنکھیں دیکھنے کے لئے، ہاتھ پکڑنے کے لئے، زبان بولنے کے لیے، پاؤں چلنے کے لئے، اسی رب نے یہ تصرف فرمایا ہے اور ہر ایک سے بلوا رہا ہے وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ اور اسی رب کی طرف آج تم لوٹائے گئے ہو۔ یہ سارا نقشہ قیامت والے دن سامنے آئے گا۔

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ

اور نہیں تھے تم چھپ سکتے اس بات سے کہ گواہی دیں تمہارے خلاف تمہارے کان اور نہ اس سے کہ گواہی دیں تمہارے

وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ

خلاف تمہاری آنکھیں اور نہ اس سے کہ گواہی دیں تمہارے خلاف تمہارے چمڑے اور لیکن تم نے خیال کیا کہ بیشک اللہ تعالیٰ

لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿22﴾ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ

نہیں جانتا بہت ساری وہ چیزیں جو تم کرتے ہو، اور یہ تمہارا خیال ہے وہ خیال جو تم نے کیا اپنے رب کے بارے میں اس خیال

اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿23﴾ فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۚ

نے تمہیں ہلاک کر دیا پس ہو گئے تم نقصان اٹھانے والوں میں سے، پس اگر وہ صبر کریں پس دوزخ کی آگ ہی ان کا ٹھکانا

وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ﴿24﴾ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ

ہے اور اگر وہ معافی مانگیں پس نہیں ہوں گے وہ کہ ان کو معافی کا موقع دیا جائے۔ اور ہم نے مسلط کر دیئے ہیں ان کے لیے

فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ

ساتھی پس انھوں نے مزین کیا ان کے لیے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور لازم ہو چکی ان پر بات ان

اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿25﴾ ع

امتوں میں تحقیق جو گزر چکی ہیں ان سے پہلے جنات میں سے اور انسانوں میں سے بیشک وہ نقصان اٹھانے والے تھے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿26﴾

اور کہا ان لوگوں نے جنھوں نے کفر کیا نہ سنو تم اس قرآن کو اور اس میں شور مچاؤ تاکہ تم غالب آجاؤ۔ پس البتہ ہم ضرور چکھائیں

فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿27﴾

گے ان لوگوں کو جو کافر ہیں سخت عذاب اور ہم ان کو ضرور بدلہ دیں گے بہت برا بدلہ ہے اس چیز کا جو وہ کرتے ہیں۔

ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ۭ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا

یہ ہے سزا اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کی دوزخ کی آگ ان کے لیے دوزخ میں ہمیشگی کا گھر ہے بدلہ ہوگا اس چیز کا کہ ہماری آیتوں کا

يَجْحَدُوْنَ ﴿28﴾

وہ انکار کرتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ: تم اپنے آپ کو چھپا نہ سکتے تھے، ظَنَنْتُمْ: تم نے گمان کیا، اَرْدٰكُمْ: تمہیں برباد کیا، يَصْبِرُوْا: (اگر یہ) صبر کریں، يَسْتَعْتِبُوْا: عذر کرنا چاہیں گے، اَلْمُعْتَبِيْنَ: عذر قبول کیے ہوئے، قَيَّضْنَا: ہم نے مقرر کیا، قُرَنَآءَ: ساتھ رہنے والے، فَزَيَّنُوْا: انہوں نے مزین کیا، لَا تَسْمَعُوْا: تم نہ سنو، وَالْغَوْا: (اور) شور مچاؤ، تَغْلِبُوْنَ: تم غالب ہو جاؤ گے، فَلَنُذِيْقَنَّ: ہم ضرور چکھائیں گے۔

ربط:

سابقہ آیات میں بیان ہوا کہ قیامت والے دن انسان کے اعضاء اور جہنم کی کھال اس کے خلاف گواہی دیں گے ان آیات میں بھی اسی کے متعلق مزید بیان کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: انسان کے اعضاء بحکم الٰہی اُس کے خلاف گواہی دیں گے:

قیامت والے دن انسان کے اپنے اعضاء جب اس کے خلاف گواہی دیں گے تو یہ کہیں گے تم ہمارے جسم کا حصہ ہو کر ہمارے خلاف کیوں گواہی دیتے ہو؟ تو وہ کہیں گے انطقنا الله الذی انطق کل شیءٍ "بلوایا ہے ہم کو اس اللہ نے جس نے ہر چیز کو بلوایا ہے۔" اور انسان کے اعضاء یہ بھی کہیں گے وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اور نہیں تھے تم چھپ سکتے اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ اس بات سے کہ گواہی دیں تمہارے خلاف سَمْعُكُمْ تمہارے کان وَلَآ اَبْصَارُكُمْ اور نہ اس بات سے کہ تمہاری آنکھیں گواہی دیں وَلَا جُلُوْدُكُمْ اور نہ اس بات سے کہ تمہارے چمڑے گواہی دیں۔ یہ تو انسان کے بس میں نہیں ہے کہ گناہ کرتے وقت اعضاء کو اتار کر پھینک دے۔

وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اور لیکن تم نے خیال کیا کہ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ کہ بیشک اللہ تعالیٰ نہیں جانتا تمہارے بہت سارے وہ کام جو تم کرتے ہو۔ تم گناہ کے کام لوگوں سے چھپ کر کرتے تھے مگر اللہ تعالیٰ سے ذرا شرم محسوس نہیں کرتے تھے حالانکہ اس سے تو کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔

وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اور یہ تمہارا خیال ہے جو خیال تم نے اپنے رب کے بارے میں کیا اَرْدٰكُمْ اس خیال نے تمہیں ہلاک کر دیا برے عمل کرتے وقت تم نے یہ خیال کیا کیا کہ تمہارے رب کو تمہارے اعمال کا علم نہیں ہے اور وہ تم سے پوچھے گا نہیں۔ اس خیال نے تمہیں تباہ کر دیا فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ پس ہو گئے تم نقصان اٹھانے والوں میں سے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۚ پس اگر یہ صبر کریں پس دوزخ کے عذاب پر، تو دوزخ ان کا ٹھکانا ہے۔ صبر کرنا پڑے گا۔ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا اور اگر معافی مانگیں گے فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ پس نہیں ہوں گے وہ کہ ان کو معافی کا موقع دیا جائے۔ یعنی اگر وہ معافی مانگنا چاہیں توبہ کرنا چاہیں تو ان

کی معافی اور توبہ کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

شیطان کفار کے بُرے اعمال کو خوبصورت کر کے دکھاتا ہے:

وَقَيَّضْنَا لَهُمْ اور ہم نے مسلط کر دیئے ان کے لیے قُرَنَآءَ ساتھی ۔قرین کی جمع ہے۔ان کے ساتھ ہم نے ساتھی جوڑ دیئے ہیں فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ پس ان ساتھیوں نے ان کے لیے مزین کیا ان گناہوں کو جو ان کے آگے ہیں وَمَا خَلْفَهُمْ اور ان گناہوں کو جو ان کے پیچھے ہیں۔ برے ساتھی انسانوں میں سے بھی ہوتے ہیں اور جنات میں سے بھی۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب انسان کو اچھا خیال آئے تو یہ فرشتے کے اثر کی وجہ سے ہوتا ہے جو دل کے ایک کونے میں ہیں۔ تو اس پر الحمدللہ کہے کہ یہ فرشتے کا القاء ہے۔ اور اگر دل میں برا خیال پیدا ہو تو یہ شیطان کا وسوسہ ہوتا ہے۔اس وقت بائیں طرف تھوک دو اور اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھو اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھو اور اس وسوسے کو دل سے نکالنے کی کوشش کرو۔ بخاری شریف کی روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ان الشیطن یجری من الانسان مجری الدم "شیطان انسان کے جسم میں وہاں تک اثر کرتا ہے جہاں تک خون گردش کرتا ہے۔" اور خون ناخنوں کے نیچے تک چلتا ہے تو اس صحیح روایت سے معلوم ہوا کہ شیطان کا انسان کے بدن میں دخل ہے۔ تو وہ ساتھی انسان بھی ہو سکتے ہیں اور جنات بھی۔ انسان نظر آتے ہیں اور جنات نظر نہیں آتے۔ برے ساتھی اچھے سے اچھے انسان کو بھی بگاڑ دیتے ہیں۔

وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ اور لازم ہو چکی ان کافروں پر بات فِيْٓ اُمَمٍ ان امتوں کی طرح قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ جو گزر چکی ہیں ان سے پہلے مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ جنوں اور انسانوں میں سے۔ آدم علیہ السلام سے دو ہزار سال پہلے زمین پر جنات کی حکمرانی تھی اس کے بعد آدم علیہ السلام تشریف لائے تو خلافت ارضی آدم علیہ السلام کے سپرد کی گئی۔ تو فرمایا کہ جو امتیں ان سے پہلے گزر چکی ہیں جنوں اور انسانوں میں سے جو فیصلہ ان کے بارے میں تھا ان کے بارے میں بھی وہی فیصلہ ہے۔ وہ فیصلہ یہ ہے اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ بیشک وہ نقصان اٹھانے والے تھے یہ بھی نقصان اٹھائیں گے۔ جنوں اور انسانوں میں سے جو بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا خسارے میں رہے گا۔

قرآن کے پڑھنے کے وقت کفار مکہ کا مکروہ فعل:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور کہا ان لوگوں نے جنھوں نے کفر کیا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ نہ سنو تم اس قرآن کو وَالْغَوْا فِيْهِ اور شور مچاؤ اس میں لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ تاکہ تم غالب آجاؤ۔ یہ مہم انھوں نے گلیوں میں، بازاروں میں، محلوں میں شروع کی کہ قرآن نہیں سننا اور جب آپ ﷺ قرآن سنائیں اور پڑھیں تو شور مچاؤ کہ کسی کو سمجھ ہی نہ آئے۔ اس پر وہ عرصہ دراز تک عمل کرتے رہے۔

فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا پس ہم ضرور چکھائیں گے ان لوگوں کو جو کافر ہیں عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ بڑا سخت عذاب۔
جو یہ قرآن کے سنانے کے وقت شور اور بدتمیزی کا طوفان برپا کرتے ہیں کفار کے اس بدعمل پر دیکھو! ہم ان کا کیا حشر
کرتے ہیں وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اور ہم ان کو ضرور بدلہ دیں گے بہت برا بدلہ ہے اس چیز کا جو وہ
کرتے ہیں۔ وہ دوزخ کی آگ ہے جو دنیا کی آگ سے انہتر گنا تیز ہے۔ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ یہ بدلہ ہے اللہ تعالیٰ
کے دشمنوں کا النَّارُ ۚ آگ کی شکل میں لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ؕ ان کے لیے دوزخ میں ہیشگی کا گھر ہے۔ یہ ہمیشہ ہمیشہ
دوزخ میں رہیں گے جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ بدلہ ہوگا اس چیز کا کہ یہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ

اور کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اے ہمارے رب دکھا دے ہمیں وہ دو جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا جنات میں سے

وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿29﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا

اور انسانوں میں ہم ان کو کچل دیں اپنے پاؤں کے نیچے تاکہ ہو جائیں وہ پست لوگوں میں سے۔ بیشک وہ لوگ جنہوں نے کہا

رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا

پروردگار ہمارا اللہ ہے پھر وہ ڈٹ گئے، اترتے ہیں ان پر فرشتے (اور کہتے ہیں) یہ کہ تم خوف نہ کرو اور نہ غم کھاؤ اور خوش ہو جاؤ

بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿30﴾ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ

جنت پر وہ جنت جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے ساتھی ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لیے

وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿31﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ

اس جنت میں ہوگا جو تمہارے جی چاہیں گے اور تمہارے لیے ہوگا اس جنت میں جو تم طلب کرو گے۔ مہمانی ہوگی بخشنے والے

ع ۱۸ رَّحِيْمٍ ﴿32﴾ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا

مہربان کی طرف سے، اور کون زیادہ اچھا ہے بات کے لحاظ سے اس شخص سے جو بلاتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اور عمل کرتا ہے

وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿33﴾ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ

اچھا اور کہتا ہے بیشک میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ اور نہیں ہے برابر نیکی اور نہ برائی اور ٹال دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے طریقے

هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿34﴾

کے ساتھ جو اچھا ہو پس اچانک وہ شخص تیرے درمیان اور اس کے درمیان عداوت ہے گویا کہ وہ دوست ہوگا مخلص،

وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿35﴾

اور نہیں دی جاتی یہ خصلت مگر ان لوگوں کو جنہوں نے صبر کیا اور نہیں دی جاتی یہ خصلت مگر اس کو جو بڑے نصیبے والا ہو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلَّذَیْنِ: وہ دونوں، اَضَلّٰنَا: ہمیں گمراہ کیا، نَجْعَلْهُمَا: ہم انہیں کریں، تَتَنَزَّلُ: اتریں گے، اَلَّا تَخَافُوْا: کہ تم نہ ڈرو، اَوْلِيٰٓؤُكُمْ: تمہارے رفیق، تَشْتَهِيْٓ: چاہے گا، تَدَّعُوْنَ: تم مانگو گے۔

ربط:

سابقہ آیات میں جہنم میں داخل کیے جانے والے کفار اور مشرکین کا تذکرہ کیا گیا تھا اب بھی انہی جہنمی لوگوں کے احوال بیان کیے جا رہے ہیں۔

تفسیری نکات: جہنمی کہیں گے اے اللہ ہمیں گمراہ کرنے والے دکھا ہم ان کو اپنے پاؤں تلے کچل دیں:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا رَبَّنَآ اے ہمارے رب اَرِنَا الَّذَيْنِ دکھا دے ہمیں وہ دو اَضَلّٰنَا جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ جنوں اور انسانوں میں سے۔ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا ہم ان کو کچل دیں اپنے پاؤں کے نیچے۔ اس کی ایک تفسیر یہ ہے کہ جس طرح انسان انسان کو گمراہ کرتا ہے اسی طرح جن یعنی شیطان بھی انسان کو گمراہ کرتا ہے۔ تو مطلب ہوگا کہ جن انسانوں اور جنوں نے، شیطانوں نے ہمیں بہکایا اور گمراہ کیا وہ ہمیں دکھا۔ ہم ان کو اپنے پاؤں کے نیچے کچل کر اپنے دل کی بھڑاس نکالنا چاہتے ہیں۔

اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ جن سے مراد ابلیس ہے اور انس سے مراد آدم علیہ السلام کا نافرمان بیٹا قابیل مراد ہے جس نے اپنے بھائی ہابیل رحمۃ اللہ علیہ کو قتل کر کے سب سے پہلے برائی دنیا میں پھیلائی۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ دنیا میں جتنے ناحق قتل ہوتے ہیں وہ سب قابیل کی گردن پر ہیں لِاَنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ اس لیے کہ وہ پہلا شخص ہے جس نے قتل ناحق کی بنیاد رکھی۔ تو جن سے مراد ابلیس اور انس سے مراد قابیل ہے۔ اے پروردگار! ہمیں یہ دونوں دکھا کہ ہم ان کو اپنے قدموں کے نیچے کچل دیں کہ انھوں نے ہماری آخرت خراب کی۔

لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ تاکہ ہو جائیں وہ پست لوگوں میں سے۔ ذلیل ہو جائیں۔ مگر ان باتوں کا کیا فائدہ ہوگا؟ ابلیس بھی دوزخ میں ہوگا گمراہ کرنے والے انسان بھی دوزخ میں ہوں گے اور اس طعنہ بازی سے عذاب سے چھٹکارا تو حاصل نہیں ہوگا۔

اہل ایمان کا موت کے وقت اور قیامت میں احوال:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا پھر ڈٹ گئے اس پر کہ اور کسی کو رب نہیں مانا۔ اللہ تعالیٰ کی توحید سے پھرے نہیں۔ تو پھر یہ ہوتا ہے تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اترتے ہیں ان مومنوں پر فرشتے موت کے وقت عزرائیل علیہ السلام اور ان کے ساتھی سلام کے بعد کہتے ہیں اَلَّا تَخَافُوْا یہ کہ تم خوف

نہ کرو وَلَا تَحْزَنُوْا اور غم نہ کرنا۔ دنیا کی جدائی کا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ اور خوش ہو جاؤ اس جنت پر جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ پھر مرنے والے کے سامنے جنت کے باغات، محلات، کوٹھیاں، پیش کی جاتی ہیں تا کہ اس کو دنیا کی جدائی کا صدمہ نہ ہو، پریشانی نہ ہو۔ اور فرشتے یہ بھی کہتے ہیں خوف نہ کھا، غم نہ کر اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور ہم فرشتے نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ہم تمہارے ساتھی اور دوست ہیں دنیا کی زندگی میں۔ تمہیں خوشخبریاں دیں، بشارتیں سنائیں وَفِي الْاٰخِرَةِ اور آخرت میں بھی ہم تمہارے ساتھی ہیں۔

وَلَكُمْ فِيْهَا اور تمہارے لیے اس جنت میں ہوگا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ جو کچھ تمہارے جی چاہیں گے۔ اگر کوئی شخص چاہے کہ میں اڑ کر فلاں جگہ پہنچ جاؤں پرندے کی طرح اڑتا ہوا فضا میں نظر آئے گا۔ اگر خیال کرے گا کہ فلاں بٹیر اور تیتر میری خوراک بنے تو اسی وقت وہ بھنا ہوا پلیٹ میں سامنے ہوگا۔ جس پھل کے بارے میں خواہش کرے گا اس کی شاخ خود بخود جھک کے سامنے آجائے گی۔ درخت پر چڑھ کر پھل اتارنے کی ضرورت نہیں پیش آئے گی جو چاہو گے ملے گا وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ اور تمہارے لیے ہوگا اس جنت میں جو تم طلب کرو گے۔ جو مانگو گے اللہ تعالیٰ تمہیں دے گا نُزُلًا مہمانی ہوگی مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔ اللہ تعالیٰ کی مہمانی، اللہ تعالیٰ کی عظمت اور شان کے مطابق ہوگی۔ جیسے آج کوئی میرا معزز مہمان آجائے تو میں اپنی حیثیت اور استطاعت کے مطابق اس کی خدمت کرتا ہوں۔ یہ مہمانی رب غفور رحیم کی طرف سے ہوگی۔

مسلمان کی شان:

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا اور کون زیادہ اچھا ہے بات کے لحاظ سے مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ اس شخص سے جو دعوت دیتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اور صرف دعوت ہی نہیں وَعَمِلَ صَالِحًا اور خود بھی نیک عمل کرتا ہے۔ جو خود عامل ہوتا ہے ایسے داعی کی بات موثر ہوتی ہے۔ اور اگر اس کا اپنا عمل اور کردار دعوت کے مطابق نہیں ہے، اس کی شکل وصورت سنت کے مطابق نہیں ہے اور لوگوں کو دعوت دیتا ہے آؤ نورانی سنتوں کی طرف تو دیکھنے والے کہیں گے یہ کیا کہتا ہے اور اس کی اپنی شکل کیا ہے؟ خود اس کا اپنا عمل کیا ہے؟

وَّقَالَ اور وہ کہتا ہے اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ بیشک میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ اسلام قبول کرنے والا ہوں۔

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ اور نہیں ہے برابر نیکی وَلَا السَّيِّئَةُ اور نہ برائی یعنی نیکی اور برائی برابر نہیں ہیں اِدْفَعْ ٹال دے بِالَّتِيْ ایسے طریقے سے هِيَ اَحْسَنُ جو اچھا ہو۔ برائی کو اچھے طریقے سے ٹال دو لڑنے والے کے ساتھ صلح رکھو۔ گالیوں کا جواب نہ دو، سختی کرنے والے کے ساتھ نرمی کرو فَاِذَا پس جب تم احسن طریقے کے ساتھ برائی کو، لڑائی جھگڑے کو ٹالو گے تو الَّذِيْ وہ شخص بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ کہ تیرے درمیان اور اس کے درمیان عداوت ہے كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ گویا کہ وہ مخلص دوست ہوگا۔ اگر وہ انسان ہے تو وہ ضرور سوچے گا کہ میں اس کو گالیاں دیتا ہوں اور یہ مجھے کچھ

نہیں کہتا۔ میں اس کے ساتھ برائی سے پیش آتا ہوں اور وہ اچھائی کے ساتھ۔ پیش آتا ہے تو وہ ضرور دوست بن جائے گا۔ وَمَا يُلَقّٰهَآ اور نہیں دی جاتی یہ اچھی خصلت۔ برائی کو اچھائی کے ساتھ ٹالنے والی اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا مگر ان لوگوں کو جو صبر کرتے ہیں۔ ہر آدمی صبر اور حوصلے سے کام نہیں لیتا۔ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ اور نہیں دی جاتی یہ خصلت مگر اس کو جو بڑے نصیبے والا ہو۔ جس کا بخت اچھا ہو، کردار اچھا ہو اس کو یہ خصلت ملتی ہے برائی کو اچھائی کے ساتھ ٹالنے والی۔ صحیح مسلمان کی یہی شان ہے۔

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۶﴾

اور اگر چوک لگے آپ کو شیطان کی طرف سے چوکا پس آپ اللہ تعالیٰ کی پناہ لیں بیشک اللہ تعالیٰ وہی ہے سننے والا جاننے والا،

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ

اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے رات اور دن اور سورج اور چاند۔ نہ سجدہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو

وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا

اور سجدہ کرو اللہ تعالیٰ کو وہ اللہ تعالیٰ جس نے ان کو پیدا کیا ہے اگر ہو تم خالص اسی کی عبادت کرتے۔ پس اگر یہ لوگ تکبر کریں

فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ السجدة وَمِنْ

پس وہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کے پاس ہیں وہ تسبیح بیان کرتے ہیں اس کی رات کو اور دن کو اور وہ تھکتے نہیں۔ اور اس کی

اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ

قدرت کی نشانیوں میں سے ہے بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے ہیں زمین کو دبی ہوئی پس جس وقت ہم اتارتے ہیں اس پر پانی

اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ؕ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾

حرکت کرتی ہے اور پھولتی ہے بیشک وہ ذات جس نے اس کو زندہ کیا ہے البتہ زندہ کرے گا مردوں کو بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ؕ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ

بیشک وہ لوگ جو ٹیڑھے چلتے ہیں ہماری آیتوں کے بارے میں وہ مخفی نہیں ہیں ہم پر۔ کیا پس وہ شخص جو ڈالا گیا آگ میں بہتر

يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۴۰﴾

ہے یا وہ شخص جو آئے گا امن کی حالت میں قیامت والے دن عمل کرو تم جو چاہو بیشک وہ جو تم عمل کرتے ہو دیکھتا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَا تَسْجُدُوْا: تم سجدہ نہ کرو، خَلَقَهُنَّ: ان کو پیدا کیا، لَا یَسْئَمُوْنَ: وہ اکتاتے نہیں ہیں، خَاشِعَةً: جھکنے والی، لَا یَخْفَوْنَ: وہ مخفی نہیں ہیں۔

ربط:

اوپر داعی الی اللہ کا ذکر فرمایا گیا تھا اب ان آیات میں داعی الی اللہ کو ہی مخاطب فرما کر کہا جارہا ہے کہ اے داعی الی اللہ یادرکھنا کہ جب تمہیں شیطان کچو کے مارے، تمہارے دل میں وساوس پیدا کرے تو اللہ کی پناہ لینا۔

تفسیری نکات: شیطان کے وسوسے ڈالنے پر اللہ کی پناہ طلب کرو:

وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ اور اگر چوک لگے آپ کو شیطان کی طرف سے اور اگر ابھارے تجھ کو شیطان ابھارنا کہ یہ جاہل کیا کہتا ہے فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ تو آپ اللہ تعالیٰ کی پناہ لیں۔ تو اس کا جواب نہ دیں اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھ لیں۔ بڑے دل گردے اور حوصلے کی بات ہے کہ کفار اور مشرکین گالیاں نکالے، بے ہودہ باتیں کہیں اور داعی یہ سمجھ کر جواب نہ دے کہ شیطان مجھے ابھارنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرے۔ بڑا مشکل مرحلہ ہے اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ بیشک اللہ تعالیٰ ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔ وہ تمہاری باتیں بھی سنتا ہے اور ان کی باتیں بھی سنتا ہے۔ تمہارے کردار کو بھی جانتا ہے اور ان کی کارروئیوں کو بھی جانتا ہے۔ پھر دعوت الی اللہ میں سب سے اہم چیز اللہ کی وحدانیت اور ایمان ہے۔ اب آگے اللہ کی وحدانیت کے دلائل ہیں۔

عبادت کے لائق صرف اللہ کی ذات ہے:

وَمِنْ اٰیٰتِهِ الَّیْلُ وَالنَّهَارُ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت اور توحید کی نشانیوں میں سے ہے رات اور دن۔ دن اور رات کو سمجھنے کے لیے اور کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے رات اور دن سب کو نظر آتے ہیں۔ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ اور اس کی قدرت اور توحید کی نشانیوں میں سے ہے سورج اور چاند بھی۔ سورج کی روشنی سے تم فائدہ اٹھاتے ہو اور وہ حجم میں چاند اور زمین سے کئی گنا بڑا ہے۔ اور چاند کی چاندنی سے بھی تم فائدہ اٹھاتے ہو اور عالم اسباب میں سورج کی کرنوں کا اور چاند کی چاندنی کا فصلوں پر اثر ہے، درختوں اور پودوں پر اور باقی سب چیزوں پر اثر ہے۔ انسانی صحت پر بھی اثر ہے۔ ان تمام چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے انسان کی خدمت پر لگایا ہے۔ فرمایا لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو سجدہ کرو یہ سب مخلوق ہیں۔ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اور سجدہ کرو اللہ تعالیٰ کو جس نے ان کو پیدا کیا ہے۔ بیشک سورج میں روشنی اور چمک ہے چاند میں بھی دھیمی روشنی ہے مگر یہ معبود ہونے کی دلیل تو نہیں ہیں۔ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ اگر ہو تم خالص اسی کی عبادت کرتے تو اس کے سوا کسی کو سجدہ نہ کرو اور نہ کسی کے سامنے جھکو۔

فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا پس اگر یہ لوگ ان دلائل سے تکبر کریں اور اپنے مالک وخالق کو سجدہ نہ کریں تو فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ پس وہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کے پاس ہیں فرشتے يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ وہ تسبیح بیان کرتے ہیں اس کی بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ رات کو بھی اور دن کو بھی وَهُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ اور وہ فرشتے تھکتے نہیں تسبیح کرنے سے۔ وہ نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں، نہ پیشاب، نہ پاخانہ، نہ ان میں جنسی خواہشات ہیں، نہ ان کو تھکاوٹ ہوتی ہے۔ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں سبحان اللہ وبحمدہ۔

قرآن کا غلط ترجمہ وتفسیر کرنا بھی قرآن کا انکار کرنا ہے:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے ہیں زمین کو دبی ہوئی۔ بارش نہ ہو خشک زمین دبی ہوتی ہے فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ پس جس وقت ہم اتارتے ہیں اس پر پانی۔ بارش نازل ہوئی ہے اهْتَزَّتْ زمین حرکت کرتی ہے۔ وَرَبَتْ ۭ اور زمین پھولتی ہے جیسے خمیر ہوتا ہے۔ پھر اس میں سبزیاں پیدا ہوتی ہیں، درخت اگتے ہیں، چارا پیدا ہوتا ہے، نباتات اور پھل انسانوں کے کام بھی آتے ہیں اور حیوانوں کے بھی۔ فرمایا اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا بیشک وہ رب جس نے زندہ کیا ہے اس زمین کو لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ البتہ وہی رب زندہ کرے گا مردوں کو۔ یہ زمین کی حالت تمہارے سامنے اور مشاہدے میں ہے۔ جو رب یہ کر سکتا ہے وہ مردے بھی زندہ کر سکتا ہے اس کے لیے کوئی شے مشکل نہیں ہے۔ اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اتنے واضح دلائل سننے کے بعد بھی اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا بیشک وہ لوگ جو ٹیڑھے چلتے ہیں کج روی کرتے ہیں ہماری آیتوں میں۔ الحاد کا معنی ہے ٹیڑھا چلنا۔ ہر شے ایک طرف چل رہی ہے اور یہ دوسری طرف چلتے ہیں لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۭ وہ ہم پر مخفی نہیں ہیں۔ ایک کج روی یہ ہے کہ آیات کا انکار کرنا۔ اور ایک کج روی یہ ہے کہ قرآن کریم کی آیات کی غلط تفسیر کرنا۔ اوٹ پٹانگ تفسیریں کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی صفات میں دوسروں کو شریک کرنا یہ بھی الحاد ہے۔ تو غلط تفسیریں اور تعبیریں کرنے والے بھی ہم سے مخفی نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اب فیصلہ تم خود کر لو اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ کیا پس وہ شخص جو ڈالا جائے گا دوزخ میں خَيْرٌ بہتر ہے اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ یا وہ شخص جو آئے گا امن کی حالت میں۔ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچے گا پھر جنت میں جائے گا یہ بہتر ہے۔ ان دونوں میں سے کون بہتر ہے فیصلہ خود کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ عمل کرو تم جو تمہارا جی چاہے۔ یہ امر توبیخ کے لیے ہے کہ ہم نے تمہیں پیغمبروں کے ذریعے نیکی کے راستے بتلائے ہیں اور برے راستوں سے بھی آگاہ کیا ہے۔ اب تمہاری مرضی ہے جو چاہو عمل کرو۔ مگر ایک بات یاد رکھو! اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ بیشک اللہ تعالیٰ جو عمل کرتے ہو دیکھتا ہے۔ معاملہ تمہارا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اس بات کو ہر وقت پیش نظر رکھو۔

اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِالذِّكۡرِ لَمَّا جَآءَهُمۡ‌ ۚ وَاِنَّهٗ لَـكِتٰبٌ

بیشک وہ لوگ جنہوں نے انکار کیا قرآن پاک کا جس وقت وہ ان کے پاس آ گیا اور بیشک وہ قرآن پاک البتہ کتاب ہے

عَزِيۡزٌ ۙ‏ ﴿41﴾ لَّا يَاۡتِيۡهِ الۡبَاطِلُ مِنۡۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَلَا مِنۡ خَلۡفِهٖ‌ ؕ تَنۡزِيۡلٌ مِّنۡ حَكِيۡمٍ

غالب ہے۔ نہیں آسکتا اس کے پاس باطل نہ آگے سے اور نہ اس کے پیچھے سے یہ اتاری ہوئی ہے حکمت والے قابل تعریف

حَمِيۡدٍ‏ ﴿42﴾ مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدۡ قِيۡلَ لِلرُّسُلِ مِنۡ قَبۡلِكَ‌ ؕ اِنَّ

کی طرف سے، نہیں کہا جاتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مگر وہی کچھ تحقیق جو کہا گیا رسولوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

رَبَّكَ لَذُوۡ مَغۡفِرَةٍ وَّذُوۡ عِقَابٍ اَلِيۡمٍ‏ ﴿43﴾ وَلَوۡ جَعَلۡنٰهُ قُرۡاٰنًا اَعۡجَمِيًّا لَّقَالُوۡا

رب البتہ بخشنے والا ہے اور دردناک سزا دینے والا بھی ہے، اور اگر ہم بناتے اس قرآن کو عجمی البتہ یہ لوگ کہتے کیوں نہیں تفصیل

لَوۡلَا فُصِّلَتۡ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعۡجَمِىٌّ وَّعَرَبِىٌّ ؕ قُلۡ هُوَ لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا هُدًى

کے ساتھ بیان کی گئیں اس کی آیتیں کیا کتاب عجمی اور قوم عربی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمادیں یہ قرآن ان لوگوں کے لیے جو ایمان

وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ فِىۡۤ اٰذَانِهِمۡ وَقۡرٌ وَّهُوَ عَلَيۡهِمۡ عَمًى‌ ؕ

لائے ہدایت ہے اور شفا ہے اور وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں ڈاٹ ہیں اور وہ ان کے لیے اندھا پن ہے

ع ١٩ اُولٰٓـئِكَ يُنَادَوۡنَ مِنۡ مَّكَانٍۢ بَعِيۡدٍ‏ ﴿44﴾ وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡكِتٰبَ فَاخۡتُلِفَ فِيۡهِ‌ ؕ

یہی لوگ ہیں کہ ان کو پکارا جاتا ہے دور کی جگہ سے، اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب پس اختلاف کیا گیا اس میں

وَلَوۡلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّكَ لَقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ‌ ؕ وَاِنَّهُمۡ لَفِىۡ

اور اگر نہ ہوتی یہ بات جو ہو چکی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ربّ کی طرف سے البتہ فیصلہ کر دیا جاتا ان کے درمیان اور بیشک یہ لوگ البتہ

شَكٍّ مِّنۡهُ مُرِيۡبٍ‏ ﴿45﴾ مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفۡسِهٖ‌ وَمَنۡ

شک میں ہیں اس کی طرف سے جو ان کو تردد میں ڈالنے والا ہے۔ جس نے عمل کیا اچھا پس اپنے نفس کے لیے ہے اور جس نے

اَسَآءَ فَعَلَيۡهَا‌ ؕ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِيۡدِ‏ ﴿46﴾

برائی کی پس اسی کے نفس پر پڑے گی اور نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب ظلم کرنے والا بندوں پر۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَعۡجَمِيًّا: عجمی زبان والا، اَسَآءَ: (جس نے) برا عمل کیا۔

ربط:

سابقہ آیات میں کفار کا عقیدہ بتلایا گیا کہ وہ چاند سورج کی پوجا کرتے ہیں جو دراصل انہی کی طرح اللہ کی مخلوق ہیں اور اُن لوگوں کا تذکرہ کیا گیا جو اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں قرآن کا انکار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی آیات کی من مانی تفسیر کرتے ہیں۔ اب ان آیات میں قرآن کی حقانیت اور اُس کی سچائی کو بیان کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: قرآن میں باطل کسی طرف سے داخل نہیں ہوسکتا:

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِالذِّکْرِ بیشک وہ لوگ جنہوں نے انکار کیا قرآن پاک کا لَمَّا جَآءَھُمْ ۚ جب قرآن پاک ان کے پاس آ گیا وَاِنَّهٗ اور بیشک یہ ذکر یہ قرآن پاک لَکِتٰبٌ البتہ کتاب ہے عَزِیْزٌ بڑی غالب اور قوی۔ یہ ایسی کتاب ہے لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ نہیں آسکتا نہیں ٹھہر سکتا باطل اس کے آگے سے وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ اور نہ اس کے پیچھے۔ میدان جنگ میں عموماً ایسا ہوتا ہے کہ طاقتور، بہادر دشمن ہو تو سامنے سے حملہ کرتا ہے اور اگر بزدل قسم کا ہو تو پیچھے سے حملہ کرتا ہے۔ یہ کتاب ایسی ہے کہ باطل اس پر نہ آگے سے حملہ کر سکتا ہے نہ پیچھے سے۔ تَنْزِیْلٌ یہ کتاب اتاری ہوئی ہے مِّنْ حَکِیْمٍ حکمت والے کی طرف سے۔ حَمِیْدٍ جو قابل تعریف ہے۔ یہ کتاب کسی بندے کی بنائی ہوئی نہیں ہے اس کا اتارنے والا بھی پروردگار اور اس کا محافظ بھی پروردگار ہے۔

اللہ تعالیٰ کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دینا:

مَا یُقَالُ لَکَ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! نہیں کہا جاتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اِلَّا مَا مگر وہی قَدْ قِیْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِکَ ؕ تحقیق جو کہا گیا رسولوں کو آپ سے پہلے۔ پہلے پیغمبروں کو بھی کافروں نے کذاب کہا، شرارتی بھی کہا، جادوگر اور مسحور اور مفتری بھی کہا۔ تو ان باتوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھبرائیں نہیں اِنَّ رَبَّکَ لَذُوْ مَغْفِرَۃٍ بے شک آپ کا ربّ البتہ بخشنے والا ہے وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِیْمٍ اور دردناک سزا دینے والا ہے۔ جو ایمان لائے گا اُسے بخش دے گا اور جو سرکشی اور کفر پر ڈٹا رہے گا اُن کو دردناک سزا دینے والا ہے۔

قرآن کریم کو عربی زبان میں کیوں اُتارا گیا؟

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِیًّا اور اگر ہم اس قرآن کو عجمی زبان میں بناتے۔ عربی کے علاوہ تمام زبانوں کو عجمی کہتے تھے لَّقَالُوْا البتہ یہ لوگ عرب میں رہنے والے کہتے لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ ؕ کیوں نہیں تفصیل کے ساتھ بیان کی گئیں اس کی آیتیں۔ ہمیں سمجھ نہیں آتی یہ ترکی زبان ہے یا جرمنی کی زبان ہے۔ اگر قرآن عربی میں نہ ہوتا تو پھر یہ اہل عرب یہ کہتے ءَاَعْجَمِیٌّ وَّعَرَبِیٌّ ؕ یہ کیا ہوا قرآن عجمی ہے اور قوم عربی ہے۔ اگر یہ ہماری اصلاح کے لیے اترتا تو عربی میں اترتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن عربی میں نازل کیا کہ وہ سمجھ سکیں۔ قوم بھی عربی، پیغمبر بھی عربی، کتاب بھی عربی اور چونکہ ہم لوگ عربی سے بہت دور ہیں اس لیے اس کی فصاحت کو ہم نہیں سمجھ سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے بہترین زبان میں قرآن اتارا

اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے سب سے بلند ترین شخصیت پر نازل فرمایا۔

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا یہ قرآن ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے ہیں هُدًى نری ہدایت ہے وَّشِفَآءٌ ۭ اور شفا ہے وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اور وہ لوگ جو ایمان نہیں رکھتے اس پر فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ ان کے کانوں میں ڈاٹ ہیں وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۭ اور یہ قرآن ان کے حق میں اندھاپن ہے۔ اندھے کو کیا نظر آئے گا؟ کچھ بھی نہیں۔

اُولٰۗىِٕكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ یہی لوگ ہیں کہ ان کو پکارا جاتا ہے دور کی جگہ سے۔ کسی کو کوئی دور سے پکارے تو وہ سن نہیں سکتا۔ ان کے وجود قریب ہونے کے باوجود دل ان کے دور ہیں یہ نہ سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لیے مزید کلمات:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۭ پس اس کتاب میں بھی میں اختلاف کیا گیا۔ کچھ نے مانا کچھ نے نہیں مانا وَلَوْلَا كَلِمَةٌ اور اگر نہ ہوتی ایک بات سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ جو پہلے ہو چکی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف سے لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ البتہ فیصلہ کر دیا جاتا ان کے درمیان۔ اللہ تعالیٰ نے ہر بندے کو ایک مدت تک زندہ رہنے کا حق دیا ہے کہ وہ اس وقت سے پہلے اسے نہیں مارے گا۔ اگر یہ فیصلہ نہ ہو چکا ہوتا کہ اس قوم نے فلاں مدت اور وقت تک زندہ رہنا ہے تو ہم ان کو فوراً سزا دے دیتے وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ اور بیشک یہ لوگ البتہ شک میں ہیں مِّنْهُ مُرِيْبٍ اس کی طرف سے جو ان کو تردد میں ڈالنے والا ہے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ جس نے اچھا عمل کیا اس نے اپنے نفس کے لیے کیا وَمَنْ اَسَاۗءَ اور جس نے برا کام کیا فَعَلَيْهَا پس اس کے نفس پر پڑے گا۔ نہ اللہ تعالیٰ کا کوئی نقصان ہوگا نہ پیغمبر کا۔ اور یاد رکھو! وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ اور نہیں ہے آپ کا رب ذرہ برابر ظلم کرنے والا بندوں پر۔ ہر کوئی اپنے کیا عمال و افعال کا بدلہ پائے گا۔

اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۭ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى

اسی کی طرف لوٹایا جاتا ہے قیامت کا علم اور نہیں نکلتے پھل اپنے غلافوں سے اور نہیں حاملہ ہوتی کوئی مادہ اور نہ جنتی ہے

وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۭ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَاۗءِيْ ۙ قَالُوْٓا اٰذَنّٰكَ ۙ مَا

مگر وہ اس کے علم میں ہے اور جس دن وہ ان کو پکارے گا کہاں ہیں میرے شریک وہ کہیں گے ہم آپ کو بتلاتے ہیں نہیں ہے

مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ ؀ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَظَنُّوْا

هم میں سے کوئی اس کی گواہی دینے والا۔ اور گم ہو جائیں گے ان سے وہ جن کو وہ پکارتے تھے اس سے پہلے اور وہ یقین کر لیں

مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ؀ لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَاۗءِ الْخَيْرِ ۡ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ

گے نہیں ہے ان کے لیے کوئی چھٹکارا۔ نہیں تھکتا انسان بھلائی کی دعا مانگنے سے اور اگر پہنچے اس کو تکلیف

فَیَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ ﴿۴۹﴾ وَلَىٕنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ

پس وہ ناامید ہوتا ہے ناامیدی کے آثار چہرے پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اگر ہم چکھائیں اس کو رحمت اپنی طرف سے تکلیف

مَسَّتْهُ لَیَقُوْلَنَّ هٰذَا لِیْ ۙ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآىِٕمَةً ۙ وَّلَىٕنْ

کے بعد جو اس کو پہنچی ہے البتہ ضرور کہتا ہے یہ میری وجہ سے ہے اور میں نہیں خیال کرتا قیامت قائم ہونے والی ہے اور اگر میں

رُّجِعْتُ اِلٰی رَبِّیْۤ اِنَّ لِیْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰی ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

لوٹا دیا گیا اپنے رب کی طرف بیشک میرے لیے اس کے پاس بھلائی ہوگی پس البتہ ہم ضرور خبر دیں گے ان لوگوں کو جو کافر

بِمَا عَمِلُوْا ۫ وَلَنُذِیْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِیْظٍ ﴿۵۰﴾ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَی الْاِنْسَانِ

ہیں جو انھوں نے عمل کیے ہیں اور البتہ ہم ضرور چکھائیں گے گاڑھا عذاب، اور جس وقت ہم انعام کرتے ہیں انسان پر وہ

اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِیْضٍ ﴿۵۱﴾ قُلْ

اعراض کرتا ہے اور پہلوتہی کرتا اور جس وقت پہنچتی ہے اس کو تکلیف پس لمبی چوڑی دعا والا ہوتا ہے۔ آپ ﷺ فرما دیں

اَرَءَیْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ

بھلا بتلاؤ تم، اگر ہے یہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے پھر تم نے اس کا انکار کر دیا، کون زیادہ بہکا ہوا ہے اس شخص سے جو

هُوَ فِیْ شِقَاقٍۭ بَعِیْدٍ ﴿۵۲﴾ سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْۤ اَنْفُسِهِمْ

اختلاف میں دور جا پڑا ہے۔ عنقریب ہم ان کو دکھائیں گے اپنی نشانیاں زمین کے اطراف میں اور ان کی جانوں میں بھی

حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ اَوَلَمْ یَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ

یہاں تک کہ واضح ہو جائے ان کے سامنے بیشک یہ حق ہے۔ کیا کافی نہیں ہے یہ بات کہ آپ ﷺ کا رب بیشک وہ ہر چیز پر

شَهِیْدٌ ﴿۵۳﴾ اَلَاۤ اِنَّهُمْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ؕ اَلَاۤ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ ﴿۵۴﴾ ع ۶

گواہ ہے۔ بیشک وہ شک میں ہیں اپنے رب کی ملاقات سے خبردار بیشک وہ ہر چیز کا احاطہ کرنے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَكْمَامِهَا: اس کے غلاف، اس کے شگوفے، اٰذَنّٰكَ: ہم آپ سے عرض کرتے ہیں، لَا یَسْئَمُ: نہیں بھرتا، قَنُوْطٌ: ہراساں، رُجِعْتُ: میں لوٹایا گیا، فَلَنُنَبِّئَنَّ: ہم ضرور بتلائیں گے، عَرِیْضٍ: بہت چوڑی، سَنُرِیْهِمْ: ہم عنقریب انہیں دکھائیں گے، اَلْاٰفَاقِ: گردونواح، لَمْ یَكْفِ: کافی نہیں ہے۔

ربط:

تفسیر بیان القرآن اور تفسیر سبق الغایات میں یہ ربط بیان کیا ہے کہ پہلے ذکر فرمایا گیا تھا کہ جس نے اچھا عمل کیا تو اپنے نفس کے لیے کیا اور جس نے برائی کی تو وہ اس پر پڑے گی۔ اب نیکی کا بدلہ اور بدی کا بدلہ جو دیا جائے گا وہ قیامت کا دن ہوگا۔ آگے اس بات کا بیان ہے کہ علم الساعۃ یعنی قیامت کے علم سے عِلْمُ وَقْتِ السَّاعَةِ یعنی قیامت کے وقت کا علم مراد ہے۔

تفسیری نکات: قیامت اور دیگر غیب کے امور اللہ جانتا ہے:

اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ اسی اللہ تعالیٰ کی طرف ہی لوٹایا جاتا ہے قیامت کا علم۔ قیامت کا صحیح وقت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا اور نہیں نکلتے پھل اپنے غلافوں سے۔ اکمام کم کی جمع ہے، کاف کے کسرے کے ساتھ کم کا معنی ہے چھلکا۔ اخروٹ بادام کے اوپر جو چھلکا ہوتا ہے کسی پھل پر موٹا اور کسی پر باریک چھلکا ہوتا ہے۔ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى اور نہیں حاملہ ہوتی کوئی مادہ۔ چاہے انسانوں میں سے ہو یا جنات اور حیوانات میں سے ہو وَلَا تَضَعُ اور نہ جنتی ہے اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۚ مگر وہ سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ نر ہے یا مادہ ہے، صحیح سالم ہے یا ادھورا ہے۔ حالانکہ خود حاملہ کو علم نہیں ہے کہ اس کے پیٹ میں نر ہے یا مادہ، ایک ہیں یا دو، کالا ہے یا گورا۔ اٹھائے پھرتی ہے اس کو کوئی علم نہیں ہے۔

قیامت والے دن مشرکوں کا شرک سے صاف انکار:

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اور جس دن اللہ تعالیٰ ان کو پکارے گا آواز دے گا، کہے گا، مشرکوں کو آواز دے کر فرمائے گا اَيْنَ شُرَكَآءِيْ ۙ کہاں ہیں میرے شریک جن کو تم میری ذات وصفات میں شریک بناتے تھے اور ان کی پوجا پاٹ کرتے تھے وہ کہاں ہیں؟ قَالُوْٓا مشرک کہیں گے اٰذَنّٰكَ ۙ ہم آپ کو بتلاتے ہیں آپ کے سامنے بیان دیتے ہیں۔ کیا بیان دیتے ہیں؟ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ نہیں ہے ہم میں سے کوئی اس کا گواہ کہ آپ کا بھی کوئی شریک ہے۔ ساری زندگی کفر وشرک کرتے رہے قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کی سچی عدالت میں کہیں گے کہ ہم میں سے کوئی بھی اس بات کی گواہی دینے کے لیے تیار نہیں ہے کہ آپ کا کوئی شریک ہے۔

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ اور گم ہو جائیں گے، غائب ہو جائیں گے وہ جن کو یہ پکارتے تھے اس سے پہلے۔ دنیا میں جن کو یہ حاجت روا، مشکل کشا، فریادرس، دست گیر سمجھ کر پکارتے تھے وہ سب غائب ہو جائیں گے ان میں سے کوئی ان کا ساتھ دینے کے لیے تیار نہیں ہوگا وَظَنُّوْا اور مشرک یقین کر لیں گے مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ محیص ظرف کا صیغہ بھی بن سکتا۔ اس وقت معنی ہوگا نہیں ہے ان کے لیے چھٹکارے کی جگہ۔ اور مصدر بھی بن سکتا ہے۔ اس وقت معنی ہوگا نہیں ہے ان کے لیے کوئی چھٹکارا کہ عذاب سے ان کو چھٹکارا مل جائے۔

دنیا میں انسان کی حالت زار:

لَا یَسْئَمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَیْرِ نہیں تھکتا انسان خیر مانگنے سے۔ خیر میں مال، اولاد، عہدے کی ترقی سب داخل ہیں۔ انسان مال مانگنے سے، اولاد مانگنے سے، ترقی مانگنے سے نہیں تھکتا۔

وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ اور اگر اس کو پہنچے تکلیف فَیَئُوْسٌ قَنُوْطٌ تفسیر السراج المنیر وغیرہ میں ہے کہ یَئُوْسٌ کہتے ہیں ایسی نااُمیدی کو جو دل کے اندر ہو اور قَنُوْطٌ کہتے ہیں ایسی نا امیدی کو جس کے آثار بشرے یعنی چہرے پر ہوں۔

انسان کو اگر تکلیف پہنچتی ہے تو نا امید ہو جاتا ہے ایسا کہ اس کے آثار اس کے چہرے سے نظر آتے ہیں وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا اور اگر ہم چکھائیں انسان کو رحمت اپنی طرف سے مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ تکلیف کے بعد مَسَّتْهُ جو اس کو پہنچی ہے۔ مثلاً فقر کے بعد مال مل گیا، بیماری کے بعد صحت مل گئی۔ تو لَیَقُوْلَنَّ هٰذَا لِیْ البتہ انسان ضرور کہتا ہے یہ میری وجہ سے ہے میری محنت کا نتیجہ ہے مگر اتنا نہیں سوچتا کہ اصل تو اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے محنت تو بہانہ ہے۔

اور پھر یہ بھی کہتا ہے وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً اور میں نہیں خیال کرتا کہ قیامت قائم ہوگی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ قیامت کوئی نہیں ہے۔ اور اگر بالفرض قائم ہوئی تو وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰی رَبِّیْۤ اور البتہ اگر میں لوٹا دیا گیا اپنے رب کی طرف۔ اگر قیامت آ بھی گئی تو اِنَّ لِیْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰی بیشک میرے لیے اس رب کے پاس بھلائی ہوگی چونکہ مجھے یہاں سب کچھ ملا ہوا ہے وہاں بھی سب کچھ ملے گا۔

فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا پس البتہ ہم ضرور خبر دیں گے ان لوگوں کو جو کافر ہیں۔ ان کو ہم بتلائیں گے بِمَا عَمِلُوْا جو انھوں نے عمل کیے ہیں کہ وہ دنیا میں کیا کچھ کرتے رہے ہیں وَلَنُذِیْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِیْظٍ اور ہم ان کو ضرور چکھائیں گے گاڑھا عذاب۔ ہم ان کو سخت عذاب کا مزہ ضرور چکھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انسان کی عمومی فطرت یہ ہے وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَی الْاِنْسَانِ اور جس وقت ہم انعام کرتے ہیں انسان پر اَعْرَضَ وہ اعراض کرتا ہے وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ اور پہلو تہی کرتا ہے۔ نعمت پر شکر ادا کرنے کے بجائے اس نعمت کی ناقدری کرتا ہے۔ اس کے برخلاف وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ اور جس وقت پہنچتی ہے اس کو تکلیف فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِیْضٍ پس لمبی چوڑی دعا مانگنے والا ہوتا ہے۔ پھر لمبی چوڑی دعائیں مانگتا ہے۔ خوش حالی اور آسودگی میں تو اپنے مالک کی طرف سے منہ پھیر لیتا ہے اور جب کسی مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے تو مشکل کشائی کے لیے لمبے ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگتا ہے۔

حق کو اور قرآن کو نہ ماننے والے مصائب میں گرفتار رہیں گے:

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اَرَءَیْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ بھلا بتلاؤ اگر یہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ پھر تم نے اس کا انکار کر دیا۔ یہ بتلاؤ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِیْ شِقَاقٍۭ بَعِیْدٍ کون زیادہ بہکا ہوا ہے، کون زیادہ گمراہ ہے اس شخص سے جو اختلاف میں دور جا پڑا ہے۔ قرآن عربی زبان میں بڑی فصیح و بلیغ کتاب ہے۔ کافر

اس کے اثر کا انکار نہیں کرتے تھے اس کا اثر مانتے تھے مگر کہتے تھے اثر ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور سچی کتاب ہے اور اس کا پیش کرنے والا سچا ہے۔ بلکہ کہتے تھے کہ سِحۡرٌ مُّبِيۡنٌ "یہ کھلا جادو ہے۔" اس کا اثر جادو ہونے کی وجہ سے ہے۔

سَنُرِيۡهِمۡ اٰيٰتِنَا عنقریب ہم ان کو دکھائیں گے اپنی نشانیاں فِى الۡاٰفَاقِ آفاق افق کی جمع ہے افق کا معنی ہے کنارہ۔ زمین کے کناروں میں، اطراف میں کبھی کہیں زلزلہ ہوگا، کبھی قحط سالی ہوگی کسی جگہ ہیضہ پھیل جائے گا، کسی جگہ طاعون پھیل جائے گا، کہیں بارش نہیں ہوگی، کہیں سیلاب آجائے گا۔ مختلف اوقات میں یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ظاہر ہوں گی۔ انسان اگر صحیح معنی میں انسان ہے تو ان چیزوں کو دیکھ کر ضرور عبرت حاصل کرے گا وَفِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ اور خود ان کی اپنی جانوں میں بھی۔ گھر کا کوئی فرد بیمار، کبھی کوئی بیمار، کبھی مالی تنگی، کبھی جھگڑا فساد، کبھی کچھ ہوگا کبھی کچھ ہوگا۔ ان چیزوں سے اللہ تعالیٰ بندوں کو جھنجھوڑتے ہیں کہ سنبھل جاؤ ہوش کے ناخن لو حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمۡ یہاں تک کہ واضح ہوجائے ان کے سامنے اَنَّهُ الۡحَقُّ ؕ بیشک یہ قرآن کریم حق ہے۔ قرآن کریم کی حقانیت کے لیے ہم مختلف قسم کی نشانیاں اپنی قدرت کی دکھاتے ہیں۔ کبھی کسی جگہ، کبھی کسی جگہ، کبھی بدنی، کبھی مالی، مگر یہ لوگ ٹس سے مس نہیں ہوتے اَوَلَمۡ يَكۡفِ بِرَبِّكَ کیا کافی نہیں ہے یہ بات کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ شَهِيۡدٌ کہ بیشک وہ ہر چیز پر گواہ ہے۔ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر شے کے ظاہر کو بھی جانتا ہے اور باطن کو بھی جانتا ہے۔ معاملہ پروردگار کے ساتھ ہے جس سے کوئی شے پوشیدہ نہیں ہے۔ اَلَاۤ اِنَّهُمۡ فِىۡ مِرۡيَةٍ مِّنۡ لِّقَآءِ رَبِّهِمۡ ؕ بیشک یہ لوگ شک میں ہیں اپنے رب کی ملاقات سے۔ کہتے ہیں قیامت نہیں آئے گی۔ اس سے قبل آپ پڑھ چکے ہو کہ کافر نے کہا ما اظن الساعة قائمة "میں نہیں خیال کرتا کہ قیامت قائم ہوگی۔" تو بڑے زوردار الفاظ میں قیامت کا انکار کرتے تھے۔ فرمایا اَلَاۤ خبردار اِنَّهٗ بِكُلِّ شَىۡءٍ مُّحِيۡطٌ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا احاطہ کرنے والا ہے۔ علم کے لحاظ سے، قدرت کے لحاظ سے، تمام چیزیں اس کے علم اور قدرت میں ہیں۔

سُوۡرَةُ الشُّوۡرٰی مَکِّیَّۃٌ

اس سورت کا نام سورۂ شوریٰ ہے اور شوریٰ کا معنی ہے مشورہ۔ اللہ تعالیٰ نے مومنین کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا وَاَمۡرُهُمۡ شُوۡرٰی بَیۡنَهُمۡ یعنی اُن کا معاملہ آپس میں مشورے سے طے ہوتا ہے۔ دین کی جن چیزوں کا ذکر قرآن، حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت سے ثابت نہ ہو تو اپنے ایسے معاملات اور تنازعات میں باہم مشورہ کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ یہ سورۃ مکی ہے ترتیب قرآنی کے مطابق اس کا بیالیسواں (۴۲) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس کا باسٹھواں (۶۲) نمبر ہے یعنی اس سے قبل اکسٹھ (۶۱) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس سورت آیات کی تعداد ترپن (۵۳) ہے اور رکوع کی تعداد پانچ (۵) ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ﴿۱﴾ عٓسٓقٓ ﴿۲﴾ کَذٰلِكَ یُوۡحِیۡۤ اِلَیۡكَ وَاِلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِكَ ۙ اللّٰهُ

حٰمٓ عٓسٓقٓ اسی طرح وحی بھیجتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور ان کی طرف جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گزرے ہیں اللہ تعالیٰ

الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۳﴾ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ وَهُوَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ﴿۴﴾

غالب ہے حکمت والا ہے۔ اسی کے لیے ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور بلند ہے عظمت والا ہے۔

تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرۡنَ مِنۡ فَوۡقِهِنَّ وَالۡمَلٰٓئِکَةُ یُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّهِمۡ وَیَسۡتَغۡفِرُوۡنَ

قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائیں اوپر سے اور فرشتے تسبیح بیان کرتے ہیں اپنے رب کی حمد کی اور بخشش طلب کرتے ہیں

لِمَنۡ فِی الۡاَرۡضِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ﴿۵﴾

ان کے لیے جو زمین میں ہیں خبردار بیشک اللہ تعالیٰ وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

یُوۡحِیۡ: وحی بھیجتا ہے، فَوۡقِهِنَّ: ان کے اوپر، یَتَفَطَّرۡنَ: پھٹ جائے، یُسَبِّحُوۡنَ: تسبیح بیان کرتے ہیں۔

ربط:

تفسیر سبق الغایات وغیرہ میں یہ ربط بیان کیا گیا ہے کہ سورۂ حٰمٓ سجدہ کے آخر میں قیامت کا ذکر تھا مِنۡ لِّقَآءِ رَبِّهِمۡ اور اس میں توحید کا ذکر ہے۔ توحید، رسالت اور قیامت بنیادی مسئلے ہیں ایک دوسرے کے ساتھ ان کا تلازم ظاہر ہے کہ

مشرک ان کا انکار کرتے ہیں۔ بعض محققین فرماتے ہیں کہ یہ ربط بھی ہے کہ سورۂ حم سجدہ کے آخر میں تھا۔ اَلَاۤ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیۡءٍ مُّحِیۡطٌ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا احاطہ کرنے والا ہے یعنی اس میں اللہ کی وحدانیت کا ذکر تھا اور سورۂ شوریٰ کے آغاز میں فرمایا جارہا ہے اَللّٰهُ العزیز الۡحَكِیۡمُ اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔ یعنی سابقہ سورت کے اختتام پر بھی توحید کا بیان تھا اور اس سورت کے آغاز پر بھی توحید کا بیان ہے۔

تفسیری نکات: انسانوں کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجے:

حٰمٓ ۚ عٓسٓقٓ ۚ یہ حروف مقطعات میں سے ہیں۔ قطع کا معنی ہے الگ کرنا۔ لفظ سے ایک حرف الگ کرلیا جائے اختصاراً۔ ح سے مراد حمید ہے، م سے مراد مجید۔ حمید کے معنی قابل تعریف۔ مجید کا معنی بزرگ۔ اللہ تعالیٰ کا نام حمید بھی ہے مجید بھی ہے۔ ع سے مراد علیم۔ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے علیم۔ س سے مراد سمیع ہے اللہ تعالیٰ سننے والا بھی ہے۔ ق سے مراد قادر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ كَذٰلِكَ یُوۡحِیۡۤ اِلَیۡكَ اسی طرح وحی کرتا ہے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی طرف وَاِلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِكَ ۙ اور ان کی طرف بھی وحی بھیجی جو پیغمبر آپ سے پہلے گزرے ہیں۔ وحی کون بھیجتا ہے؟ اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ نے جتنے پیغمبر بھیجے ہیں وہ سب کے سب آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی سے پہلے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمانوں پر اٹھالیا گیا وہ بعد میں آئیں گے لیکن امتی کی حیثیت سے آئیں گے وہ اپنی شریعت کی لوگوں کو دعوت نہیں دیں گے بلکہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شریعت کی دعوت دیں گے اور ان کے آنے سے آپ ﷺ کی ختم نبوت پر کوئی زد نہیں پڑے گی کیونکہ گنتی وہی رہے گی گنتی نہیں بڑھے گی۔ اللّٰهُ الۡعَزِیۡزُ الۡحَكِیۡمُ وہ اللہ جو غالب ہے حکمت والا ہے۔

لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ اسی اللہ تعالیٰ کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ اور جو کچھ زمین میں ہے۔ آسمان میں چاند، سورج، ستارے ہیں اور بیشمار مخلوق ہے جس کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، زمین میں پہاڑ ہیں، میدان ہیں، دریا ہیں، انسان اور حیوان ہیں، جنات ہیں، چرند پرند ہیں، حشرات الارض ہیں، اور کتنی مخلوق ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا سب کو پیدا کرنے والا بھی وہی ہے اور سب پر تصرف بھی اسی کا ہے۔ وَهُوَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ اور وہی بلند اور عظمت والا ہے۔

قیامت والے دن آسمانوں کا پھٹنا:

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرۡنَ مِنۡ فَوۡقِهِنَّ قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائیں اوپر سے کہ ساتواں گرے چھٹے پر اور چھٹا گرے پانچویں پر اور پانچواں گرے چوتھے پر اور چوتھا گرے تیسرے پر۔ اوپر سے پھٹنا شروع ہوں۔ کیوں؟ وَالۡمَلٰٓئِكَةُ یُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّهِمۡ اور فرشتے تسبیح بیان کرتے ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ۔

تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی، تفسیر خازن، تفسیر جمل اور تفسیر کمالین وغیرہ میں ایک تفسیر یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرۡنَ مِنۡ فَوۡقِهِنَّ کہ قریب ہے کہ آسمان اوپر سے پھٹنا شروع کرے کہ ساتواں چھٹے پر چھٹا پانچویں

پر پانچواں چوتھے پر علیٰ ہذا القیاس۔ اب یہ کیوں پھٹیں گے؟

ایک وجہ یہ ہے کہ فرشتے اس میں بکثرت ہیں حالانکہ فرشتوں کا وزن نورانی مخلوق ہونے کی وجہ سے کچھ بھی نہیں ہوتا لیکن پھر بھی اتنی کثرت سے ہیں کہ آسمان اوپر سے پھٹ جائے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ فرشتے جو اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں اس تسبیح کی عظمت کے پیش نظر اور ذکر کے پیش نظر وہ آسمان بھی پھٹ جائیں گے جیسے آگے آپ پڑھیں گے "لَوۡ اَنۡزَلۡنَا هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيۡتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنۡ خَشۡيَةِ اللّٰهِ ؕ"۔ یعنی اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے۔ تو اے مخاطب تو اس کو دیکھتا کہ اللہ کے خوف سے دب جاتا اور پھٹ جاتا۔

تیسری بات یہ ہے کہ یہ کافر مشرک اور اللہ کے نافرمان بندے اللہ کی طرف جو غلط باتیں منسوب کرتے ہیں ان غلط باتوں سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔ اگر فوراً پکڑنا چاہیں تو آسمانوں اور زمین کا نظام درہم برہم ہوجائے جیسے سورۃ مریم میں آتا ہے۔ "وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحۡمٰنُ وَلَدًا ؕ لَقَدۡ جِئۡتُمۡ شَيۡـئًا اِدًّا ؕ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرۡنَ مِنۡهُ وَتَنۡشَقُّ الۡاَرۡضُ وَتَخِرُّ الۡجِبَالُ هَدًّا ؕ اَنۡ دَعَوۡا لِلرَّحۡمٰنِ وَلَدًا ؕ" یعنی اور کہا کافروں اور مشرکوں نے کہ بنالیا ہے رحمان نے بیٹا۔ البتہ تحقیق لائے ہو تم ایک بڑی بُری بات۔ قریب ہے (کہ اس بات سے) آسمان پھٹ پڑیں اور اس سے زمین شق ہوجائے اور گر پڑیں پہاڑ گر پڑنا۔ اس وجہ سے کہ پکارتے ہیں یہ لوگ رحمان کے لیے اولاد۔ تو کفار ومشرکین کی ان غلط باتوں کی وجہ سے جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سراسر جھوٹ منسوب کی ہیں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی وجہ سے قریب ہے کہ آسمان اوپر سے پھٹ جائے۔

فرشتے اہل ایمان کی مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں:

وَيَسۡتَغۡفِرُوۡنَ لِمَنۡ فِى الۡاَرۡضِ ؕ اور (فرشتے) بخشش طلب کرتے ہیں ان کے لیے جو زمین میں ہیں۔ زمین والوں کے لیے مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں اور یہ بھی تم سورۃ مومن میں پڑھ چکے ہو کہ فرشتے ويستغفرون للذين امنوا اور مومنوں کے لیے مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں ربنا وسعت كل شيء رحمة اے ہمارے رب وسیع ہے ہر چیز پر آپ کی رحمت وَعِلۡمًا اور علم فاغفر للذين تابوا بخش دے ان لوگوں کو جنہوں نے توبہ کی واتبعوا سبيلك اور تیرے راستے پر چلے وقهم عذاب الجحيم اور بچا ان کو دوزخ کے عذاب سے ربنا اے رب ہمارے وَاَدۡخِلۡهُمۡ جنت عدن اور داخل کر ان کو ہمیشگی کے باغوں میں الَّتِىۡ وَعَدۡتَّهُمۡ جن کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے وَمَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِهِمۡ اور ان کو بھی جو نیک ہوں ان کے باپ دادا میں وَذُرِّيّٰتِهِمۡ اور ان کی اولادوں میں سے انك انت العزيز الحكيم بیشک آپ ہی غالب ہیں اور حکمت والے ہیں وقهم السيئات (مومن: ۷ تا ۹)" اور بچا ان کو برائیوں سے پریشانیوں سے۔" فرمایا اَلَاۤ خبردار اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ بیشک اللہ تعالیٰ ہی بخشنے والا ہے

مہربان ہے۔

وَالَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اَوۡلِیَآءَ اللّٰهُ حَفِیۡظٌ عَلَیۡهِمۡ ۖ وَمَاۤ اَنۡتَ عَلَیۡهِمۡ

اور وہ لوگ جنھوں نے بنائے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے کارساز اللہ تعالیٰ ہی نگرانی کرتا ہے ان کی اور نہیں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان

بِوَكِیۡلٍ ﴿۶﴾ وَكَذٰلِكَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡكَ قُرۡاٰنًا عَرَبِیًّا لِّتُنۡذِرَ اُمَّ الۡقُرٰی

پر وکیل، اور اسی طرح وحی کی ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف قرآن عربی زبان میں تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ڈرائیں بستیوں کی ماں کو

وَمَنۡ حَوۡلَهَا وَتُنۡذِرَ یَوۡمَ الۡجَمۡعِ لَا رَیۡبَ فِیۡهِ ؕ فَرِیۡقٌ فِی

اور ان کو جو اس کے اردگرد ہیں اور تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ڈرائیں جمع ہونے والے دن سے اس میں کوئی شک نہیں ہے ایک فریق

الۡجَنَّةِ وَفَرِیۡقٌ فِی السَّعِیۡرِ ﴿۷﴾ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمۡ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنۡ یُّدۡخِلُ

جنت میں ہوگا اور ایک فریق بھڑکتی ہوئی آگ میں ہوگا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو کر دے ان کو ایک ہی گروہ لیکن وہ داخل کرتا

مَنۡ یَّشَآءُ فِیۡ رَحۡمَتِهٖ ؕ وَالظّٰلِمُوۡنَ مَا لَهُمۡ مِّنۡ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیۡرٍ ﴿۸﴾ اَمِ اتَّخَذُوۡا مِنۡ

ہے جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں اور جو ظالم ہیں نہیں ہوگا ان کے لیے کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار۔ کیا بنا لیے ہیں انھوں نے

دُوۡنِهٖۤ اَوۡلِیَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الۡوَلِیُّ وَهُوَ یُحۡیِ الۡمَوۡتٰی ۫ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۹﴾

اللہ تعالیٰ سے نیچے کارساز پس اللہ تعالیٰ ہی ہے کارساز اور وہی زندہ کرتا ہے مردوں کو اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَمَا اخۡتَلَفۡتُمۡ فِیۡهِ مِنۡ شَیۡءٍ فَحُكۡمُهٗۤ اِلَی اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّیۡ عَلَیۡهِ

اور وہ چیز جس میں تم نے اختلاف کیا ہے کوئی بھی چیز ہو پس اس کا حکم اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے یہ اللہ تعالیٰ ہی میری پرورش کرنے

تَوَكَّلۡتُ ۖ وَاِلَیۡهِ اُنِیۡبُ ﴿۱۰﴾

والا ہے اسی پر میں نے بھروسا کیا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اُمَّ الۡقُرٰی: بستیوں کی ماں یعنی مکہ، السَّعِیۡرِ: بھڑکتی ہوئی آگ، اُنِیۡبُ: رجوع کرنا، اَلۡجَمۡعِ: جمع ہونا۔

ربط:

سورت کی شروع کی آیات میں بھی توحید کا ذکر ہے اور اب ان آیات میں بھی شرک کا ردّ کیا جا رہا ہے اور اللہ کی وحدانیت کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: مکہ والوں کو اللہ کے عذاب اور یوم آخرت سے ڈرانے کا حکم:

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ اور وہ لوگ جنہوں نے بنائے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے کارساز، کام بنانے والے، نگران اور محافظ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ۖ اللہ تعالیٰ ہی نگرانی کرتا ہے ان کی جو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو نگران اور محافظ بناتے ہیں اور جن کو اپنا نگران وکارساز سمجھے ہیں حقیقت میں ان کے بھی نگران ومحافظ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ اور نہیں ہیں آپ ان پر وکیل، ان کے ذمہ دار کہ ان سے ہدایت قبول کروائیں۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اور اسی طرح وحی کی ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے پیغمبروں کی طرف کی قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا قرآن عربی زبان میں۔ آپ بھی عربی، قوم بھی عربی، کتاب بھی عربی زبان میں۔ لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ڈرائیں بستیوں کی ماں کو، سب بستیوں کی اصل بستی کو۔ ام کے لفظی معنی ماں کے ہیں۔ جس طرح ماں سے اولاد پیدا ہوتی ہے اسی طرح دنیا کی ساری بستیاں مکہ مکرمہ سے پیدا ہوئی ہیں۔

وَمَنْ حَوْلَهَا اور ان کو جوار دگرد والے ہیں۔ جو بستیاں مکہ مکرمہ کے اردگرد ہیں ان کو بھی ڈرائیں اللہ تعالیٰ کی گرفت اور عذاب سے۔ ساری دنیا ہی ام القریٰ کے اردگرد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ساری کائنات کے لیے ہے۔ وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ اور تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ڈرائیں جمع ہونے والے دن سے۔ وہ قیامت کا دن ہے لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ کوئی شک نہیں ہے۔ اس اجتماع والے دن میں۔ اس دن جزائے عمل کی منزل آئے گی جس کے نتیجہ میں فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ ایک فریق جنت میں ہوگا، وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ اور ایک فریق، دوزخ میں ہوگا، بھڑکتی ہوئی آگ میں ہوگا۔ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے والے جنت میں ہوں گے اور مشرک کافر دوزخ میں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً تو کردے ان کو ایک گروہ۔ جبراً اطاعت پر مجبور کردے کہ نافرمانی کی طاقت ان سے سلب کرلے مگر یہ اس کی حکمت کے خلاف ہے کیونکہ اس طرح تو پھر امتحان ختم ہوگیا۔ امتحان تو اس وقت ہے کہ نیکی بدی کی طاقت دے کر اختیار دیا جائے کہ جس کو چاہے اپنی مرضی سے اختیار کرلو۔

وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ لیکن اللہ تعالیٰ داخل کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں اور داخل اسے ہی کرتا ہے جو طالب ہوتا ہے وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ اور ظالموں کے لیے نہیں ہوگا کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار یعنی جو لوگ کفر وشرک ترک کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں ان کا نہ کوئی حمایتی ہوگا اور نہ ہی مددگار ہوگا۔

مشرکین پر اظہار ناراضگی:

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۚ کیا بنائے ہیں انھوں نے اللہ تعالیٰ سے نیچے کارساز کہ یہ ان کی مشکل کشائی کریں گے اور مشکل میں کام آئیں گے فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ پس اللہ تعالیٰ ہی ہے کارساز اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مشکل کشائی

کرنے والا نہیں ہے، کارساز فقط اللہ تعالیٰ کی ذات ہے وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰی اور وہی زندہ کرتا ہے مردوں کو وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور وہی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے لہٰذا اسی کو کارساز سمجھنا چاہیے اور تمام حاجات میں اسی کو پکارنا چاہیے اور اسی کی توحید پر ایمان لانا چاہیے۔

تمام معاملات کا فیصلہ اللہ اور رسول کے فرامین کے مطابق کرو:

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ اور وہ چیز جس میں تم نے اختلاف کیا ہے کوئی بھی چیز ہے فَحُكْمُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ پس اس کا حکم اور فیصلہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ سورۃ النساء آیت نمبر ۵۹ میں ہے فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول "پس اگر تم کسی چیز میں جھگڑا کرو تو لوٹا ؤ اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف۔" اگر آپس کے اختلافات اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق حل کر لئے جائیں تو دنیا امن وسکون کا گہوارہ بن جائے۔ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيْ یہ اللہ تعالیٰ میری پرورش کرنے والا ہے عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ اسی پر میں نے بھروسا کیا وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔

فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ

بنانے والا ہے آسمانوں کو اور زمین کو اس نے بنائے تمہارے لیے تمہاری جانوں میں سے جوڑے اور مویشیوں میں سے

يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ؕ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۱۱﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ

بھی جوڑے، بکھیرتا ہے تم کو اس میں، نہیں ہے اس کی مثل کوئی چیز اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ اسی کے لیے ہیں چابیاں

وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ

آسمانوں کی اور زمین کی۔ بڑھاتا ہے رزق جس کے لیے چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے بیشک وہ ہر چیز کو

عَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ

جانتا ہے۔ مقرر کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے وہ دین جس کی تاکید کی نوح علیہ السلام کو اور وہی جس کی وحی کی ہم نے

اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖۤ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰۤى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور وہ جس کی تاکید کی ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو کہ قائم کرو تم دین کو اور اس میں تفرقہ نہ

كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْۤ اِلَيْهِ مَنْ

ڈالو بھاری ہے مشرکوں پر وہ چیز جس چیز کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دعوت دیتے ہو اللہ تعالیٰ ہی منتخب کرتا ہے اپنی طرف جس کو

يَّشَآءُ وَيَهْدِيْۤ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾ وَمَا تَفَرَّقُوْۤا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ

چاہتا ہے اور راہ دکھاتا ہے اپنی طرف اس کو جو رجوع کرتا ہے۔ اور نہیں تفرقہ ڈالا ان لوگوں نے مگر بعد اس کے آ گیا ان کے

الۡعِلۡمُ بَغۡیًۢا بَیۡنَہُمۡ ؕ وَلَوۡلَا کَلِمَۃٌ سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّکَ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی

پاس علم سرکشی کرتے ہوئے اپنے درمیان اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو ہو چکی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف سے ایک مدت

لَّقُضِیَ بَیۡنَہُمۡ ؕ وَاِنَّ الَّذِیۡنَ اُوۡرِثُوا الۡکِتٰبَ مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ لَفِیۡ

مقرر تک البتہ فیصلہ کر دیا جاتا ان کے درمیان اور بیشک وہ لوگ جن کو وارث بنایا گیا کتاب کا ان کے بعد البتہ وہ شک میں ہیں

شَکٍّ مِّنۡہُ مُرِیۡبٍ ﴿14﴾

اس کی طرف سے جو ان کو تردد میں ڈالنے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

یَذۡرَؤُکُمۡ: وہ تمہیں پھیلاتا ہے، شَرَعَ: اس نے مقرر کیا، لَا تَتَفَرَّقُوۡا: تم تفرقہ نہ ڈالنا، اُوۡرِثُوۡا: جنہیں وارث بنایا گیا۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ وحدہ لاشریک نے شرک اور معبودان باطلہ کی تردید فرمائی اب ان آیات میں اللہ پاک اپنی قدرت اور خالقیت کی نشانیاں بیان فرما رہا ہے۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کی خالقیت کا بیان:

فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وہ بنانے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مظہر ہے۔ جَعَلَ لَکُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ اَزۡوَاجًا اس نے بنائے ہیں تمہارے لیے تمہاری جانوں میں سے جوڑے۔ کسی کو مرد بنا دیا کسی کو عورت بنا دیا وَّمِنَ الۡاَنۡعَامِ اَزۡوَاجًا ۚ اور مویشیوں میں سے بھی جوڑے بنائے، نر مادہ کہ نسل کا سلسلہ قائم رہے یَذۡرَؤُکُمۡ فِیۡہِ ؕ بکھیرتا ہے تمہیں زمین میں یا بکھیرتا ہے تمہیں ماں کے رحم میں بناوٹ میں تمہیں بکھیرتا ہے۔ کسی کو کوئی شکل وصورت، کسی کو کوئی شکل وصورت عطا کرتا ہے۔ لَیۡسَ کَمِثۡلِہٖ شَیۡءٌ ۚ نہیں ہے اس کے مثل کوئی چیز۔ یہاں کاف زائدہ ہے کیونکہ اگر کاف زائدہ نہ ہو تو معنی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی مثل کے مثل کوئی شے نہیں ہے۔ کیونکہ کاف کا معنی بھی تو مثل ہے۔ تو نفی مثل کے مثل کی ہوگی مثل ثابت ہوگئی۔ تو کاف زائدہ ہے۔ معنی ہے اللہ تعالیٰ کے مثل کوئی شے نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں بے مثل اور بے مثال ہے نہ اس کی ذات کے مثل کوئی ہے اور نہ اس کے صفات کے مثل کوئی ہے، نہ ارادے میں اس کے مثل کوئی ہے اور نہ افعال میں اس کے مثل کوئی ہے اور نہ مخلوق کے ساتھ کسی قسم کی تشبیہ دی جا سکتی ہے، نہ اس کا باپ ہے، نہ ماں ہے، نہ بیوی ہے، نہ اولاد ہے اس کے مثل کوئی چیز نہیں ہے وَہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی سننے والی دیکھنے والی ہے۔ ساری کائنات کی بولیاں سنتا بھی ہے اور ان کے حالات کو دیکھتا بھی ہے لَہٗ

مَقَالِیۡدُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ اسی کے پاس ہیں چابیاں آسمانوں کی اور زمین کی۔ سارے اختیارات اسی کے پاس ہیں ہر چیز میں تصرف کرنے والا وہی ہے یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ جس کا رزق چاہتا ہے بڑھاتا ہے وَیَقۡدِرُ ؕ اور تنگ کرتا ہے رزق جس کا چاہتا ہے۔ وہ اپنی حکمت کے مطابق رزق تقسیم کرتا ہے کیونکہ اِنَّهٗ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ بیشک وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

اللہ نے وہی دین تمہیں بھیجا جو اس سے پہلے پیغمبروں کو بھی دیا:

شَرَعَ لَکُمۡ مِّنَ الدِّیۡنِ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے وہ دین مقرر کیا ہے مَا وَصّٰی بِهٖ نُوۡحًا جس کی تاکید کی اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو وَالَّذِیۡۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ اور یہ وہی دین ہے جس کی وحی ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی اور یہ وہی دین ہے وَمَا وَصَّیۡنَا بِهٖۤ اِبۡرٰهِیۡمَ وَمُوۡسٰی وَعِیۡسٰۤی اور جس کی تاکید کی ہم نے ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو۔ اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمیت پانچ اولوالعزم پیغمبروں کا ذکر فرمایا ہے کہ ان سب کو یہی تاکید کی اَنۡ اَقِیۡمُوا الدِّیۡنَ کہ وہ دین کو قائم کریں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کا عقیدہ، پیغمبروں کے رسالت کا عقیدہ، قیامت کا حق ہونا ایسے اصول ہیں کہ جن میں کسی بھی نبی کے زمانے میں کوئی اختلاف نہیں رہا اور ان پر ایمان لانا ہر نبی کی امت کے لیے ضروری تھا یہی دین ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہر امت کے لیے مقرر فرمایا ہے۔ غرض یہ کہ دین اور ملت ہر دور میں ایک ہی رہے ہیں البتہ ان عقائد کی تفصیلات کو شریعت کہا جاتا ہے۔ سورۃ مائدہ آیت نمبر ۴۸ میں ہے **لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنھاجا** "تم میں سے ہر ایک کے لیے ہم نے جدا جدا شریعت اور راستہ مقرر کیا ہے۔" یعنی ہر امت کی شریعت مختلف رہی ہے مثلاً پہلی امتوں میں بہن بھائی کا نکاح جائز ہوتا لیکن بعد میں اس کو حرام قرار دے دیا گیا۔ بعض شریعتوں میں اونٹ کا گوشت اور دودھ ناجائز تھا ہمارے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں جائز ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اولوالعزم پیغمبروں کو تاکیداً حکم دیا کہ دین کو قائم رکھو وَلَا تَتَفَرَّقُوۡا فِیۡهِ ؕ اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو کہ دین کے کسی اصول کو مانو اور کسی کو نہ مانو یا کسی نبی کی نبوت پر ایمان لائے اور کسی کا انکار کر دے بلکہ سارے نبیوں پر ایمان لانا ضروری ہے کہ اپنے اپنے زمانے میں یہ سب اللہ کے رسول اور پیغمبر برحق تھے لیکن اب دین اور شریعت صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

دعوت توحید مشرکوں کو بری لگتی ہے:

کَبُرَ عَلَی الۡمُشۡرِکِیۡنَ بھاری ہے مشرکوں پر بہت زیادہ مَا تَدۡعُوۡهُمۡ اِلَیۡهِ ؕ جس کی طرف آپ ان کو دعوت دیتے ہیں، بلاتے ہیں۔ توحید کی دعوت ان کو گولی کی طرح لگتی ہے۔ ہدایت اور گمراہی کا ایک ضابطہ یہ ہے اَللّٰهُ یَجۡتَبِیۡۤ اِلَیۡهِ مَنۡ یَّشَآءُ اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے اپنی طرف جس کو چاہتا ہے وَیَهۡدِیۡۤ اِلَیۡهِ مَنۡ یُّنِیۡبُ اور اپنی طرف راہنمائی کرتا ہے اس شخص کی جو رجوع کرتا ہے۔ جو ہدایت کا طالب ہوتا ہے ہدایت اس کو دیتا ہے۔

وَمَا تَفَرَّقُوۡۤا اور ان لوگوں نے تفرقہ نہیں ڈالا اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ الۡعِلۡمُ بَغۡیًۢا بَیۡنَهُمۡ ؕ مگر بعد اس کے کہ

ان کے پاس علم آگیا اپنے درمیان سرکشی کرتے ہوئے۔ اہل کتاب کے پاس اللہ تعالیٰ کی کتابیں آئیں، پیغمبر تشریف لائے، انھوں نے ہدایت کو واضح کیا مگر ان لوگوں نے ضد، عناد اور آپس میں سرکشی کرتے ہوئے دین کے اصولوں میں اختلاف کیا اور فرقے بنا لیے اور مختلف فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔

وَلَوۡلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّكَ اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو ہو چکی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردگار کی طرف سے پہلے سے ایک بات طے شدہ نہ ہوتی اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ایک مقرر وقت تک لَّقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ ؕ تو ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے قطعی فیصلہ کے لیے قیامت کا دن مقرر کر رکھا ہے۔ اگر یہ بات طے نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کافروں، مشرکوں اور سرکشی کرنے والوں کا فیصلہ دنیا ہی میں کر دیتا۔ وَاِنَّ الَّذِيۡنَ اُوۡرِثُوا الۡكِتٰبَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ اور بیشک وہ لوگ جن کو وارث بنایا گیا کتاب کا ان کے بعد لَفِىۡ شَكٍّ مِّنۡهُ مُرِيۡبٍ وہ البتہ تردد انگیز شک میں ہیں۔ یعنی یہود و نصاریٰ کے پہلے گروہوں نے جو تحریفات کیں ان کی تحریفات کو خالص کتاب قرآن کے ساتھ مٹا دیا گیا تو یہ سابقہ امتوں کے لوگ شکر گزار ہو کر اس پر ایمان نہ لائے بلکہ شک میں پڑے ہوئے ہیں قرآن کے بارے میں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری رسالت کے بارے میں۔

فَلِذٰلِكَ فَادۡعُ ۚ وَاسۡتَقِمۡ كَمَاۤ اُمِرۡتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعۡ اَهۡوَآءَهُمۡ ۚ

پس اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعوت دیں اور قائم رہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے اور نہ پیروی کریں

وَقُلۡ اٰمَنۡتُ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنۡ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرۡتُ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی خواہشات کی اور آپ کہہ دیں میں ایمان لایا ہوں اس چیز پر جو نازل کی ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے

لِاَعۡدِلَ بَيۡنَكُمۡ ؕ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمۡ ؕ لَنَاۤ اَعۡمَالُنَا وَلَكُمۡ

اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں عدل کروں تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ ہی ہمارا رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے ہمارے لیے

اَعۡمَالُكُمۡ ؕ لَا حُجَّةَ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمۡ ؕ اَللّٰهُ يَجۡمَعُ بَيۡنَنَا ۚ

ہمارے اعمال ہیں۔ اور تمہارے لیے تمہارے اعمال ہیں کوئی جھگڑا نہیں ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ اکٹھا کرے گا

وَاِلَيۡهِ الۡمَصِيۡرُ ﴿15﴾ وَالَّذِيۡنَ يُحَآجُّوۡنَ فِى اللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا اسۡتُجِيۡبَ لَهٗ

ہم سب کو اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ اور وہ لوگ جو جھگڑا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں بعد اس کے کہ جو اس کی بات کو

حُجَّتُهُمۡ دَاحِضَةٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ وَعَلَيۡهِمۡ غَضَبٌ وَّلَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيۡدٌ ﴿16﴾

قبول کیا گیا ہے ان کی دلیل کمزور ہے ان کے رب کے ہاں اور ان پر غضب ہے اور ان کے لیے سخت عذاب ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لِاَعۡدِلَ: تاکہ میں عدل کروں، يُحَآجُّوۡنَ: جھگڑا کرتے ہیں، حُجَّتُهُمۡ: ان کی حجت، دَاحِضَةٌ: باطل۔

ربط:

سابقہ آیات میں بیان کیا گیا تھا کہ مشرکوں پر توحید جس کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو دعوت دیتے ہیں بہت بھاری ہے اور اہل کتاب نے بھی ضد اور عناد کی وجہ سے دین میں تفرقہ پیدا کر رکھا ہے اب ان آیات میں فرمایا جا رہا ہے کہ مشرکین اور اہل کتاب کے ان حالات کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو پوری استقامت کے ساتھ توحید کی دعوت دیں تا کہ انہیں کوئی شک وشبہ نہ رہے۔

تفسیری نکات: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پوری تندھی سے توحید کی دعوت دینے کا حکم:

فَلِذٰلِكَ فَادۡعُ ۚ پس اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو دعوت دیں دین اور توحید کی پوری استقامت کے ساتھ تا کہ انھیں کوئی شک وشبہ نہ رہے۔ فرمایا وَاسۡتَقِمۡ كَمَآ اُمِرۡتَ ۚ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قائم رہیں جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے۔ پائے استقلال میں لغزش نہ آنے پائے۔

وَلَا تَتَّبِعۡ اَهۡوَآءَهُمۡ ۚ اور پیروی نہ کریں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں کی خواہشات کی۔ مخالفین کی تو خواہش ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین سے پھیر دیں اور اپنے دین کے ساتھ ملانے کی کوشش کریں تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبردار کر دیا کہ آپ اپنے دین پر قائم رہیں اور ان کی خواہشات کی پروانہ کریں۔ وَقُلۡ اور کہیں اٰمَنۡتُ بِمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنۡ كِتٰبٍ ۚ میں ایمان لایا اس چیز پر جو اللہ تعالیٰ نے کتاب کی صورت میں نازل فرمائی ہے۔ میں وحی الٰہی پر ایمان رکھتا ہوں اس کے خلاف تمہاری باتوں کو تسلیم نہیں کرسکتا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے یہ بھی کہہ دیں وَاُمِرۡتُ لِاَعۡدِلَ بَيۡنَكُمۡ ؕ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں۔ عدل قائم ہوگا تو ظلم ختم ہوگا، امن قائم ہوگا بدامنی اور ظلم وستم کی وجہ یہ ناانصافی ہے۔

روزِ قیامت حق وباطل کا فیصلہ ہو جائے گا:

اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمۡ ؕ اللہ تعالیٰ ہی ہمارا رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ وہی خالق بھی ہے اور مالک بھی، وہی مشکل کشا اور حاجت روا بھی ہے۔ اس کے سوا نہ کوئی بگڑی بنانے والا ہے اور نہ ہی کوئی عبادت کے لائق ہے لَنَاۤ اَعۡمَالُنَا وَلَكُمۡ اَعۡمَالُكُمۡ ؕ ہمارے لیے ہمارے اعمال اور تمہارے لیے تمہارے اعمال۔ ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے اور اپنے اعمال کے مطابق جزا وسزا ملے گی۔

لَا حُجَّةَ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمۡ ؕ کوئی جھگڑا نہیں ہمارے تمہارے درمیان۔ ہمارا رب بھی اللہ تعالیٰ ہے تمہارا رب بھی

اللہ تعالیٰ ہے تو پھر ہمارے تمہارے درمیان جھگڑے والی بات کون سی رہ جاتی ہے؟ حقیقی فیصلہ قیامت والے دن ہوجائے گا اَللّٰهُ يَجۡمَعُ بَيۡنَنَا ۚ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جمع کرے گا قیامت والے دن۔ اس دن کسی کے ساتھ کوئی رورعایت نہیں ہوگی۔ وَاِلَيۡهِ الۡمَصِيۡرُ اور سب نے اسی کی طرف لوٹنا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوکر اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔ دنیا کے تمام جھگڑوں کی حقیقت وہاں کھل جائے گی۔ وَالَّذِيۡنَ يُحَآجُّوۡنَ فِى اللّٰهِ اور وہ لوگ جو جھگڑا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی توحید کے بارے میں مِنۡۢ بَعۡدِ مَا اسۡتُجِيۡبَ لَهٗ بعد اس کے کہ اس کی بات کو قبول کیا گیا ہے یعنی سمجھ دار لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لاچکے ہیں اس کے باوجود جو لوگ مسلسل انکار کرتے ہیں اور فضول حجت بازی کرتے ہیں حُجَّتُهُمۡ دَاحِضَةٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ان کی دلیل کمزور ہے ان کے رب کے ہاں۔ داحضۃ کا لغوی معنی ہے پھسلنا۔ جیسے کوئی شخص کیچڑ میں پھسل جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان کا یہ جھگڑا اور دلیل پھسلنے والی ہے۔ بالکل کمزور ہے جو ان کے باطل عقیدے کے حق میں پیش کی جاتی ہے۔ چونکہ یہ لوگ جھوٹے ثابت ہوچکے ہیں۔ وَعَلَيۡهِمۡ غَضَبٌ ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب اور ناراضی ہے کیونکہ یہ حق کو ٹھکرا رہے ہیں وَّلَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيۡدٌ اور ان کے لیے سخت عذاب ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِىۡۤ اَنۡزَلَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَـقِّ وَالۡمِيۡزَانَ ؕ وَمَا يُدۡرِيۡكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيۡبٌ ﴿17﴾

اللہ تعالیٰ کی ذات وہی ہے جس نے اتاری کتاب حق کے ساتھ اور ترازو بھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا خبر شاید کہ قیامت قریب ہو۔

يَسۡتَعۡجِلُ بِهَا الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مُشۡفِقُوۡنَ مِنۡهَا ۙ

جلدی کرتے ہیں اس کے بارے میں وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے اس پر اور وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں وہ ڈرنے والے ہیں

وَيَعۡلَمُوۡنَ اَنَّهَا الۡحَـقُّ ؕ اَلَاۤ اِنَّ الَّذِيۡنَ يُمَارُوۡنَ فِى السَّاعَةِ لَفِىۡ ضَلٰلٍ

اس سے اور جانتے ہیں کہ بیشک وہ برحق ہے، خبردار بیشک وہ لوگ جو جھگڑا کرتے ہیں قیامت کے بارے میں البتہ گمراہی میں

بَعِيۡدٍ ﴿18﴾ اَللّٰهُ لَطِيۡفٌ ۢ بِعِبَادِهٖ يَرۡزُقُ مَنۡ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الۡقَوِىُّ

دور جا پڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اپنے بندوں کے ساتھ رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور وہ قوت والا ہے

الۡعَزِيۡزُ ﴿19﴾ مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ حَرۡثَ الۡاٰخِرَةِ نَزِدۡ لَهٗ فِىۡ حَرۡثِهٖ ۚ وَمَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ حَرۡثَ ع۲

غالب ہے۔ جو شخص چاہتا ہے آخرت کی کھیتی ہم زیادہ کریں گے اس کے لیے اس کی کھیتی میں اور جو شخص چاہتا ہے دنیا کی کھیتی

الدُّنۡيَا نُؤۡتِهٖ مِنۡهَا وَمَا لَهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنۡ نَّصِيۡبٍ ﴿20﴾ اَمۡ لَهُمۡ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوۡا

ہم دیں گے اس کو اس میں سے اور نہیں ہوگا اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ، کیا ان کے لیے کوئی شریک ہیں جنہوں نے

لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ

مقرر کیا ہے ان کے لیے دین سے وہ چیز جس کی اجازت نہیں دی اللہ تعالیٰ نے اور اگر نہ ہوتی فیصلے کی بات تو البتہ ان کے

بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿21﴾ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا

درمیان فیصلہ کر دیا جاتا اور بیشک ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔ دیکھیں گے آپ ﷺ ظالموں کو ڈرنے والے

كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

ہوں گے اس چیز سے جو انھوں نے کمائی اور وہ واقع ہونے والی ہے ان پر اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے عمل کیے

فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَاۗءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿22﴾

اچھے وہ جنت کے باغوں میں ہوں گے ان کے لیے ہوگا جو وہ چاہیں گے ان کے رب کے پاس یہ ہے فضیلت بڑی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

یُمَارُوْنَ: جھگڑتے ہیں، نَزِدْ: ہم ترقی دیں گے، شَرَعُوْا: انہوں نے مقرر کیا، رَوْضٰتِ: باغات۔

ربط:

سابقہ آیات میں بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب مخلوقات کو قیامت کے دن کو اکٹھا کرے گا اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اب ان آیات میں فرمایا جارہا ہے کہ وہاں قیامت والے دن حساب وکتاب ہوگا اور ان احکام وفرامین کے مطابق ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں نازل فرمائے ہیں۔

تفسیری نکات: قیامت اور میزان کا بیان:

اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ اللہ تعالیٰ کی ذات وہی ہے جس نے اتاری ہے کتاب بِالْحَقِّ حق کے ساتھ۔ اس کتاب کا سارا پروگرام حق وصداقت پر مبنی ہے اور اس میں کسی قسم کے باطل کی گنجائش نہیں ہے۔ وَالْمِيْزَانَ ۭ اور میزان کو بھی نازل کیا۔ میزان سے یہاں کیا مراد ہے تو مفسرین حضرات کی تین آراء ہیں:

① ۔ میزان سے مراد قرآن ہے کہ حق اور باطل کے درمیان فرق کرتی ہے۔

② ۔ میزان سے مراد عقل ہے کہ عقل کے ذریعے انسان سچ اور جھوٹ میں تمیز کرتا ہے۔

③ ۔ میزان سے مراد وہ ترازو ہے جس میں قیامت والے دن انسانوں کے اعمال کا وزن کیا جائے گا۔

وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ اور آپ ﷺ کو کیا خبر شاید کہ قیامت قریب ہو۔ بڑی قیامت تو اپنے وقت پر اجتماعی طور پر سب کے لیے آئے گی اور وہ کب آئے گی؟ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اللہ تعالیٰ نے اس کا علم کسی کو

نہیں دیا۔ اور چھوٹی قیامت تو انسان کے ہر وقت قریب ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا من مات فقد قامت قیامته "پس تحقیق جو مرگیا اس کی قیامت قائم ہوگئی۔" قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔

یَسۡتَعۡجِلُ بِهَا الَّذِیۡنَ جلدی کرتے ہیں قیامت کی وہ لوگ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِهَا ۚ جو اس پر ایمان نہیں رکھتے۔ ایسے لوگ قیامت کی ہول ناکیوں سے بےخبر ہیں۔ ان کو انجام کا احساس نہیں ہے اس لیے جلدی مانگتے ہیں۔ اس کے برخلاف وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں مُشۡفِقُوۡنَ مِنۡهَا ۙ وہ ڈرنے والے ہیں اس سے۔ ان کو ہر وقت فکر رہتی ہے کہ معلوم نہیں آگے کیا صورت حال پیش آئے گی۔ وہ آخرت کی تیاری کرتے ہیں اور کفر و معاصی سے بچتے ہیں۔ وَیَعۡلَمُوۡنَ اَنَّهَا الۡحَقُّ ؕ اور وہ جانتے ہیں کہ قیامت برحق ہے۔ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے اور اس دن ہر آدمی کو اپنے کیے کی جزا سزا ملنی ہے۔ اَلَاۤ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُمَارُوۡنَ فِی السَّاعَةِ خبردار بیشک وہ لوگ جو جھگڑا کرتے ہیں قیامت کے بارے میں یعنی قیامت کے انکار کرنے والے ہیں۔ لَفِیۡ ضَلٰلٍۭ بَعِیۡدٍ یہ دور کی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں اَللّٰهُ لَطِیۡفٌۢ بِعِبَادِهٖ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ نرمی کرنے والا ہے اس لیے فوراً پکڑتا نہیں ہے مہلت دیتا رہتا ہے یَرۡزُقُ مَنۡ یَّشَآءُ ۚ رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور جس قدر چاہتا ہے۔

بعض اوقات نافرمانوں کو بہت زیادہ دیتا ہے اور نیکوں کو تنگی میں رکھتا ہے رزق کی تقسیم اس کی حکمت اور مصلحت کے مطابق ہوتی ہے جس کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی رضا اور عدم رضا کے ساتھ نہیں ہوتا وَهُوَ الۡقَوِیُّ الۡعَزِیۡزُ اور وہ قوت والا اور غالب ہے۔ تمام اختیارات اس کے پاس ہیں۔

آخرت کے طلبگار کو آخرت میں اور دنیا کے طلبگار کو دنیا میں ملتا ہے:

مَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ جو شخص چاہتا ہے حَرۡثَ الۡاٰخِرَةِ آخرت کی کھیتی کا نَزِدۡ لَهٗ فِیۡ حَرۡثِهٖ ۚ ہم زیادہ کریں گے اس کے لیے اس کی کھیتی میں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور اس کی وحدانیت کو تسلیم کرنے کے بعد عبادت و ریاضت کے ذریعے محنت کرتا ہے وہ ایسی کھیتی پر کام کر رہا ہے کہ جس کا پھل آخر میں یعنی قیامت میں ملے گا۔

وَمَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ حَرۡثَ الدُّنۡیَا اور جو شخص ارادہ کرتا ہے دنیا کی کھیتی کا نُؤۡتِهٖ مِنۡهَا ہم دیں گے اس کو اس میں سے یعنی ضروری نہیں ہے کہ دنیا کے طالب کو اس کی خواہش کے مطابق مل جائے بلکہ ہم اپنی حکمت اور مصلحت کے مطابق کچھ نہ کچھ حصہ اس کو دیں گے مگر ساتھ ہی یہ فرمایا وَمَا لَهٗ فِی الۡاٰخِرَةِ مِنۡ نَّصِیۡبٍ اور نہیں ہے اس کے لیے آخرت میں کچھ حصہ۔ اس لیے کہ اُس نے آخرت کے لیے کوئی ارادہ ہی نہیں کیا۔ اُس کی ساری کوشش اور تمنا دنیا کے لیے تھی۔

مشرکین کے پاس اپنے شرک کا کوئی جواز نہیں:

اَمۡ لَهُمۡ شُرَکٰٓؤُا شَرَعُوۡا لَهُمۡ مِّنَ الدِّیۡنِ مَا لَمۡ یَاۡذَنۡۢ بِهِ اللّٰهُ ؕ کیا ان لوگوں کے لیے کوئی شریک ہیں جنہوں نے کوئی ایسا دین مقرر کیا ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔ گویا کہ انھوں نے کوئی علیحدہ دین بنا رکھا

ہے۔ انھوں نے کوئی حلال وحرام کے ضابطے بنائے ہیں، معاشرتی، معاشی، سیاسی، اخلاقی کوئی حدیں بیان کی ہیں تو لاؤ پیش کرو جن کو انھوں نے شریک بنایا ہوا ہے۔ انھوں نے کوئی علیحدہ دین نہیں بنایا البتہ مشرکوں نے خود ساختہ رسمیں اور بدعات بنائی ہوئی ہیں جو دین حق کے سراسر خلاف ہیں۔

وَلَوۡلَا كَلِمَةُ الۡفَصۡلِ لَقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ ؕ اور اگر نہ ہوتی فیصلے کی ایک بات پہلے سے طے شدہ تو ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا۔

وَاِنَّ الظّٰلِمِيۡنَ لَهُمۡ اور بیشک ظلم کرنے والوں کے لیے عَذَابٌ اَلِيۡمٌ دردناک عذاب ہے۔ تَرَى الظّٰلِمِيۡنَ دیکھیں گے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظالموں کو مُشۡفِقِيۡنَ مِمَّا كَسَبُوۡا ڈرنے والے ہوں گے اپنی کمائی سے۔ جب میدان محشر میں پہنچیں گے اور ان کے کفریہ شرکیہ اعمال ان کے سامنے آئیں گے اور ان کا انجام بھی سامنے نظر آ رہا ہوگا تو خوف زدہ ہوں گے اور حقیقت میں وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمۡ ؕ اور وہ ان پر واقع ہونے والا ہوگا ان کی کارروائیوں کا وبال ان پر پڑنے والا ہوگا وہ اس سے بچ نہیں سکیں گے وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل کیے اچھے۔ عقیدہ توحید والا بنایا، زندگی اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمان برداری میں گزاری فِىۡ رَوۡضٰتِ الۡجَـنّٰتِ ۚ وہ بہشت کے باغوں میں ہوں گے لَهُمۡ مَّا يَشَآءُوۡنَ ان کے لیے ہوگا جو وہ چاہیں گے عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ؕ ان کے رب کے پاس۔ جنتی جو درخواست کریں گے اللہ تعالیٰ پوری فرمائے گا۔ ذٰلِكَ هُوَ الۡفَضۡلُ الۡكَبِيۡرُ یہ ہے فضیلت بڑی جسے اللہ تعالیٰ عطا فرمائے۔

ذٰلِكَ الَّذِىۡ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ

یہ وہ چیز ہے جس کی خوشخبری دیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جو ایمان لائے ہیں اور عمل کرتے ہیں اچھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ

لَّاۤ اَسۡـئَلُكُمۡ عَلَيۡهِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّةَ فِى الۡقُرۡبٰى ؕ وَمَنۡ يَّقۡتَرِفۡ حَسَنَةً نَّزِدۡ لَهٗ فِيۡهَا

دیں نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کوئی معاوضہ مگر دوستی قرابت داری میں اور جو کمائے گا بھلائی ہم زیادہ کریں گے اس کے لیے

حُسۡنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ شَكُوۡرٌ ﴿۲۳﴾ اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰى عَلَى

اس میں خوبی بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے قدردان ہے۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (نعوذ باللہ) افتراء باندھا ہے

اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنۡ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخۡتِمۡ عَلٰى قَلۡبِكَ ؕ وَيَمۡحُ اللّٰهُ الۡبَاطِلَ وَيُحِقُّ الۡحَـقَّ

اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا پس اگر چاہے اللہ تعالیٰ مہر لگا دے آپ کے دل پر اور مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ باطل کو اور ثابت کرتا ہے حق کو

بِكَلِمٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۲۴﴾ وَهُوَ الَّذِىۡ يَقۡبَلُ التَّوۡبَةَ عَنۡ عِبَادِهٖ وَيَعۡفُوۡا

اپنے کلمات کے ساتھ بیشک وہ جانتا ہے دلوں کے رازوں کو، اور وہ وہی ہے جو قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندوں کی اور معاف کرتا

عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعۡلَمُ مَا تَفۡعَلُوۡنَ ﴿25﴾ وَيَسۡتَجِيۡبُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

ہے برائیاں اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ اور قبول کرتا ہے دعائیں ان لوگوں کی جو ایمان لائے اور انھوں نے عمل کیے

وَيَزِيۡدُهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ ؕ وَالۡكٰفِرُوۡنَ لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيۡدٌ ﴿26﴾ وَلَوۡ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزۡقَ

اچھے اور مزید عطا کرے گا ان کو اپنے فضل سے اور کافروں کے لیے سخت عذاب ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کشادہ کر دے رزق

لِعِبَادِهٖ لَبَغَوۡا فِى الۡاَرۡضِ وَلٰكِنۡ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ

اپنے بندوں کے لیے تو البتہ وہ سرکشی کریں زمین میں لیکن وہ اتارتا ہے اندازے سے جتنا چاہتا ہے بیشک وہ اپنے بندوں سے

خَبِيۡرٌۢ بَصِيۡرٌ ﴿27﴾ وَهُوَ الَّذِىۡ يُنَزِّلُ الۡغَيۡثَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا قَنَطُوۡا وَيَنۡشُرُ رَحۡمَتَهٗ ؕ

خبردار ہے دیکھنے والا ہے۔ اور وہ وہی ہے جو اتارتا ہے بارش کو بعد اس کے کہ وہ ناامید ہو جاتے ہیں اور پھیلاتا ہے اپنی رحمت

وَهُوَ الۡوَلِىُّ الۡحَمِيۡدُ ﴿28﴾ وَمِنۡ اٰيٰتِهٖ خَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا

اور وہی حمایت کرنے والا ہے قابل تعریف ہے۔ اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں کو پیدا کرنا اور زمین کا

بَثَّ فِيۡهِمَا مِنۡ دَآبَّةٍ ؕ وَهُوَ عَلٰى جَمۡعِهِمۡ اِذَا يَشَآءُ قَدِيۡرٌ ﴿29﴾ ع

پیدا کرنا اور جو بکھیرے ہیں ان دونوں کے درمیان جانور اور وہ ان کے جمع کرنے پر جب چاہے گا قادر ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَقۡتَرِفۡ: (جو) کرے گا، يَمۡحُ: مٹاتا ہے، بَسَطَ: فراخ کردے، لَبَغَوۡا: تو وہ شرارت کرنے لگیں، قَنَطُوۡا: وہ مایوس ہوئے، جَمۡعِهِمۡ: ان کا جمع کرنا۔

ربط:

سابقہ آیات میں فرمایا گیا تھا کہ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے دنیا میں نیک اعمال کیے وہ جنت کے باغات میں ہوں گے اور ان کے لیے وہ سب ہوگا جو وہ اللہ پاک سے تمنا اور خواہش کریں گے۔ اب یہاں بھی دوبارہ اس بات کی خوش خبری دی جارہی ہے کہ اہل جنت کو جنت میں ہر طرح کا عیش اور راحت کا سامان میسر ہوگا۔

تفسیری نکات: مَوَدَّةَ فِى الۡقُرۡبٰى کا مفہوم اور تفسیر:

ذٰلِكَ الَّذِىۡ یہ ہے وہ چیز جس کی خوشخبری دیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ جو ایمان لائے اور انھوں نے عمل کیے اچھے کہ ان کو جنت میں ہر قسم کا آرام نصیب ہوگا۔

قُلۡ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں لَّاۤ اَسۡـئَلُكُمۡ عَلَيۡهِ اَجۡرًا میں نہیں مانگتا اس تبلیغ حق کے سلسلہ میں تم سے کوئی معاوضہ۔

اِلَّا الۡمَوَدَّةَ فِي الۡقُرۡبٰى ۚ مگر دوستی قرابت داری میں کہ میں تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا مگر میری قرابت داری کا تو کچھ لحاظ کرو۔ کسی خاندان سے پھوپھی، کسی سے چچی وغیرہ ہے تم میرے خاندان کے لوگ ہو اور خاندانی لوگ ایک دوسرے کا بڑا لحاظ کرتے ہیں۔ تم اگر میرے دین کی دعوت اور پروگرام کو قبول نہیں کرتے تو قرابت داری کا لحاظ کر کے مجھے تکلیف تو نہ پہنچاؤ۔

شیعہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ ﷺ فرما دیں کہ میں تم سے اس قرآن کے بیان کرنے پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا اِلَّا الۡمَوَدَّةَ فِي الۡقُرۡبٰى مگر یہ کہ تم میری اہل بیت کیساتھ محبت کرو۔ (حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ محبت کرو یہ میں تم سے سوال کرتا ہوں) تو وہ مَوَدَّةَ فِي الۡقُرۡبٰى کا معنی اہل بیت لیتے ہیں۔ لیکن ان کا یہ کہنا عقلاً بھی باطل ہے نقلاً بھی باطل ہے۔

عقلاً اس لئے باطل ہے کہ یہ سورت مکی ہے۔ مدینہ طیبہ آپ ﷺ ہجرت کر کے تشریف لے گئے تو ہجرت کے تیسرے سال کے آخر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کیساتھ نکاح ہوا رمضان ۴ھ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی ۵ھ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو یہ سورۃ تو مکی ہے اور مکہ میں نہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا وجود نہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا وجود اور نہ ان کے والدین رضی اللہ عنہم کا نکاح ہوا تھا تو کیسے ہم مانیں کہ مَوَدَّةَ الۡقُرۡبٰى کا یہ معنی ہے کہ تم اہل بیت سے محبت کرو۔

نقلاً اس لئے باطل ہے کہ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی نے کہا کہ حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ یہ آیت اہل بیت رضی اللہ عنہم سے محبت کرنے کے سلسلے میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا اس آیت کا یہ مطلب نہیں ہے بلکہ نبی کریم ﷺ یہ فرماتے ہیں کہ اگر تم میرا خیال نہیں رکھتے تو اس کو چھوڑو میری تمہارے ساتھ رشتہ داری ہے کسی خاندان سے پھوپھی کسی سے چچی وغیرہ میری تمہارے ساتھ جو قرابت ہے اس کا تو خیال رکھو۔

تو آیت کریمہ کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے جو شیعہ حضرات نے نکالا ہے۔ باقی رہی محبت اہل بیت رضی اللہ عنہم کے ساتھ تو اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے کہ آنحضرت ﷺ کے قرابت داروں کے ساتھ محبت، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ محبت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبت ضروری ہے۔ تو فرمایا تم میری بات مانو یا نہ مانو تمہاری مرضی مگر صلہ رحمی کا دامن تو نہ چھوڑو۔

وَمَنۡ يَّقۡتَرِفۡ حَسَنَةً نَّزِدۡ لَهٗ فِيۡهَا حُسۡنًا ۚ اور جو شخص کمائے گا بھلائی ہم زیادہ کریں گے اس کے لیے خوبی یعنی اس کا بدلہ بڑھا دیں گے۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ شَكُوۡرٌ بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا، قدردان ہے۔ وہ معمولی سے عمل پر بھی بہت زیادہ عطا فرماتا ہے۔

کافروں کے الزام کا جواب:

اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ کیا یہ کافر کہتے ہیں افۡتَرٰی عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ ان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے (نعوذ باللہ) افتراء باندھا ہے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا یہ کہتے ہیں کہ مجھ پر وحی اترتی ہے مجھے نبوت ملی ہے۔ فَاِنۡ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخۡتِمۡ عَلٰى قَلۡبِكَ ؕ پس اگر چاہے اللہ تعالیٰ مہر لگا دے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر۔

اس کی دو تفسیریں کی گئی ہیں:

(اوّل) یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اگر نعوذ باللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ باطل اور جھوٹ پر مبنی ہوتا تو اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر مہر لگا دیتے۔ یعنی نبوت معاذ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چھین لیتے اور اللہ تعالیٰ باطل کو خود مٹا دے اور حق کو خود ثابت کردے اپنے فیصلوں سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا درمیان میں واسطہ ہی نہ رہے رب چاہے تو ایسا کر سکتا ہے۔ تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی اور تفسیر قرطبی وغیرہ میں یہ تفسیر بھی موجود ہے۔

(دوم) دوسری تفسیر یہ ہے کہ فان یشاء اللہ پس اگر اللہ چاہے۔ یختم علی قلبك بالصبر علی اذا هم ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر صبر کی مہر لگا دیں تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کی تکالیف اور ہرزہ سرائی پر صبر کریں۔

وَيَمۡحُ اللّٰهُ الۡبَاطِلَ اور مٹا دے اللہ تعالیٰ باطل کو بغیر کسی نبی کی وساطت کے۔ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے وہ چاہے تو اس طرح کر سکتا ہے۔ اس میں صرف اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت بتلائی ہے کہ اگر ہم چاہیں تو اس طرح بھی کر سکتے ہیں۔ وَيُحِقُّ الۡحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ؕ اور ثابت کردے حق کو اپنے کلمات کے ساتھ اِنَّهٗ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ بیشک وہ جاننے والا ہے دلوں کے رازوں کو اس سے کوئی شے مخفی نہیں ہے۔ جو کافر کہتے ہیں اس کو بھی جانتا ہے اور جو کچھ مومن کر رہے ہیں اس کو بھی جانتا ہے سب کی حرکات، اقوال اور افعال کو بخوبی جانتا ہے۔

وَهُوَ الَّذِيۡ اور اللہ تعالیٰ وہی ہے يَقۡبَلُ التَّوۡبَةَ عَنۡ عِبَادِهٖ جو قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندوں کی۔ وَيَعۡفُوۡا عَنِ السَّيِّاٰتِ اور معاف کرتا ہے برائیاں۔

وَيَعۡلَمُ مَا تَفۡعَلُوۡنَ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ سے کوئی شے مخفی نہیں ہے وَيَسۡتَجِيۡبُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا اور قبول کرتا ہے اللہ تعالیٰ دعاؤں کو ان لوگوں کی جو ایمان لائے ہیں وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور جنہوں نے عمل کیے اچھے۔

وَيَزِيۡدُهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ ؕ اور اللہ تعالیٰ ان کو مزید عطا کرے گا اپنے فضل سے۔ عام حالات میں ایک نیکی کا اجر دس گنا ملتا ہے اور فی سبیل اللہ کی مد میں سات سو گنا ملتا ہے۔ اس سے زیادہ جس کو چاہے اللہ تعالیٰ دے دے وَالۡكٰفِرُوۡنَ لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيۡدٌ اور جو کافر ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے۔

انسانوں کا عمومی رویہ:

وَلَوۡ بَسَطَ اللّٰہُ الرِّزۡقَ لِعِبَادِہٖ لَبَغَوۡا فِی الۡاَرۡضِ اور اگر اللہ تعالیٰ کشادہ کرے رزق اپنے بندوں کے لیے تو البتہ وہ سرکشی کریں زمین میں۔ وَلٰکِنۡ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ لیکن وہ اتارتا ہے اندازے سے جتنا چاہتا ہے۔ اِنَّہٗ بِعِبَادِہٖ خَبِیۡرٌۢ بَصِیۡرٌ بیشک وہ اپنے بندوں سے خبردار بھی ہے اور دیکھنے والا بھی ہے وَھُوَالَّذِیۡ یُنَزِّلُ الۡغَیۡثَ اور اللہ وہی ہے جو اتارتا ہے بارش کو مِنۡۢ بَعۡدِ مَا قَنَطُوۡا بعد اس کے کہ لوگ نا امید ہو چکے ہوتے ہیں۔

وَیَنۡشُرُ رَحۡمَتَہٗ اور وہ پھیلاتا ہے اپنی رحمت کو۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ رحمت کی بارش نازل فرماتا ہے اور دور و نزدیک سب جگہ کی زمینوں کو اپنی رحمت سے سیراب کرتا ہے وَھُوَالۡوَلِیُّ الۡحَمِیۡدُ اور وہی حمایت کرنے والا ہے، کارساز اور قابل تعریف ہے۔ فرمایا وَمِنۡ اٰیٰتِہٖ اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے۔ خَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ آسمانوں کا پیدا کرنا اور زمین کا پیدا کرنا وَمَا بَثَّ فِیۡھِمَا اور جو بکھیرے ہیں آسمانوں اور زمین میں مِنۡ دَآبَّۃٍ جانور۔ انسانوں کی شکلوں کو دیکھو، گھوڑے، بکری کو دیکھو، بلی اور سانپ کو دیکھو، کیڑے مکوڑے، حشرات الارض کو دیکھو۔ ان سب میں اللہ تعالیٰ نے روح ڈالی ہے اور سارے اپنے نفع اور نقصان کو سمجھتے ہیں۔ ان کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یقین ہو جاتا ہے وَھُوَعَلٰی جَمۡعِھِمۡ اِذَا یَشَآءُ قَدِیۡرٌ اور وہ رب ان کے جمع کرنے پر جب چاہے قادر ہے۔ قیامت کے دن سب کو جمع کرے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہوں گے۔

وَمَآ اَصَابَکُمۡ مِّنۡ مُّصِیۡبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتۡ اَیۡدِیۡکُمۡ وَیَعۡفُوۡا عَنۡ کَثِیۡرٍ ﴿۳۰﴾

اور جو پہنچی ہے تم کو کوئی مصیبت پس اس وجہ سے جو کمایا ہے تمہارے ہاتھوں نے اور اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے

وَمَآ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِیۡنَ فِی الۡاَرۡضِ ۚۖ وَمَا لَکُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مِنۡ وَّلِیٍّ

بہت ساری غلطیوں سے اور نہیں ہو تم عاجز کرنے والے زمین میں اور نہیں ہے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے نیچے کوئی حمایتی

وَّلَا نَصِیۡرٍ ﴿۳۱﴾ وَمِنۡ اٰیٰتِہِ الۡجَوَارِ فِی الۡبَحۡرِ کَالۡاَعۡلَامِ ﴿۳۲﴾ اِنۡ یَّشَاۡ یُسۡکِنِ الرِّیۡحَ

اور نہ کوئی مددگار۔ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کشتیاں سمندر میں جیسے ٹیلا، اگر وہ چاہے روک دے ہوا

فَیَظۡلَلۡنَ رَوَاکِدَ عَلٰی ظَھۡرِہٖ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوۡرٍ ﴿۳۳﴾

پس وہ ہو جائیں ٹھہری ہوئی اس کی پشت پر بیشک اس میں البتہ نشانیاں ہیں ہر صبر کرنے والے کے لیے شکر کرنے والے کے

اَوۡ یُوۡبِقۡھُنَّ بِمَا کَسَبُوۡا وَیَعۡفُ عَنۡ کَثِیۡرٍ ﴿۳۴﴾ وَّیَعۡلَمَ الَّذِیۡنَ یُجَادِلُوۡنَ فِیۡۤ

لیے، یا ان کو ہلاک کر دے ان کی کمائی کی وجہ سے اور معاف کر دیتا ہے بہت سارے اور تا کہ جان لیں وہ لوگ جو جھگڑا

اٰیٰتِنَا ؕ مَا لَہُمۡ مِّنۡ مَّحِیۡصٍ ﴿۳۵﴾ فَمَاۤ اُوۡتِیۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَمَتَاعُ الۡحَیٰوۃِ

کرتے ہیں ہماری آیتوں کے بارے میں نہیں ہے ان کے لیے چھٹکارا، پس جو تم دیئے گئے ہو کوئی چیز پس وہ فائدہ ہے

الدُّنۡیَا ۚ وَمَا عِنۡدَ اللّٰہِ خَیۡرٌ وَّاَبۡقٰی لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا

دنیا کی زندگی کا اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہت بہتر ہے اور بہت ہی پائیدار ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے

وَعَلٰی رَبِّہِمۡ یَتَوَکَّلُوۡنَ ﴿۳۶﴾ وَالَّذِیۡنَ یَجۡتَنِبُوۡنَ کَبٰٓئِرَ الۡاِثۡمِ وَالۡفَوَاحِشَ وَاِذَا

اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں ۔ اور وہ لوگ جو بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور بے حیائی کی باتوں سے اور جب

مَا غَضِبُوۡا ہُمۡ یَغۡفِرُوۡنَ ﴿۳۷﴾

وہ غصے میں آتے ہیں وہ معاف کر دیتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلۡجَوَارِ: کشتیاں، کَالۡاَعۡلَامِ: جیسے ٹیلا، یُسۡکِنِ: وہ روک دے، فَیَظۡلَلۡنَ: (پس) وہ ہو جائیں، رَوَاکِدَ: ٹھہری ہوئی، ظَھۡرِہٖ: اس کی پشت پر یا اس کی سطح پر، یُوۡبِقۡھُنَّ: وہ انہیں ہلاک کر دے، یَعۡفُ: وہ معاف کرتا ہے، یَجۡتَنِبُوۡنَ: (جو) بچتے ہیں، غَضِبُوۡا: وہ غصہ کرتے ہیں، یَغۡفِرُوۡنَ: وہ معاف کرتے ہیں۔

ربط:

سابقہ بیان ہونے والی آیات میں ذکر تھا کہ اللہ تعالیٰ اگر رزق کشادہ کرے تو لوگ زمین میں سرکشی کریں اسی سرکشی کے بارے میں فرمایا کہ جو تمہیں مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی ہے یہ تمہاری سرکشی کا نتیجہ ہے۔

تفسیری نکات: مصائب کا آنا گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے:

وَمَاۤ اَصَابَکُمۡ مِّنۡ مُّصِیۡبَۃٍ اور جو پہنچتی ہے تم کو کوئی مصیبت فَبِمَا کَسَبَتۡ اَیۡدِیۡکُمۡ پس اس وجہ سے جو کمایا ہے تمہارے ہاتھوں نے یہ تمہارے عملی کرتوت کا نتیجہ ہے وَیَعۡفُوۡا عَنۡ کَثِیۡرٍ اور اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے بہت ساری غلطیاں۔ بہت ساری کوتاہیوں سے اللہ تعالیٰ درگزر فرماتا ہے۔ ہر گناہ پر پکڑے تو تم بچ نہیں سکتے۔ عموماً ایسا ہی ہوتا ہے کہ پریشانی انسان کے اپنے اعمال کی وجہ سے ہوتی ہے لیکن یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے کہ ہر ایک کی مصیبت گناہوں کے نتیجہ میں ہو ہمارا ایمان ہے کہ پیغمبر صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے معصوم ہیں لیکن ان کو بڑی پریشانیاں آئیں۔ تو پیغمبروں کو جو پریشانیاں آتی ہیں وہ گناہوں کی وجہ سے نہیں ہوتی ہیں بلکہ وہ ہمارے جیسوں کے لیے نمونہ اور مثال کے طور پر ہوتی ہیں تا کہ اگر ہم کسی مصیبت اور پریشانی میں مبتلا ہوں تو ہم ان تکالیف پر صبر کریں دوسرے یہ کہ ان تکالیف اور مصائب کی وجہ سے اللہ پاک ان کے درجات بلند فرماتے ہیں۔ پیغمبروں کے علاوہ دیگر لوگوں کو جو تکالیف آتی ہیں وہ عمومی طور پر

اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے۔

وَمَآ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِیۡنَ فِی الۡاَرۡضِ ۚۖ اور نہیں ہو تم عاجز کرنے والے اللہ تعالیٰ کو زمین میں اپنا حکم نافذ کرنے سے۔ اللہ تعالیٰ کو فیصلہ نافذ کرنے میں تم عاجز نہیں کر سکتے۔ وَمَا لَکُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اور نہیں ہے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے نیچے مِنۡ وَّلِیٍّ کوئی حمایتی کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے کے لیے حمایت کرے وَّلَا نَصِیۡرٍ اور نہ کوئی مددگار کہ وہ تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچالے۔

دریا اور سمندروں میں کشتیوں اور جہازوں کا چلنا:

وَمِنۡ اٰیٰتِهِ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے الۡجَوَارِ فِی الۡبَحۡرِ کشتیاں سمندر میں چلتی ہیں کَالۡاَعۡلَامِ یہ علم کی جمع ہے اس کا معنی ہے ٹیلا۔ سمندر کے کنارے کھڑا ہو کر آدمی دیکھے تو دور سے کشتیاں ٹیلے نظر آتے ہیں جیسے جیسے قریب آئیں گی تو معلوم ہوتا ہے کشتیاں ہیں۔ تو یہ کشتیاں اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلتی ہیں۔ اِنۡ یَّشَاۡ یُسۡکِنِ الرِّیۡحَ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو روک دے ہوا کو فَیَظۡلَلۡنَ رَوَاکِدَ عَلٰی ظَهۡرِهٖ ؕ پس وہ ہو جائیں اس کی پشت پر، سمندر کی سطح پر ٹھہری ہوئیں۔ پرانے زمانے میں بادبانی کشتیاں ہوتی تھیں جو ہوا کے ذریعے چلتی تھیں بڑے بڑے مضبوط ٹاٹ باندھے ہوتے تھے جن کو ہوا لگتی تھی اور اس سے کشتیاں چلتی تھیں۔ پھر موسم کے لحاظ سے علم ہوتا تھا کہ کون سے موسم میں ہوا کا رخ کدھر کا ہوتا ہے؟ اس کے مطابق سفر ہوتا تھا۔ اب دنیا ترقی کر گئی ہے اب کشتیاں ایندھن کے ذریعے چلتی ہیں، کوئلے، پٹرول اور بجلی کے ذریعے چلتی ہیں۔ تو فرمایا اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ہوا کو روک دے اور وہ ٹھہر جائیں سطح سمندر پر اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ بیشک اس میں البتہ نشانیاں ہیں لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوۡرٍ ہر صبر کرنے والے کے لیے جو تکلیفوں پر صبر کرتا ہے اور شکر کرنے والے کے لیے کہ الحمد للہ! ہم نے اتنا لمبا سفر کیا کشتی سلامتی کے ساتھ ایک کنارے سے دوسرے کنارے لگ گئی۔ فرمایا یہ بھی یاد رکھو۔

اَوۡ یُوۡبِقۡهُنَّ بِمَا کَسَبُوۡا یا اللہ تعالیٰ ان کشتیوں کو ہلاک کر دے تباہ کر دے ان کی کمائی کی وجہ سے وہ اس پر قادر ہے۔ اس وقت بھی کشتیاں ڈوب جاتی تھیں اور آج کل بھی ڈوب جاتی ہیں۔ باوجود اس قدر ترقی کے اللہ تعالیٰ ہی کشتیوں اور جہازوں کو پار لگاتا ہے اور وہی ڈبوتا ہے۔ یہ سب اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں وَیَعۡفُ عَنۡ کَثِیۡرٍ اور معاف کرتا ہے بہت سی غلطیوں اور کوتاہیوں کو۔ اگر اللہ تعالیٰ خطا اور لغزش پر پکڑے تو پھر بندہ ایک قدم بھی نہیں چل سکتا وَّیَعۡلَمَ الَّذِیۡنَ اور جانتا ہے ان لوگوں کو یُجَادِلُوۡنَ فِیۡۤ اٰیٰتِنَا ؕ جو جھگڑا کرتے ہیں ہماری آیتوں کے بارے میں مَا لَهُمۡ مِّنۡ مَّحِیۡصٍ نہیں ہے ان کیلئے چھٹکارا یا جائے پناہ۔

فَمَاۤ اُوۡتِیۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ پس جو چیز تمہیں دی گئی ہے مال ہو، اولاد ہو، زمین ہو، کارخانے، فیکٹریاں ہوں، سواریاں ہوں، جو کچھ بھی تمہیں دنیا میں ملا ہے فَمَتَاعُ الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا ۚ پس یہ تھوڑا سا سامان ہے دنیا کی زندگی کا۔ اس

بات کو نہ بھولنا۔ کتنا عرصہ تم زندہ رہو گے اور ان نعمتوں کو استعمال کرو گے؟ اس کو فانی سمجھو اور اگلے جہان کی تیاری کرو وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ اور وہ چیزیں جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں وہ بہت بہتر ہیں وَّاَبْقٰى اور بہت ہی پائیدار ہیں وہ کبھی ختم ہونے والی نہیں۔

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ان لوگوں کے لیے ہیں جو ایمان لائے۔ یہ بنیادی شرط ہے آخرت کی کامیابی کے لیے۔ آخرت کی کامیابی ان لوگوں کو نصیب ہوگی جو مومن ہیں وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ اور اپنے ربّ پر وہ توکل کرتے ہیں ان کا اعتماد اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہے۔ دکھ سکھ، راحت، تکلیف سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ اور وہ لوگ جو بچتے ہیں كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ بڑے گناہوں سے وَالْفَوَاحِشَ اور بے حیائی کی باتوں سے۔ آدمی بڑے گناہوں سے بچتا رہے تو چھوٹے گناہ نیکی کے کاموں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ خود بخود معاف کرتا رہتا ہے۔ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ اور جب وہ غصے میں آتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں غصے کو پی جاتے ہیں۔ بدلے کی طاقت رکھنے کے باوجود غصے پر قابو پانا اور درگزر کر لینا بہت بڑی بات ہے۔

وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۪ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۪

اور وہ لوگ جنھوں نے حکم مانا اپنے رب کا اور انھوں نے قائم کی نماز اور ان کا معاملہ آپس میں مشورے سے طے ہوتا ہے

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿٣٩﴾

اور اس میں سے جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے خرچ کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جب پہنچتی ہے ان پر زیادتی وہ انتقام لیتے ہیں۔

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ

اور برائی کا بدلہ برائی ہے اس جیسی پس جس نے معاف کر دیا اور اصلاح کی پس اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے بیشک وہ پسند

الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٠﴾ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ

نہیں کرتا ظلم کرنے والوں کو، اور البتہ جس شخص نے انتقام لیا ظلم کیے جانے کے بعد پس یہ لوگ ہیں نہیں ہے ان پر الزام کا کوئی

سَبِيْلٍ ﴿٤١﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ

راستہ، پختہ بات ہے الزام کا راستہ ان لوگوں پر ہے جو ظلم کرتے ہیں لوگوں پر اور سرکشی کرتے ہیں زمین میں ناحق

الْحَقِّ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٤٢﴾ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ

وہ لوگ ہیں ان کے لیے عذاب ہے دردناک، اور البتہ وہ شخص جس نے صبر کیا اور معاف کر دیا بیشک یہ البتہ ہمت کے کاموں

الْاُمُوْرِ ﴿٤٣﴾ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ ع

میں سے ہے۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ بہکا دے نہیں اس کا کوئی حمایتی اس کے بعد اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیں گے ظالموں کو جس وقت

وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۴﴾

وہ دیکھیں گے عذاب کو وہ کہیں گے کیا ہے دنیا کی طرف واپس ہو جانے کا کوئی راستہ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

شُوْرٰى: مشورہ کرنا، اِنْتَصَرَ: (جو) انتقام لے لیا بدلہ لے لیا، صَبَرَ: (جس نے) صبر کیا، مَرَدٍّ: واپس ہو جانا۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی اہل ایمان کی بعض صفات اور خصوصیات کا تذکرہ فرمایا گیا تھا اب ان آیات میں بھی اہل ایمان کی بعض صفات کا تذکرہ ہے۔

تفسیری نکات: اہل ایمان کی مزید صفات کا بیان:

وَالَّذِيْنَ اور وہ لوگ ہیں اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ جنہوں نے حکم مانا اپنے رب کا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ص اور انھوں نے قائم کی نماز۔ اللہ تعالیٰ کے احکام میں ایمان کے بعد سرفہرست نماز ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک مومن اور کافر میں فرق کرنے والی چیز نماز تھی۔ جو آدمی نماز پڑھتا تھا ہم سمجھتے تھے کہ یہ مسلمان ہے اور جو نہیں پڑھتا تھا ہم سمجھتے تھے کہ یہ مسلمان نہیں ہے۔

وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ص اور معاملہ ان کا آپس میں مشورے سے طے پاتا ہے یعنی ان کی یہ بھی خوبی ہے کہ وہ اپنے معاملات مشورے سے طے کرتے ہیں۔ معاملات مشورے سے طے کرنے میں تفصیل ہے۔

ایک تو وہ احکام ہیں جو قرآن پاک میں اور حدیث پاک میں آچکے ہیں یا امت کے اجماع سے ثابت ہیں۔ ان مسائل اور احکامات میں تو مشورہ نہیں ہوگا۔

البتہ جو جدید مسائل ہیں ملکی انتظام کے بارے میں دشمنوں سے لڑنے یا صلح کے متعلق۔ اس کے علاوہ اور بہت سے مسائل ہیں جن کے متعلق قرآن کریم میں اور حدیث شریف میں تصریح نہیں ہے، امت کے اجماع سے ثابت نہیں ہیں۔ ایسے معاملات میں مشورہ کرتے ہیں۔

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ اور اس چیز میں سے جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے خرچ کرتے ہیں۔ مال دیا ہے، علم دیا ہے، بدنی قوت دی ہے، عقل دی ہے۔ اس کے ساتھ لوگوں کی اصلاح کرتے ہیں۔

معاف کرنے اور انتقام لینے سے متعلق آیات میں باہم تطبیق:

وَالَّذِيْنَ اِذَاۤ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ اور وہ لوگ کہ جب ان پر کوئی زیادتی ہوتی ہے تو وہ انتقام لیتے ہیں۔ دیکھنا بظاہر اس آیت کریمہ کا پچھلی آیت کریمہ کے ساتھ تعارض معلوم ہوتا ہے کہ اس میں ہے واذا ما غضبوا

ھم یغفرون جب وہ غصے میں آتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں۔ اور چوتھے پارے میں ہے کہ فرمایا والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس (آل عمران ۱۳۴) "اور وہ غصے کو دباتے ہیں اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں۔" اور یہاں فرمایا کہ اگر کوئی ان کے ساتھ زیادتی کرے تو بدلہ لیتے ہیں۔

اس کے متعلق مفسرین کرام رحمہم اللہ نے دو نکات بیان فرمائے ہیں۔

① ایک یہ کہ دونوں کا موقع محل جدا جدا ہے۔ اگر کوئی کافر مسلمان کے ساتھ زیادتی کرے تو بدلہ لیتے ہیں اور اگر کوئی مسلمان زیادتی کرے تو معاف کر دیتے ہیں۔ اس کا قرینہ اور دلیل یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح: ۲۱) "وہ کافروں پر بڑے سخت ہیں اور آپس میں بڑے مہربان ہیں۔"

② دوسری بات یہ کہ اگر کوئی شخص غلطی اور قصور کر کے اپنی غلطی کا اقرار کرتا ہے کہ میرے سے غلطی اور قصور ہوا ہے اڑتا نہیں ہے اور حالات اور قرائن سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بے چارے سے اتفاقاً غلطی ہو گئی ہے اور نادم ہے تو اس کو معاف کر دیتے ہیں اور اگر کوئی غلطی کر کے اس پر اکڑتا ہے تو اس سے بدلہ لیتے ہیں۔ کیونکہ اگر بدلہ نہ لیا تو کل کسی اور کے سامنے اکڑے گا، پرسوں کسی اور کے سامنے اکڑے گا یوں اس کی یہ بری عادت پختہ ہو جائے گی تو ایسے شخص سے بدلہ لیتے ہیں۔

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا اور برائی کا بدلہ برائی ہے اس جیسی۔ اگر کسی نے تمہیں ایک مکا مارا ہے تو تمہیں بھی اسی انداز کا ایک مکا مارنے کی اجازت ہے دو نہیں مار سکتے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اگر ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو گالی نکالی تو ظالم پہلا شخص ہے جس نے ابتداء کی ہے مالم تعتد المظلوم "جب تک مظلوم تعدی نہ کرے۔" اگر مظلوم نے دوسری گالی نکال دی تو یہ اس کے کھاتے میں لکھی جائے گی۔

فَمَنْ عَفَا پس جس نے معاف کر دیا وَاَصْلَحَ اور ظالم نے اپنی اصلاح کر لی فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ پس اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ معاف کرنے والے کو اجر اللہ تعالیٰ دے گا اِنَّهٗ بیشک اللہ تعالیٰ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ ظلم تو ایک رتی برابر بھی نہیں ہونا چاہیے۔

وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ اور البتہ جس نے بدلہ لیا بعد اس کے اس پر ظلم ہوا ہے فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ پس یہ لوگ ہیں نہیں ہے ان پر الزام کا کوئی راستہ۔ کیونکہ ان کو بدلہ لینے کا حق تھا اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ بیشک الزام کا راستہ ان لوگوں پر ہے يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں وَيَبْغُوْنَ فِى الْاَرْضِ اور سرکشی کرتے ہیں زمین میں بِغَيْرِ الْحَقِّ ناحق۔ ان پر الزام کا راستہ ہے۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وہ لوگ ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے۔ یہ عذاب مرنے کے بعد فوراً شروع ہو گا اس میں تاخیر نہیں ہو گی۔

وَلَمَنۡ صَبَرَ وَغَفَرَ اور البتہ جس نے صبر کیا اور معاف کر دیا دوسرے کی غلطی کو اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ بیشک البتہ یہ ہمت کے کاموں میں سے اور پختہ کاموں میں سے ہے۔ دوسرے کی زیادتی پر صبر کرنا اور درگزر کرنا۔ اگر ہم دنیا میں کسی کو معاف کریں گے تو اللہ تعالیٰ جو قادر مطلق ہے وہ بھی معاف کرے گا۔

وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ اور جس کو اللہ تعالیٰ بہکا دے، گمراہ کردے فَمَا لَهٗ مِنۡ وَّلِيٍّ مِّنۡۢ بَعۡدِهٖ نہیں ہے اس کا کوئی حمایتی اس کے بہکانے کے بعد۔ لیکن وہ بہکاتا اسے ہی ہے جو گمراہی پر راضی ہوتا ہے اور ہدایت کا طالب نہیں ہوتا۔

وَتَرَى الظّٰلِمِيۡنَ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیں گے ظالموں کو۔ اللہ تعالیٰ کی سچی عدالت ہوگی میدان محشر میں جنت بھی نظر آئے گی اور دوزخ بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیں گے ظالموں کو لَمَّا رَاَوُا الۡعَذَابَ جس وقت وہ ظالم دیکھیں گے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو يَقُوۡلُوۡنَ وہ کہیں گے هَلۡ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنۡ سَبِيۡلٍ کیا دنیا کی طرف لوٹ جانے کا کوئی راستہ ہے۔ دنیا کی طرف لوٹ جانے کا کوئی راستہ ہے کہ ہم دنیا میں جا کر ایمان لائیں اور نیکی کریں، کفر نہ کریں، ظلم نہ کریں مگر دنیا کی طرف آنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوگا۔

وَتَرٰىهُمۡ يُعۡرَضُوۡنَ عَلَيۡهَا خٰشِعِيۡنَ مِنَ الذُّلِّ يَنۡظُرُوۡنَ مِنۡ

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیں گے ان کو پیش کیے جائیں گے اس (آگ) پر آنکھیں جھکائے ہوئے ذلت سے دیکھتے ہوں گے

طَرۡفٍ خَفِيٍّ ؕ وَقَالَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّ الۡخٰسِرِيۡنَ الَّذِيۡنَ خَسِرُوۡۤا

چھپی نگاہ سے اور کہیں گے وہ لوگ جو ایمان لائے بیشک نقصان اٹھانے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے گھاٹے میں ڈالا

اَنۡفُسَهُمۡ وَاَهۡلِيۡهِمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ الظّٰلِمِيۡنَ فِىۡ عَذَابٍ مُّقِيۡمٍ ﴿45﴾ وَمَا كَانَ

اپنی جانوں کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت والے دن۔ خبردار بیشک ظالم دائمی عذاب میں گرفتار ہوں گے۔ اور نہیں ہوگا

لَهُمۡ مِّنۡ اَوۡلِيَآءَ يَنۡصُرُوۡنَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ سَبِيۡلٍ ﴿46﴾

ان کے لیے کوئی کارساز جو ان کی مدد کرے اللہ تعالیٰ سے نیچے اور جس کو اللہ تعالیٰ بہکا دے نہیں ہے اس کے لیے کوئی راستہ۔

اِسۡتَجِيۡبُوۡا لِرَبِّكُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِىَ يَوۡمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ مَا لَكُمۡ مِّنۡ

قبول کرو تم اپنے رب کی بات پہلے اس سے کہ آئے وہ دن نہیں ہے پھرنا اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ نہیں ہوگی تمہارے

مَّلۡجَاٍ يَّوۡمَئِذٍ وَّمَا لَكُمۡ مِّنۡ نَّكِيۡرٍ ﴿47﴾ فَاِنۡ اَعۡرَضُوۡا فَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ عَلَيۡهِمۡ

لیے کوئی جائے پناہ اس دن اور نہیں ہوگا تمہارے لیے کوئی انکار کا موقع، پس اگر وہ اعراض کریں پس نہیں بھیجا ہم نے آپ کو

حَفِيۡظًا ؕ اِنۡ عَلَيۡكَ اِلَّا الۡبَلٰغُ ؕ وَاِنَّاۤ اِذَاۤ اَذَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنَّا رَحۡمَةً

ان پر نگران بنا کر نہیں ہے آپ کے ذمے مگر پہنچانا اور بیشک۔ جس وقت ہم چکھاتے ہیں انسان کو اپنی طرف سے رحمت تو

فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ سَيِّئَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ فَاِنَّ الۡاِنۡسَانَ كَفُوۡرٌ ﴿۴۸﴾

اترانے لگتا ہے اس کے ساتھ اور اگر پہنچتی ہے ان کو کوئی برائی ان کے ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے پس بیشک انسان ناشکرا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

خَفِيٍّ: پست، يَنۡصُرُوۡنَهُمۡ: (جو) ان کی مدد کریں، نَكِيۡرٍ: روک ٹوک کرنے والا، اَعۡرَضُوۡا: اعراض کریں، بے رخی اختیار کریں، اَذَقۡنَا: چکھاتے ہیں، فَرِحَ: اترانا۔

ربط:

سابقہ آیات کی آخری آیت میں کفر اور نافرمانی کرنے والوں کا تذکرہ شروع فرمایا گیا تھا اب بھی انہی کا بیان چل رہا ہے۔

تفسیری نکات: قیامت والے دن نافرمانوں کا حال:

وَتَرٰىهُمۡ يُعۡرَضُوۡنَ عَلَيۡهَا خٰشِعِيۡنَ مِنَ الذُّلِّ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھیں گے کہ وہ ذلت کی وجہ سے جھکی ہوئی آنکھوں سے دوزخ کے عذاب پر پیش کیے جائیں گے يَنۡظُرُوۡنَ مِنۡ طَرۡفٍ خَفِيٍّ ؕ وہ چھپی نگاہ سے دیکھیں گے۔ خفی کا معنی پوشیدہ بھی ہوتا ہے اور ذلیل بھی۔ مطلب یہ ہے کہ اس دن ندامت کی وجہ سے نظریں اوپر نہیں اٹھائیں گے اس لیے ذلت آمیز چھپی (چور) نگاہوں سے دیکھیں گے وَقَالَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اور کہیں گے وہ لوگ جو ایمان لائے اِنَّ الۡخٰسِرِيۡنَ الَّذِيۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ بیشک نقصان اٹھانے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے نقصان میں ڈالا اپنے نفسوں کو وَاَهۡلِيۡهِمۡ اور اپنے گھر والوں کو يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ قیامت والے دن۔

اَلَاۤ خبردار اِنَّ الظّٰلِمِيۡنَ فِىۡ عَذَابٍ مُّقِيۡمٍ بیشک ظالم لوگ دائمی عذاب میں گرفتار ہوں گے جس سے کبھی باہر نہیں نکل سکیں گے۔ وَمَا كَانَ لَهُمۡ مِّنۡ اَوۡلِيَآءَ اور نہیں ہوگا ان کے لیے کوئی کارساز يَنۡصُرُوۡنَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ جو ان کی مدد کرے اللہ تعالیٰ سے نیچے۔ ظالم لوگ اس دن بے یار و مددگار رہ جائیں گے۔ اور یہ بھی یاد رکھو وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ سَبِيۡلٍ اور جس کو اللہ تعالیٰ بہکا دے اس کی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے نہیں ہے اس کے لیے ہدایت کا راستہ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہدایت اسے دیتے ہیں جو ہدایت کا طالب ہوتا ہے۔ اگر تم ہدایت لینا چاہتے ہو تو

اِسۡتَجِيۡبُوۡا لِرَبِّكُمۡ اپنے رب کی بات کو، اس کے حکم کو تسلیم کرو اور اس پر عمل کرو مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِىَ يَوۡمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ پہلے اس سے کہ آجائے وہ دن جس کے لیے پھرنا نہیں ہے۔ وہ ٹل نہیں سکتا وہ یقیناً آکر رہے گا لہٰذا اس دن سے

پہلے پہلے ایمان لے آؤ مِنَ اللّٰهِ ؕ اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ اور یاد رکھو! مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَىِٕذٍ نہیں ہوگی تمہارے لیے کوئی جائے پناہ اس دن وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ اور نہ تمہارے لیے انکار کی گنجائش ہوگی۔ اگر زبان سے انکار کریں گے تو ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے۔ دنیا میں تو لوگ دنیا سے چھپ بھی جاتے ہیں مگر قیامت والے دن نہ تو کہیں چھپ سکیں گے اور نہ انکار کرسکیں گے۔

رسالت کا منصب کیا ہے؟

فَاِنْ اَعْرَضُوْا پس اگر یہ لوگ اعراض کریں آپ ﷺ کی بات پر توجہ نہ دیں فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ تو ہم نے نہیں بھیجا آپ ﷺ کو ان پر نگہبان بنا کر کہ آپ ﷺ ان سے حق بات منوا کر چھوڑیں۔ آپ ﷺ ان کے انکار کی وجہ سے دل برداشتہ نہ ہوں بلکہ اپنا کام کرتے جائیں اور ان کا معاملہ مجھ پر چھوڑ دیں۔ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ آپ ﷺ کے ذمہ تو صرف اس قدر کام ہے کہ ہمارا پیغام لوگوں تک پہنچا دیں۔ ان کا اسلام کو قبول کرنا یہ آپ ﷺ کے ذمہ نہیں ہے۔

انسان ناشکرا ہے:

اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ اور بیشک جس وقت ہم چکھاتے ہیں انسان کو اپنی طرف سے رحمت۔ اسے مال، اولاد، عزت دیتے ہیں تو خوش ہوجاتا ہے اور پھولے نہیں سماتا اور کہتا ہے کہ میں اس قابل تھا کہ مجھے یہ چیزیں ملتی اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتا وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اور اگر ان کو پہنچے کوئی مصیبت اپنے ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے۔ اپنے غلط کرتوت کی وجہ سے مصیبت میں گرفتار ہوجائیں فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ تو بیشک انسان ناشکرا ہے۔ تکلیف کے وقت اللہ تعالیٰ کی ناشکری اور گلہ شکوہ کرنے لگ جاتا ہے اور کہتا ہے یہ ذلت اور رسوائی میرے ہی حصے میں آنی تھی۔

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا

اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے ملک آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے عطا کرتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے لڑکیاں

وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴿49﴾ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ

اور عطا کرتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے لڑکے، یا جوڑے جوڑے دیتا ہے ان کو لڑکے اور لڑکیاں اور کر دیتا ہے جس کو چاہتا ہے

عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿50﴾ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ

بانجھ بیشک وہ جاننے والا ہے قادر ہے۔ اور نہیں ہے شان کسی بشر کی کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام کرے مگر وحی کے ذریعے یا

حِجَابٍ اَوۡ یُرۡسِلَ رَسُوۡلًا فَیُوۡحِیَ بِاِذۡنِهٖ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِیٌّ حَکِیۡمٌ ﴿51﴾

پردے کے پیچھے سے یا بھیجے پیغام پہنچانے والے کو پس وہ وحی بھیجے اپنے حکم کے ساتھ جو چاہے بیشک وہ بلند اور حکمتوں والا

وَکَذٰلِکَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ رُوۡحًا مِّنۡ اَمۡرِنَا ؕ مَا کُنۡتَ تَدۡرِیۡ مَا الۡکِتٰبُ وَلَا الۡاِیۡمَانُ

ہے۔اور اسی طرح ہم نے وحی کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روح کی اپنے حکم سے آپ نہیں جانتے تھے کتاب کیا ہے اور نہ ایمان

وَلٰکِنۡ جَعَلۡنٰهُ نُوۡرًا نَّهۡدِیۡ بِهٖ مَنۡ نَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّکَ

اور لیکن ہم نے کیا اس کو نور ہدایت دیتے ہیں ہم اس کے ساتھ جس کو چاہتے ہیں اپنے بندوں میں سے اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم

لَتَهۡدِیۡۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿52﴾ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِیۡ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ

البتہ راہنمائی کرتے ہیں سیدھے راستے کی طرف ، اللہ تعالیٰ کا راستہ۔ وہ اللہ اسی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ اَلَاۤ اِلَی اللّٰهِ تَصِیۡرُ الۡاُمُوۡرُ ﴿53﴾ ع ۵

اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹتے ہیں سب کام۔

مشکل الفاظ کے معانی:

یَهَبُ: وہ عطا کرتا ہے، اَلذُّکُوۡرَ: بیٹے ، یُزَوِّجُهُمۡ: ان کو جمع کر دیتا ہے، ذُکۡرَانًا: بیٹے ، عَقِیۡمًا: بے اولاد، یُکَلِّمَهُ: کہ وہ اس سے کلام کرے، وَحۡیًا: وحی کر کے، فَیُوۡحِیَ: (پس) وہ پہنچاتا ہے، رُوۡحًا: فرشتہ، حکم، نَهۡدِیۡ: ہم ہدایت دیتے ہیں، تَصِیۡرُ: لوٹیں گے۔

ربط:

سابقہ آیات میں کفار و مشرکین کا حال قیامت کے موقع پر جو ہوگا وہ بیان فرمایا اس سے قبل مومنین کی صفات کا تذکرہ فرمایا تھا اب سورت کے آخر میں اللہ تعالیٰ اپنے خالق اور مالک ہونے کی صفات کا تذکرہ فرما رہا ہے۔

تفسیری نکات: اولاد کا عطا کیا جانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے:

لِلّٰهِ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے ملک آسمانوں کا اور زمین کا۔ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا بھی وہی ہے اور ان میں تصرف بھی اسی کا ہے اس کے سوا نہ کوئی خالق، نہ مالک اور نہ کسی کے پاس کوئی اختیار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی خالق، مالک ہے اور متصرف ہے یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ پیدا کرتا ہے جو چیز چاہتا ہے یَهَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ اِنَاثًا عطا کرتا ہے جس کو چاہتا ہے لڑکیاں۔ لڑکیاں ہی لڑکیاں دیتا ہے لڑکا نہیں دیتا۔ حضرت شعیب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے لڑکیاں دیں لڑکا نہیں دیا۔ حضرت لوط علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے لڑکیاں دیں لڑکا نہیں دیا۔ وَّیَهَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ الذُّکُوۡرَ اور عطا

کرتا ہے جس کو چاہتا ہے لڑکے ہی دیتا ہے، لڑکیاں نہیں دیتا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے انیس بیٹے تھے بیٹی کوئی نہیں تھی۔ نوح علیہ السلام کو بیٹے دیئے بیٹی کوئی نہیں دی۔

اَوۡ یُزَوِّجُهُمۡ ذُكۡرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ یا جوڑے جوڑے دیتا ہے ان کو لڑکے اور لڑکیاں یعنی بیٹے بھی عطا فرماتا ہے اور بیٹیاں بھی عطا فرماتا ہے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار بیٹیاں حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہن عطا فرمائیں اور تین بیٹے حضرت قاسم، حضرت عبداللہ (کہ طیب اور طاہر بھی انہی کا نام ہے) اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہم عطا فرمائے۔

وَیَجۡعَلُ مَنۡ یَّشَآءُ عَقِیۡمًا ؕ اور کر دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بانجھ۔ نہ لڑکا دے نہ لڑکی دے۔ دنیا میں کتنے مرد عورتیں ایسی موجود ہیں جو سارا زور لگا بیٹھے ہیں، کیا دوائیاں، کیا ڈاکٹر، کیا حکیم، سب کو دکھا بیٹھے ہیں، دم درود والوں سے دم تعویذ کرا بیٹھے ہیں کچھ حاصل نہیں ہوا۔ جب اللہ تعالیٰ ہی نے اولاد عطا نہیں کرنی ہے تو کون دے گا؟ اِنَّهٗ عَلِیۡمٌ قَدِیۡرٌ بے شک وہ جاننے والا اور قادر ہے۔

وحی کی تین صورتیں:۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اور نہیں ہے کسی بشر کی شان۔ کسی بشر کے لائق نہیں ہے اَنۡ یُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام کرے براہ راست مگر وحی کے ذریعے، وحی کی صورت میں۔ اللہ تعالیٰ بشر کے ساتھ تین طرح پر کلام فرماتا ہے۔ تو پہلی صورت تو یہ کہ وحی کا دل پر نزول ہوتا ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ جو کہ ابوجہل کے سگے بھائی تھے۔ ۸ھ میں مسلمان ہو گئے، مخلص مسلمانوں میں سے تھے۔ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم **کیف تاتیک الوحی** "آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کیسے نازل ہوتی ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی وقت تو مجھے فرشتہ نظر نہیں آتا اور دل میں مثل صلصلۃ الجرس جیسے جانوروں کے گلے میں گھنٹی لگا تار بجتی رہے تو آواز آتی ہے۔ ایسے ہی دل کے اندر وحی آتی ہے۔ اس گھنٹی کی طرح آواز کے معانی اور مفاہیم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے تھے۔

دوسری صورت: اِلَّا وَحۡیًا اَوۡ مِنۡ وَّرَآئِ حِجَابٍ یا پردے کے پیچھے سے جیسے معراج والی رات کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک گروہ کہتا ہے جن میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی شریک ہیں کہ معراج والی رات اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو کلام کیا ہے وہ پردے سے پیچھے سے کیا ہے آنکھوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں ہوا۔ البتہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ابتداء تو معراج والی رات پردے کے پیچھے سے کلام ہوا ہے لیکن آخر میں اللہ تعالیٰ نے پردہ اٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدار کرایا ہے۔

تیسری صورت: اَوۡ یُرۡسِلَ رَسُوۡلًا یا بھیجے پیغام پہنچانے والے کو فَیُوۡحِیَ بِاِذۡنِهٖ مَا یَشَآءُ ؕ پس اللہ تعالیٰ وحی

بھیجتا ہے اپنے حکم کے ساتھ جو چاہے۔ فرشتہ کبھی تو اصل شکل میں آتا تھا اور کبھی انسانی شکل میں۔ آنحضرت ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کو اپنی اصل شکل میں دو دفعہ دیکھا ہے۔ ایک اس وقت جب آپ غار حرا میں تھے۔ فرمایا جبرائیل علیہ السلام کے چھ سو پر تھے اور دوسری مرتبہ معراج والی رات سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا۔ ان دو مواقع کے سوا جب بھی جبرائیل علیہ السلام آتے تھے کسی انسان کی شکل میں آتے تھے۔ کبھی حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں کبھی کسی دیہاتی کی شکل میں آتے تھے۔

تو اللہ تعالیٰ بندوں کے ساتھ گفتگو کرتا ہے ان تین طریقوں کے ساتھ۔ یا تو دل میں القا کرتا ہے یا پس پردہ دیا فرشتہ بھیجتا ہے جو وحی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ اِنَّهٗ عَلِیٌّ حَكِیْمٌ بیشک اللہ تعالیٰ بلند ذات اور حکمتوں والا ہے۔

آپ ﷺ وحی سے علوم ومعارف کے حامل بنے:

وَكَذٰلِكَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ اور اسی طرح ہم نے وحی کی آپ ﷺ کی طرف جیسے ہم نے پہلے پیغمبروں کی طرف وحی کی رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ روح کی اپنے حکم سے۔ قرآن پاک کو اللہ تعالیٰ نے روح فرمایا ہے۔ جس طرح جان دار چیزوں میں روح کے ساتھ حیات ہے روح نکل جائے تو موت ہے اسی طرح اس قرآن کے ساتھ روحانی زندگی کی حیات ہے۔

فرمایا مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ اس سے پہلے آپ ﷺ نہیں جانتے تھے کتاب کیا ہے وَلَا الْاِیْمَانُ اور نہ ایمان کی تفصیلات کو جانتے تھے۔ اجمالی ایمان تو پیغمبروں کا پیدائشی ہوتا ہے مگر تفصیلات وحی کے ذریعے نازل ہوتی ہیں۔

وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِیْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ اور لیکن بنایا ہم نے اس کتاب کو نور ہم ہدایت دیتے ہیں اس کے ذریعے سے جس کو چاہتے ہیں مِنْ عِبَادِنَا ؕ اپنے بندوں میں سے۔ اللہ تعالیٰ کے بندے ہی قرآن کو مانیں اور پڑھیں گے دوسروں کو اس سے کیا مطلب؟ وَاِنَّكَ لَتَهْدِیْۤ اور بیشک آپ ﷺ راہنمائی کرتے ہیں اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ سیدھے راستے کی طرف آپ ﷺ کا کام ہے رہنمائی کرنا، ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔

صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِیْ اللہ تعالیٰ کا راستہ وہ ہے لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ جس کے لیے جو کچھ ہے آسمانوں میں وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ اور جو کچھ ہے زمین میں سب اسی کا ہے اور اَلَاۤ خبردار یاد رکھو اِلَی اللّٰهِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ اللہ تعالیٰ کی طرف ہی لوٹنے والے ہیں سب کام۔

وہی مشکل کشا ہے، وہی حاجت روا ہے، وہی فریاد رس ہے، وہی دست گیر ہے، وہی خالق، وہی مالک، وہی متصرف اور مدبر ہے سارے جہانوں کا۔ اس کا نہ کوئی ذات میں شریک ہے نہ صفات میں کوئی شریک ہے نہ افعال میں کوئی شریک ہے۔

سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ

اس سورت کا نام زخرف ہے جس کا معانی سونا ہے۔ جو کہ اسی سورت کی آیت نمبر ۳۵ میں بیان کیا جارہا ہے۔ یہ مکی سورت ہے اس کی نواسی (۸۹) آیات اور سات (۷) رکوع ہیں۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس کا تینتالیس (۴۳) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس کا تریسٹھ (۶۳) نمبر ہے یعنی اس سے قبل باسٹھ (۶۲) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ﴿1﴾ وَالۡكِتٰبِ الۡمُبِيۡنِ ﴿2﴾ اِنَّا جَعَلۡنٰهُ قُرۡءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿3﴾ وَاِنَّهٗ

حٰمٓ قسم ہے کتاب کی جو کھول کر بیان کرنے والی ہے۔ بیشک ہم نے بنایا ہے اس کو عربی زبان میں تاکہ تم سمجھ سکو، اور بیشک

فِيۡۤ اُمِّ الۡكِتٰبِ لَدَيۡنَا لَعَلِىٌّ حَكِيۡمٌ ﴿4﴾ اَفَنَضۡرِبُ عَنۡكُمُ الذِّكۡرَ صَفۡحًا اَنۡ كُنۡتُمۡ

وہ لوح محفوظ میں ہے ہمارے پاس البتہ وہ بلند ہے حکمت والا ہے۔ کیا پس ہم پھیر دیں گے تم سے نصیحت پہلو پھیرتے ہوئے

قَوۡمًا مُّسۡرِفِيۡنَ ﴿5﴾ وَكَمۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ نَّبِىٍّ فِى الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿6﴾ وَمَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ نَّبِىٍّ اِلَّا

اس لیے کہ تم مسرف قوم، اور کتنے بھیجے ہم نے پیغمبر پہلے لوگوں میں، اور نہیں آیا ان کے پاس کوئی نبی مگر تھے اس کے ساتھ ٹھٹھا

كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿7﴾ فَاَهۡلَكۡنَاۤ اَشَدَّ مِنۡهُمۡ بَطۡشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿8﴾

کرتے، پس ہم نے ہلاک کیا ان میں سے سخت گرفت کرنے والوں کو اور گزر چکی مثال پہلے لوگوں کی، اور البتہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ لَيَقُوۡلُنَّ خَلَقَهُنَّ الۡعَزِيۡزُ الۡعَلِيۡمُ ﴿9﴾

سوال کریں ان سے کس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو البتہ ضرور کہیں گے پیدا کیا ہے ان کو غالب نے جاننے والے نے،

الَّذِىۡ جَعَلَ لَـكُمُ الۡاَرۡضَ مَهۡدًا وَّجَعَلَ لَـكُمۡ فِيۡهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ ﴿10﴾

وہ ہے جس نے بنایا ہے تمہارے لیے زمین کو بچھونا اور بنائے اس نے تمہارے لیے اس میں راستے تاکہ تم راہنمائی حاصل کرو

وَالَّذِىۡ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ‌ ۚ فَاَنۡشَرۡنَا بِهٖ بَلۡدَةً مَّيۡتًا‌ ۚ كَذٰلِكَ

اور وہ ذات ہے جس نے نازل کیا آسمان سے پانی اندازے کے ساتھ پس ہم نے زندہ کیا اس کے ذریعے مردہ شہر کو اسی طرح

تُخۡرَجُوۡنَ ﴿11﴾ وَالَّذِىۡ خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَـكُمۡ مِّنَ الۡفُلۡكِ وَالۡاَنۡعَامِ

تم نکالے جاؤ گے۔ اور وہ ذات جس نے پیدا کیے جوڑے سب کے سب اور بنائی تمہارے لیے کشتیاں اور مویشی جن پر تم

مَا تَرۡكَبُوۡنَ ﴿۱۲﴾ لِتَسۡتَوٗا عَلٰى ظُهُوۡرِهٖ ثُمَّ تَذۡكُرُوۡا نِعۡمَةَ رَبِّكُمۡ اِذَا اسۡتَوَيۡتُمۡ عَلَيۡهِ

سوار ہوتے ہو۔ تاکہ تم سیدھے ہو جاؤ ان کی پشتوں پر پھر یاد کرو تم اپنے رب کی نعمت کو جب تم سیدھے ہو کر بیٹھو ان پر

وَتَقُوۡلُوۡا سُبۡحٰنَ الَّذِىۡ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقۡرِنِيۡنَ ﴿۱۳﴾ وَاِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا

اور تم کہو پاک ہے وہ ذات جس نے تابع کیا ہمارے لیے اس کو اور نہیں تھے ہم اس کو قابو کرنے والے، اور بیشک ہم اپنے رب

لَمُنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۱۴﴾ وَجَعَلُوۡا لَهٗ مِنۡ عِبَادِهٖ جُزۡءًا ؕ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ

کی طرف البتہ لوٹنے والے ہیں۔ اور بنایا ہے انھوں نے رب کے لیے اس کے بندوں میں سے حصہ بیشک انسان

لَكَفُوۡرٌ مُّبِيۡنٌ ﴿۱۵﴾ ع ۱۵

البتہ ناشکری کرنے والا ہے کھلے طور پر۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَفَنَضۡرِبُ: کیا پس ہم ہٹالیں گے، صَفۡحًا: ہٹانا، مٹانا، بَطۡشًا: زور، پکڑ، مَضٰى: گزر چکا، فَاَنۡشَرۡنَا: (پس) ہم نے زندہ کیا، تَرۡكَبُوۡنَ: تم سوار ہوتے ہو، لِتَسۡتَوٗا: تاکہ تم صحیح بیٹھو، ظُهُوۡرِهٖ: اس کی پیٹھیں، تَذۡكُرُوۡا: تم یاد کرو، اِسۡتَوَيۡتُمۡ: تم بیٹھ چکے، مُقۡرِنِيۡنَ: قابو میں لانے والے۔

ربط:

سورۃ الشوریٰ کے آخر میں کتاب کا، توحید کا اور رسالت کا ذکر تھا اس سورۃ میں بھی انہی تین مضامین کا ذکر ہے پہلے کتاب کا تذکرہ ہے پھر توحید کا اور پھر رسالت کا ذکر ہے اور اسی مناسبت سے پھر آگے واقعات بیان ہوں گے۔

تفسیری نکات: قرآن کی شان اور حقانیت کا بیان:

حٰمٓ حاء سے مراد حَمِيۡدٌ یعنی "قابل تعریف" اور میم سے مراد مَجِيۡدٌ "بزرگی والا" ہے۔

وَالۡكِتٰبِ میں واؤ قسمیہ ہے معنی ہے قسم ہے کتاب کی الۡمُبِيۡنِ وہ کتاب جو کھول کر بیان کرتی ہے۔ یہ قرآن کریم اِنَّا جَعَلۡنٰهُ قُرۡءٰنًا عَرَبِيًّا بیشک ہم نے بنایا ہے اس قرآن کو عربی زبان میں۔ عربی میں کیوں نازل کیا ہے؟ لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ تاکہ تم سمجھ جاؤ اے اہل عرب! کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان بھی عربی تھی وہاں کے رہنے والے بھی عربی بولتے تھے۔ جو غیر ملکی وہاں رہتے تھے وہ بھی عربی بولتے تھے۔ یہود و نصاریٰ کی قومی زبان تو عبرانی یا رومی یا کوئی اور تھی لیکن بولتے وہ بھی عربی تھے۔ تو فرمایا کہ ہم نے قرآن کو عربی زبان میں اس لیے نازل کیا ہے تاکہ اے عربو! تم سمجھو اور تمہارے ذریعے ساری دنیا قرآن سمجھے وَاِنَّهٗ اور بیشک یہ قرآن فِىۡۤ اُمِّ الۡكِتٰبِ اصل کتاب میں ہے۔ اصل کتاب سے

مراد لوح محفوظ ہے۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے اس وقت سے لے کر فنا ہونے تک تمام چیزیں لوح محفوظ میں درج ہیں۔لوح کے معنی ہیں تختی اور محفوظ کے معنی حفاظت کی ہوئی۔

لَدَيۡنَا ہمارے پاس لَعَلِيٌّ البتہ وہ بلند شان والا ہے حَكِيۡمٌ حکمت والا ہے۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کتابیں اور صحیفے نازل ہوئے ہیں وہ سب برحق ہیں مگر سب سے بلند شان والی کتاب یہ قرآن کریم ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں تمام پیغمبر بڑے بلند درجے والے ہیں لیکن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ اور مقام سب سے بلند ہے۔

اَفَنَضۡرِبُ عَنۡكُمُ الذِّكۡرَ صَفۡحًا کیا پس ہم پھیر دیں گے تم سے نصیحت پہلو پھیرتے ہوئے۔نصیحت کرتے ہوئے کہ ہم تم سے پہلوتہی کریں گے اَنۡ كُنۡتُمۡ قَوۡمًا مُّسۡرِفِيۡنَ اس لیے کہ تم مسرف قوم ہو یعنی حد سے گزرنے والی قوم ہو۔تم مانو یا نہ مانو ہم نصیحت کرنے سے پہلوتہی نہیں کریں گے۔ہم ضرور بیان کریں گے تاکہ کل قیامت کے دن تم یہ عذر نہ کرسکو کہ ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا رسول کتاب لے کر نہیں آیا۔

ہر قوم نے اپنے نبی کا مذاق اُڑایا:

وَكَمۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ نَّبِىٍّ اور کتنے بھیجے ہم نے پیغمبر فِى الۡاَوَّلِيۡنَ پہلے لوگوں میں وَمَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ نَّبِىٍّ اور نہیں آیا ان کے پاس کوئی نبی اِلَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ مگر تھے اس کے ساتھ مذاق کرتے۔تمام پیغمبروں کے ساتھ مذاق ہوا۔فَاَهۡلَكۡنَاۤ اَشَدَّ مِنۡهُمۡ بَطۡشًا پس ہم نے ہلاک کیا ان میں سے سخت گرفت کرنے والوں کو۔ان کو اپنی جماعت اور قوت پر بڑا گھمنڈ تھا اور بڑے سخت گیر تھے مگر ان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ سخت گیر ہیں وَّمَضٰى مَثَلُ الۡاَوَّلِيۡنَ اور گزر چکی ہے مثال پہلے لوگوں کی۔نوح علیہ السلام کی قوم، ہود علیہ السلام کی قوم، صالح علیہ السلام کی قوم، لوط علیہ السلام کی قوم، شعیب علیہ السلام کی قوم اور موسیٰ علیہ السلام کی قوم اور بیشمار قوموں کے واقعات گزر چکے ہیں۔

توحید کا بیان:

وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ اور البتہ اگر آپ ان مکہ والوں سے پوچھیں مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو لَيَـقُوۡلُنَّ تو ضرور کہیں گے خَلَقَهُنَّ الۡعَزِيۡزُ الۡعَلِيۡمُ پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمینوں کو غالب نے جاننے والے نے۔

الَّذِىۡ جَعَلَ لَكُمُ الۡاَرۡضَ مَهۡدًا جس نے بنائی ہے تمہارے لیے زمین بچھونا۔اس پر تم چلتے ہو سوتے ہو۔اس پر تمہاری بود و باش بھی ہے وَّجَعَلَ لَكُمۡ فِيۡهَا سُبُلًا اور بنائے اس نے تمہارے لیے اس میں راستے۔لَّعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ تاکہ تم راہنمائی حاصل کرو منزل مقصود تک پہنچنے کے لیے گلیوں کے راستے، قصبوں کے راستے، شہروں کے راستے۔راستوں پر چل کر راہی منزل مقصود تک پہنچتا ہے۔یہ راستے بھی اللہ تعالیٰ نے بنائے ہیں۔وَالَّذِىۡ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ اور وہ ذات ہے جس نے نازل کیا آسمان سے پانی بِقَدَرٍ ایک اندازے کے ساتھ فَاَنۡشَرۡنَا بِهٖ بَلۡدَةً

مَّیۡتًا ۚ پس ہم نے زندہ کیا اس کے ذریعے مردہ شہر کو جو بارش نہ ہونے کی وجہ سے مردہ تھا۔

کَذٰلِكَ تُخۡرَجُوۡنَ اسی طرح تم نکالے جاؤ گے زمین سے۔ قیامت کا اثبات ہے کہ جیسے تمہارے سامنے سبزیاں اگتی ہیں، فصلیں اگتی ہیں ایک وقت آئے گا اسی طرح تم زمین سے نکالے جاؤ گے وَالَّذِیۡ اور اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ کُلَّهَا جس نے پیدا فرمائے سب جوڑے۔ انسانوں میں جوڑے، حیوانوں میں جوڑے نر مادہ، کیڑے مکوڑوں میں جوڑے۔ حتیٰ کہ علم نباتات والوں نے ثابت کیا ہے کہ درختوں میں بھی نر مادہ ہوتے ہیں۔ وَجَعَلَ لَكُمۡ مِّنَ الۡفُلۡكِ اور بنائیں اس نے تمہارے لیے کشتیاں وَالۡاَنۡعَامِ اور مویشی مَا تَرۡكَبُوۡنَ جن پر تم سوار ہوتے ہو۔ عرب میں تیز رفتار سواری اونٹ کی تھی اور سمندری سفر کشتیوں کے ذریعے کرتے تھے۔

سواری پر سوار ہونے کی دُعا:

لِتَسۡتَوٗا عَلٰی ظُهُوۡرِهٖ تاکہ تم سیدھے ہو جاؤ ان کی پشتوں پر ثُمَّ تَذۡكُرُوۡا نِعۡمَةَ رَبِّكُمۡ پھر یاد کرو اپنے رب کی نعمت کو اِذَا اسۡتَوَیۡتُمۡ عَلَیۡهِ جب تم سیدھے ہو کر بیٹھو ان گھوڑوں پر، اونٹوں پر۔ اس وقت پڑھو وَتَقُوۡلُوۡا سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقۡرِنِیۡنَ پاک ہے وہ ذات جس نے تابع کیا اس کو ہمارے لیے اور نہیں تھے ہم اس کو قابو کرنے والے۔ وَاِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ اور بیشک ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہ دعا سواری کی ہے سائیکل، موٹر سائیکل، ریل، جہاز سب پر سوار ہونے سے پہلے یہ دُعا ضرور پڑھنی چاہیے۔

وَجَعَلُوۡا لَهٗ مِنۡ عِبَادِهٖ جُزۡءًا ؕ اور بنایا ہے انھوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے اس کے بندوں میں سے حصہ۔ اس کی تفصیل آئے گی کہ عزیر علیہ السلام کو رب کا بیٹا بنایا عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنایا، فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بنایا۔ بیٹا بیٹی جز ہوتے ہیں اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَكَفُوۡرٌ مُّبِیۡنٌ بیشک انسان البتہ ناشکری کرنے والا ہے کھلے طور پر۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کا صریح انکار کرتا ہے۔

اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا یَخۡلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصۡفٰىكُمۡ بِالۡبَنِیۡنَ ﴿۱۶﴾ وَاِذَا بُشِّرَ

کیا بنالی ہیں اس نے اس مخلوق سے جو اس نے پیدا کی ہے بیٹیاں اور چنا ہے تم کو بیٹوں کے ساتھ، اور جس وقت خوشخبری سنائی

اَحَدُهُمۡ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحۡمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجۡهُهٗ مُسۡوَدًّا وَّهُوَ

جاتی ہے ان میں سے کسی ایک کو اس چیز کی جو بیان کرتا ہے رحمان کے لیے صفت، ہو جاتا ہے چہرہ اس کا سیاہ اور وہ دل میں

كَظِیۡمٌ ﴿۱۷﴾ اَوَمَنۡ یُّنَشَّؤُا فِی الۡحِلۡیَةِ وَهُوَ فِی الۡخِصَامِ غَیۡرُ مُبِیۡنٍ ﴿۱۸﴾

گھٹ رہا ہوتا ہے۔ اور کیا وہ جس کی تربیت کی جاتی ہے زیور میں اور وہ جھگڑا کرنے میں بھی بات کھول کر بیان نہیں کر سکتی۔

وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ؕ سَتُكْتَبُ

اور بنایا انھوں نے فرشتوں کو وہ جو رحمن کے بندے ہیں عورتیں، کیا وہ حاضر تھے ان کی پیدائش کے وقت، تاکید لکھی جائے گی

شَهَادَتُهُمْ وَيُسْئَلُوْنَ ﴿19﴾ وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ؕ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ

ان کی گواہی اور ان سے پوچھا جائے گا۔ اور انھوں نے کہا اور اگر چاہے رحمان نہ عبادت کریں ہم ان کی نہیں ہے ان کو اس

مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿20﴾ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ

بارے میں کوئی علم نہیں ہیں وہ مگر تخمینے کی باتیں کرتے۔ کیا ہم نے دی ہے ان کو کوئی کتاب اس سے پہلے پس وہ اس کو مضبوطی

مُسْتَمْسِكُوْنَ ﴿21﴾ بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ

سے پکڑنے والے ہیں۔ بلکہ انھوں نے کہا بیشک ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو ایک امت پر اور بیشک ہم ان کے نقش قدم پر

مُّهْتَدُوْنَ ﴿22﴾ وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ

راہ پانے والے ہیں، اور اسی طرح نہیں بھیجا ہم نے آپ ﷺ سے پہلے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا مگر کہا وہاں کے آسودہ

مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿23﴾

حال لوگوں نے بیشک ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو ایک امت پر اور بیشک ہم ان کے نقش قدم پر ان کی اقتداء کرنے والے

قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ؕ

ہیں۔ فرمایا پیغمبر نے کیا اگر چہ میں لاؤں تمہارے پاس زیادہ ہدایت والی چیز اس چیز سے جس پر پایا تم نے اپنے باپ دادا کو

قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿24﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ

انھوں نے کہا بیشک ہم اس چیز کے ساتھ جو تم دے کر بھیجے گئے ہو منکر ہیں۔ پس ہم نے ان سے انتقام لیا پس دیکھو

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿25﴾ ع ۸

کیسا ہوا انجام جھٹلانے والوں کا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يُنَشَّؤُا: نشوونما پائے، خَلْقَهُمْ: ان کی پیدائش، سَتُكْتَبُ: لکھی جاتی ہے، شَهَادَتُهُمْ: ان کی گواہی، مَا عَبَدْنٰهُمْ: ہم عبادت نہ کرتے ان کی، مُسْتَمْسِكُوْنَ: استدلال کرنے والے، مُقْتَدُوْنَ: پیچھے چلنے والے۔

ربط:

سابقہ آیات میں مشرکین کو توحید کے اثبات کے کچھ دلائل دیئے گئے تھے اب ان آیات میں مشرکین کے جاہلانہ اور بے وقوفانہ شرکیہ عقائد کا تذکرہ ہے۔

تفسیری نکات: فرشتوں کواللہ کی بیٹیاں قرار دینے کا ردّ:

اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا یَخۡلُقُ بَنٰتٍ کیا بنالی ہیں اللہ تعالیٰ نے اس مخلوق میں سے جو اس نے پیدا کی ہے بیٹیاں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے لڑکیاں خاص کی ہیں وَّ اَصۡفٰکُمۡ بِالۡبَنِیۡنَ اور چنا ہے تم کو بیٹوں کے ساتھ۔ تمھیں چنا ہے لڑکوں کے لئے۔ تمہارے لیے لڑکے اور اللہ کے لیے لڑکیاں وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمۡ اور جب خوش خبری دی جاتی ہے ان میں سے کسی ایک کو بِمَا اس چیز کی ضَرَبَ لِلرَّحۡمٰنِ مَثَلًا جو بیان کرتا ہے رحمان کے لیے صفت ظَلَّ وَجۡهُهٗ مُسۡوَدًّا ہوجاتا ہے اس کا چہرہ سیاہ وَّهُوَ كَظِيۡمٌ اور اس کا دم گھٹنے لگتا ہے کہ میرے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ یہاں مشرکین عرب کے ایک جاہلانہ عقیدے کا ردّ ہے کہ وہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے اللہ تعالیٰ ان کا تضاد بتلا رہا ہے کہ خالق کے لیے بیٹیاں تجویز کرتے ہو اور تمہاری اپنی حالت یہ ہے کہ اگر تمہارے کسی کے لڑکی پیدا ہوتی ہے تو فوراً غم سے تمہارا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے۔

اَوَمَنۡ يُّنَشَّؤُا فِى الۡحِلۡيَةِ کیا وہ جس کی تربیت کی جاتی ہے زیورات میں وَهُوَ فِى الۡخِصَامِ غَيۡرُ مُبِيۡنٍ اور وہ جھگڑا کرنے میں بھی بات کھول کر بیان نہیں کر سکتی۔ عورتیں عموماً طبعی طور پر زیورات کو پسند کرتی ہیں اور عورتوں میں شرم وحیا کا مادہ بہ نسبت مردوں کے زیادہ ہوتا ہے اس لیے وہ بعض چیزیں مجلس میں کھل کر بیان نہیں کر سکتیں۔ بے حیا عورتوں کی بات نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زنا کے سلسلے میں عورت کی گواہی شرعاً مردود ہے چاہے ایک ہو، دو ہوں یا لاکھوں ہوں۔ اس لیے کہ شرم وحیا والی عورت وہ کارروائی جج کے سامنے کھڑے ہو کر بیان نہیں کر سکتی جیسے بلا جھجک مرد بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس طرح کرتے دیکھا ہے۔

وَجَعَلُوا الۡمَلٰٓئِكَةَ اور بنایا انھوں نے فرشتوں کو الَّذِيۡنَ هُمۡ عِبٰدُ الرَّحۡمٰنِ وہ جو رحمن کے بندے ہیں اِنَاثًا ؕ عورتیں بنادیا اَشَهِدُوۡا خَلۡقَهُمۡ ؕ کیا وہ موجود تھے ان کی پیدائش کے وقت اور دیکھتے تھے کہ فرشتے لڑکیاں ہیں۔

سَتُكۡتَبُ شَهَادَتُهُمۡ بتاکید ان کی گواہی لکھی جائے گی وَيُسۡئَلُوۡنَ اور ان سے پوچھا جائے گا کہ کیسے اور کیوں تم نے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بنادیا۔

وَقَالُوۡا اور کہا انھوں نے لَوۡ شَآءَ الرَّحۡمٰنُ اگر چاہے رحمان مَا عَبَدۡنٰهُمۡ ؕ ہم ان کی عبادت نہ کریں۔ غیر اللہ کی عبادت اللہ تعالیٰ ہم سے کرواتا ہے تو ہم کرتے ہیں۔ کافروں کا شوشہ دیکھو! کہتے ہیں کہ چاند، سورج، ستاروں، جن، فرشتوں اور دیگر غیر اللہ کی عبادت اگر ممنوع ہے تو اللہ تعالیٰ ہمیں روکتا کیوں نہیں؟

مَا لَهُمۡ بِذٰلِكَ مِنۡ عِلۡمٍ ۚ نہیں ہے ان کو اس بارے میں کچھ علم اِنۡ هُمۡ اِلَّا يَخۡرُصُوۡنَ نہیں ہیں وہ مگر تخمینے کی باتیں کرتے ہیں یعنی محض جھوٹ اور اٹکل پچو کی باتیں کر رہے ہیں۔

اَمۡ اٰتَيۡنٰهُمۡ كِتٰبًا کیا ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے مِّنۡ قَبۡلِهٖ اس قرآن سے پہلے فَهُمۡ بِهٖ مُسۡتَمۡسِكُوۡنَ

پس وہ اس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنے والے ہیں اور اس کتاب میں یہ لکھا ہوا ہو کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اور اس میں لکھا ہوا ہو کہ فرشتے عورتیں ہیں۔ ہے کوئی ان کے پاس ایسی کتاب؟ بَلۡ قَالُوۡۤا بلکہ انھوں نے کہا اِنَّا وَجَدۡنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤی اُمَّۃٍ بیشک پایا ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک امت پر، ایک راستے پر وَّاِنَّا عَلٰۤی اٰثٰرِہِمۡ مُّہۡتَدُوۡنَ اور بیشک ہم ان کے نقش قدم پر راہ پانے والے ہیں، ہم ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ ہماری بڑی دلیل یہ ہے کہ ہمارے باپ دادا اسی طرح کرتے تھے۔

ہر قوم کے انکار اور کفر کے دلائل ایک سے رہے ہیں:

وَکَذٰلِکَ اور اسی طرح مَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ نہیں بھیجا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے فِیۡ قَرۡیَۃٍ مِّنۡ نَّذِیۡرٍ کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا اِلَّا قَالَ مُتۡرَفُوۡہَاۤ ۙ مگر کہا وہاں کے آسودہ حال لوگوں نے اِنَّا وَجَدۡنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤی اُمَّۃٍ بیشک پایا ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر وَّاِنَّا عَلٰۤی اٰثٰرِہِمۡ مُّقۡتَدُوۡنَ اور بیشک ہم ان کے نقش قدم پر ان کی اقتداء کرنے والے ہیں۔ تمہارے پیچھے نہیں چلیں گے قٰلَ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے فرمایا اَوَلَوۡ جِئۡتُکُمۡ کیا اور اگرچہ لاؤں میں تمہارے پاس بِاَہۡدٰی زیادہ ہدایت والی چیز مِمَّا وَجَدۡتُّمۡ عَلَیۡہِ اٰبَآءَکُمۡ ؕ اس چیز سے جس پر پایا تم نے اپنے باپ دادا کو۔ یعنی اگر دلائل سے ثابت ہو جائے کہ میری بات زیادہ ہدایت والی ہے اس سے جس پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ کیا پھر بھی نہیں مانو گے قَالُوۡۤا انھوں نے کہا اِنَّا بِمَاۤ اُرۡسِلۡتُمۡ بِہٖ کٰفِرُوۡنَ بیشک ہم اس چیز کا جو تم دے کر بھیجے گئے ہو منکر ہیں نہیں مانتے۔ اب اس ضد کا کیا علاج ہے؟

فَانۡتَقَمۡنَا مِنۡہُمۡ پس ہم نے ان سے انتقام لیا۔ کسی کو پانی میں ڈبویا، کسی پر زلزلہ نازل کیا، کسی پر پتھر برسائے، کسی کو زمین میں دھنسا دیا، طرح طرح کے عذاب قرآن میں مذکور ہیں فَانۡظُرۡ پس اے مخاطب دیکھو کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الۡمُکَذِّبِیۡنَ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔ اللہ تعالیٰ اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم عدولی سے محفوظ رکھے۔

وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰہِیۡمُ لِاَبِیۡہِ وَقَوۡمِہٖۤ اِنَّنِیۡ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعۡبُدُوۡنَ ﴿26﴾ۙ

اور جس وقت کہا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو بیشک میں بے زار ہوں ان چیزوں سے جن کی تم عبادت کرتے ہو۔

اِلَّا الَّذِیۡ فَطَرَنِیۡ فَاِنَّہٗ سَیَہۡدِیۡنِ ﴿27﴾ وَجَعَلَہَا کَلِمَۃًۢ بَاقِیَۃً فِیۡ عَقِبِہٖ

مگر وہ ذات جس نے مجھے پیدا کیا ہے پس بیشک وہی میری راہنمائی کرتا ہے۔ اور بنایا اس کو ایک کلمہ باقی رہنے والا اپنی اولاد

لَعَلَّہُمۡ یَرۡجِعُوۡنَ ﴿28﴾ بَلۡ مَتَّعۡتُ ہٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَہُمۡ حَتّٰی جَآءَہُمُ الۡحَقُّ

میں تاکہ وہ لوٹ آئیں۔ بلکہ میں نے فائدہ دیا ان لوگوں کو اور ان کے باپ دادوں کو یہاں تک کہ آ گیا ان کے پاس حق

وَرَسُوۡلٌ مُّبِیۡنٌ ﴿29﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمُ الۡحَقُّ قَالُوۡا هٰذَا سِحۡرٌ وَّاِنَّا بِهٖ

اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کھول کر بیان کرنے والے۔ اور جس وقت آ گیا ان کے پاس حق کہا انھوں نے یہ جادو ہے اور بیشک ہم اس کا

كٰفِرُوۡنَ ﴿30﴾ وَقَالُوۡا لَوۡلَا نُزِّلَ هٰذَا الۡقُرۡاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الۡقَرۡيَتَيۡنِ عَظِيۡمٍ ﴿31﴾

انکار کرنے والے ہیں۔ اور کہا انھوں نے کیوں نہیں اتارا گیا یہ قرآن کسی بڑے آدمی پر دو بستیوں میں سے، کیا یہ تقسیم کرتے

اَهُمۡ يَقۡسِمُوۡنَ رَحۡمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحۡنُ قَسَمۡنَا بَيۡنَهُمۡ مَّعِيۡشَتَهُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا

ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی رحمت کو ہم نے تقسیم کی ہے ان کے درمیان روزی دنیا کی زندگی میں اور بلند کیا ہم نے ان کے

وَرَفَعۡنَا بَعۡضَهُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعۡضُهُمۡ بَعۡضًا سُخۡرِيًّا ؕ وَرَحۡمَتُ رَبِّكَ

بعض کو بعض پر درجوں پر تاکہ بنائیں ان میں سے بعض بعض کو تابع (خدمت گزار) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی رحمت بہت

خَيۡرٌ مِّمَّا يَجۡمَعُوۡنَ ﴿32﴾ وَلَوۡلَاۤ اَنۡ يَّكُوۡنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلۡنَا لِمَنۡ

بہتر ہے اس چیز سے جس کو یہ اکٹھا کرتے ہیں۔ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ہو جائیں گے لوگ ایک ہی گروہ البتہ ہم بناتے اس

يَّكۡفُرُ بِالرَّحۡمٰنِ لِبُيُوۡتِهِمۡ سُقُفًا مِّنۡ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيۡهَا يَظۡهَرُوۡنَ ﴿33﴾

کے لیے جو انکار کرتا تھا رحمان کا، ان کے گھروں کے لیے چھتیں چاندی کی اور سیڑھیاں جن پر وہ چڑھتے ہیں۔

وَلِبُيُوۡتِهِمۡ اَبۡوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيۡهَا يَتَّكِـُٔوۡنَ ﴿34﴾ وَزُخۡرُفًا ؕ وَاِنۡ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ

اور ان کے گھروں کے دروازے اور تخت جن پر وہ ٹیک لگا کر بیٹھتے ہیں۔ اور سونے کی اور نہیں ہیں یہ سب چیزیں مگر فائدہ

الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ؕ وَالۡاٰخِرَةُ عِنۡدَ رَبِّكَ لِلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿35﴾ ع ۳ / ۹

دنیا کی زندگی کا اور آخرت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کے ہاں پرہیزگاروں کے لیے ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

بَاقِيَةً: قائم رہنے والی، عَقِبِهٖ: اس کے پیچھے، مَتَّعۡتُ: میں نے سامان دیا، اَلۡقَرۡيَتَيۡنِ: دو بستیاں، قَسَمۡنَا: ہم نے تقسیم کی، مَعِيۡشَتَهُمۡ: ان کی روزی، سُخۡرِيًّا: مزدور، سُقُفًا: چھتیں، مَعَارِجَ: سیڑھیاں، يَظۡهَرُوۡنَ: وہ چڑھتے ہیں، اَبۡوَابًا: دروازے، سُرُرًا: تخت، يَتَّكِـُٔوۡنَ: وہ تکیہ لگاتے ہیں، زُخۡرُفًا: زینت۔

ربط:

تفسیر حقانی والے اور دیگر مفسرین دو ربط بیان کرتے ہیں:

① ۔ ان مشرکوں نے کہا تھا کہ ہم اپنے آباء واجداد کے طریقوں پر چلتے ہیں تو ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

کہ اے مشرکین عرب تمہارا دعویٰ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام تمہارے باپ ہیں تو ان کا بیان سن لو کہ ان کا عقیدہ کیا تھا ان کا عقیدہ تھا "اِنَّنِیْ بَرِیْءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ" بے شک میں نے زار ہوں اُن جھوٹے معبودوں سے جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو تو اُن کے بیان سے تو اُن کا مذہب اور عقیدہ ظاہر ہے تو تم نے ان کی پیروی کہاں کی۔

② دوسری تفسیر یہ ہے کہ تمہارے آباء غلط کار ہوں اور یقیناً تھے تو دیکھو ابراہیم علیہ السلام کی طرف تم نسبت کرتے ہو ابراہیم علیہ السلام نے تو اپنے باپ کو کہا تھا اور اپنی قوم سے کہا "اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ" تو تم بھی آباء کی غلط باتیں سن کر بیزاری کا اعلان کرو نہ یہ کہ ان کی پیروی کرو اس وجہ سے یہ واقعہ بیان کیا۔

تفسیری نکات: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جھوٹے معبودوں سے بیزاری کا اظہار:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ اور جس وقت فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ اپنے باپ کو جس کا نام آزر تھا اور اپنی قوم کو، اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ بیشک میں بے زار ہوں ان سے جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا۔ ابراہیم علیہ السلام نے تو اپنے والد اور اپنی قوم کی عقیدے کی وجہ سے مخالفت کی اور تم اپنے باپ دادا کے شرکیہ عقیدے کی ڈگر پر چلتے ہو اور ابراہیمی ہونے کا دعویٰ کرتے ہو۔ تمہارا ان کے ساتھ کیا جوڑ ہے؟ تمہاری باتوں کا کوئی ربط اور جوڑ نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تو فرمایا اِلَّا الَّذِیْ فَطَرَنِیْ مگر وہ ذات جس نے مجھے پیدا کیا ہے میں صرف اس کی عبادت کرتا ہوں اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کروں گا فَاِنَّهٗ سَیَهْدِیْنِ بیشک وہی میری راہنمائی کرتا ہے۔ اس نے مجھے نبوت دی، ہدایت دی اس کے بڑے انعامات اور احسانات ہیں میں اسی رب کو مانتا ہوں باقی سب سے بیزار ہوں وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِیَةً فِیْ عَقِبِهٖ اور بنایا ابراہیم علیہ السلام نے اس کو ایک کلمہ باقی رہنے والا اپنی اولاد میں کہ باپ دادا کی غلط بات نہ ماننا صاف لفظوں میں کہہ دینا ہم بے زار ہیں ان سے جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور تم ابراہیمی ہونے کا دعویٰ کرتے ہو اور ان کی باتیں ماننے کے لیے تیار نہیں ہو انھوں نے تو باپ دادا کی غلط باتوں کو تسلیم نہیں کیا اور منہ پر ان کی تردید کی۔

لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ تاکہ وہ لوٹ آئیں کفر و شرک سے جن کی یہ عبادت کرتے ہیں۔ انھوں نے ان کو کیا دیا ہے بَلْ مَتَّعْتُ هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بلکہ ہم نے فائدہ دیا ان لوگوں کو اور ان کے باپ دادوں کو۔ نہ لات نے اُن کو کوئی فائدہ پہنچایا، نہ منات نے، نہ عزیٰ نے، نہ اور بتوں نے، نہ چاند، سورج، ستاروں نے، کسی نے ان کی کچھ نہیں دیا، سب فائدہ میں نے دیا ہے۔

کفار مکہ کا ایک احمقانہ اعتراض:

حَتّٰی جَآءَهُمُ الْحَقُّ یہاں تک کہ آ گیا ان کے پاس حق وَرَسُوْلٌ مُّبِیْنٌ اور رسول جو کھول کر بیان کرتے ہیں حقیقت کو، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ کافر ایسے ظالم ہیں وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ اور جب آ گیا ان کے پاس حق قَالُوْا کہنے لگے هٰذَا سِحْرٌ یہ جادو ہے وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ اور بیشک ہم اس کے منکر ہیں نہیں مانتے۔ چونکہ عربی تھے

قرآن پاک سے متاثر ہوتے تھے مگر کہتے تھے کہ یہ اثر اس کے حق ہونے کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ جادو ہونے کی وجہ سے ہے۔ چاند کو دو ٹکڑے ہوتے آنکھوں سے دیکھا اور کہا کہ ھٰذَا سِحۡرٌ مُّسۡتَمِرٌّ یہ جادو ہے جو مسلسل چلا آرہا ہے۔ معجزے کو جادو کہہ کر ٹال دیا وَقَالُوۡا اور کہا ان لوگوں نے لَوۡلَا نُزِّلَ ھٰذَا الۡقُرۡاٰنُ کیوں نہیں اتارا گیا یہ قرآن عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الۡقَرۡیَتَیۡنِ عَظِیۡمٍ دو بستوں میں سے کسی بڑے آدمی پر۔

دو بستیوں سے مراد مکہ اور طائف ہے۔ اس وقت جدہ اور ریاض شہروں کا وجود نہیں تھا مکہ مکرمہ اور طائف بڑے شہر تھے۔ مکہ مکرمہ میں مالی لحاظ سے اور برادری کے لحاظ سے ولید بن مغیرہ بڑا آدمی تھا اور طائف میں عروہ بن مسعود ثقفی بڑا آدمی تھا چودھری اور سردار تھا۔ مکہ میں ولید بن مغیرہ نظر نہیں آیا اور طائف میں عروہ بن مسعود ثقفی نظر نہیں آیا۔ ان میں سے کسی ایک پر قرآن کیوں نہیں اتارا گیا۔ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے دیا۔

اَھُمۡ یَقۡسِمُوۡنَ رَحۡمَتَ رَبِّكَ ؕ کیا یہ تقسیم کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی رحمت کو۔ کیا ان کی مرضی کے مطابق ہم نے نبی بنانا ہے اور وحی اتارنی ہیں۔ نَحۡنُ قَسَمۡنَا بَیۡنَھُمۡ مَّعِیۡشَتَھُمۡ ہم ہی نے تقسیم کی ہے ان کے درمیان روزی فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا دنیا کی زندگی میں۔ وَرَفَعۡنَا بَعۡضَھُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٍ اور ہم نے بلند کیا ان کے بعض کو بعض پر دَرَجٰتٍ درجات کے اعتبار سے۔ کسی کو شکل عمدہ دی، کسی کو قد، کسی کو مال، کسی کو اولاد، کسی کو ویسے ترقی دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں سب کو ایک جیسا نہیں بنایا بعض کو بعض پر فوقیت دی ہے لِّیَتَّخِذَ بَعۡضُھُمۡ بَعۡضًا سُخۡرِیًّا ؕ تاکہ بنائیں ان میں سے بعض کو تابع اور خدمت گزار اور یہ اس لیے کیا تاکہ نظام قدرت چلتا رہے۔ کہ امیر کی دولت ہو اور غریب کی محنت فردوری ہو تو دونوں کو روزی رزق ملے۔ امیر ہونا اور غریب ہونا کسی کی ذاتی خوبی یا خامی نہیں۔

وَرَحۡمَتُ رَبِّكَ خَیۡرٌ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی رحمت بہت بہتر ہیں۔ مِّمَّا یَجۡمَعُوۡنَ یہ مال و دولت، سونا چاندی، زمینیں اور کارخانے یہ دنیا کی چیزیں ہیں اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت جو مومنوں کو ملے گی وہ بہت بہتر ہے کیونکہ دنیا کی چیزیں دنیا میں رہ جائیں گی ساتھ ایمان اور اعمال صالح جائیں گے، اخلاق حسنہ جائیں گے اور یہ چیزیں ساتھ ہوں گی تو ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی سنور جائے گی۔

اللہ کے ہاں دنیا کے، مال دولت کی کوئی حیثیت نہیں:

وَلَوۡلَاۤ اور اگر نہ ہوتی یہ بات اَنۡ یَّکُوۡنَ النَّاسُ کہ ہو جائیں گے لوگ اُمَّةً وَّاحِدَةً ایک ہی گروہ کہ سب کافر ہو جائیں گے لَّجَعَلۡنَا البتہ ہم بناتے لِمَنۡ یَّکۡفُرُ بِالرَّحۡمٰنِ ان لوگوں کے لیے جو کفر کرتے ہیں رحمان کا۔ جو رحمان کے احکام کے منکر ہیں لِبُیُوۡتِھِمۡ سُقُفًا ان کے گھروں کی چھتیں مِّنۡ فِضَّةٍ چاندی سے وَّمَعَارِجَ معارج کا معنی ہے سیڑھیاں، سیڑھیاں بھی چاندی کی۔ عَلَیۡھَا یَظۡھَرُوۡنَ جن پر وہ چڑھتے ہیں جن کے ذریعے وہ اوپر والی منزل اور چھت پر جاتے ہیں وَلِبُیُوۡتِھِمۡ اَبۡوَابًا اور ان کے گھروں کے دروازے وَّسُرُرًا اور کرسیاں عَلَیۡھَا یَتَّکِـُٔوۡنَ جن پر ٹیک لگا

کر بیٹھتے ہیں سب چاندی کے ہوتے وَزُخْرُفًا ۭ اور سونے کی بھی ہوتیں۔ یہ سب کچھ ان کو دے دیتے اگر یہ خدشہ نہ ہوتا کہ سب کافر ہو جائیں گے۔ غلط نتیجہ اخذ کر کے کہ رب ان سے راضی ہے اسی لیے سب کچھ ان کو دے دیا ہے فرمایا وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ اور نہیں ہیں یہ سب چیزیں لَمَّا مگر مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ دنیا کی زندگی کا فائدہ دنیا کی زندگی کا سامان۔ دنیا کی زندگی کتنی ہوگی؟ دس دن، دس سال، بیس سال، پچاس سال، سو سال آخر موت ہے اور یہ سونا چاندی کافروں کے کام نہیں آئے گا آخرت میں وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ اور آخرت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کے ہاں پرہیزگاروں کے لیے ہے۔ اور اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے اور دنیا کی زندگی بالکل فانی ہے۔

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ﴿36﴾

اور جو شخص اعراض کرتا ہے رحمن کے ذکر سے ہم مقرر کرتے ہیں اس کے لیے شیطان کو پس وہ شیطان اس کا ساتھی ہو جاتا ہے

وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿37﴾

اور بیشک وہ (شیاطین) البتہ وہ روکتے ہیں ان کو سیدھے راستے سے اور وہ خیال کرتے ہیں بیشک وہ ہدایت یافتہ ہیں۔

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ

یہاں تک کہ جس وقت وہ آئے گا۔ ہمارے پاس کہے گا ہائے افسوس میرے اور تیرے درمیان دو مشرقوں کی دوری ہو

فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ﴿38﴾ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿39﴾

پس بہت ہی برا ساتھی ہے۔ اور وہ ہرگز نفع نہیں دے گا تم کو آج کے دن جس وقت تم نے ظلم کیا بیشک تم عذاب میں شریک ہو۔

اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿40﴾

کیا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنا سکتے ہیں بہروں کو یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت دے سکتے ہیں اندھوں کو اور ان کو جو کھلی گمراہی میں ہیں۔

فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿41﴾ اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِيْ

پس اگر لے جائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پس بیشک ہم ان سے انتقام لینے والے ہیں۔ یا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھا دیں وہ چیز جس کا ہم

وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ﴿42﴾ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ

نے ان سے وعدہ کیا ہے پس بیشک ہم ان پر قادر ہیں۔ پس مضبوطی کے ساتھ پکڑیں اس چیز کو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کی

اِنَّكَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿43﴾ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ

گئی ہے بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے راستے پر ہیں۔ اور بیشک یہ قرآن البتہ نصیحت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم

وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿44﴾ وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ

کی قوم کے لیے اور عنقریب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا جائے گا۔ اور آپ سوال کریں ان سے جن کہ ہم نے بھیجا ہے

مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً یُّعْبَدُوْنَ ﴿45﴾ ع ۱۰

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اپنے رسولوں میں سے کیا ہم نے بنائے ہیں رحمن کے نیچے معبود جن کی عبادت کی جائے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

یَعْشُ: (جو) اندھا بنتا ہے، نُقَیِّضْ: ہم مسلط کرتے ہیں، لَیَصُدُّوْنَهُمْ: وہ روکتے ہیں انہیں، بُعْدَ: دوری، اَلْمَشْرِقَیْنِ: دو مشرق، وَعَدْنٰهُمْ: ہم نے وعدہ کیا ان سے، فَاسْتَمْسِكْ: پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم قائم رہیے، یُعْبَدُوْنَ: ان کی عبادت کی جائے۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی کفار ومشرکین کی لغو باتوں اور اعتراضات کا ذکر اور ان کا رد کیا گیا تھا۔ اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ کفار رحمان کے ذکر سے اندھے اور غافل ہیں اور چونکہ دل میں رحمان کا ذکر نہیں اس لیے وہاں شیطان بسیرا کر لیتا ہے اور شیطان ان کا ساتھی ہے۔

تفسیری نکات: رحمان کے ذکر سے اعراض کرنے والے کے دل میں شیطان آجاتا ہے:

وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ اور جو شخص اعراض کرتا ہے رحمان کے ذکر سے جس کے دل میں رحمان کی یاد نہ ہو نُقَیِّضْ لَهٗ شَیْطٰنًا ہم اس پر مسلط کر دیتے ہیں شیطان۔ رحمان کی جگہ پھر اس گھر میں شیطان ڈیرے ڈالے گا وہ آ کر بسے گا فَهُوَ لَهٗ قَرِیْنٌ پس وہ شیطان اس کا ساتھی ہو جاتا ہے ضروری نہیں کہ ابلیس ہو۔ ابلیس ہر بندے کے ساتھ نہیں ہوتا اس کے چیلے چانٹے ہوتے ہیں۔

حدیث پاک میں آتا ہے انسان کے دل کے دائیں طرف ایک فرشتہ ہوتا ہے ان دو فرشتوں کے علاوہ جو کراماً کاتبین ہیں۔ دل میں اچھا خیال آئے تو وہ فرشتے کا القاء ہوتا ہے اور دل کے بائیں طرف شیطان ہوتا ہے برے خیالات اور وسوسے شیطان کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ جب برے خیالات آئیں تو فرمایا اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھ کر اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھ کر بائیں طرف تھوک دو کہ ہم نے تیرا اثر قبول نہیں کیا۔

اور بخاری شریف کی روایت میں ہے ان الشیطان من الانسان یجری مجری الدم "بے شک انسان کے جسم میں جہاں تک خون کا دورہ ہوتا ہے وہاں تک شیطان کا اثر ہوتا ہے۔" تو فرمایا جو رحمان کے ذکر سے اعراض کرتا ہے ہم اس پر شیطان مسلط کر دیتے ہیں وہ اس کا ساتھی ہوتا ہے وَاِنَّهُمْ لَیَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ اور بیشک وہ شیطان البتہ روکتے ہیں ان کو سیدھے راستے سے۔ شیطانوں کا کام ہے غلط راستے پر ڈالنا لیکن اس کے باوجود

وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ اور وہ خیال کرتے ہیں بیشک وہ ہدایت یافتہ ہیں۔ برے کام کرنے والا بھی اپنے دل کی تسلی کے لیے اس کی کوئی نہ کوئی تاویل اور خوبی بیان کرتا ہے کہ ہم صحیح کر رہے ہیں اور ہدایت پر ہیں۔ اور گمراہی پر قائم رہتے ہیں اور شیطان ان سے غلط کام کرواتا ہے۔ شیطان کا چیلا شیطان کی بات مانتا ہے اس کے ساتھ اس کی محبت ہوتی ہے اور اس کے دیئے ہوئے وساوس اور خیالات پر چلتا ہے قیامت کے دن انسان اُس شیطان کی ہمراہی سے بیزاری کا اظہار کرے گا حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا یہاں تک کہ وہ جب ہمارے پاس آئے گا جو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہے اور اس کا ساتھی شیطان بھی سامنے ہوگا۔ اس وقت قَالَ کہے گا ساتھی شیطان کو يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ ہائے افسوس! میرے اور تیرے درمیان دو مشرقوں کی دوری ہوتی۔ جتنی مشرق اور مغرب کے درمیان دوری ہے اتنی دوری ہوتی۔ اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ مشرقین سے مراد دو مشرق ہیں کہ ایک مشرق الصیف یعنی گرمیوں کا مشرق اور ایک مشرق الشتاء سردیوں کا مشرق یعنی گرمیوں کے موسم میں جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے وہ اور سردیوں کے موسم میں جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے ان دونوں مشرقوں کے درمیان کروڑوں میل کا فاصلہ ہے تو کہے گا ان کے درمیان جتنی دوری ہے اتنی دوری تیرے اور میرے درمیان ہوتی فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ پس بہت ہی برا ساتھی ہے۔ اس وقت وہ کافر اور مشرک اپنے شیطان ساتھی سے لڑے گا۔

وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اور وہ قول تمہیں ہرگز نفع نہیں دے گا آج کے دن۔ اس دن یہ شیطان سے بیزاری اور مشرقوں کی دوری والا قول تمہیں ہرگز نفع نہیں دے گا اِذْ ظَّلَمْتُمْ اس لیے کہ تم نے ظلم کیا، شرک کیا۔ اپنے نفس پر ظلم کیا، دوسروں پر ظلم کیا، اللہ تعالیٰ کے احکام توڑے اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ بیشک تم عذاب میں مشترک ہو گے۔ اے اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل مرنے والے تم اور تمہارے ساتھی شیطان جہنم میں عذاب میں اکٹھے ہوں گے۔

اللہ کی مرضی کے بغیر اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو ہدایت نہیں دے سکتے:

اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ کیا پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہروں کو سنا سکتے ہیں۔ پھر بہرے بھی وہ کہ جنہوں نے خود کہا ہو کہ ہمارے کانوں میں ڈاٹ لگے ہوئے ہیں وفی اذاننا وقر (سورۃ حم سجدہ) "اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہیں ڈاٹ ہیں۔" جب یہ حالت ہو تو ہدایت کیسے نصیب ہوگی۔ اَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندھوں کو ہدایت دے سکتے ہیں۔ جنہوں نے قصداً آنکھیں بند کی ہوئی ہیں۔ وَمَنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ اور کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو ہدایت دے سکتے ہیں جو کھلی گمراہی میں ہے اور اس گمراہی سے نکلنا بھی نہیں چاہتا۔ طلب کے بغیر اللہ تعالیٰ کسی کو کچھ نہیں دیتا۔ طلب ہوگی تو دے گا۔

فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پس اگر ہم لے جائیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا سے آخرت کی طرف تو یہ خیال نہ کرنا یہ بچ جائیں گے فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ پس بیشک ہم ان سے انتقام لیں گے۔ یہ عذاب سے چھوٹ نہیں

سکتے اَوۡ نُرِیَنَّكَ الَّذِیۡ وَعَدۡنٰهُمۡ یا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائیں وہ عذاب جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ آپ کی موجودگی میں ان کفار و مشرکین پر عذاب آئے فَاِنَّا عَلَیۡهِمۡ مُّقۡتَدِرُوۡنَ پس بیشک ہم ان پر قادر ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب:

فَاسۡتَمۡسِكۡ بِالَّذِیۡۤ اُوۡحِیَ اِلَیۡكَ ۚ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم مضبوطی کے ساتھ پکڑیں وہ چیز جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کی گئی ہے۔ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے بہت بڑی نعمت ہے اور اللہ تعالیٰ کی دولتوں میں سے بہت بڑی دولت ہے۔

اِنَّكَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے راستے پر ہیں وَاِنَّهٗ اور بیشک یہ قرآن لَذِكۡرٌ لَّكَ البتہ آپ کے لیے نصیحت ہے وَلِقَوۡمِكَ ۚ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کے لیے بھی نصیحت ہے۔ اس کو پڑھنا، سمجھنا، اس کے مطابق عمل کرنا ہی ذریعہ نجات ہے۔ وَسَوۡفَ تُسۡـَٔلُوۡنَ اور عنقریب تم سے سوال کیا جائے گا کہ قرآن کو مانا ہے یا نہیں، پڑھا ہے یا نہیں، سمجھا ہے یا نہیں، اس کے مطابق عمل کیا ہے یا نہیں۔ یہ سوال تم سے ہوں گے اس سے غافل نہ رہنا۔

وَسۡـَٔلۡ مَنۡ اَرۡسَلۡنَا اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھ لیں ان سے جن کو ہم نے بھیجا ہے مِنۡ قَبۡلِكَ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مِنۡ رُّسُلِنَاۤ اپنے رسولوں کو۔ ان سے پوچھ لیں اَجَعَلۡنَا مِنۡ دُوۡنِ الرَّحۡمٰنِ اٰلِهَةً کیا ہم نے بنائے ہیں رحمان کے نیچے معبود یُّعۡبَدُوۡنَ جن کی عبادت کی جائے۔ مفسرین اکرم رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ یہ سورت واقعہ معراج سے پہلے نازل ہوئی ہے۔ معراج والی رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقات ہوئی ہے۔ تو فرمایا آپ پیغمبروں سے پوچھ لیں کہ وہ توحید کے قائل تھے یا نہیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ مجھے پوچھنے کی ضرورت ہے اور نہ مجھے شک ہے میں نے پہلے دن سے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ ہے اور اسی چیز کا سبق میں دنیا کو دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ ہے اس کی ذات کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مُوۡسٰی بِاٰیٰتِنَاۤ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ وَمَلَا۠ئِهٖ فَقَالَ

اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون کی طرف اور اس کی جماعت کی طرف پس فرمایا موسیٰ علیہ السلام

اِنِّیۡ رَسُوۡلُ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۴۶﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمۡ بِاٰیٰتِنَاۤ اِذَا هُمۡ

نے بیشک میں رسول ہوں رب العالمین کی طرف سے، پس جس وقت وہ لائے موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس ہماری نشانیاں اچانک

مِّنۡهَا یَضۡحَكُوۡنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا نُرِیۡهِمۡ مِّنۡ اٰیَةٍ اِلَّا هِیَ اَكۡبَرُ مِنۡ اُخۡتِهَا ۫ وَاَخَذۡنٰهُمۡ

وہ لوگ ان نشانیوں کے ساتھ ہنستے تھے۔ اور ہم نہیں دکھاتے تھے ان کو کوئی نشانی مگر وہ بڑی ہوتی تھی پہلی سے اور ہم نے پکڑا

بِالۡعَذَابِ لَعَلَّهُمۡ یَرۡجِعُوۡنَ ﴿۴۸﴾ وَقَالُوۡا یٰۤاَیُّهَ السّٰحِرُ ادۡعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ

ان کو عذاب میں تاکہ وہ باز آجائیں۔ اور کہا انھوں نے اے جادوگر دعا کر ہمارے لیے اپنے رب سے جو کچھ عہد کیا ہے

عِنۡدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهۡتَدُوۡنَ ﴿49﴾ فَلَمَّا كَشَفۡنَا عَنۡهُمُ الۡعَذَابَ اِذَا هُمۡ

اس نے آپ کے ساتھ بیشک ہم ہدایت پانے والے ہیں۔پس جس وقت ہم نے دور کر دیا ان سے عذاب اچانک انھوں نے

يَنۡكُثُوۡنَ ﴿50﴾ وَنَادٰى فِرۡعَوۡنُ فِىۡ قَوۡمِهٖ قَالَ يٰقَوۡمِ اَلَيۡسَ لِىۡ مُلۡكُ مِصۡرَ وَهٰذِهِ الۡاَنۡهٰرُ

عہد توڑ دیا۔اور اعلان کیا فرعون نے اپنی قوم میں کہا اس نے اے میری قوم کیا نہیں ہے میرے لیے مصر کا ملک اور یہ نہریں

تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِىۡ ۚ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ ﴿51﴾ اَمۡ اَنَا خَيۡرٌ مِّنۡ هٰذَا الَّذِىۡ هُوَ مَهِيۡنٌ ۙ وَّلَا

چلتی ہیں میرے نیچے کیا پس تم نہیں دیکھتے، بلکہ میں بہتر ہوں اس شخص سے جو حقیر ہے اور قریب نہیں کہ وہ بیان بھی کر سکے،

يَكَادُ يُبِيۡنُ ﴿52﴾ فَلَوۡلَاۤ اُلۡقِىَ عَلَيۡهِ اَسۡوِرَةٌ مِّنۡ ذَهَبٍ اَوۡ جَآءَ مَعَهُ الۡمَلٰٓئِكَةُ مُقۡتَرِنِيۡنَ ﴿53﴾

پس کیوں نہیں ڈالے گئے اس پر کنگن سونے کے یا کیوں نہیں آئے اس کے ساتھ فرشتے جڑے ہوئے۔پس خفیف بنایا اس

فَاسۡتَخَفَّ قَوۡمَهٗ فَاَطَاعُوۡهُ ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَوۡمًا فٰسِقِيۡنَ ﴿54﴾ فَلَمَّاۤ اٰسَفُوۡنَا انۡتَقَمۡنَا

نے اپنی قوم کو پس انھوں نے اس کی اطاعت کی بیشک وہ قوم تھی نافرمان، پس جس وقت انھوں نے ہمیں غصہ دلایا ہم نے ان

مِنۡهُمۡ فَاَغۡرَقۡنٰهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿55﴾ فَجَعَلۡنٰهُمۡ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلۡاٰخِرِيۡنَ ﴿56﴾ ع ۱۱

سے انتقام لیا پس ہم نے ان کو غرق کر دیا۔سب کو پس ہم نے کر دیا ان کو گئے گزرے اور مثال دوسروں کے لئے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَضۡحَكُوۡنَ: وہ ہنستے ہیں، تَحۡتِىۡ: میرے نیچے، يُبِيۡنُ: وہ واضح (نہیں) کر سکتا، اَسۡوِرَةٌ: کنگن، مُقۡتَرِنِيۡنَ: جمع ہو کر آنے والی، فَاسۡتَخَفَّ: اس نے مغلوب کر دیا، فَاَطَاعُوۡهُ: (تو) انہوں نے اطاعت کی اس کی، اٰسَفُوۡنَا: انہوں نے غصہ دلایا ہمیں، سَلَفًا: گیا گزرا۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اب ان رسولوں میں سے دو پیغمبروں کا ذکر کرتے ہیں ایک موسیٰ علیہ السلام کا اور ایک عیسیٰ علیہ السلام کا اس کی وجہ میں روح البیان کے حوالے سے عرض کر چکا ہوں کہ عرب کی سرزمین میں مشرکین کے بعد آبادی یہود کی ہے تیسرے نمبر پر نصاریٰ ہیں۔ یہ مشرکین ان کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے ان کے پیغمبروں کے واقعات کو سنتے تھے اس لیے ان دونوں پیغمبروں کے واقعات کو ذکر کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا تذکرہ:

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مُوۡسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیاں دے کر اِلٰى فِرۡعَوۡنَ فرعون

کی طرف۔ فرعون مصر کے بادشاہ کا لقب ہوتا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جو فرعون تھا اس کا نام تھا ولید بن مصعب بن ریان۔ بڑا ہوشیار، چالاک اور چال باز آدمی تھا وَمَلَا۟ئِهٖ اور فرعون کی جماعت کی طرف بھیجا۔ فَقَالَ پس فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اِنِّيۡ رَسُوۡلُ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ بیشک میں رسول ہوں رب العالمین کی طرف سے۔

فَلَمَّا جَآءَهُمۡ بِاٰيٰتِنَاۤ پس جس وقت وہ لائے ان کے پاس ہماری نشانیاں اِذَا هُمۡ مِّنۡهَا يَضۡحَكُوۡنَ اچانک ان کے ساتھ مذاق کرتے تھے وَمَا نُرِيۡهِمۡ مِّنۡ اٰيَةٍ اور ہم نے نہیں دکھاان کو کوئی نشانی اِلَّا هِىَ اَكۡبَرُ مِنۡ اُخۡتِهَا مگر وہ بڑی ہوتی تھی پہلی سے۔ مثلاً: عصا مبارک پھینکا اژدہا بن گیا پھر موسیٰ علیہ السلام نے گریبان میں ہاتھ ڈال کر نکالا تو وہ روشن ہوگیا اس کے بعد اور نشانیاں ظاہر ہوئیں۔ طوفان آیا، مکڑیاں مسلط ہوئیں، مینڈک مسلط ہوئے، کھانے پینے کی چیزیں خون بن جاتی تھیں۔ طرح طرح کے عذاب ان پر آئے مگر وہ اتنے ڈھیٹ تھے کہ مانتے نہیں۔ فرمایا وَاَخَذۡنٰهُمۡ بِالۡعَذَابِ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ اور پکڑا ہم نے ان کو عذاب میں تاکہ وہ باز آجائیں وَقَالُوۡا اور کہا انھوں نے موسیٰ علیہ السلام کو يٰۤاَيُّهَ السّٰحِرُ اے جادوگر ادۡعُ لَنَا رَبَّكَ دعا کرو ہمارے لیے اپنے رب سے بِمَا عَهِدَ عِنۡدَكَ ۚ جو عہد کیا ہے اس نے آپ کے ساتھ، جو وعدہ اس نے آپ کے ساتھ کیا۔ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۳۴ میں ہے۔ لئن کشفت عنا الرجز لنؤمنن لك ولنرسلن معك بنی اسرآءیل "اگر دور کر دیا ہم سے عذاب، طوفان ٹڈی دل وغیرہ تو ہم ضرور ایمان لائیں گے اے موسیٰ علیہ السلام تم پر اور ضرور بھیج دیں گے تمہارے ساتھ بنی اسرائیل کو۔" بنی اسرائیل کو بھی آزاد کردیں گے۔ جادوگر کیوں کہا؟ بعض حضرات کہتے ہیں کہ ان کے نزدیک جادوگر ہی بڑا تھا اور ہوتا تھا لہٰذا انھوں نے یہ لفظ بطور ادب استعمال کیا۔

اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ ضد اور چڑانے کے لیے کہا اے جادوگر! اپنے رب کو پکارو اس وعدے کے ساتھ جو اس نے تمہارے ساتھ کیا ہے عذاب کے ٹالنے کا اِنَّنَا لَمُهۡتَدُوۡنَ بیشک ہم راہ راست پر آجائیں گے۔ فَلَمَّا كَشَفۡنَا عَنۡهُمُ الۡعَذَابَ پس جس وقت ہم نے دور کر دیا ان سے عذاب اِذَا هُمۡ يَنۡكُثُوۡنَ اچانک انھوں نے عہد توڑ دیا، سب وعدے توڑ دیئے۔

فرعون کی اپنے قوم کے سامنے تقریر:

وَنَادٰى فِرۡعَوۡنُ فِىۡ قَوۡمِهٖ اور پکارا فرعون نے اپنی قوم کے درمیان قَالَ يٰقَوۡمِ فرعون نے پکار کر کہا اپنی قوم کو اے میری قوم! اَلَيۡسَ لِىۡ مُلۡكُ مِصۡرَ کیا نہیں ہے میرے لیے مصر کا ملک۔ میں یہاں کا بادشاہ نہیں ہوں، میری حکومت نہیں وَهٰذِهِ الۡاَنۡهٰرُ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِىۡ ۚ اور یہ نہریں میرے محلات کے نیچے سے نہیں گزرتیں اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ کیا پس تم دیکھتے نہیں ہو۔ ملک میرا، کوٹھیاں میری، فوجیں میری، دولت میرے پاس، پبلک میرے ساتھ، موسیٰ علیہ السلام کے پاس کیا ہے؟ دیکھتے نہیں ہو؟

اَمۡ اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡ هٰذَا میں اس سے بہتر ہوں الَّذِیۡ هُوَ مَهِیۡنٌ ۬ۙ اس شخص سے جو حقیر ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو حقیر کہتا ہے معاذ اللہ تعالیٰ اور اپنے آپ کو معزز سمجھتا ہے کہ میرے پاس حکومت ہے، دولت ہے، فوجیں ہیں، لوگ میرے ساتھ ہیں۔

تو فرعون نے کہا بلکہ میں بہتر ہوں اس شخص کی نسبت جو حقیر ہے وَّلَا یَکَادُ یُبِیۡنُ اور قریب نہیں کہ وہ بیان بھی کر سکے۔ کیونکہ اس کی زبان بھی میری طرح صاف نہیں ہے۔

فَلَوۡلَاۤ اُلۡقِیَ عَلَیۡهِ اَسۡوِرَةٌ مِّنۡ ذَهَبٍ پس کیوں نہیں ڈالے گئے اس پر کنگن سونے کے۔ اس زمانے میں بادشاہ سونے کے کنگن پہنتے تھے۔ یہ کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہے تو اس کے پاس سونے کے کنگن کیوں نہیں ہیں اَوۡ جَآءَ مَعَهُ الۡمَلٰٓئِکَةُ یا کیوں نہیں آئے اس کے ساتھ فرشتے جڑے ہوئے یعنی لگا تار لائن باندھ کر۔ یہ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہے تو اس کے آگے پیچھے فرشتوں کی لائن کیوں نہیں لگی ہوئی۔ اقتران کا معنی ہے ملنا تو مُقۡتَرِنِیۡنَ کا معنی ہوگا ملے ہوئے۔ فرشتے آگے پیچھے دائیں بائیں ہوں پتا چلے نبی آ رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَاسۡتَخَفَّ قَوۡمَهٗ پس خفیف بنایا اس نے اپنی قوم کو۔ فرعون نے قوم کی مت ماردی۔ لوگ ظاہری چیزوں کو دیکھتے ہیں وہ ظاہری باتیں کرتا تھا لوگوں کی سمجھ میں جلد آتی تھیں۔ عقل ماردی اپنی قوم کی فَاَطَاعُوۡهُ ؕ پس انھوں نے فرعون کی اطاعت کی قوم نے فرعون کی اطاعت کیوں کی؟ اِنَّهُمۡ کَانُوۡا قَوۡمًا فٰسِقِیۡنَ بیشک تھی وہ قوم نافرمان۔ اللہ تعالیٰ نے دو پیغمبر بھیجے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام۔ مگر بد بخت قوم دوسری طرف چلی گئی۔

فَلَمَّاۤ اٰسَفُوۡنَا انۡتَقَمۡنَا مِنۡهُمۡ پس جب انھوں نے ہمیں غصہ دلایا ہم نے ان سے انتقام لیا۔ فرعون اور اس کی قوم سے فَاَغۡرَقۡنٰهُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ پس ہم نے ان سب کو غرق کر دیا بحر قلزم میں۔ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے ساتھ جب بحر قلزم کے پاس پہنچے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے لاٹھی ماری، راستے بن گئے، یہ پار ہو گئے۔ فرعون نے ہامان کو کہا کہ تم آگے لگو پیچھے فوج اور میں فوج کے پیچھے رہوں گا۔ جب یہ لوگ سمندر کے ان راستوں پر چل پڑے جدھر سے بنی اسرائیل گزر کر پار چلے گئے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے پانی بھی چل پڑا اسب وہیں سے سیدھے جہنم رسید ہو گئے۔

فَجَعَلۡنٰهُمۡ سَلَفًا پس ہم نے ان کو کر دیا گئے گزرے لوگ جن کا نام ونشان نہیں ہوتا وَّ مَثَلًا لِّلۡاٰخِرِیۡنَ اور مثال بنا دیا پچھلوں کے لیے کہ نافرمانوں کا یہ حشر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی نافرمانی سے بچائے اور محفوظ رکھے۔

وَلَمَّا ضُرِبَ ابۡنُ مَرۡیَمَ مَثَلًا اِذَا قَوۡمُکَ مِنۡهُ یَصِدُّوۡنَ ﴿۵۷﴾ وَقَالُوۡۤا ءَ اٰلِهَتُنَا

اور جس وقت بیان کی گئی ابن مریم علیہ السلام کی مثال اچانک آپ کی قوم نے اس مثال سے چلانے لگی اور کہا انھوں نے کیا ہمارے

خَیۡرٌ اَمۡ هُوَ ؕ مَا ضَرَبُوۡهُ لَکَ اِلَّا جَدَلًا ؕ بَلۡ هُمۡ قَوۡمٌ خَصِمُوۡنَ ﴿۵۸﴾ اِنۡ هُوَ اِلَّا

الٰہ بہتر ہیں یا وہ، نہیں بیان کیا انھوں نے اس کو آپ کے سامنے مگر جھگڑا کرنے کے لیے بلکہ وہ قوم جھگڑالو ہے۔ نہیں ہیں وہ مگر

عَبۡدٌ اَنۡعَمۡنَا عَلَيۡهِ وَجَعَلۡنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ ﴿59﴾ وَلَوۡ نَشَآءُ لَجَعَلۡنَا مِنۡكُمۡ

بندے ہم نے ان پر انعام کیا اور بنا دیا ہم نے اُن کو مثال بنی اسرائیل کے لیے اور اگر ہم چاہیں البتہ ہم بنا دیں تمہاری جگہ

مَّلٰٓئِكَةً فِى الۡاَرۡضِ يَخۡلُفُوۡنَ ﴿60﴾ وَاِنَّهٗ لَعِلۡمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمۡتَرُنَّ بِهَا

فرشتے زمین میں وہ خلافت کریں۔ اور بیشک وہ عیسیٰ علیہ السلام البتہ نشانی ہیں قیامت کی پس تم شک نہ کرو اس کے بارے میں اور

وَاتَّبِعُوۡنِ‌ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِيۡمٌ ﴿61﴾ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيۡطٰنُ‌ۚ اِنَّهٗ لَكُمۡ عَدُوٌّ

میری پیروی کرو یہ سیدھا راستہ ہے۔ اور ہرگز نہ روکے تم کو شیطان بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور جس وقت آئے عیسیٰ علیہ السلام

مُّبِيۡنٌ ﴿62﴾ وَلَمَّا جَآءَ عِيۡسٰى بِالۡبَيِّنٰتِ قَالَ قَدۡ جِئۡتُكُمۡ بِالۡحِكۡمَةِ وَلِاُبَيِّنَ لَكُمۡ بَعۡضَ

کھلی نشانیوں کے ساتھ، فرمایا تحقیق میں لایا ہوں تمہارے پاس حکمت اور تاکہ میں بیان کروں تمہارے لیے بعض وہ چیزیں

الَّذِىۡ تَخۡتَلِفُوۡنَ فِيۡهِ‌ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوۡنِ ﴿63﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّىۡ وَرَبُّكُمۡ

جن میں تم اختلاف کرتے ہو پس ڈرو تم اللہ تعالیٰ سے اور میری اطاعت کرو، بیشک اللہ تعالیٰ وہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی

فَاعۡبُدُوۡهُ‌ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِيۡمٌ ﴿64﴾ فَاخۡتَلَفَ الۡاَحۡزَابُ مِنۡۢ بَيۡنِهِمۡ‌ۚ فَوَيۡلٌ لِّلَّذِيۡنَ

رب ہے پس تم عبادت کرو اس کی یہ سیدھا راستہ ہے۔ پس اختلاف کیا گروہوں نے آپس میں پس خرابی ہے ان لوگوں کے

ظَلَمُوۡا مِنۡ عَذَابِ يَوۡمٍ اَلِيۡمٍ ﴿65﴾ هَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنۡ تَاۡتِيَهُمۡ بَغۡتَةً وَّهُمۡ لَا

لیے جنہوں نے ظلم کیا دردناک دن کے عذاب سے، نہیں انتظار کرتے یہ مگر قیامت کا یہ کہ آئے ان کے پاس اچانک اور ان کو

يَشۡعُرُوۡنَ ﴿66﴾ اَلۡاَخِلَّآءُ يَوۡمَئِذٍۢ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الۡمُتَّقِيۡنَ ﴿67﴾ ع ۶ ۱۱ ۱۲

خبر بھی نہ ہو۔ دوست اس دن بعض بعض کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَصِدُّوۡنَ: وہ چلاتے ہیں، مَا ضَرَبُوۡهُ: انہوں نے بیان نہیں کیا اسے، خَصِمُوۡنَ: جھگڑالو، يَخۡلُفُوۡنَ: وہ جانشین ہوتے ہیں، فَلَا تَمۡتَرُنَّ: (پس) تم شک نہ کرو، لَا يَصُدَّنَّكُمۡ: تمہیں روکنے نہ پائے، اَلۡاَخِلَّآءُ: دوست۔

ربط:

سابقہ آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا تذکرہ فرمایا گیا اب ان آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ فرمایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر خیر:

وَلَمَّا ضُرِبَ ابۡنُ مَرۡيَمَ مَثَلًا اور جس وقت بیان کی گئی عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام) کی مثال بطور مثال کے کہ

دیکھو اللہ تعالیٰ نے ان کو بغیر باپ کے پیدا کیا ہے۔ مریم علیہا السلام کو بغیر خاوند کے اللہ تعالیٰ نے بیٹا دیا ہے۔ جب اس کا ذکر آتا ہے اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم اس مثال سے چلانے لگتی ہے۔ یَصِدُّوْنَ کے عربی میں دو معنی کرتے ہیں۔ ایک تصدیہ کا معنی یعنی تالیاں بجانا۔ سورۃ الانفال میں ہے وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ۚ "اور نہیں ہے ان مشرکوں کی نماز بیت اللہ شریف کے پاس مگر سیٹیاں بجانا اور تالیاں بجانا۔" قوالی کرنا، یہ ان کی عبادت تھی اور اگر یہ ضَرَبَ کے باب سے آئے تو اس کا معنی ہوتا ہے آوازے کسنا، چیخیں مارنا، شور مچانا۔ اور اگر نَصَرَ کے باب سے آئے تو اس کا معنی ہوتا ہے روکنا۔ یہاں یہ کلمہ باب ضَرَبَ سے ہے۔ اس کا معنی ہے چیخیں مارنا، آوازے کسنا اور طعن و تشنیع کرنا۔

وَقَالُوْٓا اور کہا انھوں نے ءَ اٰلِهَتُنَا خَيْرٌ کیا ہمارے الٰہ بہتر ہیں اَمْ هُوَ ۚ یا وہ۔ کہنے لگے دیکھو! ہمارے الٰہ ہیں لات، منات، عزیٰ۔ ان کے نسب نامہ میں کوئی اعتراض نہیں کر سکتا کہ یہ ہم نے بنائے ہیں۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہودیوں سے پوچھو وہ کیا کہتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے عیسیٰ علیہ السلام کی بزرگی منوانا چاہتے ہیں۔

مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ۚ نہیں بیان کیا انھوں نے اس کو آپ کے سامنے مگر، جھگڑنے کے لیے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تم کیا کہتے ہو بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ بلکہ یہ قوم جھگڑالو ہے۔ جھگڑنے کے لیے عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کرتے ہیں اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ نہیں ہے وہ عیسیٰ علیہ السلام مگر بندے ہم نے ان پر انعام کیا کہ بغیر باپ کے پیدا کیا اور نبوت دی، کتاب دی اور بہت سارے معجزات دیئے۔ ظاہری اور باطنی انعامات ان پر کیے۔

وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اور بنایا ہم نے اس کو مثال بنی اسرائیل کے لیے کہ دیکھو اللہ تعالیٰ بغیر باپ کے بھی پیدا کر سکتا ہے۔ فرمایا وَلَوْ نَشَآءُ اور اگر ہم چاہیں لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ البتہ ہم بنا دیں تمہاری جگہ مَّلٰٓئِكَةً فِي الْاَرْضِ فرشتے زمین میں يَخْلُفُوْنَ وہ خلافت کریں۔ ہم قادر ہیں کہ زمین کی خلافت فرشتوں کو دے دیں مگر ہماری طرف سے طے ہے اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً (سورۃ البقرہ) "خلافت آدم علیہ السلام اور ان کی نسل کے لیے ہے۔" آدم علیہ السلام سے پہلے دو ہزار سال تک جنات حکمرانی کرتے رہے مگر اب اولاد آدم قیامت تک حکمرانی کرے گی وَاِنَّهٗ اور بیشک وہ عیسیٰ علیہ السلام لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ البتہ قیامت کی نشانی ہیں فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا پس ہرگز شک نہ کرو تم قیامت کے بارے میں۔

قیامت کی اہم اہم نشانیاں کیا ہیں؟

قیامت کی نشانیوں میں سے کچھ اہم نشانیاں جو احادیث مبارکہ میں آئی ہیں یہ ہیں:

① دنیا میں فتنہ فساد اور بدامنی عام ہوگی۔

② قتل، چوری، زنا، ڈاکے اور بدمعاشی بڑھتی جائے گی۔

③ شراب نوشی کثرت سے ہوگی۔

④۔ حکمران ظالم ہوں گے لوگ ان کے مظالم سے تنگ آ کر اُن کے لیے بددعا کریں گے کہ اے اللہ ہماری ان ظالم حکمرانوں سے جان چھڑا۔

⑤۔ دنیا میں جنگ وجدال بہت زیادہ ہوگا جس میں اٹھانوے فیصد لوگ مارے جائیں گے۔ دو فیصد مرد بچے گے۔

⑥۔ عورتوں کی اکثریت ہوگی۔ بخاری کی روایت ہے کہ پچاس پچاس عورتوں کو ایک ایک مرد سنبھالنے والا ہوگا۔ یہ اس کی بیویاں نہیں ہوں گی بلکہ بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں اور خالائیں وغیرہ ہوں گی۔

⑦۔ امام مہدی رحمہ اللہ کا ظہور ہوگا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی نسل سے ہوں گے۔

⑧۔ دجال کا ایران کے شہر اصفہان کے محلہ یہودا سے خروج ہوگا۔ اور وہ پوری دنیا میں پھرے گا۔

⑨۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جامع مسجد دمشق کے مینار پر نزول فرمائیں گے اور دجال کو قتل فرمائیں گے۔

⑩۔ یاجوج ماجوج کا ظہور ہوگا اور وہ زمین میں فتنہ وفساد پھیلائیں گے اور پھر اللہ کے حکم سے فنا ہو جائیں گے۔

⑪۔ سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور جس کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔

تو فرمایا تم قیامت کی نشانیوں میں شک نہ کرو وَاتَّبِعُوْنِ ؕ اور میری پیروی کرو هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ یہ سیدھا راستہ ہے وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ۚ اور ہرگز نہ روکے تم کو شیطان ان چیزوں سے اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل کو اللہ کے دین کی دعوت دینا:

وَلَمَّا جَآءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ اور جس وقت عیسیٰ علیہ السلام کھلے دلائل لے کر آئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ میں شفا رکھی تھی۔ برص والے کے بدن پر ہاتھ پھیرتے تھے وہ ٹھیک ہو جاتا تھا مادرزاد اندھوں کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرتے تھے وہ بینا ہو جاتے تھے قبر پر کھڑے ہو کر کہتے قم باذن الله وہ زندہ ہو کر آ جاتا تھا۔ چار مردے زندہ ہوئے، مٹی کی چڑیاں بنا کر پھونک مارتے تھے وہ اڑ جاتی تھیں۔ یہ معجزات قرآن میں ہیں حق اور صحیح ہیں کسی تاویل کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے۔

قَالَ فرمایا عیسیٰ علیہ السلام نے قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ تحقیق میں لایا ہوں تمہارے پاس دانائی کی باتیں وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ اور تاکہ بیان کروں میں تمہارے سامنے بَعْضَ الَّذِيْ بعض وہ چیزیں تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ ۚ جن میں تم اختلاف کرتے ہو۔ اس وقت یہودیوں نے شریعت کو ایسے ہی بدل اور بگاڑ دیا تھا جیسے آج کل کے اہل بدعت نے دین کو بدل اور بگاڑ دیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب اعلان نبوت فرمایا تو سارے یہودی مخالف ہو گئے کہ یہ ہمارا دین بگاڑنا چاہتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تمہارے پاس آیا ہوں تاکہ بیان کروں بعض وہ چیزیں جن میں تم اختلاف کرتے ہو فَاتَّقُوا اللّٰهَ پس ڈرو تم اللہ تعالیٰ سے وَاَطِيْعُوْنِ اور میری اطاعت کرو۔ اور یاد رکھو خرق عادت کے طور پر میرے ہاتھ

پر جو عجیب وغریب چیزیں ظاہر ہوتی ہیں ان کی وجہ سے میں رب نہیں بن گیا اور نہ ہی میرا رب بننے کا دعویٰ ہے معاذ اللہ تعالیٰ۔ یاد رکھو! اِنَّ اللّٰهَ بیشک اللہ تعالیٰ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ وہی میرا رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ یہ معجزات اسی نے مجھے عطا فرمائے ہیں فَاعْبُدُوْهُ پس اس کی عبادت کرو هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ یہ سیدھا راستہ ہے۔

بنی اسرائیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے اختلاف:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو یہ سبق دیا لیکن فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ پس اختلاف کیا گروہوں نے مِنْ بَيْنِهِمْ آپس میں۔ وقالت النصاری مسیح ابن اللہ" عیسائیوں نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ یہودیوں نے کہا حلال زادہ نہیں ہے معاذ اللہ تعالیٰ۔ مشرکوں نے کہا کہ ہمارے الٰہوں کا تو نسب نامہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نسب نامہ کہاں ہے لاکر دکھاؤ۔ عیسائیوں نے بھی ٹھوکر کھائی انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کو اللہ کا بیٹا اور اللہ کی بیوی قرار دے دیا۔

تو فرمایا پس اختلاف کیا گروہوں نے آپس میں فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا پس خرابی ہے ان لوگوں کے لیے جو ظالم ہیں مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ اَلِيْمٍ دردناک دن کے عذاب سے هَلْ يَنْظُرُوْنَ نہیں انتظار کرتے یہ اِلَّا السَّاعَةَ مگر قیامت کا۔

اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً یہ کہ قیامت آئے گی ان کے پاس اچانک ان کو پتا بھی نہیں چلے گا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ اور ان کو خبر بھی نہ ہوگی۔ متقین قیامت میں بھی آپس میں دوست ہوں گے۔ اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍ اخلا خلیل کی جمع ہے۔ خلیل کا معنی ہے دوست۔ اس دن دوست بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ بعض بعض کے دشمن ہوں اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ مگر متقیوں کی دوستی برقرار رہے گی۔ نیکوں کی دوستی وہاں بھی کام آئے گی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سبب بنے گی۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب کسی کے گناہوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں پھینکنے کا حکم دیں گے۔ تو اس کے متقی ساتھی کہیں گے اے پروردگار یہ ہمارے ساتھ نمازیں پڑھتا تھا، روزے رکھتا تھا، ہمارے ساتھ اٹھتا بیٹھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اس کے گناہ زیادہ ہیں سزا بھگت کر جائے گا۔ یہ کہیں گے اے پروردگار! ہم اس وقت تک جنت میں نہیں جائیں گے جب تک ہمارے ساتھی جنت میں نہ جائیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جاؤ تم دوزخ میں داخل ہو کر ان کو لے آؤ جن جن کو تم پہچانتے ہو۔ دوزخ تمہارے لیے باغ و بہار کی طرف ہوگی۔ یہ بخاری شریف کی روایت کا خلاصہ ہے۔ اس واسطے جماعت کے ساتھ نماز کی بڑی اہمیت ہے اور اجتماعی زندگی بڑی اونچی چیز ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی اہل علم گناہ گار ساتھی کا بازو پکڑ کر دوزخ سے باہر لے آئے۔ تو فرمایا اس دن دوست بعض بعض کے دشمن ہوں گے مگر متقیوں کی دوستی وہاں بھی برقرار رہے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں متقی بنائے اور ان کی دوستی نصیب فرمائے۔

يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۶۸﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا

اے میرے بندو! نہیں خوف تم پر آج کے دن اور نہ تم غمگین ہو گے۔ وہ لوگ جو ایمان لائے ہماری آیتوں پر اور تھے

وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿٦٩﴾ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ﴿٧٠﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ

فرمان بردار، (اللہ تعالیٰ فرمائے گا) داخل ہو جاؤ جنت میں تم اور تمہاری بیویاں تمہاری عزت کی جائے گی پھیرے جائیں گے

بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ

ان پر پیالے سونے کے، گلاس اور ان میں وہ چیز ہو گی جس کو چاہیں گے نفس اور لطف اٹھائیں گی ان سے آنکھیں اور تم ان

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٧١﴾ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٧٢﴾

میں ہمیشہ رہنے والے ہو گے۔ اور یہ ہے وہ جنت جس کا تمہیں وارث بنایا گیا ہے ان کاموں کی وجہ سے جو تم کرتے تھے۔

لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٧٣﴾ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ

تمہارے لیے اس میں ہوں گے پھل بہت زیادہ جن کو تم کھاؤ گے۔ بیشک مجرم لوگ جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہنے والے

خٰلِدُوْنَ ﴿٧٤﴾ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿٧٥﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ

ہوں گے۔ نہ ہلکا کیا جائے گا ان سے اور وہ اس میں مایوس ہوں گے۔ اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود ہی ظلم کرنے

وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٧٦﴾ وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۖ قَالَ اِنَّكُمْ

والے ہیں۔ اور وہ پکاریں گے اے مالک علیہ السلام چاہیے کہ فیصلہ کر دے ہم پر آپ کا رب وہ کہے گا بیشک تم رہنے والے ہو۔

مّٰكِثُوْنَ ﴿٧٧﴾ لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿٧٨﴾

البتہ تحقیق لائے ہیں ہم تمہارے پاس حق لیکن اکثریت تمہاری حق کو پسند نہیں کرتی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تُحْبَرُوْنَ: تمہیں خوشحال کیا جائے گا، بِصِحَافٍ: رکابیاں، تھال، اَكْوَابٍ: گلاس، تَشْتَهِيْهِ: جسے چاہے گا، تَلَذُّ: لذت اٹھائیں گی، لَا يُفَتَّرُ: ہلکا نہیں کیا جائے گا، لِيَقْضِ: تاکہ کام تمام کر دے، مّٰكِثُوْنَ: رہنے والے، جِئْنٰكُمْ (بِ): ہم نے تمہارے پاس پہنچایا۔

ربط:

سابقہ آیات کی آخری آیت میں بیان ہوا کہ قیامت والے دن دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر متقیوں کی دوستی برقرار رہے گی۔ اب ان آیات میں ان متقی لوگوں پر کیے جانے والے انعامات کا تذکرہ اور نافرمانوں کے انجام بد کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: متقین کے انعامات کا تذکرہ:

یٰعِبَادِ اے میرے بندو! لَا خَوۡفٌ عَلَيۡكُمُ الۡيَوۡمَ نہیں خوف تم پر آج کے دن تم اپنے امتحان میں کامیاب ہو کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مقام میں پہنچ چکے ہو اب آئندہ تمہیں کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے بلکہ تم ہمیشہ کے لیے امن وسکون میں رہو گے وَلَاۤ اَنۡتُمۡ تَحۡزَنُوۡنَ اور نہ تم غمگین ہو گے گزشتہ زندگی پر کیونکہ تمہاری وہ دنیا والی زندگی کفر و شرک اور معاصی سے پاک گزری ہے لہٰذا تمہیں اس زندگی کے اعمال پر کوئی غم نہیں ہوگا۔ فرمایا یہ بشارت ان لوگوں کے لیے ہے اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِاٰيٰتِنَا جو ایمان لائے ہماری آیتوں پر، ہمارے احکامات پر عمل کیا، توحید و رسالت، قیامت اور تقدیر پر ایمان لائے وَكَانُوۡا مُسۡلِمِيۡنَ اور وہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے۔ پھر ان سے کہا جائے گا اُدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ اَنۡتُمۡ وَاَزۡوَاجُكُمۡ داخل ہو جاؤ جنت میں تم اور تمہاری بیویاں۔ اہل ایمان کی قدردانی ہوگی کہ ان کی بیویوں کو بھی جنت میں ساتھ ملا دیا جائے گا۔ بلکہ سورۂ مومن آیت نمبر ٨ کے مطابق تو ان شاء اللہ اولادوں کو بھی اپنے نیک والدین کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ تُحۡبَرُوۡنَ تم سب کی عزت کی جائے گی عزت واحترام سے نوازا جائے گا۔

يُطَافُ عَلَيۡهِمۡ بِصِحَافٍ مِّنۡ ذَهَبٍ وَّاَكۡوَابٍ ۚ پھیرے جائیں گے ان پر سونے کے پیالے اور آب خورے۔ صحاف کا معنی رکابیاں، پیالے اور اکواب کا معنی گلاس یا آبخورے۔ مطلب یہ ہے کہ جنتیوں کے کھانے کے لیے سونے کے برتن استعمال کیے جائیں گے۔ وَفِيۡهَا مَا تَشۡتَهِيۡهِ الۡاَنۡفُسُ اور اس جنت میں وہ چیز ہوگی جس کو ان کے نفس چاہیں گے وَتَلَذُّ الۡاَعۡيُنُ ۚ اور لطف اٹھائیں گی جن سے آنکھیں وَاَنۡتُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ اور تم ان میں ہمیشہ رہنے والے ہو گے وہاں سے کبھی نکالے نہیں جاؤ گے۔ وَتِلۡكَ الۡجَنَّةُ الَّتِىۡۤ اُوۡرِثۡتُمُوۡهَا اور یہی ہے وہ جنت جس کا تمہیں وارث بنایا گیا ہے جو تمہیں وراثت میں دی گئی ہے بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ان اعمال کے بدلے جو تم نے کیے تھے۔ جنت میں داخلے کے لیے بنیادی شرط ایمان ہے لیکن ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ کا ہونا بھی ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں بھی کامیابی کا ذکر فرمایا ہے وہاں ایمان کی شرط لگائی ہے۔ لَكُمۡ فِيۡهَا فَاكِهَةٌ كَثِيۡرَةٌ تمہارے لیے بہت سے پھل ہوں گے مِّنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ جن سے تم کھاؤ گے لا مقطوعة ولا ممنوعة (سورۃ الواقعہ) "نہ وہ قطع کیے جائیں گے اور نہ روکے جائیں گے۔" یہ پھل سدا بہار ہوں گے اور کبھی ختم نہیں ہوں گے۔ جونہی درخت سے پھل توڑا جائے گا اس جگہ فوراً دوسرا پھل لگ جائے گا۔ جب کوئی جنتی کسی پھل کی خواہش کرے گا درخت جھک کر اس کے قریب آجائے گا۔

جہنم میں کفار و مشرکین کی حالت زار:

اِنَّ الۡمُجۡرِمِيۡنَ فِىۡ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوۡنَ بیشک مجرم لوگ دوزخ کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ وہ لوگ

ہوں گے جنھوں نے دنیا میں کفر، شرک، منافقت اور الحاد کو اختیار کیا۔ ان کے لیے سخت عذاب ہوگا لَا یُفَتَّرُ عَنۡہُمۡ جو ان سے ہلکا بھی نہیں کیا جائے گا بلکہ روز بہ روز بڑھتا رہے گا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا وَ ہُمۡ فِیۡہِ مُبۡلِسُوۡنَ اور وہ اس عذاب میں آس توڑ بیٹھیں گے یعنی مایوس ہو جائیں گے کہ اب یہاں سے نکلنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ سورۃ شوریٰ آیت نمبر ۴۴ میں ہے یقولون هل الی مرد من سبیل "کہیں گے کیا یہاں سے نکلنے کی کوئی صورت ہے مگر وہ نکل نہیں سکیں گے۔

وَمَا ظَلَمۡنٰہُمۡ اور ہم نے ان کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی۔ ہم نے تو دنیا میں ان کی طرف پیغمبر بھیجے، کتابیں بھیجیں، مبلغ بھیجے، عقل و شعور دیا، ہدایت کے تمام اسباب مہیا کیے مگر انھوں نے کفر و شرک کا راستہ اختیار کیا لہٰذا ہم نے ان کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی وَلٰکِنۡ کَانُوۡا ہُمُ الظّٰلِمِیۡنَ لیکن یہ خود ہی ظالم اور بے انصاف تھے۔ انھوں نے اپنے ارادے اور اختیار سے غلط راستہ اختیار کیا اور جہنم میں پہنچ گئے۔ عذاب سے تنگ آکر جہنمی یہ کریں گے۔ وَنَادَوۡا یٰمٰلِکُ اور پکاریں گے دوزخی اے مالک علیہ السلام۔ دوزخ کے داروغے کا نام مالک علیہ السلام ہے۔ پکاریں گے اے مالک علیہ السلام لِیَقۡضِ عَلَیۡنَا رَبُّکَ ؕ اپنے پروردگار سے درخواست کرو کہ وہ ہمارا فیصلہ کر دے ہمیں موت دے دے تاکہ ہم عذاب سے چھوٹ جائیں لیکن لا یموت فیها ولا یحیی (سورۃ الاعلیٰ) "جہنمی جہنم میں نہ مریں گے اور نہ جئیں گے۔" وہاں تو تکلیف ہی تکلیف ہوگی۔

قَالَ مالک علیہ السلام کہیں گے اِنَّکُمۡ مّٰکِثُوۡنَ بیشک تم اسی مقام میں رہنے والے ہو تمہاری درخواست قبول نہیں کی جائے گی نہ تم یہاں سے نکل سکو گے اور نہ ہی تمھیں موت آئے گی بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہیں رہنا ہوگا۔ سورۃ فاطر آیت نمبر ۳۷ میں ہے وهم یصطرخون فیها "اور وہ دوزخ میں چیخیں گے چلائیں گے گدھے کی طرح آوازیں نکالیں گے۔" کہیں گے ربنا اخرجنا نعمل صالحا غیر الذی کنا نعمل "اے ہمارے پروردگار! ہمیں یہاں سے نکال دے ہم اچھے کام کریں گے سوائے ان کے جو کرتے رہے۔" ایک ہزار سال تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ہی نہیں آئے گا۔ ہزار سال کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا قال اخسئوا فیها ولا تُکَلِّمُوۡنَ "ذلیل ہو کر دوزخ میں پڑے رہو اور میرے ساتھ کلام نہ کرو۔"

لَقَدۡ جِئۡنٰکُمۡ بِالۡحَقِّ البتہ تحقیق ہم تمہارے پاس سچا دین لائے ہیں جس میں انسانیت کی فلاح کا پروگرام ہے وَلٰکِنَّ اَکۡثَرَکُمۡ لِلۡحَقِّ کٰرِہُوۡنَ لیکن اکثریت تمہاری حق کو پسند نہیں کرتی۔ اپنا خود ساختہ دین بنایا ہوا ہے۔ اپنی قوم، برادری اور ملکی رسم و رواج پر چلتے ہیں حق کا مذاق اڑاتے ہیں لیکن جب گرفت آئے گی تو ان کی بات بھی کوئی نہیں سنے گا اور انھیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں رہنا ہوگا۔

اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ﴿79﴾ اَمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ

کیا انھوں نے ٹھہرائی ہے ایک بات پس بیشک ہم بھی ٹھہرانے والے ہیں۔ کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم نہیں سنتے ان کی پوشیدہ

وَنَجْوٰىهُمْ ؕ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَیْهِمْ یَكْتُبُوْنَ ﴿80﴾ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ

بات اور ان کی سرگوشی کو، کیوں، نہیں اور ہمارے بھیجے ہوئے ان کے پاس لکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اگر ہو رحمن کے

وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ ﴿81﴾ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ

لیے اولاد پس میں سب سے پہلے عبادت کرنے والا ہوں۔ پاک ہے ربّ آسمانوں کا اور زمین کا جو رب ہے عرش کا ان

عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿82﴾ فَذَرْهُمْ یَخُوْضُوْا وَیَلْعَبُوْا حَتّٰى یُلٰقُوْا یَوْمَهُمُ

چیزوں سے جو یہ بیان کرتے ہیں۔ پس چھوڑ دیں ان کو گھسے رہیں اور کھیلتے رہیں یہاں تک کہ ملاقات کریں اپنے اس دن سے

الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ ﴿83﴾ وَهُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِی الْاَرْضِ اِلٰهٌ ؕ وَهُوَ الْحَكِیْمُ

جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ اور وہی ذات ہے آسمانوں میں معبود اور زمین میں الٰہ اور وہ حکمت والا سب کچھ جاننے

الْعَلِیْمُ ﴿84﴾ وَتَبٰرَكَ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا ۚ

والا ہے۔ اور بڑی برکت والی ہے وہ ذات جس کی بادشاہی ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور جو کچھ اس کے درمیان ہے

وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿85﴾ وَلَا یَمْلِكُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ

اور اسی کے پاس ہے قیامت کا علم اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ اور نہیں ہیں مالک وہ جن کو یہ پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ

الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿86﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ

سے نیچے سفارش کے مگر وہ جس نے گواہی دی حق کی اور وہ جانتے ہیں۔ اور اگر آپ ان سے سوال کریں کس نے پیدا کیا ہے

لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ ﴿87﴾ وَقِیْلِهٖ یٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ

ان کو البتہ ضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ نے پس یہ کدھر پھرے جاتے ہیں۔ اور قسم ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کی کہ اے پروردگار!

قَوْمٌ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ﴿88﴾ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ؕ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ﴿89﴾

بیشک یہ لوگ ایسی قوم ہیں جو ایمان نہیں لاتے۔ پس آپ ان سے درگزر کریں اور کہیں سلام پس عنقریب یہ جان لیں گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَبْرَمُوْٓا: انہوں نے طے کیا، مُبْرِمُوْنَ: طے کرنے والے، لَانَسْمَعُ: ہم نہیں سنتے، یَلْعَبُوْا: وہ کھیلتے رہیں،

یُلٰقُوۡا: وہ ملیں گے، قِیۡلِهٖ: اس کا کہنا۔

ربط:

سابقہ آیات میں نافرمانیوں اور سرکشوں کا جہنم میں جو حال ہوگا اُس کا تذکرہ کیا گیا تھا اب دوبارہ کفار و مشرکین سے ہی خطاب فرمایا جارہا ہے۔ اور ان کے حق کی مخالفت کرنے پر تنبیہ کی جارہی ہے۔

تفسیری نکات: کفار کی مخالفت وہٹ دھرمی پر تنبیہ:

اَمۡ اَبۡرَمُوۡۤا اَمۡرًا کیا انھوں نے ایک بات ٹھہرالی ہے، کسی کام کا پختہ ارادہ کرلیا ہے تو پھر سن لیں فَاِنَّا مُبۡرِمُوۡنَ پس بیشک ہم بھی ٹھہرانے والے ہیں۔ ہم نے بھی پختہ ارادہ کرلیا ہے ان کی ہر تدبیر کو ناکام بنانے کے لیے تل گئے ہیں۔

اَمۡ یَحۡسَبُوۡنَ کیا یہ گمان کرتے ہیں اَنَّا لَا نَسۡمَعُ سِرَّهُمۡ وَنَجۡوٰىهُمۡ ؕ ہم نہیں سنتے ان کی خفیہ باتوں کو اور ان کی سرگوشیوں کو۔ فرمایا بَلٰی کیوں نہیں ہم ان کے متعلق سب کچھ سنتے اور جانتے ہیں وَرُسُلُنَا لَدَیۡهِمۡ یَکۡتُبُوۡنَ اور ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ان کی تمام پوشیدہ تدبیروں کو لکھتے ہیں۔ ہمارے کراماً کاتبین ان کی ہر چیز نوٹ کررہے ہیں، قیامت والے دن ان کے سامنے ان کا نامہ اعمال پیش ہوگا اور آخری فیصلہ ہوجائے گا۔

قُلۡ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں ان کافروں اور اہل کتاب کو جو اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد کا عقیدہ رکھتے ہیں اِنۡ کَانَ لِلرَّحۡمٰنِ وَلَدٌ ۖ اگر ہو رحمن کی کوئی اولاد فَاَنَا اَوَّلُ الۡعٰبِدِیۡنَ تو میں سب سے پہلے عبادت کرنے والا ہوتا۔ اس آیت کریمہ کی دو تفسیریں بیان کی گئی ہیں۔

(اوّل) یہ کہ اِنۡ نافیہ ہے اور عَابِدِیۡنَ کا معنی ہے انکار کرنے والے۔ کیونکہ یہ مادہ اگر باب نَصَرَ یَنۡصُرُ سے آئے تو معنی ہوتا ہے عبادت کرنا اور اگر سَمِعَ سے آئے تو معنی ہوتا ہے انکار کرنا۔ تو معنی ہوگا نہیں ہے رحمان کے لیے اولاد، میں انکار کرنے والوں میں سے ہوں۔

(دوم) عبد کو نصر سے بنایا جائے تو پھر ان شرطیہ ہے اور شرط کا خارج میں ہونا ضروری نہیں ہوتا۔ تو معنی ہوگا آپ ان سے کہہ دیں کہ اگر رحمان کا کی اولاد ہوتی تو میں سب سے پہلے عبادت کرتا، اس کی تعظیم و تکریم کرتا مگر نہ اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد ہے اور نہ میں اس کی تعظیم کرنے کے لیے تیار ہوں۔ سُبۡحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ پاک ہے آسمانوں اور زمین کا رَبِّ الۡعَرۡشِ جو عرش عظیم کا بھی رب ہے وہ پاک اور منزہ ہے عَمَّا یَصِفُوۡنَ ان چیزوں سے جن کو یہ بیان کرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور کوئی کہتا ہے عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں، کوئی کہتا ہے فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔

فَذَرۡهُمۡ یَخُوۡضُوۡا پس ان کو چھوڑ دیں گھسے رہیں یہ باطل چیزوں میں۔ شرکیہ اور کفریہ عقائد میں یہ پھنسے رہیں

وَيَلۡعَبُوۡا اور کھیل کود میں لگے رہیں حَتّٰى يُلٰقُوۡا يَوۡمَهُمُ الَّذِىۡ يُوۡعَدُوۡنَ یہاں تک کہ یہ ملیں اپنے اس دن سے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے، قیامت کا دن۔ جب یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوں گے اور اپنے عقیدہ اور عمل کا جواب دیں گے اور انھیں اپنے اعمال کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا بیان:

وَهُوَ الَّذِىۡ فِى السَّمَآءِ اِلٰـهٌ وَّفِى الۡاَرۡضِ اِلٰـهٌ ؕ اور وہی ذات ہے جو آسمانوں میں بھی معبود ہے اور زمین میں بھی معبود ہے۔ اس کے سوا نہ کوئی آسمانوں میں معبود ہے اور نہ زمین میں معبود ہے آسمانوں میں فرشتے ہیں، چاند، سورج، ستارے ہیں مگر ان میں کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ زمین میں انسان ہیں، جنات ہیں، چرند، پرند ہیں، شجر حجر ہیں، مگر کوئی بھی ان میں عبادت کا مستحق نہیں ہے۔ یہ سب مخلوق ہیں۔ عبادت کے لائق صرف خالق ہے وہ وحدہ لاشریک ہے اس کے سوا عبادت کے کوئی لائق نہیں ہو وَهُوَ الۡحَكِيۡمُ الۡعَلِيۡمُ اور وہ حکیم بھی ہے اور علیم بھی ہے اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے وَتَبٰرَكَ الَّذِىۡ اور بڑی بابرکت ہے وہ ذات لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ جس کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی وَمَا بَيۡنَهُمَا ۚ اور جو کچھ زمین اور آسمان کے درمیان ہے۔ وہاں بھی بادشاہی اللہ تعالیٰ کی ہے جس میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

وَعِنۡدَهٗ عِلۡمُ السَّاعَةِ ۚ اور اسی کے پاس ہے قیامت کا علم کہ وہ کب آئے گی؟ اللہ تعالیٰ کے سوا قیامت کا وقت کوئی نہیں جانتا۔ وَاِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے اور حساب کتاب ہوگا۔

قیامت والے دن اللہ کے ہاں سفارش کون کر سکے گا؟

وَلَا يَمۡلِكُ الَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهِ الشَّفَاعَةَ اور نہیں اختیار ہوگا ان کو جن کو یہ اللہ تعالیٰ سے نیچے پکارتے ہیں سفارش کا۔ جن کو مشرک لوگ اپنی حاجتوں میں پکارتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ قیامت والے دن سفارش کر کے انہیں چھڑا لیں گے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کو سفارش کا کوئی اختیار نہیں ہوگا۔

اِلَّا مَنۡ شَهِدَ بِالۡحَـقِّ مگر وہ جس نے گواہی دی حق کی۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دی کلمہ توحید کو قبول کیا وَهُمۡ يَعۡلَمُوۡنَ اور وہ جانتے ہیں کہ کن لوگوں کے حق میں سفارش کی جا سکتی ہے۔ کافر مشرک سفارش کے اہل ہی نہیں ہیں۔

انبیائے کرام علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین، سفارش کے اہل ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ایسے لوگوں کی سفارش کریں گے جن کا خاتمہ کلمہ توحید پر ہوا ہوگا۔ کسی کافر مشرک یا منافق کے حق میں یہ حضرات بھی سفارش نہیں کر سکیں گے۔

مشرکین اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا خالق مانتے تھے:

وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَهُمۡ اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے لَیَقُوۡلُنَّ اللّٰهُ تو ضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ مشرک اس بات کے قائل تھے کہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ سورۃ زمر آیت نمبر ۳۸ میں ہے ولئن سالتهم من خلق السموت والارض لیقولن الله " اگر آپ ﷺ ان مشرکوں سے پوچھیں کس نے بنائے آسمان اور زمین تو ضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ نے۔" تو مشرک اللہ تعالیٰ کو زمینوں، آسمانوں، چاند، سورج، ستاروں کا خالق مانتے تھے تو اور عقل سے پیدل لوگوں جب خالق، مالک ہر چیز کا اللہ تعالیٰ ہے تو حاجت روا، مشکل کشا دوسرے کس طرح بن گئے؟ عبادت کے لائق دوسرے کس طرح بن گئے؟

فَاَنّٰی یُؤۡفَكُوۡنَ تو یہ لوگ کدھر پھرے جاتے ہیں یہ کس اندھیرے میں ٹکریں مار رہے ہیں؟ جب خالق اللہ تعالیٰ ہے تو نظام چلانے والا بھی وہی، عبادت کے لائق بھی صرف وہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اپنے بندے کو تسلی:

وَقِیۡلِهٖ اور قسم ہے نبی ﷺ کی اس بات کی یٰرَبِّ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوۡمٌ لَّا یُؤۡمِنُوۡنَ اے میرے پروردگار! یہ لوگ ایمان نہیں لاتے میں نے پوری کوشش کی ہے۔ میں نے ان کو مختلف طریقوں سے اور مثالوں سے سمجھایا ہے مگر ان پر ذرہ بھر بھی اثر نہیں ہوا یہ ایمان نہیں لاتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تسلی دی ہے آپ ﷺ ان کفار و مشرکین کی باتوں کو خاطر میں نہ لائیں بلکہ فَاصۡفَحۡ عَنۡهُمۡ پس درگزر کریں ان سے آپ ﷺ ان کی حرکتوں سے پریشان نہ ہو۔ آپ ﷺ ان سے درگزر کریں، ان سے اعرض کریں وَقُلۡ سَلٰمٌ ؕ اور ان کو سلام کہہ کر الگ ہو جائیں۔ اسے سلام متارکت کہتے ہیں۔ جب تم کسی طرح نہیں مانتے تو پھر ہم تمہارے ساتھ جھگڑا نہیں کریں گے بلکہ علیحدگی اختیار کر لیں گے۔ تم اپنا کام کرتے رہو اور ہم اپنا کام جاری رکھیں گے۔ مگر ایک بات یاد رکھو! فَسَوۡفَ یَعۡلَمُوۡنَ پس عنقریب یہ جان لیں گے۔ ان کفار و مشرکین کو معلوم ہو جائے گا کہ حقیقت کیا ہے۔ بعض نتائج تو دنیا میں سامنے آجائیں گے اور حتمی فیصلہ آخرت میں ہوگا۔

سُوۡرَۃُ الدُّخَانِ مَکِّیَّۃٌ

اس سورت کا نام ''الدخان'' ہے جس کے معنی ''دھواں'' ہوتے ہیں جس کا ذکر اس سورت کی آیت نمبر ۱۰ میں آ بھی رہا ہے۔ یہ سورت مکی ہے ترتیب قرآنی کے مطابق اس کا نمبر چوالیس (۴۴) ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق چونسٹھ (۶۴) نمبر ہے یعنی اس سے قبل تریسٹھ (۶۳) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس کی آیات کی تعداد اُنسٹھ (۵۹) ہے۔ اور رکوع کی تعداد تین (۳) ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

مع ۱۲ حٰمٓ ۚ﴿1﴾ وَالۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ۙ﴿2﴾ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ

حٰمٓ قسم ہے کتاب کی جو کھول کر بیان کرنے والی ہے۔ بیشک ہم نے نازل کیا ہے اس کتاب کو برکت والی رات میں

اِنَّا کُنَّا مُنۡذِرِیۡنَ ﴿3﴾ فِیۡہَا یُفۡرَقُ کُلُّ اَمۡرٍ حَکِیۡمٍ ۙ﴿4﴾ اَمۡرًا مِّنۡ عِنۡدِنَا ؕ اِنَّا کُنَّا

بیشک ہم ڈرانے والے ہیں۔ اس رات میں جدا کیا جاتا ہے ہر معاملہ حکمت والا، معاملہ ہماری طرف سے بیشک ہم

مُرۡسِلِیۡنَ ۚ﴿5﴾ رَحۡمَۃً مِّنۡ رَّبِّکَ ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ۙ﴿6﴾ رَبِّ السَّمٰوٰتِ

بھیجنے والے ہیں۔ رحمت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف سے بیشک وہی سننے والا جاننے والا ہے۔ رب ہے آسمانوں کا

وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَیۡنَہُمَا ۘ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّوۡقِنِیۡنَ ﴿7﴾ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ یُحۡیٖ وَیُمِیۡتُ ؕ

اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر ہو تم یقین کرنے والے نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے

رَبُّکُمۡ وَرَبُّ اٰبَآئِکُمُ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿8﴾ بَلۡ ہُمۡ فِیۡ شَکٍّ یَّلۡعَبُوۡنَ ﴿9﴾ فَارۡتَقِبۡ

وہ تمہارا رب ہے اور رب ہے تمہارے پہلے آباؤ اجداد کا۔ بلکہ یہ لوگ شک میں کھیل رہے ہیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتظار کریں

یَوۡمَ تَاۡتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیۡنٍ ﴿10﴾ یَّغۡشَی النَّاسَ ؕ ہٰذَا عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿11﴾ رَبَّنَا

اس دن کا لائے گا آسمان دھواں کھلا، ڈھانپ لے گا لوگوں کو یہ عذاب ہے دردناک، (کہیں گے) اے ہمارے رب

اکۡشِفۡ عَنَّا الۡعَذَابَ اِنَّا مُؤۡمِنُوۡنَ ﴿12﴾ اَنّٰی لَہُمُ الذِّکۡرٰی وَقَدۡ

دور کر دے ہم سے عذاب کو بیشک ہم ایمان لانے والے ہیں۔ کیوں کر ہوگا اس کے لیے نصیحت حاصل کرنا اور تحقیق آ چکا ان

جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿13﴾ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ

کے پاس رسول ﷺ کھول کر بیان کرنے والے۔ پھر روگردانی کی انھوں نے ان سے اور کہا یہ (نعوذ باللہ) سکھائے ہوئے

مَّجْنُوْنٌ ﴿14﴾ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ ﴿15﴾

ہیں۔ دیوانے ہیں۔ بیشک ہم دور کرنے والے ہیں عذاب کو تھوڑی مدت تک بیشک تم پھر کفر کی طرف لوٹنے والے ہو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يُفْرَقُ: جدا کیا جاتا ہے، فَارْتَقِبْ: (پس) آپ ﷺ انتظار کیجیے، اِكْشِفْ: دور فرمادے، مُعَلَّمٌ: سکھایا ہوا، كَاشِفُوْا: ہٹانے والے، عَآئِدُوْنَ: لوٹنے والے۔

ربط:

تفسیر سبق الغایات میں یہ ربط تحریر کیا گیا ہے کہ سابقہ سورت یعنی سورۂ زخرف کے آخر میں توحید کا بیان تھا "وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ الخ" یعنی اور وہی ذات ہے جو آسمانوں میں بھی معبود ہے اور زمین میں بھی معبود ہے اور یہاں فرمایا جارہا ہے۔ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا یعنی ربّ ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ بھی ان کے درمیان ہے۔

تفسیری نکات: لیلۃ المبارکہ سے کون سی رات مراد ہے؟

حٰمٓ کے متعلق بات پہلے گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں کے طرف اشارہ ہے۔ ح سے مراد حمید ہے اور م سے مراد مجید ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفت اور بزرگی سب سے زیادہ ہے۔ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ واؤ قسمیہ ہے۔ معنی ہوگا قسم ہے اس کتاب کی جو کھول کر بیان کرتی ہے۔ کتاب سے مراد قرآن کریم ہے۔ اس میں توحید کے مسائل کھول کر بیان کیے گئے ہیں شرک کا کھلے لفظوں میں ردّ کیا گیا ہے۔ عبادات اور دیگر مسائل کھول کر بڑی وضاحت کے ساتھ خوب بیان ہوئے ہیں۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ بے شک ہم نے اس کو اتارا ہے برکت والی رات میں روح المعانی، تفسیر ابن کثیر، معالم التنزیل اور تفسیر خازن وغیرہ تفاسیر میں اس بات پر بڑی تفصیلی بحث کی گئی ہے کہ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ سے کون سی رات مراد ہے تو ان حضرات کے مطابق اس سے لیلۃ القدر مراد ہے جو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہوتی ہے اور جس کا ذکر سورۃ القدر میں اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فرما کر کیا بھی جارہا ہے یعنی ہم نے اس قرآن کو لیلۃ القدر میں نازل فرمایا ہے۔

جب کہ بعض مفسرین کے خیال میں "لیلۃ مبارکہ" سے "شب براءت" یعنی پندرویں شعبان کی رات مراد ہے جس کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ اس رات میں اُس سال جس قدر کام ہونے ہوتے ہیں مثلاً کس نے مرنا ہے کس نے پیدا ہونا ہے رزق کس کو کس قدر ملتا ہے غرض ان تمام اہم امور کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اب ان دونوں اقوال میں باہم تطبیق

کیسے کی جائے تو علامہ آلوسی رحمہ اللہ اور علامہ عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نازل کرنے کا فیصلہ تو پندرویں شعبان کو کیا گیا اور قرآن کا نزول لیلۃ القدر میں ہوا۔

اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ بیشک ہم ڈرانے والے ہیں نافرمانوں کو دنیا کے عذاب سے بھی اور آخرت کے عذاب سے بھی۔ اس کے لیے ہم نے پیغمبر بھیجے، کتابیں نازل کیں فِيْهَا يُفْرَقُ اس رات میں جدا کیا جاتا ہے بکھیرا جاتا ہے كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ہر معاملہ حکمت والا تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا " اللہ تعالیٰ کے فرشتے اترتے ہیں لیلۃ القدر کو اور روح بھی۔" روح سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ اور فرشتوں کے ساتھ حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی اترتے ہیں۔ جہاں کہیں کوئی عبادت میں مصروف ہوتا ہے اس کو سلام کہتے ہیں۔ آناً فاناً دنیا میں گھوم جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں بکھیرتے ہوئے چلے جاتے ہیں اور سلامتی اترتی ہے هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ طلوع فجر تک۔

پیغمبروں کا تشریف لانا اللہ کی رحمت اور نعمت ہے:

اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ۭ یہ معاملے ہماری طرف سے ہوتے ہیں۔ ان میں کسی کا کوئی دخل نہیں ہے اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ بیشک ہم رسول بنا کر بھیجنے والے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک پہلے پیغمبر گزرے آخر میں تمام پیغمبروں کے امام اور سردار صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے بھیجے اور کتاب مبین بھیجی۔ یہ پیغمبروں کو بھیجنا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی رحمت ہے۔ اللہ تعالیٰ مجبور نہیں۔ اگر وہ کوئی پیغمبر نہ بھیجتا کوئی کتاب نہ نازل کرتا اس کو کوئی نہیں پوچھ سکتا تھا۔ زمین آسمان اور جو کچھ اس نے بنایا ہے اپنی مرضی اور اختیار سے بنایا ہے اس پر کوئی جبر نہیں تھا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ بیشک وہی ہے سننے والا سب باتوں کو قریب کی ہوں یا دور کی، آہستہ ہوں یا اونچی ہوں۔ اور جانتا ہے سب کے حالات اور نیتوں کو رَبِّ السَّمٰوٰتِ وہ رب ہے آسمانوں کا۔ آسمانوں میں جو مخلوق ہے فرشتے وغیرہ سب کی تربیت کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ فرشتوں کے علاوہ بیشمار مخلوق ہے جس کو ہم نہیں جانتے ہیں وَالْاَرْضِ اور زمین کا رب ہے۔ زمین میں جو مخلوق ہے انسان ہیں، جنات ہیں، حیوانات، کیڑے مکوڑے، ان سب کا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ سمندر میں بیشمار مخلوق ہے ساری مخلوق کو جاننے والا، پیدا کرنے والا، پالنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اس کے سوا اور کوئی پالنے والا نہیں ہے وَمَا بَيْنَهُمَا ۘ اور جو کچھ زمین اور آسمان کے درمیان ہے، فضا ہے، خلا ہے، یہ پرندے جو ہمارے سروں پر کافی، کافی دیر تک پر پھیلا کر اڑتے رہتے ہیں، ان کی الگ دنیا ہے۔ ان سب چیزوں کا رب اللہ تعالیٰ ہے۔

اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ اگر تم یقین کرنے والے ہو۔ جب ہر چیز کا رب وہی ہے تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق مگر وہی اللہ تعالیٰ۔ اس کے سوا نہ کوئی حاجت روا ہے، نہ مشکل کشا ہے، نہ کوئی فریادرس، نہ دست گیر، نہ کوئی نذر و نیاز کے لائق ہے، نہ کوئی پکارنے کے قابل ہے یہ ساری صفتیں صرف اللہ تعالیٰ کی ہیں يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے۔

رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ وہ تمہارا بھی رب ہے اور جو تمہارے آباؤ اجداد پہلے گزرے ہیں ان کا بھی رب ہے۔ اگر کوئی آدمی رب کا مفہوم سمجھ لے تو ان شاء اللہ تعالیٰ شرک کے قریب بھی نہیں جائے گا۔ رب کا معنی ہے پالنے والا۔ تو تربیت کے سلسلے میں جتنی چیزوں کی ضرورت ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ مثلاً: جان دار چیز کو مزاج کے موافق غذا کی ضرورت ہے، ہوا کی ضرورت ہے، پانی کی ضرورت ہے، لباس کی ضرورت ہے، رہائش کے لیے مکان کی ضرورت ہے یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ یہ ساری ضروریات پوری کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

دخان مبین سے کیا مراد ہے؟

بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ بلکہ یہ لوگ شک میں کھیل رہے ہیں۔ قرآن پاک کے متعلق شک ہے، نبی کریم ﷺ کے متعلق شک ہے، قیامت کے بارے میں شک ہے، حالانکہ قرآن محکم ہے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت حق ہے، قیامت حق ہے ان چیزوں میں کسی شک شبے کی گنجائش نہیں ہے فَارْتَقِبْ پس آپ انتظار کریں يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ اس دن کا جس دن لائے گا آسمان دھواں کھلا، واضح يَّغْشَى النَّاسَ ڈھانپ لے گا لوگوں کو هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ یہ عذاب ہے دردناک۔

اس کی دو تفسیریں کی گئی ہیں اور دونوں بخاری شریف میں موجود ہیں۔ ایک عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے اور میں کہتا ہوں کہ دونوں تفسیریں صحیح ہیں۔

(اوّل) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ یہ تفسیر کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے جب اہل مکہ کے سامنے اللہ کا دین پیش کیا انہوں نے نہ مانا آپ ﷺ نے ان کیلئے بددعا کی کہ پروردگار ان پر ایسے سال مسلط کر دے جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے زمانے میں قحط سالی کے سال اقوام عالم پر مسلط کیے تھے تو مکہ والوں پر ایسی بھوک مسلط ہوئی "حَتّٰى اَكَلُوا الْمَيْتَةَ وَالْجُلُوْدَ وَالْعِظَامَ یعنی اس قحط سالی کی وجہ سے وہ مردار کھانے پر مجبور ہو گئے اور جب اٹھتے تھے تو سامنے دھواں ہی دھواں ہوتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس دھواں سے یہ مراد ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک دھواں ہے جیسا کہ دجال کا خروج، عیسیٰ علیہ السلام کا نزول یاجوج ماجوج کا خروج وغیرہ نشانیوں میں سے ہیں اسی طرح یہ دخان بھی ہے جیسا احادیث کی کتابوں میں تفصیل موجود ہے۔

تو فرمایا کہ انتظار کریں اس دن کا جس دن لائے گا آسمان دھواں واضح جو چھا جائے گا لوگوں پر۔ وہ دردناک عذاب ہے اس وقت لوگ دعائیں کریں گے رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اے ہمارے رب دور کر دے ہم سے عذاب اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ بیشک ہم ایمان لانے والے ہیں اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى کیوں کر ہو گا ان کے لیے نصیحت حاصل کرنا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کفار مکہ کا ایک الزام:

وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ اور تحقیق آچکے مکہ والوں کے پاس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کھول کر بیان کرنے والے ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ پھر انھوں نے اعراض کیا ان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے، نہ مانا وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ اور کہنے لگے یہ معلم ہیں لوگ ان کو سکھاتے ہیں۔ چودھویں پارے میں ہے یعلمه بشر کہ کفار مکہ کہتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک انسان سکھاتا ہے، تعلیم دیتا ہے۔ ایک غلام تھا رومی جس کا نام جبر تھا اور بعض نے عائش اور بعض نے یسار لکھا ہے۔ اس بے چارے کا کوئی وارث نہیں تھا۔ جب وہ بیمار ہوتا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تیمارداری کرتے تھے، اپنی توفیق کے مطابق کھانا وغیرہ دیتے تھے۔ تو مکہ والوں نے یہ الزام لگا دیا کہ یہ عیش نامی غلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چودھویں پارے میں اس کا رد فرمایا کہ لسان الذی یلحدون الیه اعجمی وهذا لسان عربی مبین (النحل: ۱۰۳) جس کی طرف نسبت کرتے ہیں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استاد ہے وہ بے چارہ تو عربی ہی نہیں جانتا اس کی زبان تو عجمی ہے، رومی ہے۔ ٹوٹے پھوٹے عربی کے جملے بولتا تھا۔ اور یہ قرآن تو فصیح و بلیغ عربی میں ہے۔ یہ عجمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے سکھا سکتا ہے۔ الزام کی کچھ نہ کچھ مناسبت تو ہونی چاہیے۔ مگر شوشے چھوڑنے والے شوشہ چھوڑ دیتے ہیں۔

تو کہنے لگے معلم ہے، سکھایا ہوا ہے مَّجْنُوْنٌ دیوانہ ہے، معاذ اللہ تعالیٰ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں نے دیوانہ بھی کہا، شاعر اور ساحر بھی کہا، مسحور بھی کہا، کذاب بھی کہا، بہت کچھ کہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کیا۔ فرمایا اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا بیشک ہم کھولنے والے ہیں عذاب کو تھوڑی مدت تک، دور کرنے والے ہیں عذاب کو تھوڑی مدت تک۔ یہ عذاب تو دور ہو جائے گا مگر کوئی اور عذاب نازل ہو جائے گا، عذاب سے چھٹکارا نہیں ہے۔ اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ بیشک تم اے مشرکو! کفر، شرک کی طرف لوٹنے والے ہو۔ تم اس قدر ضدی اور ہٹ دھرم ہو کہ کفر و شرک کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں۔

يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ﴿16﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ

جس دن ہم پکڑیں گے پکڑ بڑی بیشک ہم انتقام لینے والے ہیں۔ اور البتہ تحقیق ہم نے آزمایا ان سے پہلے فرعون کی قوم کو

وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ﴿17﴾ اَنْ اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ

اور آیا ان کے پاس رسول عزت والے، یہ کہ حوالے کرو میرے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو بیشک میں تمہارے لیے رسول ہوں

اَمِيْنٌ ﴿18﴾ وَّاَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنِّيْٓ اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿19﴾ وَاِنِّيْ عُذْتُ

امانت دار، اور یہ کہ نہ سرکشی کرو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں بیشک میں لایا ہوں تمہارے پاس کھلی دلیل، اور بیشک میں پناہ لیتا

بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ﴿20﴾ وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ ﴿21﴾ فَدَعَا

ہوں اپنے رب کی اور تمہارے رب کی کہ تم مجھے سنگسار کرو۔ اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے پس مجھ سے الگ رہو۔ پس پکارا

رَبَّهٗۤ اَنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ﴿22﴾ فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ لَیْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿23﴾

موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کو بیشک یہ قوم مجرم ہیں۔ پس لے کر چلیں میرے بندوں کو رات کو بیشک تمہارا پیچھا کیا جائے گا۔

وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ؕ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ﴿24﴾ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ﴿25﴾ وَّزُرُوْعٍ

اور چھوڑ دے سمندر کو رکا ہوا بیشک وہ ایک لشکر ہے جو غرق کیا جائے گا۔ کتنے چھوڑے انھوں نے باغات اور چشمے، اور کھیتیاں

وَّمَقَامٍ كَرِیْمٍ ﴿26﴾ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِیْهَا فٰكِهِیْنَ ﴿27﴾ كَذٰلِكَ ۫ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِیْنَ ﴿28﴾

اور عمدہ مقام، اور خوشی کی چیزیں جن میں وہ آسودہ حال تھے۔ اسی طرح ہوا اور ہم نے وارث بنا دیا ان چیزوں کا دوسری قوم کو،

فَمَا بَكَتْ عَلَیْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِیْنَ ﴿29﴾ ع ۱۲/۲۱

پس نہ رویا ان پر آسمان اور زمین اور نہ ہوئے وہ مہلت دیئے ہوؤں میں سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

نَبْطِشُ: ہم پکڑیں گے، اَلْبَطْشَةَ: پکڑ، اَدُّوْا: حوالے کرو، اٰتِیْكُمْ (ب): لاتا ہوں تمہارے پاس، تَرْجُمُوْنِ: تم سنگسار کردو مجھے، فَاعْتَزِلُوْنِ: تم الگ رہو مجھ سے، وَاتْرُكِ: (اور) چھوڑ دو، رَهْوًا: سکون کی حالت میں، نَعْمَةٍ: آرام کے سامان، فٰكِهِیْنَ: خوش رہنے والے، فَمَا بَكَتْ: (پس) نہ روئی۔

ربط:

سابقہ آیات میں آپ نے پڑھا کہ اہل مکہ کی نافرمانی اور بداعمالیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر سات سال تک قحط مسلط کیسے رکھا لیکن انہوں نے اطاعت الٰہی نہ کی اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ ان کو فرما رہا ہے کہ پھر انتظار کرو اس دن کا جس دن ہم تمہیں زبردست طریقے پر پکڑیں گے اور اس سے مراد غزوہ بدر ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کردہ حدیث کے مطابق یہ قرب قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یعنی دخان ہوگا۔ مگر اس واضح نشانی کے باوجود کافر عبرت نہ پکڑیں گے تو پھر ان کو قیامت کا جھٹکا آ پکڑے گا۔

تفسیری نکات: اللہ کی پکڑ میں کفار آئیں گے:

یَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰی ۚ جس دن ہم پکڑیں گے بڑی پکڑ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ بے شک ہم انتقام لینے والے ہیں۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ اَلْبَطْشَةَ الْكُبْرٰی کی تفسیر بدر کا واقعہ ہے۔ ہجرت کا دوسرا سال تھا، سترہ رمضان المبارک جمعہ کا دن تھا، کافر مشرک ایک ہزار کی تعداد میں تھے۔ مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیادت فرما رہے تھے۔ آٹھ تلواروں کا ایک ہزار تلوار کے ساتھ مقابلہ تھا۔ تین سو تیرہ کے مقابلے میں ایک ہزار آدمی تھے۔ عالم اسباب میں کوئی مقابلہ ہی نہیں تھا مگر اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ اس دن کا انتظار کرو جس دن ہم پکڑیں

گے بڑی پکڑ۔ بڑے بڑے ستر کافر مارے گئے، ستر گرفتار ہوئے باقیوں کو بھاگنے کا رستہ نہ ملا۔ پہلے اللہ تعالیٰ نے ان پر قحط مسلط کیا، انھوں نے نہ مانا۔ بدر میں ان کو بڑی بری شکست ہوئی مگر کفار مکہ نہ مانے۔ اب آگے اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا تذکرہ فرماتے ہیں کہ ان کو بھی ایسے ہٹ دھرم اور سرکش لوگوں سے پالا پڑا تھا۔

فرعون کی سرکشی پر اللہ تعالیٰ کی پکڑ:

وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ اور البتہ تحقیق ہم نے آزمایا ان سے پہلے فرعون کی قوم کو وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ اور آئے ان کے پاس رسول بڑی عزت والے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ فرعون نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا تھا۔ سخت سے سخت کام کی بیگار ان سے لیتا تھا، پیسے نہیں دیتا تھا اور یہی کام اس کے کارندوں کا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے دربار میں دو مطالبے رکھے۔

اَنْ اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ؕ یہ کہ حوالے کرو میرے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ بیشک میں تمہارے لیے رسول ہوں امانت دار۔ جو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے وہی پہنچاتا ہوں اپنی طرف سے کمی بیشی نہیں کرتا۔

اس آیت کریمہ کی دوسری تفسیر اس طرح کرتے ہیں کہ ان ادوا الی عباد اللہ اے اللہ کے بندو! جو میں تم سے کہتا ہوں اس کو ادا کرو۔ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے احکام کی ادائیگی کا حکم دیتا ہوں کہ توحید مان لو، رسالت قبول کر لو، قیامت کو حق مانو اور جو تمہارے ذمے عبادات ہیں ان کو قبول کرو۔ میں تمہارے لیے رسول امین ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے امانت داری کے ساتھ پہنچاتا ہوں۔ اور اے فرعونیو! وَّاَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ ۚ اور یہ کہ سرکشی نہ کرو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں۔ یعنی نافرمانی نہ کرو اِنِّيْٓ اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ بیشک میں لایا ہوں تمہارے پاس کھلی دلیل۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نو نشانیاں عطا فرمائی تھیں جن کا ذکر قرآن کریم میں ہے ان میں سے ایک لاٹھی کا سانپ بن جانا، گریبان میں ہاتھ ڈال کر نکالتے تھے تو سورج کی طرح چمکتا تھا۔ یہ نشانیاں دیکھنے کے باوجود فرعون، ہامان نے اور ان کی فوج نے موسیٰ علیہ السلام کو دھمکی دی کہ اپنی اس تبلیغ سے باز آجاؤ ورنہ ہم تمہیں پتھروں سے سنگسار کریں گے۔

اس دھمکی کا جواب دیتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وَاِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اور بیشک میں پناہ لیتا ہوں اپنے رب کی اور تمہارے رب کی اَنْ تَرْجُمُوْنِ اس بات کی کہ تم مجھے رجم کرو۔ رجم کا معنی ہوتا ہے کہ پتھر مار مار کر ختم کر دینا۔

وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے فَاعْتَزِلُوْنِ تو مجھ سے کنارہ کشی کرو، الگ ہو جاؤ۔ میں نے تمہارے ساتھ لڑائی جھگڑا تو کرنا نہیں۔ میں نے بات تم کو سمجھا دی ہے اگر یہ بات تمہیں ہضم نہیں ہوتی تو الگ رہو یہ دھمکیاں دینے کا کیا معنی ہے کہ ہم تمہیں رجم کر دیں گے۔ جب فرعون کے ظلم کی حد ہو گئی فَدَعَا رَبَّهٗٓ تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا اپنے رب سے دعا کی۔ اَنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ بیشک یہ قوم مجرم ہے۔ میں نے ان کو حق کی بات کہی ان

کو نشانیاں بھی دکھائیں جو آپ نے میرے ہاتھ پر ظاہر فرمائیں مگر یہ کوئی بات ماننے کے قریب نہیں آئے۔ الٹا زیادتیاں کیں، ظلم کیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا فَاَسْرِ بِعِبَادِيْ لَيْلًا پس لے جاؤ میرے بندوں کو رات کو اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ بیشک تمہارا پیچھا کیا جائے گا۔ حکم یہ ہوا کہ ان کو یہ پروگرام بتا دو کہ تمہیں یہاں سے ہجرت کرنا ہے۔ ارض مقدس شام کے علاقے میں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خفیہ طور پر سارا پروگرام اپنی قوم کو بتا دیا کہ فلاں رات کو ہمیں یہاں سے چلے جانا ہے اپنا ضروری سامان تیار کر لو باقی تمہارا انتظام اللہ تعالیٰ خود کریں گے۔ پس فرعون اور اس کے لشکر نے حضرت موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام اور بنی اسرائیل کا پیچھا کیا اور اللہ تعالیٰ نے سمندر کے پانی کو روک کر بنی اسرائیل کے لیے تو نکلنے کا راستہ بنا دیا اور فرعون اور اس کی جماعت کو غرق کر دیا۔

وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۖ اور چھوڑ دے سمندر کو رکا ہو۔ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ بیشک وہ لشکر ہے جو غرق کیا جائے گا۔ فرمایا كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ کتنے ہی چھوڑے انھوں نے باغات وَّعُيُوْنٍ اور چشمے وَّزُرُوْعٍ اور کھیتیاں چھوڑیں وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ اور عمدہ مقام۔ کوٹھیاں اور بڑی بڑی بلڈنگیں چھوڑیں جن میں قالین بچھے ہوئے تھے اور بڑے آسائش کے سامان تھے وہ سب چھوڑ گئے۔ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ اور خوشی کی چیزیں اور نعمتیں جن میں وہ آسودہ حال تھے۔ وہ سب چیزیں پیچھے رہ گئیں اور وہ سیدھے جہنم میں پہنچ گئے كَذٰلِكَ اسی طرح ہوا کہ ہم نے فرعون اور اس کی قوم کو بحر قلزم میں غرق کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو نجات دی وَاَوْرَثْنٰهَا اور ہم نے وارث بنایا ان چیزوں کا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ دوسری قوم کو۔ مفسرین کرام رحمہم اللہ کا اختلاف ہے کہ دوسری قوم سے مراد کون ہیں؟

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل جب سمندر پار کر کے دوسری طرف پہنچے اور ان کو یقین ہو گیا کہ فرعون تباہ ہو گیا ہے اور اس کی فوجیں بھی تباہ ہو گئی ہیں تو کچھ لوگ ان میں سے واپس مصر چلے گئے۔ اور سورۃ الشعراء آیت نمبر ۵۹ میں آتا ہے وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ "اور ہم نے وارث بنایا بنی اسرائیل کو" کچھ واپس چلے گئے اور باقی وہیں رہے۔

دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ فوری طور پر بنی اسرائیل وارث نہیں بنے کچھ عرصہ کے بعد بنے۔ فوری طور پر فرعون کے تباہ ہونے کے بعد وہاں کے دوسرے لوگوں نے قبضہ کر لیا۔ بعد میں یہ زمین اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو دے دی۔

زمین و آسمان کب روتے ہیں؟

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ پس نہ رویا ان پر آسمان اور نہ زمین فرعونیوں کے تباہ ہونے پر۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت کوئی مومن فوت ہوتا ہے تو اس پر آسمان اور زمین روتی ہے۔ زمین کے رونے کی وجہ وہ جگہ ہے جہاں وہ نماز پڑھتا تھا، اٹھتا، بیٹھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والا بندہ جب فوت ہو جاتا ہے تو آسمان کے دو دروازے بھی روتے ہیں۔ ایک وہ دروازہ جس سے اس کے نیک اعمال اوپر

جاتے ہیں۔ اب وہ بند ہو گیا۔ اور دوسرا وہ کہ جس سے اس پر رب کی رحمتیں اور رزق نازل ہوتا تھا۔ تو مومن جب فوت ہوتا ہے زمین بھی روتی ہے، آسمان بھی روتا ہے۔ اور فرعونیوں کے مرنے پر نہ زمین روئی نہ آسمان رویا وَمَا كَانُوۡا مُنۡظَرِيۡنَ اور نہ ہوئے وہ مہلت دیئے ہوئے لوگوں میں سے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب اور گرفت آئی تو ان کو مہلت نہ ملی فوراً اللہ تعالیٰ کے عذاب کا شکار ہو گئے۔

وَلَقَدۡ نَجَّيۡنَا بَنِيۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ مِنَ الۡعَذَابِ الۡمُهِيۡنِ ۝٣٠ مِنۡ فِرۡعَوۡنَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا

اور البتہ تحقیق ہم نے بنی اسرائیل کو نجات دی، ایسے عذاب سے جو توہین کرتا تھا، فرعون کی طرف سے بیشک وہ فرعون سرکش تھا

مِّنَ الۡمُسۡرِفِيۡنَ ۝٣١ وَلَقَدِ اخۡتَرۡنٰهُمۡ عَلٰى عِلۡمٍ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ۝٣٢ وَاٰتَيۡنٰهُمۡ مِّنَ الۡاٰيٰتِ

حد سے گزرنے والا۔ اور البتہ تحقیق ہم نے چنا بنی اسرائیل کو علم کی بنیاد پر جہان والوں پر۔ اور دی ہم نے ان کو نشانیاں

مَا فِيۡهِ بَلٰٓـؤٌا مُّبِيۡنٌ ۝٣٣ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوۡلُوۡنَ ۝٣٤ اِنۡ هِىَ اِلَّا مَوۡتَتُنَا الۡاُوۡلٰى وَمَا نَحۡنُ

جن میں انعام اور احسان تھا کھلا۔ بیشک یہ مکہ والے البتہ کہتے ہیں۔ نہیں ہے یہ مگر ہماری پہلی ہی موت اور ہم نہیں اٹھائے

بِمُنۡشَرِيۡنَ ۝٣٥ فَاۡتُوۡا بِاٰبَآئِنَاۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ۝٣٦ اَهُمۡ خَيۡرٌ اَمۡ قَوۡمُ تُبَّعٍ ۙ وَّالَّذِيۡنَ

جائیں گے۔ پس لے آؤ تم ہمارے باپ دادوں کو اگر تم سچے ہو۔ کیا یہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم اور وہ جو ان سے پہلے گزرے ہیں

مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ اَهۡلَكۡنٰهُمۡ ۖ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا مُجۡرِمِيۡنَ ۝٣٧ وَمَا خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ

ہم نے ان کو ہلاک کیا بیشک وہ مجرم تھے۔ اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے

وَمَا بَيۡنَهُمَا لٰعِبِيۡنَ ۝٣٨ مَا خَلَقۡنٰهُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۝٣٩ اِنَّ

کھیلتے ہوئے۔ نہیں پیدا کیا ہم نے ان کو مگر حق کے ساتھ لیکن اکثر ان کے نہیں جانتے، بیشک

يَوۡمَ الۡفَصۡلِ مِيۡقَاتُهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ۝٤٠ يَوۡمَ لَا يُغۡنِىۡ مَوۡلًى عَنۡ مَّوۡلًى شَيۡـًٔا

فیصلے کا دن ان کا مقرر وقت ہے سب کا اس دن، نہیں کفایت کرے گا کوئی دوست کسی دوست سے کچھ بھی

وَّلَا هُمۡ يُنۡصَرُوۡنَ ۝٤١ اِلَّا مَنۡ رَّحِمَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡعَزِيۡزُ الرَّحِيۡمُ ۝٤٢ ع ٢ ١٣ ١٥ منزل ٦

اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔ مگر وہ جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے بیشک وہ غالب ہے مہربان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

عَالِيًا: سرکش، اِخۡتَرۡنٰهُمۡ: ہم نے فوقیت دی انہیں، بِمُنۡشَرِيۡنَ: اٹھائے جانے والے، تُبَّعٍ: شاہان یمن کا لقب، مَا خَلَقۡنٰهُمَاۤ: ہم نے پیدا نہیں کیا ان دونوں کو، مِيۡقَاتُهُمۡ: ان کا مقررہ وقت۔

ربط:

سابقہ آیات سے حضرت موسیٰ علیہ السلام، فرعون اور بنی اسرائیل کا تذکرہ ہورہا تھا اب بھی اُسی سلسلے کی بات ہورہی ہے۔

تفسیری نکات: فرعون بنی اسرائیل سے توہین آمیز سلوک کرتا تھا:

وَلَقَدۡ نَجَّیۡنَا اور البتہ تحقیق ہم نے نجات دی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ بنی اسرائیل کو مِنَ الۡعَذَابِ الۡمُهِیۡنِ ایسے عذاب سے جوان کو اذیت پہنچاتا تھا۔ وہ عذاب جو مِنۡ فِرۡعَوۡنَ، فرعون کی طرف سے ہوتا تھا۔ تو اس سے اللہ تعالیٰ نے ان کو نجات دی کہ فرعون اور فرعونیوں کو اللہ تعالیٰ نے بحر قلزم میں غرق کیا اور بنی اسرائیلیوں کو نجات دے کر وادی تیہ میں پہنچایا اور فرعون کے ظلم سے نجات دی اِنَّهٗ بیشک وہ فرعون كَانَ عَالِيًا مِّنَ الۡمُسۡرِفِيۡنَ سرکش تھا حد سے بڑھنے والا تھا۔ ان لوگوں میں سے تھا جو عدل وانصاف کی حدود پھلانگنے والے تھے۔ فرعون بڑا ظالم تھا اس سے زیادہ ظلم کیا ہوگا کہ اپنے اقتدار کی خاطر بارہ ہزار بچے قتل کروائے تاکہ اس کے اقتدار پر کوئی آنچ نہ آئے۔

وَلَقَدِ اخۡتَرۡنٰهُمۡ اور البتہ تحقیق ہم نے چنا، انتخاب کیا بنی اسرائیل کا عَلٰی عِلۡمٍ علم کی بنیاد پر عَلَی الۡعٰلَمِيۡنَ جہان والوں پر۔ اپنے زمانے میں بنی اسرائیل ساری قوموں سے اونچی قوم تھی۔ ان میں اللہ تعالیٰ نے چار ہزار پیغمبر بھیجے، تین مشہور کتابیں ان پیغمبروں پر نازل ہوئیں۔ تورات موسیٰ علیہ السلام پر، زبور داؤد علیہ السلام پر، انجیل عیسیٰ علیہ السلام پر۔ فرمایا ہم نے ان کا انتخاب کیا علم کی بنیاد پر جہان والوں پر وَاٰتَيۡنٰهُمۡ مِّنَ الۡاٰيٰتِ اور ہم نے دیں ان کو نشانیاں مَا فِيۡهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيۡنٌ جن میں انعام اور احسان تھا کھلا ہوا واضح وادی تیہ بڑا کھلا میدان تھا جہاں کوئی درخت بھی نہیں تھا کہ چند آدمی اس کے سائے میں بیٹھ سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بادلوں کے ذریعے سائے کا انتظام کیا۔ جب سورج چڑھتا بادل آجاتے سورج کے غروب ہونے تک گہرے بادلوں کے سائے رہتے۔ اور ان کے کھانے کے لئے من وسلویٰ کا انتظام فرمایا۔ پکی پکائی کھیر اور بھنے ہوئے بٹیر ان کو مل جاتے تھے مگر ان لوگوں نے کہا۔ لن نصبر علی طعام واحد "ہم ہرگز صبر نہیں کریں گے ایک کھانے پر۔" ہم کو تو لہسن، پیاز چاہئیں، گندم اور دال چاول چاہئیں۔ پانی کی ضرورت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا پتھر پر لاٹھی مارو۔ وہاں ایک بڑا سا پتھر پڑا تھا اس سے بارہ چشمے جاری ہوگئے۔ اس کے علاوہ بیشمار نعمتیں اللہ تعالیٰ نے ان پر نازل فرمائیں۔

مکہ والوں سے خطاب:

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ بیشک یہ مکہ والے لَيَقُوۡلُوۡنَ البتہ کہتے ہیں اِنۡ هِىَ اِلَّا مَوۡتَتُنَا الۡاُوۡلٰى نہیں ہے یہ مگر ہماری پہلی موت جو ہم مرتے ہیں اس موت کے بعد وَمَا نَحۡنُ بِمُنۡشَرِيۡنَ اور دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے۔ بس جب ہم مرگئے، ہڈیاں بوسیدہ ہوگئیں، چورا چورا ہوگئیں، دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے۔ قیامت ہے ہی نہیں۔ تم کہتے ہو دوبارہ اٹھنا ہے تو پھر اس طرح کرو فَاۡتُوۡا بِاٰبَآئِنَاۤ پس لے آؤ ہمارے باپ دادوں کو۔ یہ ہمارے آباؤ اجداد کی قبریں ہیں ان کو

اٹھا کر ہمیں دکھاؤ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ اگر ہو تم سچے کہ مرے ہوئے دوبارہ اٹھتے ہیں تاکہ ہمیں یقین ہو جائے کہ واقعی مردے دوبارہ زندہ ہوا کرتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا وقت مقرر کیا ہوا ہے۔ کسی کی فرمائش کرنے سے اللہ تعالیٰ اپنا قانون نہیں بدل سکتے۔

تُبَّعۡ نبی تھے یا ولی تھے؟

تفسیر بیضاوی، خازن، معالم التنزیل، مدارک، کمالین وغیرہ وغیرہ تفسیروں میں جو لکھا ہے اس کا میں خلاصہ عرض کرتا ہوں۔ یمن کا علاقہ تھا، حمیر کا قبیلہ تھا اس میں ایک شخص تھا۔ اس کا نام اسعد بن ملیک ابوالکرب تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے نوسو سال پہلے گزرا، بڑا صاف دل آدمی تھا، پڑھا لکھا تھا پہلی کتابوں میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف پڑھے اور ذہن بھی بڑا صاف تھا تو پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اور اس نے تحریر دی کہ من العبد الضعیف ابوالکرب اسعدبن ملیك الی محمد بن عبد اللہ ورسول رب العالمین وخاتم النبین۔ لکھا کہ حضرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں اور میں یہ امید رکھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری سفارش کریں گے۔ اس نے ایک قصیدہ بھی لکھا جس کے ایک مصرع کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر میری عمر لمبی ہوئی اور میں زندہ رہا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کروں گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعاون کروں گا۔ یہ خط ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے خاندان میں چلا آتا تھا تو اس نے اپنی قوم کو دعوت دی قوم نے نہ مانا اللہ نے اُس قوم کو ہلاک کر دیا۔

ابوداود ، مستدرک، الترغیب والترھیب اور مسند احمد میں روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَاۤ اَدۡرِیۡ تُبَّعٌ نَبِیٌّ اَمۡ لَا یعنی میں نہیں جانتا کہ تبع نبی تھے یا نہ تھے۔ جمہور ان کو اللہ کا نیک اور بندہ ولی مانتے ہیں۔

اَهُمۡ خَیۡرٌ اَمۡ قَوۡمُ تُبَّعٍ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ بہتر ہیں قوم تبع والے وَّالَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ اور وہ جو ان سے پہلے گزرے ہیں اَهۡلَكۡنٰهُمۡ ہم نے ان کو ہلاک کیا۔ کیوں ہلاک کیا؟ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا مُجۡرِمِیۡنَ بیشک وہ مجرم تھے۔ یہ مکہ والے بھی مجرم ہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچ سکیں گے۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو وَمَا بَیۡنَهُمَا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے لٰعِبِیۡنَ کھیلتے ہوئے۔ کھیل تماشے کے طور پر نہیں پیدا کیا۔ ان کے بنانے کا کوئی مقصد ہے۔

مَا خَلَقۡنٰهُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَقِّ نہیں پیدا کیا ہم نے ان دونوں کو مگر حق کے ساتھ وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم کھانے پینے کے لئے پیدا کیے گئے ہیں۔ انہوں نے دنیا میں آنے کا مقصد یہی سمجھا ہے کہ بس کھاؤ، پیو، کماؤ آخرت کی کوئی فکر نہیں ہے۔

فیصلے کا ایک دن مقرر ہے:

اِنَّ يَوۡمَ الۡفَصۡلِ مِيۡقَاتُهُمۡ بیشک فیصلے کا دن ان کا مقرر وقت ہے اَجۡمَعِيۡنَ سب کا ایک دن آئے گا توحید اور شرک کا فیصلہ ہوگا، سنت اور بدعت کا فیصلہ ہوگا۔ اس کا وقت مقرر ہے۔ فرمایا کان لگا کر غور سے سن لو يَوۡمَ لَا يُغۡنِيۡ مَوۡلًى عَنۡ مَّوۡلًى شَيۡـًٔا اس دن کفایت نہیں کرے گا کوئی دوست کسی دوست کی کچھ بھی۔ دنیاوی دوستی قطعاً کوئی فائدہ نہیں دے گی سوائے متقیوں کے۔ اس سے پہلی سورت میں پڑھ چکے ہو اَلۡاَخِلَّآءُ يَوۡمَئِذٍۢ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الۡمُتَّقِيۡنَ "دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر متقیوں کی دوستی برقرار رہے گی۔" وَلَا هُمۡ يُنۡصَرُوۡنَ اور نہ ان کی مدد کی جائے گی اِلَّا مَنۡ رَّحِمَ اللّٰهُ ؕ مگر وہ جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوگی ایمان والوں پر، نیک عمل کرنیوالوں پر اِنَّهٗ هُوَ الۡعَزِيۡزُ الرَّحِيۡمُ بیشک وہ غالب ہے اس کو فیصلے سے کوئی روک نہیں سکتا، مہربانی ہے۔ اسی پر رحمت کرے گا جو اہل اور مستحق ہوگا۔

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوۡمِ ﴿43﴾ طَعَامُ الۡاَثِيۡمِ ﴿44﴾ كَالۡمُهۡلِ ۚ يَغۡلِىۡ فِى الۡبُطُوۡنِ ﴿45﴾

بیشک تھوہر کا درخت، گناہ گاروں کی خوراک ہے۔ جیسے تلچھٹ پگھلے ہوئے تانبے کی طرح، جوش مارے گا، جو کھولتا ہوگا پیٹوں

كَغَلۡىِ الۡحَمِيۡمِ ﴿46﴾ خُذُوۡهُ فَاعۡتِلُوۡهُ اِلٰى سَوَآءِ الۡجَحِيۡمِ ﴿47﴾ ثُمَّ صُبُّوۡا فَوۡقَ رَاۡسِهٖ مِنۡ

میں، جیسے کھولتا ہوا پانی، پکڑو اس کو پس گھسیٹو اس کو جہنم کے درمیان تک، پھر ڈالو اس کے سر پر گرم پانی کا عذاب، چکھ لے مزہ

عَذَابِ الۡحَمِيۡمِ ﴿48﴾ ذُقۡ ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡكَرِيۡمُ ﴿49﴾ اِنَّ هٰذَا مَا كُنۡتُمۡ بِهٖ

بیشک تو غالب اور عزت والا تھا۔ بیشک یہ وہ چیز ہے جس کے بارے میں تم شک کرتے تھے۔ بیشک پرہیزگار امن والی جگہ

تَمۡتَرُوۡنَ ﴿50﴾ اِنَّ الۡمُتَّقِيۡنَ فِىۡ مَقَامٍ اَمِيۡنٍ ﴿51﴾ فِىۡ جَنّٰتٍ وَّعُيُوۡنٍ ﴿52﴾

میں ہوں گے۔ باغوں میں اور چشموں میں، پہنیں گے باریک ریشم کا لباس اور موٹے ریشم کا لباس آمنے سامنے بیٹھیں گے۔

يَّلۡبَسُوۡنَ مِنۡ سُنۡدُسٍ وَّاِسۡتَبۡرَقٍ مُّتَقٰبِلِيۡنَ ﴿53﴾ كَذٰلِكَ وَزَوَّجۡنٰهُمۡ

اسی طرح ہوگا اور ہم ان کا نکاح کر دیں گے سفید رنگ کی موٹی موٹی آنکھوں والی عورتوں کے ساتھ، طلب کریں گے جنتی ان

بِحُوۡرٍ عِيۡنٍ ﴿54﴾ يَدۡعُوۡنَ فِيۡهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيۡنَ ﴿55﴾ لَا يَذُوۡقُوۡنَ

باغوں میں ہر قسم کے پھل امن کے ساتھ، نہیں چکھیں گے ان باغوں میں موت کو مگر وہ پہلی موت اور بچائے گا ان کو اللہ تعالیٰ

فِيۡهَا الۡمَوۡتَ اِلَّا الۡمَوۡتَةَ الۡاُوۡلٰى ۚ وَوَقٰهُمۡ عَذَابَ الۡجَحِيۡمِ ﴿56﴾

شعلہ مارنے والی آگ کے عذاب سے، یہ مہربانی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف سے یہ ہے وہ کامیابی بڑی،

فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّكَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ﴿57﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرۡنٰهُ

پس پختہ بات ہے ہم نے آسان کیا ہے قرآن پاک کو آپ ﷺ کی زبان پر تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں ۔

بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمۡ يَتَذَكَّرُوۡنَ ﴿58﴾ فَارۡتَقِبۡ اِنَّهُمۡ مُّرۡتَقِبُوۡنَ ﴿59﴾

پس آپ ﷺ انتظار کریں بیشک یہ بھی انتظار کرنے والے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَغۡلِيۡ: وہ کھولے گا، كَغَلۡيِ: جیسے کھولنا، فَاعۡتِلُوۡهُ: پس تم گھسیٹو اسے، صُبُّوۡا: تم ڈالو، ذُقۡ: تو چکھ، زَوَّجۡنٰهُمۡ: ہم نے شادی کردی ان کی، بِحُوۡرٍ: حوروں کے ساتھ، لَا يَذُوۡقُوۡنَ: وہ نہیں چکھیں گے، اَلۡمَوۡتَةَ: موت، وَقٰهُمۡ: ان کو بچالیا، مُّرۡتَقِبُوۡنَ: منتظر۔

ربط:

سابقہ آیات میں آیت نمبر ۴۰ میں گزرا اِنَّ يَوۡمَ الۡفَصۡلِ مِيۡقَاتُهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ بے شک ان سب کے فیصلے کا دن مقرر شدہ ہے اور قیامت برحق ہے اب یہاں مجرموں کے ساتھ کیا سلوک ہوگا اور اہل ایمان والوں کو کیا انعامات ملیں گے ان کا تذکرہ فرمایا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: اہل جہنم کے ساتھ ہونے والا برتاؤ:

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوۡمِ بیشک تھوہر کا درخت طَعَامُ الۡاَثِيۡمِ گناہ گاروں کی خوراک ہے۔ وہ تھوہر کا درخت دنیا میں موجود نہیں ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ یہ اتنا کڑوا ہوگا کہ اگر اس کا ایک قطرہ دنیا کے دریاؤں میں ڈال دیا جائے تو تمام دریا کڑوے ہوجائیں۔ اور اتنا بدبودار ہوگا کہ اگر ایک قطرہ دنیا میں پھینکا جائے تو مشرق سے مغرب تک دنیا اس کی بدبو سے مرجائے گی۔ جہنمی جہنم میں بھوک کے دردناک عذاب کے وقت اس کے کھانے پر مجبور ہوں گے۔ بغیر بھوک کے اس کو کون کھائے گا۔

تو فرمایا تھوہر کا درخت گناہ گاروں کی خوراک ہے۔ كَالۡمُهۡلِ ۚ جیسے تیل کے نیچے تلچھٹ ہوتی ہے، گندمند۔ اس طرح کی اس کی شکل ہوگی نہایت بری۔ اور مہل کا معنی پگھلے ہوئے تانبے کا بھی کرتے ہیں۔ جیسے پگھلا ہوا تانبا ہوتا ہے بڑا گرم۔ تو گرمی کی شدت کے اظہار کے لیے اس کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ يَغۡلِيۡ فِي الۡبُطُوۡنِ جوش مارے گا پیٹوں میں، ابلے گا كَغَلۡيِ الۡحَمِيۡمِ جیسے گرم پانی کھولتا ہے، ابلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے خُذُوۡهُ پکڑو اس مجرم کو فَاعۡتِلُوۡهُ پس گھسیٹو اس کو اِلٰى سَوَآءِ الۡجَحِيۡمِ جہنم کے درمیان کی طرف۔ جن فرشتوں کی ڈیوٹی لگی ہوگی وہ مجرم کو کنارے سے کھینچ کر جہنم کے درمیان میں لے جائیں گے۔ ان عذاب دینے والے فرشتوں کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ وہ دوزخ میں ایسے

ہوں جیسے دفتر میں بیٹھے ہیں۔ دوزخی چیخیں گے۔ سورۃ فاطر آیت نمبر ۳۷ میں ہے وھم یصطرخون فیھا "اور وہ دوزخ میں چیخیں ماریں گے، واویلا کریں گے۔" مگر فرشتے ان کو نہیں چھوڑیں گے۔

تو فرمایا ان کو جہنم کے درمیان تک گھسیٹ کر پہنچاؤ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ پھر ڈالو اس کے سر پر مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ گرم پانی کا عذاب۔ فرشتے جب گرم پانی سر پر ڈالیں گے تو جسم کی ساری کھال پاؤں تک اتر جائے گی مگر فوراً ہی جہنمی کو دوسری کھال دے دی جائے گی۔ سورۃ النساء آیت نمبر ۵۶ پارہ ۵ میں ہے کلما نضجت جلودھم بدلنھم جلودا غیرھا "جب بھی ان کے چمڑے جل جائیں گے ہم ان کے لیے دوسرے چمڑے تبدیل کر دیں گے۔" اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کتنی دفعہ چمڑے جلیں گے اور کتنی دفعہ بدلیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہر مسلمان کو دوزخ کے عذاب سے بچائے۔ تو فرمایا پھر ڈالو اس کے سر پر گرم پانی کا عذاب۔ کہا جائے گا ذُقْ چکھ اے مجرم! مزہ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ بیشک تو دنیا میں غالب اور عزت والا تھا اب مزہ چکھ۔ تفاسیر میں آتا ہے کہ ابوجہل اپنے یاروں کی مجلس میں بیٹھ کر کہا کرتا تھا اس مکہ کی وادی میں مجھ سے زیادہ عزت اور رعب داب والا کون ہے یہ غریب مسکین اور تعداد میں تھوڑے سے مسلمان میرا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ بے شک یہ وہ چیز ہے جس کے بارے میں تم شک کرتے تھے تمہیں یقین ہی نہیں تھا کہ مر کر دوبارہ زندہ ہونا ہے اور اپنی نافرمانیوں اور کفریہ عقائد کی سزا پانی ہے۔

اہل جنت کے انعامات کا تذکرہ:

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ بیشک متقی، پرہیزگار جو کفر وشرک سے بچتے رہے اور اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر عمل کرتے رہے وہ امن وچین کے مقام میں ہوں گے۔ وہ مقام کیا ہے؟ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ باغوں میں ہوں گے اور چشموں میں ہوں گے۔ آگے جنتیوں کے لباس کا ذکر ہے۔ فرمایا يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ پہنیں گے باریک ریشم کا لباس اور موٹے ریشم کا لباس۔ کسی کو باریک پسند ہوتا ہے اور کسی کو موٹا کپڑا پسند ہوتا ہے۔ ریشم دنیا میں مردوں کے لیے حرام ہے اور آخرت میں حلال ہوگا مُّتَقٰبِلِيْنَ ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھیں گے کوئی جنتی کسی سے روگردانی نہیں کرے گا۔ ہر جنتی کے دل میں دوسرے کی الفت اور محبت ہوگی۔ فرمایا كَذٰلِكَ اسی طرح ہوگا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ اور اس کے علاوہ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ اور ہم ان کا نکاح کر دیں گے سفید رنگ کی موٹی موٹی آنکھوں والی عورتوں کے ساتھ۔ حوروں کی خلقت دنیا میں مٹی سے نہیں ہے بلکہ وہ زعفران، کافور، مشک اور عنبر سے پیدا کی گئیں ہیں۔ یہ دنیاوی عورتوں کے علاوہ ہوں گی۔

يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ طلب کریں گے جنتی ان باغوں میں ہر قسم کے پھل امن کے ساتھ۔ احادیث میں آتا ہے کہ جونہی کسی جنتی کے دل میں کوئی پھل کھانے کی خواہش پیدا ہوگی اس پھل کا درخت جنتی کے قریب

آ کر جھک جائے گا۔ جنتی یہ پھل توڑ کر کھائے گا اس جگہ فوراً دوسرا پھل لگ جائے گا۔ پھر امن اور دل جمعی کے ساتھ جو بھی طلب کریں گے، حاصل کرنے میں کسی قسم کی دقت نہیں ہوگی اور نہ ہی انتظار کرنا پڑے گا۔ پھلوں کے علاوہ کھانے کے لیے پرندوں کا گوشت ہوگا۔ سورۃ واقعہ آیت نمبر ۲۱ میں ہے ولحم طیر مما یشتھون "اور پرندوں کا گوشت جو وہ چاہیں گے۔" دنیا میں ہر طرح کی نعمتوں کے میسر ہونے کے باوجود موت کا ڈر سوار رہتا ہے اور نعمتوں کے زوال کا خطرہ بھی رہتا ہے مگر جنت میں ایسی کوئی فکر نہیں ہوگی جنت کی زندگی بھی دائمی ہوگی اور موت کا بھی خطرہ نہیں ہوگا۔

لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ نہیں چکھیں گے ان باغوں میں موت کو اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى مگر وہ پہلی موت جو دنیا میں آچکی ہے اب دوبارہ موت نہیں آئے گی وَوَقٰىهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ اور بچائے گا ان کو اللہ تعالیٰ شعلہ مارنے والی آگ کے عذاب سے۔ اب ان کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ یہ مہربانی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف سے کہ دنیا میں اس نے صحیح عقیدہ اور اچھا عمل نصیب کیا کہ جس کے نتیجے میں یہ نعمتیں حاصل ہوئی جو بڑی اور دائمی ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مہربانی کا نتیجہ ہے ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ یہ ہے وہ کامیابی بڑی۔ کہ ہمیشہ ہمیشہ کی اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی والی اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں والی زندگی مل گئی۔

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ پس پختہ بات ہے ہم نے آسان کردیا ہے قرآن پاک کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے عرب والوں کی مادری زبان میں نازل کیا کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کی زبان بھی عربی، خاندان قریش کی زبان بھی عربی اور قرآن کریم بھی عربی زبان میں نازل کیا تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو اور کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہماری زبان اور ہے اور اللہ تعالیٰ کتاب کی زبان اور ہے ہمیں سمجھ ہی نہیں آرہی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے پیغمبر! فَارْتَقِبْ پس آپ انتظار کریں کیونکہ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ بیشک یہ بھی انتظار کرنے والے ہیں۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناکامی اور شکست کا انتظار کررہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کا انتظار کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے متعلق کیا فیصلہ فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتظار کریں اور دیکھیں کہ ان کا انجام کیا ہوتا ہے؟

سورۃ الجاثیۃ مکیۃ

اس سورۃ کا جاثیہ ہے اور یہ لفظ اس سورت میں آ بھی رہا ہے جاثیہ کے دو معانی بیان کیے جاتے ہیں تفسیر بیضاوی میں، ابوسعود میں اور تفسیر مدارک میں جاثیہ کا معنی ''گھٹنوں کے بل بیٹھنے والا'' کیا ہے اور دوسرے معنی ''جمع ہونا'' کیے گئے ہیں تفصیل اپنے موقع پر آئے گی۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ نے الاتقان فی علوم القرآن میں اس سورت کا ایک نام ''الشریعہ'' بھی تحریر فرمایا ہے اور ایک نام ''الدہر'' بھی تحریر فرمایا ہے۔ یہ سورۃ مکی ہے ترتیب قرآنی کے مطابق اس کا پینتالیس (۴۵) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس کا پینسٹھواں (۶۵) نمبر ہے یعنی اس سے قبل چونسٹھ (۶۴) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس کی آیات کی تعداد سینتیس (۳۷) ہے اور رکوع کی تعداد چار (۴) ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنۡزِيۡلُ الۡكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَكِيۡمِ ﴿۲﴾ اِنَّ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ

حٰمٓ اتاری ہوئی ہے کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو غالب ہے جو حکمت والا ہے۔ بیشک آسمانوں میں اور زمین میں البتہ

لَاٰيٰتٍ لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۳﴾ وَفِىۡ خَلۡقِكُمۡ وَمَا يَبُثُّ مِنۡ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوۡمٍ

نشانیاں ہیں مومنوں کے لیے، اور تمہارے پیدا کرنے میں اور جو بکھیرے ہیں اس نے جانور نشانیاں ہیں اس قوم کے لیے

يُّوۡقِنُوۡنَ ﴿۴﴾ وَاخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ وَمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ رِّزۡقٍ فَاَحۡيَا

جو یقین رکھتی ہے۔ اور رات کے مختلف ہونے میں اور دن کے اور جو نازل کیا ہے اللہ تعالیٰ نے آسمان سے رزق پس زندہ کیا

بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا وَتَصۡرِيۡفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ ﴿۵﴾

اس کے ذریعے زمین کو اس کے خشک ہو جانے کے بعد اور ہواؤں کے پھیرنے میں نشانیاں ہیں اس قوم کے لیے جو عقل رکھتی

تِلۡكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتۡلُوۡهَا عَلَيۡكَ بِالۡحَقِّ ۚ فَبِاَىِّ حَدِيۡثٍۢ بَعۡدَ اللّٰهِ

ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی آیات ہیں جن کو ہم پڑھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حق کے ساتھ پس کس بات پر اللہ کی بات کے بعد اور اس

وَاٰيٰتِهٖ يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۶﴾ وَيۡلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيۡمٍ ﴿۷﴾ يَّسۡمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتۡلٰى عَلَيۡهِ

کی آیتوں کے بعد ایمان لائیں گے۔ ہلاکت ہے ہر بہتان تراش گناہ گار کے لیے، جو سنتا ہے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جو پڑھی

ثُمَّ یُصِرُّ مُسۡتَكۡبِرًا كَاَنۡ لَّمۡ یَسۡمَعۡهَا ۚ فَبَشِّرۡهُ بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ ﴿۸﴾

جاتی ہیں اس پر پھر اصرار کرتا ہے تکبر کرتے ہوئے گویا کہ سنا ہی نہیں ان آیات کو پس اس کو خوشخبری سنادے دردناک عذاب

وَاِذَا عَلِمَ مِنۡ اٰیٰتِنَا شَیۡئَاۨ اتَّخَذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ مُّهِیۡنٌ ﴿۹﴾

کی، اور جس وقت جانتا ہے ہماری آیتوں میں سے کسی چیز کو بناتا ہے ان کو ٹھٹھا کیا ہوا ایسے لوگ ہیں ان کے لیے عذاب ہے

مِنۡ وَّرَآئِهِمۡ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا یُغۡنِیۡ عَنۡهُمۡ مَّا كَسَبُوۡا شَیۡئًا وَّلَا

رسوا کرنے والا، ان کے آگے دوزخ ہے اور نہیں کفایت کرے گی ان سے جو انھوں نے کمائی ہے کچھ بھی اور نہ وہ جن کو انھوں

مَا اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَوۡلِیَآءَ ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ﴿۱۰﴾ هٰذَا هُدًی ۚ وَالَّذِیۡنَ

نے بنایا ہے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے کارساز اور ان کے لیے عذاب ہے بڑا، یہ قرآن سراسر ہدایت ہے اور وہ لوگ جنھوں نے

كَفَرُوۡا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمۡ لَهُمۡ عَذَابٌ مِّنۡ رِّجۡزٍ اَلِیۡمٌ ﴿۱۱﴾ ع ۱۷

کفر کیا اپنے رب کی آیتوں کے ساتھ ان کے لیے عذاب ہے بڑا سخت دردناک۔

مشکل الفاظ کے معانی:

یَبُثُّ: وہ پھیلاتا ہے، یُصِرُّ: وہ ضد کرتا ہے، اِتَّخَذَهَا: اسے بنالیتا ہے۔

ربط:

سورۂ دخان کا اختتام قرآن پر تھا ''فَاِنَّمَا یَسَّرۡنٰهُ بِلِسَانِكَ'' یعنی پس پختہ بات ہے کہ ہم نے اس قرآن پاک کو آپ ﷺ کی زبان پر آسان کردیا ہے۔ اب اس سورۂ جاثیہ کا آغاز بھی قرآن کے ذکر سے فرمایا جارہا ہے۔ ''تَنۡزِیۡلُ الۡكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَكِیۡمِ'' یعنی یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی ہے جو غالب وحکمت والا ہے۔ تفسیر کبیر والے یہ ربط بیان فرماتے ہیں کہ سورۂ دخان کے آخر میں توحید کا ذکر تھا یہاں سورۂ جاثیہ میں بھی توحید کا ذکر ہے اس لئے کہ مشرکین جیسے زوردار انداز میں قیامت کا انکار کرتے تھے اس طرح توحید کا بھی انکار کرتے تھے۔

تفسیری نکات: توحید الٰہی کا بیان:

حٰمٓ کے متعلق پہلے گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام کی طرف اشارہ ہے۔ حا سے مراد حمید ہے اور میم سے مراد مجید ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں۔ تَنۡزِیۡلُ الۡكِتٰبِ یہ کتاب اتاری ہوئی ہے۔ مِنَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الۡعَزِیۡزِ جو غالب ہے الۡحَكِیۡمِ حکمت والا ہے۔ یہ کتاب کسی انسان کی بنائی ہوئی نہیں ہے نہ اللہ تعالیٰ کے نبی نے خود بنائی ہے نہ کسی اور نے ان کو بتلائی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی ہے اور جبرائیل علیہ السلام لے کر

آئے ہیں۔ اس کا ایک ایک حرف اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اِنَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ بیشک آسمانوں میں اور زمین میں لَاٰیٰتٍ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ البتہ نشانیاں ہیں مومنوں کے لئے۔ آسمان کی بلندی کو دیکھو پھر اس بات پر غور کرو کہ اس کے نیچے نہ ستون، نہ دیوار۔ پھر اس پر سورج، چاند اور ستاروں کو دیکھو یہ ایک ایک چیز اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے اور اس کی وحدانیت کی گواہی دے رہی ہے۔ پھر زمین کی کشادگی کو دیکھو اس میں پہاڑ، دریا وغیرہ کو دیکھو یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

وَفِیۡ خَلۡقِکُمۡ اور تمہارے پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حقیر قطرے سے لوتھڑا بنایا پھر اس کی بوٹی بنائی پھر انسانی شکل تیار کی، آنکھیں بنائیں، ناک کان بنائے، زبان بنائی، ہاتھ پاؤں بنائے، پھر اس میں روح ڈالی۔ اس چھوٹے سے وجود میں دل، جگر، گردے، معدہ بنایا۔ یہ مستقل چھوٹا سا ایک کارخانہ ہے۔ تم اپنی خلقت پر غور کرو۔ تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سمجھ میں آجائے گی۔ وَمَا یَبُثُّ مِنۡ دَآبَّۃٍ اور جو اس نے بکھیرے ہیں جانور جانوروں کی شکلیں دیکھو، اونٹ کو دیکھو، گائے، بھینس، بکری، بھیڑ کی شکل دیکھو، کتے بلی وغیرہ کی شکلیں دیکھو، سانپ، بچھو کی شکل دیکھو۔ بیشمار اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے جس کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یقین ہو جاتا ہے۔ اٰیٰتٌ نشانیاں ہیں لِّقَوۡمٍ یُّوۡقِنُوۡنَ اس قوم کے لیے جو یقین رکھتی ہے وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ اور رات دن کے مختلف ہونے میں۔ رات سیاہ، دن سفید، کبھی رات بڑھ جاتی ہے کبھی دن بڑھ جاتا ہے۔ کسی جگہ دن رات چھوٹے چھوٹے ہیں اور کسی جگہ بڑے بڑے ہیں۔ وَمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ اور وہ جو اتارا ہے اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف سے مِنۡ رِّزۡقٍ رزق۔ یہاں رزق سے مراد بارش ہے کیونکہ بارش رزق کا سبب ہے۔ سبب کے اوپر روزی رزق کا اطلاق کیا ہے۔ بارشیں نہ ہوں تو فصلیں نہیں اگتیں، نہ درخت اگتے ہیں۔ ایسے سمجھو جیسے ہر شے مردہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بارش نازل ہوتی ہے فَاَحۡیَا بِهِ الۡاَرۡضَ پس زندہ کیا اس کے ذریعے زمین کو اللہ تعالیٰ نے بَعۡدَ مَوۡتِهَا اس کے خشک ہونے کے بعد مرنے کے بعد۔ اب زمین سرسبز ہوگئی، درخت اگ آئے، فصلیں اگیں، یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں وَتَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ اور ہواؤں کے پھیرنے میں۔ کبھی ہوا مشرق کی طرف سے کبھی مغرب کی طرف سے چلتی ہے، کبھی گرم اور کبھی سرد چلتی ہے۔ پھر ہوا عالم اسباب میں زندگی کا ذریعہ ہے۔

ہواؤں کے پھیرنے میں اٰیٰتٌ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ نشانیاں ہیں اس قوم کے لیے جو عقل رکھتی ہے، عقل سے کام لیتی ہے تِلۡكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں نَتۡلُوۡهَا عَلَیۡكَ بِالۡحَقِّ ۚ جو پڑھی جاتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حق کے ساتھ۔ یہ قرآن پاک ہے اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو اتارا ہے، اس کی آیات حق ہیں، اس کا ایک ایک لفظ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔ صرف اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

فَبِاَيِّ حَدِيۡثٍۢ بَعۡدَ اللّٰهِ پس کس کس بات پر اللہ تعالیٰ کی بات کے بعد وَاٰيٰتِهٖ اور اللہ تعالیٰ کی آیات کے بعد يُؤۡمِنُوۡنَ ایمان لائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی بات سے زیادہ وزنی کوئی بات ہے؟ زیادہ پکی اور محکم کوئی بات ہے؟ اللہ تعالیٰ کی آیات سے زیادہ محکم کوئی شے ہے؟ اس کے بعد یہ کس چیز پر ایمان لائیں گے۔

قرآن کی آیات کا انکار کرنے والوں کا انجام:

وَيۡلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ ہلاکت ہے، خرابی ہے ہر بہتان تراش کے لیے اَثِيۡمٍ جو گناہ میں ڈوبا ہوا ہے۔

يَّسۡمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ سنتا ہے اللہ تعالیٰ کی آیات کو تُتۡلٰى عَلَيۡهِ جو اس پر تلاوت کی جاتی ہیں ثُمَّ يُصِرُّ پھر وہ اصرار کرتا ہے، ضد کرتا ہے، اڑ جاتا ہے مُسۡتَكۡبِرًا تکبر کرتے ہوئے۔ قرآن پاک کو سنتا ہے، سمجھنے کی اور اس میں غور و منکر کی کوشش نہیں کرتا ہے بلکہ اپنے کفر و شرک اور گناہوں پر اصرار کرتا اور اڑا رہتا ہے۔ تکبر کرتے ہوئے، حق کو ٹھکراتے ہوئے۔

كَاَنۡ لَّمۡ يَسۡمَعۡهَا ۚ گویا کہ اس نے آیات سنی ہی نہیں ہیں۔ سنی کو ان سنی کر دیتا ہے۔ یہ انسان کی بہت بری حالت ہے کہ حق سن کر قبول نہ کرے اپنی غلطی پر ڈٹا رہے فَبَشِّرۡهُ بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ اے نبی کریم ﷺ! ایسے شخص کو خوشخبری سنا دیں دردناک عذاب کی۔ یہ طنز اور استہزاء ہے عذاب کی خوشخبری نہیں ہوتی۔ پھر عذاب بھی دردناک۔ یہ دین کے ساتھ مذاق کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے احکام کے ساتھ استہزاء کرتے ہیں ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیں وَاِذَا عَلِمَ مِنۡ اٰيٰتِنَا شَيۡـئًا اور جب جانتا ہے ہماری آیات میں سے کسی چیز کو اتَّخَذَهَا هُزُوًا ؕ بناتا ہے اس کو ٹھٹھا کیا ہوا۔ ان کے ساتھ مذاق کرتا ہے۔ کہتا ہے یہ کیسا قرآن ہے کہ اس میں مکھی اور مکڑی کا ذکر ہے اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ایسے لوگ ہیں ان کے لیے عذاب ہے رسوا کرنے والا، ذلیل کرنے والا مِنۡ وَّرَآئِهِمۡ جَهَنَّمُ ۚ وراء کا لفظ دو معنوں کے لیے آتا ہے۔ آگے کے لیے بھی اور پیچھے کے لیے بھی۔ یہاں آگے کے معنی میں ہے کیونکہ وفات کے بعد آدمی آگے جاتا ہے۔ تو معنی ہوگا اور ان کے آگے دوزخ ہے وہ قبر میں بھی اور آخرت میں بھی مبتلا عذاب رہیں گے وَلَا يُغۡنِىۡ عَنۡهُمۡ مَّا كَسَبُوۡا شَيۡـئًا اور نہیں کفایت کرے گا ان سے جو انھوں نے کمائی کی ہے کچھ بھی۔ ان کا مال، اولاد، صدارت، وزارت، ان کو عذاب سے نہیں بچا سکے گا۔ یار دوست عذاب سے نہیں بچا سکیں گے وَّلَا مَا اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَوۡلِيَآءَ ۚ اور نہ وہ بچا سکیں گے جن کو انھوں نے بنایا ہے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے کارساز۔ نہ لات کام آئے گا، نہ منات وعزیٰ، نہ ہبل اور نہ اور کوئی وَلَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ اور ان کے لیے عذاب ہوگا بڑا هٰذَا هُدًى ۚ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن کریم یہ نری ہدایت ہے۔

وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمۡ اور وہ لوگ جنہوں نے انکار کیا اپنے رب کی آیات کا۔ لَهُمۡ عَذَابٌ ان کے لیے عذاب ہے، سزا ہے مِّنۡ رِّجۡزٍ اَلِيۡمٌ بڑی سخت دردناک۔ رجز کا معنی ہے سخت عذاب، شدید عذاب۔ الیم کا معنی

دردناک۔

اَللّٰهُ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَكُمُ الۡبَحۡرَ لِتَجۡرِیَ الۡفُلۡكُ فِیۡهِ بِاَمۡرِهٖ وَلِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ

اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے مسخر کیا تمہارے لیے سمندر کو تا کہ چلیں کشتیاں اس میں اس کے حکم سے اور تا کہ تم تلاش کرو

فَضۡلِهٖ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿12﴾ وَسَخَّرَ لَكُمۡ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا

اس کے فضل سے اور تا کہ تم شکر ادا کرو۔ اور تابع کیا تمہارے لیے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کی

مِّنۡهُ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّتَفَكَّرُوۡنَ ﴿13﴾ قُلۡ لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا

طرف سے ہے بیشک اس میں البتہ نشانیاں ہیں اس قوم کے لیے جو فکر کرتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں ان لوگوں کو جو ایمان

یَغۡفِرُوۡا لِلَّذِیۡنَ لَا یَرۡجُوۡنَ اَیَّامَ اللّٰهِ لِیَجۡزِیَ قَوۡمًۢا بِمَا كَانُوۡا

لائے ہیں وہ درگزر کریں ان لوگوں سے جو نہیں امید رکھتے اللہ تعالیٰ کے دنوں کی تا کہ بدلہ دے اللہ تعالیٰ اس قوم کو اس چیز کا جو

یَكۡسِبُوۡنَ ﴿14﴾ مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفۡسِهٖ ۚ وَمَنۡ اَسَآءَ فَعَلَیۡهَا ۫ ثُمَّ اِلٰی

وہ کماتے ہیں۔ جس نے اچھا عمل کیا پس اپنے نفس کے لیے ہوگا اور جس نے برائی کی پس اس کے نفس پر پڑے گی پھر تم اپنے

رَبِّكُمۡ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿15﴾ وَلَقَدۡ اٰتَیۡنَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ الۡكِتٰبَ وَالۡحُكۡمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقۡنٰهُمۡ

رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اور البتہ تحقیق دی ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکم اور نبوت دی اور رزق دیا

مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلۡنٰهُمۡ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿16﴾ وَاٰتَیۡنٰهُمۡ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡاَمۡرِ ۚ فَمَا

ان کو پاکیزہ چیزوں سے اور ہم نے ان کو فضیلت دی جہان والوں پر، اور ہم نے دی ان کو واضح چیزیں دین کی، پس نہیں

اخۡتَلَفُوۡۤا اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ الۡعِلۡمُ ۙ بَغۡیًۢا بَیۡنَهُمۡ ؕ اِنَّ رَبَّكَ

اختلاف کیا انھوں نے مگر بعد اس کے کہ آ گیا علم ان کے پاس آپس میں سرکشی کرتے ہوئے بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب

یَقۡضِیۡ بَیۡنَهُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ فِیۡمَا كَانُوۡا فِیۡهِ یَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿17﴾

فیصلہ کرے گا ان کے درمیان قیامت کے دن ان چیزوں میں جن میں وہ اختلاف کرتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

یَغۡفِرُوۡا: درگزر کیا کریں، لِتَبۡتَغُوۡا: تا کہ تم تلاش کرو، یَتَفَكَّرُوۡنَ: جو فکر کرتے ہیں، لَا یَرۡجُوۡنَ: جو امید نہیں رکھتے۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خالق و مالک ہونے کی نشانیاں بیان فرمائی تھیں اب بھی اُسی وحدانیت کے بیان کا تسلسل ہے۔

تفسیری نکات: خالق کائنات کی مزید نشانیاں:

اَللّٰهُ الَّذِیۡ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے سَخَّرَ لَكُمُ الۡبَحۡرَ جس نے مسخر کیا، تابع کیا تمہارے لیے سمندر کو لِتَجۡرِیَ الۡفُلۡكُ فِیۡهِ تاکہ چلیں کشتیاں اس میں بِاَمۡرِهٖ اس کے حکم کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ نے سمندر کو تمہارے تابع کیا یعنی تمہارے کام میں لگا دیا تمہیں کشتیاں بنانے کا طریقہ سکھایا اور چلانے کا۔ سمندر میں کشتیاں چلتی ہیں ایک جگہ کا سامان دوسری جگہ اور دوسری جگہ کا سامان کسی اور جگہ لاتے ہو وَلِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ اور تاکہ تلاش کرو تم اللہ تعالیٰ کے فضل کو، اللہ تعالیٰ کے رزق کو تلاش کرو وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ اور تاکہ تم شکر ادا کرو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا۔ کشتی کنارے لگے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ غرق ہونے سے بچ گئے ہیں۔ سامان بیچنے اور خریدنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فائدہ دیا ہے نعمتیں عطا فرمائی ہیں وَسَخَّرَ لَكُمۡ اور اللہ تعالیٰ نے تابع کیا تمہارے لیے مَّا فِی السَّمٰوٰتِ جو کچھ آسمانوں میں ہے۔ چاند، سورج، ستارے تمہارے کام میں لگا دیئے ہیں وَمَا فِی الۡاَرۡضِ اور جو کچھ زمین میں ہے وہ بھی تمہارے تابع کر دیا ہے۔ خود زمین تمہارے تابع کی کہ اس میں کاشت کرو، مکان بناؤ، زمین میں پہاڑ ہیں، درخت ہیں، دریا ہیں، یہ سب تمہارے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں سے تم فائدہ اٹھاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کرو جَمِیۡعًا مِّنۡهُ ؕ سب اسی کی طرف سے ہیں، اس کی پیدا کردہ چیزیں ہیں۔ اس کے سوا کسی کا ان پر کوئی اختیار نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو بنایا ہے اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ بیشک اس میں البتہ نشانیاں ہیں لِّقَوۡمٍ یَّتَفَكَّرُوۡنَ اس قوم کے لیے جو غور و فکر کرتی ہے۔ آسمانوں کی بلندی کو دیکھو، چاند، سورج، ستاروں کو دیکھو، درخت، پہاڑ، دریا، فصلوں کو دیکھو۔ ہر چیز میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت نظر آئے گی۔

مسلمانوں کو ضبط و تحمل اور صبر کا حکم:

قُلۡ لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں ان لوگوں کو جو مومن ہیں۔ یَغۡفِرُوۡا لِلَّذِیۡنَ لَا یَرۡجُوۡنَ اَیَّامَ اللّٰهِ وہ درگزر کریں ان لوگوں سے جو امید نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ کے دنوں کی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کے آنے والے جو دن ہیں ان کی امید نہیں رکھتے۔ تم ان سے درگزر کرو لِیَجۡزِیَ قَوۡمًۢا بِمَا كَانُوۡا یَكۡسِبُوۡنَ تاکہ خود اللہ تعالیٰ بدلہ دے اس قوم کو اس چیز کا جو وہ کماتے تھے۔ تم ان کی گرفت نہ کرو، ہاں! حق بیان کرو اور مسئلہ یاد رکھنا! غلط بات کا معقول طریقے سے رد کرنا فرض کفایہ ہے۔ احسن طریقے کے ساتھ حق بات کو بیان کرنا، نرمی اور شفقت کے ساتھ۔ وہ گالیاں دیتا ہے تم

سنتے رہو، وہ سختی پر اتر آئے تم نرمی کرو۔ لیکن اگر غلط بات کرے تو اس کا جواب دو۔ کیونکہ یہ فرض کفایہ ہے۔ اگر مسلمانوں میں سے ایک نے رد کر دیا تو سارے گناہ سے بچ گئے اور اگر کسی نے بھی غلط بات کی تردید نہ کی تو سب گناہ گار ہوں گے۔

مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا جس نے عمل کیا اچھا فَلِنَفۡسِہٖ ۚ پس اپنے نفس کے لیے کیا ہے وَمَنۡ اَسَآءَ فَعَلَیۡہَا ۫ اور جس نے برا عمل کیا پس اس کے نفس پر پڑے گا۔ نیکی کا فائدہ اپنے آپ کو ہے، برائی کا نقصان اپنے آپ کو ہوتا ہے ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمۡ تُرۡجَعُوۡنَ پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ یہ یقین رکھو کہ قیامت ہے اور دور بھی نہیں ہے بس آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے جنت بھی سامنے، دوزخ بھی سامنے، ثواب بھی نظر آئے گا، عذاب بھی نظر آئے گا۔

بنی اسرائیل پر کیے جانے والے انعامات کا تذکرہ:

وَلَقَدۡ اٰتَیۡنَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ الۡکِتٰبَ وَالۡحُکۡمَ اور البتہ تحقیق دی ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب، حکم اور بادشاہی۔ قرآن کریم کے بعد تمام آسمانی کتابوں میں تورات بڑی جامع، مانع کتاب ہے۔ دوسری کتاب زبور حضرت داؤد علیہ السلام کو دی اور تیسری مشہور کتاب انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دی۔

تو فرمایا ہم نے ان کو کتاب دی اور حکم، بادشاہی بھی دی۔ ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی۔ جیسے یوسف علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام اور وہ بھی تھے جو بادشاہ تھے نبی نہیں تھے جیسے طالوت رحمہ اللہ۔ جن کا ذکر دوسرے پارے کے آخر میں آتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو کتابیں بھی دیں اور بادشاہی بھی دی وَالنُّبُوَّۃَ اور نبوت دی۔ ان میں نبی بھی ہوئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کم وبیش چار ہزار پیغمبر ان میں آئے ہیں۔ کسی قوم میں ایک نبی آئے تو اس کا سر بلند ہو جاتا ہے ان میں تو اللہ تعالیٰ نے چار ہزار پیغمبر بھیجے وَرَزَقۡنٰہُمۡ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ اور ہم نے ان کو رزق دیا پاکیزہ چیزوں سے۔ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے ساتھ وادی تیہ میں جس کو آج کل کے جغرافیہ میں وادی سینائی کہتے ہیں۔ بنی اسرائیل رہے تو بنی اسرائیل ہزاروں کی تعداد میں تھے وادی تیہ میں کیا کھائیں گے اور کیا پئیں گے نہ وہاں کوئی بڑا سایہ دار درخت، نہ مکان تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے کھانے پینے کے لیے من وسلویٰ کا انتظام کیا اور سائے کے لیے بادل بھیجے، پینے کے لیے بارہ چشمے جاری کر دیئے۔

تو فرمایا ہم نے ان کو رزق دیا پاکیزہ وَفَضَّلۡنٰہُمۡ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ اور ہم نے ان کو فضیلت دی جہان کے لوگوں پر۔ اس وقت جو قومیں تھیں ان پر ان کو برتری حاصل تھی وَاٰتَیۡنٰہُمۡ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡاَمۡرِ ۚ اور دیں ہم نے ان کو واضح چیزیں۔ دین کے معاملے میں واضح دلیلیں دیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر معجزات صادر فرمائے۔ دوسرے پیغمبروں کو معجزات عطا کیے فَمَا اخۡتَلَفُوۡۤا اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَہُمُ الۡعِلۡمُ ۙ پس نہیں اختلاف کیا انھوں نے مگر بعد اس کے کہ آ گیا ان کے پاس علم۔

بَغۡیًۢا بَیۡنَہُمۡ ؕ آپس میں سرکشی کرتے ہوئے۔ حق والوں پر انھوں نے ظلم کیے۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو ناحق قتل

کیا اِنَّ رَبَّكَ يَقۡضِىۡ بَيۡنَهُمۡ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب فیصلہ کرے گا ان کے درمیان يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ قیامت کے دن فِيۡمَا كَانُوۡا فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ ان چیزوں میں جن میں وہ اختلاف کرتے رہے۔ حقیقی فیصلہ اللہ تعالیٰ قیامت والے دن فرمائیں گے۔ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو ذلیل کیا وجعل منهم القردة والخنازير "بنایا ان میں سے بعض کو بندر اور خنزیر۔" اور مختلف قسم کے ان پر عذاب نازل ہوئے لیکن حقیقی فیصلہ قیامت والے دن ہوگا۔

ثُمَّ جَعَلۡنٰكَ عَلٰى شَرِيۡعَةٍ مِّنَ الۡاَمۡرِ فَاتَّبِعۡهَا وَلَا تَتَّبِعۡ اَهۡوَآءَ

پھر ٹھہرایا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شریعت پر دین کے معاملہ میں پس آپ اس کی پیروی کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ پیروی

الَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهُمۡ لَنۡ يُّغۡنُوۡا عَنۡكَ مِنَ اللّٰهِ شَيۡـًٔا ؕ وَاِنَّ

کریں ان لوگوں کی خواہشات کی جو نہیں جانتے۔ بیشک وہ ہرگز کفایت نہیں کریں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے مقابلے

الظّٰلِمِيۡنَ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِىُّ الۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۱۹﴾ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ

میں کسی شے کی اور بیشک ظالم بعض بعض کے رفیق ہیں اور اللہ تعالیٰ رفیق ہیں متقیوں کے۔ یہ بصیرت کی باتیں ہیں لوگوں کے

وَهُدًى وَّرَحۡمَةٌ لِّقَوۡمٍ يُّوۡقِنُوۡنَ ﴿۲۰﴾ اَمۡ حَسِبَ الَّذِيۡنَ اجۡتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ

لیے اور ہدایت ہے اور رحمت ہے اس قوم کے لیے جو یقین کرنے والی ہے کیا گمان کرتے ہیں وہ لوگ جو کماتے ہیں برائیاں

اَنۡ نَّجۡعَلَهُمۡ كَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحۡيَاهُمۡ وَمَمَاتُهُمۡ ؕ

کہ ہم کردیں ان کو ان لوگوں کی طرح جو ایمان لائے اور عمل کرتے ہیں اچھے برابر ہوگی ان کی زندگی اور ان کی موت برا ہے

ع ۱۸ سَآءَ مَا يَحۡكُمُوۡنَ ﴿۲۱﴾ وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ وَلِتُجۡزٰى كُلُّ نَفۡسٍۢ بِمَا

جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔ اور پیدا کیے اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین حق کے ساتھ اور تاکہ بدلہ دیا جائے ہر نفس کو جو اس نے

كَسَبَتۡ وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ ﴿۲۲﴾ اَفَرَءَيۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ وَاَضَلَّهُ

کمائی کی ہے اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ کیا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دیکھا اس شخص کو بنالیا ہے معبود اپنی خواہش کو

اللّٰهُ عَلٰى عِلۡمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمۡعِهٖ وَقَلۡبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ

اور اللہ تعالیٰ نے اس کو گمراہ کیا ہے علم پر اور مہر لگادی اس کے کانوں پر اور اس کے دل پر اور ڈال دیا اس کی آنکھوں پر

غِشٰوَةً ؕ فَمَنۡ يَّهۡدِيۡهِ مِنۡۢ بَعۡدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ ﴿۲۳﴾

پردہ پس کون ہدایت دے گا اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کیا پس تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

شَرِيْعَةٍ: شریعت ، اللہ کا قانون ، فَاتَّبِعْهَا: پیروی کیجیے اسی کی، لَنْ يُّغْنُوْا: وہ ہر گز کفایت نہیں کریں گے، اِجْتَرَحُوْا: جو کماتے ہیں، مَحْيَاهُمْ: ان کی زندگی، مَمَاتُهُمْ: ان کی موت، اَضَلَّهٗ: اس نے گمراہ کر دیا اس کو، سَمْعِهٖ: اس کے کان، بَصَرِهٖ: اس کی آنکھیں۔

ربط:

اس سے قبل بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ نے اپنے احسانات اور انعامات کا تذکرہ فرمایا اور اب اس کے بعد اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے دراصل امت محمدیہ سے خطاب فرما رہے ہیں۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کا امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب:

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ پھر ٹھہرایا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک شریعت پر دین کے معاملہ میں فَاتَّبِعْهَا پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی پیروی کریں اور کفار اور مشرکین اور اہل کتاب کے تعصب اور عناد کی پروا نہ کریں اور ان کی خواہش پر اپنے دین حق کی تبلیغ میں ڈھیلے نہ پڑ جائیں۔ مطلب یہ ہے کہ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ پیروی کریں ان لوگوں کو خواہشات کی جن کو کچھ علم نہیں ہے۔ وہ جاہل اور نادان لوگ ہیں۔ ان کے کہنے میں بالکل نہیں آنا۔

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اس آخری شریعت کے پابند ہیں تو پھر امت تو بطریق اولیٰ پابند ہے اور کوئی بھی شخص اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔

اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ؕ بیشک وہ ہر گز کفایت نہیں کریں گے اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کچھ بھی وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کچھ بھی کام نہیں دے سکتے اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف جھکاؤ کر لیا تو پھر اللہ تعالیٰ کی گرفت سے نہیں بچ سکیں گے وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ اور بیشک ظالم لوگ ایک دوسرے کے حامی اور رفیق ہوتے ہیں۔ اس کے برخلاف وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ اور اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں کا حامی و ناصر، رفیق اور کارساز ہوتا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ کی حمایت حاصل ہو وہ کبھی ناکام نہیں ہوتا۔ لہٰذا ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات ہی پر بھروسا رکھنا چاہیے۔ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ یہ بصیرت کی باتیں ہیں لوگوں کے لیے یعنی توحید کے دلائل، قرآن کریم کی حقانیت اور شریعت کا اتباع لوگوں کے لیے بصیرت ہیں۔ بصیرت دل کی روشنی کو کہتے ہیں وَهُدًى اور ہدایت ہیں انسان کو اللہ تعالیٰ کے راستے کی جانب راہنمائی کرتی ہیں وَّرَحْمَةٌ اور رحمت ہیں۔ جو آدمی صحیح عقیدہ اختیار کرے گا اور اچھے عمل کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوگی۔

لِّقَوۡمٍ يُّوۡقِنُوۡنَ اس قوم کے لیے جو یقین کرنے والی ہے اللہ تعالیٰ کی توحید پر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر اور قیامت پر کہ ایک وقت لازماً آئے گا کہ ہر چیز نے فنا ہونا ہے اور پھر دوبارہ زندہ ہونا ہے۔ کیونکہ اگر قیامت قائم نہ ہو تو نیک اور بد کا کوئی امتیاز نہ رہے حالانکہ نیک اور بد برابر نہیں ہو سکتے۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیک لوگ اور بُرے لوگ برابر نہیں:

اَمۡ حَسِبَ الَّذِيۡنَ اجۡتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ کیا گمان کرتے ہیں وہ لوگ جو کماتے ہیں برائیاں اَنۡ نَّجۡعَلَهُمۡ کہ ہم کر دیں گے ان کو كَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ان لوگوں کی طرح جو ایمان لائے اور عمل کرتے ہیں اچھے۔ کیا برائیاں کرنے والے لوگ گمان کرتے ہیں کہ ہم ان کو ان لوگوں کی طرح کر دیں گے جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے۔ کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ سَوَآءً مَّحۡيَاهُمۡ وَمَمَاتُهُمۡ کہ ان کی زندگی اور موت بھی برابر ہے۔ فرمایا ہرگز نہیں! سَآءَ مَا يَحۡكُمُوۡنَ برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں کہ ان کی زندگی اور موت برابر ہے۔ ہرگز برابر نہیں ہو سکتیں۔ اگر نیک اور بد برابر ہو جائیں تو پھر اندھیر نگری بن جائے گی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس کے عقائد اور اعمال کے مطابق بدلہ دے گا۔ ایک آدمی کا عقیدہ قرآن وسنت کے مطابق ہے حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرتا ہے، حلال حرام کی تمیز کرتا ہے۔ اور دوسرا آدمی ہے کہ اس کا عقیدہ قرآن وسنت کے خلاف اور کفریہ شرکیہ عقیدہ ہے۔ وہ جانوروں کی طرح کھاتا پیتا ہے اور گناہوں میں زندگی گزارتا ہے۔ یہ دونوں کیسے برابر ہو سکتے ہو؟

وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ اور پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ۔ ان کو اپنی خاص حکمت اور مصلحت کے تحت پیدا کیا ہے اور ان کو پیدا کرنے کا کوئی مقصد ہے۔

وَلِتُجۡزٰى كُلُّ نَفۡسٍۢ بِمَا كَسَبَتۡ اور تاکہ بدلہ دیا جائے ہر نفس کو اس چیز کا جو اس نے کمائی ہے۔ دنیا میں تو نہ نیک کو پورا نیکی کا بدلہ ملا ہے اور نہ ہر برے کو برائی کی صحیح سزا ملی ہے۔ وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا، کسی پر زیادتی نہیں کی جائے گی بلکہ پورا پورا بدلہ ملے گا۔ کامیاب وہی ہوں گے جو خواہشات کو چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی پابندی کریں گے۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں خواہشات کی پیروی کریں گے وہ ناکام ہوں گے۔

کافر خواہشات نفسانی کا غلام ہوتا ہے:

اَفَرَءَيۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ کیا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس نے بنا لیا ہے معبود اپنی خواہش کو۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی پوری زندگی کے لیے قرآن پاک کی صورت میں اور سنت کی صورت میں دستور دیا ہے کہ اس کے مطابق زندگی بسر کرے۔ جو آدمی قرآن وسنت کو چھوڑ کر رسومات وبدعات اور نفسانی خواہشات کے پیچھے چلتا ہے اس نے اپنی خواہشات کو معبود بنا لیا معبود وہ ہوتا ہے جس کی مکمل اطاعت کی جائے۔ تو جو آدمی اللہ تعالیٰ اور اس کے

رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور احکام دین کی اطاعت کے بجائے خواہشات کے پیچھے چلتا ہے تو اس نے اپنی خواہش کو معبود بنایا ہوا ہے وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ اور اللہ تعالیٰ نے اس کو گمراہ کیا ہے علم پر۔ یعنی وہ جانتا ہے کہ وہ ہدایت کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ وہ دیدہ دانستہ خواہشات کی پیروی کر رہا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس کو گمراہ کر دیا وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ اور مہر لگا دی اس کے کانوں پر اور اس کے دل پر وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ۭ اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔

فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ۭ پس کون اس کو ہدایت دے گا اللہ تعالیٰ کے گمراہ کرنے کے بعد اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ کیا، پس تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ ایسے بدنصیب آدمی کی حالت میں غور نہیں کرتے کہ ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر خواہشات کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت قبول کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ان کی استعداد ہی کو خراب کر دے اور ہمیشہ کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو جائیں۔

وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ

اور کہا ان لوگوں نے نہیں ہے یہ مگر ہماری دنیا کی زندگی ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور نہیں ہلاک کرتا ہمیں مگر زمانہ اور نہیں ہے

بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿24﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ

ان کو اس کا کچھ علم نہیں ہیں وہ مگر گمان کرتے۔ اور جس وقت تلاوت کی جاتی ہیں ان پر ہماری آیتیں صاف صاف نہیں ہوتی

حُجَّتَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿25﴾ قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ

ان کی دلیل مگر یہ کہ وہ کہتے ہیں لاؤ ہمارے آباؤ اجداد کو اگر ہو تم سچے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اللہ تعالیٰ ہی تمہیں زندہ کرتا پھر

يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا

وہ تم کو موت دیتا ہے پھر وہ تم کو جمع کرے گا قیامت والے دن کی طرف جس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن اکثر لوگ نہیں

يَعْلَمُوْنَ ﴿26﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّخْسَرُ ع ۱۹

جانتے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے ملک آسمانوں کا اور زمین کا اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن نقصان اٹھائیں گے

الْمُبْطِلُوْنَ ﴿27﴾ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۣ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ۭ

باطل پر چلنے والے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیں گے ہر گروہ کو گھٹنوں کے بل بیٹھنے والا، ہر گروہ کو بلایا جائے گا اس کے اعمال نامہ

اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿28﴾ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ

کی طرف اس دن تم کو بدلہ دیا جائے گا اس چیز کا جو تم کرتے تھے۔ یہ ہماری کتاب ہے جو بولتی ہے تمہارے اوپر حق کے ساتھ

اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿29﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

بیشک ہم لکھواتے تھے اس چیز کو جو تم کرتے تھے ۔ پس بہرحال وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل کیے اچھے

فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿30﴾

پس داخل کرے گا ان کو ان کا رب اپنی رحمت میں یہی وہ کامیابی کھلی ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَا يُهْلِكُنَآ: ہمیں ہلاک نہیں کرتا، اَلدَّهْرُ: زمانہ، يَجْمَعُكُمْ: وہ جمع کرے گا تمہیں، يَخْسَرُ: خسارہ اٹھائیں گے، جَاثِيَةً: گھٹنوں کے بل گرے ہوئے، تُدْعٰى: بلایا جائے گا، كِتٰبِهَا: اس کا نامہ اعمال، كِتٰبُنَا: ہماری کتاب، كُنَّا نَسْتَنْسِخُ: ہم لکھواتے تھے۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی کفار و مشرکین کی عادات بد اور اپنی خواہشات نفسانی کا غلام ہونا بیان کیا گیا اور اب یہاں بھی ان کی ہٹ دھرمی، غلط نظریہ اور باطل عقائد کا ذکر ہے۔

تفسیری نکات: کفار کے عقائد باطلہ کا تذکرہ:

وَقَالُوْا اور کہا ان لوگوں نے جو قیامت کے قائل نہیں تھے۔ کہتے تھے قیامت نہیں آئے گی۔ کیا کہا مَا هِيَ نہیں ہے یہ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا مگر ہماری دنیا کی زندگی نَمُوْتُ وَنَحْيَا ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں۔ اور کوئی زندگی نہیں ہے۔

وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ اور ہمیں نہیں ہلاک کرتا مگر زمانہ۔" بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ جو دہریے قسم کے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے وجود کے قائل نہیں ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ زمانہ خود بخود چل رہا ہے اس کا چلانے والا کوئی نہیں ہے۔ اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ دہر سے مراد موت ہے۔ چونکہ وہ موت کے تو قائل تھے نَمُوْتُ وَنَحْيَا ہم مرتے ہیں اور زندہ ہوتے ہیں۔ تو مطلب ہوگا کہ یہی ہم کو ہلاک کرتی ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ دہر اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کے وجود کے منکر تھے حالانکہ صحیح بات یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے۔ ایک حدیث آتی ہے کہ "لا تسبوا الدهر وانی انا الدهر" او کما قال ﷺ" یہ حدیث بخاری شریف میں آرہی ہے اس کی تشریح میں بڑا کچھ کہا گیا ہے فتح الباری، عمدۃ القاری، ارشاد الساری، تیسیر الباری، فیض الباری وغیرہ وغیرہ میں بڑی بحث ہے ایک گروہ کہتا ہے کہ یہاں مضاف محذوف ہے لاتسبو الدهر زمانے کو برا نہ کہو وانی انا الدهر ای مصرف الدهر و مقلب الدهر زمانے کو پلٹنے والا، پھیرنے والا میں ہوں۔

فیض الباری سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ الدّھر اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ پہلے گزر چکا ہے کہ اللہ

تعالیٰ کے ننانوے نام تو مشہور ہیں پانچ ہزار نام اللہ تعالیٰ کے اس کے علاوہ ہیں۔

تفسیر ابن کثیر رحمہ اللہ، روح المعانی، تفسیر مظہری رحمہ اللہ، کبیر وغیرہ کے حوالے سے میں عرض کرتا ہوں اس صورت میں معنی ہوگا کہ ہمیں دھر ہلاک کرتا ہے یعنی اللہ تعالی کیونکہ یہ معنی ان لوگوں کے عقائد کے زیادہ مناسب ہے۔ کفار مکہ ومشرکین عرب اللہ تعالیٰ کے وجود کے منکر نہ تھے اور اگر دھر سے زمانہ مراد لیں تو یہ کہنا پڑے گا کہ کچھ مشرکین کا یہ عقیدہ تھا تمام کا نہیں۔

تو کفار مکہ ومشرکین عرب کہتے تھے کہ زمانے کے تغیرات کی وجہ سے ہم ہلاک ہوتے ہیں وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اور نہیں ہے ان کو اس کا کچھ علم۔ یہ ویسے صدری نسخے ہیں۔ زمانہ کس کے قبضے میں ہے وہ بھی تو اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ نہیں ہیں وہ مگر گمان کی باتیں کرتے، اٹکل کی باتیں کرتے ہیں، دلیل کوئی نہیں ہے۔ فرمایا وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ اور جب ان پر پڑھی جاتی ہیں ہماری آیتیں صاف صاف جن میں قیامت کا ذکر ہے تو کیا کہتے ہیں؟ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوا نہیں ہوتی ان کی حجت، دلیل مگر یہ کہ وہ کہتے ہیں ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ لے آؤ ہمارے باپ دادا کو جو مر چکے ہیں زندہ کر کے ہمارے سامنے۔ اگر قیامت ہے تو ہم دیکھ لیں۔ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر ہو تم سچے۔ آؤ ہمارے ساتھ ہم تمہیں دکھاتے ہیں کہ یہ ہمارے باپ کی قبر ہے، یہ ہمارے دادا کی قبر ہے ان کو زندہ کر کے دکھاؤ تاکہ ہمیں یقین ہو جائے کہ کل قیامت آئے گی اور اگر تم اس طرح نہیں کر سکتے تو ہم قیامت کو کیسے مان لیں؟

قُلِ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو کہہ دیں مارنا اور زندہ کرنا میرے اختیار میں نہیں ہے اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ اللہ تعالیٰ ہی تم کو زندہ کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ ہی تم کو مارے گا۔ موت وحیات میرے اختیار میں نہیں ہے کہ میں تمہارے باپ دادوں کو زندہ کر کے تمہارے سامنے لا کر کھڑا کردوں۔ زندہ کرنا، مارنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ مجھ سے یہ مطالبہ بے جا ہے موت وحیات اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ وہی زندہ کرتا ہے پھر وہی تمہیں مارے گا ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ پھر وہ تم کو جمع کرے گا قیامت کے دن کی طرف۔ لَا رَيْبَ فِيْهِ جس قیامت کے دن میں قطعاً کوئی شک نہیں ہے تم تسلیم کرو یا نہ کرو قیامت آ کر رہے گی وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ ویسے ہی شوشے چھوڑتے ہیں اور لوگوں کو شکوک وشبہات میں مبتلا کرتے ہیں۔

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے ملک آسمانوں کا اور زمین کا۔ ہر چیز کا خالق بھی وہی ہے ہر چیز پر تصرف بھی اسی کا ہے اور ملک بھی اسی کا ہے اسی اللہ تعالیٰ کا ہم تمہیں حوالہ دیتے ہیں کہ وہی تمہیں جمع کرے گا۔

قیامت میں کفار و مشرکین کے ہوش اُڑ جائیں گے:

وَیَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَۃُ اور جس دن قیامت قائم ہوگی یَوۡمَئِذٍ یَّخۡسَرُ الۡمُبۡطِلُوۡنَ اس دن نقصان اٹھائیں گے باطل پر چلنے والے۔ اس دن باطل پرستوں کے طوطے اڑ جائیں گے۔ پھر افسوس کریں گے۔

وَتَرٰی کُلَّ اُمَّۃٍ جَاثِیَۃً اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیں گے ہر گروہ کو کہ وہ گھٹنوں کے بل بیٹھنے والے ہوں گے جیسے ہم التحیات میں بیٹھتے ہیں۔ یہ حالت بڑے ادب کے ساتھ بیٹھنے کی ہے اور جاثیہ کا معنی مجتمعۃ بھی کرتے ہیں کہ دیکھیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر گروہ کو اکٹھے۔ یہودیوں کو ایک جگہ اکٹھا کیا جائے گا، عیسائیوں کو دوسری جگہ اکٹھا کیا جائے گا، ہندوؤں کو تیسری جگہ اکٹھا کیا جائے گا۔ اسی طرح اعمال کے اعتبار سے بھی الگ الگ گروہ ہوں گے۔ زانیوں کا الگ گروہ، چوروں کا الگ گروہ، ڈاکوؤں کا الگ گروہ، جوئے بازوں کا الگ گروہ، دھوکے بازوں کا الگ گروہ۔

کُلُّ اُمَّۃٍ تُدۡعٰۤی اِلٰی کِتٰبِهَا ؕ ہر گروہ کو بلایا جائے گا اس کے اعمال نامہ کی طرف۔ پیدائش سے لے کر وفات تک کا سارا ریکارڈ ساتھ ہوگا۔

اَلۡیَوۡمَ تُجۡزَوۡنَ آج کے دن تمہیں بدلہ دیا جائے گا مَا اس چیز کا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ جو کچھ تم کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے هٰذَا کِتٰبُنَا یَنۡطِقُ عَلَیۡکُمۡ بِالۡحَقِّ ؕ یہ ہماری کتاب ہے جس میں تمہارے اعمال ہیں بولتی ہے تمہارے اوپر حق کے مطابق۔ اس میں صرف اور صرف حق ہی حق ہے۔ قول، فعل اور اشارے میں کوئی زیادتی نہیں ہے بغیر کسی کمی بیشی کے سب کچھ اس میں موجود ہے اِنَّا کُنَّا نَسۡتَنۡسِخُ بیشک ہم لکھواتے تھے مَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ اس چیز کو جو تم کرتے تھے۔ محکمہ کراماً کاتبین کے فرشتے لکھتے تھے۔ دو کی ڈیوٹی دن کی اور دو کی رات کی ہوتی ہے۔ عصر اور فجر کی نماز کے وقت ان کی ڈیوٹیاں بدلتی ہیں۔ نیکیاں لکھنے والے فرشتہ دائیں طرف بیٹھا ہے اور برائیاں لکھنے والا بائیں طرف موجود ہے۔ فَاَمَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا پس بہرحال وہ لوگ جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کرتے ہیں اچھے فَیُدۡخِلُهُمۡ رَبُّهُمۡ پس داخل کرے گا ان کو ان کا رب فِیۡ رَحۡمَتِهٖ ؕ اپنی رحمت میں۔ وہ رحمت کا مقام جنت ہے ذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡمُبِیۡنُ یہی ہے وہ بڑی کامیابی۔ اللہ تعالیٰ تمام مومنین اور مومنات کو نصیب فرمائے۔

وَاَمَّا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ۟ اَفَلَمۡ تَکُنۡ اٰیٰتِیۡ تُتۡلٰی عَلَیۡکُمۡ فَاسۡتَکۡبَرۡتُمۡ

اور بہرحال وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا (ان سے کہا جائے گا) کیا پس نہیں تھیں میری آیتیں پڑھی جاتیں تم پر پس تم نے تکبر کیا

وَکُنۡتُمۡ قَوۡمًا مُّجۡرِمِیۡنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا قِیۡلَ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَۃُ لَا رَیۡبَ

اور تھے تم لوگ جرم کرنے والے۔ اور جس وقت کہا جاتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور جو قیامت ہے اس میں کوئی شک

فِیۡهَا قُلۡتُمۡ مَّا نَدۡرِیۡ مَا السَّاعَۃُ ۙ اِنۡ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحۡنُ بِمُسۡتَیۡقِنِیۡنَ ﴿۳۲﴾

نہیں ہے تم کہتے تھے ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہے ہم نہیں خیال کرتے مگر خیال کرنا اور نہیں ہیں ہم یقین کرنے والے۔

وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿33﴾

اور ظاہر ہو جائیں گی ان کے لیے برائیاں جو وہ کرتے تھے اور گھیر لے گی ان کو وہ چیز جس کے ساتھ وہ ٹھٹھا کرتے تھے۔

وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا

اور کہا جائے گا آج کے دن ہم نے بھلا دیا تم کو جیسا کہ تم نے بھلا دیا تھا اس دن کی ملاقات کو اور تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے اور نہیں

لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿34﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ

ہے کوئی تمہاری مدد کرنے والا۔ یہ اس لیے کہ بیشک تم نے بنالیا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو ٹھٹھا کیا ہوا اور دھوکے میں ڈالا تم کو دنیا کی

الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿35﴾ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

زندگی نے پس آج کے دن نہیں نکالے جائیں گے اس دوزخ سے اور نہ ان کو معافی کا موقع دیا جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ کے

رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿36﴾ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ

لیے ہے تعریف جو رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا رب ہے تمام جہانوں کا رب ہے۔ اور اسی کے لیے ہے بڑائی آسمانوں میں

وَالْاَرْضِ ۠ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿37﴾ ع ۲۰

اور زمین میں اور وہی ہے غالب حکمت والا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَا نَدْرِيْ: ہم نہیں جانتے، نَظُنُّ: ہم خیال کرتے ہیں، بِمُسْتَيْقِنِيْنَ: یقین کرنے والے، نَنْسٰىكُمْ: ہم بھلاتے ہیں تمہیں، لَا يُخْرَجُوْنَ: وہ نہیں نکالے جائیں گے۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر فرمایا جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اور اچھے عمل کیے فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت میں داخل فرمائے گا اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اب نافرمانوں اور کفر کرنے والوں کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: قیامت اور احکام الٰہی کا انکار کرنے والوں کا انجام:

وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۔ اور بہر حال وہ لوگ جو کافر ہیں اللہ تعالیٰ کی توحید کے، رسالت کے اور قیامت کے ان سے پوچھا جائے گا اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ کیا پس نہیں تھیں میری آیتیں پڑھی جاتیں تم پر۔ کیا اللہ تعالیٰ کے پیغمبر اور مبلغ تمہارے پاس نہیں آئے تھے؟ تمہیں نیکی کا راستہ نہیں بتلایا تھا؟

فَاسۡتَكۡبَرۡتُمۡ پس تم نے تکبر کیا وَكُنۡتُمۡ قَوۡمًا مُّجۡرِمِيۡنَ ﴿۳۱﴾ اور تھے تم مجرم لوگ۔اب تم اپنے جرم کی سزا ہمیشہ کے لیے بھگتو۔تم نے تکبر کیا، حق کو ٹھکرایا باطل پر ڈٹے رہے۔

وَاِذَا قِيۡلَ اور جس وقت کہا جاتا تھا اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے وَّالسَّاعَةُ لَا رَيۡبَ فِيۡهَا اور قیامت میں کوئی شک نہیں ہے یہ ضرور آئے گی گا۔دنیا میں جب تمہیں یہ کہا جاتا تھا اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے قیامت ضرور آئے گی اس میں کوئی شک نہیں قُلۡتُمۡ تم کہتے تھے مَّا نَدۡرِىۡ مَا السَّاعَةُ "ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہے۔ قیامت کیا چیز ہوتی ہے۔تم نے قیامت کا انکار کیا سابقہ آیات میں آپ پڑھ چکے ہیں انھوں نے کہا ما هى الا حياتنا الدنيا نموت ونحيا "نہیں ہے یہ مگر ہماری دنیا کی زندگی ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں۔" کوئی قیامت نہیں ہے اِنۡ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا ہم نہیں خیال کرتے مگر وہ خیال کرنا وَّمَا نَحۡنُ بِمُسۡتَيۡقِنِيۡنَ اور نہیں ہیں ہم یقین کرنے والے کہ قیامت آئے گی۔

وَبَدَا لَهُمۡ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوۡا اور ظاہر ہو جائیں گی برائیاں جو وہ کرتے تھے۔بس مرنے کی دیر ہے قیامت شروع ہو جائے گی۔

وَحَاقَ بِهِمۡ مَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ اور گھیر لے گی ان کو وہ چیز جس کے ساتھ وہ ٹھٹھا کرتے تھے۔آج تو کہتے ہیں کہ عجیب ہے کہ دنیا کی آگ سے انہتر گنا تیز آگ میں تھوہر اور ضریع کا درخت بھی ہوگا، سانپ اور بچھو بھی ہوں گے اس میں بندے جل کر مریں گے بھی نہیں اور سانپ بچھو جلیں گے بھی نہیں۔آج یہ جن چیزوں کا مذاق اڑاتے ہیں وہ ساری چیزیں سامنے آجائیں گی وَقِيۡلَ اور کہا جائے گا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اَلۡيَوۡمَ نَنۡسٰىكُمۡ آج کے دن ہم تم کو بھلا دیں گے۔اللہ تعالیٰ تو نسیان سے پاک ہے۔

سورۃ مریم آیت نمبر ۶۴ میں ہے وما كان ربك نسيا "اور نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب بھولنے والا۔" یہاں بھولنے والا کا مطلب یہ ہے کہ پروا نہیں کرے گا كَمَا نَسِيۡتُمۡ لِقَآءَ يَوۡمِكُمۡ هٰذَا جیسا کہ تم نے بھلا دیا تھا اس دن کی ملاقات کو۔جس طرح تم نے اس دن کی پروا نہیں کی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے تمہیں بھلا دیں گے وَمَاۡوٰىكُمُ النَّارُ اور تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے۔دوزخ میں جاؤ ہمیشہ کے لئے۔وَمَا لَكُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِيۡنَ اور نہیں ہے کوئی تمہاری مدد کرنے والا۔دوزخ میں تمہاری کوئی مدد بھی نہیں کر سکے گا ذٰلِكُمۡ بِاَنَّكُمُ یہ اس لیے کہ بیشک تم نے اتَّخَذۡتُمۡ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا بنایا تم نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو ٹھٹھا کیا ہوا۔اللہ کی آیتوں کا اُس کے احکامات کا مذاق اڑاتے تھے۔

کفار آیات قرآنی اور سورتوں کا مذاق اڑاتے تھے:

قران کریم کی ایک سورت کا نام بقرہ ہے۔بقرہ کا معنی ہے گائے اور ایک سورت کا نام نساء ہے نساء کا معنی ہے عورتیں، ایک کا نام مائدہ ہے۔مائدہ کا معنی ہے دستر خوان۔ایک کا نام انعام ہے انعام کا معنی ہے مویشی۔ایک کا نام نحل

ہے۔ نحل کا معنی ہے شہد کی مکھیاں۔ ایک کا نام عنکبوت، عنکبوت کا معنی ہے مکڑی۔ تو کافر لوگ آپس میں بیٹھ کر گپیں مارتے تھے اور اس طرح قرآن کریم کا مذاق اڑاتے تھے۔ ایک کہتا بھائی مجھے گائے کے ساتھ پیار ہے لہٰذا بقرہ مجھے دے دو میں اس کا دودھ پیتا رہوں گا۔ دوسرا کہتا میں کھانے کا بڑا شوقین ہوں مائدہ مجھے دے دو۔ تیسرا کہتا کہ میں عورتوں کا بڑا شوقین ہوں سورۃ النساء میرے حصے میں رہنے دو۔ کوئی کہتا کہ میں جانوروں کا بڑا شوقین ہوں انعام میرے پاس رہنے دو۔ کوئی کہتا مجھے شہد کی مکھیوں کے ساتھ بڑا پیار ہے لہٰذا نحل میری ہے۔ کسی کو کہتے کہ بھئی! تجھے عنکبوت دیں گے۔ تو اس طرح قرآن کریم کا مذاق اڑاتے۔

وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ اور دھوکے میں ڈالا تمہیں دنیا کی زندگی نے۔ تم نے دنیا کی زندگی کو ہی سب کچھ سمجھا آخرت کی طرف توجہ ہی نہیں کی۔ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا پس آج کے دن نہ نکالے جائیں گے اس دوزخ سے وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ اور نہ ان کو معافی کا موقع دیا جائے گا۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ مجرم کو کہا جاتا ہے کہ معافی مانگ لو، ضمانت دے دو کہ آئندہ ایسی حرکت نہیں کرو گے لیکن قیامت والے دن کافروں کو معافی کا موقع نہیں دیا جائے گا فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ پس اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے تعریف رَبِّ السَّمٰوٰتِ جو رب ہے آسمانوں کا وَرَبِّ الْاَرْضِ اور زمین کا رب ہے۔ زمین میں جتنی مخلوق ہے تمام کا رب اللہ تعالیٰ ہے رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تمام جہانوں کا رب ہے۔ انسان کے جہان کا رب، فرشتوں کے جہان کا رب، جنات اور حیوانات کے جہان کا رب۔ سب کا پروردگار صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ اور اللہ ہی کے لیے ہے بڑائی فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۠ آسمانوں میں اور زمین میں۔ اللہ تعالیٰ سے بڑی ذات کوئی نہیں ہے۔ اللہ اکبر کا معنی ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز سے بڑا ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔ باقی ہر چیز فانی ہے۔ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اور وہی غالب اور حکمت والا ہے۔ اس کے مقابلے میں کسی کو غلبہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس کا ہر کام حکمت کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ اپنی حکمتوں کو خود سمجھتا ہے ہم تم نہیں سمجھ سکتے۔

سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ

اس سورت کا نام احقاف ہے اَحْقَافُ حِقْفٌ کی جمع ہے جس کا مطلب ہے ریت کا ٹیلا۔ چونکہ اس سورت میں قوم عاد کا ذکر ہے اور وہ جس علاقے میں رہتے تھے وہ صحرائی اور ریتلا علاقہ تھا اور ریت کے بڑے بڑے ٹیلے تھے اس مناسبت سے اس سورت کا نام احقاف ہے۔ اور یہ مکی سورت ہے۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس کا چھیالیسواں (۴۶) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس کا چھیاسٹھواں (۶۶) نمبر ہے یعنی اس سے قبل پینسٹھ (۶۵) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس سورت کی پینتیس (۳۵) آیات اور چار (۴) رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ۝١ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝٢ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

حٰمٓ یہ کتاب اتاری ہوئی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو غالب ہے جو حکمت والا ہے۔ نہیں پیدا کیا ہم نے آسمانوں کو اور زمین

وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا

کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مگر حق کے ساتھ اور ایک مقرر مدت تک اور وہ لوگ جو کافر ہیں اس چیز سے جس چیز سے ان کو

مُعْرِضُوْنَ ۝٣ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا

ڈرایا گیا اعراض کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں بھلا تم بتلاؤ وہ جن کو تم پکارتے ہو اللہ تعالیٰ سے نیچے، دکھاؤ مجھے کیا پیدا کیا

مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۭ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ

ہے انھوں نے زمین سے یا ان کے لیے کوئی شراکت ہے آسمانوں میں لاؤ میرے پاس کوئی کتاب اس سے پہلے یا کوئی نشانی

عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝٤ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا

علم کی اگر ہو تم سچے، اور کون زیادہ گمراہ ہے اس سے جو پکارتا ہے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے اس کو جو نہیں پہنچ سکتا اس کی پکار کو

يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝٥ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا

قیامت کے دن تک اور وہ ان کی پکار سے غافل ہیں۔ اور جس وقت جمع کیے جائیں گے لوگ ہوں گے وہ ان کے دشمن

لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝٦

اور ہوں گے وہ ان کی عبادت کا انکار کرنے والے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَثٰرَۃٍ: نقل، دُعَآئِهِمْ: ان کی پکار، اَجَلٍ مُّسَمًّى: ایک مقررہ مدت، اُنْذِرُوْا: جس چیز سے ان کو ڈرایا گیا، ائْتُوْنِیْ: میرے پاس لاؤ، اَعْدَآءً: دشمن۔

ربط:

سورۃ الجاثیہ کا اختتام بھی اللہ تعالیٰ کی توحید پر ہوا تھا فرمایا گیا تھا فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور سورۃ الاحقاف کا آغاز بھی اللہ تعالیٰ کی توحید سے ہو رہا ہے۔

تفسیری نکات: توحید کا اعلان اور غیر اللہ کی نفی:

حٰمٓ کے متعلق گزارشات پہلے بھی تحریر فرمادی گئی ہیں۔ تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ یہ ہمارے سامنے جو کتاب ہے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ کتاب اتاری ہوئی ہے مِنَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الْعَزِیْزِ جو غالب ہے الْحَكِیْمِ جو حکمت والا ہے العزیز سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ کتاب ساری دنیا پر غالب ہوگی کافروں نے، مخالفوں نے بڑی رکاوٹیں کھڑی کی ہیں مگر الحمد للہ! یہ قرآن پھیلتا ہی گیا ہے۔ الحکیم سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کی باتیں حکمت والی ہیں۔ اس کتاب کا موضوع اللہ تعالیٰ کی توحید ہے۔ آگے توحید کا مسئلہ بیان فرماتے ہیں مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ نہیں پیدا کیا ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو وَمَا بَیْنَهُمَآ اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مثلاً: چاند، سورج، ستارے ہیں، ہوا ہے، پہاڑ ہیں، دریا ہیں، درخت، ٹیلے اور فصلیں ہیں اور بے شمار مخلوق ہے جو کچھ بھی ہے اِلَّا بِالْحَقِّ مگر حق کے ساتھ ان کو پیدا کیا ہے ان کے پیدا کرنے کا کوئی مقصد ہے بے فائدہ نہیں بنایا وَاَجَلٍ مُّسَمًّى اور ایک مدت مقرر تک۔ ان کی ایک میعاد مقرر ہے۔ اس کے بعد نہ زمین رہے گی اور نہ آسمان۔ کیونکہ جس مقصد کے لیے ان کو بنایا تھا وہ پورا ہو جائے گا۔

وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، انکار کیا عَمَّآ اُنْذِرُوْا ان چیزوں سے جن سے ان کو ڈرایا گیا مُعْرِضُوْنَ اعراض کرنے والے ہیں۔ ان کو کفر سے ڈرایا گیا، شرک سے ڈرایا گیا، اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے ڈرایا گیا کہ باز آجاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ کا عذاب اس دنیا میں بھی آسکتا ہے اور آتا رہا ہے۔ اور مرنے کے بعد بھی عذاب الٰہی ہے۔

قُلْ آپ ﷺ ان مشرکوں سے کہہ دیں اَرَءَیْتُمْ بھلا تم بتلاؤ مجھے، خبر دو مجھے مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وہ جن کو تم پکارتے ہو مشکل کشا، حاجت روا، سمجھ کر اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے اَرُوْنِیْ دکھاؤ، مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ کیا پیدا کیا ہے انھوں نے زمین سے۔ مشرقی حصہ پیدا کیا ہے، مغربی حصہ پیدا کیا ہے، پہاڑ پیدا کیے ہیں، دریا پیدا کیے ہیں، کیا چیز پیدا کی ہے؟

اَمۡ لَهُمۡ شِرۡكٌ فِى السَّمٰوٰتِ ؕ یا ان کے لیے کوئی شراکت ہے آسمانوں میں یا ساتوں آسمانوں میں سے کسی کا کوئی مشرق کا حصہ بنایا ہو یا مغرب کا یا شمال کا یا جنوب کا کوئی حصہ پیدا کیا ہے۔ محض ڈھکوسلا نہ مارنا اِيْتُوۡنِىۡ بِكِتٰبٍ لاؤ میرے پاس کوئی کتاب مِّنۡ قَبۡلِ هٰذَاۤ اس قرآن سے پہلے کی کوئی مستند کتاب ہو اس کتاب سے کوئی حوالہ دو کہ دیکھو! اس میں لکھا ہوا ہے کہ فلاں بزرگ نے فلاں چیز پیدا کی ہے، فلاں نے فلاں چیز پیدا کی ہے، فلاں نے فلاں چیز پیدا کی ہے اَوۡ اَثٰرَةٍ مِّنۡ عِلۡمٍ یا کوئی نشانی علم کی۔ دلیل ہمیشہ دو قسم کی ہوتی ہے نقلی، عقلی۔ نقلی کا معنی ہے کتاب سے نقل کی جائے کہ لو جی! یہ دلیل فلاں کتاب کے اتنے نمبر پر صفحے پر ہے۔ یا عقلی دلیل پیش کی جاتی ہے۔ بغیر دلیل کے تو دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا لہٰذا کوئی دلیل پیش کرو۔ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ اگر ہو تم سچے۔ اور سن لو وَمَنۡ اَضَلُّ مِمَّنۡ اور کون زیادہ گمراہ ہے اس شخص سے يَّدۡعُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ جو پکارتا ہے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے مَنۡ اس کو لَّا يَسۡتَجِيۡبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ جو نہیں پہنچ سکتا اس کی پکار کو قیامت کے دن تک، نہیں قبول کرنے والا اس کی پکار کو قیامت کے دن تک اور نہ ان کے اختیار میں ہے وَهُمۡ عَنۡ دُعَآئِهِمۡ غٰفِلُوۡنَ اور وہ ان کی پکار سے غافل ہیں۔ اب دیکھو! یہاں سے جو کوئی شخص کہتا ہے "یا غوث اعظم دستگیر میری مدد کرو۔" وہ تو اپنی قبر میں، جنت کے مزوں میں ہیں ان کو کیا معلوم کہ مجھے کس نے پکارا ہے اور کہاں سے پکارا ہے؟

وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ اور جس وقت لوگ جمع کیے جائیں گے كَانُوۡا لَهُمۡ اَعۡدَآءً ہوں گے وہ ان کے دشمن جن کو یہ پکارتے ہیں وہ ان پکارنے والوں کے دشمن ہوں گے کہ ظالمو! تم کیا کرتے رہے ہو ہم نے کب کہا تھا کہ اس طرح کرنا وَّكَانُوۡا بِعِبَادَتِهِمۡ كٰفِرِيۡنَ اور ہوں گے وہ ان کی عبادت کا انکار کرنے والے۔ وہ عبادت کرنے والوں کی عبادت کا انکار کریں گے کہ ہمیں کیا پتا کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔ ہم نے تمہیں شرک کرنے کا حکم دیا تھا۔

وَاِذَا تُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لِلۡحَقِّ لَمَّا

اور جس وقت تلاوت کی جاتی ہیں ان پر ہماری آیتیں صاف صاف کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہیں حق کے بارے میں جس وقت

جَآءَهُمۡ ۙ هٰذَا سِحۡرٌ مُّبِيۡنٌ ؕ اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰٮهُ ؕ قُلۡ اِنِ

آ گیا حق ان کے پاس، یہ جادو ہے کھلا۔ کیا یہ کہتے ہیں پیغمبر ﷺ نے اس قرآن کو گھڑ لیا ہے آپ ﷺ کہہ دیں اگر

افۡتَرَيۡتُهٗ فَلَا تَمۡلِكُوۡنَ لِىۡ مِنَ اللّٰهِ شَيۡـئًا ؕ هُوَ اَعۡلَمُ بِمَا تُفِيۡضُوۡنَ فِيۡهِ ؕ

بالفرض میں نے اس کو گھڑا ہے پس نہیں مالک تم میرے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے کچھ بھی وہ خوب جانتا ہے ان چیزوں کو جن

كَفٰى بِهٖ شَهِيۡدًاۢ بَيۡنِىۡ وَبَيۡنَكُمۡ ؕ وَهُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ ۞ قُلۡ

میں تم گھسے رہتے ہو کافی ہے وہ گواہ میرے اور تمہارے درمیان اور وہ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔ آپ ﷺ فرما دیں

مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ؕ

نہیں ہوں میں نیا رسولوں میں سے اور میں نہیں جانتا کیا کیا جائے گا میرے ساتھ اور نہیں جانتا کیا کیا جائے گا تمہارے ساتھ

اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۞ قُلْ اَرَءَيْتُمْ

میں نہیں اتباع کرتا مگر اس چیز کی جو وحی کی جاتی ہے میری طرف اور نہیں ہوں میں مگر ڈرانے والا کھول کر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ

اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

دیں بھلا بتلاؤ اگر یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور تم اس کا انکار کرتے ہو اور گواہی دی ایک گواہی دینے والے نے بنی

عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۞ ع

اسرائیل میں سے اس جیسی چیز پر پس وہ ایمان لایا اور تم نے تکبر کیا بیشک اللہ تعالیٰ نہیں ہدایت دیتا ظالم قوم کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

بِدْعًا: انوکھا، يُفْعَلُ: کیا جائے گا۔

ربط:

سابقہ آیات کی آخری آیت میں تھا کہ جب قیامت میں لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا تو جن کی عبادت کی گئی ہے یہ عبادت کرنے والوں کے دشمن اور مخالف اور ان کے اقوال و افعال سے بیزار اور برآءت کا اظہار کریں گے اور یہ غیر اللہ کی عبادت کرنے والے قیامت کے دن رسوا ہوں گے اور ان آیات میں ہے کہ آج کفار و مشرکین کی یہ حالت ہے کہ وہ ان غیر اللہ کے آگے سر جھکاتے ہیں اور ان سے اپنی حاجات و ضروریات طلب کرتے ہیں اور ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں۔

تفسیری نکات: قرآن اور صاحب قرآن کا انکار:

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا اور جس وقت تلاوت کی جاتی ہیں ان پر ہماری آیتیں بَيِّنٰتٍ صاف صاف۔ معنی کے لحاظ سے واضح، مطلب کے لحاظ سے واضح۔ صاف آیتیں پیش کی جاتی ہیں قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہیں لِلْحَقِّ حق کے بارے میں لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ جب حق ان کے پاس آگیا۔ کہتے ہیں هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ یہ جادو ہے کھلا۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ کیا یہ لوگ کہتے ہیں پیغمبر نے اس قرآن کو گھڑ لیا ہے اپنے پاس سے۔ یہ الزام بھی انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر لگایا حالانکہ ان کا بچہ بچہ جانتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے کوئی چیز نہیں سیکھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صفتیں بیان فرمائی ہیں اَلرَّسُوْلُ النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ "رسول جو نبی امی ہے۔" امی کا معنی ہے ان

پڑھ۔اور دوسری صفت فرمایا ولا تخطه بیمینك (عنکبوت:۴۸) "اور نہ آپ لکھتے تھے دائیں ہاتھ سے۔" آپ نہ پڑھنا جانتے تھے نہ لکھنا جانتے تھے۔یہ سب ان کے علم میں بھی تھا۔

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اِنِ افْتَرَيْتُهٗ بالفرض اگر میں نے اس کو گھڑا ہے فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ پس تم مالک نہیں ہو میرے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے کچھ بھی۔اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچانے کے لئے تم کسی شے کے بھی مالک نہیں ہو اگر میں نے گھڑا ہے تو میں نے جرم کیا ہے اللہ تعالیٰ مجھے سزا دے گا اور تم مجھے بچا نہیں سکو گے۔هُوَ اَعْلَمُ وہ خوب جانتا ہے۔بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۭ ان چیزوں کو جن میں تم گھسے ہوئے ہو۔جن میں تم مصروف رہتے ہو۔"کبھی مجھے شاعر کہتے ہو، کبھی کاہن کہتے ہو، کبھی مسحور اور کبھی جادوگر، کبھی مجنون اور کبھی کذاب، معاذ اللہ تعالیٰ۔جن باتوں میں تم مصروف ہو اللہ تعالیٰ ان کو خوب جانتا ہے كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ کافی ہے اللہ تعالیٰ گواہ میرے اور تمہارے درمیان۔وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ اور وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ نہیں ہوں میں نیا رسولوں میں سے۔میں پیغمبروں میں سے نیا تو نہیں ہوں۔

تو فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں میں کوئی نیا رسول نہیں ہوں کہ تمہیں سمجھ نہ آئے کہ پیغمبر کس کو کہتے ہیں مجھ سے پہلے کئی پیغمبر گزرے ہیں وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ۭ اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور میں نہیں جانتا کہ تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔اس کی ایک تفسیر یہ کرتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ مرنے کے بعد میرے ساتھ کیا ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔مگر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ بعض نے یہ تفسیر کی ہے لیکن یہ تفسیر صحیح نہیں ہے۔اس لئے کہ پیغمبر کو جس دن نبوت ملتی ہے تو پہلے دن ہی اس کو اپنی نجات اور بخشش کا یقین ہوتا ہے۔اگر پیغمبر اپنی بخشش کو یقینی نہ جانے تو دوسروں کو دعوت دینے کا کوئی مطلب نہیں ہے۔

اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ میں نہیں اتباع کرتا مگر اس چیز کی جو وحی کی جاتی ہے میری طرف وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ اور نہیں ہوں میں مگر ڈرانے والا کھول کر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے، اللہ تعالیٰ کی گرفت سے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرو گے تو دنیا میں بھی عذاب آئے گا مرنے کے بعد بھی آئے گا۔

شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ میں شاہد سے کون مراد ہے؟

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں اَرَءَيْتُمْ بھلا بتلاؤ تم اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اگر ہے قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے وَكَفَرْتُمْ بِهٖ اور تم اس کا انکار کرتے ہو وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اور گواہی دی ایک گواہی دینے والے نے بنی اسرائیل میں سے اس کی حقانیت کی۔وہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ہیں۔جب انہوں نے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے تشریف لائے ہیں تو فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔اور اسلام قبول کر لیا۔تو ایک تفسیر کے مطابق وہ شاہد عبد

اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ہیں علی مثلہ میں مثل کا لفظ زائد ہے ای علیہ

دوسری تفسیر یہ ہے کہ شاھد سے تنہا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مراد نہیں بلکہ جو بھی اہل کتاب کے لوگ تھے ان میں عیسائی بھی تھے یہودی بھی حضرت اُسد رضی اللہ عنہ وحضرت اُسید رضی اللہ عنہ وحضرت ابن یامین رضی اللہ عنہ وحضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ یہودیوں میں سے اور اسی طرح نصارٰی میں تمیم داری رضی اللہ عنہ، عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ ہیں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہیں۔

تیسری تفسیر یہ ہے کہ شھد شاھد سے موسیٰ علیہ السلام کی ذات گرامی مراد ہے۔ آج بھی تورات میں موجود ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو خطاب کر کے فرمایا کہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ایک پیغمبر پیدا ہوگا اور یہ ان کی خوبیاں ہوں گی۔

بعض حضرات نے مثلہ میں مثل کو زائد تسلیم نہیں کیا وہ معنی کرتے ہیں کہ بتادے اگر یہ قرآن ہے اللہ کی طرف سے اور تم اس کا انکار کرتے ہو اور بنی اسرائیل کے گواہ نے اسی جیسی کتاب پر گواہی دی ہے وہ تورات ہے زبور ہے انجیل ہے۔ اوران میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کا ذکر ہے۔

عَلٰی مِثْلِهٖ اس جیسی چیز پر۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اس جیسی کتاب تورات پر کیوں کہ وہ بھی قرآن کے مثل ایک عظیم الشان کتاب ہے اور مطلب یہ ہوگا کہ تورات میں بھی قرآن کریم کی حقانیت موجود ہے۔ بعض مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ مثل کا لفظ زائد ہے اور معنی ہوگا کہ بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ نے اس کتاب پر شہادت پیش کی لہٰذا تمہارے پاس انکار کی گنجائش نہیں ہے۔ اس نے اس کتاب کے حق ہونے کی گواہی دی فَاٰمَنَ پس وہ ایمان لایا وَاسْتَكْبَرْتُمْ ؕ اور تم نے تکبر کیا اور انکار کر دیا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ بیشک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا ظالم قوم کو جبراً۔ جو طالب ہوتا ہے ہدایت اسی کو دیتا ہے۔

وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَیْرًا مَّا سَبَقُوْنَاۤ اِلَیْهِ ؕ

اور کہا ان لوگوں نے جو کفار ہیں ان لوگوں کے بارے میں جو مومن ہیں اگر ہوتا یہ ایمان بہتر نہ سبقت کرتے یہ لوگ ہم سے

وَاِذْ لَمْ یَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَیَقُوْلُوْنَ هٰذَاۤ اِفْكٌ قَدِیْمٌ ۝۱۱ وَمِنْ

اس کی طرف اور جس وقت انہوں نے ہدایت حاصل نہ کی اس قرآن سے پس وہ بہ تاکید کہیں گے یہ بہتان ہے پرانا۔ اور اس

قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰۤى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا

سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب راہنمائی کرنے والی تھی اور رحمت تھی اور یہ کتاب ہے تصدیق کرنے والی ہے عربی زبان میں ہے

عَرَبِیًّا لِّیُنْذِرَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۖۗ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِیْنَ ۝۱۲ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا

تاکہ ڈرائے ان لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا اور خوشخبری ہے نیکی کرنے والوں کے لئے، بیشک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا پالنے

اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿13﴾ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ

والا اللہ تعالیٰ ہے پھر ڈٹے رہے پس نہیں خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے ۔ یہی لوگ ہیں جنت والے

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿14﴾ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ

ہمیشہ رہیں گے اس میں بدلہ ہے اس چیز کا جو وہ کرتے رہے۔اور ہم نے تاکیدی حکم دیا انسان کو اس کے والدین کے بارے

اِحْسٰنًا ۭ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۭ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ

میں احسان کرنے کا اٹھایا اس کو اس کی ماں نے تکلیف میں اور جنا اس کو تکلیف میں اور اس کا اٹھانا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس

شَهْرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ

ماہ تک ہے یہاں تک کہ جب پہنچا وہ اپنی قوت کو اور پہنچا چالیس سال تک کہا اس نے اے میرے رب میری قسمت میں

اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ

کردے کہ میں شکر ادا کروں آپ کی نعمتوں کا وہ نعمتیں جو آپ نے مجھ پر کی ہیں اور میرے ماں باپ پر بھی کی ہیں اور یہ کہ

اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۭ اِنِّىْ تُبْتُ اِلَيْكَ

میں عمل کروں ایسے اچھے جن پر آپ راضی ہوں اور درست کردے میرے لئے میری اولاد کو بیشک میں نے رجوع کیا

وَاِنِّىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿15﴾

آپ کی طرف اور بیشک میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَا سَبَقُوْنَآ: وہ ہم سے سبقت نہ کرتے، كُرْهًا: مشقت کے ساتھ، وَضَعَتْهُ: اس کو جنا، حَمْلُهٗ: اس کا حمل، ثَلٰثُوْنَ: تیس۔

ربط:

سابقہ آیات میں بیان فرمایا گیا تھا کہ ایک گواہی دینے والے نے بنی اسرائیل میں سے گواہی دی قرآن اور صاحب قرآن کے حق اور سچ ہونے کی۔اور اس میں پھر جو مختلف تفاسیر میں وہ بھی آپ کے سامنے بیان کی گئیں۔تو ان آیات سے مراد یہ تھی ہے کہ اہل کتاب اور دیگر اقوام تو مسلمان ہو رہی ہیں جن کی زبان بھی عربی نہیں تھی۔تو تم اے عرب کے کفار و مشرکین عربی ہو کر بھی ایمان نہیں لاتے۔اس کے جواب میں کافروں نے کہا کہ ہم دین اسلام میں کوئی خیر نہیں پاتے۔اگر ہم اس میں کوئی خیر سمجھتے تو ہم ایمان لانے والوں میں ان غریب اور مسکین لوگوں سے پہل کرتے یہ ہم سے پہلے مسلمان نہ ہو پاتے۔

تفسیری نکات: کفار نے اسلام لانے والوں کو حقیر سمجھا:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہیں لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ان لوگوں کے بارے میں جو مومن ہیں۔ لَوْ كَانَ خَيْرًا اگر ہوتا یہ ایمان بہتر مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ تو نہ سبقت کرتے یہ لوگ ہم سے اس کی طرف۔ اگر دین اسلام، ایمان واقعی بہتر ہوتا تو یہ غریب غربا لوگ اس کو اختیار کرنے میں ہم سے سبقت نہ لے جاتے وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ اور جس وقت انہوں نے ہدایت حاصل نہ کی اس قرآن سے فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ پس بہ تاکید یہ تو پرانا بہتان ہے، معاذ اللہ تعالیٰ۔ حالانکہ ایمان بہت بڑی دولت ہے لیکن اگر کسی کا ذہن صاف نہ ہو اور اس کی حقیقت کو نہ سمجھے تو جبراً اللہ تعالیٰ کسی کو ایمان نہیں دیتا۔ ایمان طالب کو ملتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً اور اس قرآن سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب تھی تورات، راہنمائی کرنے والی۔ اور وہ کتاب رحمت تھی۔ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ اور یہ جو ہمارے سامنے کتاب ہے تصدیق کرنے والی ہے پہلی کتابوں کی۔ جتنی بھی آسمانی کتابیں نازل ہوئی ہیں ان کی تصدیق کرنے والی ہے۔ لِّسَانًا عَرَبِيًّا اس کی زبان عربی ہے کیونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عربی تھے، قوم عربی تھی اس لئے قرآن کو ان کی زبان عربی میں اتارا۔ لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ڈرائیں ان لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا ہے۔ سب سے بڑا ظلم شرک ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (لقمان: ۱۳) "بیشک البتہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔" یہ بات حضرت لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے ساران رحمۃ اللہ علیہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمائی تھی۔ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ اور خوشخبری ہے نیکی کرنے والوں کے لئے کہ اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہے مرنے کے بعد تمہاری زندگی راحت اور آرام کی زندگی ہوگی جنت میں جا کر تم خوشیاں حاصل کرو گے۔

جو لوگ ایمان لائے اور ثابت قدم رہے ان کے لیے خوشخبری:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ بیشک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب ہمارا پالنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ انسان کی ضرورت کی جتنی چیزیں ہیں خوراک، لباس، پانی، ہوا، سورج وغیرہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کے پاس نہیں ہیں تو پھر وہ معبود اور الٰہ کیسے بن سکتے ہیں؟ تو وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا ربّ اللہ تعالیٰ ہے ثُمَّ اسْتَقَامُوْا پھر ڈٹے رہے۔ صرف زبان سے نہیں کہا بلکہ اس پر ڈٹے رہے کہ ہمارا ربّ اللہ ہے فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ پس نہ ان پر خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ یہی لوگ ہیں جنت والے، جنت میں داخل ہوں گے خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بدلہ ہے اس چیز کا جو وہ عمل کرتے رہے۔ ایمان لائے، عمل اچھے کیے، برائیوں سے بچتے رہے، تکلیفیں برداشت کیں اللہ تعالیٰ اُن کو ان نیک عملوں کا بدلہ ضرور دیں گے۔

ماں باپ سے اچھے سلوک کا حکم:

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا اور ہم نے تاکیدی حکم دیا انسان کو اس کے والدین کے بارے میں احسان کرنے کا۔ وصیت ایسے حکم کو کہتے ہیں جو بڑا پختہ ہو اسی لئے آدمی مرتے وقت جو بات کہتا ہے اس کو وصیت کہتے ہیں۔

سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۲۳ میں اللہ تعالیٰ نے مومن کو حکم دیا ہے فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا "پس نہ کہو ان کو اف اور نہ ان کو ڈانٹو۔" اف کا معنی ہے ہوں ہاں۔ مثلاً: ماں بلاتی ہے بیٹے کو یا بیٹی کو یا باپ بلاتا ہے۔ بعض علاقوں میں ہاں کہتے ہیں اور بعض علاقوں میں ہوں کہتے ہیں۔ تو آپ ہوں ہاں کہنے کے مجاز نہیں ہیں کیونکہ ان لفظوں میں کھردرا پن ہے ادب نہیں ہے۔ جی کا لفظ بولنا چاہیے۔ یاد رکھنا! یہ قرآن کا حکم ہے فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ "اف یعنی ہوں ہاں نہیں کہہ سکتا اور ان کو جھڑکنا بھی نہیں۔" فرض کرو ماں باپ سے کوئی دنیاوی چیز کا نقصان ہو گیا ہے، تو ان کو مت جھڑکو کہ اب دین کا نقصان ہوگا۔ یہ نقصان بہت زیادہ ہے۔ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا اٹھایا اس کو اس کی ماں نے تکلیف میں۔ تکلیف برداشت کر کے پیٹ میں اٹھائے رکھا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا اور جنا اس کو تکلیف میں۔ والدہ اولاد کے لئے تین قسم کی تکلیفیں برداشت کرتی ہے۔

① ۔ پیٹ میں اٹھانے کی۔

② ۔ پیدائش کے وقت کی تکلیف۔

③ ۔ پھر دودھ پلانے کی اور اس مدت میں دیکھ بھال کرنے کی۔

اس لئے خدمت کا حق والدہ کا زیادہ ہے بہ نسبت باپ کے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک آدمی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ میں والدین میں سے کس کے ساتھ نیکی کا سلوک کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ماں کے ساتھ۔ اس نے دوبارہ سوال کیا کہ کس کے ساتھ حسن سلوک کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ماں کے ساتھ۔ تیسری دفعہ بھی یہی سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماں کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا۔ پھر جب چوتھی مرتبہ سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا باپ کے ساتھ۔ اس لئے ائمہ کرام رحمہم اللہ، محدثین عظام رحمہم اللہ اور فقہائے کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ باپ کی نسبت ماں کا حق زیادہ ہے۔ گویا خدمت ماں کی زیادہ کرنی چاہیے البتہ ادب و احترام باپ کا زیادہ ہونا چاہیے۔

تو فرمایا اٹھایا اس کو ماں نے پیٹ میں تکلیف کے ساتھ اور جنا تکلیف میں وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا بچے کا اٹھانا پیٹ میں اور اس کا دودھ چھڑانا تیس ماہ تک ہے حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ یہاں تک کہ جب وہ پہنچ گیا اپنی قوت کو، جوانی کو وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً اور پہنچا چالیس سال تک۔ جب آدمی اپنی عمر کے چالیس سال پورے کر لیتا ہے اور اس کی ظاہری اور باطنی قوتیں پوری ہو جاتی ہیں اور وہ طاقتور ہو جاتا ہے تو نیک بخت اور سعادت مند قَالَ کہتا ہے رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اے میرے رب میری قسمت میں کر دے مجھے توفیق دے دے کہ میں تیری اس

نعمت کا شکر ادا کروں اَنْعَمْتَ عَلَيَّ جو آپ نے مجھ پر کی ہیں وَعَلٰی وَالِدَيَّ اور میرے والدین پر کی ہیں۔ظاہری نعمتیں، باطنی نعمتیں دیں مجھے وجود بخشا،عقل وفہم عطا فرمایا،خوراک پانی کا انتظام فرمایا،جسمانی ضروریات پوری فرمائیں اور مجھے اس بات کی بھی توفیق دے وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا اور یہ کہ میں عمل کروں ایسے اچھے تَرْضٰىهُ جن پر آپ راضی ہوں۔اور سعادت مند آدمی یہ دعا بھی کرتا ہے وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ اور درست کر دے میرے لئے میری اولاد کو۔میری اولاد کو بھی نیک بنا۔اپنے لئے بھی دعا کرتا ہے،اپنے والدین کے لئے بھی دعا کرتا ہے اور اولاد کے لئے بھی دعا کرتا ہے۔اے پروردگار! میری اولاد کو بھی درست کر دے۔یہ وہ لوگ کرتے ہیں جن کا تعلق دین کے ساتھ ہے اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ بیشک میں نے رجوع کیا آپ کی طرف۔میں اپنے سارے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں مجھے معافی دے دے وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اور بیشک میں مسلمان ہوں میں اقرار کرتا ہوں کہ میں فرماں برداروں میں سے ہوں۔اللہ تعالیٰ ایمان اور اسلام پر قائم رکھے اور ماں باپ کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے،نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اولاد کی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ

یہی وہ لوگ ہیں کہ ہم قبول کرتے ہیں ان سے وہ بہتر کام جو انہوں نے کیے اور درگزر کرتے ہیں ان کی برائیوں سے یہ ہیں

فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ

جنت والوں میں، یہ وعدہ ہے سچا جو ان سے کیا جاتا ہے۔اور وہ شخص جس نے کہا اپنے والدین سے اف ہے

لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِيْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِيْ ۚ

تمہارے لئے کیا تم مجھ سے وعدہ کرتے ہو کہ میں نکالا جاؤں گا (قبر سے) اور تحقیق گزر چکی ہیں قومیں مجھ سے پہلے،

وَهُمَا يَسْتَغِيْثٰنِ اللّٰهَ وَيْلَكَ اٰمِنْ ۖ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَيَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ

فریاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے افسوس تیرے لئے ایمان لے آ بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے پس وہ کہتا ہے نہیں ہیں یہ مگر

اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ

قصے کہانیاں پہلے لوگوں کی۔یہی وہ لوگ ہیں ثابت ہو چکی ہے ان پر بات امتوں میں جو ان سے پہلے گزر چکی ہیں

قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ

جنوں میں سے اور انسانوں میں سے بیشک یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔اور ہر فرقے کے لئے درجات ہیں ان اعمال

مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿19﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ

کی وجہ سے جوانہوں نے کیے ہیں اور تا کہ پورا پورا بدلہ دے ان کو ان کے اعمال کا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اور جس دن

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا

پیش کیے جائیں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا آگ پر، تم نے کھالیا ہے اپنی پاکیزہ چیزوں کو اپنی دنیا کی زندگی میں

وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ

اور تم نے فائدہ اٹھالیا ہے ان سے پس آج کے دن تمہیں بدلہ دیا جائے گا ذلت ناک عذاب کا، اس وجہ سے کہ تم تکبر کرتے

فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ﴿20﴾ ع

تھے زمین میں ناحق اور اس وجہ سے کہ تم نافرمانی کرتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

نَتَقَبَّلُ: ہم قبول کرلیں گے، نَتَجَاوَزُ: ہم درگزر کریں گے، اَتَعِدٰنِنِيْٓ: کیا تم دونوں مجھے دھمکی دیتے ہو، يَسْتَغِيْثٰنِ: وہ دونوں فریاد کرتے ہیں، وَيْلَكَ: تو ہلاک ہوجائے، اٰمِنْ: ایمان لا، يُعْرَضُ: پیش کیے جائیں گے، اَذْهَبْتُمْ: تم حاصل کرچکے، طَيِّبٰتِكُمْ: اپنی لذت کی چیزیں، حَيَاتِكُمْ: اپنی زندگی (میں)، كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ: تم نافرمانیاں کرتے تھے۔

ربط:

سابقہ آیات میں ان نیک اور سعادت مند لوگوں کی دعا کا تذکرہ تھا۔ جو اللہ کی توفیق مانگتے ہیں کہ یا اللہ آپ مجھے توفیق دیں کہ ہم آپ کا شکر کریں اور والدین کے خدمت گزار ہوں اور اپنے لیے، اپنے والدین کے لیے اور اپنی اولاد کے لیے دعا کرنے والے اور ان کی دینی اصلاح کی فکر کرنے والے ہوتے ہیں۔ اب ان آیات میں ایسے لوگوں کو خوش خبری دی جارہی ہے کہ ہم ایسے اللہ کے نیک بندوں کی دعائیں ہی قبول کرتے ہیں اور انہیں جنت کی بشارت ہے۔ اور بعدازاں ایسے شخص کا ذکر کیا جارہا ہے جو ماں باپ کا بھی اور اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمان ہوتا ہے۔ اور اُس کا حشر جہنم میں داخلہ ہے اُس کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: ماں باپ کا خدمت گزار اور اولاد کی اصلاح کی فکر کرنے والا جنتی ہے:

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ یہی وہ لوگ ہیں نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا کہ ہم قبول کرتے ہیں ان سے وہ بہتر اعمال جوانہوں نے کیے ہیں وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ اور ہم درگزر کرتے ہیں ان کی برائیوں سے۔ ایسے نیک بندوں کی نیکیاں قبول ہوتی ہیں اور کوتاہیاں معاف ہوتی ہیں۔ چھوٹی موٹی خطاؤں کو اللہ تعالیٰ معاف کردیتے ہیں فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ جنت والوں میں شامل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے رحمت کے مقام میں داخل فرمائے گا اپنے سچے وعدے

کے مطابق وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِیْ كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے سچا جو ان سے کیا جاتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرے گا اور کفر و شرک اور نفاق سے بچتا رہے گا، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گا اور والدین کی خدمت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور جنت میں پہنچائے گا۔

ماں باپ نافرمان کا تذکرہ:

وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اور وہ شخص جس نے کہا اپنے والدین سے اُفٍّ لَّكُمَآ میں بے زار ہوں تم سے۔ اف کا لفظ بیزاری کے اظہار کے لئے بولا جاتا ہے۔ یہ آدمی والدین سے بیزاری کا اظہار کرتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے اَتَعِدٰنِنِیْٓ اَنْ اُخْرَجَ کیا تم مجھ سے وعدہ کرتے ہو کہ میں نکالا جاؤں گا قبر سے کہ میں مرنے کے بعد دوبارہ قبر سے نکالا جاؤں گا، حساب کتاب ہوگا، جزا سزا ہوگی وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ حالانکہ مجھ سے پہلے بہت سی قومیں اور جماعتیں گزر چکی ہیں مگر آج تک کوئی زندہ تو نہیں ہوا لہٰذا میں کیسے تسلیم کرلوں کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے اور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔ یہ بدبخت والدین سے بیزاری کا اظہار کر رہا ہے اور والدین اس کے لئے دعائیں کر رہے ہیں اور سمجھا رہے ہیں۔ فرمایا وَهُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ اور وہ دونوں یعنی والدین فریاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے اپنے بیٹے کے لئے کہ اللہ تعالیٰ اسے نیکی کی توفیق دے۔

کہتے ہیں وَیْلَكَ اٰمِنْ افسوس ہے اور تیری بربادی ہو ایمان لے آ اللہ تعالیٰ کی توحید پر اور قیامت کے قائم ہونے پر اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے قیامت قائم ہوگی اور جزا و سزا ہوگی، نیک جنت میں جائیں گے اور برے دوزخ میں جائیں گے۔ مگر اس نصیحت کے جواب میں فَیَقُوْلُ پس وہ نافرمان بیٹا کہتا ہے مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ نہیں ہیں تمہاری یہ باتیں مگر پہلے لوگوں کی کہانیاں۔

ایسی نافرمان اولاد کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ حَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ یہی وہ لوگ ہیں کہ ثابت ہو چکی ہے ان پر بات اللہ تعالیٰ کے عذاب کی۔ کیونکہ انہوں نے ضد اور عناد سے کام لیا اور ایمان اور قیامت کا انکار کیا والدین کی بے ادبی کی لہٰذا ان پر عذاب کی بات ثابت ہوگئی اور یہ لوگ فِیْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ ان امتوں میں شامل ہیں جو پہلے گزر چکی ہیں مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ جنوں اور انسانوں میں سے۔ انہوں نے بھی توحید و رسالت اور قیامت کا انکار کیا اور سزا کے مستحق ہوئے یہ بھی سزا کے مستحق ہوئے اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِیْنَ بیشک یہی لوگ نقصان اٹھانے والوں میں سے تھے۔

کافر کو دنیا میں ہی دے دیا جاتا ہے:

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا اور ہر ایک گروہ یا ہر ایک شخص کے لیے درجات ہیں ان کے اعمال کی وجہ سے جو انہوں نے کیے ہیں۔ وَلِیُوَفِّیَهُمْ اَعْمَالَهُمْ اور تاکہ پورا پورا دیا جائے ان کو ان کے اعمال کا بدلہ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ

اوران کے ساتھ زیادتی نہیں کی جائے گی کہ تھوڑے جرم کی زیادہ سزا دی جائے یا نیکیوں سے کم اجر ملے ایسا نہیں ہوگا۔ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ اور جس دن پیش کیے جائیں گے وہ لوگ جو کافر ہیں آگ پر اوران سے کہا جائے گا اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا تم نے کھا پی لیا ہے اپنی پاکیزہ چیزوں کو اپنی دنیا کی زندگی میں وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا اورتم نے فائدہ اٹھالیا ہے ان سے۔ تمہاری نیکیوں کا بدلہ بھی تمہیں دنیا میں دے دیا گیا ہے۔ کافر جو نیکی کے کام دنیا میں کرتے ہیں توان کا بدلہ ان کو دنیا ہی میں کثرت مال، شہرت اور نیک نامی کی شکل میں مل جاتا ہے۔

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں وسعت پیدا فرمادے یعنی امت خوش حال ہوجائے کہ روم اور فارس والے لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی نہیں کرتے مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر طرح کی فراوانی عطا کررکھی ہے۔ دوسری طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار ہیں جو اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کرتے ہیں مگر دنیا میں فراوانی نہیں ہے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے دعا کریں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ! کیا تمہیں اس بات میں کچھ تردد ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو آخرت میں پورا پورا بدلہ دے گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت کریمہ تلاوت فرمائی وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا کہ جس دن کافروں کو جہنم رسید کیا جائے گا تو انہیں کہا جائے گا کہ تم نے اپنے اچھے اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں مال و دولت اور نیک نامی کی شکل میں لے لیا ہے۔ اب یہاں تمہارے لئے کوئی بدلہ نہیں ہے فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ پس آج کے دن تمہیں ذلت ناک عذاب کا بدلہ دیا جائے گا بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ اس وجہ سے کہ تم تکبر کرتے تھے زمین میں، دنیا کی زندگی میں ناحق۔ دوسروں کو حقیر سمجھتے تھے کمزوروں اور غریبوں پر ظلم کرتے تھے جس کا تمہیں حق نہیں تھا وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ اور اس وجہ سے کہ تم نافرمانی کرتے تھے۔ تم دنیا میں کفر و شرک، کھیل تماشے اور لہو ولعب میں مصروف رہے اللہ تعالیٰ کی توحید، اس کے پیغمبروں کی رسالت کو تسلیم نہ کیا اور نہ ہی قیامت کو حق مانا لہٰذا آج ذلت ناک عذاب کا مزہ چکھو۔

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ؕ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کریں قوم عاد کے بھائی کا جب ڈرایا انہوں نے اپنی قوم کو احقاف میں اور تحقیق گزر چکے تھے ڈرانے

مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖۤ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ

والے اس سے آگے اور اس کے پیچھے کہ نہ عبادت کرو مگر صرف اللہ تعالیٰ کی، بیشک میں خوف کھاتا ہوں تم پر بڑے دن کے

عَظِيْمٍ ﴿۲۱﴾ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ

عذاب کا۔ کہا انہوں نے کیا آپ آئے ہیں ہمارے پاس تاکہ آپ ہٹادیں ہمیں ہمارے معبودوں سے پس آپ لے آئیں ہم

اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿22﴾ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّآ

پر وہ چیز جس سے ہمیں ڈراتے ہیں اگر ہیں آپ سچوں میں سے۔فرمایا بیشک علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور میں پہنچاتا ہوں

اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿23﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا

تمہیں وہ چیز جو مجھے پیغام دیا گیا ہے اور لیکن میں دیکھتا ہوں تم لوگ نادانی کرتے ہو۔پس جب دیکھا انہوں نے اس عذاب

مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۭ بَلْ هُوَ مَا

کو بادل کی شکل میں جو ان کی وادیوں کے سامنے سے آ رہا تھا کہنے لگے یہ بادل ہے جو ہم پر بارش برسائے گا بلکہ وہ چیز ہے

اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ۭ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿24﴾ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۢ بِاَمْرِ رَبِّهَا

جس کو تم جلدی طلب کرتے تھے یہ ہوا ہے اس میں عذاب ہے دردناک۔یہ ملیامیٹ کرتی ہے ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے

فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿25﴾

پس صبح کی ان لوگوں نے، نہیں دیکھا جاتا ہے سوائے ان کے ٹھکانوں کے، اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں مجرم قوم کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَخَا: بھائی، اَنْذَرَ: اس نے ڈرایا، بِالْاَحْقَافِ: جگہ کا نام، لِتَاْفِكَنَا: تاکہ تو ہمیں پھیر دے، مُسْتَقْبِلَ: مقابل، عَارِضٌ: پھیل جانے والا، مُمْطِرُنَا: ہم پر برسنے والا، مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ: جس کی تم جلدی مچاتے تھے، لَا يُرٰى: دکھائی نہیں دیتا۔

ربط:

اوپر بیان ہونے والی آیات میں ایمان کا ذکر تھا پھر والدین کے حقوق کا ذکر تھا آگے اس ایمان کے سلسلے میں دو واقعے نقل کرتے ہیں۔ایک حضرت ہود علیہ السلام کی قوم کا کہ باوجود انسان ہونے کے اشرف المخلوقات ہونے کے انہوں نے ایمان کو قبول نہ کیا جو حشر ہوا وہ دیکھئے۔

تفسیری نکات: حضرت ہود علیہ السلام کی اپنی قوم کو تبلیغ:

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کریں عاد قوم کے بھائی کا یعنی حضرت ہود علیہ السلام کا۔یہ اسی قوم کے ایک فرد تھے۔اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔حضرت ہود علیہ السلام نے چار سو اسی (۴۸۰) سال قوم کو تبلیغ کی، توحید کی دعوت دی مگر وہ ایمان نہیں لائی اور کفر و شرک ہی میں مبتلا رہے صرف چند لوگ ایمان لائے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ جب ڈرایا ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو احقاف میں۔احقاف جمع ہے حقف کی اور حقف کا معنی ہے ریت کا ٹیلا۔چونکہ اس علاقے میں ریت کے بڑے بڑے ٹیلے تھے اس لئے اس کو احقاف کہتے ہیں۔

احقاف کا علاقہ بحرین، عمان، حضرموت اور مغربی یمن کے درمیان کا علاقہ ہے۔ آج کل اس کا نام نجران ہے۔ اس علاقے میں حضرت ہود علیہ السلام تشریف لائے۔ عاد بڑے قدوقامت اور ڈیل ڈول کی حامل، صحت مند قوم تھی۔ یہ لوگ اتنے متکبر تھے کہ باقی دنیا کو چیلنج کیا کرتے تھے اور کہتے تھے مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً (حم سجدہ:۱۵) "ہم سے زیادہ طاقتور دنیا میں کون ہے۔" تو فرمایا جب ڈرایا ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو احقاف میں وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖٓ اور تحقیق گزر چکے ڈرانے والے اُن سے آگے اور اُن کے پیچھے۔ ان سے پہلے بھی ڈرانے والے نبی گزر چکے تھے اور ان کے بعد بھی آئے۔ حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ کہ نہ عبادت کرو مگر صرف اللہ تعالیٰ کی۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، کوئی مشکل کشا، حاجت روا، دست گیر نہیں ہے۔ تمہارے جھوٹے معبود تمہارے کسی کام نہیں آسکتے ہیں اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ بے شک میں خوف کھاتا ہوں تم پر بڑے دن کے عذاب سے کہ تم بڑے دن کے عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ تو فرمایا مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم اللہ تعالیٰ کی گرفت میں نہ آجاؤ۔

قَالُوْٓا قوم کے لوگوں نے جواب میں کہا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا اے ہود علیہ السلام! کیا آپ آئے ہیں ہمارے پاس تاکہ آپ ہٹا دیں، پھیر دیں ہمیں ہمارے معبودوں سے۔ صرف ایک خدا کی عبادت کا مطلب یہ ہے کہ ہم ان تمام معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے آباؤ اجداد عبادت کرتے آئے ہیں فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ پس لے آئیں وہ چیز جس سے آپ ہمیں ڈراتے ہیں اگر ہیں آپ سچوں میں سے۔ اگر آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو ہم پر عذاب لے آئیں۔

حضرت ہود علیہ السلام نے جواب دیا قَالَ فرمایا اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ بیشک علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ جانتا ہے کہ اس نے تم پر کب عذاب بھیجنا ہے یہ میرا کام نہیں ہے اور نہ ہی میں اس کی تاریخ سے واقف ہوں۔ میرا کام یہ ہے وَاُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ اور میں پہنچاتا ہوں تمہیں وہ چیز جو پیغام مجھے دیا گیا ہے۔ میں تمہیں توحید کی دعوت دے رہا ہوں، قیامت سے آگاہ کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچا رہا ہوں اور انجام بد سے آگاہ کر رہا ہوں، اپنا فرض منصبی پورا کر رہا ہوں وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ اور لیکن میں تمہیں دیکھ رہا ہوں تم لوگ نادانی کرتے ہو، حماقت کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہو، کفر، شرک پر اڑے ہوئے ہو اور الٹا چیلنج کرتے ہو کہ جو عذاب لانا ہے لے آ۔

قوم عاد پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کا آنا:

احقاف والوں پر اللہ تعالیٰ نے تین سال تک قحط مسلط کر دیا۔ تب قوم نے اپنا ایک وفد مکہ معظمہ بھیجا کہ وہاں جا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اس زمانے میں بیت اللہ کی عمارت حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان کی وجہ سے منہدم ہو گئی تھی مگر اہل

عرب اس کے باوجود بھی اس جگہ کا طواف کرتے تھے اور وہاں جا کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے تھے۔ تو ایک وفد مکہ مکرمہ بھیجا اور خود بتوں سے مانگنے لگے کہ قحط دور کر دو۔ بہرحال ادھر قوم نے دعا کی ادھر وفد نے بارش کے لئے دعا کی تو بادل کا ایک ٹکڑا ان کی طرف متوجہ ہوا۔ قوم عاد والے بڑے خوش ہوئے کہ اب ہماری قحط سالی دور ہوگئی اور بارش ہوگی۔

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ پس جب انہوں نے دیکھا عذاب کو بادل کی شکل میں جو ان کی وادیوں کے سامنے سے آرہا تھا قَالُوْا کہنے لگے هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا یہ بادل ہے جو ہم پر بارش برسائے گا۔ ترمذی شریف میں روایت ہے اس بادل کے ٹکڑے سے بھی آواز آئی:

خُذُوْا رِمَادًا رِمَادًا لَا تَبْقِيْ مِنَ الْاَحَدِ مِنْ عَادٍ.

"یہ سیاہی مائل جلا ہوا بادل لے لو یہ قوم عاد میں سے کسی کو نہیں چھوڑے گا۔"

انہوں نے کانوں سے یہ آواز سنی مگر نہیں مانے اس میں سے اللہ تعالیٰ نے بڑی تیز ہوا چلائی۔ ہوا نے ان کی پانچ پانچ من، چھ چھ من کی لاشوں کو میل میل، دو دو میل دور پھینک دیا۔ ایسے لگتے تھے جیسے کھجوروں کے تنے اکھڑے پڑے ہیں۔ تو فرمایا کہ جب دیکھا انہوں نے عذاب کو بادل کی شکل میں جو ان کی وادیوں کے سامنے سے آرہا تھا تو کہنے لگے یہ بادل ہے ہم پر بارش برسائے گا۔ مگر ادھر سے ارشاد ہوا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ بلکہ یہ وہ عذاب ہے جس کی تم جلدی کرتے تھے کہ لے آؤ وہ چیز جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو رِيْحٌ یہ ہوا ہے تند و تیز فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ اس میں دردناک عذاب ہے۔

تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِاَمْرِ رَبِّهَا جو ملیامیٹ کرتی ہے ہر شے کو اپنے رب کے حکم سے۔ سورۃ الحاقہ میں ہے سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ جو ان پر متواتر سات راتیں اور آٹھ دن تک چلتی رہی حتیٰ کہ فرمایا فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ (آیت:۸) "کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے ہیں ان میں سے کسی ایک فرد کو بھی بچا ہوا۔" فرمایا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ پس صبح کی انہوں نے ان کے ٹھکانوں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں مجرم قوم کو۔ اللہ تعالیٰ نے عاد قوم کا حال عبرت حاصل کرنے کے لئے بیان کیا ہے کہ اتنے قوی بدن والے نہیں بچ سکے تو اے اہل مکہ اگر تم بھی نافرمانی جاری رکھو گے تو تمہارا بھی یہی حشر ہوگا۔

وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا

اور البتہ تحقیق ہم نے ان کو قدرت دی ان چیزوں میں کہ نہیں قدرت دی ہم نے تم کو ان میں اور بنائے ہم نے ان کے لئے

وَّاَبْصَارًا وَّاَفْئِدَةً فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْئِدَتُهُمْ

کان اور آنکھیں پس نہ کام آئے ان کے ان کے کان اور نہ ان کی آنکھیں اور نہ ان کے دل کچھ بھی، اس واسطے کہ وہ انکار

عٓ مِّنْ شَیْءٍ اِذْ كَانُوْا یَجْحَدُوْنَ ۙ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿26﴾

کرتے تھے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا اور گھیر لیا ان کو اس چیز نے جس کے ساتھ وہ ٹھٹھا کرتے تھے۔

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰیٰتِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿27﴾

اور البتہ تحقیق ہم نے ہلاک کیا تمہارے اردگرد کی بستیوں کو اور پھیر پھیر کر بیان کیں ہم نے آیتیں تاکہ یہ لوٹ آئیں۔

فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ؕ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ

پس کیوں نہ مدد کی ان کی انہوں نے جنکو بنایا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے تقرب کے لئے معبود، بلکہ وہ گم ہو گئے ان سے

اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿28﴾ وَاِذْ صَرَفْنَاۤ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ

اور یہ ان کا جھوٹ تھا اور وہ جو افترا کرتے تھے۔ اور جس وقت پھیر دیا ہم نے آپ ﷺ کی طرف ایک گروہ جنات میں

یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْۤا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّوْا

سے سنتے تھے وہ قرآن۔ پس جس وقت وہ جنات حاضر ہوئے تلاوت کے وقت کہنے لگے خاموش رہو۔ پس جب وہ ختم کیا گیا

اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ ﴿29﴾ قَالُوْا یٰقَوْمَنَاۤ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى

وہ پھرے اپنی قوم کی طرف ڈراتے ہوئے۔ کہنے لگے اے ہماری قوم بیشک ہم نے سنی ایک کتاب جو نازل کی گئی موسیٰ علیہ السلام

مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ یَهْدِیْۤ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿30﴾

کے بعد جو تصدیق کرتی ہے ان کتابوں کی جو اس سے پہلے ہیں راہنمائی کرتی ہے حق کی اور سیدھے راستے کی طرف۔

یٰقَوْمَنَاۤ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ یَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَیُجِرْكُمْ

اے میری قوم بات مانو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والے کی اور اس پر ایمان لاؤ بخش دے گا تمہارے گناہ اور پناہ دے

مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿31﴾ وَمَنْ لَّا یُجِبْ دَاعِیَ اللّٰهِ فَلَیْسَ بِمُعْجِزٍ فِی

گا تمہیں دردناک عذاب سے۔ اور جو قبول نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کی بات کو پس وہ نہیں عاجز کرنے والا

الْاَرْضِ وَلَیْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءُ ؕ اُولٰٓىِٕكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿32﴾

زمین میں اور نہ اس کا کوئی کارساز ہے یہ کھلی گمراہی میں ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَبْصَارًا: آنکھیں، فَلَوْلَا نَصَرَهُمْ: پس انہوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی، صَرَفْنَا: ہم نے پھیرا، حَضَرُوْهُ: وہ قرآن کے پاس آئے، یُجِرْكُمْ: وہ تمہیں محفوظ رکھے گا، لَا یُجِبْ: جو قبول نہیں کرتا، بِمُعْجِزٍ: شکست دینے والا۔

ربط:

سابقہ آیات میں قوم عاد پر عذاب کا تذکرہ فرمایا گیا تھا۔اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ مشرکین مکہ کو فرما رہا ہے کہ تم نے بھی اگر احقاف والوں یعنی قوم عاد کی طرح اللہ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت سے انکار کیا اللہ کے احکام کا انکار کیا تو تمہارا بھی یہی انجام ہوگا۔ بعدازاں جنات کے اسلام لانے کا تذکرہ فرمایا جا رہا ہے۔

پہلے انسان کا ذکر تھا کہ یہ اشرف المخلوقات ہو کر نافرمانی کرتا ہے اب جنات کا قصہ انسانوں کے سامنے بیان فرمایا جا رہا ہے کہ باوجود یہ کہ جنات میں خیر کی استعداد کم ہوتی ہے لیکن انہوں نے قرآن کو سننے کے ساتھ ہی کیسے قبول کرلیا۔

تفسیری نکات: اللہ نے انسانوں کو عقل شعور دیا ہے مگر وہ اسے کام میں نہیں لاتے:

وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اور البتہ تحقیق ہم نے ان عذاب میں مبتلا ہونے والی قوموں کو قدرت دی ان چیزوں میں اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ نہیں قدرت دی (اے مشرکین عرب) تم کو ان میں، ان کو جیسے وجود دیئے، جسمانی قوت دی، مال و دولت دی، دنیا کی ترقی کے جتنے اسباب دیئے وہ تمہیں نہیں دیئے۔ سورۃ سبا آیت نمبر ۴۵ میں ہے وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ "اور نہیں پہنچے یہ لوگ اس کے عشر عشیر کو بھی جو ہم نے ان کو دیا۔" مشرکین مکہ کس بات پر اکڑتے ہیں ان کو تو سابقہ قوموں کے مقابلے میں دسواں حصہ بھی مال و دولت اور طاقت نہیں ملی ہے۔ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً اور ہم نے بنائے ان کے لئے کان اور آنکھیں اور دل۔ کان سننے کے لئے، آنکھیں دیکھنے کے لئے، دل غور وفکر کرنے کے لئے۔ کانوں کے ساتھ حق کو سنتے، آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کو دیکھتے، دل کے ذریعے حق کو سمجھتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ عظیم نعمتیں عطا فرمائیں مگر انہوں نے ان کو صحیح طریقے سے استعمال نہیں کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ پس نہ کام آئے ان کے کان اور نہ آنکھیں اور نہ دل کچھ بھی۔ کسی چیز نے ان کو فائدہ نہ دیا۔ یہ لوگ اندھے، بہرے بن گئے حق کو قبول کرنے کی بجائے انبیائے کرام علیہم السلام کی مخالفت شروع کردی اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اس واسطے کہ وہ انکار کرتے تھے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا۔ وہ اندھے اور بہرے ہو چکے تھے وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ اور گھیر لیا ان کو اس چیز نے جس کے ساتھ وہ تمسخر کرتے تھے۔ وہ قیامت کا، اللہ تعالیٰ کی گرفت کا مذاق اڑاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب نے ان کو گھیر لیا۔ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى اور البتہ تحقیق ہم نے ہلاک کیا تمہارے اردگرد کی بستیوں کو۔ قوم ثمود، قوم لوط کو تباہ کیا۔ مکے والے جب شام کے تجارتی سفر پر جاتے تھے تو ان قوموں کی تباہ شدہ اور اجڑی ہوئی بستیوں پر سے گزر کر جاتے تھے۔ ان کی طرف دیکھ کر عبرت حاصل کرو یہ لوگ بھی تمہاری طرح نافرمان تھے لہٰذا ان کو ہم نے ہلاک کیا اور تم ان کے حالات سے واقف ہو۔

تباہ شدہ قوموں کی اُن کے جھوٹے معبودوں نے کوئی مدد نہ کی:

وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ اور ہم پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں آیات کو، دلائل کو تاکہ یہ لوٹ آئیں

ہدایت کی طرف اور کفر، شرک چھوڑ دیں۔ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ پس کیوں نہ مدد کی ان لوگوں کی ان جھوٹے خداؤں نے اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً جن کو بنایا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے تقرب کے لئے معبود۔ تمام پرانے اور نئے مشرکوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا بہت سے معبود بنا رکھے تھے جن کے متعلق ان کا عقیدہ تھا مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (الزمر: ۳) "ہم تو ان کی عبادت محض اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا تقرب دلاتے ہیں" بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ بلکہ وہ تو گم ہو گئے ان سے۔ ان میں سے تو کوئی نظر ہی نہ آیا وہ کیا مدد کرتے۔ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ اور یہ تو ان کا جھوٹ تھا کہ فلاں اللہ تعالیٰ کا شریک ہے اور فلاں اللہ تعالیٰ کا شریک ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے اختیارات دے رکھے ہیں اور وہ ہماری مدد کر سکتے ہیں۔ حالانکہ یہ جھوٹے معبودان باطلہ نہ کسی کی پکار سنتے ہیں اور نہ کسی کی مدد کر سکتے ہیں وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ اور وہ جو افترا کرتے تھے جو من گھڑت باتیں کرتے تھے اور کرتے ہیں سب جھوٹ کا پلندہ ہیں جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے لہٰذا صرف اسی کی عبادت کرو اور اسی کو پکارو، اسی سے مانگو۔

جنات کا اسلام قبول کرنا:

اس آیت مبارکہ کا شان نزول بخاری شریف کی روایت کے پیش نظر یہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت ملی تو اس وقت سے آسمان پر پہرے سخت ہو گئے یہ جنات شیطان اوپر جا کر کے فرشتوں کی باتیں سن لیتے تھے۔ جس دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت ملی اسی دن سے پہرے سخت ہو گئے۔ جنات میں یہ بات پھیلی کہ ہم پہلے آسمان دنیا پر آتے تھے جاتے تھے سنتے تھے اور اتنی سختی نہ تھی اب اتنی سختی ہو گئی ہے تو اس کی کیا وجہ ہے اس کی وجہ تلاش کرو تو نصیبین ایک مقام ہے جزائر میں اور بعض نے نینوا بھی لکھا ہے عراق میں ایک جگہ ہے تو وہاں ان کی بڑی کانفرنس ہوئی، انہوں نے غور کیا کہ یہ پابندی ہم پر کیوں لگی اس کی وجہ تلاش کرنے کیلئے مختلف علاقوں میں جنوں کے وفود بھیجے گئے انہی وفود میں سے ایک وفد عرب کے علاقہ میں تہامہ کے مقام پر گیا وفد میں شامل پانچ جنوں کے نام ابن درید رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ہمیں ملتے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

① منشئ، ② ناشی، ③ مناصین، ④ ماضر، ⑤ الاحقب

اس وقت پانچ نمازیں فرض نہیں ہوئی تھیں۔ لیکن مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان ایک مقام ہے بطن نخلہ اس مقام پر فجر کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھ رہے تھے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کر رہے تھے وہ جنات کا وفد جو اس علاقے میں مقرر تھا وہ اُس وقت وہاں پہنچ گیا انہوں نے قرآن سنا۔ سننے کے بعد انہوں نے حق پہچان لیا اور مسلمان ہو گئے اور وجہ سمجھ گئے کہ اب یہ وحی اتر رہی ہے اس لئے آسمان پر جنوں اور شیاطین کے جانے پر سختی ہو گئی ہے اور پہرے سخت کر دیے گئے ہیں۔

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ اور جس وقت پھیر دیا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک گروہ جنات میں سے متوجہ کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت چند ساتھیوں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تبلیغ کے سلسلے میں طائف کے سفر پر تھے يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ وہ جنات قرآن بڑے غور سے سنتے تھے فَلَمَّا حَضَرُوْهُ پس جس وقت وہ حاضر ہوئے تلاوت کے وقت قَالُوْٓا کہا انہوں نے ایک دوسرے کو اَنْصِتُوْا خاموش رہو۔ قرآن پاک کے آداب میں سے ہے کہ جب قرآن کریم پڑھا جائے تو اس کو خاموشی کے ساتھ سنا جائے۔ پھر نماز میں ہوں تو سننا فرض اور واجب ہے۔ تو جنات نے ایک دوسرے کو کہا خاموش رہو فَلَمَّا قُضِيَ پس جس وقت قرآن کریم کی تلاوت پوری کر لی گئی وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ وہ پھرے اپنی قوم کی طرف ڈراتے ہوئے۔ یہاں سے واپس جا کر اپنی قوم کو رپورٹ پیش کی قَالُوْا کہنے لگے يٰقَوْمَنَآ اے ہماری قوم اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا بیشک ہم نے سنی ہے ایک کتاب اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى جو نازل کی گئی موسیٰ علیہ السلام کے بعد۔ عیسیٰ علیہ السلام کا نام نہیں لیا اس کی وجہ بعض حضرات تو یہ بتاتے ہیں کہ جنات یہودی تھے اس لئے موسیٰ علیہ السلام کا نام لیا اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ نہیں اصل بات یہ ہے کہ مرکزی کتاب تو تورات ہی تھی انجیل کی حیثیت ضمیمے کی تھی جیسے اخبار شائع ہوتا ہے اور بعد میں ضمیمہ شائع کرتے ہیں۔

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ جو تصدیق کرنے والی ہے ان کتابوں کی جو اس سے پہلے ہیں۔

تورات، انجیل، زبور کی تصدیق کرتی ہے اور دیگر آسمانی صحیفوں کی تصدیق کرتی ہے يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ یہ کتاب حق کی راہنمائی کرتی ہے وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ اور سیدھے راستے کی راہنمائی کرتی ہے لہٰذا يٰقَوْمَنَآ اے میری قوم اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ بات مان لو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم تو وہیں اُن پر ایمان لے آئے ہیں اور اب تمہیں دعوت دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سچے داعی کی بات مان لو وَاٰمِنُوْا بِهٖ اور اُن پر ایمان لے آؤ۔ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔ اب تک جو گناہ تم نے کیے ہیں وہ اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ اور تمہیں پناہ دے گا پروردگار دردناک عذاب سے۔ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ اور جو قبول نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والے کی بات کو فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ پس وہ نہیں ہے عاجز کرنے والا زمین میں اللہ تعالیٰ کو۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کو ٹال نہیں سکتا۔ اور یاد رکھنا! وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ اور نہیں اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے نیچے کوئی کارساز، کوئی ساتھی، کوئی پناہ دینے والا۔ اے ہماری قوم! اللہ تعالیٰ کے داعی پر ایمان لاؤ تمہاری نجات اسی میں ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے داعی کی بات نہیں مانتے اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ یہی لوگ ہیں کھلی گمراہی میں۔ یہ جنات کی تقریر ہے جو انہوں نے بطن نخلہ کے مقام پر مسلمان ہونے کے بعد واپس جا کر نصیبین کے مقام پر اپنے دیگر جنات بھائیوں کو دعوت اسلام دیتے ہوئے کی۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ

کیا یہ نہیں دیکھتے بیشک اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے پیدا کیے آسمان اور زمین اور تھکا نہیں ان کو پیدا کرنے کی وجہ سے

بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ؕ بَلٰۤى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۳﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ

اللہ تعالیٰ قادر ہے اس بات پر کہ وہ زندہ کرے مردوں کو، کیوں نہیں بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور جس دن پیش کیے جائیں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ قَالَ

گے وہ لوگ جو کافر ہیں آگ پر، کیا یہ دوزخ حق نہیں ہے وہ کہیں گے کیوں نہیں ہمارے رب کی قسم، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے

فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۴﴾ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ

پس چکھو تم عذاب اس وجہ سے کہ تم کفر کرتے تھے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبر کریں جیسے صبر کیا بڑی ہمت والے پیغمبروں نے

مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی نہ کریں ان کے لئے گویا کہ جس دن وہ دیکھیں گے اس عذاب کو جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے کہ وہ

لَمْ يَلْبَثُوْۤا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ؕ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ ع

نہیں ٹھہرے مگر ایک ہی گھڑی دن میں۔ یہ پہنچا دینا ہے پس نہیں ہلاک کی جائے گی مگر وہ قوم جو نافرمان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

بِخَلْقِهِنَّ: ان کے پیدا کرنے میں، لَا تَسْتَعْجِلْ: جلدی نہ کیجیے۔

ربط:

اس سے قبل انسانوں میں سے احقاف والوں یعنی قوم عاد کا ذکر فرمایا گیا کہ وہ سرکش اور نافرمان تھے اس لیے عذاب کے مستحق ٹھہرے اور بعد ازاں جنات کا ذکر فرمایا گیا جو کہ قرآن سن کر ایمان لے آئے جو سلیم الفطرت تھے اب دوبارہ اللہ کی توحید اور قیامت کے دن نافرمانوں کے اقرار حق کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: اللہ کی وحدانیت اور خالقیت کا بیان:

اَوَلَمْ يَرَوْا کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کہ بیشک اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے پیدا کیے آسمان اور زمین۔ اس بات کا انکار کرنے والا تو کافروں، مشرکوں کا ایک فرد بھی نہیں تھا کہ آسمان و زمین اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور نے پیدا کیے ہیں وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ اور وہ نہیں تھکا ان کو پیدا کرنے کی وجہ سے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ بِقٰدِرٍ قادر ہے عَلٰۤى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى کہ وہ زندہ کرے مردوں کو۔ جس نے زمین آسمان پیدا کیے

ہیں، دریا پہاڑ پیدا کیے ہیں وہ رب مردوں کو دوبارہ زندہ نہیں کرسکتا بَلٰی کیوں نہیں وہ قادر ہے اِنَّهٗ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَیَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ اور جس دن پیش کیے جائیں گے وہ لوگ جو کافر ہیں آگ پر۔ قیامت والے دن جنت بھی سامنے ہوگی اور دوزخ بھی سامنے ہوگی وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ (الشعراء:٩٠) "اور قریب کر دی جائے گی جنت متقیوں کے وَبُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ لِلْغٰوِیْنَ "اور ظاہر کر دیا جائے گا دوزخ کو گمراہوں کے لئے۔" ابھی اللہ تعالیٰ کی عدالت میں حساب کتاب میں ہوں گے کہ جنت بھی سامنے اور دوزخ بھی سامنے کر دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا اَلَیْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ کیا یہ دوزخ حق ہے؟ اس وقت قَالُوْا کہیں گے بَلٰی کیوں نہیں حق ہے وَرَبِّنَا ہمارے رب کی قسم ہے۔ آج تو کہتے ہیں مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ قیامت کب آئے گی

یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰىهَا (النازعات ٤٢) "یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ وہ کب قائم ہوگی۔" تو آج تو یہ باتیں کرتے ہیں وہاں سب کچھ مان جائیں گے کیونکہ ہر شے سامنے نظر آرہی ہوگی قَالَ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ پس چکھو تم عذاب اس لیے کہ تم انکار کرتے تھے، کفر کرتے تھے۔ دوزخ کا، جنت کا، قیامت کا، اللہ تعالیٰ کی توحید کا، رسالت کا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبر کرنے کا حکم:

فَاصْبِرْ پس آپ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی باتوں پر صبر کریں كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ جیسے صبر کیا بڑی ہمت والے پیغمبروں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے۔ نوح علیہ السلام جب لوگوں کو توحید کی دعوت دیتے تو لوگ ان کو پاگل کہہ کر دھکے دے کر نکال دیتے تھے وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ (القمر) "اور کہا انہوں نے یہ دیوانہ ہے اور جھڑک دیا۔" اور حضرت صالح علیہ السلام کو کہا هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ (القمر) "یہ بڑا جھوٹا اور شرارتی ہے" وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ اور ان کے لئے جلدی نہ کریں عذاب کے مانگنے میں۔ ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب وہ وقت آئے گا ان کی حالت دیکھنے والی ہوگی۔ فرمایا كَاَنَّهُمْ یَوْمَ یَرَوْنَ مَا یُوْعَدُوْنَ گویا کہ جس دن وہ دیکھیں گے عذاب کو جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ قیامت والے دن کافر دوزخ کے عذاب میں جلیں گے وہ یوں محسوس کریں گے لَمْ یَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ کہ نہیں رہے وہ دنیا میں مگر ایک ہی گھڑی دن میں مثلاً: دن کے چوبیس گھنٹے ہیں تو کہیں گے ہم دنیا میں ایک ہی گھنٹہ رہے ہیں۔ واقعی آخرت کی لمبی زندگی کے مقابلے میں دنیا کی زندگی گھنٹہ، منٹ اور سیکنڈ بھی نہیں ہے۔

بَلٰغٌ یہ پہنچا دینا ہے۔ ہم نے حق بات تم تک پہنچا دی ہے۔ اے مکہ والو! اور اے تمام دنیا کے لوگو! کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے خبر نہیں ہوئی فَهَلْ یُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ پس نہیں ہلاک کی جائے گی مگر وہ قوم جو نافرمان ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے احکام نہیں مانتے وہ ہلاک ہوں گے۔ دنیا میں بھی ہلاکت، قبر میں بھی ہلاکت، آخرت میں بھی ہلاکت۔

سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَدَنِيَّةٌ

اس سورۃ کا نام سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی پر اس سورۃ کا نام رکھا گیا ہے۔اس سورۃ کا دوسرا نام سورۃ قتال بھی ہے۔ یہ سورۃ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ترتیب قرآنی کے مطابق اس کا سینتالیسواں (۴۷) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس کا نمبر پچانوے (۹۵) ہے یعنی اس سے قبل چورانوے (۹۴) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔اس کی آیات کی تعداد اڑتیس (۳۸) اور رکوع کی تعداد چار (۴) ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝۱

وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا اور روکا انہوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے سے اللہ تعالیٰ نے ضائع کر دیئے ان کے اعمال۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل کیے اچھے اور ایمان لائے اس چیز پر جو اتاری گئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور وہ حق ہے ان کے رب کی

مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝۲ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ

طرف سے اللہ تعالیٰ مٹا دیتا ہے ان سے ان کے گناہ اور درست کر دے گا ان کے حال کو۔ یہ اس لیے کہ بیشک وہ لوگ جنہوں

كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ

نے کفر کیا انہوں نے پیروی کی باطل کی اور بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے انہوں نے اتباع کیا حق کا جو ان کے رب کی طرف

كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۝۳ فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

سے ہے اسی طرح بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے ان کے حالات۔پس جب تمہارا مقابلہ ہو ان لوگوں سے جو کافر

فَضَرْبَ الرِّقَابِ ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا

ہیں پس مارنا ہے ان کی گردنوں کو یہاں تک کہ جب تم خوب خون ریزی کر چکو پس باندھو تم مضبوطی سے باندھنا پس پھر یا تو

مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۚۛ ذٰلِكَ ۭ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ

احسان کرنا اس کے بعد اور یا فدیہ ہوگا یہاں تک کہ رکھ دے لڑائی اپنے ہتھیار۔ یہ ایسا ہی ہونا چاہیے اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے

وقد يبتدأ بقوله ذلك ولكن حسن اتصاله بما قبله يوقف على ذلك ١٢

لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَاْ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ؕ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ

البتہ بدلہ لے ان سے لیکن وہ آزماتا ہے تم میں سے بعض کو بعض کے ساتھ اور وہ لوگ جو قتل کیے گئے اللہ تعالیٰ کے راستے میں

اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝

پس ہرگز نہیں ضائع کرے گا ان کے اعمال کو۔ بہ تاکید ان کو ہدایت دے گا اور درست کرے گا ان کے حال کو۔

وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝

اور داخل کرے گا ان کو اللہ تعالیٰ جنت میں جس کی ان کو پہچان کرادی ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

كَفَّرَ: اس نے مٹا دیئے، بَالَهُمْ: ان کی حالت، اَمْثَالَهُمْ: ان کے حالات، فَضَرْبَ: (تو) مارنا، اَثْخَنْتُمُوْهُمْ: تم ان کی خونریزی کر چکو، فَشُدُّوْا: مضبوط (باندھو)، اَلْوَثَاقَ: باندھنا، فِدَآءً: معاوضہ لے کر چھوڑنا، اَوْزَارَهَا: اپنے ہتھیار، لِيَبْلُوَاْ: تاکہ وہ امتحان لے۔

ربط:

سبق الغایات میں یہ ربط تحریر کیا گیا ہے کہ سابقہ سورۃ کے آخر میں تھا فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ کہ نہیں ہلاک کیے جائیں گے مگر فاسق لوگ۔ تو یہ آیت سن کر کفار کہتے تھے کہ تم کہتے ہو کہ ہم ہلاک کیے جائیں گے حالانکہ ہم اچھے کام کرتے ہیں۔ حاجیوں کو کھانا کھلاتے ہیں پانی پلاتے ہیں ان کی رہائش کا بندوبست کرتے ہیں ان اچھے کاموں کا ہمیں کوئی بدلہ نہیں ملے گا۔ تو اس سورۃ کے آغاز میں ہی کفار کے اس قول کی تردید کی جارہی ہے۔

تفسیری نکات: کفار کے تمام نیک اعمال قیامت میں ان کے کام نہ آئیں گے:

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وہ لوگ جو کافر ہیں اور روکتے ہیں دوسروں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ اللہ تعالیٰ نے ضائع کر دیئے ان کے اعمال، کفر تمام اعمال کو برباد کرنے والا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور محض ایمان ہی نہیں وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے عمل بھی اچھے کیے وَاٰمَنُوْا اور ایمان لائے بِمَا اس چیز پر نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ جو اتاری گئی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔ ان تمام چیزوں پر ایمان لائے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کی گئیں وَّهُوَ الْحَقُّ اور جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا ہے وہ حق ہے مِنْ رَّبِّهِمْ ان کے رب کی طرف سے۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسم مبارک کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر:

قرآن کریم میں چار مقامات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی آیا ہے

[۱]...... وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ [آل عمران:۱۴۴]

[۲]...... مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ [الاحزاب:۴۰]

[۳]...... وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ [محمد ﷺ:۲]

[۴]...... مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ [الفتح:۲۹]

اوراس کےعلاوہ اسم گرامی ''احمد ﷺ'' اِسْمُهٗۤ اَحْمَدُ سورۃ الصف آیت نمبر ۲۸ میں آیا ہے۔

كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ اللہ تعالیٰ مٹا دیتا ہے ان سے ان کے گناہ۔ ایمان اور نیکی کی بدولت اللہ تعالیٰ ان کی خطائیں ازخود معاف کردیتا ہے وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ اور درست کردے گا ان کے حال کو۔ روز بہ روز دینی لحاظ سے ان کی حالت اچھی سے اچھی کرے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ کافروں کے اعمال اکارت کردیتا ہے اور جو ایمان والے ہیں اور آنحضرت ﷺ کے دین کو دل وجان سے تسلیم کرتے ہیں، اچھے عمل کرتے ہیں ان کی حالت اللہ تعالیٰ روز بہ روز اچھی کرتے جاتے ہیں۔

ذٰلِكَ کافروں کے عمل کیوں ضائع ہوئے اور مومنوں کے گناہ کیوں مٹا دیئے جاتے ہیں؟ یہ اس وجہ سے بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ کہ بیشک وہ لوگ جو کافر ہیں انہوں نے پیروی کی باطل کی۔ اس لیے ان کے اعمال بھی باطل ہوئے وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ اور بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے انہوں نے اتباع کیا حق کا اپنے رب کی طرف سے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ ان کی خطائیں معاف کردیتا ہے ان کے درجے بلند کردیتا ہے اور ان کی حالت درست کردیتا ہے كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ ان کے حالات کہ کافروں کا یہ حال ہوگا اور مومنوں کا یہ حال ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ چونکہ حق اور باطل کی ٹکر ہمیشہ سے ہوتی رہی ہے اور قیامت تک ہوتی رہے گی لہٰذا اب جہاد کے کچھ نکات بیان فرمائے جارہے ہیں۔

جہاد کے کچھ اہم نکات:

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا پس جب تمہاری ملاقات ہو کافروں کے ساتھ۔ یعنی جب تمہارا مقابلہ ہو کافروں سے میدان جنگ میں فَضَرْبَ الرِّقَابِ پس مارنا ہے کافروں کی گردنوں کا، نرمی نہیں کرنی، سورۃ الانفال آیت ۵۷ میں ہے فاما تثقفنهم فی الحرب. پس اگر آپ ﷺ قابو پالیں ان پر لڑائی میں فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ پس ان کو ایسی عبرت ناک سزا دو کہ ان کے پچھلوں کے لیے بھی عبرت بن جائے۔ تو فرمایا کہ جب کافروں کے ساتھ تمہارا ٹکراؤ ہو تو ان کی گردنیں اڑا دو ان کے ساتھ نرمی نہ کرو حَتّٰۤى اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ یہاں تک کہ جب تم نے ان کی خوب خون ریزی کردی اور وہ تمہارے قابو میں آگئے تو تمہارے پاس جو قیدی ہیں فَشُدُّوا الْوَثَاقَ پس باندھ دو تم مضبوطی سے باندھنا۔ اور ان کا سارا انتظام تمہارے ذمہ ہے۔ انہیں کھلانا پلانا ان کی حفاظت کرنا۔ وہ تمہارے پاس امانت ہیں جب

تک ان کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہوتا ان پر جو تم خرچ کرو گے اس کا تمہیں اجر ملے گا۔قیدی کے ساتھ سختی کرنے کا اسلام قائل نہیں ہے۔

فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً پھر یا تو احسان کرنا اس کے بعد یا فدیہ ہوگا۔تو ایک صورت یہ ہے کہ کافروں پر احسان کردو اور بلا معاوضہ قیدیوں کو رہا کردو اگر تم اس میں خیر کی امید رکھتے ہو۔

دوسری صورت یہ ہے کہ معاوضہ لے کر قیدیوں کو رہا کردو۔تیسری صورت یہ ہے کہ قیدیوں کا تبادلہ کرلو اپنے قیدی ان سے لے لو اور ان کے قیدی ان کو دے دو۔

اور چوتھی صورت یہ ہے کہ قیدیوں کو غلام اور لونڈیاں بنالو۔پھر امیر لشکر مجاہدین میں ان کو تقسیم کرے گا۔

حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا، اَوْزَار، وِزْرٌ کی جمع ہے۔وِزْرٌ کا معنی ہے بوجھ، مراد ہتھیار ہے۔یہاں تک کہ لڑائی رکھ دے۔اپنے ہتھیار ذٰلِكَ یہ اسی طرح ہونا چاہیے جس طرح ہم نے بتایا ہے۔آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَوْ یَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے البتہ بدلہ لے ان سے۔خود براہ راست انتقام لے سکتا ہے، کسی آفت کے ذریعے ان کو ہلاک کردے جیسے عاد وثمود قوم کو تباہ کیا، قوم لوط کو تباہ کیا۔مگر جنگ کی ایک حکمت یہ ہے کہ وَلٰكِنْ لِّیَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ لیکن اللہ تعالیٰ آزماتا ہے تم میں سے بعض کو بعض کے ساتھ یعنی جہاد کے ذریعے تمہارا امتحان لیتا ہے کہ صرف باتیں ہی بناتے ہو یا اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر کفار سے جہاد بھی کرتے ہو۔پھر یہ ہے کہ بعض کو اس نے شہید کا درجہ دینا ہے بعض کو غازی بنانا ہے کچھ تم بھی کرو جنت اتنی سستی اور آسان چیز نہیں ہے۔تمہیں درجے دینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم فرمایا ہے ورنہ وہ تمہارا محتاج نہیں ہے وہ ایک لمحے میں کفار کو اور ان کی تمام قوتوں کو ختم کرسکتا ہے وَالَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

اور وہ لوگ جو قتل کیے گئے اللہ تعالیٰ کے راستے میں، شہید ہوئے فَلَنْ یُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ پس ہرگز نہیں ضائع کرے گا اللہ تعالیٰ ان کے اعمال۔شہید کے ہر عمل کا بدلہ سات سو اور سات سو سے اوپر ہے سَیَهْدِیْهِمْ وَیُصْلِحُ بَالَهُمْ اور درست کرے گا ان کے حال کو وَیُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ اور اللہ تعالیٰ ان کو داخل کرے گا جنت میں عَرَّفَهَا لَهُمْ جس کی ان کو پہچان کرادی ہے۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْكُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝ وَالَّذِیْنَ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر تم اللہ کی مدد کرو گے وہ تمہاری مدد کرے گا اور ثابت رکھے گا تمہارے قدموں کو۔اور وہ لوگ

كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

جنہوں نے کفر کیا پس ہلاکت ہے ان کے لیے اور ضائع کردیا اس نے ان کے اعمال کو۔یہ اس وجہ سے کہ بیشک انہوں نے

كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

ناپسند کیا اس چیز کو جو اللہ نے نازل کی پس ضائع کر دیئے اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال۔ کیا پس انہوں نے سیر نہیں کی زمین میں

فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۫ وَلِلْكٰفِرِيْنَ

پس دیکھتے کیسا ہوا انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے گزرے ہیں ہلاکت ڈالی اللہ تعالیٰ نے ان پر اور کافروں کے لیے ایسی

اَمْثَالُهَا ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى

ہی مثالیں ہیں۔ یہ اس وجہ سے کہ بیشک اللہ تعالیٰ کارساز ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے اور بیشک جو کافر ہیں ان کا کوئی مددگار

لَهُمْ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

نہیں ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ داخل کرے گا ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کیے اچھے ایسے باغوں میں بہتی ہیں

الْاَنْهٰرُ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ

جن کے نیچے نہریں، اور وہ لوگ جو کافر ہیں وہ فائدہ اٹھاتے ہیں اور کھاتے ہیں جیسے جانور کھاتے ہیں اور دوزخ کی آگ ان کا

مَثْوًى لَّهُمْ ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ

ٹھکانا ہے۔ اور کتنی ہی بستیاں وہ زیادہ سخت تھیں قوت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بستی سے جس بستی والوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالا ہم

اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ۝ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ

نے ان کو ہلاک کیا پس ان کے لیے کوئی مددگار نہیں۔ کیا پس وہ شخص جو ہے واضح دلیل پر اپنے رب کی طرف سے اس کی طرح

زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ۝

ہے مزین کر دیا گیا اس کے لیے اس کا برا عمل اور انہوں نے پیروی کی خواہشات کی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِنْ تَنْصُرُوْا: اگر تم مدد کرو گے، اَقْدَامَكُمْ: تمہارے قدم، فَتَعْسًا: (تو) تباہ ہے، دَمَّرَ: اس نے تباہ کر دیا، يَتَمَتَّعُوْنَ: وہ عیش کر رہے ہیں، قَرْيَتِكَ: آپ کی بستی، اَخْرَجَتْكَ: آپ کو بے گھر کر دیا، نَاصِرَ: مددگار۔

ربط:

سابقہ آیات میں جہاد کا ذکر تھا۔ یہاں جہاد کرنے والوں کی تعریف اور کفار کے اعمال کے ضائع ہو جانے کا تذکرہ فرمایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: اللہ کی مدد و نصرت، کن کو ملتی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ اگر تم مدد کرو گے اللہ تعالیٰ کی يَنْصُرْكُمْ

اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے مراد اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد ہے اور دین کی مدد کا مطلب ہے دین پر چلو، دین کو مانو اور قبول کرو۔ دین کو قبول کرنا اور دین پر چلنا یہ دین کی مدد ہے تو اگر تم دین پر چلو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ اور ثابت رکھے گا تمہارے قدموں کو دشمن کے مقابلے میں۔ افراد کی قلت و کثرت کا کوئی سوال نہیں ہے۔ اور نہ ہی اسلحہ کے تھوڑے زیادہ ہونے سے کوئی فرق پڑتا ہے۔ بیشک تم تعداد میں تھوڑے ہو اور اسلحہ بھی تمہارے پاس تھوڑا ہے مگر تم دین پر چلنے والے ہو دین پر کار بند ہو تو اللہ تعالیٰ کا تمہارے ساتھ وعدہ ہے کہ وہ تمہاری مدد کرے گا اور تم کامیاب ہو گے۔

اللہ نے کافروں کے نیک اعمال ضائع کر دیئے ہیں:

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور وہ لوگ جو کافر ہیں فَتَعْسًا لَّهُمْ پس ہلاکت ہے ان کے لیے وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے۔ وہ چاہے مسجد حرام کی خدمت کریں، حاجیوں کو پانی پلائیں، صدقہ خیرات کریں، یتیموں کی نگہداشت کریں، بیوہ عورتوں کی نگرانی (دیکھ بھال) کریں۔ کتنے ہی اچھے کام کریں لیکن چونکہ ایمان نہیں ہے لہٰذا ان کے اعمال ضائع کر دیئے گئے۔ کیونکہ نیکی کے باقی رہنے کا مدار ایمان پر ہے ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ یہ عمل ان کے اس وجہ سے اکارت ہوئے کہ بیشک انہوں نے كَرِهُوْا ناپسند کیا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اس چیز کو جو اللہ تعالیٰ نے نازل کی۔ قرآن پاک کی آیات۔ قرآن پاک کے بارے میں کفار و مشرکین کہتے ہیں۔

لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ. اس قرآن کو نہ سنو اور شور مچاؤ۔ اور سورۃ الانعام آیت نمبر ۲۶ میں ہے۔

وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْـَٔوْنَ عَنْهُ. اور وہ روکتے ہیں منع کرتے ہیں اس سے اور خود بھی دور ہوتے ہیں۔

فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ پس اللہ تعالیٰ نے اکارت کر دیئے ان کے اعمال اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ کیا پس انہوں نے سیر نہیں کی زمین میں، چلے پھرے نہیں زمین میں فَيَنْظُرُوْا پس دیکھ لیتے كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کیسا ہوا انجام، کیا حشر ہوا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے گزرے ہیں۔ مکہ والے تاجر پیشہ لوگ تھے۔ کبھی یمن جاتے تھے اور کبھی شام جاتے تھے۔ راستے میں کہیں لوط علیہ السلام کی تباہ شدہ بستیاں تھیں اور کہیں شعیب علیہ السلام کی اور کہیں قوم عاد اور قوم ثمود کی بستیاں تھیں اور کہیں قوم تبع کی۔ تو کیا یہ ان کے پاس سے نہیں گزرتے، ان کا حال نہیں دیکھتے دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ہلاکت ڈالی اللہ تعالیٰ نے ان پر وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا اور کافروں کے لیے ایسی ہی مثالیں ہیں کہ کبھی غرق ہوں گے، کبھی زلزلے آئیں گے، کبھی سیلاب آئیں گے، کبھی کسی طرح کا عذاب اور کبھی کسی طرح کا عذاب مسلط ہوگا۔

اللہ مومنین کا کارساز ہے:

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ یہ اس وجہ سے کہ بیشک اللہ تعالیٰ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کارساز ہے، آقا ہے ایمان والوں کا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ اور بیشک کافروں کا کوئی حقیقی آقا نہیں ہے۔ وہ ملک کے لیے لڑیں گے، پیسوں کے لیے لڑیں

گے، اپنے جھوٹے عزت ووقار کے لیے لڑیں گے اور مومن اللہ تعالیٰ کے واسطے لڑتے ہیں۔ قتل ہو گئے تو شہید، بچ گئے تو غازی اور جنت کے وارث ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ يُدۡخِلُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بیشک اللہ تعالیٰ داخل کرے گا ان لوگوں کو جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کیے اچھے جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ باغات میں بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا اور وہ لوگ جو کافر ہیں يَتَمَتَّعُوۡنَ وہ فائدہ اٹھاتے ہیں دنیا کے ساز وسامان سے۔ انہیں آخرت کی کوئی فکر نہیں وَيَاۡكُلُوۡنَ كَمَا تَاۡكُلُ الۡاَنۡعَامُ اور وہ کھاتے ہیں جیسے جانور کھاتے ہیں، جانوروں کی طرح اُن کا کھانا پینا ہے وَالنَّارُ مَثۡوًى لَّهُمۡ اور دوزخ کی آگ ان کا ٹھکانا ہے۔

مکہ والوں کو تنبیہ:

وَكَاَيِّنۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ اور کتنی ہی بستیاں تھی وہ زیادہ سخت تھیں هِىَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنۡ قَرۡيَتِكَ قوت کے لحاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بستی مکہ مکرمہ سے الَّتِىۡۤ اَخۡرَجَتۡكَ جس بستی کے رہنے والوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالا ہے۔ بہت سی بستیاں تھیں جن کے رہنے والے زیادہ طاقتور تھے اس بستی کے رہنے والوں سے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالا ہے یعنی مکہ مکرمہ والوں سے۔

تو فرمایا جس بستی والوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالا ہے اس سے زیادہ طاقتور تھیں وہ بستیاں اَهۡلَكۡنٰهُمۡ ہم نے ان کو ہلاک کر دیا فَلَا نَاصِرَ لَهُمۡ پس ان کے لیے کوئی مددگار نہیں کسی نے ان کی مدد نہ کی۔ مکہ والوں کی بھی ہلاکت ایسے ہی ہوئی کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا مشورہ کرنے والے تھے سب کے سب بدر میں مارے گئے۔

اَفَمَنۡ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنۡ رَّبِّهٖ کیا پس وہ شخص جو واضح دلیل پر ہے اپنے رب کی طرف سے۔ مومن اپنے رب کی طرف سے واضح دلیل پر ہے قرآن پاک سے بڑی کوئی دلیل نہیں ہے اور اسلام سے زیادہ سچا مذہب کوئی نہیں ہے۔ یہ جو واضح دلیل پر ہے كَمَنۡ اس شخص کی طرح ہو جائے گا؟ زُيِّنَ لَهٗ سُوۡٓءُ عَمَلِهٖ جس کے لیے مزین کر دیا گیا اس کا برا عمل۔ شیطان نے اُن کفار ومشرکین کے لیے برا عمل مزین کیا ہے اور وہ برے کاموں میں لگے ہوئے ہیں، برے عقائد رکھتا ہے۔ کیا جو واضح دلیل پر ہے اپنے رب کی طرف سے وہ اور یہ کافر برابر ہوں گے جن کے لیے شیطان نے برے عمل مزین کیے ہیں وَاتَّبَعُوۡۤا اَهۡوَآءَهُمۡ اور انہوں نے پیروی کی خواہشات کی۔ یہ اپنی خواہشات پر چلتے ہیں اور ایمان والا اپنے رب کے مطیع وفرمانبردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کے فرماں بردار ہیں جب کہ یہ کفار ومشرکین اپنے نفس کے پیروکار ہیں۔ کیا یہ دونوں گروہ آپس میں برابر ہو جائیں گے؟

مَثَلُ الۡجَنَّةِ الَّتِىۡ وُعِدَ الۡمُتَّقُوۡنَ ؕ فِيۡهَاۤ اَنۡهٰرٌ مِّنۡ مَّآءٍ غَيۡرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنۡهٰرٌ

مثال اس جنت کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے پرہیزگاروں کے ساتھ اس میں نہریں ہیں ایسے پانی کی جو بدبودار نہیں ہوگا اور نہریں

مِّنۡ لَّبَنٍ لَّمۡ يَتَغَيَّرۡ طَعۡمُهٗ ۚ وَاَنۡهٰرٌ مِّنۡ خَمۡرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيۡنَ ۚ وَاَنۡهٰرٌ

ہیں ایسے دودھ کی جس کا مزہ تبدیل نہیں ہوگا اور نہریں ہیں ایسی شراب کی جو لذت دینے والی ہے پینے والوں کو اور نہریں ہیں

مِّنۡ عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ وَلَهُمۡ فِيۡهَا مِنۡ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغۡفِرَةٌ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ ؕ

ایسے شہد کی جو صاف کیا ہوا ہے۔ اور ان کے لیے ان بہشتوں میں ہر قسم کے پھل ہیں اور بخشش ہے ان کے رب کی طرف

كَمَنۡ هُوَ خَالِدٌ فِى النَّارِ وَسُقُوۡا مَآءً حَمِيۡمًا فَقَطَّعَ

سے۔ کیا یہ برابر ہوں گے اس کے جو ہمیشہ رہنے والا ہوگا آگ میں اور پلایا جائے گا ان کو پانی کھولتا ہوا پس وہ کاٹ دے گا

اَمۡعَآءَهُمۡ ۝۱۵ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّسۡتَمِعُ اِلَيۡكَ ۚ حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوۡا

ان کی آنتوں کو۔ اور بعضے ان میں سے وہ ہیں جو کان لگا کے رکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہاں تک کہ جب وہ نکلتے ہیں

مِنۡ عِنۡدِكَ قَالُوۡا لِلَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۟ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ طَبَعَ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے کہتے ہیں ان لوگوں کو جن کو علم دیا گیا ہے اس شخص نے ابھی کیا کہا تھا یہی وہ لوگ ہیں مہر لگا دی

اللّٰهُ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ وَاتَّبَعُوۡۤا اَهۡوَآءَهُمۡ ۝۱٦ وَالَّذِيۡنَ اهۡتَدَوۡا زَادَهُمۡ هُدًى

اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور انہوں نے پیروی کی اپنی خواہشات کی۔ اور وہ لوگ جنہوں نے ہدایت پائی زیادہ کر دیتا ہے

وَّاٰتٰهُمۡ تَقۡوٰٮهُمۡ ۝۱۷ فَهَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنۡ تَاۡتِيَهُمۡ بَغۡتَةً ۚ فَقَدۡ جَآءَ

ان کے لیے ہدایت اور دیا ان کو تقوی۔ پس نہیں انتظار کرتے یہ لوگ مگر قیامت کا کہ آئے گی ان پر اچانک پس تحقیق آ چکی

اَشۡرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمۡ اِذَا جَآءَتۡهُمۡ ذِكۡرٰٮهُمۡ ۝۱۸ فَاعۡلَمۡ اَنَّهٗ

ہیں اس کی نشانیاں پس کہاں ہوگا ان کے لیے جب آئے گی ان کے پاس ان کی نصیحت۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم جان لیں بیشک

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسۡتَغۡفِرۡ لِذَنۡۢبِكَ وَلِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ

نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے اور بخشش طلب کریں اپنی لغزشوں کے لیے اور ایمان والے مردوں کے لیے

وَالۡمُؤۡمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ مُتَقَلَّبَكُمۡ وَمَثۡوٰٮكُمۡ ۝۱۹ ع

اور ایمان والی عورتوں کے لیے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے تمہارے پلٹنے اور تمہارے ٹھکانے کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اٰسِنٍ: سخت بدبودار، لَبَنٍ: دودھ، لَمۡ يَتَغَيَّرۡ: نہیں بدلا، طَعۡمُهٗ: اس کا ذائقہ، عَسَلٍ: شہد، خَالِدٌ: ہمیشہ رہنے والا، سُقُوۡا: انہیں پلایا گیا، حَمِيۡمًا: کھولتا ہوا، فَقَطَّعَ: وہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا، اَمۡعَآءَهُمۡ: ان کی انتڑیاں۔

ربط:

سابقہ آیات میں بتایا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر دل وجان سے عمل کرنے والا اور کافر نافرمان دنیا میں بھی برابر نہیں ہیں اور آخرت میں تو بالکل ہی واضح طور پر الگ الگ ہوں گے۔ اہل ایمان اور قرآن کا اتباع کرنے والے جنت میں اور اپنی خواہشات کے پیروکار جہنم میں جائیں گے۔ اب آگے اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو ملنے والی جنت کے انعامات اور نافرمانوں کو ملنے والی جہنم کے عذابوں کا تذکرہ فرما رہے ہیں۔

تفسیری نکات: جنت اور جہنم کا تذکرہ:

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ اس جنت کی مثال جس کا وعدہ کیا گیا ہے پرہیزگاروں سے۔ متقی وہ ہیں جو کفر، شرک اور معاصی سے بچتے ہیں۔ ان کے لیے جنت ایسی ہوگی کہ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ اس میں نہریں ہوں گی ایسے پانی کی جو بدبودار نہیں ہوگا کبھی خراب نہیں ہوگا۔ اٰسِن ایسے پانی کو کہتے ہیں جو تالاب میں دیر تک رکا رہے اور اس میں تعفن پیدا ہو جائے۔ جنت کا پانی ہر قسم کی بدبو اور تعفن سے پاک ہوگا وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ اور نہریں ہیں دودھ کی جس کا مزہ، ذائقہ کبھی تبدیل نہیں ہوگا۔ دنیا کا دودھ کچھ عرصہ پڑا رہے تو خراب ہو کر بدمزہ ہو جاتا ہے مگر جنت کا دودھ کبھی خراب نہیں ہوگا اور نہ ہی اس کا ذائقہ تبدیل ہوگا۔ اس کے علاوہ فرمایا وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ اور وہاں شراب کی نہریں ہوں گی جو پینے والوں کو مدہوش کر دیتی ہے مگر جنت کی شراب ہر نقص سے پاک اور ذائقہ دار ہوگی جس کا دنیا میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ نہ اس کے پینے سے نشہ آئے گا اور نہ ہی کوئی اور خرابی پیدا ہوگی وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى اور ایسے شہد کی نہریں ہوں گی جو صاف کیا ہوا ہوگا۔ اس میں موم وغیرہ کوئی شے نہیں ہوگی۔ پھر یہ ساری نہریں آبادی سے دور جنگلات میں نہیں ہوں گی بلکہ ہر جنتی کے گھر کے دروازے کے سامنے گزر رہی ہوں گی یہ پینے والی چیزوں کا ذکر تھا، کھانے کے لیے بھی ہر چیز وہاں موجود ہوگی۔ فرمایا وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ اور ان کے لیے جنت میں ہر قسم کے پھل ہوں گے۔ جب جنتی کسی پھل کے کھانے کا ارادہ کرے گا اس درخت کی ٹہنی خود بخود جھک کر جنتی کے سامنے آجائے گی پھر جب وہ پھل توڑ کے کھائے گا فوراً اس جگہ دوسرا پھل لگ جائے گا یہ تو جنتی کے کھانے پینے کی چیزوں کا ذکر تھا۔ اس سے بڑی نعمت یہ ہوگی وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ اور بخشش ہوگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ دنیا میں اچھے لوگوں سے بھی بعض اوقات کوتاہیاں ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو معاف کر دے گا۔ اب اس کے بعد کافروں اور نافرمانوں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ جو ہمیشہ دوزخ کی آگ میں رہنے والا ہوگا۔ کافر مشرک کے لیے ہمیشہ کا ٹھکانہ، دوزخ ہے پھر جب دوزخ میں ان کو پیاس ستائے گی اور پانی مانگیں گے۔ فرمایا وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا اور پلایا جائے گا ان کو پانی

کھولتا ہوا۔ جونہی وہ پانی دوزخی کے حلق سے نیچے اترے گا فَقَطَّعَ اَمۡعَآءَهُمۡ پس کاٹ دے گا ان کی آنتوں کو۔ آنتیں کٹ کر پاخانے کے راستے نیچے گر پڑیں گی پھر اصل حالت پر آجائیں گی، پھر پئیں گے پھر آنتیں کٹ کر نیچے گر پڑیں گی اور یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہے گا۔

منافقین کا طرز عمل:

وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّسۡتَمِعُ اِلَيۡكَ اور ان مخالفین میں سے بعضے وہ ہیں جو کان لگا کے رکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تا کہ وہ یہ تاثر دیں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو کان لگا کر سن رہے ہیں حَتّٰۤى اِذَا خَرَجُوۡا مِنۡ عِنۡدِكَ یہاں تک کہ جب وہ اٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے باہر جاتے ہیں قَالُوۡا کہتے ہیں لِلَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ ان لوگوں کو جن کو علم دیا گیا۔ صاحب علم لوگوں سے پوچھتے ہیں مَاذَا قَالَ اٰنِفًا اس شخص نے ابھی کیا کہا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی کیا کہا ہے؟ منافقین کا یہ سوال کرنے کا کیا مقصد ہوتا تھا؟ ایک مقصد یہ ہے جیسے کہ تفسیر کبیر اور تفسیر قرطبی وغیرہ میں ہے کہ ہمیں کوئی دلچسپی نہیں تھی ان کی باتوں سے تم ہی بتاؤ انہوں نے کیا کہا ہے تو اپنی بے رغبتی اور بے شوقی کا اظہار کرتے تھے۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے کیا کہا یہ پوچھ کر منافقین یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ یہ مخلص مسلمان ان کی بات کو سمجھے ہیں یا نہیں اور سمجھنے کے بعد آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات سے متاثر ہو کر کیا کیا اثر لیا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو دیکھنا چاہتے تھے کہ انہوں نے کیا اثر لیا ہے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے کہ ان کے دلوں میں کوئی اچھی بات داخل ہی نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے نیکی کی توفیق سلب کر لی ہے۔ کیونکہ وہ راہ راست پر آنے کے لیے تیار ہی نہیں ہیں اور انہوں نے کفر کو پسند کر لیا ہے اور اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف رہتے ہیں وَاتَّبَعُوۡۤا اَهۡوَآءَهُمۡ اور پیروی کی انہوں نے اپنی خواہشات کی۔ وہ اپنی خواہشات پر ہی چلتے ہیں اصل دین کے بجائے کفر، شرک، بدعات، رسومات، اور رواج ہی کا اتباع کرتے ہیں اس کے برخلاف وَالَّذِيۡنَ اهۡتَدَوۡا زَادَهُمۡ هُدًى اور وہ لوگ جنہوں نے ہدایت کو قبول کیا اللہ تعالیٰ ان کی ہدایت میں اضافہ کر دیتا ہے اور گمراہ ہونے سے ان کو بچاتا ہے وَّاٰتٰٮهُمۡ تَقۡوٰٮهُمۡ اور اللہ تعالیٰ ان کو تقویٰ عطا فرماتا ہے۔ وہ کفر، شرک اور بڑے گناہوں سے بچتے ہیں اور معمولی گناہوں کے بھی قریب نہیں جاتے۔ آگے پھر منافقین کا تذکرہ ہے۔

احوال قیامت:

فَهَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنۡ تَاۡتِيَهُمۡ بَغۡتَةً پس یہ لوگ نہیں انتظار کرتے مگر قیامت کا کہ آجائے ان کے پاس اچانک۔ مطلب یہ ہے کہ حق واضح ہو جانے کے بعد دلائل کے ساتھ اس کو قبول نہ کرنا گویا قیامت کا انتظار کرنا ہے تا کہ حق اور باطل کے درمیان عملی فیصلہ ہو جائے فَقَدۡ جَآءَ اَشۡرَاطُهَا پس تحقیق آچکی ہیں اس کی نشانیاں۔ قیامت کی

سب سے بڑی نشانی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے بعد تخلیق کائنات کا مقصد پورا ہو چکا اب قیامت ہی باقی ہے۔ قرآن کریم کا نازل ہونا بھی قیامت کی نشانی ہے اور معجزہ شق القمر بھی قیامت کی نشانی ہے جس کو مکہ والوں نے آنکھوں سے دیکھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہادت والی انگلی اور درمیان والی انگلی اکٹھی کر کے فرمایا" كَهٰتَيْنِ " مجھے اور قیامت کو اس طرح بھیجا گیا ہے جس طرح یہ دو انگلیاں اکٹھی ہیں۔

فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ پس کہاں ہوگا ان کے لیے جب قیامت آجائے گی ان کے پاس نصیحت کا پکڑنا۔ جب قیامت برپا ہو گئی تو ان کو نصیحت پکڑنے کا موقع کہاں ملے گا؟ فَاعْلَمْ پس جان لو اور اس حقیقت کو ذہن میں بٹھا لو اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بیشک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، کوئی مشکل کشا، حاجت روا، فریاد رس نہیں ہے، خالق، مالک، قادر مطلق، مشکل کشا، حاجت روا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ آگے فرمایا وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ اور بخشش طلب کریں اپنی لغزشوں کی وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے بھی بخشش کا سوال کریں۔

انبیائے کرام علیہم السلام تمام صغیرہ، کبیرہ گناہوں سے پاک ہوتے ہیں یہاں ذنب سے مراد لغزش ہے۔ چونکہ انبیائے کرام علیہم السلام کا مرتبہ اور مقام بہت بلند ہوتا ہے اس لیے ان کی معمولی لغزش پر بھی اللہ تعالیٰ تنبیہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میں دن میں سو سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں اور ساتھ ساتھ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) امت کے لیے بھی استغفار کرتے تھے۔

مُتَقَلَّبَكُمْ اور مَثْوٰىكُمْ سے کیا مراد ہے؟

مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے تمہارے پلٹنے کی جگہ کو اور تمہارے ٹھکانے کو۔ مُتَقَلَّبَكُمْ اور مَثْوٰىكُمْ سے کیا مراد ہے؟ تو مفسرین کرام نے اس کی مختلف تفاسیر بیان فرمائی ہیں۔

[۱]...... مُتَقَلَّبٌ سے باپ کی صلب مراد ہے اور مَثْوٰی سے ماں کا رحم مراد ہے۔

[۲]...... مُتَقَلَّبٌ سے ماں کا رحم مراد ہے اور مَثْوٰی سے زمین یعنی قبر مراد ہے۔

[۳]...... مُتَقَلَّبٌ سے زمین مراد ہے کہ جس پر چلتے پھرتے ہیں اور مَثْوٰی سے قبر مراد ہے۔

[۴]...... مُتَقَلَّبٌ سے دنیا کی زندگی مراد ہے اور مَثْوٰی سے جنت یا دوزخ مراد ہے۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ

اور کہتے ہیں وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں کیوں نہیں اتاری گئی کوئی سورت پس جس وقت اتاری جاتی ہے کوئی سورت اٹل

وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ

اور ذکر کیا جاتا ہے اس میں لڑنے کا دیکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ دیکھتے ہیں

اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ؕ فَاَوْلٰى لَهُمْ ﴿20﴾ طَاعَةٌ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جیسے دیکھتا ہے وہ شخص جس پر غشی طاری ہو موت کی پس ہلاکت ہے ان کے لیے۔ ان کی اطاعت ہے

وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ قف فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ قف فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ

اور قول معلوم ہے یعنی دستور کے مطابق ہے پس جب پختہ ہو جائے معاملہ پس اگر وہ سچ کر دکھائیں اللہ تعالیٰ کے سامنے البتہ

خَيْرًا لَّهُمْ ﴿21﴾ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا

ان کے لیے بہتر ہوتا۔ پس تحقیق توقع ہے تم سے اگر تم حاکم بن گئے کہ تم فساد مچاؤ گے زمین میں اور قطع

اَرْحَامَكُمْ ﴿22﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ﴿23﴾ اَفَلَا

رحمی کرو گے۔ یہی وہ لوگ ہیں لعنت کی ہے اللہ تعالیٰ نے ان پر پس ان کو بہرہ کر دیا اور اندھا کر دیا ان کی آنکھوں کو۔ کیا وہ

يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿24﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ

غور نہیں کرتے قرآن پاک میں، یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے۔ بیشک وہ لوگ جو پھر گئے اپنی پشتوں پر

بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى لا الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ؕ وَاَمْلٰى لَهُمْ ﴿25﴾

بعد اس کے کہ واضح ہوگئی ہدایت ان کے سامنے شیطان نے ان کو فریب کر دیا اور مہلت دی ہے ان کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

نُزِّلَتْ: نازل کی گئی، مُحْكَمَةٌ: صاف صاف مضمون والی، اَلْمَغْشِيِّ: بے ہوش، عَزَمَ: تیار ہو گیا، تُقَطِّعُوْٓا: یہ کہ تم قطع رحمی کرو، اَرْحَامَكُمْ: اپنے رشتوں کو، فَاَصَمَّهُمْ: بہرا کر دیا ان کو، اَقْفَالُهَا: ان کے تالے، اِرْتَدُّوْا: جو ہٹ گئے، سَوَّلَ: فریب دیا، اَمْلٰى: انہیں قریب کر دیا۔

ربط:

سابقہ آیات سے منافقین کا بیان چل رہا تھا۔ ضمناً بیچ میں ایمان والوں کا تذکرہ بھی اب فرمایا جا رہا ہے کہ مسلمانوں کے اوپر کفار نے اس قدر ظلم و ستم کیے تو مؤمنین کہتے تھے کہ ہمارے لیے جہاد کے حکم والی سورت کیوں نازل نہیں کی گئی۔ بعد ازاں حکم جہاد آنے کے بعد منافقین کی حالت زار کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: حکم جہاد سے منافقین کی بزدلی کی حالت:

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور کہتے ہیں وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ کیوں نہیں اتاری گئی کوئی سورت جس میں جہاد کا حکم ہو فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ پس جس وقت اتاری گئی سورت محکم اور اٹل وَّذُكِرَ فِيْهَا

الْقِتَالُ اور ذکر کیا گیا اس میں لڑنے کا، جہاد کا۔ یہ سورۃ حج والی آیت کریمہ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا یہ ابتدائی آیت کریمہ ہے جس میں جہاد کی اجازت دی گئی ہے جس سے تمہیں جہاد کا حق مل گیا۔ جس وقت جہاد کا حکم سنا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ دیکھا آپ ﷺ نے ان لوگوں کو جن کے دلوں میں بیماری ہے منافقت کی يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وہ دیکھتے ہیں آپ ﷺ کی طرف نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ جیسے دیکھتا ہے وہ شخص جس پر غشی طاری ہو موت کی کہ آنکھ کھلی رہتی ہے۔ ایسے ہی منافقت کے مرض والے دیکھتے ہیں کہ اب کیا کریں گے جہاد کا حکم آ گیا ہے اور ہم نے تو جہاد کرنا نہیں ہے۔ مکہ مکرمہ میں تو منافق تھے نہیں یا تو خالص کافر تھے یا خالص مومن تھے، درمیان والا طبقہ نہیں تھا۔ جب آپ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لے آئے تو منافقین کا طبقہ پیدا ہوا۔ یہ اصل میں یہودی تھے ظاہری طور پر کلمہ پڑھ کر مسلمانوں کے ساتھ مل گئے۔ نمازیں آپ ﷺ کے ساتھ پڑھتے تھے، روزے بھی رکھتے تھے، مگر اپنی دلی خباثتوں کی وجہ سے شرارتوں سے باز نہیں آتے تھے۔ بعض ایسے مکار تھے کہ آخر تک انہوں نے اپنے نفاق کا پتہ نہیں چلنے دیا فَاَوْلٰى لَهُمْ پس ہلاکت ہے ان کے لیے، ان کے لیے بربادی ہے۔

طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ان کی اطاعت اور ان کی بات ہمیں معلوم ہے۔ زبانی طور پر بڑھ چڑھ کر کہتے ہیں آپ ﷺ حکم فرمائیں ہم عمل کے لیے تیار ہیں اپنا اعتماد دلانے کے لیے باتیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمیں ان کی اطاعت بھی معلوم ہے اور ان کی باتیں بھی معلوم ہیں ہم سے کون سی چیز چھپی ہوئی ہے۔ ہم جانتے ہیں وہ کیا کچھ کرتے ہیں

فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ پس جس وقت پختہ ہو جائے معاملہ جہاد کا۔ جہاد کی بالکل تیاری ہو فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ اگر سچ کر دکھائیں اللہ تعالیٰ کے سامنے وہ وعدہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا ہے لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ البتہ ان کے لیے بہتر ہوتا۔ پہلے بڑی بڑی ڈینگیں مارتے ہیں کہ جہاد ہوا تو ہم جانیں پیش کریں گے، مال پیش کریں گے، عین موقع پر بہانے بنا کر بھاگ جاتے ہیں۔ سورۃ توبہ میں ان کا تذکرہ تفصیل سے ہو چکا اور آگے سورۃ المنافقون میں بھی ان کے نفاق کا تذکرہ آ رہا ہے۔

فَهَلْ عَسَيْتُمْ پس تحقیق تم سے یہی توقع ہے اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اگر تم کو حکمرانی مل گئی تو تم سے یہ توقع ہے اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ کہ تم فساد مچاؤ گے زمین میں وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ اور قطع رحمی کرو گے۔ تم سے اسی چیز کی توقع ہے۔

بعض مفسرین کرام رحمہم اللہ یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ پس تحقیق اگر تم روگردانی کرو گے ایمان سے یعنی ایمان نہ لائے تو تم سے یہی توقع ہے کہ تم زمین میں فساد مچاؤ گے اور قطع رحمی کرو گے۔ فساد فی الارض اور قطع رحمی سے بچانے والی چیز صرف ایمان ہے۔ فرمایا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے فَاَصَمَّهُمْ پس ان کو بہرہ کر دیا ہے وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ اور اندھا کر دیا ہے ان کی آنکھوں کو۔

قرآن کی تعلیمات پر غور و فکر نہ کرنے والے منافقین کی مانند ہیں:

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ کیا پس وہ غور نہیں کرتے قرآن پاک میں کہ ان کا نفاق دور ہو جائے، ان کی ریاکاری

ختم ہوجائے اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا، اَقْفَال قفل کی جمع ہے۔ قُفْلٌ کا معنی ہے تالا۔ یعنی ان کے دلوں پر تالے ہیں کہ جس طرح تالا لگی ہوئی جگہ بالکل بند ہوتی ہے کہ وہاں کوئی آجا نہیں سکتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓی اَدْبَارِهِمْ بے شک وہ لوگ جو اپنی پشتوں پر پھر گئے مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ الْهُدَی اس کے بعد کہ ان کے سامنے ہدایت واضح ہو چکی کہ قرآن پاک ان کے سامنے ہے، آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی ان کے سامنے ہے، پھر حق و سچ سے منہ پھیرتے ہیں اس وجہ سے کہ الشَّیْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ شیطان نے ان کو قریب کر دیا ہے۔ یعنی ان کے لیے حق سے منہ پھیرنے کو اور بدکاری اور اللہ کی نافرمانی کو مزین کر دیا ہے وَاَمْلٰی لَهُمْ اور شیطان ان کو مہلت دیتا ہے یعنی ان کو اس خوش فہمی میں مبتلا کر دیا ہے کہ کوئی بات نہیں کچھ نہیں ہوگا سب ٹھیک ہے۔ غرض شیطان اس وہم میں مبتلا کیے رکھتا ہے کہ کچھ نہیں ہوگا۔ سب ایسے ہی رہے گا۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِیْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِیْعُكُمْ فِیْ بَعْضِ

یہ اس وجہ سے کہ کہا انہوں نے ان لوگوں کو جنہوں نے ناپسند کیا اس چیز کو جس کو نازل کیا اللہ تعالیٰ نے یہ تاکید ہم تمہاری

الْاَمْرِ ۚ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ﴿26﴾ فَكَیْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ

اطاعت کریں گے بعض معاملات میں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے ان کے پوشیدہ مشوروں کو۔ پس کیسے ہوگا جب جان نکالیں گے

الْمَلٰٓئِكَةُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ﴿27﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ

ان کی فرشتے، ماریں گے ان کے چہروں پر اور ان کی پشتوں پر۔ یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے پیروی کی اس چیز کی جو اللہ تعالیٰ

وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿28﴾ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ

کو ناراض کرتی ہے اور ناپسند کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو پس اللہ تعالیٰ نے اکارت کر دیا ان کے اعمال کو۔ کیا خیال

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ یُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ﴿29﴾ وَلَوْ نَشَآءُ

کرتے ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے کہ ہرگز نہیں نکالے گا اللہ تعالیٰ ان کے کینوں کو۔ اور اگر ہم چاہیں تو البتہ ہم

لَاَرَیْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِیْمٰهُمْ ؕ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِیْ لَحْنِ

دکھا دیں گے آپ ﷺ کو وہ لوگ پس آپ ﷺ ان کی شناخت کر لیں ان کی نشانیوں سے اور البتہ ضرور پہچان لیں گے

الْقَوْلِ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ﴿30﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰی نَعْلَمَ

ان کی گفتگو کے انداز سے اور اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے تمہارے اعمال کو۔ اور ہم ضرور امتحان لیں گے تمہارا تاکہ ہم معلوم کر لیں

الْمُجٰهِدِیْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِیْنَ ۙ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ ﴿31﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

مجاہدوں کو تم میں سے اور صبر کرنے والوں کو اور امتحان لیں گے تمہاری خبروں کا۔ بیشک وہ لوگ جو کافر ہیں اور روکا انہوں نے

وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ

اللہ تعالیٰ کے راستے سے اور مخالفت کی انہوں نے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اس کے بعد کہ واضح ہوگئی ان کے سامنے

لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۭ وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ﴿۳۲﴾

ہدایت وہ ہرگز نہیں نقصان پہنچا سکتے اللہ تعالیٰ کو کچھ بھی اور یقیناً اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو ضائع کردے گا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

سَنُطِيْعُكُمْ: ہم اطاعت کریں گے تمہاری، اِسْرَارَهُمْ: ان کے پوشیدہ مشورے، تَوَفَّتْهُمُ: ان کی جان نکالیں گے، اَسْخَطَ: ناراض کردیا، اَضْغَانَهُمْ: ان کے کینے، لَاَرَيْنٰكَهُمْ: ہم وہ لوگ دکھا دیتے آپ کو، فَلَعَرَفْتَهُمْ: آپ پہچان لیتے انہیں، لَتَعْرِفَنَّهُمْ: آپ ضرور پہچان لیں گے انہیں، لَحْنِ: گفتگو، نَبْلُوَا: ہم امتحان لیں گے، سَيُحْبِطُ: اللہ ضائع کردے گا۔

ربط:

سابقہ آیات میں منافقین کے خبث باطن اور بزدلی کا حال بتلایا گیا تھا۔ اب بھی منافقین کی منافقانہ حرکات و عادات کا حال بتلایا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: نزع کے وقت کفار و منافقین سے فرشتوں کا سلوک:

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے کہا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا ان لوگوں سے جنہوں نے ناپسند کیا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ اس چیز کو جس کو اللہ تعالیٰ نے اتارا۔ یعنی جو کھلے کافر تھے یہودی، عیسائی، مشرک، ان کو منافقوں نے کہا۔ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ بہ تاکید ہم تمہاری اطاعت کریں گے بعض معاملات میں۔ اسلام کے خلاف جو تم کارروائی کروگے، جہاد سے روکنے کے لیے جو تم کارروائی کروگے اس میں ہم تمہارا ساتھ دیں گے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے ان کے پوشیدہ مشورے کرنے کو۔ جب دین کے خلاف باتیں کرتے تھے تو بڑی آہستہ آہستہ کرتے تھے کہ کوئی سن نہ لے۔ چلو اور کوئی نہیں سنے گا اللہ تعالیٰ سے تو کوئی چیز اور بات مخفی نہیں ہے فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ پس کیسے ہوگا جب جان نکالیں گے ان کی فرشتے يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ ماریں گے ان کے چہروں پر وَاَدْبَارَهُمْ اور ان کی پشتوں پر ماریں گے۔

جب آدمی قریب الموت ہوتا ہے تو حدیث شریف میں آتا ہے کہ جان نکالنے والے فرشتے اس کے سامنے آجاتے ہیں۔ روح قبض کرنے والا فرشتہ اس کے قریب آتا ہے اور باقی اٹھارہ فرشتے اس کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں برے آدمی کی جان نکالنے والا فرشتہ کہتا ہے

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيْثَةُ اے خبیث روح! تو نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا ہے، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی

ہے اب تیرے جانے کا وقت ہے۔ اس وقت وہ بڑی منتیں کرتا ہے کہ مجھے تھوڑا سا وقت دے دو میں توبہ کرلوں گا لیکن فرشتوں کے نظر آجانے کے بعد ایمان بالغیب نہیں رہتا اور مطلوب ہے ایمان بالغیب۔

تفسیروں میں آتا ہے کہ اس وقت فرشتے لوہے کے ہتھوڑوں سے اس کے منہ پر مارتے ہیں اور پشت پر مارتے ہیں اس کو مرنے والا ہی جانتا ہے دوسرے نہیں جانتے۔ دوسروں کو نہ فرشتے نظر آتے ہیں اور نہ ان کی کارروائی نظر آتی ہے اور نہ وہ مرنے والے کی تکلیف کو محسوس کر سکتے ہیں۔ بدروح آسانی سے بدن سے نہیں نکلتی فرشتے مار کر، کھینچ کر نکالتے ہیں۔ جیسے لوہے کی گرم سلاخ کو گیلی اون سے نکالا جائے وہ ساتھ اڑے گی بھی اور سی سی کی آواز بھی آئے گی۔ اس طرح سختی کے ساتھ روح باہر نکالتے ہیں۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے پیروی کی مَآ اس چیز کی اَسْخَطَ اللّٰهَ جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتی ہے۔ وہ کون سی چیز ہے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے؟ وہ شرک اور کفر ہے اور برے اعمال ہیں۔ اللہ تعالیٰ شرک پر راضی نہیں ہے کفر پر راضی نہیں ہے۔ برے اعمال، چوری، ڈکیتی، شراب نوشی، جوئے وغیرہ پر راضی نہیں ہے کفر پر راضی نہیں ہے۔ یہ وہ کام کرتے تھے جن پر اللہ تعالیٰ راضی نہیں تھا وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ اور ناپسند کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو۔ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے ان کو یہ ناپسند کرتے تھے۔ ایمان، توحید سے، نماز اور روزوں سے، حق سے، سچائی سے اللہ تعالیٰ راضی ہے ان کو یہ پسند نہیں کرتے تھے اور جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند چیزیں تھیں ان کے پیچھے لگے رہے فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال اکارت کر دیئے۔ وہ جو اچھے کام کرتے تھے مثلاً یتیموں کا خیال رکھتے تھے، بیوہ عورتوں کی دیکھ بھال کرتے تھے، مہمان نوازی کرتے تھے۔ کیونکہ ایمان نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اچھے اعمال ضائع کر دیئے۔ ایمان کے بغیر اچھے سے اچھے اور بڑے سے بڑے عمل کی بھی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ایمان ہے تو کتے کو پانی پلانا نجات کا ذریعہ بن جائے گا اور اگر ایمان نہیں تو حاجیوں کو پانی پلانے کا بڑا عمل بھی کوئی فائدہ نہیں دے گا۔

کفار کے دلوں کے بغض وعناد کا ذکر:

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ کیا خیال کرتے ہیں وہ لوگ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ جن کے دلوں میں بیماری ہے نفاق کی، کیا خیال کرتے ہیں اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ کہ ہرگز نہیں نکالے گا اللہ تعالیٰ ان کے کینوں کو۔ یہ کیا سمجھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ان کا جو کینہ بغض اور عداوت جو ان کے دلوں میں بھرا پڑا ہے، اسلام کے خلاف ان کا جو کینہ ہے، مسلمانوں کے خلاف ان کا جو کینہ ہے اس کو اللہ تعالیٰ ظاہر نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ایسے حالات پیدا کرے گا کہ وقتاً فوقتاً ان کی باتوں سے ظاہر ہوتا رہے گا ان کا کینہ باہر آتا رہے گا۔

وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ اور اگر ہم چاہیں تو البتہ ہم دکھا دیں گے اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ یہ لوگ

منافق ہیں لیکن یہ حکمت کا تقاضا نہیں ہے فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو شناخت کرلیں گے ان کی نشانیوں سے۔ چہرے بشرے سے وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ اور البتہ ضرور پہچان لیں گے ان کو گفتگو کے انداز سے، تجربے سے۔ حقیقی اور تفصیلی علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے وہ سورت جو سب سے آخر میں نازل ہوئی ہے اس میں ہے وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ (التوبہ:۱۰۱) اور بعض اہل مدینہ میں سے جو اڑے ہوئے ہیں نفاق پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو نہیں جانتے ہم ان کو جانتے ہیں۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ اور اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے تمہارے اعمال کو۔ حقیقتاً نیک اور بد، اچھے اور برے لوگوں کے اعمال کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ اور ہم ضرور امتحان لیں گے تمہارا حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ تاکہ ہم جان لیں یعنی ظاہر کردیں مجاہدوں کو تم میں سے وَالصّٰبِرِيْنَ اور صبر کرنے والوں کو۔ جو چیز عمدہ اور اعلیٰ ہوتی ہے اس کی قیمت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ جنت اتنی قیمتی ہے کہ اس کی قیمت کا کوئی حساب ہی نہیں لگا سکتا وَنَبْلُوَاْ اَخْبَارَكُمْ اور تاکہ ہم امتحان لیں تمہاری خبروں کا۔ آسانی سے تمہیں جنت نہیں ملے گی اور سن لو اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بے شک وہ لوگ جو کافر ہیں وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور روکتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ اور انہوں نے مخالفت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى بعد اس کے کہ واضح ہوگئی ان کے سامنے ہدایت۔ فرمایا سن لو لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا وہ ہرگز نہیں نقصان کرسکتے اللہ تعالیٰ کا کچھ بھی۔ اللہ تعالیٰ کو بھلا کون نقصان پہنچا سکتا ہے؟ نقصان تو اپنا ہونا ہے وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ اور یقیناً اللہ تعالیٰ ان کے اعمال اکارت کردے گا۔ چونکہ ایمان نہیں ہے اس لیے اعمال آخرت میں کام نہیں آئیں گے۔ اعمال کو باقی رکھنے والی شے ایمان ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ﴿33﴾

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور نہ باطل کرو اپنے اعمال کو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ

بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور روکا اللہ تعالیٰ کے راستے سے پھر وہ مر گئے اس حالت میں کہ وہ کافر تھے پس ہرگز نہیں بخشے

اللّٰهُ لَهُمْ ﴿34﴾ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ ۖ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ

گا اللہ تعالیٰ ان کو۔ پس تم سستی نہ کرو اور نہ دعوت دو صلح کی اور تم غالب آؤ گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور ہرگز نہیں کمی

يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ﴿35﴾ اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا

کرے گا تمہارے اعمال میں۔ پختہ بات ہے دنیا کی زندگی کھیل ہے اور تماشا ہے اور اگر تم ایمان لاؤ اور ڈرتے رہو دے گا

يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْـَٔلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ﴿36﴾ اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ

تم کو اللہ تعالیٰ تمہارے اجر اور نہیں مانگے گا وہ تم سے تمہارے سارے مال۔ اگر وہ مانگے تم سے سارے مال پس وہ تنگ

تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ﴿37﴾ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا

کرے تم کو تم بخل کرنے لگ جاؤ اور نکالے گا تمہارے اندر کے کھوٹ کو۔ خبردار تم یہ ہو تمہیں بلایا جاتا ہے تاکہ تم خرچ کرو

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ

اللہ تعالیٰ کے راستے میں بعضے تم میں سے وہ ہیں جو بخل کرتے ہیں اور جو بخل کرے گا پس پختہ بات ہے وہ بخل کرے گا

عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ

اپنے نفس کے لیے اور اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے اور تم محتاج ہو اور اگر تم اعراض کروگے بدل دے گا تمہاری جگہ دوسرے لوگوں کو

ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ﴿38﴾ ع ۸

پھر وہ نہیں ہوں گے تم جیسے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَنْ يَّتِرَكُمْ: وہ تمہیں ہرگز کمی نہ کرے گا، يَسْـَٔلْكُمُوْهَا: وہ تمہارے مال تم سے طلب کرے، فَيُحْفِكُمْ: وہ تم سے اصرار کرے، تَبْخَلُوْا: تم بخل کروگے۔

ربط:

سابقہ آیات میں منافقین کے اعمال بد کا تذکرہ کیا گیا۔ اب ایمان والوں کو نصیحت کی جارہی ہے کہ کفار و منافقین جیسے اعمال و افعال نہ اپنائیں۔

تفسیری نکات: ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ کے کچھ اہم حکم:

پہلا حکم: اللہ کی اطاعت کرو:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اَطِيْعُوا اللّٰهَ اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی۔ یہ پہلا حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ فرمایا ہے اس پر عمل کرو چاہے وہ کرنے کی چیزیں ہیں یا چھوڑنے کی۔ جن چیزوں کے کرنے کا کہا ہے وہ کرو اور جن کے چھوڑنے کا کہا ہے وہ چھوڑ دو۔

دوسرا حکم: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرو:

وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ اور اطاعت کرو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی

اطاعت کی۔سورۃ النساء آیت نمبر ۸۰ میں ہے

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ جس شخص نے اطاعت کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیشک اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔

تیسرا حکم: اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو:

وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ اور نہ باطل کرو، نہ ضائع کرو اپنے اعمال کو۔ایک آدمی نیک اعمال بھی کرتا ہے اور ساتھ ساتھ شرک بھی کرتا ہے تو اس کی ساری نیکیاں اکارت ہوگئیں۔کیونکہ کفر وشرک کی حالت میں کوئی نیک عمل بھی قبول نہیں ہے۔ایک آدمی توحید پر قائم تھا نیک اعمال کرتا تھا مگر بعد میں کسی وقت شرک میں مبتلا ہو گیا تو اس کی ساری نیکیاں برباد ہوگئیں۔اسی طرح جو شخص مرتد ہو جائے گا اس کی ساری نیکیاں بھی برباد ہو جائیں گی۔

کافروں کی بخشش نہیں ہوگی:

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بے شک وہ لوگ جو کافر ہیں، جنہوں نے کفر اختیار کیا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور روکا اللہ تعالیٰ کے راستے سے۔خود بھی کافر اور دوسروں کو بھی ایمان کی طرف نہیں آنے دیتے قولاً اور فعلاً روکتے ہیں ثُمَّ مَاتُوْا پھر وہ مر گئے وَهُمْ كُفَّارٌ اس حالت میں کہ وہ کافر تھے، کفر کی حالت میں موت آ گئی فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ پس ہرگز نہیں بخشے گا ان کو اللہ تعالیٰ۔جس کا خاتمہ کفر پر ہو گیا اس کی بخشش کا کوئی امکان نہیں ہے۔آگے اللہ تعالیٰ مجاہدوں کو فرماتے ہیں

فَلَا تَهِنُوْا۔اے مجاہدو! پس تم جہاد میں سستی نہ کرو وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ اور نہ تم دعوت دو صلح کی۔کافروں کو صلح کی دعوت تمہاری طرف سے نہ ہو۔کیونکہ اس میں فی الجملہ تمہاری کمزوری ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی کمزوری کو گوارا نہیں کرتے کہ مسلمان کسی جگہ میں بھی اپنی کمزوری کا اظہار کریں وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اور تم ہی غالب ہوگے۔سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۳۹ ہے وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم ایمان دار ہو۔

وَاللّٰهُ مَعَكُمْ اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔اب اللہ تعالیٰ کی مدد تمہارے ساتھ ہے جب اللہ تعالیٰ کی مدد تمہارے ساتھ ہے تو کوئی کچھ نہیں کر سکتا وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ اور ہرگز کمی نہیں کرے گا تمہارے اعمال میں۔

دنیا کا مال ودولت سب فانی ہے:

اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ پختہ بات ہے کہ دنیا کی زندگی کھیل تماشا ہے۔کھیل وہ ہوتا ہے جس میں لوگ آپس میں لگے ہوئے ہوں۔لوگ اس کو انجام دے رہے ہوتے ہیں۔اور تماشا کنارے پر کھڑے ہو کر دیکھنا ہے۔یہ دنیا کھیل ہے کچھ کارخانے والے، کوٹھیوں والے ہیں، کاروں اور جہازوں والے ہیں اور ہم تم تماشائی ہیں وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا اور اگر تم ایمان لاؤ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے رہو يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارا اجر دے گا۔ فرمایا وَلَا يَسْئَلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ اور نہیں مانگتا اللہ تعالیٰ تم سے تمہارے سارے مال اِنْ يَّسْئَلْكُمُوْهَا اگر وہ مانگے تم

سے سارا مال فَیُحۡفِکُمۡ پس وہ تنگ کرے تم کو۔ تمہارے پیچھے پڑ جائے تَبۡخَلُوۡا تم بخل کرنے لگو۔ زکوۃ تم سے چالیسواں حصہ مانگی جاتی ہے، عشر دسواں یا بیسواں حصہ مانگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے کہ سارے کا سارا مال دو تو تم خود سمجھ لو کہ جو چالیسواں، دسواں اور بیسواں حصہ دینے کے لیے تیار نہیں ہیں اور دیتے ہوئے کڑھتے ہیں انہوں نے سارا مال کہاں دینا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ چالیس میں سے ایک روپیہ لیا ہے اور انتالیس روپے تمہاری جیب میں ہیں۔ دو سو میں سے پانچ روپے لیے ہیں ہزار میں سے پچیس روپے لیے ہیں۔ اگر بارانی زمین ہے تو دسواں حصہ ہے۔ اگر نہری زمین ہے تو بیسواں حصہ ہے۔ اور یاد رکھنا! عشر ہر چیز میں ہے۔ اناج، پھل، سبزی، ٹماٹر، پیاز، تھوم، دھنیا، مرچیں، ہر چیز میں باقاعدہ عشر ہے۔

وَیُخۡرِجۡ اَضۡغَانَکُمۡ۔ اور اللہ تعالیٰ نکالے گا تمہارے اندر کے کھوٹ کو۔ تمہارے سارے کینے باہر نکل آئیں گے کہ اللہ نے ہمارے پاس تو کچھ بھی نہ چھوڑا سارا کچھ لے لیا اس وقت تم اس طرح کی باتیں کرتے۔ فرمایا ھٰۤاَنۡتُمۡ ھٰۤؤُلَآءِ خبردار تم وہ ہو تُدۡعَوۡنَ تم کو دعوت دی جاتی ہے لِتُنۡفِقُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ تاکہ تم خرچ کرو اللہ تعالیٰ کے راستے میں فَمِنۡکُمۡ پس بعض تم میں سے ایسے ہیں مَّنۡ یَّبۡخَلُ جو بخل کرتے ہیں۔ سب تو نہیں بعض ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے میں بخل سے کام لیتے ہیں۔ فرمایا وَمَنۡ یَّبۡخَلۡ فَاِنَّمَا یَبۡخَلُ عَنۡ نَّفۡسِہٖ اور جو بخل کرے گا بیشک وہ بخل کرے گا اپنے نفس کے لیے۔ اس کے بخل کا وبال اسی پر پڑے گا اللہ تعالیٰ کا کیا بگڑے گا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ساری کی ساری دنیا اتقی قلب رجل "متقی ہو جائے اللہ تعالیٰ کی خدائی میں ایک رتی کا اضافہ نہیں ہو سکتا اور اگر معاذ اللہ سارے کے سارے کافر ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کی خدائی میں رتی برابر کمی نہیں ہو سکتی۔

اللہ غنی ہے اور تمام انسان اس کے محتاج ہیں:

وَاللّٰہُ الۡغَنِیُّ اور اللہ تعالیٰ بے پروا ہے وَاَنۡتُمُ الۡفُقَرَآءُ اور تم محتاج ہو۔ اللہ تعالیٰ تو صمد اور بے نیاز ہے ساری کائنات سے اور ساری کائنات اس کی محتاج ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کا مقام سب سے بلند ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں، رو رو کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں۔ فرمایا وَاِنۡ تَتَوَلَّوۡا اور اگر تم اعراض کرو گے اطاعت سے پھر جاؤ گے، اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے پھر جاؤ گے تو یاد رکھو یَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَیۡرَکُمۡ بدل دے گا تمہاری جگہ دوسرے لوگوں کو۔ تمہیں فنا کر کے دوسری قوم کو یہاں آباد کر دے گا اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں ہے ثُمَّ لَا یَکُوۡنُوۡۤا اَمۡثَالَکُمۡ پھر وہ نہیں ہوں گے تمہارے جیسے۔

مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو مستحکم کر دیا۔ انہوں نے جان و مال کی قربانیاں پیش کیں اور اپنی وفاداری ثابت کر دی تو ان کی جگہ کسی دوسری قوم کو لانے کی ضرورت نہ پڑی۔

سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ

اس سورت کا نام سورۃ فتح ہے اور یہ کلمہ پہلی ہی آیت مبارکہ میں فَتْحًا مُّبِيْنًا کے کلمات میں وارد ہو رہا ہے۔ یہ سورۃ مدنی ہے۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس کا اڑتالیسواں (۴۸) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس کا ایک سو گیارواں (۱۱۱) نمبر ہے۔ یعنی اس سے قبل ایک سو دس (۱۱۰) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس کی آیات کی تعداد انتیس (۲۹) ہے اور رکوع کی تعداد چار (۴) ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ﴿١﴾ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ

بیشک ہم نے فتح دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح کھلی۔ تاکہ بخش دے اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جو پہلے ہو چکی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم

ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿٢﴾

کی لغزشیں اور جو بعد میں ہوں اور تاکہ پوری کرے اپنی نعمت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور چلاتا رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدھے راستے پر

وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ﴿٣﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ

اور تاکہ مدد کرے اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبردست مدد۔ وہ وہی ذات ہے جس نے اتارا اطمینان مومنوں کے دلوں میں

لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ؕ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

تاکہ وہ زیادہ ہوں ایمان میں اپنے ایمانوں کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں لشکر آسمانوں کے اور زمین کے اور اللہ تعالیٰ

عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿٤﴾ لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

جاننے والا حکمت والا ہے۔ تاکہ وہ داخل کرے ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو ایسے باغات میں جاری ہیں

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا

ان کے نیچے نہریں ہمیشہ رہیں گے ان میں اور تاکہ مٹا دے ان سے ان کی خطائیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی کامیابی

عَظِيْمًا ﴿٥﴾ وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ

ہے اور تاکہ سزا دے منافق مردوں کو اور منافق عورتوں کو اور مشرک مردوں کو اور مشرک عورتوں کو جو گمان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ

ظَنَّ السَّوْءِ ۭ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ

کے بارے میں برا گمان، ان پر ہے بری گردش اور اللہ تعالیٰ غضب ناک ہوا ہے ان پر اور ان پر لعنت کی ہے اور تیار کی ہے

وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۭ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝

ان کے لیے دوزخ، اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَا تَقَدَّمَ: جو گزر چکا ہے، يَهْدِيَكَ: آپ کو لے چلے، يَنْصُرَكَ: اللہ آپ کو غلبہ دے گا، اَلظَّآنِّيْنَ: گمان کرنے والے۔

ربط:

سبق الغایات میں یہ ربط لکھا ہے کہ سورۂ محمد ﷺ میں جہاد کا ذکر بھی تھا اور مال کے خرچ کرنے کا ذکر بھی تھا۔ اس میں بھی جہاد کا ذکر ہے اور مال خرچ کرنے کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: سورۂ فتح کا شانِ نزول:

۶ ہجری میں آنحضرت ﷺ نے خواب دیکھا کہ آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ مکرمہ میں عمرہ کر رہے ہیں۔ طواف کر رہے ہیں اور عمرہ کرنے کے بعد سر منڈوا رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنے خواب کا تذکرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کیا تو سب کا خیال ہوا کہ عمرہ کے لیے چلنا چاہیے۔ اس وقت تک حج فرض نہیں ہوا تھا۔ حج ۹ ہجری میں فرض ہوا۔ آپ ﷺ نے پندرہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہمراہ لیا اور ساتھ میں یہ بھی فرمادیا کہ اپنے ہتھیار بھی ہمراہ لے لینا۔ اس سفر میں منافقین میں سے کوئی بھی شریک نہ ہوا۔ منافقوں نے کہا ذرا ان مسلمانوں کو دیکھو کہ مکہ والوں سے تین جنگیں کر چکے ہیں اور اب عمرہ کے لیے مکہ جا رہے ہیں کیا وہ ان کو زندہ چھوڑ دیں گے؟ آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ذوالحلیفہ جو مدینہ سے میقات ہے وہاں سے احرام باندھے اور مکہ کی جانب بڑھے۔ مکہ مکرمہ سے چھ میل دور حدیبیہ کا مقام ہے آج کل اس جگہ کا نام شمیسیہ ہے۔ کفار نے حدیبیہ کے مقام پر مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہو کر عمرہ کرنے سے مزاحمت کی کہ ہم نے اے مسلمانو تمہیں عمرہ نہیں کرنے دینا۔ آنحضرت ﷺ نے مناسب خیال فرمایا کہ مکہ کے بڑوں سے بات چیت کے لیے کسی کو بھیجا جائے۔ آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ روانہ فرمایا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ احرام کی حالت میں مکہ گئے اور وہاں مکہ والوں سے گفتگو کی۔ لیکن اس گفتگو میں تلخی پیدا ہوئی تو مکہ والوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خانہ کعبہ میں بند کر دیا۔ اور خبر مشہور ہوگئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے اور ایک روایت ہے کہ قتل نہیں بلکہ قید کرنے کی خبر ہی مشہور ہوئی تھی۔ آپ ﷺ کو اس خبر سے شدید صدمہ ہوا۔ آپ ﷺ نے ایک درخت کے نیچے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لی۔ اس بیعت کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی مکہ سے واپس آگئے۔ اس کے بعد کفار مکہ کی طرف سے

حضرت سہیل بن عمرو جو بعد میں فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہو گئے مذاکرات کے لیے آئے۔ اور صلح حدیبیہ کا معاہدہ تحریر ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے معاہدہ کا مسودہ تحریر فرمایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ لکھو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تو سہیل بن عمرو نے کہا کہ یہ تمہاری علامت ہے یہ نہ لکھو بلکہ لکھو بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لکھو هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "یہ وہ چیز ہے جو محمد رسول اللہ اور سہیل بن عمرو نے طے کی ہے"۔ سہیل بن عمرو نے کہا کہ رسول اللہ کا لفظ مٹا دو اگر ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول اللہ مانتے تو لڑنے کی کیا ضرورت تھی؟ محمد بن عبداللہ لکھو۔ چنانچہ یہ بھی مٹا دیا گیا۔ کافی شرطیں تھیں جن کا ذکر آگے آئے گا۔ جو شرائط طے ہوئی تھیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ آئندہ سال آکر تم طواف کرو گے اور صرف تین دن یہاں ٹھہرو گے۔ تین دن کے بعد یہاں سے چلے جاؤ گے۔ اس موقع پر واپسی پر راستے میں یہ سورۃ نازل ہوئی۔

صلح حدیبیہ فتح مبین ہے:

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا بے شک ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فتح دی فتح کھلی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ شرائط تو ہمارے حق میں نہیں ہیں۔ کیا یہ فتح ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں! فتح ہے۔ یوں سمجھو کہ یہ فتح کی ابتداء ہوگئی ہے۔ تو یہ ٦ ہجری کا واقعہ ہے اور دو سال بعد ٨ ہجری کو مکہ مکرمہ فتح ہو گیا۔

لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ تاکہ معاف کر دے اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ لغزشیں جو پہلے ہو چکی ہیں وَمَا تَاَخَّرَ اور جو بعد میں ہوں گی۔

اہل سنت والجماعت کا مسلک یہ ہے کہ انبیائے کرام (علیہم السلام) معصوم ہوتے ہیں کبیرہ گناہوں سے بھی اور صغیرہ گناہوں سے بھی۔ رائے کی غلطی پیغمبر سے ہو سکتی ہے اور اس کو عربی میں زلت، لغزش کہتے ہیں۔ اور یہ نہ گناہ صغیرہ ہوتی ہے اور نہ کبیرہ ہوتی ہے۔ جیسے بدر کے قیدیوں کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نے فیصلہ فرمایا کہ فدیہ لے کر قیدیوں کو چھوڑ دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمائی۔ شہد کی حرمت کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سورۃ تحریم میں تنبیہ فرمائی۔ چونکہ مقام بہت اونچا ہوتا ہے اس لیے چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی تنبیہ ہوتی ہے وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ اور تاکہ پورا کرے اپنی نعمت کو وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور تاکہ چلاتا رہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سیدھے راستے پر وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا اور تاکہ مدد کرے اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبردست مدد۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد فرمائی اور صلح حدیبیہ کے دو سال بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑی شان سے مکہ مکرمہ فتح فرما لیا۔ صلح حدیبیہ میں مکہ والوں سے جو شرائط طے ہوئی تھیں ان میں سے بعض نرم تھیں مسلمانوں کے حق میں تھیں اور بعض سخت اور پریشان کن تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے تسلی نازل فرمائی۔ فرمایا هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ اللہ تعالیٰ کی ذات وہی ہے جس نے اطمینان اتارا، تسلی اتاری فِيْ قُلُوْبِ

الْمُؤْمِنِيْنَ مومنوں کے دلوں میں لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ تاکہ وہ زیادہ ہوں ایمان میں اپنے ایمانوں کے ساتھ۔ تاکہ ان کا ایمان مزید بڑھ جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایمان میں تو پہلے ہی کامل تھے، تسکین نازل ہونے کے بعد ان کے ایمان اور مضبوط ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں لشکر آسمانوں کے اور زمین کے۔ اگر کافروں کی اکثریت ہے تو کوئی بات نہیں لشکر سب اللہ تعالیٰ کے ہیں وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ تاکہ داخل کرے اللہ تعالیٰ ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو جَنّٰتٍ ایسے باغات میں تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ جاری ہیں ان کے نیچے نہریں خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہیں گے ان جنتوں میں وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ اور تاکہ مٹا دے اللہ تعالیٰ ان کی خطائیں ایمان کی برکت سے، نماز اور وضو کی برکت سے۔ نیکیوں کی برکت سے صغیرہ گناہ خود بخود معاف ہو جاتے ہیں۔ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ اور اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہے زیادہ کرے اجر و ثواب کو وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ اور ہے یہ چیز اللہ تعالیٰ کے ہاں فَوْزًا عَظِيْمًا بڑی کامیابی۔ آدمی کے گناہ مٹ جائیں، اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے اور جنت میں داخلہ ہو جائے تو یہ سب سے بڑی کامیابی ہے۔

وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ اور تاکہ سزا دے اللہ تعالیٰ منافق مردوں کو اور منافق عورتوں کو وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ اور مشرک مردوں کو اور مشرک عورتوں کو الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ جو گمان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں برا گمان کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کی مدد نہیں کرے گا یہ سارے ختم ہو جائیں گے ان کا صفایا ہو جائے گا عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ انہی پر ہے بری گردش۔ ان پر گردش پڑے گی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلمانوں کا کچھ نقصان نہیں ہوگا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ اور اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا ہے ان پر وَلَعَنَهُمْ اور ان پر لعنت کی ہے وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ اور ان کے لیے دوزخ تیار کی ہے۔ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہر مومن مرد اور عورت کو جہنم سے بچائے۔ آمین

وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۷﴾ اِنَّآ

اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں لشکر آسمانوں کے اور زمین کے اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔ بیشک ہم نے بھیجا

اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۸﴾ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہی دینے والا اور خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا۔ تاکہ تم ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے

وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۹﴾

رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اور تاکہ تم ان کی مدد کرو اور تاکہ تم ان کی تعظیم کرو اور تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرو پہلے پہر اور پچھلے پہر۔

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ ۚ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ۚ

بیشک وہ لوگ جو بیعت کرتے ہیں آپ ﷺ سے پختہ بات ہے وہ بیعت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے

فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا

ہاتھوں کے اوپر ہے پس جو شخص توڑے گا پس بیشک وہ توڑتا ہے اپنے نفس کے نقصان کے لیے اور جس نے پورا کیا اس چیز کو

عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١٠﴾ سَيَقُولُ لَكَ

جس پر اس نے معاہدہ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ پس عنقریب دے گا اس کو اللہ تعالیٰ اجر بڑا۔ عن قریب کہیں گے آپ ﷺ کے

الْمُخَلَّفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ شَغَلَتْنَا أَمْوَالُنَا وَأَهْلُونَا

سامنے جو پیچھے چھوڑ گئے دیہاتیوں میں سے مشغول رکھا ہمیں ہمارے مالوں نے اور ہمارے گھر کے افراد نے

فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۚ

پس آپ ﷺ بخشش طلب کریں ہمارے لیے کہیں گے یہ اپنی زبانوں سے وہ بات جو ان کے دلوں میں نہیں ہوگی آپ

قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ

ﷺ فرمادیں پس کون مالک ہوگا تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی چیز کا اگر ارادہ کرے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے ضرر کا یا

أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۚ بَلْ كَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿١١﴾

ارادہ کرے تمہارے لیے نفع کا بلکہ اللہ تعالیٰ جو عمل تم کرتے ہو خبر رکھنے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَا تَقَدَّمَ: جو گزر چکا، يَهْدِيَكَ: آپ کو لے چلے، يَنْصُرَكَ: اللہ آپ کو غلبہ دے گا، الظَّانِّينَ: گمان کرنے والے، تُعَزِّرُوهُ: اس کی مدد کرو، تُوَقِّرُوهُ: اس کی تعظیم کرو، تُسَبِّحُوهُ: اس کی تسبیح کرو، يُبَايِعُونَكَ: آپ سے بیعت کررہے ہیں، يُبَايِعُونَ: وہ بیعت کرتے ہیں، نَكَثَ: (جو) توڑے گا، يَنْكُثُ: وہ عہد توڑتا ہے، شَغَلَتْنَا: ہمیں مشغول کردیا، أَهْلُونَا: ہمارے اہل وعیال۔

ربط:

سابقہ آیات یعنی سورۃ کے آغاز میں ہی اللہ تعالیٰ نے صلح حدیبیہ کو ایک کھلی فتح قرار دیا۔ اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ منافقین کو جو اس موقع پر کوئی بھی شریک نہیں ہوئے تھے ان کے معذرت خواہانہ رویہ کی مدینہ پہنچنے سے قبل ہی آپ ﷺ کو خبر دے رہے ہیں۔

تفسیری نکات: کفار مکہ کے غرور وتکبر پر اللہ تعالیٰ کی تنبیہ:

جب مسلمان عمرہ کے ارادہ سے مکہ گئے اور وہاں سے صلح حدیبیہ کے بعد مدینہ واپس ہوئے تو انہیں اپنی اکثریت پر بڑا گھمنڈ اور غرور رہا۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس گھمنڈ اور غرور کی کیفیت کا جواب دے رہے ہیں۔

وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں لشکر آسمانوں کے اور زمین کے۔ تمہارے آدمی کتنے ہوں گے؟ اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں انسان ہیں، جنات ہیں، فرشتے ہیں اور فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے اتنی طاقت دی ہے کہ اگر ایک فرشتہ زمین پر آ کر اپنا پر مارے تو سارے علاقے کو اٹھا کر الٹا کر کے پھینک دے۔ حضرت لوط علیہ السلام کی بستیوں کے متعلق فرمایا ہے

وَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا (ہود: ۸۲) اور کر دیا ہم نے ان کے اوپر والے حصے کو نیچے۔ تمام تفسیروں میں لکھا ہے جبرائیل علیہ السلام نے اپنے ایک پر پر ان بستیوں کو اٹھا کر بلندی پر جا کر الٹا کر کے نیچے پھینک دیا۔ تمہاری اکثریت کی کیا حیثیت ہے آسمانوں اور زمینوں کے لشکر صرف اللہ تعالیٰ کے ہیں وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔ غالب اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر وہ اپنی حکمت کے ساتھ کام کرتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی واحدانیت کے گواہ ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا بے شک ہم نے بھیجا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گواہ بنا کر اپنی وحدانیت پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری وحدانیت کی گواہی دیں۔ یہ مفہوم حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے دیگر مفسرین کرام رحمہم اللہ اس آیت کا ترجمہ گواہی دینے والا کرتے ہیں اور اس آیت کی تفسیر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے جو بخاری شریف اور حدیث کی دیگر کتب میں موجود ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب قیامت کے دن تمام مخلوقات کو اکٹھا کرے گا اور سب حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کو بھی جمع کرے گا تو کافروں اور نافرمانوں پر اتمام حجت کے لیے حضرات انبیائے عظام علیہم السلام سے سوال فرمائے گا۔ مثلاً حضرت نوح علیہ السلام سے فرمائے گا کیا آپ نے اپنی امت کو تبلیغ کی تھی؟ حضرت نوح علیہ السلام عرض کریں گے اے اللہ! میں نے واقعی تبلیغ کی تھی۔ پھر نوح علیہ السلام کی امت سے سوال کیا جائے گا کہ کیا نوح علیہ السلام نے تمہیں تبلیغ کی تھی؟ وہ بدبخت لوگ انکار کر دیں گے کہ ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا آیا ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ سوال کرے گا اے نوح علیہ السلام آپ کا کوئی گواہ بھی ہے؟ حضرت نوح علیہ السلام عرض کریں گے میرے گواہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہے۔ نوح علیہ السلام کی امت کے لوگ یہ اعتراض کریں گے کہ یہ گواہ تو ہمارے زمانے میں موجود نہ تھے لہٰذا یہ گواہ کیسے ہوئے تو امت محمدیہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ جواب دے گی کہ ہم نے قرآن کریم پڑھا ہے جس میں صاف طور پر لکھا تھا کہ حضرت نوح علیہ السلام اور اسی طرح دوسرے انبیائے عظام علیہم السلام نے تبلیغ کی تھی اور ہمیں ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی بتلایا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہیں کہ نوح علیہ السلام نے تبلیغ کی تھی تو ہم برحق اور سچی گواہی دیتے ہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت گواہی دے چکے گی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی شہادت اور گواہی کی صفائی اور تصدیق کریں گے کہ میری امت نے جو گواہی دی ہے وہ حق ہے۔

وَّمُبَشِّرًا اور خوش خبری دینے والا۔ نیک لوگوں کو کہ اللہ تعالیٰ تم پر راضی ہے اور تمہارے لیے جنت ہے وَّنَذِيْرًا اور ڈرانے والا بدکاروں کو، کفر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی گرفت اور عذاب سے جو قبر میں ہوگا، دوزخ میں ہوگا۔

لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ تاکہ تم ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر وَرَسُوْلِهٖ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر وَتُعَزِّرُوْهُ اور تاکہ تم اُن کی مدد کرو۔ تاکہ تم اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرو وَتُوَقِّرُوْهُ اور تاکہ تم اُن کی تعظیم کرو، عزت کرو۔ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کے بعد ساری کائنات میں سب سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا ایمان کی بنیاد ہے وَتُسَبِّحُوْهُ اور تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرو بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا پہلے پہر اور پچھلے پہر سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم پڑھو۔

حدیث پاک میں آتا ہے اَحَبُّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اللہ تعالیٰ کو یہ کلمہ بہت اچھا لگتا ہے۔ اور بخاری شریف میں روایت ہے کہ چار کلمے اللہ تعالیٰ کو بڑے محبوب ہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔

بیعت رضوان کرنے والوں سے اللہ کا راضی نامہ:

جیسا کہ پہلے ذکر ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مکہ اپنا سفیر بنا کر بھیجا اور جب آپ رضی اللہ عنہ کے قید یا شہید کر دینے کی خبر مشہور ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ میرے ہاتھ پر بیعت کرو اس بات کی کہ ہم اپنے قیدی کو چھڑائیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ ان کے شہید ہونے کی خبر تھی۔ تو پھر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم ان کا بدلہ لیں گے۔ یہاں ان آیات میں اس بیعت کا ذکر ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ بے شک وہ لوگ يُبَايِعُوْنَكَ جو بیعت کر رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ پختہ بات ہے وہ بیعت کر رہے تھے اللہ تعالیٰ سے۔ یوں سمجھو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کر رہے تھے کیونکہ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ جس شخص نے اطاعت کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پس تحقیق اس نے اطاعت کی اللہ تعالیٰ کی يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دست قدرت، اللہ تعالیٰ کی نصرت، اللہ تعالیٰ کی امداد شامل حال ہے فَمَنْ نَّكَثَ پس جو شخص عہد توڑے گا عہد شکنی کرے گا فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ پس بیشک وہ توڑتا ہے اپنے نفس کے نقصان کے لیے۔ جو وعدے کی خلاف ورزی کرے گا اس کا وبال اس کے نفس پر پڑے گا وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ اور جس نے پورا کیا اس چیز کو جس پر اس نے معاہدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ سے کہ میں

میدان سے نہیں بھاگوں گا، پشت نہیں پھیروں گا موت بھی آئی تو قبول کروں گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم بیعت کر رہے تھے موت پر اور یہ لفظ بھی ہیں عَلٰۤی اَنْ لَّا نَفِرَّ کہ ہم میدان سے پشت نہیں پھیریں گے۔ جو عہد کو پورا کرے گا فَسَیُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا پس عن قریب دے گا اس کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم، بڑا اجر دے گا۔

صلح حدیبیہ میں شریک نہ ہونے والے منافقین کی معذرت:

صلح حدیبیہ کے واقعہ میں منافقین میں سے ایک بھی شریک نہ ہوا۔ انہوں نے معذرت کو پہلے ضروری نہیں سمجھا کہ ہمیں کیا ضرورت ہے معذرت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے ہی خبر دے دی کہ یہ پندرہ سو مسلمان جو عمرہ کے ارادے سے جا رہے ہیں معاذ اللہ یہ سب کفار کے ہاتھوں مارے جائیں گے یہ ان کا خیال تھا اللہ تعالیٰ کی حکمت کہ دو صحابی رضی اللہ عنہما اس صلح حدیبیہ کے واقعے میں شہید ہو گئے باقی سب صحیح سالم واپس آ گئے۔ جب آئے تو ان منافقین کے طوطے اُڑ گئے اب آئے اور معذرت کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے ہی خبر دے کہ یہ معذرت کیلئے آئیں گے۔

سَیَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ کہیں گے عنقریب وہ لوگ جن کو پیچھے چھوڑ اگیا۔ ان کو کس نے پیچھے چھوڑا بعض مفسرین رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ شیطان نے زُیِّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ کہ شیطان نے ان کے لیے صلح حدیبیہ کے سفر سے پیچھے رہ جانے کو مزین کر دیا بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ ان کے دوستوں نے ان کو پیچھے چھوڑا بعض نے کہا کہ نفس نے اور بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہی ان کو پیچھے رکھا اللہ تعالیٰ نے ان منافقین کو اس راضی ہو جانے والے مبارک اصحاب رضی اللہ عنہم میں شامل ہی نہیں ہونے دیا کیونکہ آگے آرہا ہے کہ لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اور یہ تو مومنین ہیں نہیں میں کہتا ہوں کہ سب تفسیریں صحیح ہیں۔

سَیَقُوْلُ لَكَ عنقریب کہیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے الْمُخَلَّفُوْنَ جن کو پیچھے چھوڑا گیا، منافقین مِنَ الْاَعْرَابِ دیہاتیوں میں سے۔ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا مشغول رکھا ہمیں ہمارے مالوں نے وَاَهْلُوْنَا اور ہمارے گھر کے افراد نے۔ ہم بھی جانے کے لیے تو تیار تھے دل تو بڑا کرتا تھا مگر مجبوریاں تھیں جن کی وجہ سے نہیں جا سکے فَاسْتَغْفِرْ لَنَا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم بخشش طلب کریں ہمارے لیے، ہم مجبور تھے شریک نہیں ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا کہیں گے یہ اپنی زبانوں سے وہ بات لَیْسَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ جو ان کے دلوں میں نہیں ہے۔ جو دلوں میں ہے اس کا ذکر آگے آرہا ہے۔ قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں فَمَنْ یَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا پس کون مالک ہوگا تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی چیز کا۔ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے تمہیں کون بچائے گا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا اگر ارادہ کرے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے نقصان کا یا ارادہ کرے تمہارے لیے نفع کا۔ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچانے والا کون ہے اور اس کے نفع کو روکنے والا کون ہے مجھے بتلاؤ؟ کیونکہ نافع بھی اللہ تعالیٰ ہے اور ضار بھی اللہ تعالیٰ ہے بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا بلکہ اللہ تعالیٰ جو عمل تم کرتے ہو اس سے خبردار ہے۔ یہ جو تم باتیں کر رہے ہو ان

کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ جو بات تمہارے دلوں میں تھی وہ بھی اللہ جانتا ہے اور جس کو اگلی آیات میں اللہ تعالیٰ بیان فرما رہا ہے۔

بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ

بلکہ تم نے خیال کیا اس بات کا کہ ہرگز واپس لوٹ کر نہیں آئیں گے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان والے اپنے اہل کی طرف

اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۚ وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُوْرًا ﴿12﴾ وَمَنْ

کبھی بھی اور مزین کی گئی یہ چیز تمہارے دلوں میں اور تم نے خیال کیا برا خیال اور ہو تم قوم ہلاک ہونے والی اور جو شخص

لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ﴿13﴾

نہ ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پس بیشک ہم نے تیار کی ہے کافروں کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ۔

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۭ

اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی، بخش دے گا جس کو چاہے گا اور سزا دے گا جس کو چاہے گا

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿14﴾ سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ

اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ عنقریب کہیں گے پیچھے چھوڑے ہوئے جب تم جاؤ گے غنیمتوں کی طرف تاکہ تم ان کو لو چھوڑ

لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّنْ

دو ہمیں ہم بھی تمہارے پیچھے چلتے ہیں یہ ارادہ کرتے ہیں کہ بدل دیں اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں تم ہرگز

تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ۭ

ہمارے ساتھ نہیں جا سکو گے اسی طرح فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے پس وہ بہ تاکید کہیں گے بلکہ تم حسد کرتے ہو ہمارے

بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿15﴾ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ

ساتھ بلکہ وہ سمجھتے نہیں ہیں مگر بہت تھوڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں ان کو جو پیچھے چھوڑ گئے دیہاتیوں میں سے عن قریب تم بلائے

اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ

جاؤ گے ایک قوم کی طرف جو سخت لڑنے والی ہے تم ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے پس اگر تم نے اطاعت کی تم کو

اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿16﴾

اللہ تعالیٰ اچھا اجر دے گا اور اگر تم نے روگردانی کی جیسا کہ روگردانی کی تم نے اس سے پہلے سزا دے گا تم کو سزا دردناک۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِنْطَلَقْتُمْ: (جب) تم چلو گے، لِتَاْخُذُوْهَا: تاکہ انہیں لو، ذَرُوْنَا: ہمیں اجازت دو، نَتَّبِعْكُمْ: ہم تمہارے ساتھ چلیں، لَنْ تَتَّبِعُوْنَا: تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں چل سکتے، تَحْسُدُوْنَنَا: تم حسد کرتے ہو ہم سے، لِلْمُخَلَّفِيْنَ: پیچھے رہنے والوں سے، تُقَاتِلُوْنَهُمْ: تم ان سے لڑتے رہو، يُسْلِمُوْنَ: وہ مسلمان ہو جائیں۔

ربط:

سابقہ آیات سے ہی منافقین کے خیالات فاسدہ اور بدخیالات کو کھول کھول کر بیان کیا جارہا ہے۔ اب بھی ان کے دلوں میں چھپے ہوئے کینے اور بغض اور مسلمان دشمنی کو واضح طور پر بیان کیا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: منافقین کے دلوں کی کیفیت:

بَلْ ظَنَنْتُمْ بلکہ تم نے خیال کیا اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ کہ ہرگز نہیں واپس لوٹ کر آئیں گے رسول ﷺ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اور ایمان والے اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا اپنے اہل کی طرف کبھی بھی۔ تم نے یہ سمجھا کہ دشمن کے گھر جارہے ہیں انہوں نے کون سا زندہ واپس آنا ہے لہذا اجازت لینے کی ضرورت ہی نہیں ہے وَزُيِّنَ ذٰلِكَ اور مزین کی گئی یہ چیز، یہ بات، یہ نظریہ فِيْ قُلُوْبِكُمْ تمہارے دلوں میں وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ اور تم نے خیال کیا برا خیال۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی طرف تمہاری توجہ نہیں ہوئی کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے کہ ایسے حالات پیدا کر دے گا کہ لڑائی کی نوبت ہی نہیں آئے گی وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُوْرًا تم ہلاک ہونے والی قوم ہو، دوزخ کا ایندھن بنو گے وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اور جو شخص ایمان نہ لایا صحیح معنی میں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول ﷺ پر فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ پس بے شک ہم نے تیار کی ہے کافروں کے لیے سَعِيْرًا بھڑکتی ہوئی آگ۔ دنیا کی آگ انسان برداشت نہیں کرسکتا اس میں پتھر راکھ ہو جاتے ہیں اور لوہے جیسی چیزیں پگھل جاتی ہیں اور جہنم کی آگ تو اس سے انہتر گنا تیز ہے۔ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے ملک آسمانوں کا وَالْاَرْضِ اور زمین کا۔ زمین و آسمان کی ساری چیزوں کا خالق اور مالک وہی ہے اور حکم بھی اسی کا ہے يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ بخش دے گا جس کو چاہے گا اور بخشے گا اسے جو ایمان لائے گا اور عمل اچھے کرے گا جو گناہوں سے بچا اور جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ اور سزا دے گا جس کو چاہے گا۔ کافر و مشرک کی بخشش نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کا نافرمان ہے وہ دوزخ میں جائے گا۔ وقت ہے توبہ کر لو اللہ تعالیٰ کی بخشش کے دروازے ہر وقت کھلے ہیں وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

منافقین کی جنگ خیبر میں شرکت کی کوشش:

آپ ﷺ جب صلح حدیبیہ کے بعد مکہ سے واپس مدینہ تشریف لائے تو اطلاع ہوئی کہ خیبر کے یہود بنو اسد اور بنو

غطفان کے مشرکین کو ساتھ ملا کر مدینہ پر حملہ کرنا چاہ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خیبر پر حملہ کرنے کے لیے تیاری کا حکم دیا۔ منافقوں کو علم ہوا تو انہوں نے پروگرام بنایا کہ ہم بھی مسلمان کے لشکر کے ساتھ چلتے ہیں یہودی بڑے مالدار ہیں۔ لازمی طور پر مسلمانوں کو خیبر میں فتح ہوگی تو خوب مال غنیمت حاصل ہوگا۔ اور ہمیں بھی ملے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

سَیَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ عن قریب کہیں گے وہ جو پیچھے چھوڑے گئے سفر حدیبیہ سے۔ تو یہ مسلمانوں کو کہیں گے اِذَا انْطَلَقْتُمْ جب تم جاؤ گے اِلٰی مَغَانِمَ غنیمتوں کی طرف۔ لِتَاْخُذُوْهَا تا کہ تم ان کو لو۔ ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ہمیں چھوڑ دو ہم بھی تمہارے پیچھے چلتے ہیں خیبر کے لیے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ یہ تمہارے ساتھ جانے کے لیے تیار ہو جائیں گے مگر تم ان کو ساتھ نہ لے جانا یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ یہ ارادہ کرتے ہیں کہ بدل دیں اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہے، قُلْ آپ ﷺ فرما دیں لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا ان کو تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں جا سکو گے كَذٰلِكُمْ اسی طرح قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پہلے اطلاع دے دی ہے کہ یہ تمہارے ساتھ جائیں گے لیکن ان کو ساتھ نہیں لے جانا۔ تم منافق لوگ صرف مال کے حریص ہو تم جانتے ہو کہ یہود کے پاس مال بڑا ہے فَسَیَقُوْلُوْنَ پس وہ بہ تاکید کہیں گے۔ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا بلکہ اے مسلمانوں! تم ہمارے ساتھ حسد کرتے ہو کہ یہ غنیمتیں کیوں لیں۔ تم چاہتے ہو کہ ساری غنیمتیں تم لے لو اور ہمیں کچھ نہ دو۔ فرمایا بَلْ كَانُوْا لَا یَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا بلکہ ہیں وہ منافق نہیں سمجھتے مگر بہت تھوڑا۔ منافقوں کے ظاہری اور سطحی ذہن ہیں عمیق اور گہرے ذہن نہیں ہیں وہ بات نہیں سمجھتے۔ خودغرض اور مطلب پرست ہیں اس لیے واویلا کرتے ہیں۔

مسیلمہ کذاب سے یا جنگ یرموک کی سخت لڑائی کا تذکرہ:

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِیْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ آپ ﷺ ان کو کہہ دیں جو پیچھے چھوڑے گئے ہیں سفر حدیبیہ سے دیہاتیوں میں سے۔ جواب بڑھ چڑھ کر باتیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں بھی ساتھ لے جاؤ آپ ﷺ ان سے کہہ دیں سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ عن قریب تم بلائے جاؤ گے ایسی قوم کی طرف اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ جو سخت لڑنے والی ہوگی تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ یُسْلِمُوْنَ تم ان کے ساتھ لڑو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے۔ یہ کون سی قوم ہے جن کے ساتھ لڑنے کے لیے ان کو دعوت دی جائے گی؟ بعض اسے مسیلمہ کذاب کے ساتھ ہونے والی جنگ پر محمول کرتے ہیں جو یمامہ کے مقام پر ہوئی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کمانڈر تھے۔ تاریخ بتلاتی ہے کہ تین دن میں سات سو حافظ قرآن شہید ہوئے تھے۔

بعض حضرات اسے غزوہ حنین سے تعبیر کرتے ہیں جو ۸ ہجری میں ہوازن اور ثقیف کے ساتھ ہوا۔ جس میں ایک دفعہ مسلمان مغلوب ہو گئے مگر پھر اللہ تعالیٰ نے غلبہ عطا فرمایا اور بعض مفسرین رحمہم اللہ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ سے عراقی، ایرانی، کردی اور مصری قومیں مراد لیتے ہیں کہ یہ سب لڑاکا قومیں ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ان کے خلاف جنگیں

ہوئی ہیں۔

فَاِنۡ تُطِیۡعُوۡا پس اگر تم نے اطاعت کی یُؤۡتِكُمُ اللّٰهُ اَجۡرًا حَسَنًا تمہیں اللہ تعالیٰ اچھا اجر دے گا۔ اور اطاعت ہوگی ایمان صحیح قبول کرنے سے وَاِنۡ تَتَوَلَّوۡا كَمَا تَوَلَّيۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلُ اور اگر تم نے روگردانی کی جیسا کہ تم پہلے جہاد سے پھر گئے مختلف موقعوں پر یُعَذِّبۡكُمۡ عَذَابًا اَلِیۡمًا سزا دے گا تم کو اللہ تعالیٰ دردناک۔ وہ تم بھگتو گے۔

لَيۡسَ عَلَى الۡاَعۡمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الۡاَعۡرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الۡمَرِيۡضِ حَرَجٌ ؕ وَمَنۡ يُّطِعِ

نہیں ہے اندھے پر کوئی حرج اور نہ لنگڑے پر کوئی حرج اور نہ مریض پر کوئی حرج اور جو شخص اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ اور اس

اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ يُدۡخِلۡهُ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ۚ وَمَنۡ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبۡهُ

کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی داخل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو باغات میں جاری ہیں ان کے نیچے نہریں اور جو اعراض کرے گا سزا دے

عَذَابًا اَلِيۡمًا ۝۱۷ لَقَدۡ رَضِىَ اللّٰهُ عَنِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ يُبَايِعُوۡنَكَ تَحۡتَ

گا اس کو سزا دردناک۔ البتہ تحقیق راضی ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے جس وقت وہ بیعت کر رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ فَاَنۡزَلَ السَّكِيۡنَةَ عَلَيۡهِمۡ وَاَثَابَهُمۡ فَتۡحًا

درخت کے نیچے پس اللہ تعالیٰ کو علم تھا اس چیز کا جو ان کے دلوں میں تھی پس نازل کی اللہ تعالیٰ نے تسلی ان پر اور بدلہ دیا ان کو فتح

قَرِيۡبًا ۝۱۸ وَّمَغَانِمَ كَثِيۡرَةً يَّاۡخُذُوۡنَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيۡزًا حَكِيۡمًا ۝۱۹ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ

قریب کا۔ اور بہت سی غنیمتوں کا جن کو وہ لیں گے اور ہے اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا۔ وعدہ کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ

مَغَانِمَ كَثِيۡرَةً تَاۡخُذُوۡنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمۡ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيۡدِىَ النَّاسِ عَنۡكُمۡ ۚ

بہت سی غنیمتوں کا جن کو تم لو گے پس جلدی کی ہے اس نے تمہارے لیے یہ اور روک دیا اس نے لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے

وَلِتَكُوۡنَ اٰيَةً لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَيَهۡدِيَكُمۡ صِرَاطًا مُّسۡتَقِيۡمًا ۝۲۰ وَّاُخۡرٰى لَمۡ تَقۡدِرُوۡا

اور تاکہ ہو جائے نشانی مومنوں کے لیے اور تاکہ چلائے تمہیں سیدھے راستے پر۔ اور دوسری غنیمتیں ہیں جن پر ابھی تک تم قادر

عَلَيۡهَا قَدۡ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرًا ۝۲۱ وَلَوۡ قٰتَلَكُمُ الَّذِيۡنَ

نہیں ہوئے تحقیق احاطہ کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کا اور ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر۔ اور اگر لڑیں گے تمہارے ساتھ وہ لوگ

كَفَرُوۡا لَوَلَّوُا الۡاَدۡبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوۡنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيۡرًا ۝۲۲ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِىۡ قَدۡ خَلَتۡ

جو کافر ہیں البتہ پھیریں گے پشتیں پھر نہیں پائیں گے کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار۔ اللہ تعالیٰ کا دستور وہ ہے تحقیق جو گزر چکا ہے

ع ۲
مِنۡ قَبۡلُ ۚۖ وَلَنۡ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبۡدِيۡلًا ﴿۲۳﴾

اس سے پہلے اور ہرگز نہیں پائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے دستور میں تبدیلی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

یَاْخُذُوْنَھَا: جنہیں یہ لوگ لے رہے ہیں، تَاْخُذُوْنَھَا: تم انہیں لوگے، قٰتَلَکُمْ: (اگر) تم سے لڑتے۔

ربط:

اس سے قبل اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مذمت بیان فرمائی تھی جو جان بوجھ کر محض اپنے نفاق اور عداوت کی وجہ سے صلح حدیبیہ کے سفر میں شریک نہیں ہوئے تھے اور اب ان مخلص مسلمانوں کا استثنیٰ فرمایا جارہا ہے جو اپنی جسمانی معذوری یا کسی بیماری کی وجہ سے اس سفر میں پیچھے رہ گئے تھے۔

تفسیری نکات: جسمانی معذوری یا بیماری کی وجہ سے شرکت جہاد سے رخصت:

لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ نہیں ہے اندھے پر کوئی حرج وَّلَا عَلَی الْاَعْرَجِ حَرَجٌ اور نہ لنگڑے پر کوئی حرج ہے۔ جس شخص کی آنکھیں نہیں ہیں وہ معذور ہے۔ وہ جہاد میں شرکت نہیں کرتا تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے کیوں کہ اسے نظر ہی کچھ نہیں آتا ایک آدمی لنگڑا ہے چل نہیں سکتا اس پر بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ معذور ہے وَّلَا عَلَی الْمَرِیْضِ حَرَجٌ اور نہ بیمار پر کوئی حرج ہے کہ وہ اٹھ بیٹھ نہیں سکتا، چل پھر نہیں سکتا چاہے وہ جوان ہی کیوں نہ ہو۔ اگر وہ جہاد میں شرکت نہیں کرتا تو اس پر کوئی حرج نہیں ہے۔ تو اندھا بھی مستثنیٰ ہے، لنگڑا بھی مستثنیٰ ہے اور بیمار بھی مستثنیٰ ہے۔

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور جس نے اطاعت کی اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ داخل کرے گا ان کو باغوں میں جاری ہیں مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ان کے نیچے نہریں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والا جنت میں داخل ہوگا وَمَنْ یَّتَوَلَّ اور جو اعراض کرے گا اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے یُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِیْمًا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے، گا اس کو اللہ تعالیٰ دردناک سزا دے گا۔ اللہ تعالیٰ کے احکام نہ ماننے والے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام نہ ماننے والے کو سخت سزا ہوگی۔

بیعت رضوان کرنے والوں سے اللہ کا اپنی خوشنودی کا اعلان:

اس بیعت کی تفصیل ہم اس سورۃ کے آغاز میں لکھ آئے ہیں:

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ۔ لام بھی تاکید کا ہے اور قد بھی تاکید کا ہے۔ ڈبل تاکید ہوگئی۔ تو معنی ہوگا البتہ تحقیق اللہ راضی ہوگیا ہے ماضی کا صیغہ ہے۔ مضارع کا صیغہ ہوتا تو معنی ہوتا اللہ تعالیٰ راضی ہوجائے گا۔ نہیں! بلکہ راضی ہوگیا ہے۔

عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ مومنوں سے اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ جس وقت وہ بیعت کر رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تَحْتَ

الشَّجَرَةِ درخت کے نیچے۔ بیعت کرنے والوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اگرچہ موجود نہیں تھے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ مبارک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دے کر ان کی طرف سے بیعت کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت سعید رضی اللہ عنہ، حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ وغیرہ۔ پندرہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم اس بیعت میں شامل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو مومن کہا۔ جو شخص ان کو مومن نہیں سمجھتا وہ منکر قرآن ہے اور پکا کافر ہے۔

فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اللہ تعالیٰ کو علم تھا اس کا جو ان کے دلوں میں تھا اخلاص فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ پس اللہ تعالیٰ نے نازل کی تسلی، تسکین ان پر۔

مسلمانوں کو آگے آنے والی فتوحات اور غنائم کے ملنے کی پیش گوئی:

وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا اور بدلہ دیا ان کو فتح قریب کا۔ فتح قریب سے مراد خیبر کی فتح ہے۔ صلح حدیبیہ ذوالقعدہ کے مہینے میں ہوئی اور خیبر فتح ہوا ماہ بعد محرم کے مہینے میں۔ اس قریبی فتح اور غنیمت کے علاوہ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً اور بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے يَّاْخُذُوْنَهَا جن کو تم لوگے۔ وہ مصر کی، شام کی، عراق اور ایران کی غنیمتیں ہیں۔ اگرچہ بہ ظاہر حالات ایسے نہیں ہیں لیکن وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔ اس نے وعدہ کیا ہے وہ تم کو دے گا مگر ہے حکمت والا ہر بات اس کی حکمت کے ساتھ ہے تم اللہ تعالیٰ کے وعدے پر یقین رکھو وَعَدَكُمُ اللّٰهُ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے تمہارے ساتھ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً بہت سی غنیمتوں کا تَاْخُذُوْنَهَا جن کو تم لوگے فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ پس اللہ تعالیٰ نے جلدی کی ہے تمہارے لیے یہ غنیمت خیبر کی وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ اور روک دیئے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے ہاتھ تم سے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے تو مکہ کے بعض کافر لوگوں نے کہا کہ تعداد ہماری زیادہ ہے، اسلحہ ہمارے پاس زیادہ ہے، ساری برادریاں ہمارے ساتھ ہیں یہ مسلمان ہمارے دروازے پر آئے ہوئے ہیں ان کا صفایا کر دو۔ مکہ والے آپس میں کہنے لگے کہ گھر آئے ہوئے دشمنوں کو چھوڑتے ہو۔ لیکن اہل مکہ میں سے ہی بعض نے کہا کہ وہ عمرے کے لیے آئے ہیں، احرام باندھے ہوئے ہیں لڑنے کے لیے نہیں آئے لہذا ان سے لڑنا نہیں ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں یہ بات ڈال کر ان کے ہاتھ روک دیئے وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ اور تاکہ یہ فتح خیبر اور غنیمت ہو جائے نشانی مومنوں کے لیے۔ خیبر کے جہاد کے لیے پندرہ سو مسلمان گئے اور مقابلے میں تیس ہزار یہودی تھے اور یہودیوں کے پاس قلعے، مکانات، باغات اور بڑا کچھ تھا۔ پندرہ سو اور تیس ہزار کا مقابلہ ہوا۔ پندرہ مسلمان شہید ہوئے، ترانوے یہودی مارے گئے اور باقیوں نے ہتھیار ڈال دیئے وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا اور تاکہ چلائے تمہیں سیدھے راستے پر۔ یہ خیبر کی غنیمت تو تم نے لے لی وَّاُخْرٰى اور دوسری غنیمتیں ہیں لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا جن پر ابھی تک تم قادر نہیں ہوئے۔ مصر، شام، ایران، عراق، روم کے علاقے فتح ہوں گے اور غنیمتیں

تمہارے ہاتھ آئیں گی قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا تحقیق احاطہ کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔

اگر کافر صلح حدیبیہ کے موقع پر لڑتے تو انہیں شکست ہوتی:

وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اور اگر اس موقع پر یعنی حدیبیہ والے موقع پر یہ کفار مکہ تمہارے ساتھ لڑتے لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ البتہ پھیر لیتے پشتیں۔ پشت پھیر کر بھاگتے اور ان کو شکست ہوتی اس لیے کہ آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی ہے اور مخلص مومن آپ ﷺ کے ساتھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی امداد ان کے ساتھ ہے۔ وہ پشتیں پھیر لیتے ثُمَّ لَا یَجِدُوْنَ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا پھر نہ پاتے کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار۔ وہ کہتے تھے کہ فلاں فلاں قبیلہ ہماری مدد کرے گا۔ فرمایا کوئی بھی ان کی مدد کے لیے نہ آتا سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ اللہ تعالیٰ کا دستور وہ ہے جو گزر چکا ہے اس سے پہلے۔ وہ یہ ہے اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا [مومن: ۵۱] بیشک ہم مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ان کے ساتھیوں کی۔ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا اور ہرگز نہیں پائیں گے آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے دستور میں تبدیلی۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ [الصفت: ۱۷۳] اور بیشک ہمارا لشکر البتہ وہی غالب آئے گا۔ غلبہ انہی کو ملے گا۔

وَهُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ

اور اللہ تعالیٰ کی ذات وہی ہے جس نے روکے ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ان سے مکہ مکرمہ کے پیٹ کے اندر بعد اس کے

عَلَیْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ﴿۲۴﴾ هُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ

کہ کامیاب کر دیا تم کو ان پر اور اللہ تعالیٰ جو تم کرتے ہو دیکھنے والا ہے۔ وہی لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور روکا تمہیں

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْیَ مَعْكُوْفًا اَنْ یَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ؕ وَلَوْلَا رِجَالٌ

مسجد حرام سے اور ہدی کے جانوروں کو روکا جو رکے ہوئے ہیں کہ وہ پہنچیں اپنے حلال ہونے کی جگہ کو اور اگر نہ ہوتے مرد

مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ فَتُصِیْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ

ایمان والے اور عورتیں ایمان والیاں نہیں جانتے تم ان کو کہ تم ان کو کچل دو گے پس پہنچے گی تم کو ان کی وجہ سے مصیبت علم کے

بِغَیْرِ عِلْمٍ ۚ لِیُدْخِلَ اللّٰهُ فِیْ رَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ۚ لَوْ تَزَیَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

بغیر تاکہ داخل کرے اپنی رحمت میں جس کو چاہے اگر وہ الگ ہوتے البتہ ہم سزا دیتے ان لوگوں کو جو کافر ہیں

مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۲۵﴾ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ

ان میں سے سزا دردناک۔ جب ٹھہرایا ان لوگوں نے جنھوں نے کفر کیا اپنے دلوں میں غیرت کو جاہلیت کی غیرت

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا

پس نازل کی اللہ تعالیٰ نے اپنی تسلی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اور مومنوں پر اور لازم کر دیا ان پر پرہیز گاری کا کلمہ اور وہ اس کے

اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۲۶﴾ ع ۳ ۱۱

زیادہ حق دار تھے اور اس کے اہل تھے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

بِبَطْنِ: اندرون میں پیٹ میں، مَكَّةَ: مکہ مکرمہ، اَظْفَرَكُمْ: تمہیں کامیاب کر دیا، مَعْكُوْفًا: روکا ہوا، لَمْ تَعْلَمُوْهُمْ: تمہیں ان کا علم نہیں، تَطَئُوْهُمْ: تم انہیں کچل دیتے، فَتُصِيْبَكُمْ: (تو) تمہیں پہنچتا، مَعَرَّةٌ: نقصان، تَزَيَّلُوْا: (اگر) ٹل جاتے، لَعَذَّبْنَا: یقیناً ہم دردناک سزا دیتے، اَلْحَمِيَّةَ: عار، اَلْزَمَهُمْ: ان کو جما دیا۔

ربط:

سابقہ آیات سے دوبارہ صلح حدیبیہ کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔ مسلمان جب حدیبیہ پہنچے تو کافروں نے مسلمانوں پر حملہ کیا جس میں دو مسلمان شہید ہو گئے۔ کفار کے بھی اسی اشخاص گرفتار ہو گئے۔ یہ اسی افراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے ان اسی افراد کو رہا کر دیا۔ مقصد یہی تھا کہ قتل کرنے سے معاملہ بڑھے گا اور ہم جو صلح کی بات چلا رہے ہیں وہ رک جائے گی۔ ان اسی اشخاص کے چھوڑنے کا اہل مکہ پر اچھا اثر ہوا کہ دیکھو ہم نے ان کے دو اصحاب رضی اللہ عنہم شہید کر دیئے مگر انہوں نے اس کے باوجود درگزر سے کام لیا۔ لہٰذا انہوں نے بھی صلح کی بات کو آگے چلانے کا فیصلہ کیا۔ اسی واقعے کے متعلق اللہ تعالیٰ اب ان آیات میں بیان فرما رہے ہیں۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ نے حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں اور کفار میں لڑائی نہ ہونے دی:

وَهُوَ الَّذِيْ اور اللہ تعالیٰ کی ذات وہی ہے كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ جس نے روکے ان کے ہاتھ تم سے۔ جو وہ چاہتے تھے ان کا مقصد پورا نہ ہوا۔ ان کا مقصد تو یہ تھا کہ سب کا صفایا ہو جائے وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ اور تمہارے ہاتھ روکے ان سے۔ ان کے اسی (۸۰) آدمی جو گرفتار ہوئے تھے تم ان کو قتل کرنا چاہتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں ڈالا کہ ان کو قتل نہ کرو، بِبَطْنِ مَكَّةَ مکہ کے پیٹ کے اندر۔ یہ حدیبیہ مکہ سے دو تین میل دور ہے جبکہ حدیبیہ کا کچھ حصہ حرم مکہ کی حدود میں شامل ہے گویا یہ کارروائی مکہ مکرمہ کے اندر ہی پیش آئی۔

مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے کامیاب کر دیا تھا ان پر تم کو۔ تم نے ان کو گرفتار کر لیا

تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ بھی روک دیئے اور تمہارے ہاتھ بھی روک دیئے وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھنے والا ہے۔ اس کے علم سے کوئی شے باہر نہیں ہے۔

هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا یہی لوگ ہیں جنہوں نے کفر اختیار کیا۔ کفر پر ڈٹے ہوئے ہیں وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور انہوں نے روکا تم کو مسجد حرام سے، عمرہ نہیں کرنے دیا حالانکہ تمہارا مقصد عمرہ کرنا تھا۔ بیت اللہ کا طواف، سعی بین الصفا والمروہ، پھر حلق کروانا، بال کٹوانا۔ کیوں کہ جنہوں نے پٹے رکھے ہوئے ہوں وہ اگر انگلی کے ایک پورے کے برابر پیچھے سے سارے بال کٹوا دیں تو احرام سے نکل جائیں گے۔ اور یہ جو عام لوگوں نے تھوڑے تھوڑے بال رکھے ہوئے ہوتے ہیں اگر یہ ٹنڈ نہیں کرائیں گے، سارے سر پر استرا نہیں پھروائیں گے تو احرام سے نہیں نکل سکیں گے۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا انہوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا وَالْهَدْيَ اور قربانی کے جانوروں کو روکا مَعْكُوْفًا جو رکے ہوئے ہیں اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ اس بات سے کہ وہ اپنے حلال ہونے کی جگہ کو پہنچیں۔ عمرے کے لیے قربانی ضروری نہیں ہے جس طرح صرف حج کرنے والے کے لیے قربانی ضروری نہیں ہے۔ ہاں اگر کوئی کرے تو نور علیٰ نور ہے۔ ہاں حج تمتع اور حج قارن والے کے لیے قربانی ضروری ہے۔

حج تمتع اسے کہتے ہیں جو شوال کا چاند نظر آنے کے بعد عمرہ کرے اور پھر اسی سال حج بھی کر لے۔ کیونکہ شوال کا مہینہ شروع ہونے کے بعد احرام باندھنے کے دن شروع ہو جاتے ہیں۔

اور حج قارن اسے کہتے ہیں کہ جو حج عمرے کا احرام اکٹھا باندھے۔ پہلے عمرہ کرے گا اور احرام سے نہیں نکلے گا حج کرنے کے بعد احرام سے نکلے گا۔

مسلمانوں کے لڑائی نہ کرنے کی حکمت:

جب مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہجرت کر کے مدینہ آ گئے تو مکہ مکرمہ میں بعض مومن مرد اور مومن عورتیں رہ گئیں جو بعض وجوہات کی بناء پر مدینہ کی طرف ہجرت نہ کر سکی تھیں۔ اس عرصہ میں انہوں نے مکہ مکرمہ میں تبلیغ کا کام جاری رکھا اس تبلیغ کا نتیجہ یہ ہوا کہ صلح حدیبیہ کے واقعے تک ایک خاصی معقول تعداد میں مرد اور خواتین مکہ مکرمہ میں مسلمان ہو چکے تھے۔ اب اگر لڑائی کی اجازت ہوتی اور مسلمان مکہ پر حملہ کرتے تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو خطاب فرما رہے ہیں کہ تمہیں تو معلوم بھی نہ تھا کہ کون کون لوگ مسلمان ہو گئے ہیں اور جنگ کی صورت میں وہ تمہاری تلواروں کی لپیٹ میں آ جاتے اور بعد میں تمہیں معلوم ہوتا کہ وہ مسلمان تھے تو تمہیں انتہائی رنج و ملال ہوتا۔

وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ اور اگر نہ ہوتے مرد ایمان والے وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ اور عورتیں ایمان والی لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ نہیں جانتے تم ان کو اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ کہ تم ان کو کچل دو گے فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ پس پہنچے گی تم کو ان کی وجہ سے مَّعَرَّةٌۢ تکلیف۔ معرۃ کا معنیٰ گناہ بھی ہے اور عیب بھی ہے۔ تم پر عیب لگتا لوگ تمہارے ذمے گناہ لگاتے، تمہارے لیے

تکلیف اور مصیبت بِغَیْرِ عِلْمٍ علم کے بغیر۔ تمہارے تو علم ہی میں نہیں تھا کہ یہ مرد عورتیں مومن ہیں جو تمہارے ہاتھوں سے مارے جاتے اور زخمی ہوتے۔ کافر پروپیگنڈہ کرتے تمہارے عیب نکالتے، تمہارا گناہ شمار کرتے کہ انہوں نے اپنے لوگوں کو مارا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو ہم تمہیں جہاد کا حکم دے دیتے لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِیْ رَحْمَتِهٖ تاکہ داخل کرے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں، تمہاری ہجرت کے بعد کہ ان مرد عورتوں کو ایمان کی توفیق دی مَنْ يَّشَآءُ جس کو چاہے لَوْ تَزَيَّلُوْا اگر وہ جدا ہوتے وہاں سے نکل جاتے لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ البتہ ہم سزا دیتے ان کو جو کافر ہیں ان میں سے عَذَابًا اَلِيْمًا سزا دردناک۔ اگر وہاں مومن نہ ہوتے جن کا تمہیں علم نہیں تھا تو ہم تمہیں حکم دیتے لڑنے کا اور ان کو ایسی سزا دیتے کہ وہ یاد رکھتے۔

اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ جب ٹھہرایا ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا اپنے دلوں میں غیرت کو حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ غیرت جاہلیت کی، کہ ان مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے گھر کا طواف کرنے سے روکا یہ جاہلوں کی غیرت تھی۔ حالانکہ دیکھ رہے تھے کہ انہوں نے احرام باندھے ہوئے ہیں اور لبیك اللھم لبیك کی صدائیں بلند کر رہے ہیں۔ حالانکہ غیرت کا مقام تب ہوتا کہ یہ لڑنے کے لیے گئے ہوتے پھر ان کو روکتے۔ ایک آدمی مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے آتا ہے اس کو روکنا ناجائز ہے۔ وہ خود بھی حج عمرہ کرتے تھے، طواف کرتے تھے تو طواف سے روکنے کی غیرت جہالت کی غیرت تھی۔

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ پس اتاری اللہ تعالیٰ نے اپنی تسلی عَلٰى رَسُوْلِهٖ اپنے رسول ﷺ پر وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اور مومنوں پر کہ سب مسلمان جذبات میں تھے وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى اور لازم کر دیا ان پر تقوے کا کلمہ۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کلمہ تقوی سے مراد کلمہ توحید لا الہ الا اللہ ہے اور مومنوں نے اس کلمہ کے تقاضوں کو پورا کر کے ثابت کر دیا کہ وَكَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا اور وہی اس کے زیادہ حق دار تھے کلمہ تقویٰ کے وَاَهْلَهَا اور اس کے اہل تھے، کلمہ تقویٰ کے وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا اور ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا۔ مشرکوں کی ضد اور عناد بھی اس کے علم میں ہے اور مسلمانوں کے جذبہ اطاعت کو بھی وہ اچھی طرح جانتا ہے۔ انہوں نے موت کی بیعت کر کے اپنے اس جذبے کا بھرپور انداز میں اظہار کیا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ

البتہ تحقیق سچ کر دکھایا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کا خواب حق کے ساتھ البتہ ضرور داخل ہو گے تم مسجد حرام میں اگر اللہ

اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ

نے چاہا امن کی حالت میں مونڈنے والے ہوں گے اپنے سروں کو اور کترانے والے ہوں گے اپنے پٹوں کو نہیں خوف کرو گے

فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿27﴾ هُوَ الَّذِيْٓ

پس اللہ تعالیٰ کو علم ہے اس چیز کا جس کو تم نہیں جانتے پس ٹھہرائی اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے فتح قریب کی۔ وہی ذات ہے جس

اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ

نے بھیجا اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کے ساتھ اور سچے دین کے ساتھ تاکہ غالب کر دے اس دین کو سب دینوں پر اور کافی

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿28﴾ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ

ہے اللہ تعالیٰ گواہی دینے والا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں سخت ہیں کافروں

رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ

پر آپس میں شفقت کرنے والے ہیں تم دیکھو گے ان کو رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے تلاش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا فضل

وَرِضْوَانًا ۫ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۖۚ

اور رضا ان کی نشانیاں ان کے چہروں میں ہیں سجدوں کے نشان سے یہ مثال ان کی تورات میں ہے

وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى

اور مثال ان کی انجیل میں، جیسے کھیتی نکالا اس نے اپنا پٹھا پس اس کو قوی کیا پس وہ موٹا ہو گیا پس وہ کھڑا ہو گیا اپنی نال پر تعجب

عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

میں ڈالتا ہے کاشت کاروں کو تاکہ غیظ و غضب میں ڈالے کفر کرنے والوں کو وعدہ کر لیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿29﴾ ع ۱۲

لائے اور جنہوں نے عمل کیے ان میں سے اچھے بخشش کا اور بڑے اجر کا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَتَدْخُلُنَّ: تم ضرور داخل ہو گے، مُحَلِّقِيْنَ: سر منڈانے والے، مُقَصِّرِيْنَ: بال کٹانے والے، اَشِدَّآءُ: بہت سخت، رُحَمَآءُ: مہربان، اَلسُّجُوْدُ: سجدے، شَطْـَٔهٗ: اس کی اپنی سوئی، فَاٰزَرَهٗ: اس نے قوی کیا اسے، فَاسْتَغْلَظَ: (پھر) وہ موٹی ہوئی، سُوْقِهٖ: اپنے تنے (پر)، يُعْجِبُ: بھی معلوم ہوتی ہے، اَلزُّرَّاعَ: کسان۔

ربط:

جیسا کہ معلوم ہے کہ صلح حدیبیہ اور اس سے متعلقہ بیان، سابقہ آیات میں بیان کیا گیا ہے۔ اب اسی مبارک سفر کا باعث بننے والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب مبارک کا تذکرہ فرمایا جا رہا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدح سرائی فرمائی جا رہی

ہے۔ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدح وتوصیف تورات اورانجیل میں بھی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی تھی۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب سچ کر دکھایا:

لَقَدۡ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوۡلَهُ الرُّءۡيَا بِالۡحَقِّ البتہ تحقیق سچا کر دکھایا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب حق کے ساتھ لَتَدۡخُلُنَّ الۡمَسۡجِدَ الۡحَرَامَ البتہ ضرور تم داخل ہو گے مسجد حرام میں اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی اٰمِنِيۡنَ امن کی حالت میں۔ کیونکہ صلح کے بعد طرفین ایک دوسرے سے خطرہ محسوس نہیں کرتے تھے مُحَلِّقِيۡنَ رُءُوۡسَكُمۡ مونڈنے والے ہوں گے اپنے سروں کو وَمُقَصِّرِيۡنَ اور کترانے والے ہوں گے اپنے بالوں کو۔ جنہوں نے پٹے رکھے ہوئے ہیں۔ اور مسئلہ یہ ہے کہ حج عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد احرام سے نکلنے کی بنیادی شرط یہ ہے کہ ٹنڈ کروائے۔ اگر پٹے رکھے ہوئے ہیں تو ایک پورے کے برابر بال کٹوائے۔ جس طرح نماز سے نکلنے کے لیے سلام پھیرنا شرط ہے کہ اگر سلام نہیں پھیرے گا تو نماز کے اندر ہی سمجھا جائے گا۔ اسی طرح احرام سے نکلنے کے لیے ٹنڈ کرائے اگر پٹے ہیں تو ایک پور کے برابر کٹوائے گا پھر ہی احرام سے نکلے گا۔

لَا تَخَافُوۡنَ نہیں خوف کرو گے تم کسی کا فَعَلِمَ مَا لَمۡ تَعۡلَمُوۡا پس اللہ تعالیٰ کو علم ہے اس چیز کا جس کو تم نہیں جانتے فَجَعَلَ مِنۡ دُوۡنِ ذٰلِكَ فَتۡحًا قَرِيۡبًا پس ٹھہرائی اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے فتح قریب کی۔ اس سے مراد خیبر کی فتح ہے۔

هُوَ الَّذِىۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى اللہ تعالیٰ کی ذات وہی ہے جس نے بھیجے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدایت کے ساتھ یعنی ہدایت دے کر وَدِيۡنِ الۡحَقِّ اور سچے دین کے ساتھ۔ سچا دین دے کر بھیجا لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ تاکہ غالب کر دے دین حق کو سب دینوں پر۔ الحمد للہ! آج تک اسلام دلائل وبراہین کے اعتبار سے، حجت کے لحاظ سے، سب دینوں پر غالب ہے اور غالب رہے گا وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيۡدًا اور کافی ہے اللہ تعالیٰ گواہ۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ قرآن میں کتنی جگہ آرہا ہے۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

قرآن کریم میں چار مقامات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی محمد آیا ہے۔

۱...... وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ [آل عمران:۱۴۴]

۲...... مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ [الاحزاب:۴۰]

۳...... وَاٰمَنُوۡا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ [محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:۲]

۴...... مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ [الفتح:۲۹]

امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی مَعَهٗ کی نادر تفسیر:

وَالَّذِيۡنَ مَعَهٗۤ اور وہ لوگ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہیں۔ ایمان میں، عمل میں۔

سارے صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے ایمان میں، عمل میں لیکن مَعَهٗ کا اولین مصداق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفر وحضر کے ساتھی ہیں۔ جب سے اسلام قبول کیا اس وقت سے لے کر آخر تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے۔ سوائے ایک دوسفر کے کوئی سفر ایسا نہیں ہے کہ جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نہ ہوں۔ جہاد کا سفر ہو یا ہجرت کا سفر ہو کہ جس میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نہ ہوں۔ پھر ہر اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دیا ہے۔ مال وجان، اولاد کے اعتبار سے اور زندگی میں اور زندگی کے بعد بھی ساتھ دیا ہے کہ اسلام کو قائم رکھا اور کسی قسم کی اس پر آنچ نہیں آنے دی اور جتنے بھی فتنے اٹھے سب کی سرکوبی کی اور اسلام کو اپنے پاؤں پر کھڑا کر دیا۔ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہر مقام اور ہر محاذ پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دیا۔

اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ سخت ہیں کافروں پر۔ سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کافروں پر سخت تھے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس وصف میں سب سے زیادہ بڑھے ہوئے تھے۔ وہ دین کے خلاف، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کوئی بات سننا تک گوارا نہیں کرتے تھے۔ اور اس معاملے میں وہ کسی شے کی بھی پروا نہیں کرتے تھے۔

رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ آپس میں شفقت کرنے والے ہیں۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں مہربان تھے مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس وصف میں سب سے شرارتی بڑھے ہوئے تھے۔ وہ اس کے اول مصداق ہیں۔ جس وقت بلوائیوں نے مکان کا محاصرہ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ آئے، حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ آئے اور کہنے لگے امیر المومنین آپ دیکھ رہے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں کیا ہو رہا ہے۔ مسجد نبوی پر ان فاسق اور شرارتی لوگوں کا قبضہ ہے ہمیں نماز پڑھنے کے لیے بھی نہیں جانے دے رہے۔ آپ ہمیں جہاد کا حکم دیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں کلمہ پڑھنے والوں کی گردنیں کاٹنے کا حکم کیسے دوں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کلمہ پڑھنے والے شرارت پر اتر آئیں تو پھر کیا کریں؟ فرمایا ابھی تک تو قتل کی شرارت نہیں ہوئی نہ ہی انہوں نے کسی آدمی کو قتل کیا ہے لہٰذا میں ان کے قتل کا حکم کیسے دوں؟ انہوں نے کہا کہ حضرت انہوں نے آپ کو قتل کرنا ہے فرمایا یہ آسان ہے کہ وہ میری گردن کاٹیں لیکن یہ مشکل ہے کہ میں کلمہ پڑھنے والوں کے قتل کا حکم دوں۔ خود شہید ہو گئے مگر یہ حکم نہیں دیا۔

تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا دیکھیں گے آپ ان کو رکوع کرتے ہوئے، سجدہ کرتے ہوئے۔ یہ وصف تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تھا مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ اس میں بہت بڑھے ہوئے تھے۔ صفین کے مقام پر عین میدان جنگ میں گھوڑے سے نیچے اترے اور نماز پڑھی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا ں ابا جی! تیروں کی بارش ہو رہی ہے آپ نماز پڑھ رہے ہیں۔ فرمایا تیرا اپنا کام کرے علی رضی اللہ عنہ اپنا کام کرے گا لَا يُبَالِيْ اَبُوْكَ عَلَى الْمَوْتِ سَقَطَ اَمْ سَقَطَ عَلَيْهِ الْمَوْتُ "تیرے باپ کو کوئی پروا نہیں ہے کہ وہ موت پر پڑ جائے یا موت اس پر آ پڑے"۔ تیروں کی بارش میں بھی نماز نہیں چھوڑی۔

تورات اور انجیل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف وتوصیف:

فرمایا يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا تلاش کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور رضا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ ان کی نشانی ان کے چہروں میں ہے مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ سجدوں کے نشان سے۔ان کی پیشانیوں میں محراب پڑے ہوئے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی پیشانیاں اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکتی ہیں ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ یہ مثال ان کی ہے تورات میں۔تورات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اوصاف اور حلیے بیان کیے گئے تھے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیں گے کافروں پر سخت ہوں گے آپس میں مہربان ہوں گے، رکوع وسجود کرنے والے ہوں گے، ان کی پیشانیوں پر محراب پڑے ہوں گے وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ اور ان کی مثال انجیل میں كَزَرْعٍ جیسے کھیتی ہے اَخْرَجَ شَطْئَهٗ اس نے اپنا پٹھا نکالا۔ زمین میں جب بیج ڈالتے ہیں تو وہ اگتا ہے اس کو اردو میں پٹھا کہتے ہیں۔ وہ ایک ہوتا ہے۔

جب وہ زمین سے نکل رہا ہوتا ہے وہ زبان حال سے کہہ رہا ہوتا ہے میرا پیدا کرنے ولا ایک ہی ہے فَاٰزَرَهٗ پھر اس کو مضبوط کیا، تقویت پہنچتی ہے فَاسْتَغْلَظَ پھر وہ موٹا ہوجاتا ہے فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ پس وہ کھڑا ہوگیا اپنی نال پر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ توحید کا بیج ڈالا ابوبکر رضی اللہ عنہ آ گئے، پھر عمر رضی اللہ عنہ آ کر ملے اور تقویت پہنچائی، پھر عثمان رضی اللہ عنہ آ کر ملے تو اور زیادہ مضبوط ہوا، پھر علی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم ملے تو اسلام اپنی نال (تنے) پر کھڑا ہوگیا۔ پھر کافر بھی جرات نہیں کرتے تھے ہاتھ ڈالنے کی۔

اس آیت کریمہ میں ان حضرات رضی اللہ عنہم کی خلافت حقّہ راشدہ کی طرف اشارہ ہے۔

يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ تعجب میں ڈالتی ہے کاشت کاروں کو، کہ میں نے کیا بیج ڈالا تھا اور اب کیسی عمدہ فصل بنی ہوئی ہے، اب کیسے خوشے لگے ہوئے ہیں ان کے ساتھ کیسے خوبصورت پھل اور خوشنما پھول لگے ہوئے ہیں لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ تاکہ غیظ وغضب میں ڈالے کفر کرنے والوں کو ان کے ذریعے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ اور جو اچھے عمل کرنے والے ہیں ان میں سے مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا مغفرت کا اور بڑے اجر کا۔

سُورَةُ الحُجُرٰت مَدَنِيَّةٌ

سورۃ الحجرات مدنی سورۃ ہے۔ اس کی کل آیات اٹھارہ (١٨) ہیں اور رکوع کی تعداد (٢) ہے۔ قرآنی ترتیب کے اعتبار سے اس کا انچاسواں (٤٩) نمبر ہے اور نزول کے اعتبار سے اس کا ایک سو چھ (١٠٦) نمبر ہے۔ یعنی اس سے قبل ایک سو پانچ (١٠٥) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُقَدِّمُوۡا بَيۡنَ يَدَىِ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ

مومنو! (کسی بات کے جواب میں) اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے پہلے نہ بول اٹھا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک

اللّٰهَ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۱﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِىِّ

اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو نہ بلند کرو اپنی آوازیں نبی ﷺ کی آواز پر اور نہ بولو اونچی

وَلَا تَجۡهَرُوۡا لَهٗ بِالۡقَوۡلِ كَجَهۡرِ بَعۡضِكُمۡ لِبَعۡضٍ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُكُمۡ

آواز سے اُن کے سامنے جیسا کہ بلند آواز سے بولنا تمہارا بعض بعض کے سامنے ہے۔ کہ ضائع نہ ہو جائیں تمہارے اعمال

وَاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ ﴿۲﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ يَغُضُّوۡنَ اَصۡوَاتَهُمۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُولٰۤـئِكَ الَّذِيۡنَ

اور تمہیں شعور بھی نہ ہو۔ بیشک وہ لوگ جو پست رکھتے ہیں اپنی آوازوں کو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے پاس یہ وہی لوگ

امۡتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوۡبَهُمۡ لِلتَّقۡوٰى ؕ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّاَجۡرٌ عَظِيۡمٌ ﴿۳﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ

ہیں خالص کر لیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو تقوی کے لیے ان کے لیے بخشش ہے اور اجر ہے بڑا۔ بیشک وہ لوگ جو

يُنَادُوۡنَكَ مِنۡ وَّرَآءِ الۡحُجُرٰتِ اَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡقِلُوۡنَ ﴿۴﴾ وَلَوۡ اَنَّهُمۡ صَبَرُوۡا حَتّٰى

پکارتے ہیں آپ ﷺ کو حجروں کے سامنے سے ان کی اکثریت عقل سے خالی ہے۔ اور اگر بیشک وہ صبر کرتے یہاں تک کہ

تَخۡرُجَ اِلَيۡهِمۡ لَكَانَ خَيۡرًا لَّهُمۡ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۵﴾

آپ ﷺ ان کی طرف خود نکل کر آتے تو یہ بہتر ہوتا ان کے لیے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَا تَرْفَعُوْٓا: بلند نہ کرو، اَصْوَاتَكُمْ: اپنی آوازوں کو، لَا تَجْهَرُوْا: اونچا نہ بولو، تَحْبَطَ: برباد ہوجائیں، يَغُضُّوْنَ: پست رکھتے ہیں، اَصْوَاتَهُمْ: اپنی آوازوں کو، اِمْتَحَنَ: اس نے امتحان لیا، يُنَادُوْنَكَ: وہ آپ کو پکارتے ہیں، اَلْحُجُرٰتِ: حجرے۔

تفسیری نکات: سورۃ الحجرات کا شانِ نزول:

اس سورۃ کا شانِ نزول یہ ہے کہ عربوں کا ایک قبیلہ بنوتمیم مسلمان ہوا تو اُن کا اس مسئلے میں اختلاف ہوا کہ ہم اپنے قبیلے کے انتظامی امور کا سربراہ کسے بنائیں۔ دو آدمی ان میں بڑے سمجھ دار تھے، اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ اور قعقاع بن معبد رضی اللہ عنہ۔ بعض نے کہا کہ اقرع رضی اللہ عنہ سردار بن جائیں اور بعض نے کہا کہ قعقاع رضی اللہ عنہ سردار بن جائیں۔ فیصلے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا جھگڑا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کیا۔ ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ نہیں فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کو ان کا سردار مقرر کر دیجیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قعقاع بن معبد رضی اللہ عنہ کو سردار مقرر کر دیجیے یہ زیادہ موزوں ہیں۔ شیخین رضی اللہ عنہم کا آپس میں اختلاف ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آوازیں بلند ہوگئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر مسلمانوں کو تنبیہ فرمائی لیکن پہلے فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے مومنو! ہو تم مومن لَا تُقَدِّمُوْا آگے نہ بڑھو بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی خاموش تھے اور یہ بولنے لگ گئے، یہ ان کی خطا تھی مگر اس خطا سے ایمان سے نہیں نکلے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کے ساتھ خطاب فرمایا ہے۔ اے مومنو آگے نہ بڑھو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے ایمان والو لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ نہ بلند کرو اپنی آوازوں کو فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ اور نہ بلند آواز سے بات کرو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ جیسا کہ بلند آواز سے بولنا ہے تمہارا آپس میں بعض کے ساتھ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ کہ تمہارے اعمال ضائع ہوجائیں وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ اور تمہیں شعور بھی نہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے آواز کو بلند کرنا اعمال کے ضائع کرنے کا ذریعہ ہے، اعمال برباد ہوجائیں گے۔

ان آیات کے نزول کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کیفیت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز طبعی طور پر بلند تھی مگر اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کے بعد اتنا پست آواز میں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بولتے تھے کہ ان کی بات سمجھنے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بار بار پوچھتے تھے کہ عمر رضی اللہ عنہ تم نے کیا کہا ہے؟ میں نے تمہاری بات نہیں سنی۔

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی آواز فطری طور پر بلند تھی۔ اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کے بعد ڈر کے گھر بیٹھ گئے کہ میرے اعمال ہی ضائع نہ ہو جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ثابت نظر نہیں آرہے کیا وہ بیمار ہیں؟ انہوں نے عرض کیا حضرت وہ تو میرے پڑوسی ہیں مگر مجھے اُن کی بیماری کا علم نہیں ہے۔ جا کر معلوم کیا تو انہوں نے بتایا کہ میں اس لیے نہیں آتا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں میرے اعمال ضائع نہ ہو جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلا کر فرمایا کہ آیت کا مطلب آپ صحیح نہیں سمجھے۔ مطلب یہ ہے کہ جان بوجھ کر آواز بلند نہ کرو طبعی طور پر بلند آواز مراد نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنْتَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ ''اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ تو جنتی آدمی ہیں''۔

تو فرمایا اپنی آوازوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند نہ کرو تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں شعور بھی نہ ہو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ بے شک وہ لوگ جو پست رکھتے ہیں اپنی آوازوں کو عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ یہ وہی لوگ ہیں امْتَحَنَ اللّٰهُ۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ کرتے ہیں اَخْلَصَ اللّٰهُ اللہ تعالیٰ نے خالص کر لیا ہے قُلُوْبَهُمْ ان کے دلوں کو لِلتَّقْوٰى تقویٰ کے لیے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں آہستہ بولتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو چن لیا ہے تقوے کے لیے لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ان کے لیے بخشش ہے اور اجر ہے بڑا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بخشش کر دی ہے اور اجر بہت بڑا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آنے کے آداب:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تو یہ تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی شریف میں تشریف لاتے اور تشریف فرما ہو جاتے تو مسائل وغیرہ دریافت فرما لیتے۔ اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی شریف میں تشریف فرما نہ ہوتے تو کسی نہ کسی طرح یہ معلوم کر لیتے کہ آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس زوجہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کے پاس اور کس حجرے میں تشریف فرما ہیں۔ پھر وہاں نہایت ادب اور آہستگی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارتے یہ تو مخلص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ مبارکہ تھا لیکن جو مدینہ سے باہر کے دیہاتی لوگ آتے جو آداب سے واقف نہ ہوتے تو وہ بلند آواز سے کہتے يَا مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وسلم اُخْرُجْ اِلَيْنَا ''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! باہر ہمارے پاس آؤ''۔ اور منافق بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے منع فرما دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک کے دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر اس طرح آوازیں دینے سے کہ تمہیں اس طرح بلانے کا حق نہیں ہے۔ فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ بے شک وہ لوگ جو پکارتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو، بلاتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ

حجروں کے پیچھے سے، کمروں کے سامنے کھڑے ہو کر۔ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ اکثریت ان کی عقل سے خالی ہے۔ اس لیے کہ کبھی ایسا ہوتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرے میں تشریف فرما ہوتے اور وحی نازل ہوتی تھی اور وحی کے نزول کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کیفیت ہوتی تھی کہ اس کی شدت سے سردی کے موسم میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسینا آجاتا تھا۔ اب ادھر تو وحی نازل ہو رہی ہے اور اُدھر یہ دلوگ باہر آوازیں لگا رہے ہیں، یوں وحی سماعت فرمانے میں خلل واقع ہوتا۔

بعض دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں نفلی عبادت میں مشغول ہو جاتے اور کئی کئی پارے پڑھ دیتے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نفل پڑھ رہے ہیں اور یہ لوگ باہر سے آوازیں لگا رہے ہیں، بعض دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہوتے تھے اور بعض دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خانگی معاملات میں ہیں اور یہ لوگ باہر سے آوازیں لگا رہے ہیں جو مناسب نہیں تھا۔

تو اللہ تعالیٰ نے پابندی لگا دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمروں کے باہر کھڑے ہو کر آوازیں نہ دو۔ فرمایا بے شک وہ لوگ جو پکارتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجروں کے سامنے سے اکثریت ان کی عقل سے خالی ہے کہ ان کو اندرونی کیفیت کا علم ہی نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس حال میں ہیں وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا اور اگر بے شک وہ صبر کرتے حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کی طرف باہر تشریف لے آتے لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا۔ اگر کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کام ہے بیٹھ جائیں، انتظار کریں، مسجد میں چلے جائیں جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائیں بات کر لیں۔ یہ ان کے حق میں بہتر ہے کہ اس میں نبوت کے آداب کا لحاظ ہے وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ کسی سے ملاقات کے لیے جاؤ تو ایمان والوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ کسی کے گھر میں بغیر اجازت داخل نہ ہوں اور یہ تمام تفصیل سورۃ نور کی آیت نمبر (٢٧) اور (٢٨) میں بیان کی گئی ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اگر لائے تمہارے پاس کوئی کچا آدمی کوئی خبر پس خوب تحقیق کر لو کہ تم مصیبت میں ڈال دو کسی قوم

بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ

کو جہالت کی وجہ سے پھر ہو جاؤ تم اس کارروائی پر جو تم نے کی ہے پشیمان۔ اور جان لو بیشک تمہارے اندر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ

ہیں اگر وہ تمہاری بات مانیں بہت سے معاملات میں تو تم مشقت میں پڑ جاؤ لیکن اللہ تعالیٰ نے محبوب قرار دیا ہے تمہارے

الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ

لیے ایمان کو اور اس کو مزین کیا ہے تمہارے دلوں میں اور ناپسند کیا ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے کفر اور نافرمانی اور حکم عدولی،

أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ ۝٧ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝٨

یہی لوگ ہیں سیدھے راستے پر چلنے والے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کی نعمت ہے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے

وَإِن طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا ۖ فَإِن بَغَتْ إِحْدَاهُمَا

اور اگر دو گروہ ایمان والوں میں سے آپس میں لڑ پڑیں پس صلح کرا دو ان دونوں کے درمیان پس اگر ان میں سے ایک سرکشی

عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ ۚ فَإِن فَاءَتْ

کرے دوسرے پر پس تم لڑو اس کے ساتھ جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ لوٹ آئے اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف پس اگر وہ لوٹ

فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا ۖ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝٩

آئے پس تم صلح کرا دو ان کے درمیان عدل کے ساتھ اور انصاف کرو بیشک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے انصاف کرنے والوں کے ساتھ

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝١٠

بیشک پختہ بات ہے مومن بھائی بھائی ہیں پس صلح کراؤ اپنے بھائیوں کے درمیان اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَاسِقٌ: کچا آدمی، ایسا شخص جس کی بات کا اعتبار نہ کیا جائے، اَنْ تُصِيبُوْا: یہ کہ تم ضرور پہنچاؤ، فَتُصْبِحُوْا: (پھر) تم ہو جاؤ، يُطِيعُكُمْ: تمہارا کہنا مانے، حَبَّبَ: اس نے محبت دی، زَيَّنَهٗ: اس نے مزین کیا، كَرَّهَ: اس نے ناپسندیدہ کر دیا، اَلْعِصْيَانَ: نافرمانی، اَلرّٰشِدُوْنَ: راہِ راست والے، بَغَتْ: (اگر) زیادتی کرے، تَبْغِيْ: (جو) زیادتی کرتا ہے، فَآءَتْ: (اگر) رجوع ہو جائے، اَقْسِطُوْا: انصاف کرو، اَخَوَيْكُمْ: تمہارے اپنے دو بھائی۔

ربط:

سابقہ آیات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجالس کے آداب بتائے گئے۔ یہ دراصل تمام بزرگوں، اہل اللہ اور علماء کی مجالس میں جانے کے لیے آداب ہیں۔ اور اب کسی غیر معتبر شخص کی بات کے اوپر کہ جس سے کسی قوم یا فرد کی برائی ہو رہی ہو یا جس کی غیر یقینی بات کی وجہ سے کسی قوم کا نقصان ہو رہا ہو تو ایسی بات یا خبر پر اس وقت تک یقین کرنے سے روکا جا رہا ہے جب تک کہ اس غیر معتبر شخص کی بات کی تصدیق نہ کر لی جائے تاکہ باہمی تعلقات میں دراڑ پیدا نہ ہو۔

تفسیری نکات: پہلی دو آیات کا شانِ نزول:

تفسیر ابن کثیر، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر خازن، تفسیر مظہری تمام تفسیروں میں ہے۔ کہ ۵ ہجری میں بنو مصطلق کا قبیلہ جو مسلمان تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو بنو مصطلق کے پاس زکوٰۃ کی وصولی کے لئے بھیجا جب یہ روانہ ہو

ئے تو خالی الذھن تھے جب قبیلہ بنو مصطلق کے علاقے کے قریب پہنچے تو دل میں خیال آیا کہ میری تو ان کے ساتھ دور جاہلیت سے دشمنی ہے (ان میں سے بعض کیساتھ) اگر وہ مجھے دیکھیں گے تو مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے وہ لوگ استقبال کیلئے آگے آگئے اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ جن کے ساتھ ان کی دشمنی تھی وہی استقبال کیلئے آگے آگئے۔ ان کو دیکھ کر ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کو پیچھے دوڑایا یہ دیکھ کر انہوں نے بھی گھوڑے پیچھے دوڑائے ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ مدینہ پہنچے کہا کہ حضرت وہ تو مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ سن کر برھم ہوئے اور بنو مصطلق کے خلاف ان میں جذبات اُبھرے لڑائی کی تیاریاں ہونے لگیں اسی اثنا میں بنو مصطلق کے لوگ حاضر خدمت ہوئے اور اگر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم نہیں سمجھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمائندہ آیا لیکن ہم سے ملاقات کیے بغیر واپس چلا آیا۔ پھر بات سمجھ میں آئی اس پر یہ آیت نازل ہوئی ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ اگر چہ منافق نہ تھے لیکن یہاں کہا فاسق اس لئے حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ترجمہ اس کا کیا ہے کہ کچا آدمی۔

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ اگر لائے تمہارے پاس کوئی کچا آدمی خبر، تو اس کی خبر پر یقین نہ کرو فَتَبَیَّنُوْٓا پس خوب تحقیق کرلو، اس لیے کہ بغیر بات کی تحقیق وتفتیش کیے اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ کہ مصیبت میں ڈال دو کسی قوم کو جہالت کی وجہ سے، کہ کچے آدمی کی بات پر یقین کر کے کسی قوم پر حملہ کر کے اس کو مصیبت میں ڈال دو اور خود بھی مصیبت میں پڑ جاؤ اور حقیقت کچھ اور ہو فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ پھر ہو جاؤ اس کارروائی پر جو تم نے کی ہے پشیمان۔ میں کہتا ہوں کہ اگر بندہ اس قاعدے پر عمل کرے تو جھگڑے ہی نہ ہوں۔ نہ گھروں کے، نہ عورتوں کے، نہ بچوں کے، نہ بڑوں کے، نہ چھوٹوں کے، نہ جماعتوں کے۔ اب ہوتا اس طرح ہے کہ کوئی بات پہنچتی ہے تو بغیر اُس کے سچا یا جھوٹا ہونے کی تحقیق کیے لڑائی شروع ہو جاتی ہے۔ بعد میں معلوم ہوتا ہے کہ بات ہی غلط تھی۔ لہذا اس قاعدے کو پلے باندھ لو۔

یہ اللہ تعالیٰ کا ضابطہ تمام لوگوں کے لیے ہے کہ ہر شخص کی بات پر یقین نہ کرو اس کی تحقیق کرلو۔ پھر جو کچھ کرنا ہے کرو وَاعْلَمُوْٓا جان لو اَنَّ فِیْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ کہ بے شک تمہارے اندر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں مدینہ طیبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بنفس نفیس تشریف فرما تھے، لَوْ یُطِیْعُكُمْ اگر وہ تمہاری بات مان لیا کریں فِیْ كَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ بہت سے معاملات میں، بہت ساری چیزوں میں لَعَنِتُّمْ تو تم مشقت میں مبتلا ہو جاؤ۔ عَنِتُّمْ کا معنی یہ بھی کرتے ہیں کہ تم گناہ میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ بے گناہوں کے خلاف کارروائی کرنا گناہ ہی میں مبتلا ہونا ہے۔ اور عنت کا معنی فساد بھی ہے اور ہلاکت بھی ہے۔ تم فساد میں پڑ جاؤ گے، ہلاکت میں پڑ جاؤ گے۔

تو فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت سے معاملات میں تمہاری بات کو مانیں تو تم مشقت میں پڑ جاؤ گے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَیْكُمُ الْاِیْمَانَ لیکن اللہ تعالیٰ نے محبوب کر دیا تمہارے لیے ایمان کو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے

جو اس وقت مخاطب تھے ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایمان کو محبوب قرار دے دیا وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ اور مزین کر دیا اللہ تعالیٰ نے ایمان کو تمہارے دلوں میں وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ اور ناپسند کیا تمہارے لیے کفر کو وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ اور نافرمانی اور حکم عدولی کو۔

فسق اور عصیان میں کیا فرق ہے؟

فسق ایسے گناہ کو کہتے ہیں جو بالکل واضح نظر آئے اور عصیان ایسے گناہ کو کہتے ہیں جس کی علامات نظر نہ آئیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ چونکہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار ساتھی ہو اس لیے ہم تمہارے سے نظر آنے والے اور نظر نہ آنے والے دونوں طرح کے گناہوں کو پسند نہیں کرتے ہیں۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ یہی لوگ ہیں راہ راست پر چلنے والے۔

فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وَنِعْمَةً اور اس کی نعمت ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے ایمان اور نیکی کی توفیق دی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ اے اللہ! تیرا فضل و کرم ہے، تیری نوازش ہے کہ تو نے مجھے ایمان اور نیکی کی توفیق دی ہے وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کی شرانگیزی:

یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بغرض تبلیغ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے پاس تشریف لے گئے اس وقت تک اس نے ظاہری طور پر کلمہ نہیں پڑھا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر اس کے گھر جا کر اُسے اسلام کی دعوت دی جائے تو شاید اس کو کوئی حیا آئے، اتمام حجت بھی ہو جائے گی اور شاید اس کی شرانگیزی بھی کم ہو جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا ٹھیک ہے چلتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گدھے پر سوار ہو کر جس کا نام عفیر تھا اس کے پاس گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ وہ باہر اپنے ڈیرے میں بیٹھا اپنے ساتھیوں کے ساتھ گپیں مار رہا تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پہنچے تو اس نے اپنی ناک بند کر کے کہا کہ اپنے اس گدھے کو پیچھے کرو کہ مجھے اس کے پسینے کی بدبو آ رہی ہے۔

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گدھے کی بو تیرے پسینے سے اچھی ہے۔ تو ابن ابی کے ایک ساتھی نے اس کا سخت جواب دیا۔ طرفین میں جملوں کا تبادلہ ہوا یہاں تک کہ لڑائی شروع ہو گئی، لاٹھیاں، جوتے بھی چلے۔ اس لڑائی میں عبداللہ بن ابی کی برادری کے مسلمان بھی تھے۔ تحقیق حال کے بغیر برادری سسٹم کے تحت وہ بھی لڑائی میں شریک ہو گئے۔ ادھر بھی مسلمان ادھر بھی مسلمان شریک ہیں۔ اس موقع پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اور اگر دو گروہ ایمان والوں میں سے اقْتَتَلُوْا آپس میں لڑ پڑیں، جھگڑ پڑیں فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا تو ان دونوں کے درمیان صلح کرا دو فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا پس اگر زیادتی کرے ان میں سے ایک

گروہ عَلَى الْاُخْرٰى دوسرے پر۔ تم سمجھتے ہو کہ یہ گروہ زیادتی کر رہا ہے فَقَاتِلُوا الَّتِىْ تَبْغِىْ پس تم لڑو اس گروہ کے ساتھ جو زیادتی کرتا ہے۔ سب مل کر اس کے ساتھ لڑو کہ اس کا دماغ درست ہو جائے حَتّٰى تَفِىْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ یہاں تک کہ وہ زیادتی کرنے والا گروہ لوٹ آئے اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف۔ جب تک وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو تسلیم نہ کرے اس باغی کے ساتھ لڑو فَاِنْ فَآءَتْ پس اگر وہ گروہ لوٹ آئے اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا تو صلح کرا دو ان دونوں کے درمیان بِالْعَدْلِ عدل کے مطابق وَاَقْسِطُوْا اور انصاف کرو۔ تحقیق کرو کہ کس کی زیادتی ہے، ظالم کون ہے؟ مظلوم کون ہے؟ تحقیق کر کے مظلوم کا ساتھ دو ظالم کے خلاف لڑو اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے انصاف کرنے والوں کے ساتھ۔ اسلام آپس کی لڑائی کو پسند نہیں کرتا۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ پختہ بات ہے کہ مومن بھائی بھائی ہیں فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ پس صلح کرا دو اپنے بھائیوں کے درمیان، کہ صلح ہی معاشرے میں امن و امان کی ضمانت ہے وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اس کی نافرمانی نہ کرو اس کے احکام کی پابندی کرو لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ رحم تب ہی ہوگا جب تم اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی کرو گے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تمسخر نہ کرے کوئی قوم دوسری قوم سے ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں

مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا

دوسری عورتوں سے تمسخر کریں ممکن ہے وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عیب لگاؤ ایک دوسرے پر اور نہ برے

بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

لقب ڈالو۔ برا ہے فسق کا نام ایمان کے بعد اور جس نے توبہ نہ کی پس یہی لوگ

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۱﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ

ظالم ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو بچو تم بہت سے گمانوں سے بیشک بعض گمان گناہ ہیں اور نہ جاسوسی کرو اور نہ غیبت

وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا

کرے تم میں سے بعض بعض کی، کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ کھائے اپنے مردہ بھائی کا گوشت پس تم اس کو ناپسند کرتے

فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ

ہو اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے بیشک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ اے انسانو بیشک ہم نے تم کو پیدا کیا ایک مرد

ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ

اور ایک عورت سے اور بنائے ہم نے تمہارے بڑے قبیلے اور چھوٹے قبیلے تا کہ تم آپس میں جان پہچان رکھو بیشک تم میں سے

عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿13﴾

زیادہ عزت والا اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ ہے جو تم میں بڑا متقی ہے بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا خبر رکھنے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَا يَسْخَرْ: نہ مذاق کرے، يَكُنَّ: وہ عورتیں ہوں، لَا تَلْمِزُوْٓا: طعنہ نہ دو، لَا تَنَابَزُوْا: ایک دوسرے کو نہ پکارو، بِالْاَلْقَابِ: برے القاب سے، لَمْ يَتُبْ: (جو) باز نہ آئیں، لَا تَجَسَّسُوْا: جاسوسی نہ کرو، لَا يَغْتَبْ: غیبت نہ کرے، فَكَرِهْتُمُوْهُ: اس کو ناپسند کرتے ہو، شُعُوْبًا: مختلف قومیں بڑے قبیلے، قَبَآئِلَ: مختلف خاندان چھوٹے قبیلے، اَكْرَمَكُمْ: تم میں بڑا عزت والا، اَتْقٰىكُمْ: تم میں بڑا متقی۔

ربط:

سابقہ آیات میں اہل ایمان کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اگر مسلمانوں کے دو گروہ باہم لڑ پڑیں تو ان میں صلح کروا دو اور جو گروہ زیادتی کرے اس کے خلاف لڑو۔ اب ان آیات میں ان اسباب کا ذکر فرمایا جا رہا ہے کہ جن کی وجہ سے عموماً لڑائی اور کشیدگی پیدا ہوتی ہے۔

تفسیری نکات: لڑائی جھگڑے کا سبب بننے والی باتوں اور کاموں سے اجتناب کرو:

ان آیات میں معاشرتی اور قومی اصلاح کا ایسا زبردست نظام دیا گیا ہے کہ جس کو اگر اپنا لیا جائے تو ہمارے بہت سے مسائل اور بگاڑ خود بخود ختم ہو جائیں۔

① کسی کا مذاق اور تمسخر نہ اڑاؤ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ نہ تمسخر کرے نہ مذاق اُڑائے کوئی قوم دوسری قوم سے۔ یہاں قوم سے مرد مراد ہیں کیونکہ عورتوں کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ مرد مردوں کے ساتھ مذاق نہ کریں عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں جن کے ساتھ مذاق کرتے ہیں وہ ان مذاق کرنے والوں سے بہتر ہوں۔

وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے مذاق کریں۔ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ممکن ہے یہ ان سے بہتر ہوں۔ جن کے ساتھ مذاق کرتی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان سے بہتر ہوں۔

تمسخر سے کیا مراد ہے؟ تمسخر سے مراد یہ ہے کہ کسی کو حقیر سمجھنا اور اس کا مذاق اڑانا اس کی عزت و آبرو کو پامال کرنا۔

② کسی پر کوئی عیب نہ لگاؤ:

وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اور نہ عیب لگاؤ اپنی جانوں پر۔اپنی جانوں سے مراد بھائی، رشتہ دار، عزیز ہیں۔اب معنی ہوگا ایک دوسرے پر عیب نہ لگاؤ۔کسی کو کانا، اندھا، لنگڑا نہ کہو کہ پلٹ کر وہ تمہیں اندھا، کانا، لنگڑا کہے گا، لڑائی ہوگی۔اگر اندھا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اندھا کیا ہے تم نے تو نہیں کیا۔

اس کا ایک معنیٰ کرتے ہیں۔کہ وہ بھی تو تمہارے جیسے ہیں ان پر کیوں عیب لگاتے ہو اپنی جانوں پر عیب کیوں لگاتے ہو۔ایک معنیٰ یہ بھی کرتے ہیں کہ تم ان پر عیب لگاؤ گے وہ تم پر لگائیں جب وہ تم پر عیب لگائیں گے تو تم اپنی جان پر عیب لگانے کا خود سبب بنے۔جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی نہ دے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض کرنے لگے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی اپنے ماں باپ کو بھی گالی دیتا ہے۔کہاں ہاں تم کسی کی ماں کو گالی دو گے وہ تمہاری ماں کو گالی دے گا تو اپنی ماں کو گالی دینے کا سبب تم بنے۔

③ کسی کو برے نام سے نہ پکارو:

وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ اور نہ ڈالو برے لقب، چڑانے کے لیے۔مثلاً: تم کسی کو کہو اوٹینڈے، او کدو، او چوہے، او کریلے۔اس طرح کے القاب بھی لڑائی کا ذریعہ ہیں۔لہٰذا یہ برے لقب کسی کے مت رکھو بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ برا ہے فسق کا نام ایمان لانے کے بعد تم مومن بن چکے ہو۔برے القاب ڈالنے کے بعد فاسق ہو جاؤ گے تو کیا مومن ہو جانے کے بعد فاسق بننا پسند کرتے ہو۔اور جس آدمی کی زبان محتاط نہ ہو وہ شرعی طور پر گواہ بھی نہیں بن سکتا اور محدثین اس کی روایت بھی قبول نہیں کرتے۔تو فرمایا برا ہے فسق کا نام ایمان کے بعد وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ اور جس نے توبہ نہ کی ایسی حرکتوں سے باز نہیں آئے گا فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ پس یہی لوگ ظالم ہیں۔

کچھ اہم نکات کی وضاحت:

وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ کے معنیٰ قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ یہ کرتے ہیں اَللَّقَبُ، مُطْلَقاً یعنی مطلق لقب کسی شخص کا رکھنا لیکن عرف عام میں اس سے مراد اَللَّقَبُ السَّوْءِ یعنی برا لقب ہے۔مسلم شریف کی روایت ہے کہ اگر عیب آدمی کے اندر موجود ہو اور غائبانہ اس عیب کو بیان کیا جائے تو یہ بھی ممنوع ہے اور اگر وہ عیب اس میں نہیں اور تم بیان کرتے ہو تو تم نے بہتان باندھا۔ہاں چند مقامات ایسے ہیں جہاں شریعت نے اجازت دی ہے۔جیسے آپ کو کسی نے ایسی نازیبا بات کہی آپ مفتی کے پاس گئے فتویٰ پوچھتے ہیں کہ فلاں نے یہ کہا ہے میں کیا کروں تو یہ ہے عیب لیکن آپ کا نرا عیب بیان کرنا مقصد نہیں بلکہ آپ اپنے لئے لائحہ عمل چاہتے ہیں کہ میں کیا کروں؟

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں ایک بات لکھی ہے فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے کسی کا عیب بیان کیا۔غیبت کی اس کو علم نہیں

ہوا نہ بالواسطہ نہ بلاواسطہ اس وقت تک وہ صرف اللہ کا حق ہی ہے۔ سچے دل سے توبہ کرے گا تو معاف ہو جائے گا اور اگر اس شخص کو خبر ہو چکی بالواسطہ یا بلاواسطہ تو پھر اس میں حق العبد بھی ہے جب تک وہ معاف نہیں کرے گا معاف نہیں ہو گا۔

④ ایک دوسرے سے بدگمانی نہ رکھو:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ بچو تم بہت سارے گمانوں سے۔ کسی کے بارے میں بدگمانی بھی گناہ ہے اور بدگمانی بھی انسان کو لڑائی تک پہنچا دیتی ہے۔ ہر مسلمان کو اپنے بھائی کے بارے میں اچھا گمان رکھنا چاہیے۔ ایک آدمی ایک بات کرتا ہے اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا مگر دوسرا آدمی اس کو خواہ مخواہ کھینچ کر اپنے اوپر منطبق کرتا ہے یا اپنے عزیزوں پر منطبق کرتا ہے تو یہ حرام ہے۔ ایسی بدگمانی جائز نہیں ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے ظُنُّوا الْمُؤْمِنِیْنَ خَیْرًا ''مومنوں کے بارے میں اچھا گمان کرو''۔ کسی نے کوئی بات کی ہے یا کوئی کام کیا ہے تو اس کو اچھے گمان پر محمول کرو یہ نہ کہو کہ اس نے یہ بات میری ضد میں کی ہے۔ یہ بدگمانی بعض دفعہ لڑائی تک پہنچا دیتی ہے اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔

⑤ کسی کی جاسوسی کرنا یعنی ٹوہ میں رہنا:

وَّلَا تَجَسَّسُوْا اور جاسوسی نہ کرو کسی کی۔ ایک آدمی کمرے میں بیٹھا اپنا کام کر رہا ہے کوئی آدمی اس کی جاسوسی کرے کہ دیکھیں تو صحیح یہ کیا کر رہا ہے۔ اس کو جب علم ہوگا تو وہ کہے گا تم کون ہوتے ہو ہماری نگرانی کرنے والے؟ ہوگی۔ یا کسی کے گھر کے حالات کی جاسوسی کرنا، یہ بھی اچھی بات نہیں ہے، لڑائی کا سبب ہے۔ ہاں! اسلامی حکومت مجرموں کے بارے میں، باغیوں کے بارے میں جاسوس چھوڑے کہ دیکھو کہ ملک دشمن اور سماج دشمن لوگ کیا غلط سرگرمیاں کر رہے ہیں تو وہ بات علیحدہ ہے۔

⑥ غیبت نہ کرو:

وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اور نہ غیبت کرے تم میں سے بعض بعض کی۔ غیبت کہتے ہیں کہ کسی کے اندر سچ مچ عیب ہے اور تم اس کو اس کی پیٹھ پیچھے بیان کرتے ہو، یہ غیبت ہے اور اگر اس میں عیب نہیں ہے اور تم اس کے ذمے لگاتے ہو تو اس کو بہتان کہتے ہیں۔ تو غیبت کہتے ہیں کہ کسی میں واقعی عیب اور خامی ہو اس کو اس کی پشت پیچھے اُس کی غیر حاضری میں بیان کیا جائے۔ مثلاً: کوئی چور ہے، زانی ہے، جوئے باز ہے یا اس طرح کا کوئی اور عیب اس میں ہے تو اس کی عدم موجودگی میں اس کا ذکر کرو تو یہ غیبت ہے اور بڑا گناہ ہے۔ البتہ بعض مقامات اور حالات میں شریعت نے اجازت دی ہے کہ تم اس کی عدم موجودگی میں اس کے عیب بیان کر سکتے ہو۔ مثلاً کسی آدمی نے کسی کے ساتھ زیادتی کی ہے، ظلم کیا ہے اور یہ مظلوم مفتی سے مسئلہ پوچھتا ہے کہ فلاں نے یہ بات کی ہے، فلاں نے یہ کام کیا ہے مجھے اس کا حکم بتلائیں میں کیا

کروں تو اس موقع پر عیب بیان کرنا جائز ہے۔ یا قاضی اور جج کے پاس دادرسی کے لیے جائے اس کے سامنے عیب بیان کرے کہ فلاں آدمی نے میرے ساتھ یہ یہ زیادتی کی ہے اَیُحِبُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ یَّاۡکُلَ لَحۡمَ اَخِیۡهِ مَیۡتًا کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ کھائے اپنے مردہ بھائی کا گوشت فَکَرِهۡتُمُوۡهُ پس تم اس کو ناپسند کرتے ہو۔ آنحضرت ﷺ نے دو آدمیوں کو کسی کی غیبت کرتے ہوئے سن لیا۔ وہ روزے سے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا روزہ ٹوٹ گیا ہے اس کی قضا لوٹانا۔ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ تو فرماتے ہیں کہ سچ مچ غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ دوسرے فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ روزہ نہیں ٹوٹتا البتہ اس کا اجر وثواب ختم ہوجاتا ہے۔ تو جب ثواب نہ رہا تو روزے کا کیا فائدہ؟

ان تمام برائیوں سے بچنے کا طریقہ کیا ہے؟:

وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیۡمٌ بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ یہ جتنے گناہ بیان ہوئے ہیں ایک دوسرے کو حقیر سمجھنے کی وجہ سے ہوئے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو واضح فرمایا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اے انسانو! تم ایک دوسرے کو حقیر کیوں سمجھتے ہو اِنَّا خَلَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ ذَکَرٍ وَّاُنۡثٰی بے شک ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے ایک مرد اور ایک عورت سے۔ مرد حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور عورت حضرت حوا علیہا السلام ہیں۔ تمہاری نسل انہی تک پہنچتی ہے۔ تم سب انسان ہو ایک دوسرے پر فخر تو تب کرو کہ کچھ انسان ہوں اور کچھ غیر انسان ہوں۔

وَجَعَلۡنٰکُمۡ شُعُوۡبًا شعوب، شعب کی جمع ہے، بڑا قبیلہ۔ وَّقَبَآئِلَ اور قبائل، قبیلۃ کی جمع ہے، چھوٹا قبیلہ۔ معنی ہوگا اور بنائے ہم نے تمہارے بڑے قبیلے اور چھوٹے قبیلے۔ چھوٹے بڑے قبیلوں میں تمہیں تقسیم کیا لِتَعَارَفُوۡا تاکہ تم آپس میں جان پہچان رکھو۔ یہ قبیلے شناخت کے لیے ہیں۔ جس طرح جاٹ ایک خاندان ہے آگے اس کی شاخیں ہیں، کوئی چیمہ ہے، کوئی چٹھہ ہے، کوئی تارڑ ہے۔ دنیا کے معاملات ہیں، شادی بیاہ ہیں، جھگڑے ہیں، مقدمے ہیں، ان میں تفتیش کی ضرورت ہے، شناخت کی ضرورت ہے تو ان نسبتوں سے شناخت ہوگی۔

اس کے ساتھ فضیلت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ فضیلت تقویٰ اور پرہیزگاری کی وجہ سے ہے۔ فرمایا اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ اَتۡقٰکُمۡ بے شک تم میں سے زیادہ عزت والا اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ ہے جو تم میں بڑا متقی ہے۔ چاہے وہ کسی بھی خاندان سے تعلق رکھتا ہو اِنَّ اللّٰهَ عَلِیۡمٌ خَبِیۡرٌ بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا خبر رکھنے والا ہے۔ وہ تمہاری نیتوں کو جانتا ہے اور تمہارے قول وفعل کی خبر رکھتا ہے۔ معاملہ تمہارا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اس بات کو نہ بھولنا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو نہ بھولنا۔

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا

کہا دیہاتیوں نے ہم ایمان لائے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں تم ایمان نہیں لائے لیکن تم کہو ہم مسلمان ہوئے ہیں اور ابھی تک

يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ

داخل نہیں ہوا ایمان تمہارے دلوں میں اور اگر تم اطاعت کرو گے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں کمی کرے گا

شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿14﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اللہ تعالیٰ تمہارے لیے تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے مہربان ہے۔ پختہ بات ہے مومن وہ ہیں

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ

جو ایمان لائے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر انہوں نے شک نہیں کیا اور جہاد کیا انہوں نے اپنے مالوں کے

وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿15﴾ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ

ساتھ اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں یہی لوگ ہیں سچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں کیا تم بتلاتے ہو اللہ تعالیٰ کو

بِدِيْنِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿16﴾

اپنا دین حالانکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔

يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ

یہ احسان جتلاتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ وہ مسلمان ہو گئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں نہ احسان جتلاؤ مجھ پر اپنے اسلام کا بلکہ

اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿17﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ

اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ہے تم پر کہ ہدایت دی تم کو ایمان کے لیے اگر ہو تم سچے۔ بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے غیب

ع السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿18﴾

آسمانوں کا اور زمین کا اور اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے اس چیز کو جو تم کرتے ہو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَسْلَمْنَا: ہم مطیع ہو گئے، لَا يَلِتْكُمْ: وہ تمہیں کم نہ کرے گا، لَمْ يَرْتَابُوْا: انہوں نے شک نہیں کیا، يَمُنُّوْنَ: وہ احسان رکھتے ہیں، لَا تَمُنُّوْا: احسان نہ رکھو۔

ربط:

سابقہ آیات میں چھ اہم اخلاقی برائیوں کا تذکرہ کیا اور ان کا سد باب کرنے کا طریقہ بھی بتا دیا۔ اب آگے ان

آیات میں فرمایا جا رہا ہے کہ دعویٰ ایمان کرنے والوں کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کو اپنے دل و دماغ میں بسا کر کلّی طور پر اس کے مطیع و فرماں بردار ہو جانا چاہیے۔ اپنے ایمان لانے کا احسان نہ جتلاؤ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمارا احسان ہے کہ ہم نے تمہیں ہدایت بخشی اور ایمان کی دولت سے نواز دیا۔

تفسیری نکات: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات دل و جان سے مانو:

اسلام کے ابتدائی دور میں اس طرح تھا کہ جو لوگ نئے نئے مسلمان ہوتے تھے ان کو بھی تالیف قلب کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مال وزکوٰۃ اور صدقات دے دیتے تھے۔

دیہاتیوں نے سنا کہ جو مسلمان ہوتے ہیں ان کو انعام ملتا ہے تو مدینہ طیبہ سے دور دور کے دیہاتی پچاس میل، سو میل، کوئی دو سو میل دور کے رہنے والے تھے ان تک جب یہ خبریں پہنچی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنوں کو تحفے دیتے ہیں وہ بھی آ گئے اور کہنے لگے ہم بھی مومن ہیں۔ اس کا ذکر ہے۔

فرمایا قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا دیہاتیوں نے کہا، ہم ایمان لائے ہیں، ہم بھی مومن ہیں ہمیں بھی کچھ دو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں لَّمْ تُؤْمِنُوْا تم ایمان نہیں لائے وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا لیکن تم یہ کہو کہ ہم مسلمان ہوئے ہیں۔ ہم نے اسلام کا اظہار کیا ہے کچھ لینے کے لیے۔ اللہ تعالیٰ سے بہتر کون جانتا ہے اس کو ہر شے کا علم ہے۔ قبیلہ بنو اسد، قبیلہ بنو غطفان جو اسلام کے سخت مخالف تھے صرف اونٹ، بکریاں، سونا، چاندی لینے کے لیے انہوں نے یہ ڈرامہ رچایا کہ، اٰمَنَّا ہم ایمان لائے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیں تم ایمان نہیں لائے لیکن کہو کہ ہم نے اسلام کا اظہار کیا ہے وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ اور ابھی تک ایمان داخل نہیں ہوا تمہارے دلوں میں۔ ایمان والے ایمان کا ڈھنڈورا نہیں پیٹتے۔ مومن کا کام ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ اللہ نے اُسے نے ایمان کی دولت سے نوازا ہے۔ دنیا کی دولت لینے کے لیے ایمان کا اظہار کرنا اچھی بات نہیں ہے۔

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اخلاص سے ایمان لاؤ:

وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ اور اگر تم اطاعت کرو گے اللہ تعالیٰ کی وَرَسُوْلَهٗ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دل سے، اخلاص کے ساتھ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْئًا نہیں کمی کرے گا اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال میں کچھ بھی، بلکہ تمہارے اعمال صالحہ کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کوتاہیوں اور کمزوریوں سے درگزر فرمائے گا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ پختہ بات ہے حقیقت میں مومن وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا پھر انہوں نے کسی قسم کا شک یا تردد نہیں کیا اگر دل میں ذرا برابر بھی

شک یا تردد آ گیا تو ایمان ضائع ہو گیا۔

ایمان کی علامت جہاد کرنا بھی ہے:

وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور انہوں نے جہاد کیا اپنے مالوں کے ساتھ اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں۔ اپنی جانیں لے کر نکلے اور اپنے مال لے کر نکلے اور جہاد کیا اللہ تعالیٰ کے راستے میں۔

جہاد بھی مومن کا اہم فریضہ ہے سچا ایمان دار کبھی جہاد سے پیچھے نہیں ہٹتا اور منافق آدمی ہمیشہ اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ جو آدمی اپنی جان اور مال لے کر اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لیے نکلا ہے وہ مجاہد ہے اور جو اس کے معاون ہیں اس کے گھر کی حفاظت کرنے والے ہیں اس کے مال اور عزت کی حفاظت کرنے والے ہیں اس کے بچوں کی حفاظت کرنے والے ہیں وہ بھی مجاہد ہیں۔

ایسے ہی دین حق کی حمایت کے لیے کتابیں لکھنا کہ جس سے لوگوں کی صحیح دینی تربیت ہو تو یہ جہاد بالقلم ہے اور جو وعظ وتقریر کے ذریعے لوگوں کو دین کے مسائل سے آگاہ کرے تو یہ جہاد باللسان ہے۔

اپنے ایمان کا احسان مت جتلاؤ:

اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ یہی لوگ ہیں سچے۔ جو صحیح معنی میں ایمان لائے اور پھر ایمان میں شک نہ کیا اور اپنے مالوں اور جانوں کو لے کر اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا۔

قُلْ اے نبی کریم ﷺ! آپ ﷺ ان سے کہہ دیں۔ جو آپ ﷺ کے پاس آئے ہیں اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ کیا تم بتلاتے ہو، خبر دیتے ہو اللہ تعالیٰ کو اپنے دین کی کہ آ کر کہتے ہو اٰمنّا ہم ایمان لائے ہیں وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں۔ یہ لوگوں میں آ کر کہنا کہ ہم مومن ہیں اس کا کیا فائدہ؟ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔ یہ کہہ کر کہ ہم مومن ہیں۔ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا یہ احسان جتلاتے ہیں آپ ﷺ پر کہ وہ مسلمان ہو گئے ہیں قُلْ آپ ﷺ کہہ دیں لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ نہ احسان جتلاؤ مجھ پر اپنے اسلام کا۔ مجھ پر احسان نہ رکھو بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ بلکہ اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ہے تم پر اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت دی اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر ہو تم اپنے دعوے میں سچے، کہ ہم مومن ہیں۔ ساری دنیا مسلمان ہو جائے ایک آدمی بھی دنیا میں کافر اور گناہ گار نہ رہے اللہ تعالیٰ کی خدائی میں ایک رتی کا بھی اضافہ نہیں ہوتا۔ اور اگر ساری دنیا کافر ہو جائے، العیاذ باللہ، ایک آدمی بھی اللہ تعالیٰ کا نام لینے والا نہ رہے اللہ تعالیٰ کی شان میں ایک رتی کی بھی کمی نہیں ہوتی۔

اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے غیب آسمانوں کا اور زمین کا۔ جو چیزیں مخلوق سے چھپی ہوئی ہیں چاہے وہ آسمانوں میں ہیں یا زمین میں ہیں اللہ تعالیٰ سب کو جانتا ہے۔ عالم الغیب کا یہ معنی نہ سمجھنا کہ

اللہ تعالیٰ سے کوئی شے غائب ہے چھپی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے کوئی شے غائب یا چھپی ہوئی نہیں ہے جو چیزیں مخلوق سے غائب ہیں یا سامنے ہیں وہ سب کو جانتا ہے وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اور اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے اس چیز کو جو تم کرتے ہو۔ تمہارے سارے اعمال اس کے سامنے ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ کو کسی وقت بھی نہ بھولو۔

سُوْرَةُ قٓ مَكِّيَّةٌ

سورۃ قاف مکی سورۃ ہے۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس سورت کا پچاسواں (۵۰) ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس کا چونتیسواں (۳۴) نمبر ہے یعنی اس سے پہلے تینتیس (۳۳) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ سورۃ قاف کی پینتالیس (۴۵) آیات ہیں اور اس کے رکوع کی تعداد تین (۳) ہے۔ اس سورۃ کا نام قاف اس وجہ سے ہے کہ اس کے شروع میں ہی حرف مقطعہ قٓ آ رہا ہے۔ نیز علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی الاتقان میں اس سورت کا ایک نام ''الباسقات'' بھی تحریر فرما رہے ہیں۔ جو اس سورت کی آیت نمبر ۱۰ میں آ رہا ہے باسقات کا معنی ہے لمبی، طویل۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۝١ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ

ق۔ قسم ہے قرآن کی جو بزرگ ہے، عزت والا ہے۔ بلکہ انہوں نے تعجب کیا اس بات پر کہ آئے ان کے پاس ڈرانے والا ان

فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝٢ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ۝٣ قَدْ

میں سے پس کہا کافروں نے یہ شے ہے عجیب۔ کیا جس وقت ہم مرجائیں گے اور ہو جائیں گے مٹی یہ لوٹنا ہے دور کا۔ تحقیق

عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ۝٤ بَلْ كَذَّبُوْا

ہم جانتے ہیں اس چیز کو جو کم کرتی ہے زمین ان میں سے اور ہمارے پاس کتاب ہے حفاظت کرنے والی۔ بلکہ جھٹلایا انہوں

بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ۝٥ اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ

نے حق کو جب آ گیا حق ان کے پاس پس یہ لوگ الجھی ہوئی بات میں مبتلا ہیں۔ کیا پس نہیں دیکھا انہوں نے آسمان کی طرف

فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝٦ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا

جو ان کے اوپر ہے کیسے بنایا ہے اس کو اور ہم نے اس کو مزین کیا ہے اور نہیں ہے اس میں کوئی دراڑ۔ اور زمین کو بھیلایا ہم نے

فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ۝٧ تَبْصِرَةً وَذِكْرَىٰ

اور ڈالے ہم نے اس میں مضبوط پہاڑ اور ہم نے اگائیں اس میں ہر قسم کی تر و تازہ چیزیں بصیرت کے لیے اور نصیحت کے لیے

لِكُلِّ عَبْدٍ مُنِيبٍ ۝٨ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُبَارَكًا فَأَنْبَتْنَا

ہر بندے کے لیے جو رجوع کرنے والا ہے۔ اور نازل کیا ہم نے آسمان کی طرف سے برکت والا پانی۔ پس ہم نے اگائے

بِهِ جَنَّاتٍ وَحَبَّ الْحَصِيدِ ۝٩ وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَهَا طَلْعٌ نَضِيدٌ ۝١٠

اس کے ذریعے سے باغات اور دانے کٹی ہوئی کھیتی کے۔ اور کھجوریں پیدا کیں لمبی لمبی ان کے لیے خوشے ہیں تہہ بہ تہہ۔

رِزْقًا لِلْعِبَادِ ۖ وَأَحْيَيْنَا بِهِ بَلْدَةً مَيْتًا ۚ كَذَٰلِكَ الْخُرُوجُ ۝١١

رزق بندوں کے لیے اور ہم نے زندہ کیا اس پانی کے ذریعے مردہ شہر اسی طرح ہے نکلنا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَا تَنْقُصُ: کم کرتی ہے، مَرِيجٍ: متزلزل، بَنَيْنَاهَا: ہم نے بنایا اسے، فُرُوجٍ: رخنے، شگاف، تَبْصِرَةً: بینائی کا ذریعہ، بَاسِقَاتٍ: لمبی لمبی، طَلْعٌ: گچھا، نَضِيدٌ: گندھے ہوئے۔

ربط:

سورۂ حجرات کے آخر میں فرمایا گیا تھا کہ تم جو عمل کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے۔ اب یہاں سورۂ ق کے آغاز میں فرمایا جا رہا ہے کہ دنیا میں تم جو عمل بھی کر رہے ہو اچھے یا برے اس کا اس وقت یعنی قیامت کا ذکر کر کے فرمایا جا رہا ہے کہ تمہارے عمل کا وہاں حساب ہوگا۔

تفسیری نکات: یوم آخرت کا انکار کرنے والوں کا تذکرہ:

قٓ یہ حروف مقطعات میں سے ہے قاف سے مراد "قدیر" بھی ہو سکتا ہے۔ "قادر" بھی ہو سکتا ہے اور "قاہر" بھی ہو سکتا ہے اور یہ تینوں اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں۔

وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ واو حرف قسم ہے۔ معنی ہوگا قسم ہے قرآن کی جو بزرگ ہے عظمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تمام کتابیں اور صحیفے حق ہیں مگر جو رتبہ اور مقام قرآن کو حاصل ہے وہ کسی اور کتاب کو حاصل نہیں ہے بَلْ عَجِبُوا بلکہ انہوں نے تعجب کیا أَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِنْهُمْ اس بات پر کہ آیا ان کے پاس ڈرانے والا ان میں سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انسان ہیں، ہاشمی بھی ہیں، قریشی بھی ہیں۔ ان کو تعجب ہوا کہ ہم میں سے ایک انسان نبوت کے مرتبے پر فائز کسی طرح ہو سکتے ہیں ان کا خیال تھا کہ کوئی فرشتہ نبی بن کر آتا یہ انسان کیسے پیغمبر بن گیا فَقَالَ الْكَافِرُونَ پس کہا کافروں نے هَٰذَا شَيْءٌ عَجِيبٌ یہ چیز ہے بڑی عجیب۔ پہلے تو ان کا نبی ہونا ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ غریب اور یتیم کیسے نبی بن گئے؟ پھر جو

باتیں کرتے ہیں وہ بھی بڑی عجیب ہیں۔ کہتے ہیں کہ تم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوں گے، حساب کتاب ہوگا ءَ اِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا کیا جس وقت ہم مرجائیں گے اور ہوجائیں گے مٹی ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ یہ لوٹنا ہے دور کا۔ ہم مر کے خاک ہوجائیں گے، ہڈیاں بوسیدہ ہوجائیں گی پھر ہم قبروں سے نکالے جائیں گے۔ یہ نکالنا کسی کی سمجھ میں نہیں آتا ہمیں دوبارہ کون اٹھائے گا؟

کفار کے شکوک کا جواب:

قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ تحقیق ہم جانتے ہیں اس چیز کو جو کم کرتی ہے زمین ان میں سے۔ اس کی مفسرین نے دو طرح سے تفسیر بیان کی ہے۔

[۱]...... ایک تو یہ تفسیر کی گئی ہے کہ جب لوگ یا دنیا کا کوئی بھی جان دار مرتا ہے اور زمین اس کو اپنے اندر سموتی ہے کہ کوئی سمندر میں ڈوب گیا یا کوئی جلا دیا گیا یا کوئی کسی درندے کی خوراک بن گیا یا پھر زمین میں دفن کر دیا گیا تو ہم ہر ایک ذی روح کا احوال جانتے ہیں کہ کون کہاں کس جگہ کس طریقہ پر مراد ہے اور جب ہم جانتے ہیں تو ہم دوبارہ ان کو وہاں سے نکال کر زندہ بھی کرلیں گے اکٹھا بھی کرلیں گے۔

[۲]...... دوسری تفسیر یہ بیان کی گئی ہے کہ آپ نے سورۂ سجدہ میں پڑھا کہ ءَ اِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ کہ جب ہم زمین کے اندر مر کر رل جائیں گے یا جو بھی کہیں مَر جائے گا چاہے وہ کسی بھی حالت میں مَرے تو پھر یہ بات کس طرح معلوم ہوگی کہ ہمارے اجزا کون سے ہیں اور زمین کے اجزا کون سے ہیں؟ تو اس کا جواب دیا گیا کہ تم جو کہتے ہو کہ جب ہم زمین میں زمین کے ساتھ باہم خلط ملط ہوجائیں گے تو ہم جانتے ہیں قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ کہ تمہارے کن اجزاء کو زمین نے کم کر دیا ہے پس ان اجزاء کو جو زمین نے کم کر دیئے اور جو اجزاء زمین میں باقی ہیں ہم ان سب کے متعلق علم رکھتے ہیں۔

وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ اور ہمارے پاس کتاب ہے حفاظت کرنے والی، لوح محفوظ میں سب کچھ درج ہے۔ اور یاد رکھنا! لوح محفوظ اللہ تعالیٰ کے علم کا کروڑ در کروڑواں حصہ بھی نہیں ہے۔ کیونکہ لوح محفوظ میں تو درج ہے جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے اس وقت سے لے کر دنیا کے فنا ہونے تک کے حالات۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کا علم تو اس سے پہلے کا بھی ہے اور بعد کا بھی ہے۔ تو لوح محفوظ تو اللہ تعالیٰ کے علم کا ایک قطرہ بھی نہیں ہے۔ فرمایا بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ بلکہ جھٹلایا انہوں نے حق کو جب حق ان کے پاس آگیا۔ توحید حق ہے، نبوت حق ہے، قرآن حق ہے، قیامت حق ہے۔ ان سب چیزوں کو انہوں نے جھٹلایا فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ پس وہ لوگ ایک الجھی ہوئی بات میں مبتلا ہیں۔ وہ ایسے معاملے میں ہیں جو مضطرب ہے۔ کبھی قرآن پر شکوک وشبہات، کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر شکوک وشبہات، کبھی مَر کر دوبارہ زندہ ہونے پر شبہات۔

آسمان، بارش کا ہونا، زمین کا فصلیں اگانا اللہ کی خلاّقی ہے:

اَفَلَمۡ یَنۡظُرُوۡۤا اِلَی السَّمَآءِ فَوۡقَهُمۡ کیا پس نہیں دیکھا انہوں نے آسمان کی طرف جو ان کے اوپر ہے۔ ان کے سروں پر جو آسمان ہے وہ ان کو نظر نہیں آتا کَیۡفَ بَنَیۡنٰهَا کیسے بنایا ہے ہم نے اس کو۔ کتنا بڑا اور کتنا بلند ہے نہ اس کے نیچے کوئی سہارے والی چیز ہے نہ ستون ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھنے کے لیے آسمان کو دیکھو جو تمہارے سروں پر ہے وَزَیَّنّٰهَا اور ہم نے اس کو مزین کیا ستاروں کے ساتھ وَمَا لَهَا مِنۡ فُرُوۡجٍ اور نہیں اس آسمان میں کوئی دراڑ، کوئی سوراخ۔ قاعدے کے مطابق دروازے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب مومن آدمی مرتا ہے تو آسمان کے دو دروازے اس کے لیے روتے ہیں۔ ایک وہ دروازہ جس سے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور رزق اس نیک بندے کے لیے اترتا تھا۔ اور دوسرا وہ دروازہ جس سے اس نیک بندے کے نیک اعمال اوپر چڑھتے تھے۔

تو قاعدے کے مطابق دروازے ہیں دراڑیں اور سوراخ نہیں ہیں۔ اور دیکھا نہیں وَالۡاَرۡضَ مَدَدۡنٰهَا اور زمین کو پھیلایا ہم نے۔ کتنی وسیع ہے دنیا میں پھر کر دیکھو وَاَلۡقَیۡنَا فِیۡهَا رَوَاسِیَ۔ رَوَاسِی، راسۃ کی جمع ہے، مضبوط پہاڑ کو کہتے ہیں۔ اور ڈالے ہم نے، رکھے ہم نے اس زمین میں مضبوط پہاڑ وَاَنۡۢبَتۡنَا فِیۡهَا مِنۡ کُلِّ زَوۡجٍۭ بَهِیۡجٍ اور اگائیں ہم نے اس میں ہر طرح کی تروتازہ چیزیں۔ گندم، مکئی، چاول، باجرہ، سبزیاں، پھل، فروٹ، پھول، درخت، پودے، عجیب عجیب شکلیں اور نمونے اللہ تعالیٰ نے بنائے

تَبۡصِرَۃً بصیرت کے لیے۔ تمہارے دلوں میں قدرت کی نشانیوں کی بصیرت پیدا کر دی ہے وَّذِکۡرٰی اور نصیحت کے لیے لِکُلِّ عَبۡدٍ مُّنِیۡبٍ ہر بندے کے لیے جو رجوع کرنے والا ہے۔

وَنَزَّلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً اور نازل کیا ہم نے آسمان کی طرف سے مُّبٰرَکًا پانی برکت والا، بڑا صاف ستھرا فَاَنۡۢبَتۡنَا بِهٖ جَنّٰتٍ پس اگائے ہم نے اس کے ذریعے سے باغات طرح طرح کے۔ انگوروں کے، کھجوروں کے، آموں کے، اناروں کے اور بیشمار چیزوں کے وَّحَبَّ الۡحَصِیۡدِ اور دانے کٹی ہوئی کھیتی کے۔ بیج بونے کے بعد کھیتی اگتی ہے پھر دانے لگتے ہیں پھر پکتی ہے پھر کھیتی کاٹتے ہو، دانے الگ کرتے ہو۔ یہ دانے کس نے اگائے ہیں؟

وَالنَّخۡلَ بٰسِقٰتٍ اور کھجوریں لمبی لمبی، جن کی بیشمار قسمیں ہیں لَّهَا طَلۡعٌ نَّضِیۡدٌ ان کے ساتھ خوشے ہیں۔ گچھے ہیں تہہ بہ تہہ۔ دانے پر دانہ چڑھا ہوا ہوتا ہے رِّزۡقًا لِّلۡعِبَادِ یہ خوراک ہے بندوں کے لیے وَاَحۡیَیۡنَا بِهٖ بَلۡدَۃً مَّیۡتًا اور زندہ کیا ہم نے اس پانی کے ذریعے مردہ شہر۔ فرمایا جس طرح ہم نے آسمان بنائے، زمین بچھائی، مضبوط پہاڑ رکھے، مختلف چیزیں اگائیں، بارش نازل کی، لمبی لمبی کھجوریں پیدا کی ہیں کَذٰلِکَ الۡخُرُوۡجُ اسی طرح ہے نکلنا۔ وقت آنے پر ایک دن تم نے بھی اسی طرح زمین سے اگنا ہے جس خالق و مالک نے یہ سارے کام کیے ہیں جن کا تم انکار نہیں کر سکتے وہی خالق و مالک تمہیں قبروں سے نکالے گا۔ جس طرح یہ ساری چیزیں اگی ہیں اسی طرح تم نے قبروں سے نکلنا ہے۔ یقین

جانو! اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّأَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ﴿۱۲﴾ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَإِخْوَانُ لُوْطٍ ﴿۱۳﴾

جھٹلایا ان سے پہلے نوح علیہ السلام کی قوم نے اور کنویں والوں نے اور قوم ثمود نے۔ اور عاد قوم نے اور فرعون نے اور لوط علیہ السلام کے

وَّأَصْحٰبُ الْأَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۚ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾ أَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ

بھائیوں نے۔ اور جنگل والوں نے اور تبع کی قوم نے سب نے جھٹلایا پیغمبروں کو پس لازم ہوگئی میری وعید۔ کیا پس ہم تھک

الْأَوَّلِ ۚ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۵﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا

گئے ہیں پہلی مخلوق پیدا کر کے بلکہ یہ لوگ اشتباہ میں پڑے ہوئے ہیں نئی مخلوق کے بارے میں۔ اور البتہ تحقیق ہم نے پیدا کیا

الْإِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۖ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴿۱۶﴾

انسان کو اور ہم جانتے ہیں جو وسوسہ کرتا ہے اس کے ساتھ اس کا نفس اور ہم زیادہ قریب ہیں اس کی طرف شہ رگ سے۔

إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ﴿۱۷﴾ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ

جس وقت لیتے ہیں دو لینے والے دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے بیٹھا ہوتا ہے۔ نہیں بولتا وہ کوئی بات مگر اس کے پاس

رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿۱۸﴾ وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۚ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ﴿۱۹﴾ وَنُفِخَ

نگران ہوتا ہے تیار۔ اور آئی موت کی غشی حق کے ساتھ یہ وہ چیز ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔ اور پھونکی جائے گی بگل

فِي الصُّوْرِ ۚ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ﴿۲۰﴾ وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ﴿۲۱﴾

یہ دھمکی کا دن ہے۔ اور آئے گا ہر نفس اس کے ساتھ ایک چلانے والا ہوگا اور ایک گواہ ہوگا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

أَفَعَيِيْنَا: ہم تھک گئے ہیں، لَبْسٍ: شک وشبہ، تُوَسْوِسُ: وسوسے آتے ہیں، الْوَرِيْدِ: شہ رگ، يَتَلَقَّى: اخذ کرتے ہیں، الْمُتَلَقِّيٰنِ: لینے والے، قَعِيْدٌ: بیٹھنے والا، مَا يَلْفِظُ: نہیں بولتا، عَتِيْدٌ: تیار رہنے والا، تَحِيْدُ: تو بدکتا تھا، مَعَهَا: اس کے ساتھ، سَآئِقٌ: لانے والے۔

ربط:

سابقہ آیات میں کفار کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب اور حق کا جھٹلانا بیان ہوا۔ ان باتوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت رنج ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی اور تسکین دی کہ اہل مکہ ہی جھٹلانے والے نہیں اس سے پہلے قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود اور کنویں والے بھی نبیوں کی تکذیب کر چکے ہیں۔

تفسیری نکات: سابقہ قوموں پر عذاب کا تذکرہ:

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ جھٹلایا ان سے پہلے نوح علیہ السلام کی قوم نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نوح علیہ السلام کو)، حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نوسو سال تبلیغ کی مگر ایمان لانے والوں کی تعداد سو بھی نہیں تھی وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ اور کنویں والوں نے جھٹلایا۔

علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر معالم التنزیل میں لکھتے ہیں اور دیگر مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم نے بھی لکھا ہے کہ حضر موت عرب میں ایک علاقے کا نام ہے۔ آج بھی وہ علاقہ پورا صوبہ ہے۔ اس علاقے میں حاصوراء نامی ایک بڑا شہر تھا۔ اس شہر والوں کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت حنظلہ بن صفوان علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے کافی عرصہ تک تبلیغ کی۔ ایک کالے رنگ کے حبشی غلام کے سوا ایک آدمی بھی مسلمان نہ ہوا، نہ بیوی، نہ اولاد، نہ بھائی، نہ کوئی عزیز رشتہ دار۔ تمام شہر والوں نے مشورہ کیا کہ یہ ہر وقت ہمیں ستاتا رہتا ہے يَاَيُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ "اے لوگو! کہو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے"۔ دن رات اسی کی رٹ ہے لہذا اس سے جان چھڑاؤ۔ شہر سے ایک دو میل کی مسافت پر ایک بڑا گہرا کنواں تھا جنگل میں۔ ظالموں نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو اس کنویں میں ڈال کر اوپر بھاری بھر کم چٹان رکھ دی کہ وہ حبشی رسا لٹکا کر نکال نہ سکے۔ وہ حبشی غلام بے چارہ رات کی تاریکی میں جا کر سلام کرتا اور سوراخ سے روٹی نیچے لٹکا دیتا تھا لیکن پتھر کو ہٹا نہیں سکتا تھا۔ ایک دن کہنے لگا اے اللہ کے نبی، اگر حکم ہو تو میں بھی کسی کنویں میں چھلانگ لگا دوں؟ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے فرمایا کہ میں نے خود چھلانگ نہیں لگائی مجھے تو ظالموں نے ڈالا ہے تم ایسا نہ کرنا خودکشی حرام ہے۔ کئی دنوں کے بعد مرد اور عورتیں گئے کہ دیکھیں اللہ کا نبی زندہ ہے یا مر گیا ہے۔ چٹان اٹھائی اور آواز دی كَيْفَ بِكَ يَا حَنْظَلَةُ "حنظلہ تمہارا کیا حال ہے"۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے کنویں سے آواز دی يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ۔ اے قوم اللہ کی عبادت کرو اللہ کے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ ظالموں نے کہا بڑا سخت جان ہے ابھی تک مرا نہیں اور نہ اپنی بات چھوڑی ہے۔ پھر ان ظالموں نے ریت، مٹی اور پتھروں سے کنواں بند کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آگ کی شکل میں عذاب آیا اس آگ نے ان سب کافروں اور ظالموں کو جلا کر بھسم کر دیا۔ یہ اَصْحٰبُ الرَّسِّ کا لفظ ایک تو یہاں آیا ہے اور ایک انیسویں پارہ میں سورۃ فرقان میں آیا ہے۔

دیگر قوموں کا تذکرہ:

تو فرمایا کنویں والوں نے بھی جھٹلایا تھا وَثَمُوْدُ اور ثمود قوم نے جھٹلایا صالح علیہ السلام کو وَعَادٌ اور عاد قوم نے جھٹلایا ہود علیہ السلام کو وَّفِرْعَوْنُ اور فرعون نے جھٹلایا موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو وَاِخْوَانُ لُوْطٍ اور لوط علیہ السلام کے بھائیوں نے جھٹلایا لوط علیہ السلام کو۔ بھائی انسان ہونے کی وجہ سے کہا ورنہ تھے وہ کافر وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ اور جنگل والوں نے بھی جھٹلایا حضرت

شعیب علیہ السلام کو۔ مدین قوم تھی اور مدین شہر کا نام اسی قوم کی وجہ سے ہوا۔ مدین شہر کے چاروں اطراف میلوں میں پھیلا ہوا جنگل تھا۔ ان کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ شعیب علیہ السلام اس قوم کے ایک فرد تھے۔ عرصہ دراز تک تبلیغ کرتے رہے۔ تھوڑے سے آدمیوں کے سوا سب نے حضرت شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا۔

یمن کے ایک بادشاہ کا واقعہ:

وَقَوۡمُ تُبَّعٍ اور تبع کی قوم نے جھٹلایا۔ پچیسویں پارے میں تم سن چکے ہو کہ تبع حمیر قبیلے کا بڑا نیک آدمی تھا۔ اس کا نام اسد بن ملیک اور کنیت ابوکرب یا ابوکریب تھی۔ اس نے پہلی کتابوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات، حلیہ اور کارنامے پڑھے تھے۔ یہ یمن کا بادشاہ تھا بعض لوگوں نے اس کو یثرب یعنی مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کا مشورہ بھی دیا مگر اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ یہ وہ علاقہ ہے جہاں میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کر کے آنا ہے۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام خط بھی لکھا تھا۔ خط میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے القاب لکھنے کے بعد لکھا کہ حضرت! کاش! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا اور میرے لیے یہ سعادت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی امت میں شامل کر لیں۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے اور قیامت والے دن میرے حق میں سفارش کرنا۔ بڑا عقیدت مندانہ خط اس نے لکھا۔ یہ خط حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے خاندان میں چلا آ رہا تھا اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا سبب بھی یہی خط بنا۔ تو اس تُبَّع نے بھی اپنی قوم کو ہدایت کی طرف بلایا لیکن قوم نے حق کو قبول نہ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے قوم تُبَّع کو ہلاک کر دیا۔

كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ تو ان سب قوموں نے جھٹلایا رسولوں کو فَحَقَّ وَعِيۡدِ پس لازم ہوگئی۔ ثابت ہوگئی میری دھمکی جو میں نے عذاب کی دی تھی اے دوبارہ اٹھنے کے منکرو! تم کہتے ہو قیامت نہیں آئے گی۔

اَفَعَيِيۡنَا بِالۡخَلۡقِ الۡاَوَّلِ کیا پس ہم تھک گئے ہیں پہلی مخلوق پیدا کر کے کہ دوبارہ ہم نہیں بنا سکتے بَلۡ هُمۡ فِىۡ لَبۡسٍ مِّنۡ خَلۡقٍ جَدِيۡدٍ بلکہ وہ لوگ التباس میں ہیں، اشتباہ میں پڑے ہوئے ہیں، اضطراب میں ہیں نئی مخلوق کے متعلق، نئی پیدائش کے متعلق کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے بھی پیدا کیا پھر بھی پیدا کرے گا۔ حالانکہ اس کے لیے یہ مشکل نہیں ہے۔

کراماً کاتبین کا ذکر:

وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ اور البتہ تحقیق ہم نے پیدا کیا انسان کو وَنَعۡلَمُ مَا تُوَسۡوِسُ بِهٖ نَفۡسُهٗ اور ہم جانتے ہیں وَنَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَيۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِيۡدِ جو وسوسے کرتا ہے اس کے ساتھ اس کا نفس۔ اس کے دل میں جو وسوسے پیدا ہوتے ہیں ہم ان کو جانتے ہیں اور ہم زیادہ قریب ہیں اس کی طرف شہ رگ سے۔ جو دل کی طرف دماغ سے بڑی

رگ جاتی ہے جس کے کٹ جانے سے عالم اسباب میں زندگی باقی نہیں رہتی اس کو رگ جاں بھی کہتے ہیں۔ فرمایا ہم اس سے بھی زیادہ قریب ہیں انسان کے اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ جس وقت لیتے ہیں دو لینے والے دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے بیٹھا ہوتا ہے۔ ایک انسان کے عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ دائیں کندھے پر اور ایک بائیں کندھے پر بیٹھا ہے ہمیں وہ نظر نہیں آتے اور نہ ان کا احساس ہوتا ہے۔ حالانکہ معمولی سی کوئی شے بھی کندھے پر رکھو تو اس کا احساس ہوتا ہے۔ یہ کراماً کاتبین ہیں، چار فرشتے ہیں۔ دو دن کے اور دو رات کے۔ فجر اور عصر کی نماز کے وقت ان کی ڈیوٹیاں بدلتی ہیں۔ دائیں طرف والا نیکیاں لکھتا ہے اور بائیں طرف والا برائیاں لکھتا ہے۔

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ نہیں بولتا وہ کوئی بات مگر اس کے پاس نگران ہوتا ہے تیار۔ سورۃ انفطار میں ہے وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ اور بیشک تمہارے اوپر البتہ حفاظت کرنے والے مقرر ہیں كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ وہ باعزت لکھنے والے ہیں وہ جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو۔ تو قول یہاں سے ثابت ہے اور فعل کا لکھنا وہاں سے ثابت ہے جو بھی نیکی اور بدی کا قول و فعل ہوتا ہے وہ لکھتے ہیں۔ البتہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور مہربانی دیکھو کہ نیکی کا قول اور فعل تو فوراً لکھ لیتے ہیں لیکن اگر کوئی بری بات منہ سے نکالتا ہے یا برا کام کرتا ہے تو دائیں طرف والا فرشتہ حکم دیتا ہے کہ ذرا ٹھہر جا لَعَلَّهٗ يَتُوْبُ اَوْ يَسْتَغْفِرُ "ممکن ہے توبہ کر لے یا معافی مانگ لے"۔ اگر بندے نے توبہ کر لی تو برائی نہیں لکھی جاتی توبہ لکھی جاتی ہے۔ اسی واسطے حدیث پاک میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مجلس سے اٹھتے تھے تو سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ پڑھتے تھے تاکہ مجلس میں جو لغزشیں ہوئی ہیں اس کلمے کی برکت سے وہ سب نیکیوں کی شکل میں لکھی جائیں۔

موت کی غشی حق ہے:

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ اور آئی موت کی غشی حق کے ساتھ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ یہ وہ چیز ہے جس سے تم بھاگتے تھے۔ اے بندے! موت سے تو کتنا بھاگے گا بچ نہیں سکتا۔ جب موت کی غشی آئے گی کون بھاگے گا اور کیسے بھاگے گا۔ یہ تو موت ہے انفرادی۔ یاد رکھو! وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ اور پھونکی جائے گی بگل۔ ایک نفخہ اولیٰ ہے جس سے دنیا فنا ہو جائے گی۔ اور اس کے بعد نفخہ ثانیہ ہوگا جب سارے اٹھ کھڑے ہوں گے ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ یہ دھمکی کا دن ہے، عذاب کی دھمکی کے پورا ہونے کا دن ہے۔ قیامت کے آنے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ اور آئے گا ہر نفس مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ اس کے ساتھ ایک چلانے والا ہوگا اور ایک گواہ ہوگا۔

سَآئِقٌ اور شَهِيْدٌ سے کیا مراد ہے؟

ایک تفسیر تو یہ ہے کہ سَآئِقٌ سے مراد وہ فرشتہ ہے جو اس کو چلا کر لائے گا اور شَهِيْدٌ سے اس کے اعضاء مراد ہیں۔ جبکہ دوسری تفسیر یہ بیان کی جاتی ہے کہ سَآئِقٌ اور شَهِيْدٌ دونوں ہی فرشتے ہیں ایک اس کو چلائے گا اور شَهِيْدٌ فرشتہ جو

ہے وہ اس شخص کے متعلق گواہی دے گا یعنی اگر نیک ہے تو نیکی کی گواہی دے گا اور اگر برا شخص ہے تو اس کے بداعمال کی گواہی دے گا۔

ایک فرشتہ اس کو چلائے گا اور ایک گواہ ہوگا۔ اور یہی دو فرشتے آخر تک اس کے ساتھ رہیں گے۔ جنت یا دوزخ میں جانے تک۔ تو قیامت کے آنے میں کوئی شک نہیں ہے اور جو اس کے منکر ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا میں بھی تباہ کیا اور وہ آخرت میں بھی تباہ ہوں گے۔

لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ﴿22﴾

البتہ تحقیق تھا تو غفلت میں اس کارروائی سے پس ہم نے کھول دیا ہے تجھ سے تیرے پردے کو پس تیری آنکھ آج بہت تیز ہے

وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ﴿23﴾ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿24﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ

اور کہے گا اس کا ساتھی یہ وہ چیز ہے جو میرے پاس تیار ہے۔ پھینکو تم دونوں جہنم میں ہر کافر ضدی کو۔ بہت روکنے والا ہے نیکی

مُعْتَدٍ مُّرِيْبِ ﴿25﴾ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ

سے تجاوز کرنے والا، شک میں ڈالنے والا ہے۔ جس نے بنایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے کو الٰہ پس دونوں پھینکو اس کو سخت

الشَّدِيْدِ ﴿26﴾ قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ

عذاب میں۔ کہے گا اس کا ساتھی اے ہمارے پروردگار میں نے اس کو سرکشی میں نہیں ڈالا لیکن یہ خود ہی دور کی گمراہی میں پڑا

بَعِيْدٍ ﴿27﴾ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ﴿28﴾

ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے نہ جھگڑا کرو میرے پاس اور تحقیق میں نے پہلے بھیج دی تھی تمہاری طرف عذاب کی وعید۔

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿29﴾ يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ ع

نہیں تبدیل کی جاتی بات میرے سامنے اور نہیں ہوں میں ظلم کرنے والا بندوں پر۔ جس دن ہم کہیں گے جہنم کو کیا تو بھر چکی

وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ﴿30﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ﴿31﴾ هٰذَا مَا

ہے اور وہ کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے۔ اور قریب کر دی جائے گی جنت پرہیزگاروں کے لیے دور نہیں ہوگی۔ یہ وہ ہے جس کا

تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ﴿32﴾ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ

تمہارے ساتھ وعدہ کیا گیا تھا ہر اس شخص کے لیے جو رجوع کرنے والا ہے، حفاظت کرنے والا ہے۔ جس نے خوف کیا رحمٰن

بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِ ﴿33﴾ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ط ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ﴿34﴾

سے بغیر دیکھے اور لایا دل رجوع کرنے والا۔ داخل ہو جاؤ سلامتی کے ساتھ یہ دن ہے ہمیشگی کا۔

لَهُمۡ مَّا يَشَآءُوۡنَ فِيۡهَا وَلَدَيۡنَا مَزِيۡدٌ ﴿35﴾

ان کے لیے ہوگا جو وہ چاہیں گے اس میں اور ہمارے پاس زیادہ سے زیادہ ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

غِطَآءَكَ: تیرا پردہ، فَبَصَرُكَ: (تو) تیری نگاہ، قَرِيۡنُهٗ: اس کا ساتھی، اَلۡقِيَا: ڈال دو، مُعۡتَدٍ: حد سے بڑھنے والا، فَاَلۡقِيٰهُ: (پس) ڈال دو اس کو، مَآ اَطۡغَيۡتُهٗ: میں نے گمراہ نہیں کیا اسے، لَا تَخۡتَصِمُوۡا: جھگڑا نہ کرو، قَدَّمۡتُ: میں پہلے بھیج چکا، مَا يُبَدَّلُ: تبدیل نہیں کیا جاتا، اِمۡتَلَاۡتِ: تو بھر گئی ہے، اَلۡخُلُوۡدِ: ہمیشہ رہنا۔

ربط:

سابقہ آیات میں موت کی غشی کو بیان کیا گیا اور بعد ازاں سائق اور شہید دو فرشتوں کا بتلایا گیا کہ ہر انسان کے ساتھ یہ دو فرشتے اس کو میدان محشر میں لائیں گے۔ اب آگے قیامت والے دن کے احوال اور اللہ تعالیٰ کا جہنم سے سوال اور اس کا جواب وغیرہ ان آیات میں مذکور ہے۔

تفسیری نکات: روزِ قیامت کے چشم کشا احوال:

لَقَدۡ كُنۡتَ فِيۡ غَفۡلَةٍ مِّنۡ هٰذَا البتہ تحقیق تو غفلت میں تھا اس کارروائی سے اے بندے۔ تو کہتا تھا قیامت کوئی نہیں، میدان حشر کوئی نہیں، اللہ تعالیٰ کی عدالت کوئی نہیں، میزان کی کوئی حیثیت نہیں ہے، جزا و سزا نہیں ہے۔ تو ان سب چیزوں سے غافل تھا فَكَشَفۡنَا عَنۡكَ غِطَآءَكَ پس ہم نے کھول دیا ہے تجھ سے تیرے پردے کو۔ تیری آنکھوں سے پردہ دور کر دیا ہے۔ دیکھ! کچھ نظر آ رہا ہے یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ کی عدالت قائم ہے یا نہیں؟ مخلوق اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہے یا نہیں؟ فَبَصَرُكَ الۡيَوۡمَ حَدِيۡدٌ آج کے دن تیری آنکھ، تیری نگاہ بہت تیز ہے۔

لوگ جب قبروں سے اٹھ کر ایک دو قدم چلیں گے تو آنکھیں تیز ہو جائیں گی اور اندھوں کو بھی بینائی مل جائے گی اور جو دنیا میں پڑھنا نہیں جانتے تھے وہ بھی پڑھنے والے بن جائیں گے اور ہر ایک کے ہاتھ میں اس کا اعمال نامہ پکڑا یا جائے گا۔ وَقَالَ قَرِيۡنُهٗ اور کہے گا اس کا ساتھی۔ ساتھی سے مراد فرشتہ ہے اگر بندے کی نیکیاں زیادہ ہوں گی تو نیکیوں والا ساتھی بولے گا هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيۡدٌ اور اگر برا ہے تو برائی کا ساتھی بولے گا۔

فرشتہ کہے گا میرے پروردگار! اس کا سارا ریکارڈ میرے پاس محفوظ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے عدالت کا فیصلہ ہو چکا اَلۡقِيَا فِيۡ جَهَنَّمَ ڈال دو تم دونوں جہنم میں كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيۡدٍ ہر کافر ضدی کو۔ یہ دائیں بائیں والے فرشتے عدالت کے بعد دوزخ کے کنارے پر لے جا کر دھکا مار کے دوزخ میں پھینک دیں گے ہر کافر ضدی کو مَّنَّاعٍ لِّلۡخَيۡرِ بہت روکنے والا ہے نیکی سے۔ لوگوں کو اسلام سے روکتا تھا، اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتا تھا، حق سے

روکتا تھا مُعْتَدٍ تجاوز کرنے والا ہے حد سے۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق کے بارے میں بھی اور بندوں کے حقوق کے بارے میں بھی۔ زبانی طور پر بھی تجاوز کرتا ہے اور عملی طور پر بھی مُّرِيْبٍ شک میں ڈالنے والا ہے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے احکام کے بارے میں الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ جس نے بنایا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے کو الہ۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور الہ بنایا۔

جہنم میں انسان اوراس کے ساتھی شیطان کی لڑائی:

فَاَلْقِيٰهُ پس پھینک دو اس کو فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ سخت عذاب میں۔ فرشتے جب دوزخ میں ڈال کر فارغ ہوجائیں گے تو پھر انسان اور اس جہنمی کے ساتھ رہنے والے شیطان کی آپس میں چپقلش ہوگی۔ انسان کہے گا شیطان کو کہ تونے مجھے گمراہ کیا۔ شیطان کہے گا وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اور نہیں تھا میرے لیے تمہارے اوپر کوئی غلبہ، زور اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ مگر یہ کہ میں نے تم کو دعوت دی تو تم نے میری بات کو قبول کرلیا۔ تم میری بات نہ مانتے حق والوں کی بات مان لیتے۔ اس نوک جھونک کا ذکر ہے۔

قَالَ قَرِيْنُهٗ اُس جہنمی کا ساتھی شیطان کہے گا رَبَّنَا اے ہمارے پروردگار مَآ اَطْغَيْتُهٗ میں نے اس کو سرکشی میں نہیں ڈالا۔ میں نے اس کو گمراہ نہیں کیا وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ لیکن یہ خود ہی دور کی گمراہی میں پڑا ہوتا تھا۔ قَالَ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ میرے سامنے جھگڑا نہ کرو کہ ایک دوسرے پر ذمہ داری ڈالتے ہو وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ اور تحقیق میں نے پہلے بھیج دی تھی تمہاری طرف عذاب کی وعید میں نے تمہیں دھمکی دے دی تھی کہ اگر برائی کروگے تو دوزخ میں جاؤ گے۔ پیغمبروں نے تمہیں بات سنادی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تم تک پہنچادی اور ہر زمانے میں حق والے حق کی آواز پہنچاتے رہے۔ تم نے انکار کیا نہیں مانا مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ نہیں تبدیل کی جاتی بات میرے سامنے اور نہیں ہوں میں بندوں پر ظلم کرنے والا۔ میرے ہاں بات بدلی نہیں جاتی وہی بات ہے جو ہو چکی ہے کہ برے، بے ایمان نے دوزخ میں جانا ہے، یہ فیصلہ اٹل ہے اور ایمان والے میری رحمت میں جگہ پائیں گے وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ اور میں بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہوں اللہ تعالیٰ تو بڑا مہربان اور رحیم ہے، کریم ہے، ہر بندے کے لیے۔

جہنم سے اللہ تعالیٰ کا سوال اوراس کا جواب:

يَوْمَ نَقُوْلُ جس دن ہم کہیں گے لِجَهَنَّمَ دوزخ کو هَلِ امْتَلَاْتِ کیا تو بھر چکی ہے وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ اور وہ کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے۔ بخاری شریف اور ترمذی شریف میں روایت ہے کہ جہنم میں گناہ گار ڈالے جائیں گے اور

وہ زیادہ طلب کرتی رہے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم اس میں رکھے گا جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہے۔ تو وہ کہے گی قط قط یعنی بس بس! اب میں پر ہوگئی ہوں پھر مزید مطالبہ نہیں کرے گی۔ اس موقع پر مفسرین کرام نے دو طرح کی تفسیر بیان کی ہے۔

[۱]...... روح المعانی اور تفسیر کبیر میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ جہنم سے پوچھیں گے کہ کیا تو بھر چکی ہے تو جہنم جواب میں کہے گی کہ کیا ابھی کچھ اور بھی ہیں تو لاؤ ان کو بھی لے آؤ ابھی مجھ میں جگہ ہے۔

[۲]...... جبکہ جلال الدین محلی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب جہنم سے سوال ہوگا کہ کیا تو بھر چکی ہے تو جہنم کہے گی هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ کیا کچھ اور بھی ہیں مگر اب مجھ میں کوئی گنجائش نہیں اب میں پُر ہو چکی ہوں۔

جنت اور اہل جنت کا تذکرہ:

وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ اور قریب کردی جائے گی جنت پرہیزگاروں کے لیے غَيْرَ بَعِيْدٍ دور نہیں ہوگی، اور کہا جائے گا هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ یہ وہ ہے جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا گیا تھا لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ہر اس شخص کے لیے جو رجوع کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اور یاد رکھنے والا ہے اللہ تعالیٰ کے احکام کو اور اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کرنے والا ہے مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ جس نے خوف کیا رحمٰن سے بغیر دیکھے۔ رحمان کو نہیں دیکھا مگر ڈرتا ہے اس کی مخالفت سے وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ اور لایا دل رجوع کرنے والا۔ جس کے دل کا رجوع اللہ تعالیٰ کی طرف ہو۔ جس میں یہ چار صفتیں ہوں گی وہ جنت کا وارث ہے۔

[۱]...... اَوَّابٌ : اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والا۔

[۲]...... حَفِيْظٌ : اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کرنے والا۔

[۳]...... مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ : جو خوف کھاتا ہے رحمان سے بغیر دیکھے۔

[۴]...... بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ : ایسا دل لے کر آیا جو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والا ہو۔

ان لوگوں کو کہا جائے گا۔ فرشتے کہیں گے اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ داخل ہو جاؤ جنت میں سلامتی کے ساتھ۔ فرشتے بھی سلام کریں گے، حوریں بھی سلام کریں گی، غلمان چھوٹے بچے بھی سلام کریں حتی کہ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ "اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی سلام آئے گا"۔ وہاں سلامتی ہی سلامتی ہوگی کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہوگا، دکھ، تکلیف، بیماری نہیں ہوگی، کوئی خوف اور خطرہ نہیں ہوگا ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ یہ ہیشگی کا دن ہے۔ اب تم ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہو گے۔ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا ان کے لیے ہوگا جو وہ چاہیں گے جنت میں۔ اگر جنتی چاہے گا کہ میں اڑوں تو وہ اڑ کر جائے گا۔ جنت کے کنارے پر پھل لگے ہوئے ہوں گے اس کا جی چاہے گا کھانے کو بس ارادہ کرنے کی دیر ہوگی وہ فوراً اس کے قریب آجائے گا قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ وہ خود جھک جائیں گے۔ اڑتے پرندے نظر آئیں گے ارادہ کرے گا کھانے کا وہ پلیٹ میں

پہنے ہوئے سامنے آجائیں گے۔ جنت میں جو چاہیں گے ملے گا۔ فرمایا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ اور ہمارے ہاں زیادہ سے زیادہ ہے۔ کوئی چیز ختم ہونے والی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خزانے بڑے وسیع ہیں وہ ختم ہونے والے نہیں ہیں۔ نہ اس جہان میں اور نہ اس جہان میں۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ

اور کتنی ہلاک کیں ہم نے ان سے پہلے جماعتیں وہ زیادہ سخت تھیں ان سے گرفت میں پس وہ تلاش کرتے رہے شہروں میں کیا

هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿36﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ

ہے کہیں بھاگنے کی جگہ۔ بیشک اس میں البتہ نصیحت ہے جس کے لیے دل ہو یا اس نے کان لگائے ہیں اور وہ دل سے حاضر ہو

وَهُوَ شَهِيْدٌ ﴿37﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّمَا

اور البتہ تحقیق ہم نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دنوں میں اور نہیں پہنچی ہمیں

مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ﴿38﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ

کوئی تھکاوٹ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبر کریں ان باتوں پر جو وہ کہتے ہیں اور تسبیح بیان کریں اپنے رب کی حمد کی سورج کے طلوع

الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ﴿39﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ﴿40﴾ وَاسْتَمِعْ

ہونے سے پہلے اور غروب سے پہلے اور رات کو پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تسبیح بیان کریں اور سجدوں کے پیچھے بھی۔ اور کان لگا

يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴿41﴾ يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ

کر سنیں جس دن پکارے گا پکارنے والا قریب کی جگہ سے۔ جس دن سنیں گے یہ لوگ چیخ کو حق کے ساتھ یہ دن ہے نکلنے کا۔

ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ﴿42﴾ اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا الْمَصِيْرُ ﴿43﴾ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ

بیشک ہم زندہ کرتے ہیں اور مارتے ہیں اور ہماری طرف ہی لوٹنا ہے۔ جس دن پھٹے گی زمین ان سے

عَنْهُمْ سِرَاعًا ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ﴿44﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ

بڑی تیزی سے یہ اکٹھا کرنا ہمارے اوپر آسان ہے۔ ہم خوب جانتے ہیں جو وہ کہتے ہیں اور نہیں ہیں ہم ان پر جبر کرنے

وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ﴿45﴾ ع

والے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نصیحت کریں قرآن پاک کے ذریعے اس شخص کو جو خوف کرتا ہے میری دھمکی سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَنَقَّبُوْا: (تو) انہوں نے تلاش کیا، ڈھونڈا، فَسَبِّحْهُ: (پس) اس کی تسبیح کر، يُنَادِ: پکارے گا، اَلْمُنَادِ: پکارنے

والا، سِرَاعًا: بڑی تیزی سے، حَشْرٌ: اکٹھا کرنا۔

ربط:

قیامت کے ہوش ربا واقعات بیان کرنے کے بعد قوموں کی تباہی۔ زمین و آسمان کی تخلیق کا بیان فرمایا جارہا ہے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی جارہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طلوع وغروب کے اوقات میں تسبیح وعبادت ادا فرمائیں۔

تفسیری نکات: تباہ شدہ قوموں کا احوال:

وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ، قرن کا معنی جماعت بھی ہے اور زمانہ بھی ہے اس مقام پر معنی جماعت کا ہے، اور ہم نے ہلاک کیں اس سے پہلے کتنی جماعتیں، نزول قرآن کے وقت جو لوگ موجود تھے ان سے پہلے کتنی جماعتیں ہلاک کردی گئیں تھیں۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم، نوح علیہ السلام کی قوم، صالح علیہ السلام کی قوم، شعیب علیہ السلام کی قوم، لوط علیہ السلام کی قوم، اور بیشمار نافرمان قومیں تباہ کردی گئیں هُمْ أَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا وہ پہلے لوگ زیادہ سخت تھے ان سے گرفت میں۔ آج ان کو گھمنڈ ہے اپنی قوت پر، مال، اولاد اور افراد پر۔ پہلے والے زیادہ سخت تھے ان سے گرفت میں فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ، پس وہ ڈھونڈتے رہے شہروں میں هَلْ مِنْ مَحِيصٍ۔ جس وقت عذاب کی نشانیاں ظاہر ہوئیں تو لگے بھاگنے کہ موت سے بچنے کا کوئی چھٹکارا یا جگہ ہے؟ لیکن اللہ تعالیٰ کے عذاب کے آجانے کے بعد کون بچ سکتا ہے؟ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ بے شک اس میں جو ہم نے بیان کیا ہے نصیحت ہے لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ جس کے لیے دل ہو۔ مراد یہ کہ دل زندہ ہو مردہ نہ ہو أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ یا اس نے کان لگائے ہیں یعنی اپنے کانوں کو متوجہ کیا حق بات سننے کے لیے وَهُوَ شَهِيدٌ اور وہ دل سے حاضر ہو۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آدمی مجلس میں موجود ہوتا ہے لیکن اس کا دماغ اور خیالات کہیں اور ہوتے ہیں۔ تو دل کے کانوں سے سننے والا ہو۔

آسمانوں اور زمین کی تخلیق:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ اور البتہ ہم نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو وَمَا بَيْنَهُمَا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ چھ دنوں میں۔ جو آسمان ہمارے سروں پر ہے اس کی بلندی اور وسعت کو دیکھو کہ اس کے نیچے نہ کوئی کھمبا، نہ ستون، نہ پلر، ہزار ہا سال گزر گئے ہیں اس کو بنے ہوئے اس میں نہ کوئی خرابی نہ دراڑ۔ ہم چھوٹی چھوٹی عمارتیں بناتے ہیں کچھ عرصے کے بعد خراب ہوجاتی ہیں حالانکہ ان کے نیچے دیواریں اور کتنے ستون ہوتے ہیں وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُغُوبٍ اور نہیں پہنچی ہمیں کوئی تھکاوٹ یہ تمام چیزیں بنانے کے باوجود۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کو سمجھنے کے لیے بس یہی باتیں کافی ہیں۔ جو ذات یہ سب کچھ کرسکتی ہے اس کے لیے تمہیں دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔

اللہ تعالیٰ کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی:

فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبر کریں ان باتوں پر جو وہ کہتے ہیں۔ جواب نہ دیں کیونکہ اگر آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کو ویسا ہی کہہ دیا تو فرق تو نہ رہا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ اور تسبیح بیان کریں اپنے رب کی حمد کے ساتھ۔ مسلم شریف میں روایت ہے اَحَبُّ الْكَلَامِ اِلَى اللهِ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ یہ بخاری شریف کی آخری حدیث ہے كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ " دو کلمے اللہ تعالیٰ کو بہت پیارے ہیں زبان پر بڑے ہلکے ہیں ترازو میں بڑے بھاری ہیں، ایک کلمہ سبحان اللہ وبحمدہ ہے اور دوسرا سبحان اللہ العظیم"۔ فرمایا اپنے رب کی تسبیح کرو قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ سورج کے طلوع ہونے سے پہلے۔ یہ وقت پو پھٹنے کے بعد کا ہے صبح صادق کے بعد اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے وَمِنَ الَّيْلِ اور رات کو فَسَبِّحْهُ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم تسبیح بیان کریں وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ اور سجدوں کے پیچھے بھی۔ یعنی نمازوں کے بعد۔ نمازوں کے بعد تینتیس (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ تینتیس (۳۳) مرتبہ الحمدللہ، اور (۳۴) چونتیس مرتبہ اللہ اکبر۔ اور آیۃ الکرسی اور استغفار اور جو وظیفے کر سکتے ہو، کرو اور آخرت کی تیاری کرو۔

صور اسرافیل اور اس کے بعد ہونے والے واقعات:

وَاسْتَمِعْ اور سن لے اے مخاطب! میری بات يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ جس دن پکارے گا پکارنے والا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ قریب کی جگہ سے۔

تفسیروں میں آتا ہے کہ صخرۂ بیت المقدس، بیت المقدس کی چٹان پر کھڑے ہو کر اسرافیل علیہ السلام بگل پھونکیں گے جو ہر ایک کو ایسے محسوس ہوگا کہ میرے پاس سے آواز آرہی ہے۔ چاہے کوئی مشرق میں ہوگا یا مغرب میں یا شمال میں ہوگا یا جنوب میں سب قریب سے سنیں گے يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ جس دن سنیں گے ایک چیخ بِالْحَقِّ حق کے ساتھ۔ وہ حق کی آواز ہوگی اور جس وقت اسرافیل علیہ السلام بگل پھونکیں گے ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ وہ نکلنے کا دن ہوگا قبروں سے۔ کیونکہ عرب مردوں کو دفن کرتے تھے جلاتے نہیں تھے اس لیے خروج فرمایا۔ باقی جو جلا دیا گیا وہ بھی آئے گا۔ جس کو مچھلیاں ہڑپ کر گئیں وہ بھی آئے گا، پرندے درندے کھا گئے وہ بھی آئے گا۔ سب اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہوں گے۔ قیامت کا انکار کرنے والو سن لو! اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ بیشک ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور مارتے ہیں۔ ہماری قدرت مانتے ہو کہ نہیں؟ اور یاد رکھو وَاِلَيْنَا الْمَصِيْرُ اور ہماری طرف ہی لوٹنا ہے۔ اور ظرف کا صیغہ ہو تو معنی ہوگا ہمارے طرف ہے لوٹنے کی جگہ۔ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ جس دن پھٹے گی زمین عَنْهُمْ ان سے سِرَاعًا بڑی تیزی سے۔ بگل بجے گا آناً فاناً اللہ تعالیٰ ہڈیوں کے ساتھ ذرات کو جوڑ کر دوبارہ انسان کو بنا کر کھڑا کر دیں گے ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ یہ اکٹھا کرنا ہمارے اوپر آسان ہے۔ تم اس کو مشکل سمجھتے ہو اور کہتے ہو۔ ءَ اِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ کیا جب ہم مر جائیں گے اور ہو جائیں گے مٹی تو پھر لوٹیں گے یہ لوٹنا دور کی بات ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ اکٹھا کرنا ہمارے لیے آسان ہے نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ہم خوب جانتے ہیں جو وہ

باتیں کرتے ہیں قیامت کے بارے میں، توحید و رسالت کے بارے میں، آپ ﷺ کے بارے میں آپ ﷺ پریشان نہ ہوں آپ ﷺ کی یہ خواہش ہے کہ یہ ایمان لے آئیں وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ اے نبی کریم ﷺ! آپ ﷺ ان پر جبر کرنے والے تو نہیں ہیں کہ جبراً ان کو مسلمان بنادیں فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ پس آپ ﷺ نصیحت کریں قرآن پاک کے ذریعے قرآن کے ذریعے آپ ﷺ ان کو سمجھائیں مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ اس شخص کو جو خوف محسوس کرتا ہے ڈرتا ہے میری باتوں سے۔ یعنی جو اللہ کی باتوں کو سن کر ڈر کر دل نرم کر کے مائل ہوتا ہے اسی کو یہ قرآن اور آپ ﷺ کی تبلیغ فائدہ دے گی۔

سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ الذاریات مکی سورۃ ہے۔ قرآنی ترتیب کے مطابق اس کا اکیاون (۵۱) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس کا سٹرسٹھ (۶۷) نمبر ہے یعنی اس سے قبل چھیاسٹھ (۶۶) سورتیں نازل ہوچکی تھیں۔ اس کی آیات ساٹھ (۶۰) ہیں اور رکوع کی تعداد تین (۳) ہے۔ چونکہ اس کے آغاز میں ہی کلمہ ''ذاریات'' آرہا ہے اس لیے اس سوت کا نام ذاریات ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ﴿1﴾ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ﴿2﴾ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ﴿3﴾ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ﴿4﴾

قسم ہے ان ہواؤں کی جو اڑاتی ہیں اڑانا۔ پس اٹھاتی ہیں بوجھ کو۔ پس چلتی ہیں آسانی سے۔ پس تقسیم کرتی ہیں معاملے کو۔

اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ﴿5﴾ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ﴿6﴾ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ

بیشک جس چیز کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا جارہا ہے البتہ سچا ہے۔ اور بیشک جزا البتہ واقع ہونے والی ہے۔ قسم ہے آسمان کی جو

الْحُبُكِ ﴿7﴾ اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ﴿8﴾ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ﴿9﴾ قُتِلَ

راستوں والا ہے۔ بیشک تم ایسی بات میں ہو جو مختلف ہے۔ پھیرا جاتا ہے اس سے جس کو پھیرا گیا۔ ہلاک ہوگئے اٹکل سے

الْخَرّٰصُوْنَ ﴿10﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ﴿11﴾ يَسْـَٔلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿12﴾ يَوْمَ هُمْ

باتیں کرنے والے۔ وہ جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ سوال کرتے ہیں کب ہوگا بدلے کا دن۔ جس دن وہ

عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ﴿13﴾ ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ؕ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿14﴾

آگ پر آزمائے جائیں گے۔ (کہا جائے گا) چکھو اپنے فتنے کا مزہ یہ وہ چیز ہے جس کے بارے میں تم جلدی کرتے تھے۔

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ﴿۱۵﴾ اٰخِذِیْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ

بیشک پرہیزگار باغوں میں ہوں گے اور چشموں میں۔ لینے والے ہوں گے وہ نعمتیں جو دے گا ان کو ان کا رب بیشک وہ تھے

مُحْسِنِیْنَ ﴿۱۶﴾ كَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۱۸﴾

اس سے پہلے نیکی کرنے والے۔ وہ رات کو بہت کم سوتے تھے۔ اور وہ سحری کے وقت بخشش مانگتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلذّٰرِیٰتِ: غبار اڑانے والی ہوائیں، ذَرْوًا: غبارا ڑانا، فَالْحٰمِلٰتِ: (پھر) اٹھانے والی، وِقْرًا: بوجھ، فَالْمُقَسِّمٰتِ: (پھر) تقسیم کرنے والیاں، اَلْحُبُكِ: راستے، اُفِكَ: پھیر لیا گیا، اَلْخَرّٰصُوْنَ: بے سند باتیں کرنے والے، سَاهُوْنَ: بھولنے والے، فِتْنَتَكُمْ: اپنی سزا، اٰخِذِیْنَ: لینے والے، یَهْجَعُوْنَ: وہ سوتے تھے۔

ربط:

سابقہ سورۃ قاف کی آخری آیات میں قیامت کا ذکر تھا اور اس سورۃ ذاریات کے آغاز میں بھی قیامت کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: مذکورہ صفات کا حامل کون ہے:

تفسیر خازن، قرطبی، مظہری، البحر المحیط اور تفسیر کبیر وغیرہ میں جو تفسیر کی گئی ہے اس کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

وَالذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا ﴿۱﴾ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ﴿۲﴾ فَالْجٰرِیٰتِ یُسْرًا ﴿۳﴾ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ﴿۴﴾

① ۔پہلی تفسیر یہ ہے کہ یہ تمام ہواؤں کی صفات ہیں قسم ہے ان ہواؤں کی جو اُڑاتی ہیں اُڑانا یہ کپڑے اُڑاتی ہیں کاغذ اُڑاتی ہیں گرد وغبار اُڑاتی ہیں پس وہ اٹھاتی ہیں بوجھ کو یعنی یہ بادلوں کو اکٹھا کرتی ہیں بادلوں میں بوجھ ہوتا ہے یہ ان کو اٹھاتی ہیں پس چلتی ہیں آسانی سے پس تقسیم کرتی ہیں آسمان میں اللہ کے حکم سے جو بادل جہاں پہنچانا ہو وہاں پہنچاتی ہیں اور جس کو بکھیرنا ہو اس کو بکھرتی ہیں تو اس تفسیر کے مطابق یہ تمام صفات ہواؤں کی ہیں۔

② ۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ وَالذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا سے مراد ہیں ہوائیں۔ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا سے مراد ہیں بادل جو اپنے اندر بارش کا بوجھ اُٹھاتے ہیں اور فَالْجٰرِیٰتِ یُسْرًا سے مراد ہیں ستارے جو آسمان کے اندر چلتے ہیں آسانی سے اور فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا سے مراد ہے فرشتے کہ اللہ کے حکم کے مطابق جو کام ان کے سپرد ہیں وہ تقسیم کرتے ہیں۔

③ ۔ ایک تفسیر یہ ہے کہ فَالْجٰرِیٰتِ یُسْرًا سے (کشتیاں) مراد ہیں جو سمندر میں چلتی ہیں اور فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا سے فرشتے مراد ہیں

بعض حضرات ان کو مجاہدین کی صفات بھی قرار دیتے ہیں معنی ہے کہ قسم ہے مجاہدین کی جماعتوں کی جو باطل کے

منصوبوں کو اُڑاتی ہیں۔

فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا وہ توحید اور صحیح مسائل کے بوجھ کو اُٹھاتی ہیں چلتی ہیں جماعتیں آسانی سے تقسیم کرتی ہیں امر کو جو جس علاقے کے متعلق کام ہو اس کو تقسیم کرتی ہیں۔

④۔ اور بعض نے علماء کی صفات بھی قرار دی ہیں کہ قسم ہے علماء کی ان جماعتوں کی جو بکھیرتی ہیں علم کو بکھیرنا اور اٹھاتی ہیں وہ جماعتیں علم کے بوجھ کو اور وہ جماعتیں چلتی ہیں آسانی سے اور تقسیم کرتی ہیں وہ جماعتیں علم کو۔

⑤۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بھی ہے کہ اس سے مراد وہ ستارے ہیں جو چلتے ہیں۔ ستارے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو چلتے ہیں۔ ان کو سیارات کہا جاتا ہے۔ دوسرے وہ جو اپنی جگہ پر ٹکے رہتے ہیں، ان کو ثوابت کہا جاتا ہے یہ حرکت نہیں کرتے۔ سیارات چلتے ہیں۔ پھر کسی کی حرکت مشرق کی طرف، کسی کی مغرب کی طرف، کسی کی شمال کی طرف اور کسی کی جنوب کی طرف۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ نظام ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔

اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ بے شک وہ چیز جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا جاتا ہے البتہ سچا ہے۔ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ اور بے شک جزا البتہ واقع ہونے والی ہے۔ بدلے اور حساب کا دن ضرور واقع ہوگا، قیامت ضرور آئے گی۔ نیکی اور بدی کا بدلہ ضرور ملے گا۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ، وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کا کام کیا وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بھی برائی کا کام کیا وہ اس کو دیکھ لے گا۔ نامہ اعمال میں سب کچھ درج ہوگا۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ، قسم ہے آسمان کی جو راستوں والا ہے۔ جس طرح زمین پر راستے ہیں کہ ان پر انسان، حیوان وغیرہ چیزیں چلتی ہیں ایسے ہی آسمانوں پر راستے ہیں جن پر فرشتے چلتے ہیں، چاند، سورج، ستارے چلتے ہیں۔ یہ چاند، سورج، ستارے، جسم میں انسان سے بہت بڑے ہیں مگر مجبور محض ہیں جس کام پر اللہ تعالیٰ نے لگا دیا ہے اس سے ادھر ادھر نہیں ہو سکتے۔ مگر اس چھوٹے سے انسان کو اللہ تعالیٰ نے بڑے اختیار دیئے ہیں۔

مختلف بات سے کیا مراد ہے:

اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ بے شک تم ایسی بات میں ہو جو مختلف ہے۔ اس کی بھی تین تفاسیر کی گئی ہیں۔

۱...... ایک یہ ہے کہ قرآن پاک مراد ہے کوئی کہتا ہے کہ قرآن کریم کہانت ہے، کوئی کہتا ہے سحر ہے، کوئی کہتا ہے افتراء ہے یہ سب مختلف اور لغو باتیں ہیں۔

۲...... دوسری تفسیر یہ ہے کہ قول مختلف سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ شاعر ہیں کوئی کہتا ہے کہ کاہن ہیں کوئی کہتا ہے مفتری ہیں معاذ اللہ تعالیٰ۔ یہ دونوں تفسیریں آپ کو جلالین میں ملیں گی۔

۳...... تیسری تفسیر یہ ہے کہ قول مختلف سے بدلہ کا دن یعنی قیامت کا دن مراد ہے۔ اس کے بارے میں اہل حق مانتے

ہیں کہ قیامت ضرور آئے گی۔ منکرین قیامت کہتے ہیں نہیں آئے گی۔ جو ماننے والے ہیں ان میں عیسائی کہتے ہیں کہ صرف روحانی ہوگی۔ اہل حق کہتے ہیں کہ نہیں جسمانی ہوگی۔

یُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ پھیرا جاتا ہے اس سے جس کو پھیرا گیا۔ جو سیدھے راستے پر چلتا ہے وہ پہنچ جاتا ہے اور جو ٹیڑھے راستے پر چلتا ہے وہ نہیں پہنچے گا۔ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ہلاک کیے گئے اٹکل سے باتیں کرنے والا۔ دین کے متعلق اٹکل پچو باتیں کرنے کی کوئی وقعت نہیں۔ یہاں تصدیق کرنے اور ایمان لانے کا حکم ہے۔ اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ وہ جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ دنیا کے نشے میں ان کو انجام کا کوئی علم ہی نہیں ہے۔ دنیا کی محبت کا نشہ ہے جس کی وجہ سے پتا نہیں چل رہا کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں اس کا نتیجہ کیا آئے گا اور ہمارا کیا حشر ہونے والا ہے؟ بس آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے یہ دنیا کا نشہ اتر جائے گا اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا اور کیا دھرا سب سامنے آجائے گا۔ یَسْـَٔلُوْنَ اَیَّانَ یَوْمُ الدِّیْنِ یہ سوال کرتے ہیں کب ہوگا بدلے کا دن۔ یہ جزا کا دن کب آئے گا؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ یُفْتَنُوْنَ جس دن وہ آگ کے کنارے کھڑے ہوں گے، آزمائے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی سچی عدالت میں کھڑے ہوں گے دوزخ نظر آرہی ہوگی اور انجام بھی نظر آرہا ہوگا۔ پھر اٹھا کر دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ اور کہا جائے گا ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ چکھو اپنے فتنے کا مزہ۔ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فتنے سے مراد شرک ہے۔ شرک سے بڑا کوئی فتنہ نہیں ہے۔ اور بعض فرماتے ہیں کہ فتنے سے مراد عام فتنے بھی ہیں۔ قتل ہو گیا بس ختم۔ اور فتنہ تو چلتا رہتا ہے اور فتنے باز لوگ ہر وقت فتنے میں ڈال کر رکھتے ہیں۔ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ یہ وہ چیز ہے۔ جس کے بارے میں تم جلدی کرتے تھے کہ کب آئے گا حساب کا دن۔ اب آگیا ہے اس کا مزہ چکھو۔

مومنین کی صفات:

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ بیشک پرہیزگار لوگ، کفر و شرک سے بچنے والے، گناہوں سے بچنے والے باغوں میں ہوں گے اور چشموں میں ہوں گے۔ باغ ایسے کہ جن کا پھل کبھی ختم نہیں ہوگا اور چشمے ایسے جو کبھی خشک نہیں ہوں گے۔ اٰخِذِیْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ لینے والے ہوں گے وہ نعمتیں جو دے گا ان کو ان کا رب۔ جن کا کوئی حساب نہیں ہوگا اور ان نعمتوں کا آج ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ یہ چیزیں ان کو اس لیے ملیں گی کہ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِیْنَ بے شک وہ اس سے پہلے نیکی کرنے والے تھے۔ پرہیزگاری کی زندگی بسر کی اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ صلہ دیا۔ اور ان کی یہ بھی صفت ہے۔ كَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ وہ رات کو بہت کم سوتے تھے۔ ان کی راتیں عبادت میں گزرتی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ایسے نہ ہو جاؤ۔ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ اور وہ سحری

کے وقت اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتے ہیں۔ احادیث میں آتا ہے کہ سحری کے وقت اللہ تعالیٰ کی توجہ آسمان دنیا کی طرف ہوجاتی ہے۔ اور یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نزول فرماتے ہیں آسمان دنیا پر جو اس کی شان کے لائق ہے اور آواز دیتا ہے هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَهٗ " ہے کوئی مجھ سے بخشش مانگنے والا کہ میں اس کو بخش دوں"۔ ہے کوئی مجھے پکارنے والا کہ میں اس کی دعا کو شرف قبولیت سے بخشوں جو مجھ سے سوال کرے میں اس کو پورا کروں، ہے مجھ سے کوئی رزق مانگنے والا کہ میں اس کو رزق دوں۔ تو سحری کا وقت قبولیت کا وقت ہے۔ اس وقت دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں، استغفار بھی قبول ہوتا ہے۔ تو یہ صفتیں بیان فرمائی پرہیزگاروں کی۔

وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿19﴾ وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ﴿20﴾

اور ان کے مالوں میں حق ہے سوال کرنے والوں کے لیے اور محروم کے لیے۔ اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین کرنے والوں

وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿21﴾ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿22﴾

کے لیے۔ اور تمہاری جانوں میں کیا پس تم دیکھتے نہیں۔ اور آسمانوں میں تمہارا رزق ہے اور وہ چیز جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے

ع ۱۸ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ﴿23﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ

پس قسم ہے آسمان اور زمین کے رب کی بیشک وہ قیامت البتہ حق ہے جیسے تم بیشک بولتے ہو۔ کیا آئی ہے آپ ﷺ کے

ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿24﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ ۚ

پاس ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کی بات جو عزت والے تھے۔ جس وقت وہ داخل ہوئے ان پر پس انہوں نے کہا سلام ابراہیم علیہ السلام

قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿25﴾ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ﴿26﴾ فَقَرَّبَهٗٓ

نے کہا سلام اجنبی لوگ معلوم ہوتے ہیں۔ پس مائل ہوئے اپنے گھر والوں کی طرف پس لائے بچھڑا موٹا تازہ۔ پس اس کو قریب

اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿27﴾ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۭ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۭ وَبَشَّرُوْهُ

کیا ان کے فرمایا کیا تم کھاتے نہیں۔ پس محسوس کیا ان سے کچھ خوف۔ کہنے لگے نہ کریں خوف اور خوش خبری سنائی انہوں نے

بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿28﴾ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ

ابراہیم علیہ السلام کو ایک علم والے لڑکے کی۔ پس سامنے آگئی بیوی ان کی آہستہ آہستہ بات کرتے ہوئے پس انہوں نے تھپڑ مارا اپنے

عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ﴿29﴾ قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿30﴾

چہرے پر اور کہنے لگیں بڑھیا ہے بانجھ۔ وہ فرشتے کہنے لگے اسی طرح ہوگا فرمایا ہے آپ کے رب نے بیشک وہ حکیم ہے جاننے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْمَحْرُوْمِ: محروم و بے کس، رِزْقُكُمْ: تمہارا رزق، سَمِيْنٍ: موٹا تازہ، فَقَرَّبَهٗ: (پس) اس نے قریب کیا اسے، بَشَّرُوْهُ: انہوں نے بشارت دی اسے، فَاَقْبَلَتِ: (پس) آئی، صَرَّةٍ: چیخ، فریاد، فَصَكَّتْ: پھر اس نے ہاتھ مارا۔

ربط:

سابقہ آیات سے روزِ محشر میں کامیاب ہونے والوں یعنی اہل ایمان کا تذکرہ کیا جارہا تھا۔ اب بھی ان ہی اہل ایمان کا بیان فرمایا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: اہل حق اور کامیاب لوگوں کی مزید صفات:

وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ اور ان کے مالوں میں حق ہے لِّلسَّآئِلِ مانگنے والے کے لیے وَالْمَحْرُوْمِ اور محروم کے لیے۔ سائل اسے کہتے ہیں کہ محتاج ہے اور خود سوال کرتا ہے کہ میں ضرورت مند ہوں میری مدد کرو۔

محروم وہ ہے جو حاجت مند ہے مگر باضمیر، خوددار ہے۔ عزت نفس کی خاطر کسی سے سوال نہیں کرتا۔ اسی لیے حکم ہے کہ اپنی زکوٰۃ، صدقات، خیرات نکالتے وقت اپنے عزیز رشتہ دار اور محلے والوں کا خیال رکھو۔ کیونکہ آدمی کو اپنے عزیز رشتہ داروں اور محلے داروں کا علم ہوتا ہے۔ ان کے حالات سے واقف ہوتا ہے۔

وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ اور زمین میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بے شمار نشانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی دلیلیں ہیں لِّلْمُوْقِنِيْنَ یقین کرنے والوں کے لیے۔ زمین میں باغات ہیں، میدان ہیں، درخت ہیں، عجیب عجیب شکلوں والے حیوان ہیں۔ انسانوں کے کئی قسم کے ماڈل اور نمونے ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

فرمایا دور جانے کی ضرورت نہیں ہے وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اور تمہاری جانوں میں نشانیاں ہیں۔ کیسے ایک حقیر قطرے سے اللہ تعالیٰ نے خوب صورت انسان بنایا کہ وہ قطرہ انسان کے بدن سے نکلے تو سارا بدن ناپاک ہوجاتا ہے مآء مھین اس حقیر اور گندے پانی سے انسان کا سارا جسم بنایا، ہاتھ بنائے، منہ بنایا، پاؤں بنائے، کان بنائے، سر بنایا، سمجھ دی، عقل دی اور تمہارے جسم میں کتنے کارخانے لگائے؟ اپنے وجود پر غور کرو اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں نظر آئیں گی اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ کیا پس تم دیکھتے نہیں کہ کیا تھے اور کہاں پہنچے ہو؟ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار کرنے والو اور قیامت کے منکرو! تمہیں اپنا وجود نظر نہیں آتا۔

وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ اور آسمانوں میں تمہارا رزق ہے وَمَا تُوْعَدُوْنَ اور وہ چیز بھی وہیں جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ آسمان سے بارش ہوتی ہے جس کے نتیجے میں اناج، پھل، سبزیاں وغیرہ پیدا ہوتی ہیں جو مخلوق کی خوراک بنتی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہر چیز کا حکم تو آسمان ہی سے آتا ہے تو تمہارے رزق کا مرکز تو آسمان ہے کہ ہر چیز کا فیصلہ اوپر ہی سے ہوتا ہے۔ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ پس قسم ہے آسمان کے رب کی وَالْاَرْضِ اور زمین کے رب کی اِنَّهٗ لَحَقٌّ بے شک وہ

قیامت البتہ حق ہے مِّثۡلَ مَاۤ اَنَّكُمۡ تَنۡطِقُوۡنَ جیسا کہ بے شک تم بولتے ہو۔ جیسا کہ تم کو اپنے بولنے میں کوئی شک نہیں ہوتا کہ ہم بول رہے ہیں یا نہیں بول رہے۔ اسی طرح سمجھو کہ قیامت کے آنے میں بھی کوئی شک نہیں ہے۔ قیامت یقینی ہے، حق ہے، آئے گی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتوں کا آنا:

هَلۡ اَتٰىكَ حَدِيۡثُ ضَيۡفِ اِبۡرٰهِيۡمَ الۡمُكۡرَمِيۡنَ کیا پہنچی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خبر ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کی جو عزت والے تھے۔ معزز مہمانوں کی خبر کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی ہے۔ تفسیروں میں اُن کی تعداد کے بارے میں تین کا بھی ذکر آتا ہے چھ، دس اور بارہ کا بھی ذکر آتا ہے۔ حقیقت میں یہ فرشتے تھے، حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت اسرافیل علیہ السلام، یہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس عمر رسیدہ لوگوں کی شکل میں آئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو اختیار دیا ہے جو شکل وہ چاہیں اختیار کر سکتے ہیں۔

جس وقت فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اس وقت ابراہیم علیہ السلام کی عمر مبارک ایک سو بیس سال تھی اور بیوی حضرت سارہ علیہا السلام کی عمر ننانوے سال تھی، ایک کم سو۔ اور اس وقت گھر میں بیوی کے سوا اور کوئی نہیں تھا اِذۡ دَخَلُوۡا عَلَيۡهِ جس وقت وہ فرشتے ابراہیم علیہ السلام پر داخل ہوئے فَقَالُوۡا سَلٰمًا پس انہوں نے سلام کہا قَالَ سَلٰمٌ ابراہیم علیہ السلام نے سلام کہا یعنی سلام کا جواب دیا۔ سلام کا جواب دینے کے بعد فرمایا قَوۡمٌ مُّنۡكَرُوۡنَ اجنبی لوگ معلوم ہوتے ہیں۔ میں آپ کی شناخت نہیں کر سکا میرا آپ سے تعارف نہیں ہے۔ ناواقف مہمان آئے تو آدمی پوچھتا ہے میرا آپ سے تعارف نہیں ہے آپ کہاں سے آئے ہیں اور کیسے آئے ہیں۔ مگر وہ مہمان بولے نہیں خاموش ہو گئے۔

ابراہیم علیہ السلام اٹھے فَرَاغَ اِلٰۤى اَهۡلِهٖ پس مائل ہوئے اپنے گھر والوں کی طرف۔ گھر جھونپڑی کی طرح تھا فَجَآءَ بِعِجۡلٍ سَمِيۡنٍ، سمین کا معنی ہے پلا ہوا، موٹا تازہ پس لائے بچھڑا موٹا تازہ۔ اور سورۃ ہود آیت نمبر ۶۹ میں ہے اَنۡ جَآءَ بِعِجۡلٍ حَنِيۡذٍ کہ لے آئے ایک تلا ہوا بچھڑا۔ فَقَرَّبَهٗۤ اِلَيۡهِمۡ پس اس کو قریب کیا۔ ان کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگ گئے کہ ہمارے ساتھ یہ کیا مذاق ہے ہم کوئی گوشت خور ہیں۔ وہ تو فرشتے تھے، فرشتے کھاتے پیتے نہیں ہیں۔ ان کی خوراک اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہنا پڑا قَالَ فرمایا اَلَا تَاۡكُلُوۡنَ کیا تم کھاتے نہیں۔ تم کھاتے کیوں نہیں؟ وہ پھر بھی خاموش رہے بولے نہیں۔

فَاَوۡجَسَ مِنۡهُمۡ خِيۡفَةً پس محسوس کیا ان سے کچھ خوف۔ ابراہیم علیہ السلام کے دل میں کھٹکا ہوا کہ یہ کھاتے نہیں کہیں میرے دشمن تو نہیں ہیں۔ قَالُوۡا لَا تَخَفۡ کہنے لگیں آپ خوف نہ کریں وَبَشَّرُوۡهُ بِغُلٰمٍ عَلِيۡمٍ اور انہوں نے خوش خبری سنائی ابراہیم علیہ السلام کو ایک علم والے لڑکے کی۔ سمجھ دار لڑکے کی خوش خبری سنائی۔ اور سورۃ ہود آیت نمبر ۷۱ میں ہے فَبَشَّرۡنٰهَا بِاِسۡحٰقَ وَمِنۡ وَّرَآءِ اِسۡحٰقَ يَعۡقُوۡبَ پس ہم نے خوش خبری دی ان کو اسحاق علیہ السلام کی اور اسحاق علیہ السلام کے بعد

یعقوب علیہ السلام کی۔ نام بھی خود تجویز فرمایا اور بتایا کہ تم بیٹا بھی دیکھو گے اور پوتا بھی دیکھو گے۔ بیوی پہلے پردے میں تھی کہ انسان ہیں۔ نزدیک کھڑی تھی کہ کسی چیز کی ضرورت ہوئی تو اشارہ کریں گے تو لا دوں گی۔ جس وقت علم ہوا کہ یہ فرشتے ہیں تو سامنے آگئیں کہ فرشتوں سے پردہ نہیں ہے فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِیْ صَرَّةٍ پس سامنے آگئی بیوی ان کی آہستہ آہستہ بولتے ہوئے فَصَكَّتْ وَجْهَهَا پس انہوں نے تھپڑ امارا اپنے چہرے پر۔ عورتوں کی عادت ہے عجیب بات پر تعجب کے اظہار کے لیے پیشانی پر ہاتھ مارتی ہیں وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ اور کہنے لگی بوڑھی بانجھ ہے یہ بچہ جنے گی۔ سورۃ ہود آیت نمبر ۷۲ میں ہے: کہنے لگی تعجب ہے میرے لیے ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِیْ شَيْخًا کیا میں بچہ جنوں گی اور میں بڑھیا ہوں۔ اور یہ میرے خاوند بھی بوڑھے ہیں۔ میری عمر ننانوے سال ہے اور ان کی ایک سو بیس سال۔ عادتاً اس عمر میں بچے نہیں ہوتے۔ جب فرشتوں کے سامنے یہ بات ہوئی قَالُوْا کہنے لگے كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ اسی طرح کیا ہے آپ کے رب نے۔ وہ بڑھاپے میں اولاد دے گا وہ قادر مطلق ہے اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ بے شک وہ حکمت والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ باقی قصہ آگے آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿31﴾ قَالُوْۤا اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿32﴾

فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے پس کیا مہم ہے تمہاری اے بھیجے ہوئے فرشتو۔ انہوں نے کہا بیشک ہم بھیجے گئے مجرم قوم کی طرف۔

لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ﴿33﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ﴿34﴾

تاکہ ہم پھینکیں ان پر پتھر گارے سے بنے ہوئے۔ نشان لگائے ہوئے آپ کے رب کے ہاں حد سے گزرنے والوں کے لیے

فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿35﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ

پس ہم نے نکالا جو تھے اس بستی میں مومنوں میں سے۔ پس نہیں پایا ہم نے اس بستی میں مسلمانوں کے ایک گھر کے

الْمُسْلِمِيْنَ ﴿36﴾ وَتَرَكْنَا فِيْهَاۤ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿37﴾ وَفِیْ مُوْسٰۤى اِذْ

علاوہ۔ اور چھوڑی ہم نے اس میں نشانی ان لوگوں کے لیے جو ڈرتے ہیں دردناک عذاب سے۔ اور موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں

اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿38﴾ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ

بھی نشانی ہے جس وقت بھیجا ہم نے ان کو فرعون کی طرف کھلی دلیل دے کر۔ پس اس نے اعراض کیا اپنی قوت کے ساتھ اور کہا

سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿39﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِی الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿40﴾ وَفِیْ عَادٍ اِذْ

یہ جادوگر ہے یا دیوانہ ہے۔ پس پکڑا ہم نے ان کو دریا میں اور وہ غمگین تھا۔ اور قوم عاد میں بھی نشانی ہے

اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ﴿41﴾ مَا تَذَرُ مِنْ شَیْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ

جس وقت بھیجی ہم نے ان پر ہوا جو نامبارک تھی۔ نہیں چھوڑتی تھی وہ کسی شے کو جس پر وہ چلتی تھی مگر کر دیتی تھی اس کو جیسے بوسیدہ

(۲۷) اتخذوا الساعۃ و انشق القمر (۲۷)

كَالرَّمِيمِ ﴿٤٢﴾ وَفِي ثَمُودَ إِذْ قِيلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوا حَتَّىٰ حِينٍ ﴿٤٣﴾ فَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ

ہڈی ہوتی ہے۔اور ثمود قوم میں بھی نشانی ہے جس وقت کہا گیا ان لوگوں سے فائدہ اٹھالو ایک مدت تک۔پس انہوں نے سرکشی

رَبِّهِمْ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ وَهُمْ يَنظُرُونَ ﴿٤٤﴾ فَمَا اسْتَطَاعُوا مِن قِيَامٍ

کی اپنے رب کے حکم کے سامنے پس پکڑا ان کو کڑک نے اور وہ دیکھ رہے تھے۔پس نہ طاقت رکھی انہوں نے کھڑے ہونے

وَمَا كَانُوا مُنتَصِرِينَ ﴿٤٥﴾ وَقَوْمَ نُوحٍ مِّن قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿٤٦﴾

کی اور نہ وہ بدلہ لینے والے تھے۔اور نوح علیہ السلام کی قوم میں نشانی ہے ہم نے ان کو تباہ کیا اس سے پہلے بیشک وہ نافرمان قوم تھی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

بِرُكْنِهٖ: اپنے ارکان سلطنت کے ساتھ، جَعَلَتْهُ: اسے کر دیا، بِأَيْدٍ: اپنی قدرت سے۔

ربط:

سابقہ آیات سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا جارہا تھا۔اب بھی اسی کا تسلسل ہے بعد ازاں مختلف نافرمان قوموں پر عذاب کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب:

قَالَ فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے فَمَا خَطْبُكُمْ پس کیا مہم ہے تمہاری أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ اے بھیجے ہوئے فرشتو! خوش خبری تو ایک فرشتہ بھی آ کر دے سکتا ہے یہ اچھی خاصی جماعت کس مقصد کے لیے آئی ہے، وہ مقصد اور کام کیا ہے؟ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ انہوں نے کہا، فرشتوں نے کہا بیشک ہم بھیجے گئے ہیں مجرم قوم کی طرف۔وہ مجرم قوم لوط علیہ السلام کی قوم تھی جو سدوم کے علاقے میں بستی تھی۔لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّن طِينٍ تاکہ ہم پھینکیں ہم ان پر پتھر گارے سے بنے ہوئے۔گارے کو پکا کر پتھر بنائے ہوئے تھے جیسے کمہار لوگ برتن پکاتے ہیں۔مُّسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ نشان لگائے ہوئے آپ کے رب کے ہاں لِلْمُسْرِفِينَ حد سے بڑھنے والوں کے لیے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والوں کے لیے۔ہر پتھر اس نافرمان پر پڑ کر اسے ہلاک کر دے گا جس پر جس کا نشان لگا ہوا ہوگا۔فَأَخْرَجْنَا مَن كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ پس ہم نے نکالا اس سدوم بستی میں سے جو مومن تھے۔حضرت لوط علیہ السلام، ان کی دو یا تین بیٹیاں اور چند ساتھی اور تھے۔فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ پس نہ پایا ہم نے اس بستی میں مسلمانوں کے ایک گھر کے علاوہ۔ایک بڑی حویلی تھی اس میں کمرے تھے۔ایک کمرے میں لوط علیہ السلام رہتے تھے اور باقی جو دس پندرہ مومن تھے وہ علیحدہ علیحدہ کمروں میں رہتے تھے۔گھر ایک ہی تھا۔تو فرمایا نہ پایا ہم نے اس بستی میں سوائے ایک گھر کے مسلمانوں کے۔

وَتَرَكْنَا فِيهَآ اٰيَةً اور چھوڑ دی ہم نے اس بستی میں نشانی لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ ان لوگوں کے لیے جو خوف کھاتے ہیں الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ دردناک عذاب سے۔ اس بستی کو جب الٹا کر کے پھینک دیا گیا تو وہاں کوئی شے عذاب سے نہ بچی۔ آج کل کے جغرافیے میں اس کا نام بحر مردار ہے، آب سیاہ۔ اس مٹی کی شکل ہی کچھ اور ہے۔

فرعون کو نافرمانی کی سزا:

وَفِيْ مُوْسٰى اور موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں بھی نشانی ہے اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ جب بھیجا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ کھلی سند اور دلیل دے کر۔ فرعون مصر کے بادشاہوں کا لقب ہوتا تھا۔ تو فرمایا بھیجا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کھلی سند دے کر۔ لاٹھی پھینکتے تھے اژدہا بن جاتی تھی، گریبان میں ہاتھ ڈال کر نکالتے تھے سورج کی طرح روشن ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ اور کئی نشانیاں تھیں۔

فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ پس فرعون نے اعراض کیا اپنی قوت کے ساتھ اپنی فوج کے ساتھ اور حق کی طرف پشت کر لی وَقَالَ اور فرعون کہنے لگا سٰحِرٌ یہ موسیٰ علیہ السلام جادوگر ہے اَوْ مَجْنُوْنٌ یا دیوانہ ہے، پاگل ہے (معاذ اللہ تعالیٰ) محض انکار ہی نہیں کیا بلکہ موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر اور دیوانہ بھی کہا۔ یہ یا جادوگر ہے یا پاگل ہے اس کی اطاعت نہ کرنا۔ کبھی موسیٰ علیہ السلام کو دھمکیاں دیتا کہ میں تجھے قید کر دوں گا، میں تجھے سنگسار کر دوں گا۔

فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ پس پکڑا ہم نے فرعون کو اور اس کے لشکروں کو جن پر اس کو گھمنڈ تھا فَنَبَذْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ پس پھینکا ہم نے ان کو دریا میں وَهُوَ مُلِيْمٌ اور وہ اس وقت ملامت کرنے والا تھا۔ اپنے آپ میں غمگین تھا۔ اس کے غرق ہونے کا منظر قرآن نے بیان کیا ہے۔ وہ بڑا عجیب منظر تھا۔ جس وقت وہ ڈوبنے لگا تو کہنے لگا اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (یونس:۹۰) ایمان لایا ہوں میں کہ بیشک نہیں کوئی معبود مگر وہی جس پر ایمان لائے ہیں بنی اسرائیل اور میں بھی فرماں برداروں میں سے ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیبی آواز آئی آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ اب تو ایمان لایا ہے اور تحقیق پہلے تم نافرمانی کرتے تھے۔

قوم عاد اور قوم ثمود، قوم نوح پر اللہ تعالیٰ کا عذاب:

وَفِيْ عَادٍ اور عاد قوم میں بھی اللہ کی قدرت کی نشانی ہے اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ جس وقت چھوڑی ہم نے ان پر ہوا جو نامبارک تھی۔ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ نہیں چھوڑتی تھی وہ کسی شے کو اَتَتْ عَلَيْهِ جس پر وہ آتی تھی اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ مگر کر دیتی تھی اس کو جیسے بوسیدہ ہڈی ہوتی ہے۔ مرنے کے بعد آدمی کی ہڈیاں کچھ عرصہ تک رہتی ہیں مگر اس ہوا کی تاثیر تھی جس پر سے گزری اٹھا کر پھینکا اور ہڈیاں ایسی کر دیں کہ ہاتھ لگاؤ تو ریزہ ریزہ ہو جائیں۔

وَفِيْ ثَمُوْدَ اور قوم ثمود کے واقعہ میں بھی نشانی ہے اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ جس وقت کہا گیا ان لوگوں سے فائدہ اٹھالو ایک مدت تک۔ اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ جب حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے اللہ سے مانگی ہوئی

نشانی اللہ کی اونٹنی کو مار ڈالا تو اس وقت حضرت صالح علیہ السلام نے قوم سے کہا تَمَتَّعُوْا فِیْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ فائدہ اٹھالو تم اپنے گھروں میں تین دن تک ذٰلِكَ وَعْدٌ غَیْرُ مَكْذُوْبٍ یہ ایسا وعدہ ہے جو جھوٹا نہیں ہوگا۔ کل اٹھو گے تمہارے چہرے زرد ہوں گے، پرسوں اٹھو گے تمہاری شکلیں اور ہوں گی، پھر اٹھو گے تمہارے چہرے سیاہ ہوں گے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر بھی کسی نے توبہ نہیں کی، کوئی ایمان نہیں لایا کیونکہ دلوں پر تالے لگے ہوئے تھے۔

فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ پس انہوں نے سرکشی کی اپنے رب کے حکم کے سامنے۔ اپنے رب کے احکام کی نافرمانی کی فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ پس پکڑا ان کو ایک کڑک نے۔ صاعقہ کا معنیٰ آواز بھی اور عذاب بھی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبرائیل علیہ السلام نے ایک ڈراونی آواز نکالی ساتھ ہی زلزلہ آ گیا وَهُمْ یَنْظُرُوْنَ اور وہ دیکھ رہے تھے ایک دوسرے کو۔

فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِیَامٍ پس وہ نہیں طاقت رکھتے تھے کھڑے ہونے کی۔ عذاب آیا ایک گرا پھر دوسرا گرا تیسرا گرا چوتھا گرا اُن میں، اٹھنے کی طاقت ہی نہ رہی وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِیْنَ اور نہ وہ بدلہ لینے والے تھے۔ انتقام بھی نہیں لے سکتے تھے۔ ان کا تو اپنا صفایا ہو گیا، انتقام کیا لیں گے۔ وَقَوْمَ نُوْحٍ اور نوح علیہ السلام کی قوم میں بھی نشانی ہے ہم نے ان کو تباہ کیا مِّنْ قَبْلُ ان قوموں سے پہلے اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ بے شک وہ نافرمان قوم تھی۔ ہم نے کسی پر ظلم نہیں کیا ہر ایک کو ان کے عملوں کا پھل ملا۔

وَالسَّمَآءَ بَنَیْنٰهَا بِاَیْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ﴿47﴾ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ

اور آسمان کو بنایا ہم نے ہاتھوں کے ساتھ اور بیشک البتہ ہم قدرت رکھنے والے ہیں۔ اور زمین کو بچھایا ہم نے پس ہم کیا ہی

الْمٰهِدُوْنَ ﴿48﴾ وَمِنْ كُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿49﴾ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؕ

خوب بچھانے والے ہیں۔ اور ہر چیز سے ہم نے پیدا کیے جوڑے جوڑے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ پس تم بھاگو اللہ تعالیٰ کی

اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿50﴾ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ؕ اِنِّیْ

طرف بیشک میں تمہارے لیے اس کی طرف ڈرانے والا ہوں کھول کر۔ اور نہ بناؤ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود بیشک میں

لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿51﴾ كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا

تمہارے لیے اس کی طرف سے ڈرانے والا ہوں کھول کر۔ اسی طرح نہیں آیا ان لوگوں کے پاس ان سے پہلے کوئی رسول مگر

قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿52﴾ اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿53﴾

انہوں نے کہا یہ جادوگر ہے یا دیوانہ ہے۔ کیا وہ ایک دوسرے کو وصیت کرتے ہیں اس بات کی بلکہ وہ قوم ہے سرکش۔

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿54﴾ وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اعراض کریں پس نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی ملامت۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نصیحت کریں پس بیشک

تَنۡفَعُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿55﴾ وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِيَعۡبُدُوۡنِ ﴿56﴾

نصیحت نفع دیتی ہے ایمان والوں کو۔ اور نہیں پیدا کیا میں نے جنوں کو اور انسانوں کو مگر اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں۔

مَاۤ اُرِيۡدُ مِنۡهُمۡ مِّنۡ رِّزۡقٍ وَّمَاۤ اُرِيۡدُ اَنۡ يُّطۡعِمُوۡنِ ﴿57﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الۡقُوَّةِ

میں نہیں ارادہ کرتا ان سے رزق کا اور میں نہیں ارادہ کرتا کہ وہ مجھے کھلائیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہی رزق دینے والا ہے مضبوط

الۡمَتِيۡنُ ﴿58﴾ فَاِنَّ لِلَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا ذَنُوۡبًا مِّثۡلَ ذَنُوۡبِ اَصۡحٰبِهِمۡ فَلَا يَسۡتَعۡجِلُوۡنِ ﴿59﴾

طاقت والا ہے۔ پس بیشک ان لوگوں کے لیے جنہوں نے ظلم کیا ڈول ہے جیسے ان کے ساتھیوں کا ڈول ہے پس وہ جلدی نہ

فَوَيۡلٌ لِّلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ يَّوۡمِهِمُ الَّذِيۡ يُوۡعَدُوۡنَ ﴿60﴾

کریں۔ پس ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جنہوں نے کفر کیا اس دن جس دن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَمُوۡسِعُوۡنَ: وسیع قدرت والے، فَرَشۡنٰهَا: ہم نے بچھایا اسے، اَلۡمٰهِدُوۡنَ: بچھانے والے، فَفِرُّوۡۤا: پس تم دوڑو، تَوَاصَوۡا: انہوں نے ایک دوسرے کو وصیت کی، طَاغُوۡنَ: سرکش، بِمَلُوۡمٍ: الزام دیا ہوا، لِيَعۡبُدُوۡنِ: تاکہ وہ میری عبادت کریں، يُطۡعِمُوۡنِ: وہ مجھے کھلائیں، اَلرَّزَّاقُ: رزق پہنچانے والا، ذَنُوۡبًا: باری، ڈول، حصہ، ذَنُوۡبِ: باری، اَصۡحٰبِهِمۡ: ان کے ساتھی، فَلَا يَسۡتَعۡجِلُوۡنِ: پس وہ مجھ سے جلدی طلب نہ کریں۔

ربط:

سابقہ آیات میں نافرمان قوموں کا تذکرہ فرمایا گیا۔ اب اللہ وحدہ لاشریک اپنی شان خالقیت کا بیان فرما رہے ہیں۔

تفسیری نکات: آسمان اور زمین اور ہر چیز کے جوڑے بنانے کا ذکر:

وَالسَّمَآءَ بَنَيۡنٰهَا اور آسمان کو ہم نے بنایا بِاَيۡىدٍ اپنے ہاتھوں کے ساتھ۔ اید کا معنی ہاتھ بھی ہے جو ہاتھ اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں کا ذکر ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيۡ بِيَدِهِ الۡمُلۡكُ بابرکت ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہے ملک۔ اور سورت مائدہ آیت نمبر ۶۴ میں ہے بَلۡ يَدٰهُ مَبۡسُوۡطَتٰنِ بلکہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ تو کشادہ ہیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھوں کا ذکر ہے۔ بس ہم یہ کہیں گے جو اس کی شان کے لائق ہیں ہم تشبیہ نہیں دے سکتے وَاِنَّا لَمُوۡسِعُوۡنَ اور بے شک ہم قدرت رکھنے والے ہیں بڑی وسیع۔ پھر یہ ایک آسمان ایسا نہیں بنایا اس کے علاوہ مزید چھ آسمان اس کے اوپر مزید ہیں۔ وَالۡاَرۡضَ فَرَشۡنٰهَا اور زمین کو بچھایا ہم نے فَنِعۡمَ الۡمٰهِدُوۡنَ پس کیا ہی خوب بچھانے والے ہیں ہم۔ زمین میں میدان ہیں، پہاڑ ہیں، ٹیلے

ہیں، دریا ہیں، کتنی مخلوق اس میں آباد ہے یہ سب کچھ تمہیں نظر آ رہا ہے اور اس بات کو تم تسلیم کرتے ہو کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور بنایا ہے۔ تو کیا وہ اس چھوٹی سی مخلوق انسان کو دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا۔

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ اور ہر چیز کو ہم نے پیدا کیا جوڑے جوڑے۔ ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے جوڑا جوڑا بنایا ہے۔ انسان میں بھی نر مادہ ہیں، جنات میں بھی نر مادہ ہیں، حیوانات میں بھی نر مادہ ہیں حتی کہ نباتات میں بھی نر مادہ ہیں۔ اور جوڑے جوڑے کا یہ بھی مطلب ہے کہ رات کے مقابلے میں دن بنایا، سیاہ کے مقابلے میں سفید بنایا، آسمان کو بلند بنایا، زمین کو پست بنایا، میٹھی چیزیں بنائیں، کڑوی چیزیں بنائیں۔ جس ذات نے یہ اضداد چیزیں بنائی ہیں وہ تمہیں دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی:

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ تاکہ تم نصیحت حاصل کرو کہ جس ذات نے یہ سب کچھ پیدا کیا ہے وہ ربّ اس بات پر مکمل طور پر قادر ہے کہ تمہیں دوبارہ بنائے۔ لہٰذا شک وشبہ میں نہ پڑھو فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ پس بھاگو تم اللہ تعالیٰ کی طرف کہ اس کے احکام مانو۔ اس نے جو کچھ فرمایا ہے وہ حق ہے سچ ہے اس پر تم نے چلنا ہے اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ بے شک میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈرانے والا ہوں۔

وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۭ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ اے انسانو! تم اللہ کے ساتھ دوسرے معبودان باطلہ نہ بناؤ بے شک میں تمہارے لیے اُس اللہ واحد معبود کی طرف سے بھیجا گیا ہوں کہ تمہیں اُس کے عذاب اور ناراضگی سے واضح طور پر ڈراؤں كَذٰلِكَ اسی طرح جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہا گیا ہے مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ نہیں آیا ان لوگوں کے پاس ان سے پہلے کوئی رسول۔ پہلی قوموں کے پاس جو بھی رسول آیا اِلَّا قَالُوْا مگر انہوں نے کہا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ یہ جادوگر ہے یا دیوانہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی کہ اگر یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جادوگر کہتے ہیں جھوٹا کہتے ہیں تو پریشان اور غمگین نہ ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جتنے پیغمبر علیہم السلام بھی تشریف لائے ہیں کافروں نے ان کو جادوگر بھی کہا ہے اور دیوانہ بھی کہا ہے۔

اَتَوَاصَوْا بِهٖ کیا وہ ایک دوسرے کو وصیت کرتے ہیں اس بات کی۔ کیا پہلوں نے پچھلوں کو وصیت کی ہے کہ جب کوئی پیغمبر آئے تو اس کو جادوگر کہنا، دیوانہ کہنا۔ فرمایا یہ وصیت نہیں کی بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ بلکہ وہ قوم ہے سرکش۔ جو سرکشی پہلی قوموں کے مزاج میں تھی وہی سرکشی ان مکہ والوں کے مزاج میں بھی ہے فَتَوَلَّ عَنْهُمْ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے اعراض کریں ان کو اس طرح کا جواب نہ دیں۔ کیونکہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی جواب میں ان کو جادوگر، دیوانہ کہیں گے تو فرق نہیں رہے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی باتوں سے اعراض کریں۔

فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ پس نہیں ہے آپ ﷺ پر کوئی ملامت۔ آپ ﷺ اس بات کے ذمہ دار نہیں ہیں کہ یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لائے۔ آپ ﷺ اپنا کام کیے جائیں اور ان کی فضول حرکتوں کی پروانہ کریں وَّذَكِّرْ اور آپ ﷺ نصیحت کریں ان کو سمجھاتے رہیں فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ پس بے شک نصیحت نفع دیتی ہے ایمان والوں کو۔ جن کے دلوں میں خیر اور طلب ہے یقیناً اچھی باتیں ان کو فائدہ دیتی ہیں اور جن کے دل اوندھے اور الٹے ہوتے ہیں ان کو کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔

جنوں اور انسانوں کو پیدا کرنے کا مقصد:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ اور نہیں پیدا کیا میں نے جنوں اور انسانوں کو مگر اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں۔

تفسیر روح المعانی اور تفسیر کبیر میں اور بھی تفسیروں میں یہاں لمبی چوڑی بحث ہے۔ میں نہایت مختصر سی بات بخاری شریف کے حوالے سے عرض کرتا ہوں پہلے اشکال سمجھیں پھر جواب سمجھیں۔ اس آیت سے معتزلہ نے استدلال کیا کہ "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ" اور نہیں پیدا کیا میں نے جنوں اور انسانوں کو مگر تا کہ وہ میری عبادت کریں بخاری میں لیعبدون کا معنی لیوحدون کیا ہے تا کہ وہ میری توحید کا اقرار کریں۔

تو کہتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ عبادت سے متعلق تھا جو خیر ہی خیر ہے شر جو کرتے ہیں اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ارادہ متعلق نہیں ہوتا۔ تو لام کو غرض کے لیے قرار دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی غرض مخلوق کو پیدا کرنے سے عبادت تھی تو اب شر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ارادہ وابستہ نہیں ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے دو جواب کتاب التفسیر میں اس سورۃ ذاریات کی تفسیر میں دیئے ہیں۔

(اوّل) فرماتے ہیں کہ لفظ جن اور انس اگرچہ عام ہے مراد اس سے خاص ہے یعنی اہل السعادتین یعنی جنوں میں جو سعادت والے ہیں اور اسی طرح انسانوں میں جو سعادت والے ہیں ہم نے ان کو عبادت کے لیے پیدا کیا تو لفظ عام ہے مراد اس سے خاص ہے۔

(دوم) دوسرا جواب امام بخاری رحمہ اللہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ لام غرض کے لیے نہیں لام استعداد کے لیے ہے جیسے خلقت البقرة للزرع بیل کو پیدا کیا گیا ہے کہ اس میں استعداد ہے کھیتی کی۔

تو یہاں لام استعداد کے لیے ہے کہ ہم نے جنوں اور انسانوں کو پیدا کیا اس لیے کہ ان میں عبادت کی استعداد تھی۔

مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ میں نہیں ارادہ کرتا ان سے رزق کا۔ میں ان سے اپنے لیے رزق کا مطالبہ نہیں کرتا۔ ساری مخلوق کے رزق کا ذمہ تو اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا [ہود:٦] "اور نہیں ہے کوئی چلنے پھرنے والا جانور زمین میں مگر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے اس کی روزی۔" تو اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں میں

نہیں ارادہ کرتا ان سے روزی کا وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ اور میں نہیں ارادہ کرتا کہ وہ مجھے کھلائیں۔ میں ان سب چیزوں سے پاک ہوں۔ میں نہ کھاتا ہوں نہ پیتا ہوں بلکہ سب کو کھلاتا پلاتا ہوں اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ بے شک اللہ تعالیٰ ہی رزق دینے والا ہے ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ مضبوط اور ٹھوس طاقت والا ہے۔ رزق کے لیے مارے مارے نہ پھرو۔ بے شک کمانے کا حق ہے مگر اس طریقے سے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت چھوڑ دو۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ذُنُوب کا کیا مطلب ہے:

فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا ایک لفظ ہے ذُنُوب، ذال کے ضمہ کے ساتھ، یہ جمع ہے ذَنْبٌ کی۔ اور ذَنْبٌ کا معنٰی ہے گناہ۔ اور ذُنُوب کے معنٰی ہوں گے بہت سارے گناہ۔ اور ایک لفظ ہے ذَنُوب، ذال کے فتح کے ساتھ۔ اس کا معنٰی ہے ڈول، جو کنوئیں میں ڈال کر پانی نکالتے ہیں۔ وہ ڈول اگر پانی سے بھرا ہوا نہ ہو خالی ہو تو پانی کے اوپر ہی تیرتا ہے اور اگر بھرا ہوا ہو تو وہ ڈوب جاتا ہے۔ معنٰی ہوگا بے شک ان لوگوں کے لیے جنھوں نے ظلم کیا ڈول ہے۔ مراد ہے کہ وہ بھرے ہوئے ڈول کی مانند ہیں کہ گناہوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ تو اب وہ ڈوبیں گے مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ جیسے ان کے ساتھیوں کا ڈول ہے۔ جیسے پہلے لوگوں کے ڈول گناہوں سے بھرے ہوئے تھے اس لیے وہ ڈوب گئے۔ اور ذَنُوب کا معنٰی حصہ بھی ہے۔ تو پھر معنٰی ہوگا ان ظالموں کے لیے ربّ تعالیٰ کی گرفت کا حصہ ہے جیسے پہلے لوگوں کے لیے حصہ تھا فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ پس وہ جلدی نہ کریں۔ جلدی سے نہیں مانگنا چاہیے۔ اس دن ظالموں کے لیے کوئی خبر نہیں ہوگی۔ کیوں جلدی کرتے ہیں؟ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا پس ہلاکت ہے، تباہی ہے، خرابی ہے ان لوگوں کے لیے جو کافر ہیں۔ مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ اس دن جس دن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ دنیا میں تو تھوڑی بہت سزا اور تنبیہ ہوتی ہے اصل تباہی وعدے والے دن یعنی قیامت والے دن ہے۔

سُوْرَةُ الطُّوْرِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ الطور مکی سورۃ ہے اس کی انچاس (۴۹) آیات ہیں اور دو (۲) رکوع ہیں۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس کا باون (۵۲) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس کا چھہتر (۷۶) نمبر ہے یعنی اس سے قبل پچھتر (۷۵) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ چونکہ اس کی پہلی آیت میں ہی طور پہاڑ کا ذکر ہے اس لیے یہ سورت اسی نام سے منسوب ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالطُّوْرِ ۝1 وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝2 فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝3 وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ۝4 وَالسَّقْفِ

قسم ہے طور کی۔ قسم ہے لکھی ہوئی کتاب کی۔ کشادہ کاغذ میں۔ قسم ہے آباد گھر کی۔ قسم ہے بلند چھت کی۔

الْمَرْفُوْعِ ۝5 وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۝6 اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝7 مَّا لَهٗ مِنْ

قسم ہے سمندر کی جو پانی سے بھرا ہوا ہے۔ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب کا عذاب واقع ہونے والا ہے۔ نہیں ہے اس عذاب کو

دَافِعٍ ۝8 يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۝9 وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۝10 فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

کوئی ٹالنے والا۔ جس دن حرکت کرے گا آسمان حرکت کرنا۔ اور چلیں گے پہاڑ چلنا۔ پس ہلاکت ہے اس دن جھٹلانے والوں

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝11 الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ۝12 يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۝13

کے لیے۔ وہ ہیں جو دنیاوی باتوں میں کھیل رہے ہیں۔ جس دن ان کو دھکیلا جائے گا جہنم کی آگ کی طرف دھکیلا جانا۔

هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝14 اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ۝15

یہ آگ ہے وہ جس کو تم جھٹلاتے تھے۔ کیا پس یہ جادو ہے یا تم نہیں دیکھتے۔ داخل ہو جاؤ اس میں پس تم صبر کرو یا

اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝16

صبر نہ کرو برابر ہے تم پر۔ پختہ بات ہے تم کو بدلہ دیا جائے گا اس چیز کا جو تم عمل کرتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

رَقٍّ: ورق، مَنْشُوْرٍ: کھلا ہوا، الْمَعْمُوْرِ: آباد، الْمَرْفُوْعِ: بلند، الْمَسْجُوْرِ: بھرا ہوا، دَافِعٍ: ٹالنے والا،

تَمُوْرُ: تھرتھرائے گا، مَوْرًا: تھرتھرانا، تَسِيْرُ: چلیں گے، سَيْرًا: چلنا، خَوْضٍ: جھگڑا کرنا، يُدَعُّوْنَ: دھکے دے کر لائے جائیں گے۔

ربط:

سابقہ سورۃ ذاریات کی آخری آیت تھی مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ یعنی اس دن جس دن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے یعنی یوم حساب کا اور اب اس سورۃ الطور کے آغاز میں بھی قیامت کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: قیامت کے چشم کشا احوال:

وَالطُّوْرِ، واو قسمیہ ہے۔ قسم ہے طور کی۔ طور بھی کہتے ہیں اور طور سینین بھی کہتے ہیں وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ اور طور سینا بھی کہتے ہیں۔ سورۃ مومنون آیت نمبر ۲۰ پارہ ۱۸ میں طور سینا کا لفظ آیا ہے۔ یہ وہ مبارک پہاڑ ہے جس پر کئی مرتبہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام فرمایا۔ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ اور قسم ہے لکھی ہوئی کتاب کی۔

کتاب مسطور سے کیا مراد ہے؟:

تفسیر خازن، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر بیضاوی اور دیگر تفسیروں میں ملے گا کہ اس (كِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ) سے درج ذیل کتاب مراد ہو سکتی ہیں:

[۱]...... تورات مراد کیونکہ طور کی مناسبت سے اس کا ذکر ہے۔

[۲]...... کتاب سے مراد ہے کتب سماویہ میں سے ہر کتاب ہے۔

[۳]...... کتاب سے مراد قرآن حکیم ہے۔

[۴]...... کتاب سے مراد ہے ہر آدمی کا نامہ اعمال ”اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا“

[۵]...... کتاب مسطور سے مراد لوحِ محفوظ ہے جس میں جب سے دنیا بنی ہے اس وقت سے لے کر دنیا کے فنا ہونے تک ہر آدمی کا اور ہر شے کا ریکارڈ موجود ہے۔ تو یہ سب تفاسیر حق ہیں۔

فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ کشادہ ورق میں۔ رق کا لفظی معنی ہے باریک چمڑا۔ پہلے سادہ زمانہ ہوتا تھا اس وقت یہ کاغذ عموماً دستیاب نہیں تھا۔ کبھی ایران اور تبوک سے آتا تھا مگر بہت مہنگا ملتا تھا۔ لوگوں نے جو بات لکھنی ہوتی تھی چوڑے پتوں پر لکھ لیتے تھے یا چمڑے پر لکھ لیتے تھے۔ اب اس کا لازمی معنی کرتے ہیں کشادہ ورق۔ یہ قرینہ ہے کہ اس سے مراد لوح محفوظ ہے کہ وہ ایک لمبی چوڑی تختی ہے جس پر سب کچھ لکھا ہوا ہے۔

وَالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ قسم ہے آباد گھر کی۔ بیت المعمور فرشتوں کا کعبہ ہے جو ساتویں آسمان پر کعبۃ اللہ کے عین اوپر ہے۔ حدیث میں آتا ہے بخاری شریف کی روایت ہے جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے روزانہ ستر ہزار فرشتے اس کے گرد طواف کرتے ہیں اور جو فرشتہ ایک دفعہ طواف کر لیتا ہے قیامت تک اس کی دوبارہ باری نہیں آتی۔

وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ قسم ہے بلند چھت کی۔ مراد آسمان ہے جو ہم سے لاکھوں میل دور ہے۔ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ قسم ہے سمندر کی جو پانی سے بھرا ہوا ہے۔ اور ایک ترجمہ یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اور قسم ہے سمندر کی جو آگ میں جلایا ہوا ہے یہ قیامت کے قریب ہوگا کہ سمندروں میں آگ لگ جائے گی۔

قیامت کا ہولناک منظر:

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کا عذاب ضرور واقع ہونے والا ہے۔ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ نہیں ہے کوئی اس کو ہٹانے والا۔ عذاب اللہ تعالیٰ چاہے دنیا میں بھیجے، چاہے برزخ، قبر میں یا میدان حشر کی سزا ہو یا دوزخ کا عذاب ہو اس کو کوئی ہٹا نہیں سکتا۔ يَّوْمَ اس دن واقع ہوگا تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا جس دن حرکت کرے گا آسمان حرکت کرنا۔

وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا اور چلیں گے پہاڑ چلنا۔ آج آدمی ان پہاڑوں کی مضبوطی اور بلندی دیکھ کر حیران ہوتا ہے۔ تو یہ مضبوط پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اڑیں گے۔ ریزہ ریزہ ہو کر پتنگوں کی طرح اڑیں گے۔ تو فرمایا چلیں گے پہاڑ چلنا۔ فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ پس ہلاکت ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔ جو ثواب و عقاب کو جھٹلاتے ہیں، جنت و دوزخ کو جھٹلاتے ہیں توحید کو جھٹلاتے ہیں۔ الَّذِيْنَ وہ ہیں هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ جو دنیاوی باتوں میں کھیل رہے ہیں۔ نمازیں جاتی ہیں تو جائیں ٹی، وی دیکھ رہے ہیں نماز کی پرواہ ہی نہیں ہے۔ دنیا تو ویسے ہی کھیل تماشا ہے ہم نے اس کو تماشا در تماشا بنا دیا ہے۔ معلوم ہو جائے گا يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا جس دن ان کو دھکیلا جائے جہنم کی آگ کی طرف دھکیلا جانا۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے مجرموں کو جن کے ہاتھوں میں ہتھ کڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئی ہوں گی دھکے مار کر دوزخ کے قریب لے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہیں گے هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ یہ ہے وہ آگ ہے جس کو تم جھٹلاتے تھے دنیا میں۔ کہتے تھے قیامت کچھ نہیں ہے عذاب برزخ عذاب جہنم پل صراط۔ مر کر دوبارہ زندہ ہونا یہ سب کوئی نہیں اَفَسِحْرٌ هٰذَآ کیا پس یہ جادو ہے اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ یا تم دیکھتے نہیں۔ یہ آگ تم کو نظر نہیں آ رہی۔ کون وہاں انکار کرے گا؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کی زبانی حکم ہوگا۔ اِصْلَوْهَا اے مجرمو! داخل ہو جاؤ اس آگ میں فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا صبر کرو یا صبر نہ کرو دوزخ کے جھیلنے پر، برداشت کرنے پر صبر کرو یا نہ کرو چھٹکارا کوئی نہیں۔ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ تمہارے اوپر برابر ہیں دونوں حالتیں۔ یہ کارروائی تمہارے ساتھ کیوں ہو رہی ہے اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ پختہ بات ہے تم کو بدلہ دیا جائے گا اس چیز کا جو تم کرتے تھے۔ ہماری طرف سے کوئی زیادتی نہیں ہے۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ﴿17﴾ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ

بیشک پرہیزگار باغوں میں ہوں گے اور نعمتوں میں ہوں گے۔ مزے کر رہے ہوں گے ان نعمتوں پر جو دی ان کو ان کے رب

وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿18﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا

نے اور بچایا ان کو ان کے رب نے آگ کے شعلوں کے عذاب سے۔(ان سے کہا جائے گا) کھاؤ اور پیو مزے دار بہ سبب

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿19﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ

اس کے جو تم عمل کرتے تھے۔ ٹیک لگائے ہوں گے کرسیوں پر جو صف بہ صف بچھی ہوں گی اور ہم ملا دیں گے ان کو موٹی

بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿20﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ

آنکھوں والی حوروں کے ساتھ۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کی پیروی کی ان کی اولاد نے ایمان میں ہم ملا دیں گے

ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ

ان کے ساتھ ان کی اولاد کو، اور ہم نہیں کمی کریں گے ان کے لیے ان کے عمل سے کچھ بھی، ہر آدمی جو اس نے کمایا ہے گروی

رَهِيْنٌ ﴿21﴾ وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿22﴾ يَتَنَازَعُوْنَ

رکھا ہوا ہے۔ اور ہم ان کو مدد دیں گے پھلوں کے ساتھ اور گوشت کے ساتھ اس میں سے جو وہ چاہیں گے۔ وہ دل لگی کر رہے ہوں

فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ﴿23﴾ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ

گے ان جنتوں میں، پیالے ہوں گے نہ بے ہودگی ہوگی اس میں اور نہ کوئی گناہ۔ اور پھریں گے ان کے سامنے بچے ان کیلئے

غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿24﴾ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿25﴾

گویا کہ وہ موتی ہیں پردے میں چھپے ہوئے۔ اور متوجہ ہوں گے ان میں سے بعض بعض کی طرف ایک دوسرے سے پوچھیں گے

قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ﴿26﴾ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا

کہیں گے بیشک ہم تھے اس سے پہلے اپنے اہل خانہ میں ڈرنے والے۔ پس احسان کیا اللہ تعالیٰ نے ہمارے اوپر اور بچایا ہمیں

عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿27﴾ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ﴿28﴾ ع

لو کے عذاب سے۔ بیشک ہم اس سے پہلے اسی کو پکارتے تھے، بیشک وہ اچھا سلوک کرنے والا ہے بے حد مہربان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

دَعًّا: دھکے دینا، مَصْفُوْفَةٍ: برابر بچھے ہوئے، وَاتَّبَعَتْهُمْ: (اور) ان کی پیروی کی، بِاِيْمَانٍ: ایمان لانے میں، مَآ اَلَتْنٰهُمْ: ہم نے کمی نہیں کی ان سے، رَهِيْنٌ: محبوس، رہن، اَمْدَدْنٰهُمْ: ہم زیادہ کر کے دیتے رہیں گے انہیں، كَاْسًا: جام شراب، تَاْثِيْمٌ: بے ہودہ بات، يَطُوْفُ: آئیں گے، غِلْمَانٌ: لڑکے، لُؤْلُؤٌ: موتی، وَقٰىنَا: ہمیں بچا لیا،

نَدْعُوْهُ: ہم دعائیں مانگتے تھے اس سے، اَلْبَرُّ: بڑا محسن۔

ربط:

سورۃ کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے کوہ طور، لوح محفوظ، بیت معمور، آسمان اور سمندر کی قسمیں کھا کر قیامت کے احوال کا بیان اور نافرمانوں کو دی جانے والی سزاؤں کا تذکرہ فرمایا۔ اب ایمان والوں کو یوم حساب جن انعامات سے نوازا جائے گا اس کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: مؤمنین پر کیے جانے والے انعامات کا تذکرہ:

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ بے شک پرہیزگار باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے فٰكِهِيْنَ مزے اڑا رہے ہوں گے بِمَآ بہ سبب ان نعمتوں کے اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ جو دی ان کو ان کے رب نے۔

وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ، جحیم کا معنی شعلہ مارنے والی آگ۔ معنی ہوگا اور بچایا ان کو ان کے رب نے شعلے مارنے والی آگ کے عذاب سے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو کہا جائے گا كُلُوْا وَاشْرَبُوْا کھاؤ اور پیو هَنِيْٓـًٔا مزے دار بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ بہ سبب اس کے جو تم عمل کرتے تھے۔ تمہارے اعمال اچھے تھے اللہ تعالیٰ نے تمہیں اچھا بدلہ دیا مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ، سُرُرٍ سَرِيْرٌ کی جمع ہے۔ سریر کا معنی ہے۔ کرسی۔ ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے کرسیوں پر جو صف بہ صف بچھی ہوئی ہوں گی۔ جنت میں کوئی آگے پیچھے نہیں ہوگا۔ جنت بڑی وسیع ہے۔ ایسے انداز میں سب بیٹھے ہوں گے کہ سب ایک دوسرے کے سامنے ہوں گے وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ اور ملا دیں گے ہم ان کو موٹی موٹی آنکھوں والی حوروں کے ساتھ۔ کسی بھی جنتی کو کم از کم دو حوریں ملیں گی۔ مرتبے اور مقام کے اعتبار سے زیادہ تعداد بھی حوروں کی ہو سکتی ہے۔ بعض کے لیے بہتر (۷۲) حوروں کا بھی ذکر آتا ہے۔ اس کے علاوہ دنیا کی بیویاں بھی ساتھ ہوں گی۔

نیک آدمی کی اولاد کو بھی اس کے ساتھ ملا دیا جائے گا:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور وہ لوگ جو ایمان لائے وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اور ان کی پیروی کی ان کی اولاد نے ایمان میں اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ ہم ملا دیں گے ان کے ساتھ ان کی اولاد کو وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ اور ہم کمی نہیں کریں گے ان کے لیے ان کے اعمال میں سے کچھ بھی۔

یعنی اگر کوئی نیک آدمی اپنے اعمال صالحہ کی وجہ سے اونچے درجہ پر ہوگا تو اس کی اولاد جو کہ اس کے مرتبے اور مقام کی نہ ہوگی وہ بھی اس نیک آدمی کے اعمال صالحہ کی بدولت اس نیک آدمی کے ساتھ ملا دی جائے گی۔

كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ہر آدمی اپنی کمائی میں رہن رکھا ہوا ہے، پھنسا ہوا ہے۔ جس نے جو کمایا ہے اس کا

بدلہ اس کو ملے گا۔ رہن کا معنی گروی ہے اِنْ كَانَ خَيْرًا فَخَيْرٌ وَاِنْ كَانَ شَرًّا فَشَرٌّ " اگر نیک عمل کیا ہے تو اچھا بدلہ ملے گا اور اگر برا عمل کیا ہے تو برا بدلہ ملے گا"۔ بعض ایسے برے اعمال ہیں جن کو ہم برا عمل ہی نہیں سمجھتے۔ مثلاً مسجد سے نکلتے ہوئے سیڑھیوں میں تھوکنا، پھل کھا کر چھلکا راستے میں پھینک دینا۔ گھروں میں کوڑا کرکٹ کا پڑا رہنا، صفائی نہ کرنا، راستے پر بلغم تھوک دینا، یہ تمام گناہ کے کام ہیں۔

اسلام بڑا پاکیزہ اور صاف ستھرا مذہب ہے اور صفائی کو پسند کرتا ہے۔ وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ اور ہم ان کو مدد دیں گے پھلوں کے ساتھ وَّلَحْمٍ اور گوشت کے ساتھ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ جس قسم کا وہ چاہیں گے۔ جنتی جس طرح کا پھل میوہ چاہیں گے وہ ان کو ملے گا يَتَنَازَعُوْنَ اس کا لفظی معنی تو ہے ایک دوسرے سے چھینا۔ مگر یہاں مراد ہے دل لگی کرنا۔ وہ دل لگی کر رہے ہوں گے فِيْهَا جنت میں، كَاْسًا پیالے میں، لَّا لَغْوٌ فِيْهَا اسمیں بے ہودگی بھی نہیں ہوگی وَلَا تَاْثِيْمٌ اور گناہ بھی نہیں ہوگا۔ جنتی لوگ آپس میں دل لگی کریں گے اس طرح کہ مثلاً ایک پانی پینے کے لیے پیالہ ہاتھ میں لے گا۔ دوسرا اس سے لے لے گا۔ اسمیں کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہوگا مذاق اور دل لگی ہوگی۔ دل ایسے صاف ہوں گے جیسے شیشہ ہوتا ہے کسی کے دل میں کسی کے خلاف کوئی جذبہ نہیں ہوگا۔

وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ اور پھریں گے ان پر سامنے ان کے لیے بچے كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ گویا کہ وہ موتی ہیں پردوں میں چھپے ہوئے۔ موتی خود صاف ہوتا ہے اور پردے میں چھپا ہوا ہو تو اور صاف ہوتا ہے اس پر مکھی کا اثر نہیں ہوتا، گرد وغبار نہیں پڑتا۔ یہ اپنے بچے بھی ہو سکتے ہیں جو چھوٹی عمر میں فوت ہو گئے تھے۔ اور خاص جنت کی مخلوق بھی ہو سکتی ہے جیسے حوریں خالصتاً جنت کی مخلوق ہیں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کافروں کے وہ بچے جو نابالغ فوت ہوئے ہیں وہ جنتیوں کی خدمت کریں گے۔

جنتی اپنی دنیا کی زندگی کو یاد کریں گے:

وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اور متوجہ ہوں گے ان کے بعض بعض کی طرف يَّتَسَآءَلُوْنَ ایک دوسرے سے سوال کریں قَالُوْٓا کہیں گے اِنَّا كُنَّا بے شک تھے ہم قَبْلُ اس سے پہلے فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ اپنے اہل میں ڈرنے والے۔ خوف زدہ تھے کہ اللہ جانے مرنے کے بعد ہمارے ساتھ کیا ہوگا، قبر میں کیا ہوگا، میدان حشر میں کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہوں گے تو کیا بنے گا؟ ہم بہت خوف زدہ تھے پس ہوا کیا۔ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا پس اللہ تعالیٰ نے ہمارے اوپر احسان کیا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ، سموم ایسی گرم ہوا کو کہتے ہیں جو مسامات میں داخل ہو جائے۔ تو معنی ہوگا اس لو کے عذاب سے بچایا جو مسامات میں داخل ہونے والی ہے۔

اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ بے شک ہم تھے اس سے پہلے دنیا میں نَدْعُوْهُ اسی کو پکارتے۔ ہم کہتے تھے اللہ تعالیٰ ہی ہمارا حاجت روا اور مشکل کشا ہے، فریاد رس ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہمارا دست گیر ہے ہم اسی کو پکارتے تھے اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ بے شک

وہ نیک سلوک کرنے والا ہے۔ بَرّ زبر کے ساتھ ہوتو اس کا معنی ہے نیک سلوک کرنے والا اور بِرّ زیر کے ساتھ ہوتو اس کا معنی ہے نیکی الرَّحِيْمُ وہ بے حد مہربان ہے۔

فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ﴿29﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ

پس آپ ﷺ نصیحت کریں پس نہیں آپ ﷺ اپنے رب کے فضل سے فال نکالنے والے اور نہ دیوانے۔ کیا یہ لوگ کہتے

شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ﴿30﴾ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ

ہیں یہ شاعر ہیں، ہم انتظار کرتے ہیں ان کے بارے میں زمانے کی گردش کا۔ آپ ﷺ کہہ دیں تم انتظار کرو پس بیشک میں

مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ﴿31﴾ اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿32﴾

بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔ کیا حکم کرتی ہیں ان کو ان کی عقلیں ایسی باتوں کا یا وہ قوم سرکشی کرنے

اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿33﴾ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا

والی ہے۔ کیا وہ کہتے ہیں یہ نبی ﷺ قرآن کو گھڑ لائے ہیں بلکہ وہ ایمان نہیں لاتے۔ پس چاہیے کہ لائیں وہ کوئی بات اس

صٰدِقِيْنَ ﴿34﴾ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿35﴾ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ

جیسی اگر ہیں وہ سچے۔ کیا یہ پیدا کیے گئے بغیر کسی چیز کے یا وہ خود پیدا کرنے والے ہیں۔ یا انہوں نے پیدا کیا آسمانوں کو

وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ﴿36﴾ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ ﴿37﴾

اور زمین کو بلکہ وہ یقین نہیں رکھتے۔ کیا ان کے پاس ہیں آپ ﷺ کے رب کے خزانے یا وہ داروغے لگے ہوئے ہیں۔

اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ ۚ فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿38﴾ اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ

یا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر سنتے ہیں پس چاہیے کہ لائے ان کا سننے والا کوئی کھلی دلیل۔ کیا اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں ہیں

وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ ﴿39﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿40﴾

اور تمہارے لیے بیٹے ہیں۔ کیا آپ ﷺ ان سے سوال کرتے ہیں کسی معاوضے کا پس وہ اس تاوان کی وجہ سے بوجھ کے نیچے ڈالے ہوئے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْمَنُوْنِ: موت، اَلْمُتَرَبِّصِيْنَ: انتظار کرنے والے، تَاْمُرُهُمْ: انہیں حکم کرتی ہیں، اَحْلَامُهُمْ: ان کی عقلیں، تَقَوَّلَهٗ: اسے اس نے گھڑ لیا ہے، خُلِقُوْا: پیدا کیے گئے، اَلْخَالِقُوْنَ: پیدا کرنے والے، اَلْمُصَيْطِرُوْنَ: حاکم/نگران، سُلَّمٌ: سیڑھی، مُسْتَمِعُهُمْ: ان کو سننے والا، مَغْرَمٍ: تاوان، مُثْقَلُوْنَ: بوجھ کے نیچے آنا۔

ربط:

سابقہ آیات میں سورۃ کے آغاز میں نافرمانوں کا ذکر فرمایا پھر ایمان والوں کے انعام واکرام کا ذکر فرمایا۔ اب اہل مکہ کی آپ ﷺ سے متعلق نازیبا الفاظ اور القابات کا تذکرہ کر کے آپ ﷺ کو تسلی دی جارہی ہے اور کفار مکہ کو ڈانٹ پلائی جارہی ہے۔

تفسیری نکات: آپ ﷺ کو تسلی آمیز کلمات:

فَذَكِّرْ پس آپ اے نبی کریم ﷺ! نصیحت کریں۔ آپ ﷺ کا کام نصیحت کرنا ہے پس آپ ﷺ نصیحت کرتے رہیں فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ پس نہیں ہیں آپ ﷺ اپنے رب کے فضل سے بِكَاهِنٍ فال نکالنے والے وَّلَا مَجْنُوْنٍ اور نہ دیوانے ہیں۔ ان کے کہنے سے نہ آپ ﷺ کاہن ہوجائیں گے اور نہ دیوانے ہوجائیں گے۔

ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کہانت کا معنی یہ ہے کہ بعض آدمی کوئی جنات کے ساتھ کوئی ستاروں کے ذریعے کوئی علم رمل، کوئی علم سینا، ان کے ذریعے کچھ چیزیں معلوم کرتے ہیں۔ اور یہ کسی کا صحیح ہوتا ہے کسی کا غلط، اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ شاعر ہیں نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ، ریب کا معنی ہے گردش اور منون کا معنی زمانہ بھی ہے اور موت بھی ہے۔ معنی ہوگا ہم انتظار کرتے ہیں آپ ﷺ کے بارے میں زمانے کی گردش کا یا موت کی گردش کا۔ دونوں معنی بنتے ہیں کہ نعوذ باللہ کفار یہ بکواس آپ ﷺ کے متعلق کرتے تھے کہ مرجائے گا ہمارا پیچھا چھوٹ جائے گا یا زمانے کی گردش کا انتظار کرتے ہیں کہ زمانے کے ساتھ یہ پلٹ جائیں گے اور اس طرح کے حالات نہ رہیں۔ تو آپ ﷺ کو شاعر بھی کہتے تھے۔

تو فرمایا کیا یہ کہتے ہیں آپ ﷺ شاعر ہیں ہم انتظار کر رہے ہیں زمانے کی گردش کا قُلْ آپ ﷺ کہہ دیں تَرَبَّصُوْا تم انتظار کرو فَاِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ پس بے شک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔ دیکھیں گے کون کامیاب ہوتا ہے۔ یہ سورت مکی ہے تھوڑے ہی عرصے کے بعد بدر کا معرکہ پیش آیا جس نے کافروں کی کمر توڑ کے رکھ دی۔ ستر مارے گئے، ستر گرفتار ہوئے اور جو میدان چھوڑ کر بھاگے وہ شرمندگی کی وجہ سے کئی کئی ماہ اپنے گھروں میں داخل نہیں ہوئے۔ جب گھروں میں جاتے تو عورتیں شرمندہ کرتیں اور عار دلاتی تھیں اور کہتی تھیں اس ذلت سے تو بہتر تھا کہ تم بھی مرجاتے۔ تو فرمایا انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ کیا حکم کرتی ہیں ان کو ان کی عقلیں ایسی باتیں کرنے کی۔ کبھی آپ ﷺ کو شاعر کہتے ہیں، کبھی کاہن کہتے ہیں، کبھی دیوانہ کہتے ہیں اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ یا یہ قوم سرکشی کرنے والی ہے۔ سرکشی کی بنیاد پر ایسی باتیں ان کے ذہن میں آتی ہیں اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ یا یہ کہتے ہیں کہ یہ نبی ﷺ قرآن خود گھڑ کے لے آئے ہیں بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بلکہ وہ ایمان نہیں لاتے۔

فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ پس چاہیے کہ وہ لائیں کوئی بات قرآن پاک جیسی إِنْ كَانُوا صٰدِقِيْنَ اگر ہیں وہ سچے۔ أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ یہاں شیٔ کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے بولا گیا ہے۔ کیا وہ پیدا کیے گئے ہیں خالق کے بغیر۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا نہیں کیا أَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ یا وہ خود پیدا کرنے والے ہیں۔ خود خالق بنتے پھرتے ہیں أَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ یا انہوں نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ بلکہ وہ یقین نہیں رکھتے کسی چیز کا۔ نہ ایمان کا، نہ توحید کا، نہ رسالت کا، نہ قیامت کا۔

کفار کہتے تھے کہ یہ قرآن مکہ اور طائف کے مال دار لوگوں پر کیوں نہیں اتارا گیا۔ بڑے بڑے روساء کفار میں سے کسی کو نبی کیوں نہیں بنایا گیا۔ کیا عبدالمطلب کے یہ یتیم پوتے ہی نعوذ باللہ نبی بننے کے لیے رہ گئے تھے۔

کفار کی بکواسیات کا جواب:

أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ کیا ان کے پاس ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کے خزانے کہ وہ جس کو چاہیں نبوت دیں اور جس پر چاہیں قرآن نازل کریں أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ یا وہ داروغے لگے ہوئے ہیں کہ اس طرح کی تنقید کرتے ہیں أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ، سلم کا معنی ہے سیڑھی۔ یا ان کے پاس سیڑھی ہے يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ جس پر چڑھ کر سنتے ہیں اللہ تعالیٰ کی باتیں کہ ان کو پیغمبر کی ضرورت نہیں ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان واسطہ پیغمبر ہیں۔ اللہ تعالیٰ پیغمبر کو احکام دیتے ہیں وہ مخلوق تک پہنچاتا ہے۔ اگر ایسی بات ہے کہ ان کے پاس سیڑھی ہے کہ جس پر چڑھ کر خود سنتے ہیں فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُمْ پس چاہیے کہ لائے ان کا سننے والا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ کوئی کھلی دلیل۔ اس بات پر واضح دلیل پیش کرے کہ دیکھو! یہ سیڑھی میرے پاس ہے اس پر چڑھ کر میں عرش تک جاتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے حکم میں خود سنتا ہوں، فرشتوں کو دیکھتا ہوں۔ محض شوشے چھوڑنے سے کچھ نہیں بنتا۔

پھر بہت سی قومیں تھیں جن میں عرب کے مشرک بھی تھے جو کہتے تھے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اسی لیے پردے میں رہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں أَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ کیا اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں ہیں اور تمہارے لیے بیٹے ہیں۔ پیغمبر کی بات تمہاری سمجھ میں کیوں نہیں آتی۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کیوں نہیں سنتے اور سمجھتے؟ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے سوال کرتے ہیں کسی معاوضے کا کہ ان کو خطرہ ہو کہ اللہ کا نبی ہمارے اوپر بوجھ ڈالے گا ہم سے چندہ مانگے گا کیا اس لیے بھاگتے ہیں؟ فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ پس وہ اس تاوان کی وجہ سے بوجھ کے نیچے ڈالے ہوئے ہیں، بوجھ کے نیچے آئے ہوئے ہیں۔ حالانکہ ان باتوں میں سے کوئی بھی نہیں ہے محض ضدی لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ حق کے ساتھ ضد رکھنے سے بچائے اور محفوظ رکھے۔

أَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿٤١﴾ أَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا ۖ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمُ

کیا ان کے پاس غیب ہے پس وہ اس کو لکھتے ہیں۔ کیا وہ ارادہ کرتے ہیں تدبیر کا پس وہ لوگ جو کافر ہیں وہی آتے ہیں

الْمَكِيْدُوْنَ ۝٤٢ اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝٤٣

تدبیر میں۔ کیا ان کے لیے کوئی الٰہ ہے اللہ تعالیٰ کے سوا اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے ان چیزوں سے جن کو یہ لوگ شریک

وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ۝٤٤ فَذَرْهُمْ

بناتے ہیں۔ اور اگر یہ دیکھیں کوئی ٹکڑا آسمان کی طرف سے گرتا ہوا کہیں گے یہ بادل ہے گہرا۔ پس آپ ﷺ چھوڑ دیں ان

حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ۝٤٥ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ

کو یہاں تک کہ ملیں اپنے اس دن سے جس میں وہ بے ہوش کر دیئے جائیں گے۔ جس دن نہیں کفایت کرے گی ان کی تدبیر

شَيْئًا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝٤٦ وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا

کچھ بھی اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔ اور بیشک ان لوگوں کے لیے جو ظالم ہیں عذاب ہے اس سے پہلے لیکن اکثر ان کے نہیں

يَعْلَمُوْنَ ۝٤٧ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ

جانتے۔ اور آپ ﷺ صبر کریں اپنے رب کے حکم سے پس بیشک آپ ﷺ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں اور تسبیح بیان

بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۝٤٨ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ

کریں اپنے رب کی حمد کی جس وقت آپ ﷺ اٹھتے ہیں۔ اور رات کو پس اس کی تسبیح بیان کریں اور ستاروں کے پشت

وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ۝٤٩ ع ۲

پھیرنے کے بعد تسبیح بیان کریں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْمَكِيْدُوْنَ: برائی میں گرفتار، كِسْفًا: ٹکڑے، سَاقِطًا: گرتا ہوا، مَرْكُوْمٌ: تہہ بہ تہہ، يُصْعَقُوْنَ: ان کے ہوش اُڑ جائیں گے، اِدْبَار: پیچھے آنا۔

ربط:

سابقہ آیات سے ہی کفار کو آپ ﷺ کا تمسخر کرنے اور بُرے القابات سے خطاب کرنے پر زجر و توبیخ اور ڈانٹا جا رہا ہے۔ اب بھی ان آیات میں کفار کو زبردست انداز میں ڈرایا جا رہا ہے اور ان کے اطوار پر انہیں شدید تنبیہ کی جا رہی ہے۔

تفسیری نکات: کفار کی باتوں کا مزید جواب اور ردّ:

اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ کیا ان کے پاس غیب ہے۔ جو لوگ آپ ﷺ کی نبوت کا انکار کرتے ہیں کیا ان کے پاس غیب ہے فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ پس وہ اس کو لکھتے ہیں وہاں سے دیکھ کر کہ پہلے کیا ہوا اور آئندہ کیا ہوگا، قبر، حشر میں کیا ہوگا،

جنت، دوزخ کے حالات کیا ہیں۔ کافروں کو ان باتوں کا کہاں سے اور کیسے علم ہو گیا۔ یہ باتیں تو اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں اور رسولوں کو اور وہ لوگوں کو بتاتے ہیں۔ ان کافروں کے پاس کونسا غیب ہے کہ وہاں سے دیکھ کر ان کو ان چیزوں کا علم ہو گیا اَمْ یُرِیْدُوْنَ کَیْدًا کیا یہ ارادہ کرتے ہیں کسی تدبیر کا فَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا هُمُ الْمَكِیْدُوْنَ پس وہ لوگ جو کافر ہیں وہی اپنی تدبیر میں پھنسیں گے۔

اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَیْرُ اللّٰهِ کیا ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور الہ ہے، معبود ہے، نذر و نیاز کے لائق ہے، مشکل کشا اور حاجت روا ہے؟ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے ان چیزوں سے جن کو یہ لوگ شریک بناتے ہیں۔ وَاِنْ یَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا اور اگر یہ دیکھیں کوئی ٹکڑا آسمان کی طرف سے گرتا ہوا اگر ان پر عذاب کا کوئی ٹکڑا آسمان کی طرف سے گرے اور ان سے کہا جائے کہ یہ عذاب تم پر آ رہا ہے تو یَّقُوْلُوْا کہیں گے سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ یہ بادل ہے گہرا۔ اتنے ضدی ہیں کہ ماننے کے قریب نہیں آتے فَذَرْهُمْ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ دیں ان کو حَتّٰی یُلٰقُوْا یَوْمَهُمُ الَّذِیْ فِیْهِ یُصْعَقُوْنَ یہاں تک کہ یہ کافر ملیں گے اپنے اس دن سے جس دن میں یہ بے ہوش کیے جائیں گے یعنی قیامت کے دن۔

فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ (الزمر: ۶۸) پس بے ہوش ہو جائے گا جو ہے آسمانوں میں اور جو ہے زمین میں مگر وہ جس کو اللہ چاہے۔ یَوْمَ لَا یُغْنِیْ عَنْهُمْ كَیْدُهُمْ شَیْـًٔا جس دن ان کو کفایت نہیں کرے گی ان کی تدبیریں ان کو کچھ بھی۔ کتنی بھی تدبیر کریں وہ وقت نہیں ٹلے گا وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ اور نہ ان کی مدد کی جائے گی وَاِنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ اور بے شک ان لوگوں کے لیے جو ظالم ہیں عذاب ہے اس عذاب سے پہلے۔ کبھی شکست، کبھی قحط سالی، کبھی بیماری، کبھی کسی طرح کا عذاب، کبھی کسی طرح کا عذاب وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ لیکن اکثر ان کے نہیں جانتے۔ وَاصْبِرْ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبر کریں اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم! ان کی حرکتوں پر، لِحُكْمِ رَبِّكَ ان کی باتوں پر اپنے رب کے حکم کی خاطر فَاِنَّكَ بِاَعْیُنِنَا پس بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں، ہماری نگرانی میں ہیں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ اور تسبیح بیان کریں اپنے رب کی حمد کی۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ پڑھیں حِیْنَ تَقُوْمُ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے ہیں۔

اٹھنے سے کیا مراد ہے؟:

بعض مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ اٹھتے ہیں نیند سے۔ تو اس وقت پڑھیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرِ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھیں۔ اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو پہلے خطبہ پڑھیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ بعض فرماتے ہیں

کہ جس وقت مجلس سے اٹھیں تو اس وقت پڑھیں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ ، میں کہتا ہوں یہ ساری باتیں صحیح ہیں۔

وَمِنَ الَّيْلِ اور رات کو بھی فَسَبِّحْهُ پس تسبیح بیان کریں اللہ تعالیٰ کی سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ، مسلم شریف کی روایت ہے اَحَبُّ الْكَلَامِ اِلَى اللهِ سُبْحَانَ اللهِ وَ بِحَمْدِهٖ "اللہ تعالیٰ کو یہ کلام بہت پیارا ہے"۔ اور بخاری شریف میں روایت ہے چار کلمے اللہ تعالیٰ کو بڑے پیارے ہیں سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ، تیسرے کلمے کا ورد ہر وقت رکھو یا کم از کم دو سو مرتبہ روزانہ پڑھو اور دو سو مرتبہ استغفار پڑھو اور دو سو مرتبہ درود شریف پڑھو۔ اس کے لیے وضو کی بھی شرط نہیں ہے۔ عورتیں جن دنوں میں نماز نہیں پڑھ سکتیں ان دنوں میں بھی یہ وظیفے پڑھیں کوئی پابندی نہیں ہے۔ اٹھتے بیٹھتے پڑھو، گھر میں پڑھو، دکان اور دفتر میں پڑھو وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ اور ستاروں کے پشت پھیرنے کے بعد۔ صبح کے وقت طلوع آفتاب سے پہلے ستارے نظر نہیں آتے اس وقت اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی بڑی فضیلت ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے جو صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اور طلوع آفتاب تک ذکر و اذکار میں رہے اس کو مکمل حج و عمرے کا ثواب ملتا ہے بغیر کسی کمی کے۔

سُوْرَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ نجم مکی سورۃ ہے۔ اس کی آیات کی تعداد باسٹھ (۶۲) ہے اور رکوع کی تعداد تین (۳) ہے۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس کا ترپن (۵۳) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس کا تیئیسواں (۲۳) نمبر ہے۔ یعنی اس سے قبل بائیس (۲۲) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس سورۃ کی پہلی آیت میں ہی نجم کا لفظ آرہا ہے اس لیے اس سورت کا نام نجم ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ﴿۱﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ﴿۲﴾ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ﴿۳﴾

اور قسم ہے ستارے کی جب وہ گرا۔ نہیں بہکے تمہارے ساتھی اور نہ وہ بے راہ ہوئے۔ اور نہیں بولتے وہ اپنی خواہش سے۔

اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴿۴﴾ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ﴿۵﴾ ذُوْ مِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰى ﴿۶﴾ وَهُوَ بِالْاُفُقِ

نہیں ہے وہ مگر وحی جو وحی کی جاتی ہے۔ تعلیم دی اُن کو سخت قوتوں والے نے۔ جو طاقت والا ہے پس وہ سیدھا ہوا۔ اور وہ بلند

الْاَعْلٰى ﴿۷﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ﴿۸﴾ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ﴿۹﴾ فَاَوْحٰى اِلٰى

کنارے پر تھا۔ پھر وہ قریب ہوا پس اور قریب ہوا۔ پس ہوا اندازہ دو کمانوں کو یا اس سے بھی زیادہ قریب۔ پس اس نے وحی

عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ﴿۱۰﴾ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ﴿۱۱﴾ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ

کی اپنے بندے کی طرف جو وحی کی۔ نہیں جھٹلایا دل نے جو کچھ انہوں نے دیکھا۔ کیا پس تم اُن کے ساتھ جھگڑا کرتے ہو اُن

عَلٰى مَا يَرٰى ﴿۱۲﴾ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿۱۳﴾ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿۱۴﴾

چیزوں پر جو انہوں نے دیکھی ہیں۔ اور البتہ تحقیق پیغمبر ﷺ نے دیکھا اس کو ایک اور دفعہ بھی۔ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔

عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ﴿۱۵﴾ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ﴿۱۶﴾ مَا زَاغَ الْبَصَرُ

اس کے پاس جنت الماویٰ ہے۔ جس وقت ڈھانپ لیا بیری کے درخت کو جس چیز نے ڈھانپ لیا۔ نہیں ٹیڑھی ہوئی نگاہ

وَمَا طَغٰى ﴿۱۷﴾ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴿۱۸﴾

اور نہ آگے بڑھی۔ البتہ تحقیق دیکھی انہوں نے اپنے رب کی بڑی نشانیاں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْقُوٰى: طاقت، **بِالْاُفُقِ**: کنارہ میں، **دَنَا**: وہ نزدیک آیا، **فَتَدَلّٰى**: (پھر) وہ قریب آیا، **قَابَ**: مقدار، **قَوْسَيْنِ**: دو کمانیں، **نَزْلَةً**: مرتبہ/ دفعہ، **سِدْرَةِ**: بیری کا درخت، **الْمُنْتَهٰى**: انتہائی اختتام کی جگہ، **مَا زَاغَ**: نہ ہٹی (نگاہ)۔

ربط:

سورۃ طور کا اختتام اِدْبَارَ النُّجُوْمِ ، یعنی ستاروں کے ذکر پر ہوا تھا اور اس سورۃ کا آغاز وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى سے ہو رہا ہے تو لفظی ربط ہے کہ سورۃ طور کا اختتام نجوم یعنی ستاروں پر ہوا اور اس سورت کا افتتاح بھی نجم یعنی ستارے پر ہو رہا ہے۔

معنوی ربط یہ ہے کہ پہلی سورۃ کے آخر میں بھی وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ تو آپ ﷺ اپنے ربّ کے حکم کے لیے صبر کریں بے شک آپ ﷺ تو ہماری حفاظت میں ہے اس میں آپ ﷺ کی نبوت کا ذکر ہے اور اس سورۃ میں بھی آپ ﷺ کی نبوت کا ذکر ہے کہ آپ ﷺ راہ راست پر چلنے والے ہیں اور وہ بہکے نہیں ہیں۔

تفسیری نکات: آپ ﷺ کی شان اقدس کا بیان:

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى اور قسم ہے ستارے کی جب وہ گر گیا۔ مراد ہے غروب ہو گیا۔ ہم انسانوں کے لیے شریعت نے یہ قانون بنایا ہے کہ ہم غیر اللہ کی قسم نہیں اٹھا سکتے۔ حدیث پاک میں آتا ہے مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللهِ فَقَدْ اَشْرَكَ بِاللهِ جس نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی اس نے شرک کیا۔ ہم نہ ستارے کی قسم اٹھا سکتے ہیں، نہ چاند کی، نہ سورج کی، نہ نبی کی، نہ ولی کی، نہ کعبے کی، جو بھی غیر اللہ ہے اس کی قسم اٹھانا ہمارے لیے جائز نہیں ہے۔ لیکن یہ قانون مخلوق کے لیے ہے

خالق کے لیے نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ پر مخلوق والا قانون لاگو نہیں ہوتا ہے۔

نجم سے کیا مراد ہے:

اس سلسلے میں تفاسیر میں مختلف اقوال ملتے ہیں۔

[۱]...... وَالنَّجْمِ اَیْ اَلثُّرَیَّا اس سے کہکشاں مراد ہے جس میں بہت سے ستارے ہوتے ہیں۔

کہکشاں اکٹھے جو ستارے ہوتے ہیں) وہ مراد ہیں۔

[۲]...... ایک قول یہ ہے کہ نجم سے مراد زحل ستارہ ہے۔

[۳]...... امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اَلنَّجْمُ كُلُّ نَجْمٍ فِي السَّمَآءِ یعنی اس سے ہر ستارہ جو آسمان میں وہ مراد ہے)۔

[۴]...... اخفش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ النجم سے پودے مراد ہیں جو زمین پر جھاڑیاں اور پودے ہیں۔

[۵]...... بعض مفسرین اس سے چاند مراد لیتے ہیں کہ چاند کی روشنی دوسرے ستاروں کی بہ نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن جمہور مفسرین رحمۃ اللہ علیہم پہلا معانی ہی مراد لیتے ہیں۔

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ نہیں بہکے تمہارے ساتھی غلطی سے۔ ساتھی سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں وَمَا غَوٰى اور نہ وہ بے راہ ہوئے۔ اس کے دونوں مطلب ہے کہ نہ وہ خود سے دیدہ و دانستہ غلط راستے پر چل پڑے ہیں اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ نہ وہ قصداً غلط راستے پر چلے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے دونوں کی نفی فرمائی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو غلط فہمی کا شکار ہو کر غلط راستے پر ہیں اور نہ دیدہ و دانستہ طور پر غلط راستہ اختیار کیا ہے۔

"مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى" امام رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں اور دیگر مفسرین حضرات نے بھی لکھا ہے کہ ضلالت اور غوایت میں فرق ہے غلط فہمی کا شکار ہو کر راستے سے بھٹک جائے تو یہ ضلالت ہے۔

دیدہ دانستہ غلط راستے پر چلے تو یہ غوایت ہے صاحبکم سے مراد یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

یہاں نجم کے ساتھ اس کا تعلق کیا ہے کہ قسم ہے ستارے کی جب ڈوبنے لگے نہ تو غلط فہمی کا شکار ہو کر تمہارے ساتھی بہکے ہیں اور نہ دیدہ دانستہ غلط راستے پر چلے ہیں تو اس کا باہم تعلق کیا ہے؟

تو مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم جیسے تفسیر کبیر والے، اور علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جیسے ستارہ اپنی ایک لائن پر ہے۔ اپنے راستے پر ہے طلوع سے لیکر غروب تک اپنا راستہ نہیں چھوڑتا اسی طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صراط مستقیم پر ہیں وہ راستہ صراط مستقیم کا نہیں چھوڑتے اور غوی کے متعلق فرماتے ہیں کہ جب ستارہ غروب ہونے کو ہوتا ہے تو اس وقت روشنی کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تشریف لائے سارا ملکِ عرب تاریکی اور اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ تو اس وقت روشنی حاصل کرنے کی زیادہ ضرورت تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تمام تر کلام وحی الٰہی کے مطابق ہوتا تھا:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اور وہ نہیں بولتے اپنی خواہش سے۔ یعنی جو بات بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے نکلتی ہے اس میں خواہش نفسانی کا دخل نہیں ہوتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی بات بھی اپنی خواہش نفسانی سے نہیں کی۔ اس مقام پر یہ بحث چلتی ہے کہ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ جو بولتے ہیں وحی کے مطابق بولتے ہیں۔ حالانکہ بکثرت ادلہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض دفعہ اپنے اجتہاد سے بھی باتیں کیں اور بعض دفعہ آپکی رائے میں غلطی بھی ہوئی جیسا کہ بدر کے قیدیوں کے بارے میں، تحریم شہد کے بارے میں وغیرہ تو وہ وحی نہیں تھی۔

جب کہ "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى" اس میں تو حصر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو نطق کرتے ہیں وہ وحی ہی ہوتی ہے۔

اس کا مناسب جواب وہ ہے جو علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے روح المعانی میں دیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رائے کی جو غلطی ہوئی وہ اجتہادی غلطی ہے اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواہش نفسانی کا دخل نہیں تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی صوابدید تھی درست تھی تو اللہ تعالیٰ نے کوئی نکیر نہیں فرمائی درست نہ تھی تو اللہ تعالیٰ نے نکیر فرمائی لیکن کوئی بھی بات اپنی خواہش نفسانی سے نہیں کی۔

اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى نہیں ہوتی وہ بات مگر وحی جو وحی کی جاتی ہے عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى تعلیم دی تمہارے اس ساتھی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سخت قوتوں والے نے۔ ذُوْ مِرَّةٍ جو طاقت والا ہے۔ اس سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی قوت کا اندازہ اس سے لگاؤ کہ جب اللہ تعالیٰ نے حکم دیا حضرت لوط علیہ السلام کی بستیوں کو الٹنے کا تو انہوں نے ایک پَر پر اٹھا کر الٹ کر پھینک دیں۔ فَاسْتَوٰى پس وہ سیدھا ہوا۔ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى اور وہ بلند کنارے پر تھا۔ ثُمَّ دَنَا پھر وہ قریب ہوا فَتَدَلّٰى پس اور قریب ہوا فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ پس اندازہ تھا دو کمانوں کا اَوْ اَدْنٰى یا اس سے بھی زیادہ قریب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو اصلی شکل میں ساری زندگی میں دو مرتبہ دیکھا ہے۔ ایک مرتبہ جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار حرا میں تھے جو جبل نور پر ہے، جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کے سارے کنارے کو گھیرا ہوا تھا۔ دوسری مرتبہ معراج والی رات سدرۃ المنتہی کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اپنی اصل شکل میں دیکھا ہے۔

قَابَ قَوْسَيْنِ سے کیا مراد ہے؟:

جمہور اس کا یہ معنی کرتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اور جبرائیل علیہ السلام میں دو کمان کا یا اس سے بھی قریب کا فرق رہ گیا۔

بعض تفسیروں میں یہ بھی ہے کہ "صَاحِبُكُمْ دَنَا" تمہارے ساتھی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریب ہوئے پھر اور قریب ہوئے اللہ تعالیٰ کا اتنا تقرب ہوا کہ دو کمانوں کا یا اس سے بھی کم کا فرق رہ گیا۔

اب دوکمانوں سے کیا مراد ہے تفسیر کبیر، تفسیر خازن، تفسیر السراج المنیر وغیرہ میں جولکھا ہے وہ میں عرض کرتا ہوں۔ پہلے بطور تمہید کے سمجھیں عرب کے لوگ جب لڑائی کرتے تھے وہ ایک دوسرے کو اپنا حلیف بناتے، دوست بناتے، تو کمان ہی سے ان کی زیادہ تر لڑائی ہوتی تھی تو جب دو آدمی آپس میں دوست بنتے تو اپنی کمانیں ایک دوسرے کیساتھ جوڑ دیتے یہ علامت ہوتی کہ کسی مصیبت یا سختی والے موقع پر میں تیرے کام آؤں گا اور تو میرے کام آئے گا تو مطلب یہ نکلا کہ جتنی دوکمانیں قریب ہوتی ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے قریب ہوئے۔

معراج کی رات اللہ تعالیٰ سے ملاقات:

فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى پس وحی کی اپنے بندے کی طرف جو وحی کی۔

اس آیت کی مفسرین کرام رحمہم اللہ نے دو تفاسیر کی ہیں۔

اوّل:

مفسرین کرام رحمہم اللہ کا ایک گروہ یہ مطلب بیان کرتا ہے کہ وحی کی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے جبرائیل علیہ السلام کی طرف جو انہوں نے وحی کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا۔

دوم:

جب کہ مفسرین کرام رحمہم اللہ کا دوسرا گروہ یہ تفسیر بیان فرماتا ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ کا قرب مراد ہے۔ معراج کی رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کی جو وحی کی، یہ وحی جبرائیل علیہ السلام کی وساطت کے بغیر تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اللہ تعالیٰ کا کلام سنا اور تین چیزیں خصوصیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائیں۔

۱...... پچاس نمازیں جو بعد میں پانچ رہ گئیں۔

۲...... سورۃ بقرہ کی آخری آیات یعنی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے اختتام سورۃ تک۔ سنن نسائی کی روایت ہے کہ معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیات براہِ راست بغیر جبرائیل علیہ السلام کے واسطے کے عطا فرمائیں۔

۳...... تیسری بشارت ملی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے اس شخص کی مغفرت کردوں گا جو اس حالت میں مرا کہ اس نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى نہیں جھٹلایا دل نے اس چیز کو جس کو دیکھا یعنی نہیں غلطی کھائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل نے جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا۔ معراج کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے جو اسرار ملاحظہ کیے اور جو کچھ دیکھا

اس میں کوئی غلطی نہیں ہوئی۔ پہلا آسمان، دوسرا آسمان، تیسرا آسمان، چوتھا آسمان، پانچواں، چھٹا، ساتواں آسمان، عرش بھی دیکھی، جنت بھی دیکھی، دوزخ بھی دیکھی، جو کچھ بھی دیکھا صحیح طور پر دیکھا غلطی نہیں کھائی اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى کیا پس تم اُن کے ساتھ جھگڑا کرتے ہو ان چیزوں پر جو انہوں نے دیکھی ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی واقعہ معراج کی تصدیق:

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے واپس تشریف لائے تو سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ملے۔ پوچھا حضرت! اِلْتَمَسْتُكَ عَلٰى فِرَاشِكَ فَلَمْ اَجِدْكَ" حضرت! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کی کنڈی نہیں لگی ہوئی تھی ویسے دروازہ بند تھا میں نے دروازہ کھول کر چارپائی پر دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مجھے معراج پر لے گیا تھا۔ پھر سارا واقعہ سنایا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بغیر کسی قیل وقال کے کہا اٰمَنْتُ وَ صَدَّقْتُ" مشرکین کو جب خبر پہنچی تو ان کے لیے یہ بات بڑی انوکھی اور نرالی تھی"۔ کہنے لگے یہ کیسے ہوسکتا ہے ہم یہاں سے اونٹوں پر چلتے ہیں دو، دو مہینے لگ جاتے ہیں مسجد اقصیٰ پہنچنے میں اور یہ کہتے ہیں کہ میں رات کو وہاں بھی گیا اور پھر آسمانوں پر گیا۔ اوپر جانے والی بات چھوڑ دو ہمیں مسجد اقصیٰ کی چیزوں کے متعلق بتلائیں۔ ان لوگوں کے حافظے بڑے تیز ہوتے تھے۔ علامتیں انہوں نے یاد کر رکھی تھیں۔ امتحان لینے کے لیے آگئے۔ کہنے لگے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں میں مسجد اقصیٰ گیا ہوں ہمیں بتلاؤ کہ مسجد اقصیٰ کے بڑے مینار کتنے ہیں اور چھوٹے مینار کتنے ہیں؟ سنگ یشب کے ستون کتنے ہیں اور سنگ مرمر کے کتنے ہیں، سنگ عقیق کے کتنے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ نشانیاں پوچھیں جو مجھے یاد نہیں تھیں۔

کافر کہنے لگے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منوا سکتے ہیں ہمیں منوائیں تو بات ہے۔ ان کے لیے تماشا بن گیا۔ دو آ رہے ہیں، چار جا رہے ہیں کہ بتلائیں جی! فلاں چیز کتنی ہے۔ ایک دن کافی اکٹھے ہو کر آئے۔ بخاری شریف کی روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے کر دیا۔ وہ پوچھتے جاتے تھے اور میں بتلاتا جاتا تھا لیکن ان کافروں میں سے کوئی بھی ایمان نہ لایا۔

معراج کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی نشانیاں دیکھی:

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اور البتہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا جبرائیل علیہ السلام کو اُخرٰی دوسری مرتبہ اصل شکل میں عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ ساتویں آسمان پر بیری کا درخت ہے بہت بڑا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح بڑے بڑے ہیں اور اس کے بیرا تنے موٹے ہیں جیسے ہجر قبیلے کے مٹکے۔ ان کے مٹکے بڑے بڑے ہوتے تھے اور عجیب قسم کے پروانے اور پتنگے اور چڑیاں اس درخت پر آتے جاتے ہیں۔ عجیب منظر تھا۔ سدرۃ المنتہیٰ ہیڈ کوارٹر ہے۔ نیچے اور اوپر والے فرشتوں کا، سب فرشتے وہاں آکر جمع ہوتے ہیں۔

عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰی سدرۃ المنتہی کے پاس جنت ہے جو مومنوں کا ٹھکانا ہے۔ اِذْ یَغْشَی السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی جس وقت ڈھانپ لیا بیری کے درخت کو جس چیز نے ڈھانپ لیا، پروانے، پتنگے، چڑیاں۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی نہیں ٹیڑھی ہوئی نگاہ اور نہ آگے بڑھی۔ نہ دائیں بائیں ہوئی اور نہ حد سے آگے بڑھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہر چیز اچھی طرح، واضح انداز میں دکھائی۔ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰی البتہ تحقیق دیکھی آپ ﷺ نے اپنے رب کی بڑی نشانیاں۔ آسمان، عرش، کرسی، جنت، دوزخ، بہت کچھ دیکھا۔ یہ معراج کے دوسرے حصے کا ذکر ہے۔

اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی ﴿19﴾ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰی ﴿20﴾ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ

کیا پس تم نے دیکھا ہے لات کو اور عزیٰ کو۔ اور منات کو جو تیسرا ہے پیچھے ہے۔ کیا تمہارے لیے بیٹے ہیں اور اس کے لیے

الْاُنْثٰی ﴿21﴾ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِیْزٰی ﴿22﴾ اِنْ هِیَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّیْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ

بیٹیاں ہیں۔ یہ اس وقت تقسیم ہے بھونڈی۔ نہیں ہیں یہ مگر نام جو تم نے رکھ لیے ہیں۔ تم نے اور تمہارے باپ دادا نے۔

مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَی الْاَنْفُسُ ۚ

نہیں نازل کی اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں کوئی دلیل۔ نہیں وہ پیروی کرتے مگر گمان کی اور اس چیز کی جو نفس چاہتے ہیں۔

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰی ﴿23﴾ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰی ﴿24﴾ فَلِلّٰهِ

اور البتہ تحقیق آچکی ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت۔ کیا انسان کے لیے ہے وہ جو چاہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے

الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰی ﴿25﴾ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِی السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْـًٔا اِلَّا مِنْۢ

لیے ہے آخرت اور دنیا۔ اور کتنے فرشتے ہیں آسمانوں میں نہیں کفایت کرتی ان کی سفارش کچھ بھی مگر بعد اس کے

بَعْدِ اَنْ یَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَرْضٰی ﴿26﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَیُسَمُّوْنَ

کہ اجازت دے اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہے اور پسند کرے۔ بیشک وہ لوگ نہیں ایمان رکھتے آخرت پر البتہ وہ نام رکھتے

الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِیَةَ الْاُنْثٰی ﴿27﴾ ع ۵

ہیں فرشتوں کے عورتوں جیسے نام۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَللّٰتَ: لات (بت کا نام)، اَلْعُزّٰی: عزیٰ (بت کا نام)، مَنٰوةَ: منات (بت کا نام)، اَلثَّالِثَةَ: تیسرا، ضِیْزٰی: بے ڈھنگی، ناقص، لَیُسَمُّوْنَ: وہ نامزد کرتے ہیں، تَسْمِیَةَ: نام رکھنا۔

ربط:

اس سے قبل کی آیات میں آپ ﷺ کی شان اقدس اور واقعہ معراج کے دوسرے حصے یعنی مسجد اقصیٰ سے سدرۃ

المنتہیٰ بلکہ اس سے بھی آگے جانے کا ذکر کیا گیا ہے۔ اب ان آیات میں کفار کے خودساختہ معبودوں کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ جنہیں کفار اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ اس فعل قبیح کی مذمت کی جا رہی ہے۔

تفسیری نکات: کافروں کے خودساختہ معبودوں کا تذکرہ:

اَفَرَءَيْتُمُ کیا دیکھا ہے تم نے بتلاؤ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى لات اور عزیٰ کو۔ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ اور منات کو جو تیسرا ہے الْاُخْرٰى جو پیچھے ہٹا ہوا ہے۔ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ کیا تمہارے لیے بیٹے ہیں الْاُنْثٰى اور اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں ہیں۔ سورۃ النحل آیت ۵۷ میں ہے وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ اور بناتے ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں۔ اور کہتے تھے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ تمہارے لیے لڑکے اور اللہ تعالیٰ کے لیے لڑکیاں تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى یہ تقسیم اس وقت بڑی بھونڈی ہے، ناقص ہے۔ اپنے لیے تو تم لڑکی کا تصور بھی ناجائز سمجھتے ہو۔ تمہیں جب کہا جائے کہ لڑکی ہوئی ہے تو تمہارا منہ شرمندگی خوف اور ذلت کی وجہ سے سیاہ ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے لڑکیاں تجویز کرتے ہو۔

یہ لات، عزیٰ اور مناۃ کیا ہیں؟ یہ تفسیر بھی آپ کو ملے گی۔ بعضے کہتے ہیں لات یہ تانیث ہے اللہ کی لفظ اللہ مذکر ہے اور عزیٰ یہ تانیث ہے عزیز کی اور مناۃ یہ تانیث ہے۔ منان کی تو مطلب یہ ہے کہ تم ذکور کے صیغے چھوڑ کر اناث کی طرف جاتے ہو۔

دوسری تفسیر بخاری کتاب التفسیر میں ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ لات ایک آدمی کا نام تھا یہ حاجیوں کو ستو گھول گھول کر پلاتا تھا عمرو بن وداس کا نام تھا بڑا سخی تھا جب یہ فوت ہو گیا تو حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ قبر اس کی طائف میں بنائی اور اس کی قبر پر انہوں نے میلہ اور عرس لگانا شروع کر دیا۔ اور اس کا مجسمہ بنا کر مکہ میں بھی نصب کیا۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب بدور البازغہ میں فرماتے ہیں وَكَانُوْا يَسْتَعِيْنُوْا بِهٖ عِنْدَ الشَّدَائِدِ کہ مصائب کے وقت ان بتوں سے مدد مانگتے تھے۔

اور عزیٰ کے متعلق نسائی شریف میں لکھا ہے ۸ ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جا کر عزی کو قتل کر کے آؤ۔ مکہ مکرمہ سے چند میل دور ایک مقام تھا وہاں کیکر کے درخت تھے کچھ مکانات تھے اور ملنگ وہاں بیٹھتے تھے کوئی وہاں گھی چھوڑ جاتا کوئی مکھن، کوئی بکری تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ گئے۔ ان درختوں کو کاٹ کر آئے اور مکانات کو گرا آئے ملنگوں کو بھگا یا قتل نہ کیا واپس آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا اور فرمایا کہ تم نے عزی کیساتھ کیا کیا تو فرمایا کہ حضرت وہاں تو کوئی بھی نہ تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دوبارہ جاؤ جب دوبارہ گئے تو امراۃ ناشرۃ شعرھا عورت ہے سر کے بال بکھرے ہوئے ہے گرد و غبار لے کر سر پر ڈالتی ہے۔ واویلہ کرتی ہے یا عزی غفرنك میری تو گت بن گئی حضرت خالد بن ولید رحمۃ اللہ علیہ نے تلوار کیساتھ اس کا سر قلم کر دیا وہ اصل میں جنّی تھی۔ کبھی ظاہر ہو جاتی کبھی چھپ جاتی۔ اور اس نے یہ شرک کا اڈہ بنایا تھا جب قتل کر دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آج کے بعد اس کی عبادت نہ ہوگی۔

عزیٰ کے بارہ میں میں نے نسائی کا خلاصہ عرض کر دیا۔

مناۃ کے بارے میں تفسیر الاتقان فی علوم القرآن میں ہے کہ یہ بھی ایک آدمی کا نام تھا بڑا نیک اور پارسا تھا۔ لوگ اس کے بت کی بھی پوجا کرتے تھے اور یہ درجے میں بھی اس سے ذرا پیچھے تھا پہلا درجہ لات کا پھر عزیٰ کا پھر مناۃ کا تھا۔ یہ مکہ سے ذرا دور تھا۔

اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ نہیں ہیں یہ مگر نام سَمَّيْتُمُوْهَآ جو تم نے رکھ لیے ہیں اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ نہیں نازل کی اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں کوئی دلیل اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ نہیں پیروی کرتے وہ مگر گمان کی وَمَا اور اس چیز کی تَهْوَى الْاَنْفُسُ جس کو پسند کرتے ہیں ان کے نفس وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى اور البتہ تحقیق آچکی ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت قرآن کریم کی صورت میں۔

فرشتوں کے معبود ہونے کا ردّ:

اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى کیا انسان کے لیے ہے وہ جو چاہے۔ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى پس اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے آخرت اور دنیا۔ آخرت بھی اس کی اور دنیا بھی اسی کی۔ دنیا بھی اسی سے طلب کرو اور آخرت بھی اسی سے طلب کرو۔ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ اور کتنے فرشتے ہیں آسمانوں میں لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا نہیں کفایت کرتی ان کی سفارش کچھ بھی اِلَّا مِنْ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ نہیں کام دیتی ان کی سفارش کچھ بھی مگر بعد اس کے کہ اجازت دے اللہ تعالیٰ لِمَنْ يَّشَآءُ جس کے لیے چاہے وَيَرْضٰى اور پسند کرے جس کے لیے اللہ راضی ہو۔ وہ لوگ فرشتوں کی پوجا اس لیے کرتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی پیاری بیٹیاں ہیں اللہ اپنی بیٹیوں کی بات رد نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے حکم کے بغیر کوئی سفارش نہیں کر سکتا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ بیشک وہ لوگ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ جو ایمان نہیں رکھتے آخرت پر لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ نام رکھتے ہیں فرشتوں کے تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى عورتوں جیسے نام کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ یہ بالکل غلط کہتے ہیں آگے اس کی تردید آئے گی۔

وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ

اور نہیں ہے ان کے لیے اس بارے کچھ علم نہیں پیروی کرتے مگر گمان کی اور بیشک گمان نہیں کفایت کرتا حق کے سامنے

شَيْئًا ﴿٢٨﴾ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٢٩﴾

کچھ بھی۔ پس آپ ﷺ اعراض کریں اس سے جس نے منہ موڑ لیا ہمارے ذکر سے اور نہیں ارادہ کیا اس نے مگر حیا کی

ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ وَهُوَ

زندگی کا۔ یہی پہنچ ہے ان کے علم کی بیشک آپ ﷺ کا رب وہ خوب جانتا ہے اس کو جو گمراہ ہوا اس کے راستے سے اور وہ

اَعۡلَمُ بِمَنِ اهۡتَدٰى ﴿30﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ

خوب جانتا ہے اس کو جس نے ہدایت پائی۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں

لِيَجۡزِىَ الَّذِيۡنَ اَسَآءُوۡا بِمَا عَمِلُوۡا وَيَجۡزِىَ الَّذِيۡنَ اَحۡسَنُوۡا

تاکہ بدلہ دے ان لوگوں کو جنھوں نے برائی کی اس کا جو انہوں نے عمل کیا اور تاکہ بدلہ دے ان لوگوں کو جنھوں نے اچھائی کی

بِالۡحُسۡنٰى ﴿31﴾ اَلَّذِيۡنَ يَجۡتَنِبُوۡنَ كَبٰٓئِرَ الۡاِثۡمِ وَالۡفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ

اچھا بدلہ۔ اور وہ لوگ وہ بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور بے حیائی کی باتوں سے مگر صغیرہ گناہ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب وسیع

الۡمَغۡفِرَةِ ؕ هُوَ اَعۡلَمُ بِكُمۡ اِذۡ اَنۡشَاَكُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ وَاِذۡ اَنۡتُمۡ اَجِنَّةٌ فِىۡ بُطُوۡنِ

مغفرت والا ہے وہ خوب جانتا ہے تم کو جس وقت اس نے پیدا کیا تم کو زمین سے اور جس وقت تم بچے تھے اپنی ماؤں کے پیٹوں

اُمَّهٰتِكُمۡ ۚ فَلَا تُزَكُّوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ ؕ هُوَ اَعۡلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿32﴾ ع

میں پس صفائی نہ پیش کرو اپنی جانوں کی وہ خوب جانتا ہے اس کو جو متقی ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَبۡلَغُهُمۡ: ان کی رسائی، اَللَّمَمَ: چھوٹے گناہ، اَجِنَّةٌ: بچے، فَلَا تُزَكُّوۡۤا: (سو) تم مقدس نہ سمجھو۔

ربط:

سابقہ آیات میں کافروں کے خود ساختہ معبودوں یعنی بتوں کا تذکرہ کیا گیا تھا۔ جنھیں یہ اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ مشرکین کے عقائد باطلہ کی تردید فرمارہے ہیں۔

تفسیری نکات: کفار کا اپنے جھوٹے معبودوں کا کے متعلق عقیدہ ظنی اور خود ساختہ ہے:

وَمَا لَهُمۡ بِهٖ مِنۡ عِلۡمٍ اور نہیں ہے ان کے لیے اس بارے میں کچھ علم کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں، عورتیں ہیں۔ فرشتے نوری مخلوق ہیں نہ مرد ہیں نہ عورتیں، نہ لڑکے ہیں نہ لڑکیاں ہیں اِنۡ يَّتَّبِعُوۡنَ اِلَّا الظَّنَّ: نہیں پیروی کرتے وہ مگر گمان کی۔ من گھڑت باتیں ان کفار میں فرشتوں کے متعلق چل رہی ہیں وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغۡنِىۡ مِنَ الۡحَـقِّ شَيۡـئًا اور بیشک گمان کفایت نہیں کرتا حق کے مقابلے میں کچھ بھی۔ حق کو تو علم کے ساتھ ہی پایا جاسکتا ہے۔ اور کوئی عقیدہ قطعی دلیل کے بغیر ثابت نہیں ہوتا۔

حدیث کی فنی و شرعی حیثیت:

اس آیت کریمہ سے منکرین حدیث یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ احادیث کی کوئی حیثیت نہیں (معاذ اللہ تعالیٰ) کیونکہ

احادیث ظنی ہیں اور اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں وَاِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا اور بیشک ظن کفایت نہیں کرتا حق کے مقابلے میں کچھ بھی۔ اس طرح یہ عوام کو دھوکا دیتے ہیں۔ یاد رکھنا! ساری احادیث ظنی نہیں ہیں۔ جو احادیث متواتر ہیں وہ اسی طرح قطعی ہیں جس طرح قرآن کریم قطعی ہے۔ متواتر اسے کہتے ہیں کہ جس کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کافی تعداد نے بیان کیا ہو۔ پھر تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ نے بھی کثرت کے ساتھ نقل کیا ہو۔ جیسے نماز منقول ہوتی چلی آرہی ہے، کلمہ نقل ہوتا چلا آرہا ہے، قرآن کریم نقل ہوتا چلا آرہا ہے۔ تو ان کا یہ کہنا کہ احادیث ظنی ہیں یہ بالکل صریح جھوٹ ہے۔

فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی ۙ عَنْ ذِكْرِنَا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعراض کریں اس سے جس نے منہ موڑ لیا ہمارے ذکر سے، قرآن سے وَلَمْ یُرِدْ اِلَّا الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا اور نہیں ارادہ کیا اس نے مگر دنیا کی زندگی کا۔ یعنی صرف دنیا کو مقصود بنا لیا۔ ورنہ دنیا میں رہ کر دنیا کمانا ناجائز نہیں ہے صرف دنیا کو مقصود بنانا ناجائز ہے کہ نہ نماز، نہ روزہ، نہ حج، نہ زکوٰۃ، نہ حلال و حرام کی تمیز، یہ بری چیز ہے۔ باقی یہ بات تم کئی دفعہ سن چکے ہو کہ اسلام پسند نہیں کرتا کہ انسان فارغ رہے۔ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ یہی اس کے علم کا مبلغ ہے، یہی پہنچ ہے اس کے علم کی۔ اس کا علم دنیا ہی تک پہنچتا ہے آخرت کی کوئی فکر نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ اہل ایمان اور اہل کفر سے واقف ہے:

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب خوب جانتا ہے بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ جو گمراہ ہوا اس کے راستے سے وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰی اور وہ خوب جانتا ہے اس کو جس نے ہدایت حاصل کی۔ گمراہوں کو بھی جانتا ہے اور ہدایت یافتہ لوگوں کو بھی جانتا ہے۔ فرمایا وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں۔ آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں۔ آسمانوں میں جو کچھ ہے اس کا بھی خالق وہی ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اس کا بھی خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ تاکہ بدلہ دے ان لوگوں کو اَسَآءُوْا جنہوں نے برائی کی بِمَا عَمِلُوْا اس کا جو انہوں نے عمل کیا۔ قیامت والے دن ظالم کے سامنے ظلم کے انبار لگے ہوں گے وہ دیکھ کر گھبرائے گا اور واویلا کرے گا، اپنے ہاتھ کاٹے گا وَیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰی اور تاکہ بدلہ دے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جنہوں نے اچھے کام کیے اچھا بدلہ۔ جنت سے بہتر بدلہ کیا ہوگا؟ اگر کسی نے رتی برابر بھی نیکی کی ہے اس کا بھی بدلہ ملے گا۔ نیک لوگ کون ہیں؟ اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓىِٕرَ الْاِثْمِ جو لوگ بچتے ہیں بڑے گناہوں سے وَالْفَوَاحِشَ اور بے حیائی کی باتوں سے۔ کبائر، کبیرۃ کی جمع ہے بڑا گناہ۔ فواحش، فاحشۃ کی جمع ہے بے حیائی۔ اِلَّا اللَّمَمَ مگر صغیرہ گناہ۔ صغیرہ گناہوں کی معافی کے لیے اللہ تعالیٰ نے انتظام کیا ہے۔ مسجد کی طرف آؤ گے ایک ایک قدم کے بدلے دس دس نیکیاں بھی ملیں گی اور ایک

ایک صغیرہ گناہ بھی خود بخود جھڑتا جائے گا۔ وضو سے، نماز سے صغیرہ گناہ جھڑ جاتے ہیں اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ بیشک نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں صغیرہ گناہ نیکیوں کی برکت سے ختم ہو جاتے ہیں۔

اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب وسیع مغفرت والا ہے۔ اس کی مغفرت اتنی وسیع ہے کہ چاہے تو ساری دنیا کو بخش دے هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ وہ خوب جانتا ہے تم کو اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ جس وقت اس نے پیدا کیا تم کو زمین سے خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (آل عمران: ۵۹) آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا کیا پھر اس نے فرمایا اس کو ہو جا پس وہ ہو گیا۔ تم آدم علیہ السلام کی اولاد ہو۔

وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ، اجنۃ جمع ہے جنین کی۔ جنین اس بچے کو کہتے ہیں جو ماں کے پیٹ میں ہو۔ اور جس وقت تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں بچے تھے اس وقت بھی جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے اس کا علم ازلی، ابدی ہے۔ جس وقت کوئی چیز موجود نہیں تھی اس وقت بھی وہ ہر چیز کو جانتا تھا فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ پس اپنی صفائیاں مت بیان کرو کہ میں ایسا ہوں اللہ تعالیٰ سب کو جانتا ہے هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى وہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اس کو جو متقی ہے۔ تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔

اَفَرَءَيْتَ الَّذِیْ تَوَلّٰى ﴿۳۳﴾ وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى ﴿۳۴﴾ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ﴿۳۵﴾

کیا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ہے اس شخص کو جس نے اعراض کیا۔ اور اس نے دیا تھوڑا سا اور بہت سخت نکلا۔

اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِیْ صُحُفِ مُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ

کیا اس کے پاس علم غیب ہے پس وہ اس کو دیکھتا ہے۔ کیا اس کو نہیں پہنچی وہ خبر جو موسیٰ علیہ السلام کی کتابوں میں ہے۔ اور ابراہیم علیہ السلام

الَّذِیْ وَفّٰٓى ﴿۳۷﴾ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾ وَاَنْ لَّيْسَ

کی کتابوں میں ہے جنہوں نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ کہ نہیں اٹھائے گا کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ۔ اور یہ کہ نہیں ہے

لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ﴿۴۰﴾ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ

انسان کے لیے مگر وہ جو اس نے محنت کی۔ اور بیشک اس کی کوشش عن قریب اس کو دکھائی جائے گی۔ پھر اس کو بدلہ دیا جائے گا

الْاَوْفٰى ﴿۴۱﴾ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ﴿۴۲﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ﴿۴۳﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ

بدلہ پورا۔ اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف انتہاء ہے۔ اور بیشک وہی ہے جو ہنساتا ہے اور رلاتا ہے۔ اور بیشک وہی

اَمَاتَ وَاَحْيَا ﴿۴۴﴾ وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۴۵﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ﴿۴۶﴾ وَاَنَّ

مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے۔ اور بیشک اسی نے پیدا کیا جوڑا نر اور مادہ۔ نطفے سے جب وہ ٹپکایا جاتا ہے۔ اور بیشک اس کے ذمہ

عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ۝ وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ۝ وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ۝

ہے دوسری مرتبہ اٹھانا۔ اور بیشک وہی ہے جس نے غنی کردیا اور محتاج بنایا۔ اور بیشک وہی ہے شعریٰ کا رب۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَكْدٰى: اس نے بند کردیا، لَمْ يُنَبَّاْ: اسے خبر نہیں دی گئی، وَفّٰى: پوری فرمانبرداری کی، يُجْزٰىهُ: اسے بدلہ دیا جائے گا، اَلْاَوْفٰى: پورا پورا، اَضْحَكَ: اس نے ہنسایا، اَبْكٰى: اس نے رُلایا، اَقْنٰى: اس نے باقی رکھا، الشِّعْرٰى: ستارہ شعریٰ۔

ربط: ولید بن مغیرہ کا اسلام سے متاثر ہونا:

ابھی آپ نے دو گروہوں کا ذکر پڑھا، اچھے کام کرنے والے اور بُرے کام کرنے والے انہی برے کام کرنے والوں کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں، تفسیروں میں لکھا ہے کہ کسی وقت ولید بن مغیرہ اسلام سے متاثر ہوا اور اس نے کلمہ پڑھا۔ جب اس کے دوستوں کو پتہ چلا تو بڑے پریشان ہوئے کہنے لگے کہ ولید اثر ورسوخ والا آدمی ہے۔ تیرہ بیٹے ہیں اپنی گھر کی فوج ہے اگر یہ مسلمان ہوگیا تو ہمارے لئے مشکلات پیش آئیں گی چنانچہ ابوجہل، ابولہب وغیرہ آگئے اور ولید بن مغیرہ کو گھیرے میں لے لیا اور کہنے لگے کہ تو نے اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیا ہے اور تو اس نئے دین کا گرویدہ ہوگیا ہے، اس نے کہا کہ مجھے خطرہ ہے کہ اگر قیامت آگئی تو کہیں مجھے تکلیف نہ ہو ابوجہل نے کہا کہ تو کچھ اجرت مجھے دے دے تو تیرا گناہ میں اٹھا دوں گا تو اپنا عقیدہ بدل دے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اس آیت میں اس کا ذکر ہے۔ ولید نے تھوڑی سے رقم ابوجہل کو دی اور جس قدر وعدہ کیا تھا وہ رقم پوری بھی ابوجہل کو نہ دی۔

تفسیری نکات: ولید بن مغیرہ کی بدعہدی:

اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ تَوَلّٰى کیا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ہے اس شخص کو جس نے منہ پھیر لیا، اعراض کیا، ولید بن مغیرہ نے وَاَعْطٰى قَلِيْلًا اور اس نے دیا تھوڑا سا مال وعدے کے مطابق وَّاَكْدٰى اور بہت سخت نکلا باقی نہ دیا۔ اکدیہ کا معنی ہوتا ہے چٹان، سخت پتھر، جس کا توڑنا مشکل ہوتا ہے۔ اس کا لازمی معنی کرتے ہیں بڑا سخت نکلا اور آگے رک گیا اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے فَهُوَ يَرٰى پس وہ اس کو دیکھتا ہے کہ تیرا بوجھ دوسرا آدمی اٹھالے گا اور قبر، حشر اور دوزخ کے عذاب سے بچ جائے گا اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى کیا اس کو نہیں پہنچی وہ خبر جو موسیٰ علیہ السلام کی کتابوں میں ہے، صحیفوں میں ہے وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى اور ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں ہے جس نے اپنا وعدہ پورا کیا۔

یعنی جب ابراہیم علیہ السلام سے خواب میں اللہ تعالیٰ نے مطالبہ کیا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کردو تو ابراہیم علیہ السلام نے وہ وعدہ اور مطالبہ پورا کردیا۔ چونکہ ابراہیم علیہ السلام مشرکین مکہ کے لیے بھی محترم تھے اس لیے انہیں یاد کرایا گیا کہ ابراہیم علیہ السلام وعدے

اور قول کو پورا کرتے تھے۔ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى کوئی نفس کسی دوسرے نفس کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ یہ ابوجہل کے نام نہاد وعدے اور معاہدے کا جواب ہے جو اس نے ولید سے کیا۔ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى اور یہ کہ نہیں ہے انسان کے لیے مگر وہ جو اس نے محنت کی وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى اور بیشک اس کی کوشش عن قریب اس کو دکھائی جائے گی۔

ایصالِ ثواب پر مفصل بحث:

اس کے متعلق تفصیل تو ہم نے اپنی کتاب "راہ سنت" میں بیان کی ہے اور پھر مزید تشریح ہم نے "باب جنت" میں کی ہے۔

یہاں مختصر سی بات میں عرض کرتا ہوں۔ منکرین ایصال ثواب تو ایصال ثواب کا انکار کرتے ہیں وہ کون لوگ ہیں جو ایصالِ ثواب کا انکار کرتے ہیں؟ اس میں خاصی تفصیل ہے۔

مالی قسم کا صدقہ اس میں ائمہ اربعہ رحمہم اللہ متفق ہیں کہ مالی طور پر ایصال ثواب کریں تو پہنچتا ہے۔ بدنی طور پر کریں تو پہنچتا ہے یا نہیں دو امام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ پہنچتا ہے اور دو امام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ نہیں پہنچتا۔

بدنی سے مراد یہ ہے کہ نفلی نماز پڑھی، نفلی روزہ رکھا قرآن کریم پڑھا اس کا ثواب بخشا۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ثواب پہنچتا ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نہیں پہنچتا۔ جو حضرات ایصال ثواب کے حق میں ہیں ان کے دلائل بڑے قوی ہیں اس لئے متاخرین شوافع میں امام بغوی رحمہ اللہ نے جو کٹر شافعی ہیں انہوں نے بھی کہا کہ صحیح بات یہ ہے کہ ثواب پہنچتا ہے۔

غیر مقلدینَ میں امیر زمان رحمہ اللہ نے "سبل السلام" میں، قاضی شوکانی رحمہ اللہ نے نیل الاوطار میں تصریح کی ہے کہ حق بات وہی ہے جو احناف کہتے ہیں۔ ان کے اپنے غیر مقلدین حضرات کے جو فتاویٰ ہیں فتاویٰ نذیریہ، فتاویٰ ثنائیہ وغیرہ اُن میں یہ تصریح موجود ہے کہ حق بات وہی ہے جو احناف کہتے ہیں کہ بدنی ایصال ثواب بھی پہنچتا ہے لیکن اجرت پر ہو تو نہیں پہنچتا ہے۔

ہم نے مبسوط بحث کی ہے اس سے متعلق اپنی کتاب پر راہ سنت میں کہ اگر آپ قرآن پڑھ کر چائے کی ایک پیالی بھی پئیں گے تو ثواب کچھ بھی نہیں پہنچے گا، پیسے لیں گے تو ثواب کچھ بھی نہیں پہنچے گا اور وہاں ہم نے حوالے نقل کئے ہیں فتاوٰی رشیدیہ وغیرہ کے کہ زبان سے کچھ بھی نہ کہے لیکن قاری یا حافظ کو یہ معلوم ہو کہ مجھے وہاں کچھ ملے گا تب بھی ثواب نہیں پہنچے گا اور شامی کے حوالے ہم نے نقل کئے ہیں کہ پڑھنے والا بھی گناہ گار اور پڑھوانے والا بھی گنہگار اور اس مسئلہ میں احمد رضا خان صاحب کے حوالے بھی ہم نے نقل کئے ہیں وہ بھی اس پر متفق ہیں۔ پوری بات راہ سنت میں دیکھ لیں۔

تو ایصال ثواب کی مد میں اُجرت پر ہوتو اس کا ثواب نہیں پہنچتا۔ بغیر اُجرت کے ہوتو تو مردہ کو کیا زندہ کو بھی ایصال ثواب ہوسکتا ہے دلیل اس کی ابو داؤد شریف کی روایت ہے کہ عراق میں ایک شہر تھا اُغلہ اسکا ایک شخص حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تم واپس جاؤ گے تو اس کا ثواب مجھے بھی پہنچانا الی اخرہ۔ اس حدیث کے پیش نظر تاج الاصول میں جو حدیث کی شرح ہے اس میں لکھا ہے کہ زندہ کو بھی ثواب پہنچتا ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ ثواب نہیں پہنچتا وہ اس آیت سے بھی استدلال کرتے ہیں کہتے ہیں کہ دیکھیں " وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى "(کہ انسان کے لئے نہیں ہے مگر وہ جو اس نے خود کوشش کی)۔

منکرین ایصالِ ثواب کہتے ہیں کہ قرآن کہتا ہے کہ خود کوشش کی ہو تو پہنچتا ہے دوسرے کا ثواب کیسے پہنچے گا۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ کا یہ استدلال باطل ہے اس لئے کہ قرآن پاک میں آتا ہے "رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ" (اے پروردگار ہمیں بھی بخش دے اور ان کو بھی بخش دے جو ایمان میں ہم سے سبقت لے گئے) اب اگر ثواب نہیں پہنچتا تو قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے یہ مہمل طریقہ کیوں بتلایا۔ پھر تم نماز جنازہ میں بھی تو دعا پڑھتے ہو جب ثواب نہیں پہنچتا تو کیوں یہ مہمل کام کرتے ہو۔

رہا اس آیت کا جواب تو علامہ صدر الدین بولوی رحمۃ اللہ علیہ شرح عقیدہ الطحاوی میں، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقات میں اور شرح فقہ اکبر میں، علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ القاری میں، حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کتاب الروح میں اور دیگر بہت سے علماء حضرات فرماتے ہیں کہ یہ آیت تو ہماری دلیل ہے تمہاری تھوڑی ہے۔ مثلاً ایک آدمی نے شادی کی ولاد اس کی پیدا ہوئی اور مر گیا اب اس کے مرنے کے بعد اولاد اس کے لئے دعا کرتی ہے تو " اِلَّا مَا سَعٰى " اپنی کوشش کا نتیجہ ہی تو ہے۔

خوشی، غمی، اولاد، دولت، فقیری سب اللہ کی طرف سے ہے:

ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى پھر اس کو بدلہ دیا جائے گا پورا بدلہ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف انتہاء ہے۔ اے بندے تو نے اللہ تعالیٰ کی طرف جانا ہے اس بات کو نہ بھول وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى اور بیشک وہی اللہ تعالیٰ ہی ہنساتا ہے اور رلاتا ہے۔ دنیا دے کر ہنساتا ہے، غم دے کر رلاتا ہے وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا اور بیشک وہی ہے جو مارتا اور زندہ کرتا۔ زندہ کرنا اور مارنا بھی اسی کا کام ہے وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ اور بیشک اسی نے پیدا کیا جوڑا الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى نر اور مادہ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى نطفے سے جب ٹپکایا جاتا ہے۔ اس پانی کے قطرے سے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے لڑکا بھی پیدا ہوتا ہے اور لڑکی بھی پیدا ہوتی ہے وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى اور بیشک اسی کے ذمہ ہے دوسری دفعہ اٹھانا اگلے جہان میں وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى اور بیشک وہی ہے جس نے غنی کر دیا اور محتاج بنایا۔ اقنی کا ایک معنی تو کرتے ہیں فقیر بنایا اور بعض مفسرین کرام اقنی، قنیۃ سے لیتے ہیں قاف کے کسرے کے ساتھ۔ قنیہ کا معنی ہوتا ہے ڈھیر مال۔ تو اس لحاظ سے معنی ہوگا کہ رب نے غنی کر دیا اور ڈھیر مال دیا وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى اور بیشک

وہی ہے شعریٰ کا رب ۔ یہ قطب ستارے کے پاس ایک ستارہ ہے ۔ ریاضی والے اس کو غبور بھی کہتے ہیں اور جوزا بھی کہتے ہیں ۔ عرب کے کچھ لوگ شعریٰ ستارے کی پوجا کرتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے بے وقوفو تم شعریٰ ستارے کی پوجا کرتے ہو اور شعریٰ کے رب کی پوجا نہیں کرتے جس کی ہی عبادت کرنے کا صحیح حق ہے ۔

وَاَنَّهٗٓ اَهْلَكَ عَادَا الْاُوْلٰى ﴿50﴾ وَثَمُوْدَاۡ فَمَآ اَبْقٰى ﴿51﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ

اور بے شک وہی ہے جس نے عاد اولیٰ کو ہلاک کیا ۔ اور ثمود قوم کو ہلاک کیا پس کسی کو باقی نہ چھوڑا ۔ اور نوح علیہ السلام کی قوم کو ہلاک

قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ﴿52﴾ وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ﴿53﴾ فَغَشّٰىهَا

کیا اس سے پہلے ۔ بیشک تھے وہ بڑے ظالم اور بڑے سرکش ۔ اور الٹی بستی والوں کو پٹخ دیا ۔ اور ڈھانپ لیا اس کو اس چیز نے

مَا غَشّٰى ﴿54﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿55﴾ هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿56﴾ اَزِفَتِ

جس نے ڈھانپ لیا ۔ پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت میں شک کرو گے ۔ یہ ڈرانے والا ہے پہلے ڈرانے والوں میں سے ۔

الْاٰزِفَةُ ﴿57﴾ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿58﴾ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿59﴾

قریب آگئی قریب آنے والی ۔ نہیں ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کھولنے والا ۔ کیا پس اس بات سے تم تعجب کرتے ہو

وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ﴿60﴾ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿61﴾ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ﴿62﴾ ع

اور ہنستے ہو اور روتے نہیں ۔ اور تم غفلت میں پڑے ہوئے ہو ۔ پس سجدہ کرو تم اللہ تعالیٰ کو اور اس کی عبادت کرو ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَمَآ اَبْقٰى: (پس) اس نے باقی نہ چھوڑا، اَطْغٰى: زیادہ سرکش، اَلْمُؤْتَفِكَةَ: الٹی ہوئی بستیاں، اَهْوٰى: اس نے پھینک مارا، فَغَشّٰىهَا: (پھر) انہیں گھیر لیا، غَشّٰى: جس نے گھیر لیا، تَتَمَارٰى: تو شک کرتا رہے گا، اَزِفَتِ: قریب آ گئی، كَاشِفَةٌ: ہٹانے والی، تَعْجَبُوْنَ: تم تعجب کرتے ہو، لَا تَبْكُوْنَ: تم روتے نہیں ہو، سٰمِدُوْنَ: تکبر کرنے والے ۔

ربط:

اس سے قبل والی آیات میں ولید بن مغیرہ رئیس مکہ کی ہرزہ سرائیوں اور بے ہودہ باتوں کا جواب تھا ۔ اب اسی ضمن میں بتایا جا رہا ہے کہ تم سے زیادہ طاقتور اور تعداد میں زیادہ قوموں کو اللہ نے ملیا میٹ کر دیا ۔

تفسیری نکات: نافرمان قوموں کا عبرت ناک انجام:

وَاَنَّهٗٓ اَهْلَكَ عَادَا الْاُوْلٰى

اور بے شک وہی ہے جس نے عاد اولیٰ کو ہلاک کیا ۔ اللہ تعالیٰ نے عاد اولیٰ کی جانب حضرت ہود علیہ السلام کو بھیجا ۔ ان

کے علاقے کا نام احقاف تھا یہ علاقہ یمن، حضرموت، عمان اور نجران کے علاقوں کے درمیان واقع تھا۔ ایک طویل عرصہ تک حضرت ہود علیہ السلام ان کو تبلیغ کرتے رہے لیکن اس قوم نے ان کی حق باتوں کو تسلیم نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے سزا کے طور پر ان پر بارش روک دی اور خشک سالی ہوگئی۔ لیکن قوم عاد نے سرکشی جاری رکھی اور توبہ نہ کی۔ تین سال کے بعد ایک دن بادل آیا تو قوم عاد کے لوگ بڑے خوش ہوئے کہ یہ بادل بارش برسائے گا۔ لیکن اُس بادل سے تند و تیز ہوا برآمد ہوئی کہ جس نے اس نافرمان قوم کو پٹخ پٹخ کر زمین پر دے مارا اور وہ سب کے سب ہلاک ہوگئے۔

وَثَمُوْدَاْ اور ہلاک کیا قوم ثمود کو اللہ تعالیٰ نے قوم ثمود والے عاد ثانی بھی کہلاتے ہیں فَمَآ اَبْقٰی پس نہ باقی چھوڑا ان میں سے کسی ایک کو وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ اور نوح علیہ السلام کی قوم کو ہلاک کیا اس سے پہلے۔ نوح علیہ السلام کا زمانہ ہود علیہ السلام اور صالح علیہ السلام سے پہلے کا ہے۔ ہود علیہ السلام اور صالح علیہ السلام نوح علیہ السلام کے بعد تشریف لائے ہیں۔

اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى بیشک وہ بڑے ظالم اور سرکش تھے۔ دونوں اسم تفضیل کے صیغے ہیں۔ وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى اور الٹی بستی والوں کو پٹخ دیا۔ اھوی کا معنی ہے الٹا کر دینا۔ یہ بستی سدوم کا ذکر ہے جن کی طرف حضرت لوط علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا گیا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر چار قسم کے عذاب نازل ہوئے۔ چاروں کا قرآن پاک میں ذکر ہے۔

پہلا عذاب: فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ: "اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں کی بینائی ختم کر دی"۔

دوسرا عذاب: صیحہ کا تھا کہ ڈراونی آواز آئی جس سے ان کے کلیجے پھٹ گئے۔

تیسرا عذاب: کہ ان پر پتھر برسائے گئے۔

چوتھا عذاب: فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى پس چھا گیا اس بستی پر وہ عذاب جو چھا گیا۔ آنکھیں چھیننے کے بعد پتھروں کی بارش کر دی گئی، چیخ کے ذریعے کلیجے پھاڑ دیئے گئے۔ پھر اٹھا کر آسمانوں کی بلندی تک لے جا کر الٹا کر کے پھینک دیا گیا۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى انسان کو مخاطب فرمایا جا رہا ہے پس اپنے رب کی کون سی نعمتوں کے بارے میں شک کرو گے۔ وجود نعمت ہے اس میں ہاتھ نعمت، پاؤں نعمت، آنکھیں نعمت، کان نعمت، زبان نعمت، دل و دماغ نعمت، جگر گردے نعمت، مال خوراک، لباس نعمت۔ ہم نعمتوں کو شمار نہیں کر سکتے۔ فرمایا مکہ والو! هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى، هٰذَا کا اشارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے کہ یہ ڈرانے والے ہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے پہلے ڈرانے والوں میں سے۔ اسی جماعت سے ہیں جو پہلے ڈرانے والے جیسے نوح علیہ السلام، صالح علیہ السلام، ہود علیہ السلام، لوط علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام آچکے ہیں اگر تم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہیں مانو گے تو جو حشر ان سابقہ پیغمبروں کے مخالفوں کا ہوا تمہارا بھی وہی حشر ہوگا۔

اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ قریب آگئی قریب آنے والی۔ مراد قیامت ہے کہ قیامت کا نام الساعہ بھی ہے، الحاقہ بھی ہے، القارعہ بھی ہے اور اٰزفہ بھی ہے۔ یہ سب نام قرآن میں موجود ہیں۔

لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ نہیں ہے کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا اس کو کھولنے والا۔ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۸۷ میں ہے لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ''نہیں ظاہر کرے گا اس کو وقت پر مگر وہی'' اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ کیا پس اس بات سے تم تعجب کرتے ہو کہ قیامت آئے گی وَتَضْحَكُوْنَ اور ہنستے ہو وَلَا تَبْكُوْنَ اور روتے نہیں ہو۔ اگر تمہیں قیامت کی ہولناکیوں کا احساس ہوتو بہت روؤ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ، سمدون کا معنی غافلون کرتے ہیں اور تم غفلت میں پڑے ہوئے ہو۔ اور اس کا معنی متکبرون بھی کرتے ہیں کہ تم تکبر کرتے ہو۔ اور منکرون بھی کرتے ہیں کہ تم انکار کرتے ہو۔ سب معانی صحیح ہیں فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ پس تم سجدہ کرو اللہ تعالیٰ کو وَاعْبُدُوْا اور اس کی عبادت کرو۔ یہ آیت کریمہ سجدے والی ہے۔ جو بھی پڑھے اور جو بھی سنے ان تمام پر سجدہ واجب ہے۔

سُوْرَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ القمر مکہ میں نازل ہوئی۔ اسکی آیات کی تعداد پچپن (۵۵) ہے اور رکوع کی تعداد تین (۳) ہے۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس کا چوّن (۵۴) نمبر ہے اور نزول کے اعتبار سے اس کا سینتیسواں (۳۷) نمبر ہے۔ یعنی اس سورۃ سے قبل چھتیس (۳۶) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ چونکہ اس سورۃ کے آغاز میں ہی شق قمر کا بیان ہے اس لیے اس سورۃ کا نام قمر ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاتقان فی علوم القرآن'' میں اس کا ایک نام ''اقتربت'' بھی بتلایا ہے جو کہ شروع سورۃ میں ہی یہ کلمہ آرہا ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ تورات میں اس سورۃ کا نام ''اَلْمُبَيِّضَةُ'' آیا ہے اس لیے کہ یہ اپنے یاد رکھنے والے شخص کے چہرے کو قیامت کے دن روشن اور چمکدار بنائے گی جس دن بہت سے چہرے سیاہ اور تاریک ہوں گے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ① وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ②

قریب آگئی قیامت اور پھٹ گیا چاند۔ اور اگر دیکھیں یہ لوگ کوئی نشانی اعراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں جادو ہے طاقتور۔

وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ③ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ

اور جھٹلایا انہوں نے اور پیروی کی انہوں نے اپنی خواہشات کی اور ہر معاملہ ٹھہرا ہوا ہے (اپنے وقت پر)۔ اور البتہ تحقیق آچکی

مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ۝4 حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝5

ہیں ان کے پاس خبروں میں سے وہ جن میں ڈانٹ ہے۔ حکمت ہے انتہاء کو پہنچنے والی پس نہیں فائدہ دیتے ڈر سنانے والے۔

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝6 خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعراض کریں ان سے جس دن پکارے گا پکارنے والا ناگوار چیز کی طرف۔ جھکی ہوئی ہوں گی آنکھیں ان کی،

يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۝7 مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ۭ يَقُوْلُ

نکلیں گے قبروں سے گویا کہ وہ ٹڈیاں ہیں بکھری ہوئیں۔ تیزی سے چل رہے ہوں گے پکارنے والے کی طرف کہیں گے

الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝8 كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا

کافر لوگ یہ دن بہت سخت ہے۔ جھٹلایا ان سے پہلے نوح علیہ السلام کی قوم نے پس جھٹلایا انہوں نے ہمارے بندے کو اور کہا انہوں

مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ۝9 فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝10 فَفَتَحْنَآ

نے دیوانہ ہے جھڑکا ہوا ہے۔ پس پکارا انہوں نے اپنے رب کو بیشک میں عاجز ہوں پس آپ انتقام لیں۔ پس کھول دیا ہم

اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝11 وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ

نے آسمان کے دروازوں کو پانی کے ساتھ جو زور سے بہنے والا تھا۔ اور چلا دیئے ہم نے زمین میں چشمے پس مل گیا پانی ایک

عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝12 وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ۝13 تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا ۚ

معاملے پر جو طے کر دیا گیا تھا۔ اور ہم نے سوار کیا نوح علیہ السلام کو تختوں والی پر اور کیلوں والی پر۔ جو چلتی تھی ہماری آنکھوں کے

جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ۝14 وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝15

سامنے، بدلہ تھا اس کا جس کی ناقدری کی گئی۔ اور ہم نے اس کو ایک عبرت بنا چھوڑا تو کوئی ہے کہ سوچے سمجھے؟

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝16 وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝17

سو میرا عذاب اور ڈرانا کیسا ہوا؟ اور البتہ تحقیق چھوڑا ہم نے اس کو نشانی پس کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِقْتَرَبَتِ: قریب آگئی، اِنْشَقَّ: پھٹ، يُعْرِضُوْا: وہ اعراض کرتے ہیں، مُسْتَمِرٌّ: طاقتور، مضبوط، مُسْتَقِرٌّ: قرار پکڑنے والا ٹھہرا ہوا، مُزْدَجَرٌ: عبرت، نُكُرٍ: عجیب و ناگوار، خُشَّعًا: جھکی ہوئی، يَخْرُجُوْنَ: نکلیں گے، مُنْتَشِرٌ: پھیلنے والی، عَسِرٌ: سخت، وَازْدُجِرَ: دھمکی دی گئی اسے، فَانْتَصِرْ: (پس) تو انتقام لے، مُنْهَمِرٍ: کثرت سے برسنے والا، عُيُوْنًا: چشمے، قُدِرَ: طے کیا گیا تھا، حَمَلْنٰهُ: ہم نے اٹھایا اسے، دُسُرٍ: میخیں کیلیں، كُفِرَ: بے قدری کی گئی، تَرَكْنٰهَا: ہم

نے چھوڑ دیا اسے، نُذُرِ: میرا ڈرانا، یَسَّرْنَا: ہم نے آسان کیا۔

ربط:

ابھی آپ نے سورۃ نجم کے آخر میں پڑھا اَزِفَتِ الْاٰ زِفَةُ یعنی قیامت نزدیک آ گئی اب اس سورۃ کے آغاز میں فرمایا جا رہا ہے اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ قیامت قریب آ گئی۔

اس سورۃ کا شانِ نزول:

اس سورۃ کا شانِ نزول یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ مکہ مکرمہ میں تھے چودھویں رات تھی ایک اچھا خاصا ہجوم آپ ﷺ کے پاس آیا کسی نے کہا ان سے یہ مطالبہ کرو کسی نے کہا کہ یہ کرو کسی نے کہا کہ اگر یہ چاند دو ٹکڑے ہو جائے تو ہم آپ ﷺ کو اللہ کا رسول مان لیں گے فرمایا "اِنَّمَا الْاٰیَاتُ عِنْدَ اللّٰهِ" نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اگر میری تائید کر دے تو مانو گے انہوں نے کہا کہ ہاں ضرور مانیں گے۔ آپ ﷺ نے شہادت کی انگلی سے اشارہ فرمایا، چاند کا ایک ٹکڑا مشرق کی طرف اور ایک ٹکڑا مغرب کی طرف چلا گیا۔ اب یہ ان کی منہ مانگی مراد تھی چاہیے تو یہ تھا کہ مان لیتے لیکن کفار مکہ کہنے لگے کہ نعوذ باللہ یہ بہت بڑے جادوگر ہیں۔

تفسیری نکات: قیامت کی نشانیوں میں سے شق القمر بھی ہے:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ قریب آ گئی قیامت وَانْشَقَّ الْقَمَرُ اور پھٹ گیا چاند، دو ٹکڑے ہو گیا وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَةً اور اگر دیکھیں یہ لوگ کوئی نشانی یُّعْرِضُوْا تو اعراض کرتے ہیں وَیَقُوْلُوْا اور کہتے ہیں سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ یہ طاقتور جادو ہے۔ مستمر اگر مرۃ سے لیں جیسا کہ تم نے پچھلی سورت میں پڑھا ہے ذُوْ مِرَّةٍ قوت والا۔ یہ جبرائیل علیہ السلام کی صفت ہے۔ تو معنیٰ ہوگا طاقتور جادو۔

بعض حضرات نے اس کا مجرد مَرُوْر سے لیا ہے۔ بولتے ہیں مرور زمانہ، زمانے کا گزرنا۔ تو پھر معنی ہوگا ختم ہونے والا جادو۔ یعنی دو تین رہے گا پھر ختم ہو جائے گا اور بعضوں نے استمرار سے لیا ہے۔ دوام کا معنیٰ ہوگا کہ یہ جادو مسلسل چلتا آ رہا ہے نعوذ باللہ پہلے پیغمبر بھی کرتے آئے ہیں اور یہ بھی کر رہے ہیں۔ وَکَذَّبُوْا اور انہوں نے جھٹلا دیا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ اور انہوں نے پیروی کی اپنی خواہشات کی۔ منہ مانگا معجزہ ظاہر ہوا لیکن تسلیم نہ کیا۔ وَکُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ اس کے دو معانی کیے گئے ہیں۔

[۱] ...... ہر معاملہ اپنی جگہ پر قائم ہے یعنی جس چیز کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو وقت مقرر فرمایا ہے وہ چیز اس وقت پر ہو جائے گی۔

[۲] ...... ہر معاملے کو ٹھہرا دینے والا اگر نیکیاں غالب ہوئیں تو جنت میں ٹھہرا دے گا اگر خدانخواستہ برائیاں غالب ہوئیں تو جہنم میں ٹھہرا دے گا۔

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ اور البتہ تحقیق آچکی ہیں ان کے پاس مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ خبروں میں سے مَا وہ فِيْهِ مُزْدَجَرٌ جن میں ڈانٹ ہے، توبیخ ہے، عبرت ہے۔ یعنی ان کے ساتھ عبرت اور زجر و توبیخ یعنی ڈرانے والے بے شمار واقعات اور خبریں آچکی ہیں۔ قرآن میں کتنی ہی قوموں کے واقعات اور ان کے عبرتناک انجام بیان کیے جن کو یہ کافر اپنے شام اردن، یمن اور دیگر تجارتی اسفار میں دیکھتے بھی تھے۔ کہ ان علاقوں سے ان کے قافلے گاہے بگاہے گزرا کرتے تھے۔

حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ حکمت ہے انتہاء کو پہنچنے والی۔ یہ قرآن پاک انتہاء کو پہنچنے والی حکمت ہے فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ پس نہیں فائدہ دیتے ڈرسنانے والے۔ کیونکہ ضدی آدمی کا کوئی علاج نہیں ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال وعظ و تبلیغ کی مگر قوم نے نہیں مانا۔ پیغمبر علیہم السلام اور کیا کرتے پیغمبروں کا کام تو اتنا ہی ہے کہ وہ حق کو واضح کردیں۔ منوانا تو ان کے فرائض میں داخل نہیں فَتَوَلَّ عَنْهُمْ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اعراض کریں۔ ان کے پیچھے پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ منہ مانگا معجزہ انہوں نے دیکھ لیا ہے نہیں مانتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پریشان نہ ہوں ان کو اس دن تک کے لیے چھوڑ دیں يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ جس دن پکارے گا پکارنے والا ناگوار چیز کی طرف۔ اجنبی اور نرالی چیز کی طرف۔ داعی سے مراد اسرافیل علیہ السلام ہیں۔ جب وہ دوبارہ بگل میں پھونک ماریں گے تو انسان زندہ ہو کر مشرق، مغرب، شمال، جنوب غرض ہر طرف سے میدان حشر میں اکٹھے ہو جائیں گے۔

خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ، خشعا خاشعة کی جمع ہے۔ آنکھیں ان کی جھکی ہوئی ہوں گی۔ کیونکہ ساری حقیقت تو برزخ میں دیکھ چکے ہوں گے اور یہ بھی علم ہے کہ اب اور پٹائی ہونی ہے تو اپنے اعمال پر شرمندہ ہوں گے يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ، اجداث، جدث کی جمع ہے۔ جدث کا معنی ہے قبر۔ نکلیں گے قبروں سے كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ، جراد جرادة کی جمع ہے بمعنی مکڑی، ٹڈی، گویا کہ وہ مکڑیاں ہیں، ٹڈیاں ہیں بکھری ہوئی۔ جس طرح مکڑیاں بے ہنگم ہوتی ہیں اسی طرح قبروں سے نکلیں گے تو کوئی ترتیب نہیں ہوگی۔ قبر کا ذکر اس لیے فرمایا کہ عرب کے مشرک مردوں کو دفن کرتے تھے جلاتے نہیں تھے۔ یہود اور عیسائی بھی دفن کرتے تھے۔ لیکن جس کو جلایا گیا یا جس کو درندے، پرندے کھا گئے، مچھلیاں کھا گئیں۔ بندے کھا گئے، سب اللہ تعالیٰ کی قدرت سے آکر کھڑے ہوں گے۔

مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ تیزی سے چل رہے ہوں گے پکارنے والے کی طرف۔ جس طرف سے بگل کی آواز آرہی ہوگی اس طرف دوڑتے ہوئے جائیں گے يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ کہیں گے کافر هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ یہ دن بہت سخت ہے، بڑا مشکل ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ پاک کی طرف سے تسلی:

جب مشرکین مکہ نے شق القمر کا اس قدر بڑا اور واضح معجزہ دیکھا اور پھر بھی ایمان نہ لائے تو طبعی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا صدمہ اور رنج ہوا کہ مشرکین مکہ نے خود مطالبہ کر کے یہ معجزہ طلب کیا آنکھوں سے بڑی اچھی طرح دیکھ بھی لیا مگر ظالموں نے پھر بھی اس قدر بڑی حقیقت کو جھٹلا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لیے سابقہ قوموں کی ہٹ

دھرمی اور بدزبانی اور نبیوں کو جھٹلانے کے واقعات بیان فرمائے۔

حضرت نوح علیہ السلام سے ان کی قوم کا سلوک:

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ جھٹلایا ان سے پہلے نوح علیہ السلام کی قوم نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا پس جھٹلایا انہوں نے ہمارے بندے نوح علیہ السلام کو وَقَالُوْا اور کہا انہوں نے مَجْنُوْنٌ یہ دیوانہ ہے۔نوح علیہ السلام کے بارے میں قوم نے کہا کہ یہ پاگل ہے وَّازْدُجِرَ اور جھڑکا ہوا ہے۔(نَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ ذٰلِكَ)

حضرت نوح علیہ السلام جب چند آدمیوں کو اکٹھا بیٹھا ہوا دیکھتے تو غنیمت سمجھتے ہوئے کہ اکٹھے مل گئے ہیں ان کو حق سناؤں قریب جاتے، بیان شروع کرتے تو قوم کے لوگ ان کو دھکے مار کر باہر نکال دیتے تھے کہ پاگل آگیا ہے۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے پیغمبروں کو بھی جھٹلایا گیا ہے اور دیوانہ کہا گیا ہے۔تو فرمایا، کہا انہوں نے دیوانہ ہے جھڑکا ہوا ہے فَدَعَا رَبَّهٗ پس پکارا نوح علیہ السلام نے اپنے رب کو اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ اے پروردگار! میں مغلوب ہو گیا ہوں، عاجز ہو گیا پس آپ انتقام لیں ان سے۔ان پر میرا بس نہیں چلتا میں حق پہنچا چکا ہوں۔فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ پس ہم نے کھول دیئے آسمان کے دروازے بِمَآءٍ ایسے پانی کے ساتھ مُّنْهَمِرٍ جو زور سے بہنے والا تھا۔موسلا دھار بارش ان پر برسائی۔اوپر سے بارش شروع ہوئی وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا اور چلا دیئے ہم نے زمین میں چشمے۔یہ زمین کا پانی اور آسمان کا پانی فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ پس مل گیا پانی ایک معاملے پر، ایک کام پر قَدْ قُدِرَ جو طے ہو چکا تھا۔تمام مجرم اس میں غرق کر دیئے گئے وَحَمَلْنٰهُ اور ہم نے سوار کیا نوح علیہ السلام کو عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ تختوں والی پر میخوں والی پر۔الواح، لوح کی جمع ہے تختی۔اور تختوں والی پر وَّدُسُرٍ، دسر کا معنی ہے میخ۔میخوں والی پر۔چونکہ کشتی کی تختیوں کو میخوں سے مضبوط کیا جاتا ہے۔وہ کشتی تَجْرِیْ بِاَعْيُنِنَا چلتی تھی ہماری آنکھوں کے سامنے، ہماری حفاظت میں جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ یہ بدلہ ہوا اس کا جس کی ناشکری کی گئی۔یعنی اللہ تعالیٰ کی انہوں نے ناشکری کی اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ڈبو دیا۔

اور یہ معنی بھی کرتے ہیں یہ بدلہ تھا اس کا جس کی ناقدری کی گئی وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً اور البتہ تحقیق چھوڑا ہم نے اس کشتی کو نشانی۔بخاری شریف کی روایت ہے اَدْرَكَتْهَا اَوَائِلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ" اس امت کے پہلے لوگوں نے اپنی آنکھوں سے اس کشتی کا ڈھانچہ دیکھا ہے جبل ارارات پر فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ پس ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا جو نصیحت حاصل کرے فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِیْ وَنُذُرِ پس کیسا تھا میرا عذاب اور میرا ڈرانا۔میرا ڈرانا کیسا ثابت ہوا؟ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ اور البتہ تحقیق ہم نے آسان کر دیا قرآن نصیحت کے لیے فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ پس کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔قرآن پاک پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ مجھے پڑھو، سمجھو، عمل کرو، اللہ تعالیٰ کو راضی کرو، آخرت بناؤ، اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچو۔

كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِىْ وَنُذُرِ ﴿18﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِىْ يَوْمِ

جھٹلایا قوم عاد نے پس کیسا تھا میرا عذاب اور میرا ڈرانا۔ بیشک بھیجی ہم نے ان پر ہوا تند وتیز منحوس دن میں لگا تار ہوا۔

نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ﴿19﴾ تَنْزِعُ النَّاسَ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ﴿20﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِىْ

اکھاڑتی تھی وہ ہوا لوگوں کو گویا کہ وہ کھجور کے تنے ہیں۔ پس کیسا تھا میرا عذاب اور میرا ڈرانا۔

ع ۲۲/۸ وَنُذُرِ ﴿21﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿22﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ

اور البتہ تحقیق ہم نے آسان کردیا قرآن سمجھنے کے لیے پس ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔ جھٹلایا ثمود قوم نے ڈرانے

بِالنُّذُرِ ﴿23﴾ فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ اِنَّآ اِذًا لَّفِىْ

والوں کو۔ پس کہا انہوں نے کیا ایک بشر جو ہم میں سے ہے اکیلا ہم اس کی پیروی کریں بیشک ہم اس وقت البتہ گمراہی میں

ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿24﴾ ءَاُلْقِىَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ﴿25﴾

ہوں گے اور پاگل پن میں ہوں گے۔ کیا ڈالا گیا ہے ذکر وحی اس پر ہمارے درمیان بلکہ وہ بڑا جھوٹا ہے اور بڑا اشریر ہے۔

سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ﴿26﴾ اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ

عن قریب وہ جان لیں گے کل کون ہے بڑا جھوٹا بڑا متکبر۔ بیشک ہم بھیجنے والے ہیں اونٹنی کو آزمائش انکے لیے پس آپ انتظار

وَاصْطَبِرْ ﴿27﴾ وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ﴿28﴾

کریں ان کا اور صبر کریں۔ اور خبر دے دیں ان کو بیشک پانی تقسیم ہو چکا ہے ان کے درمیان ہر ایک کو اس کی باری پر پہنچنا ہے

فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ﴿29﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِىْ وَنُذُرِ ﴿30﴾

پس بلایا انہوں نے اپنے ساتھی کو پس اس نے ہاتھ آگے بڑھایا پس اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ دیں۔ پس کیسا تھا میرا عذاب اور میرا

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿31﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ

ڈرانا۔ بیشک بھیجی ہم نے ان پر ایک آواز پس ہو گئے جیسے روندی ہوئی ہو باڑ۔ اور البتہ تحقیق ہم نے آسان کردیا قرآن کو

لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿32﴾

نصیحت کے لیے پس کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

نَحِسٍ: نحوست والا، اَعْجَازُ: تنے (جمع)، مُنْقَعِرٍ: اکھڑا ہوا، نَتَّبِعُهٗٓ: (کیا) ہم پیروی کریں گے اس کی،

سُعُرٍ: جنون، مُرْسِلُوْا: نکالنے والے، فَارْتَقِبْهُمْ: آپ دیکھتے رہیے انہیں ، مُحْتَضَرٌ: حاضر کیا ہوا، فَتَعَاطٰى: (سو) اس نے وار کیا، فَعَقَرَ: پس کونچیں کاٹ دیں، كَهَشِيْمِ: جیسے روندی ہوئی، چورا چورا کی ہوئی ، اَلْمُحْتَظِرِ: باڑ لگانے والا۔

ربط:

شق القمر کا معجزہ مشرکین نے بذات خود طلب کیا اور پھر ہٹ دھرمی سے خود ہی انکار کر دیا ان کے انکار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو از حد رنج ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لیے پہلے پیغمبروں کے واقعات بیان فرمائے۔ اس سے قبل حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کا واقعہ بیان کیا۔ اب حضرت ہود علیہ السلام اور ان کی قوم عاد اور حضرت صالح علیہ السلام اور ان کی قوم ثمود کا تذکرہ فرمایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: قوم عاد کی نافرمانی پر اللہ تعالیٰ کا عذاب:

كَذَّبَتْ عَادٌ جھٹلایا قوم عاد نے ہود علیہ السلام کو۔ یہ قوم نوح علیہ السلام کے بعد تھی۔ ان کے علاقے کا نام احقاف تھا جو نجران کے قریب تھا۔ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِىْ وَنُذُرِ پس کیسا تھا میرا عذاب اور میرا ڈرانا۔ میں نے ان کو پہلے آگاہ کیا تھا کہ اگر تم اسی طرح منکر رہے تو تم پر میرا عذاب آئے گا۔ آگے اس کی تھوڑی سی تفصیل بتاتے ہیں۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا بیشک بھیجی ہم نے ان پر ہوا صَرْصَرًا تند و تیز۔ کم و بیش تین سال تک بارش نہ ہوئی پھر ایک بادل کا ٹکڑا آیا اس کو دیکھ کر کہنے لگے

هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا یہ بادل ہے ہم پر بارش برسائے گا۔ فرمایا بَلْ هُوَمَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ نہیں بلکہ یہ وہ چیز ہے جس کو تم جلدی طلب کرتے تھے۔ ان پر ہوا بھیجی۔ فِىْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ منحوس دن میں لگاتار ہوا تَنْزِعُ النَّاسَ اکھاڑتی تھی وہ لوگوں کو، اٹھا کر پھینکتی تھی كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ، اعجاز عجز کی جمع ہے۔ مڈھ، تنا، کھجور کا درخت منقعر اکھڑے ہوئے۔ گویا کہ وہ کھجور کے تنے ہیں اکھڑے ہوئے۔

کیا دن منحوس ہوتے ہیں؟:

یہاں ایک سوال بعض حضرات نے اٹھایا ہے کہ قرآن سے ثابت ہو رہا ہے کہ يَوْمِ نَحْسٍ یعنی دن منحوس بھی ہوتے ہیں۔ لیکن ان کا یہ استدلال درست نہیں ہے اس لیے کہ سورہ حٰم سجدہ آیت ۱۶ میں ہے فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِىْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ پس بھیجی ہم نے ان پر ہوا تند و تیز منحوس دنوں میں۔ تو یہاں جمع کا لفظ ہے کئی دن۔ وہ کئی دن کتنے تھے؟ اس کا ذکر سورۃ الحاقہ میں ہے سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ہوا کو ان پر مسلط کر دیا جو سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل ان پر چلتی رہی۔ اب اس کا تو مطلب یہ بنے گا کہ ہفتے کے سارے دن ہی منحوس ہیں سعد دن تو ایک بھی نہ رہا۔ پھر اگر دنوں میں ذاتی طور پر کوئی نحوست ہوتی تو ہود علیہ السلام اور ان کے مسلمان ساتھیوں

کے لیے بھی ہوتی لیکن الحمد للہ وہ بخیر وعافیت رہے معلوم ہوا کہ دنوں میں بذات خود نحوست نہیں ہے بلکہ یہ نحوست تو ان نافرمان قوموں کی کفروشرک اور ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے تھی۔ لہٰذا منحوس دن نہیں ہوتے البتہ دن فضیلت والے ہوتے ہیں جیسے جمعہ کا دن آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق سید الایام یعنی تمام دنوں کا سردار ہے ایسے ہی عیدین کے دن اور یوم عرفہ کا دن وغیرہ۔

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِىْ وَنُذُرِ پس کیسا تھا میرا عذاب اور میرا ڈرانا وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ اور البتہ تحقیق ہم نے آسان کر دیا قرآن کو سمجھنے کے لیے فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ پس ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔

قوم ثمود کی نافرمانی پر سزا:

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ۔ جھٹلایا ثمود قوم نے ڈرانے والوں کو۔ اور سورۃ الشعراء آیت نمبر ۱۴۱ میں ہے كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ جھٹلایا ثمود قوم نے اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو۔ یہاں بھی جمع کا صیغہ ہے حالانکہ ڈرانے والا ایک ہی تھا۔ حضرت صالح علیہ السلام اس کے جواب میں مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ ایک پیغمبر کو جھٹلانا تمام پیغمبروں کو جھٹلانا ہے۔ اس لیے کہ دین سب پیغمبروں کا ایک ہے۔ توحید و رسالت اور قیامت کے مسئلے میں سب پیغمبر متفق ہیں۔

فَقَالُوْٓا پس کہا انہوں نے اَبَشَرًا مِّنَّا کیا ایک بشر جو ہم میں سے ہے وَاحِدًا اکیلا نَّتَّبِعُهٗٓ ہم اس کی پیروی کریں۔ حضرت نوح علیہ السلام کے دور سے لے کر آنحضرت ﷺ کے زمانے تک مشرکوں کا یہ نظریہ بھی چلتا رہا ہے کہ پیغمبر بشر نہیں ہونا چاہیے اِنَّآ اِذًا بیشک اس وقت ہم لَّفِیْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ البتہ ہم گمراہی میں ہوں گے اور پاگل پن میں ہوں گے۔ پھر تو ہم پاگل ہوئے نا جو بشر کی بات مان لیں۔ اور کہنے لگے ءَ اُلْقِیَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا کیا ڈالا گیا ہے ذکر یعنی ان پر ہمارے درمیان۔ ان کو نبوت ملی ہے ہم اللہ تعالیٰ کو نظر نہیں آئے تھے۔ یہی بات مشرکین مکہ نے کہی تھی لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ کیوں نہیں اتارا گیا یہ قرآن کسی بڑے آدمی پر دو بستیوں میں سے۔ دو بستیوں سے مراد مکہ اور طائف ہیں۔

بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ۔ کذّاب مبالغے کا صیغہ ہے، بڑا جھوٹا۔ اور اشر کا معنی متکبر بھی ہے اور شریر کا بھی کرتے ہیں۔ صالح علیہ السلام کو کہنے لگے بلکہ وہ بڑا جھوٹا ہے بڑا متکبر اور بڑا شریر ہے العیاذ باللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا عنقریب کل یہ جان لیں گے مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ کون ہے بڑا جھوٹا، کون ہے بڑا متکبر، کون ہے بڑا اشرارتی۔ ان کو علم ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے مطالبے پر چٹان سے اونٹنی نکال دی۔ فرمایا اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ بیشک ہم بھیجنے والے ہیں اونٹنی کو فِتْنَةً لَّهُمْ ان کی آزمائش کے لیے فَارْتَقِبْهُمْ پس آپ انتظار کریں ان کا وَاصْطَبِرْ اور صبر کریں۔ ڈٹ کر رہیں اپنے مشن میں۔ پانی کا ایک چشمہ تھا پینے کی باری مقرر ہوگئی کہ ایک دن یہ اونٹنی پیے گی اور ایک دن تمہارے

جانور پئیں گے اس کا ذکر ہے۔ وَنَبِّئْهُمْ اور آپ ان کو خبر دے دیں اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌ بَیْنَهُمْ بیشک پانی تقسیم ہو چکا ہے ان کے درمیان۔ ایک دن اونٹنی کی باری ہوگی اور ایک دن تمہارے جانوروں کی کُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ہر ایک کو اس کی باری پر پہنچنا ہے تمہارے جانور اپنی باری پر حاضر ہوں اور اونٹنی اپنی باری پر حاضر ہو۔ مگر قوم ثمود کے نو شر پسندوں نے اونٹنی کو قتل کر ڈالا۔

فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ پس انہوں نے پکارا اپنے ساتھی کو فَتَعَاطٰى پس اس نے ہاتھ آگے بڑھایا تلوار لے کر فَعَقَرَ پس اس نے اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ دیں فَکَیْفَ کَانَ عَذَابِیْ وَنُذُرِ پس کس طرح تھا میرا عذاب اور میرا ڈرانا۔ کیا گزری ان پر؟ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ صَیْحَةً وَّاحِدَةً بیشک بھیجی ہم نے ان پر ایک آواز۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک ڈراونی آواز نکالی فَکَانُوْا پس ہو گئے وہ کَهَشِیْمِ الْمُحْتَظِرِ جیسے روندی ہوئی ہو باڑ۔ ھشیم کا معنی چورا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو چورا چورا کر دیا جس طرح باڑ کو جانور روند کر چورا چورا کر دیتے ہیں اس طرح چورا چورا کر دیا وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ اور البتہ تحقیق ہم نے آسان کر دیا۔ قرآن کو نصیحت کے لیے فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ پس ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔ قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے قرآن پڑھو، سمجھو، اور نصیحت حاصل کرو، عمل کرو، اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

کَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۭ بِالنُّذُرِ ﴿٣٣﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ

جھٹلایا لوط علیہ السلام کی قوم نے ڈرانے والوں کو۔ بیشک ہم نے بھیجے ان پر سنگریزے، مگر لوط علیہ السلام کے گھرانے والے،

نَّجَّیْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ﴿٣٤﴾ نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ؕ کَذٰلِکَ نَجْزِیْ مَنْ شَکَرَ ﴿٣٥﴾ وَلَقَدْ

ہم نے نجات دی ان کو سحری کے وقت۔ یہ نعمت تھی ہماری طرف سے، اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں جو شکر ادا کرے۔ اور البتہ

اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿٣٦﴾ وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ

تحقیق ڈرایا لوط علیہ السلام نے ان کو ہماری پکڑ سے پس انہوں نے شک کیا ڈرانے والوں کی بات میں۔ اور البتہ تحقیق انہوں نے

عَنْ ضَیْفِهٖ فَطَمَسْنَآ اَعْیُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِیْ وَنُذُرِ ﴿٣٧﴾

مطالبہ کیا لوط علیہ السلام سے ان کے مہمانوں کے بارے میں پس ہم نے مٹا دیں ان کی آنکھیں پس چکھو تم میرا عذاب اور میرا ڈرانا

وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُکْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ﴿٣٨﴾ فَذُوْقُوْا عَذَابِیْ وَنُذُرِ ﴿٣٩﴾ وَلَقَدْ یَسَّرْنَا

اور البتہ تحقیق صبح سویرے آیا ان پر عذاب ٹکنے والا۔ پس چکھو تم میرا عذاب اور میرا ڈرانا۔ اور البتہ تحقیق ہم نے آسان کر دیا

الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ ﴿٤٠﴾ وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿٤١﴾ ع

قرآن نصیحت کے لیے پس ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔ اور البتہ تحقیق آئے فرعونیوں کے پاس ڈرانے والے۔

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿٤٢﴾ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ

جھٹلایا انہوں نے ہماری نشانیوں کو سب کو پس ہم نے پکڑا ان کو زبردست قدرت والے کا پکڑنا۔ کیا تمہارے کافر بہتر ہیں

مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِى الزُّبُرِ ﴿٤٣﴾

ان سے یا تمہارے لیے براءت کتابوں میں ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

بِسَحَرٍ: سحر کے وقت، اَنْذَرَهُمْ: ان کو ڈرایا، بَطْشَتَنَا: ہماری پکڑ، فَتَمَارَوْا: انہوں نے جھگڑا کیا، رَاوَدُوْهُ: انہوں نے پھسلایا اسے، ضَيْفِهٖ: اس کے مہمان، صَبَّحَهُمْ: ان پر صبح کو آیا، مُقْتَدِرٍ: قدرت والا، كُفَّارُكُمْ: تمہارے کافر۔

ربط:

سابقہ آیات میں حضرت نوح علیہ السلام، ہود علیہ السلام، صالح علیہ السلام اور ان کی قوموں پر آنے والے عذاب کا تذکرہ کیا گیا تھا۔ اب ان آیات میں حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کی نافرمانی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون اور اس کی قوم کا تذکرہ اور ان پر آنے والے عذاب کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی نافرمانی اور عذاب:

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۭ بِالنُّذُرِ جھٹلایا قوم لوط نے ڈرانے والوں کو۔ لوط علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے حاران بن آزر کے بیٹے۔ سدوم جس کے اردگرد اور بھی بستیاں تھیں یہ لوط علیہ السلام کا علاقہ تھا کہ ان کی تبلیغ ان کے ذمہ تھی۔ لیکن ان لوگوں نے لوط علیہ السلام کی تکذیب کی۔ چونکہ ایک پیغمبر کو جھٹلانا سب کو جھٹلانا ہے اس لیے جمع کا صیغہ لایا گیا ہے اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا بیشک ہم نے بھیجے ان پر سنگریزے اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ مگر لوط علیہ السلام کے گھرانے والے۔

اس قوم پر اللہ تعالیٰ نے چار قسم کے عذاب نازل فرمائے۔ دو کا ذکر یہاں ہے۔ پتھر برسائے جو نشان لگے ہوئے تھے (سورۃ ہود) اور دوسرا ان کی آنکھیں مٹا دیں۔ تیسرے عذاب کا ذکر سورۃ الحجر پارہ ۱۴ میں ہے فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ پس پکڑا ان کو چیخ نے۔ اور چوتھا عذاب فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا پس کر دیا ہم نے ان بستیوں کے اوپر والے حصے کو نیچے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان کے علاقے کو اپنے پر پر اٹھا کر الٹا کر کے گرا دیا۔ تو اس کا ذکر ہے کہ پھینکے ہم نے ان پر سنگریزے اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ مگر لوط علیہ السلام کے گھر والوں کو ہم نے بچا لیا۔ وہ حضرت لوط علیہ السلام کی دو یا تین بیٹیاں تھیں اور چند ساتھی اور تھے جو ایک ہی حویلی میں رہتے تھے نَجَّيْنٰهُمْ ہم نے ان کو نجات دی بِسَحَرٍ سحری کے وقت۔ یہ نجات دینا نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا نعمت تھی ہماری طرف سے۔ ہمارا فضل و کرم اور مہربانی تھی جس طرح ہم نے ان کو نجات

دی كَذٰلِكَ نَجْزِىْ مَنْ شَكَرَ اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں اس کو جو شکر ادا کرتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اللہ تعالیٰ اس کو نجات دیں گے۔

وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ اور البتہ تحقیق ڈرایا ان کو لوط علیہ السلام نے بَطْشَتَنَا ہماری پکڑ سے، ہماری گرفت سے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے باز نہیں آؤ گے تو اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آجاؤ گے لیکن فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ پس انہوں نے شک کیا ڈرانے والوں کی باتوں میں۔ کہنے لگے ویسے ہی باتیں کرتے ہیں۔

وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ اور البتہ تحقیق انہوں نے مطالبہ کیا لوط علیہ السلام سے ان کے مہمانوں کے بارے میں۔ ان کے ساتھ بدکاری کرنے کا۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ان فرشتوں میں ایک جبرائیل علیہ السلام تھے، ایک میکائیل علیہ السلام تھے، ایک اسرافیل علیہ السلام تھے، بعض مفسرین چھ فرشتے لکھتے ہیں، بعض مفسرین ان فرشتوں کی تعداد دس اور بارہ بھی لکھتے ہیں۔ یہ جب حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئے تو چھوٹی عمروں میں۔ تیرہ سال، چودہ سال، پندرہ سال کی عمر کے لڑکوں کی صورت میں آئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو یہ قدرت دی ہے کہ وہ جو شکل چاہیں اختیار کر سکتے ہیں۔

تو جب یہ فرشتے آئے قوم کو علم ہوا قوم بڑی بدمعاش تھی جنسی خواہشات عورتوں کے بجائے مردوں سے پوری کرتی تھی۔ دوڑتے ہوئے لوط علیہ السلام کے پاس آگئے۔ لوط علیہ السلام بڑے پریشان ہوئے۔ فرمایا هٰۤؤُلَاۤءِ بَنَاتِىْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ (ہود) یہ میری بیٹیاں ہیں یہ تمہارے لیے پاک ہیں۔ یعنی میری بیٹیوں کا رشتہ لے لو اور مہمانوں کے بارے میں مجھے رسوا نہ کرو۔

امام حاکم مستدرک حاکم میں اس کی ایک تفسیر یہ بیان فرماتے ہیں کہ اپنی لڑکیوں کا قوم کے سرداروں سے رشتہ دینے کے لیے تیار ہو گئے تا کہ قوم کے باقی افراد کو وہ سردار پیچھے کر لیں اور قوم میرے مہمانوں کو تنگ نہ کرے۔

جب کہ جمہور مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ هٰۤؤُلَاۤءِ بَنَاتِىْ سے قوم کی بیٹیاں مراد ہیں۔ کیونکہ پیغمبر قوم کا روحانی باپ ہوتا ہے۔

تو خیر لوط علیہ السلام نے قوم سے فرمایا اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ (سورۃ ہود) کیا تم میں کوئی سمجھ دار آدمی نہیں ہے۔ جو میری بات کو سمجھے۔ فرشتے ایک طرف بیٹھے تھے یہ صورت حال دیکھی تو بول پڑے حضرت! پریشان نہ ہوں میں جبرائیل علیہ السلام ہوں، یہ میکائیل علیہ السلام ہے، یہ فلاں ہے، یہ فلاں ہے، ہم تو ان کے لیے عذاب لے کر آئے ہیں بس آپ یہاں سے نکل جائیں آپ کے نکلنے کے برابر ان کو مہلت ہے۔ پھر دیکھو ہم ان کا کیا حشر کرتے ہیں۔

فَطَمَسْنَاۤ اَعْيُنَهُمْ پس مٹا دیں ہم نے ان کی آنکھیں، انہیں اندھا کر دیا۔ اب دیکھو کیا دیکھتے ہو فَذُوْقُوْا عَذَابِىْ وَنُذُرِ پس چکھو تم میرا عذاب اور میرا ڈرانا۔ میرا پیغمبر تمہیں ڈراتا تھا اور تم مانتے نہیں تھے اب اس نافرمانی کا مزہ چکھو۔

وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً اور البتہ تحقیق آ گیا ان پر صبح سویرے ہی عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ عذاب نکلنے والا ٹھہرانے والا ایسا خوفناک ٹھہرا کہ ختم نہ ہوا۔ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ پس چکھو تم میرا عذاب اور میرا ڈرانا۔ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ اور البتہ تحقیق ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کے لیے پس ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔ قرآن پاک سمجھنے کی دعوت دے رہا ہے۔

فرعون اور اس کی قوم کی نافرمانیوں کی سزا:

وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ اور البتہ تحقیق آئے فرعونیوں کے پاس ڈرانے والے۔ فرعون مصر کے بادشاہ کا لقب ہوتا تھا جیسے ایران کے بادشاہ کا لقب کسریٰ اور روم کے بادشاہ کا لقب قیصر اور یمن کے بادشاہ کا لقب تبع ہوتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بڑے بھائی ہارون علیہ السلام کو اس کے پاس بھیجا۔ انہوں نے اس کو اور اس کی قوم کو ڈرایا نو نشانیاں بھی دکھائیں كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا جھٹلا دیا انہوں نے ہماری ساری نشانیوں کو سب معجزے جھٹلا دیئے فَاَخَذْنٰهُمْ پس ہم نے پکڑا اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ان کو قدرت والے غالب کا پکڑنا۔ وہی فرعون جو اپنے آپ کو رب الاعلیٰ کہتا تھا تو فرمایا ہم نے ان کو پکڑا قدرت والے غالب کا پکڑنا۔ یہ واقعات ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے مکہ کے کافرو! اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ کیا تمہارے کافر بہتر ہیں ان سے مال کے لحاظ سے، تعداد کے لحاظ سے، بادشاہی اور فوج کے لحاظ سے کہ وہ تباہ ہو گئے اور تم بچ جاؤ گے۔ تم باز نہ آئے تو انہی کی طرح تباہ ہو گے اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ۔ زبر، زبور کی جمع ہے، صحیفہ، کتاب، یا تمہارے لیے براءت لکھی ہوئی ہے صحیفوں میں کہ تم جو چاہو کرتے پھرو تمہیں کوئی نہیں پکڑے گا۔ یہ واقعات بیان کر کے اللہ تعالیٰ نے سمجھایا ہے کہ پیغمبروں کی تکذیب کا نتیجہ اور انجام کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا ہے تو پہلے پیغمبروں کو بھی جھٹلایا گیا ہے پریشان نہ ہوں۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ﴿٤٤﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿٤٥﴾

کیا وہ کہتے ہیں ہم سب اکٹھے ہیں انتقام لینے والے۔ عن قریب شکست دی جائے گی اس مجمع کو اور پھیریں گے پشتوں کو۔

بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ﴿٤٦﴾ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿٤٧﴾

بلکہ قیامت ان کے وعدے کا وقت ہے اور قیامت بڑی دہشت والی ہے اور بڑی کڑوی ہے۔ بیشک مجرم گمراہی میں ہیں

يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿٤٨﴾ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ

اور جنون میں ہیں۔ جس دن گھسیٹے جائیں گے آگ میں چہروں کے بل چکھو دوزخ کی آگ کا مزہ۔ بیشک ہم نے ہر چیز کو پیدا

بِقَدَرٍ ﴿٤٩﴾ وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۢ بِالْبَصَرِ ﴿٥٠﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ

کیا ہے اندازے سے۔ اور نہیں ہے ہمارا حکم مگر ایک ہی دفعہ آنکھ کے جھپکنے کی طرح۔ اور البتہ تحقیق ہم نے ہلاک کی ہیں

اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿٥١﴾ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ﴿٥٢﴾

تمہاری جیسی جماعتیں پس ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا اور ہر وہ چیز جو انہوں نے کی ہے کتابوں میں لکھی ہوئی ہے۔

وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿٥٣﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ﴿٥٤﴾ فِيْ مَقْعَدِ

اور ہر چھوٹی چیز اور بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔ بیشک پرہیزگار باغوں میں ہوں گے اور نہروں میں ہوں گے۔ سچی بیٹھک میں

صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿٥٥﴾ ع ۱۵

بڑی قدرت رکھنے والے بادشاہ کے پاس۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مُنْتَصِرٌ: غالب رہنے والا، سَيُهْزَمُ: عنقریب شکست کھائے گا، اَدْهٰى: بڑی سخت، اَمَرُّ: بڑی ناگوار، سَقَرَ: دوزخ کی آگ، اَشْيَاعَكُمْ: تمہارے ہم طریقہ لوگ، صَغِيْرٍ: چھوٹی، مُّسْتَطَرٌ: لکھی ہوئی، مَقْعَدِ: مقام، مَلِيْكٍ: بادشاہ۔

ربط:

اللہ تعالیٰ نے سابقہ آیات میں نافرمان قوموں کی تباہی اور انجام کا ذکر فرمایا اور پھر فرمایا کہ اے مشرکین مکہ کیا تم لوگوں کی قوت ان نافرمان قوموں سے بہتر اور زیادہ ہے یا تمہارے لیے پہلے صحیفوں میں یہ لکھا گیا ہے کہ یہ عذاب سے بری ہیں۔ اب ان آیات میں کافروں کی اس بات کا جواب دیا جا رہا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ یہ مٹھی بھر مسلمان ہمیں کہاں نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ مالی لحاظ سے اسلحہ کے لحاظ سے قوت کے لحاظ سے ہر طرح ہم سے کمزور ہیں۔

تفسیری نکات: مشرکین مکہ کی مسلمانوں کو دھمکیوں کا جواب:

اَمْ يَقُوْلُوْنَ کیا یہ کہتے ہیں نَحْنُ جَمِيْعٌ ہم سب اکٹھے ہیں، زیادہ ہیں مُّنْتَصِرٌ بدلہ لیں گے۔ مکہ مکرمہ میں یا خالص مسلمان تھے یا خالص کافر تھے منافق کوئی نہیں تھا۔ یہ منافقت کا فتنہ مدینہ طیبہ میں پیدا ہوا ہے کہ وہاں یہودیوں کا غلبہ تھا۔ انہوں نے جب یہ سمجھا کہ ہم ان کے ساتھ ظاہری طور پر ٹکر نہیں لے سکتے تو انہوں نے یہ راستہ اختیار کیا کہ جھوٹ موٹ کلمہ پڑھ کر مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔

تو کفار مکہ نے کہا کہ اے مسلمانو اگر تم نے ہم پر حملہ کیا تو ہم بدلہ لیں گے کہ ہم زیادہ ہیں، اکٹھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ

نے فرمایا سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ عن قریب ان کی جماعت شکست کھا جائے گی وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ اور پھریں گے پشتوں کو، یہ کافر پشتیں پھیر کر بھاگیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر کی عبرتناک شکست کے متعلق فرمایا ہے یہ تو دنیا کی ذلت ورسوائی ہوئی اور آخرت کے متعلق فرمایا بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ بلکہ قیامت ان کے وعدے کا وقت ہے وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى اور قیامت بڑی دہشت والی ہے۔ آج دنیا کی عدالتوں میں کوئی جب پیش ہوتا ہے تو اس کا بدن کانپ جاتا ہے اور وہ تو ربّ العالمین کی سچی عدالت ہوگی جہاں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا اور وہاں کسی قسم کا کوئی داؤ نہیں چل سکے گا۔ وَاَمَرُّ اس کا مادہ ہے، مرّ اور مرّ کا معنیٰ ہے کڑوا۔ معنیٰ ہوگا قیامت بڑی کڑوی ہے۔ اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ بیشک مجرم فِیْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ گمراہی میں ہیں۔ حق کی بات ان کو سمجھ نہیں آتی۔ قیامت والے دن ان مشرکوں کی کیا حالت ہوگی؟ یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ جس دن یہ گھسیٹے جائیں گے فِی النَّارِ آگ میں عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اپنے چہروں کے بل۔ بڑی لمبی لمبی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوں گے۔ فرشتے ان کو پکڑ کر الٹے منہ آگ میں ڈالیں گے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ۔ سقر کا معنیٰ ہے آگ کے شعلے۔ آگ کے شعلوں کا مزہ چکھو۔ دنیا میں تم نے حق کا مقابلہ کیا، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی، قرآن کو جھٹلایا آج آگ کا مزہ چکھو۔ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ بیشک ہم نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اندازے کے ساتھ۔ مرد، عورتیں، کالے، گورے، سالم، ناقص، پتلے، موٹے، سب اندازے کے ساتھ پیدا فرمائے ہیں اور حکمت کے ساتھ پیدا فرمائے ہیں۔ وہ اپنی حکمتوں کو خوب جانتا ہے۔

اللہ کا حکم چشم زدن میں پورا ہو جاتا ہے:

وَمَاۤ اَمْرُنَاۤ اِلَّا وَاحِدَةٌ اور نہیں ہے ہمارا حکم مگر ایک ہی دفعہ كَلَمْحٍۭ بِالْبَصَرِ آنکھ کے جھپکنے کی طرح یعنی جس طرح تم آنکھ جھپکتے ہو اور پتا نہیں چلتا کہ آنکھ بند کی ہے یا نہیں اسی طرح ہم پلک کے جھپکنے میں قیامت برپا کر دیں گے۔ حدیث شریف میں آتا ہے آدمی دکان پر بیٹھے ہوں گے دکان دار کپڑا نکال کر دکھائے گا، گاہک لینے کے لیے بھاؤ طے کر رہے ہوں گے کہ قیامت برپا ہو جائے گی۔

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَاۤ اَشْیَاعَكُمْ اور البتہ تحقیق ہم نے ہلاک کی ہیں تمہاری جیسی جماعتیں۔ اے کفار مکہ تمہارے جیسے مجرموں کے گروہ ہم نے پہلے بھی ہلاک کیے ہیں۔ جن کا ذکر تم پہلے پڑھ چکے ہو۔ اگر باز نہیں آؤ گے تو تمہارا بھی انہی جیسا حشر ہوگا فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ پس ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔ یہ قرآن بڑی نصیحت آموز کتاب ہے اس میں بڑی نصیحتیں ہیں اگر دل پتھر ہو جائیں تو اثر قبول نہیں کرتے۔

وَكُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْهُ فِی الزُّبُرِ اور ہر وہ چیز جو انہوں نے کی ہے وہ کتابوں میں لکھی ہوئی ہے۔ ہر ایک کے عمل لکھے ہوئے ہیں وَكُلُّ صَغِیْرٍ وَّكَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ اور ہر چھوٹی چیز اور بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔ قیامت والے دن بندہ جب اپنا نامہ اعمال پڑھے گا تو کہے گا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَةً وَّلَا كَبِیْرَةً اِلَّاۤ اَحْصٰىهَا (الکہف:۴۹) کیا ہو گیا

ہے میرے اس اعمال نامے کو نہیں چھوڑتا یہ کسی چھوٹی چیز کو اور نہ بڑی چیز کو مگر اس نے اسے سنبھال رکھا ہے۔ پہلے مجرموں کا احوال بیان کیا گیا۔ اب آگے متقی لوگوں کا احوال بیان کیا جا رہا ہے۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ بیشک پرہیزگار باغوں میں ہوں گے اور نہروں میں ہوں گے۔ عرب کے علاقے میں سبزے اور پانی کی بڑی قلت تھی اس لیے ان کے سامنے باغ اور نہر کا ذکر انتہائی اہم تھا۔ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ۔ مقعد کا معنی ہے بیٹھنے کی جگہ۔ صدق کا معنی سچائی۔ یعنی ایسی سچائی کی بیٹھک ہوگی کہ اس سے بہتر اور کوئی نہیں ہوگی۔ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ قدرت والے بادشاہ کے پاس۔ اللہ تعالیٰ تمام مومنین، مومنات کو یہ مقام نصیب فرمائے۔

سُوْرَةُ الرَّحْمٰن مَدَنِيَّة

سورۃ الرحمٰن مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ اس کی اٹھہتر (٧٨) آیات ہیں اور رکوع کی تعداد تین (٣) ہے۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس کا پچپن (٥٥) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس کا ستانوے (٩٧) نمبر ہے۔ یعنی اس سے قبل چھیانوے (٩٦) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ سورۃ رحمٰن کا ایک نام "عروس القرآن" یعنی قرآن کی خوبصورتی اور زینت ہے۔ چونکہ اس سورۃ کی پہلی آیت میں ہی اللہ تعالیٰ کا اسم صفاتی "الرحمٰن" آ رہا ہے اس لیے اس سورۃ کا نام سورۃ الرحمٰن ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ ۙ﴿١﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ﴿٢﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ﴿٣﴾ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ﴿٤﴾ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ

رحمان وہ ہے۔ جس نے تعلیم دی قرآن کی۔ اس نے پیدا کیا انسان کو۔ اس کو بولنا سکھایا۔ سورج اور چاند ایک حساب سے چل

بِحُسْبَانٍ ﴿٥﴾ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ﴿٦﴾ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۙ﴿٧﴾ اَلَّا

رہے ہیں۔ ستارے اور درخت سجدہ کرتے ہیں۔ اور آسمان کو اس نے بلند کیا اور رکھا اس نے ترازو۔ کہ زیادتی

تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ﴿٨﴾ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ﴿٩﴾ وَالْاَرْضَ

نہ کرو ترازو میں۔ اور قائم کرو ترازو کو انصاف کے ساتھ اور نہ کمی کرو تولنے میں۔ اور زمین کو رکھا

وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۙ﴿١٠﴾ فِيْهَا فَاكِهَةٌ ۙ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۖ﴿١١﴾ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ

اس نے مخلوق کے لیے۔ اس میں پھل ہیں اور کھجوریں ہیں غلاف چڑھی ہوئی۔ اور دانے بھوسے والے اور خوشبودار پودے ہیں

وَالرَّيْحَانُ (12) فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (13) خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ

پس تم دونوں (یعنی جن وانسان) اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ پیدا کیا اس نے انسان کو بجنے والی مٹی سے جیسے

كَالْفَخَّارِ (14) وَخَلَقَ الْجَاۗنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ (15) فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا

ٹھیکری ہوتی ہے۔ اور اس نے پیدا کیا جنوں کو آگ کے شعلے سے۔ پس تم دونوں (یعنی جن وانسان) اپنے رب کی کس کس نعمت کو

تُكَذِّبٰنِ (16) رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ (17) فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (18)

جھٹلاؤ گے۔ وہ دونوں مشرقوں کا ربّ ہے اور دونوں مغربوں کا ربّ ہے۔ پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ (19) بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ (20)

چلائے اس نے دو دریا جو آپس میں مل کر چلتے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان پردہ ہے ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتے۔

فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (21) يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ (22)

پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ نکلتے ہیں دونوں (یعنی جن وانسان) دریاؤں سے موتی اور مونگے۔

فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (23) وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ (24)

پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ اور اسی کے لیے کشتیاں ہیں جو چلتی ہیں سمندر میں پہاڑوں کی طرح۔

فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (25)

پس تم دونوں (یعنی جن وانسان) اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

بِحُسْبَانٍ: حساب کے ساتھ، يَسْجُدٰنِ: دونوں سجدہ کرتے ہیں، رَفَعَهَا: اسی نے بلند کیا اسے، وَضَعَ: اسی نے رکھا، لَا تُخْسِرُوا: تم نہ گھٹاؤ، وَضَعَهَا: اسی نے رکھ دیا اسے، لِلْاَنَامِ: مخلوق کے لیے، الْاَكْمَامِ: غلاف، الْعَصْفِ: بھوسہ، الرَّيْحَانُ: خوشبو دار پودے، تُكَذِّبٰنِ: تم دونوں جھٹلاؤ گے، كَالْفَخَّارِ: ٹھیکرے کی طرح، مَارِجٍ: آگ کا شعلہ، الْمَغْرِبَيْنِ: دونوں مغرب، يَلْتَقِيٰنِ: دونوں آپس میں ملے ہوئے ہیں، لَا يَبْغِيٰنِ: دونوں بڑھ نہیں سکتے، الْمَرْجَانُ: مونگے، الْمُنْشَئٰتُ: جو چلتی ہیں۔

ربط:

تفسیر کبیر، تفسیر ابو السعود اور تفسیر سبق الغایات وغیرہ میں ربط کے متعلق دو باتیں لکھی ہیں۔

(اوّل) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے تو بہت زیادہ ہیں لیکن دو معجزے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت بڑے ہیں ایک حسی اور وہ ہے شق قمر اور دوسرا معنوی جو قرآن کریم ہے۔ پہلی سورۃ میں حسی معجزے کا ذکر تھا اب اس سورۃ میں معنوی معجزے کا

ذکر ہے۔

(دوم) سورۃ القمر میں اللہ تعالیٰ اور پیغمبروں کے نافرمانوں کی تباہی اور بربادی کا ذکر تھا اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ کے فرمانبرداروں کے لیے نعمتوں کا ذکر ہے تو سورۂ قمر میں ترہیب تھی اس سورۂ رحمٰن میں ترغیب ہے۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کی کچھ خصوصی نعمتیں:

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ رحمان نے تعلیم دی قرآن کی۔ پہلے آنحضرت ﷺ کو تعلیم دی اللہ تعالیٰ نے پھر آپ ﷺ نے تعلیم دی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تعلیم دی تابعین رحمہم اللہ کو، انہوں نے تبع تابعین کو رحمہم اللہ۔ اور آج تک اسی طرح نسل در نسل سلسلہ ہائے سلسلہ تعلیم دی جا رہی ہے۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ رحمان نے پیدا کیا انسان کو عَلَّمَهُ الْبَيَانَ سکھایا اس کو بولنا۔ اور بھی تو جانور ہیں مگر بول نہیں سکتے۔ طوطے پر بڑی محنت کرو گے تو دو چار لفظ رٹ لے گا۔ باقی جانوروں کو اللہ تعالیٰ نے بڑی لمبی لمبی زبانیں دی ہیں مگر بولنے کی طاقت نہیں دی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں بولنا سکھایا ہے۔ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ سورج اور چاند ایک حساب سے چلتے ہیں۔ ان کی جو رفتار اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائی ہے مجال ہے کہ اس میں کمی بیشی کر سکیں۔ جو حساب اور رفتار اور راستہ مقرر کر دیا ہے اُسی پر چلتے ہیں۔

ہر چیز اللہ کو سجدہ کرتی ہے:

وَّالنَّجْمُ۔ نجم کا معنی ستارے بھی کرتے ہیں اور پودے بھی کرتے ہیں جو زمین میں ہوتے ہیں جن کے تنے نہیں ہوتے وَّالشَّجَرُ اور درخت يَسْجُدٰنِ سجدہ کرتے ہیں۔ یہ چیزیں جس طریقے سے اللہ کو سجدہ کرتی ہیں یا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتی ہیں اس کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا اور آسمان کو اس نے بلند کیا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ اور رکھا اس نے ترازو۔ اکثر مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم تو ترازو سے یہی ترازو لیتے ہیں جس سے ہم چیزیں تولتے ہیں لیکن امام رازی رحمہ اللہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ میزان سے مراد عقل ہے کہ عقل کے ذریعے اچھی اور بُری چیزوں میں انسان تمیز کر سکتا ہے۔

فرمایا اَلَّا تَطْغَوْا فِى الْمِيْزَانِ یہ کہ زیادتی نہ کرو ترازو میں یعنی تولنے میں۔ اور اگر عقل مراد ہو تو مطلب ہو گا عقل کے ساتھ چیزوں کو تولو اس کی خلاف ورزی نہ کرو جو چیز عقل کے مطابق نہیں وہ نہ کرو۔ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ اور قائم رکھو ترازو کو، درست رکھو ترازو کو انصاف کے ساتھ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ اور نہ کمی کرو تولنے میں۔ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ۔ اور زمین کو رکھا اس نے مخلوق کے لیے۔ اس میں انسان بھی رہتے ہیں، جنات اور حیوان بھی رہتے ہیں۔ فِيْهَا فَاكِهَةٌ اس میں پھل ہیں مختلف وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ۔ اکمام، کِم کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے چھلکا۔ کیلے کا چھلکا، اخروٹ کا چھلکا، پستہ، مغز، بادام کا چھلکا اور کھجوریں ہیں غلاف چڑھی ہوئی۔

وَالْحَبُّ ۔ذُو الْعَصْفِ اور دانے ہیں بھوسے والے۔اللہ تعالیٰ نے دانے پیدا کیے ہیں گندم، مکئی، باجرہ، چاول وغیرہ۔ان کے ساتھ توڑی (بھوسا) بھی ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے جانوروں کی خوراک بنائی ہے اور مغز تمہارے لیے۔

ریحان سے کیا مراد ہے؟

وَالرَّيْحَانُ ۔ مفسرین کرام ریحان کے تین معنی کرتے ہیں۔

(اوّل):امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ رزق کا معنی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رزق پیدا کیا ہے۔لغت کے اعتبار سے یہ معنی بھی صحیح ہے۔

(دوم): ریحان کا معنی پتے کا بھی کرتے ہیں یہ جو درختوں کے پتے ہوتے ہیں، جانوروں کی خوراک بھی بنتے ہیں اور انسان بھی ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

(سوم):ریحان کا معنی خوش بودار چیزیں بھی کرتے ہیں جیسے نیاز بو وغیرہ اور بیشمار پھول ہیں جیسے گلاب، چنبیلی، موتیا، یاسمین اور دیگر پھول جن کی خوش بو سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔یہ بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیے ہیں فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پس تم دونوں اللہ تعالیٰ کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔دونوں سے مراد انسان اور جن ہیں جنوں کا ذکر آگے آرہا ہے۔یہ جملہ سورۃ رحمن میں اکتیس مرتبہ آیا ہے۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ کے جواب میں کیا کہنا چاہیے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ پڑھی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خاموشی کے ساتھ سنی۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا میں نے جب جنات کے سامنے یہ سورۃ پڑھی تھی تو جنات نے جواب میں یہ الفاظ کہے تھے لَا بِشَيْءٍ مِّنْ نِعْمَتِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ وَلَكَ الْحَمْدُ "اے ہمارے رب ہم آپ کی کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے اور تعریف آپ ہی کی ہے"۔

دو دو تخلیقات کا ذکر:

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے انسان کو بجنے والی مٹی کا لْفَخَّارِ سے جیسے ٹھیکری ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے زمین سے مٹی جمع کی پھر اپنی قدرت کے ہاتھوں سے اس کو گوندھا پھر وہ خشک ہو کر بجنے لگی اس سے انسان کو پیدا فرمایا وَخَلَقَ الْجَآنَّ اور جنات کو پیدا کیا مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ آگ کے شعلے سے۔انسان خاکی ہے جنات ناری ہیں فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پس تم دونوں اللہ تعالیٰ کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ اللہ تبارک وتعالیٰ دونوں مشرقوں کا رب ہے اور دونوں مغربوں کا رب ہے۔مشرقین سے مراد مشرق الصیف اور مشرق الشتاء ہے۔گرمیوں میں سورج مشرق کی کسی اور سمت کی طرف سے طلوع ہوتا ہے اور سردیوں میں مشرق کی کسی اور سمت سے طلوع ہوتا ہے۔اسی طرح غروب بھی مغرب کی مختلف سمتوں میں ہوتا ہے تو

گرمیوں کی مشرق اور مغرب مراد ہے اور سردیوں کی مشرق اور مغرب مراد ہے۔ اور مشارق کا لفظ بھی آتا ہے تو پھر اس سے مراد روزانہ کا طلوع ہونا ہے۔ آج یہاں سے چڑھا کل وہاں سے چڑھا، درمیان میں کروڑوں میل کا فاصلہ ہوتا ہے لیکن ہم سے چونکہ دور ہیں ہم فرق نہیں کر سکتے فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ چلائے اس نے دو دریا جو آپس میں مل کر چلتے ہیں بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ ان دونوں کے درمیان پردہ ہے آڑ ہے لَّا يَبْغِيٰنِ ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتے۔ بہت سارے علاقے ہیں جہاں دو دریا ایک میٹھا اور دوسرا کڑوا اکٹھے چلتے ہیں ایک کا پانی ایک رنگ کا ہے دوسرے کا دوسرے رنگ کا ہے فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ نکلتے ہیں دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے۔ دونوں قیمتی چیزیں ہیں لوگ ان کے ہار بھی بناتے ہیں اور دوائیاں بھی بناتے ہیں فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے وَلَهُ الْجَوَارِ۔ جاریة کا معنی ہے کشتی، جوار کشتیاں اور اسی کے لیے ہیں کشتیاں الْمُنْشَئٰتُ جو چلتی ہیں اسی کے حکم سے فِي الْبَحْرِ سمندر میں كَالْاَعْلَامِ۔ اعلام، علم کی جمع ہے پہاڑ، گھاٹی۔ اگر تم نے کبھی سمندر کا سفر کیا ہے تو دور سے کشتیاں گھاٹیاں نظر آتی ہیں جوں جوں قریب آتی ہیں تو تعین ہوتی ہے کہ کشتی ہے، جہاز ہے۔ معنی ہوگا پہاڑوں کی طرح فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿26﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿27﴾

جو کوئی بھی ہے زمین پر فنا ہونے والا ہے۔ اور باقی رہے گی تیرے رب کی ذات جو عظمت والی اور عزت والی ہے۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿28﴾ يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلَّ يَوْمٍ

پس تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ سوال کرتا ہے اس سے جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے ہر دن

هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿29﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿30﴾ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ

وہ ایک شان میں ہے۔ پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ عن قریب ہم فارغ ہوں گے تمہارے لیے اے

الثَّقَلٰنِ ﴿31﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿32﴾ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ

دو بھاری قافلو۔ پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ اے جنوں کے گروہ اور انسانوں کے گروہ اگر تم طاقت

اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿33﴾

رکھتے ہو نکل جاؤ آسمانوں کے کناروں سے اور زمین کے کناروں سے پس نکل جاؤ نہیں نکل سکتے مگر غلبے کے ساتھ۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿34﴾ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا

پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ چھوڑے جائیں گے تمہارے اوپر شعلے آگ کے اور دھواں پس تم بدلہ

تَنْتَصِرٰنِ ﴿35﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿36﴾ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً

نہیں لے سکو گے۔ پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ پس جب پھٹ جائے گا آسمان پس ہو جائے گا گلابی

كَالدِّهَانِ ﴿37﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿38﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ

جیسے تلچھٹ۔ پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ پس اس دن نہیں سوال کیا جائے گا اس کے گناہ کے بارے

اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ﴿39﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿40﴾ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ

میں کسی انسان سے اور نہ کسی جن سے۔ پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ پہچانے جائیں گے مجرم اپنی

فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ﴿41﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿42﴾

نشانیوں سے پس پکڑا جائے گا ان کو پیشانیوں سے اور قدموں سے۔ پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿43﴾ يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ﴿44﴾

یہ ہے وہ جہنم جس کو جھٹلاتے تھے مجرم۔ چکر لگائیں گے جہنم کے درمیان اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿45﴾ ع ٢ ١٢

پس تم دونوں (انسانوں اور جنوں) اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَانٍ: فنا ہونے والا، يَبْقٰى: باقی رہ جائے گا، ذُوالْجَلٰلِ: عظمت والا، يَسْئَلُهٗ: اسی سے مانگتے ہیں، سَنَفْرُغُ: عنقریب ہم فارغ ہوں گے، اَلثَّقَلٰنِ: جن وانس، اَنْ تَنْفُذُوْا: یہ کہ تم باہر نکل جاؤ، اَقْطَارِ: حدود (جمع)، فَانْفُذُوْا: (تو) تم نکل جاؤ، لَا تَنْفُذُوْنَ: تم نہیں نکل سکتے، شُوَاظٌ: شعلہ، فَلَا تَنْتَصِرٰنِ: تم دونوں ہٹا نہ سکو گے، اِنْشَقَّتِ: پھٹ جائے گا، وَرْدَةً: سرخ، كَالدِّهَانِ: جیسے سرخ چمڑا، يُعْرَفُ: پہچانے جائیں گے، بِالنَّوَاصِيْ: سر کے بالوں سے، يَطُوْفُوْنَ: وہ گھومیں گے، اٰنٍ: کھولتا ہوا پانی۔

ربط:

سورۃ کے پہلے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اپنی بہت سی نعمتوں اور تخلیقات عجیبہ کا ذکر فرمایا ہے کہ انسان کو بولنے والا بنایا۔ ستارے، چاند، سورج، درخت پھول، پھل، خوشبوجات بنائے۔ انسان کو مٹی سے پیدا کیا اور جنوں کو آگ سے پیدا فرمایا دوساتھ ساتھ چلنے والے پانی پیدا فرمائے۔ کشتیاں اور جہاز دریاؤں اور سمندروں میں چلتے ہیں غرض کائنات کی تخلیق کا سارا نقشہ کھینچ دیا۔ اب فرماتے ہیں كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ جو کچھ بھی ہے یہ زمین، یہ آسمان، چاند، ستارے،

انسان، جن، جانور، پہاڑ، سمندر، درخت سب کے لیے فنا ہے۔ ہم ان کو ختم کر دیں گے اور پھر اے انسانوں اور جنوں تمہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا حساب کتاب کے عمل سے گزارہ جائے گا۔

تفسیری نکات: باقی رہنے والی ذات اللہ وحدہٗ لاشریک کی ہے:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ جو کوئی بھی ہے زمین پر فنا ہونے والا ہے۔ زمین پر انسان ہیں، جنات ہیں، حیوانات ہیں، نباتات ہیں، جمادات ہیں، سب ختم ہو جائیں گے۔ ان میں سے کوئی شے باقی نہیں رہے گی وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ۔ وجہ کا معنی ذات بھی ہے اور چہرہ بھی ہے۔ اور باقی رہے گی تیرے رب کی ذات ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ جو عظمت اور بزرگی والی ہے فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پس تم دونوں (انسانوں اور جنوں) اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ يَسْـَٔلُهٗ سوال کرتا ہے ربّ سے مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں۔ آسمانوں میں فرشتے یا اور جو بھی مخلوق ہے سب کے سب اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں۔ زمین میں انسان ہیں، جنات ہیں اور جتنی مخلوقات ہے سب اللہ تعالیٰ سے سوال کرتی ہے مانگتی ہے۔ خوش ہو کر کرے یا ناخوش ہو کر۔

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ہر دن وہ ایک شان میں ہے۔ کسی کو بادشاہ بناتا ہے کسی کو گدا بناتا ہے، کسی کو پیدا کرتا ہے کسی کو مارتا ہے، کسی کو صحت دیتا ہے کسی کو بیمار کرتا ہے، کسی کو عزت دیتا ہے کسی کو ذلیل کرتا ہے۔ ہر روز وہ ایک شان میں ہے فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

جنوں اور انسانوں سے انکی ذمہ داری کا سوال ہوگا:

سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ عنقریب ہم فارغ ہوں گے تمہارے لیے اے دو بھاری قافلو! اے دو بھاری چیزو! امام باقر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ثقل کا معنی ہوتا ہے بوجھ کہ انسان کا بوجھ بیل، بھینسے سے، ہاتھی سے زیادہ نہیں ہوتا اس کو بھاری کیوں کہا؟ جنات تو انسان سے بھی ہلکے ہوتے ہیں۔ امام باقر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان پر جو احکام کا بوجھ ہے اس کی وجہ سے ثقلٰن فرمایا ہے۔

سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۷۲ میں ہے اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ بیشک ہم نے پیش کی امانت عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں اور زمین پر وَالْجِبَالِ اور پہاڑوں پر فَاَبَيْنَ پس انہوں نے انکار کیا اَنْ يَّحْمِلْنَهَا کہ اٹھائیں اس کو وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا اور ڈر گئے اس سے وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اور اٹھالیا اس کو انسان نے۔

مراد یہ ہے کہ انسان اور جنّات کو اللہ تعالیٰ نے اپنے احکامات وفرامین کی بجا آوری کے لیے پیدا کیا ہے۔ معاشرے میں سب کے کچھ حقوق اور فرائض ہیں تو جنّ وانس سے ان کی زندگیوں کے متعلق حساب لیا جائے گا۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پس تم دونوں (انسانوں اور جنوں) اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اے جنوں اور انسانوں کی جماعت اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اگر تم طاقت رکھتے ہو اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کہ نکل جاؤ تم آسمانوں کے کناروں سے اور زمین کے کناروں سے فَانْفُذُوْا پس تم نکل جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے چیلنج کیا ہے کہ تم میری نافرمانی کر کے میری گرفت سے بچ نہیں سکتے کہ میری بادشاہت تو آسمانوں اور زمینوں میں ہے، میری سلطنت سے بھاگ کر دکھاؤ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے خود ہی فرمایا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ نہیں نکل سکتے مگر غلبے کے ساتھ۔ سلطان کا معنی غلبہ، سند، دلیل۔ یہ غلبہ تمہارے پاس موجود نہیں ہے لہذا تم اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچ نہیں سکتے۔

دنیا میں تو لوگ ایک ملک چھوڑ کر دوسرے ملک چلے جاتے ہیں جس کی وجہ سے گرفت سے بچ جاتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی سلطنت تو ہر جگہ ہے اس کے سوا کسی اور کی حکومت ہے ہی نہیں، جاؤ گے کہاں؟ کس کے آسمان کے نیچے جاؤ گے؟ کس کی زمین پر جاؤ گے؟ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پس تم دونوں (انسانوں اور جنوں) اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے یُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ چھوڑے جائیں گے تم پر آگ کے شعلے وَّنُحَاسٌ اور دھواں فَلَا تَنْتَصِرٰنِ پس تم بدلہ نہیں لے سکو گے فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پس تم دونوں (انسانوں اور جنوں) اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

ہندو پنڈت کا ان آیات پر جاہلانہ اعتراض:

آریہ سماج کا ایک منہ پھٹ لیڈر تھا دیانند سرسوتی اس نے کتاب لکھی ہے ستیارتھ پرکاش اس کا چودھواں باب قرآن پاک پر اعتراضات کیلئے وقف ہے۔ بسم اللہ سے وہ خبیث شروع ہوا ہے اور آخر تک چلا گیا ہے یہاں اس نے یہ کہا معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد کہتا ہے کہ ایسا لگتا ہے قرآن کا مصنف جاہل ہے، عقل سے محروم ہے اس لئے کہ اس کو یہ بھی پتہ نہیں کہ نعمت کیا ہے اور غیر نعمت کیا ہے وہ کہتا ہے تم پر آگ کے شعلے پھینکے جائیں گے دھویں پھینکے جائیں گے فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ تو یہ آگ کے شعلے اور دھویں کون سی نعمت ہے آگے پھر دوزخ کا ذکر آتا ہے۔ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ الخ کہ اس میں تمہیں ڈالا جائے گا اور یہ دوزخ کونسی نعمت ہے یہ اس نے اعتراض کیا۔

جواب: اللہ جزائے خیر عطا فرمائے مفسرین کرام رحمہم اللہ کو کہ بروقت انہوں نے باتیں بتائیں ہمارے نزدیک مختصر جواب وہ ہے جو شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے کہ ہر آیت میں نعمت جتائی کوئی اب نعمت ہے اور کسی کی خبر دینا نعمت ہے کہ اے انسانوں اور جنوں کے گروہ ہماری نافرمانی اور حکم عدولی نہ کرو اس سے دنیا کی زندگی میں بچتے رہو اور اگر تم نے نافرمانی کی تو آگ کے شعلے پڑیں گے جہنم میں جاؤ گے تو بروقت خبر دینا بھی تو ایک نعمت ہے۔

فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ پس جب پھٹ جائے گا آسمان فَكَانَتْ وَرْدَةً پس ہو جائے گا گلابی رنگ۔ اب نیلے رنگ کا ہے اس وقت گلابی رنگ میں ہو گا۔

عام مفسرین تو کہتے ہیں کہ دِهَانٌ تیل کی تلچھٹ کو کہتے ہیں لیکن صاحب کشاف کہتے ہیں کہ دِهَانٌ سرخ

چمڑے کو کہتے ہیں معنی یہ ہے کہ اس دن آسمان پھٹے گا پس ہو جائے گا وہ گلابی رنگ کا جیسا کہ ادیم أحمر سرخ رنگ کا چمڑہ۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پس تم دونوں (انسانوں اور جنوں) اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

دو آیات میں باہم تطبیق:

فَيَوْمَىِٕذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ پس اس دن نہیں پوچھا جائے گا اس کے گناہ کے بارے میں اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ نہ کسی انسان سے اور نہ کسی جن سے اُس کے گناہ کے بارے میں۔ بہ ظاہر اس آیت کریمہ کا سورۃ حجر کی آیت نمبر ۹۲ سے تعارض معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس میں ہے فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ پس تیرے رب کی قسم ہے ہم ان سے ضرورت سوال کریں گے۔ تو ایک میں نفی ہے اور ایک میں اثبات ہے۔

تو مفسرین کرام رحمہم اللہ نے ان دونوں آیات میں اسی طرح تطبیق دی ہے فرماتے ہیں کہ جہاں نفی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ معلومات حاصل کرنے کے لیے سوال نہیں ہوگا کہ اس نے نیکی کی ہے یا نہیں، بدی کی ہے یا نہیں۔ وہ علیم بذات الصدور ہے اسے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ اور جہاں اثبات ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ سوال ہوگا کہ میں نے تمہیں فلاں کام سے منع کیا تھا تم نے کیوں کیا؟

جیسے پوچھا جائے گا کہ میں نے تمہیں رسولوں اور کتابوں کے ذریعے بتایا کہ شرک نہ کرنا تو یہ تم نے کیوں کیا؟ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

مجرموں کے ساتھ کیا برتاؤ ہوگا:

يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ پہچانے جائیں گے مجرم بِسِيْمٰهُمْ اپنی نشانیوں سے۔ وہ نشانیاں کیا ہوں گی؟ چوتھے پارے میں ہے يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ (آل عمران: ۱۰۶) ''جس دن کئی چہرے سفید ہوں گے اور کئی چہرے سیاہ ہوں گے''۔ اہل سنت والجماعت کے چہرے سفید ہوں گے اور اہل بدعت اور ہوا کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ جیسا کہ اس کی تفسیر میں ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوع روایت نقل فرماتے ہیں۔

تو فرمایا نشانیوں سے پہچانے جائیں گے فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ پس پکڑا جائے گا اُن کو پیشانیوں سے اور قدموں سے۔ جیسے دنبے کو قصائی گراتا ہے ایسے ہی پیشانی کے بالوں اور پاؤں سے پکڑ کر دوزخ میں گرایا جائے گا فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ اللہ تعالیٰ تمہیں قبل از وقت آگاہ کر رہا ہے هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ یہ ہے وہ جہنم يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ جس کو مجرم جھٹلاتے تھے جس میں تم پہنچ چکے ہو يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ چکر لگائیں گے، پھریں گے دوزخ کے درمیان اور گرم پانی کے درمیان۔ اٰن کا معنی ہے۔ کھولتا ہوا، ابلتا ہوا پانی۔ کبھی گرم پانی میں ہوں گے اور کبھی آگ میں ہوں گے اور کبھی زمہریر جو ٹھنڈا طبقہ ہے اس میں پھینک

دیئے جائیں گے۔ روئیں گے، چیخیں گے مگر عذاب سے چھٹکارا نہیں ہوگا۔ اے مجرمو! ہم تمہیں ابھی بتلا رہے ہیں فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿46﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

اور اس شخص کے لیے جو ڈرا اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے دو باغ ہوں گے۔ پس تم دونوں رب کی کون کون سی نعمت کو

تُكَذِّبٰنِ ﴿47﴾ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ﴿48﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿49﴾ فِيْهِمَا عَيْنٰنِ

جھٹلاؤ گے۔ دو باغ گھنی شاخوں والے ہوں گے۔ پس تم دونوں رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں باغوں میں دو

تَجْرِيٰنِ ﴿50﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿51﴾ فِيْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿52﴾

چشمے جاری ہوں گے۔ پس تم دونوں ربّ کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں باغوں میں ہر قسم کے پھل ہوں گے جوڑے

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿53﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآئِنُهَا مِنْ

جوڑے۔ پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے بستروں پر جن کے استر موٹے

اِسْتَبْرَقٍ ۭ وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿54﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿55﴾ فِيْهِنَّ

ریشم کے ہوں گے اور پھل دونوں باغوں کا قریب ہوگا۔ پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان باغوں میں

قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿56﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

نیچی نگاہ والی عورتیں ہوں گی نہیں ہاتھ لگایا ان کو کسی انسان نے ان سے پہلے اور نہ کسی جن نے۔ پس تم دونوں اپنے رب کی کس

تُكَذِّبٰنِ ﴿57﴾ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿58﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿59﴾ هَلْ جَزَآءُ

کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ گویا کہ وہ موتی ہیں اور مرجان ہیں۔ پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ نیکی کا بدلہ

الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿60﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿61﴾

سوائے نیکی کے اور کچھ نہیں ہے پس تم دونوں (انسانوں اور جنوں) اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

ذَوَاتَآ: والے، اَفْنَانٍ: شاخیں رنگا رنگ، تَجْرِيٰنِ: دونوں چلتے ہوئے، زَوْجٰنِ: دو قسمیں، فُرُشٍ: فرش، بَطَآئِنُهَا: ان کے استر، جَنَا: پھل، دَانٍ: قریب، لَمْ يَطْمِثْهُنَّ: انہیں نہیں چھوا، اَلْيَاقُوْتُ: یاقوت۔

ربط:

اس سے پہلے ان لوگوں کا ذکر فرمایا گیا تھا جو مجرم ہیں، نافرمان ہیں اور آخرت کے لحاظ سے ناکام ہیں کہ کسی پر جہنم کا

دھواں پڑ رہا ہے اور کسی پر آگ کے شعلے اور کسی کو بالوں اور پیروں سے پکڑ کر جہنم میں گھسیٹا اور پھینکا جا رہا ہے۔ اب دوسری طرح کے لوگوں کا یعنی انعام یافتہ لوگوں کا تذکرہ فرمایا جا رہا ہے یعنی جن کو آخرت میں انعام واکرام سے نواز جائے گا۔

تفسیری نکات: کامیاب لوگوں پر کیے جانے والے انعامات:

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ اور اس شخص کے لیے جو ڈرا اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے دو باغ ہوں گے جو شخص یقین رکھتا ہے کہ قیامت آئے گی، اللہ تعالیٰ کی سچی عدالت قائم ہوگی اور میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوں گا اور اللہ تعالیٰ مجھ سے پوچھے گا۔ ظاہر بات ہے ایسا آدمی جو نیکی کرے گا اور برائی سے بچے گا، زندگی اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں گزارے گا۔ تو ایسے لوگوں کے لیے جنت کے دو انتہائی شاندار اور وسیع وعریض باغات ہوں گے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ان باغوں میں جو مکان اور کوٹھیاں ہوں گی ان کی دیواریں، دروازے، کرسیاں، برتن سب کچھ سونے کا ہوگا فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ دو باغ گھنی شاخوں والے ہوں گے۔ بڑی ٹہنیوں اور شاخوں والے باغ ہوں گے۔ کیونکہ جن درختوں کی ٹہنیاں نہ ہوں ان کی بھی رونق نہیں ہوتی فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پس تم دونوں (انسانوں اور جنوں) اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ فِيْهِمَا عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ ان دونوں باغوں میں دو چشمے جاری ہوں گے۔ باغوں کی رونق پانی سے ہے فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پس تم دونوں (انسانوں اور جنوں) اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ فِيْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ان دو باغوں میں ہر قسم کے پھل ہوں گے جوڑے جوڑے۔ ذائقہ مختلف، رنگ مختلف۔ سفید بھی، سرخ بھی، تازہ بھی، خشک بھی، آم، کنو وغیرہ تر اور پستہ، بادام، چلغوزے۔ وغیرہ خشک ہوتے ہیں۔ پھر ہر قسم کی دو دو قسمیں ہوں گی۔ پھر ان باغوں کی یہ خصوصیت ہوگی کہ نہ ختم ہوں گے نہ کوئی اُن کے کھانے کی ممانعت یا روک ہوگی جس طرح چاہو اور جہاں سے چاہو کھاؤ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پس تم دونوں (انسانوں اور جنوں) اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے اپنے بستروں پر بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ۔ بطائن، بطانۃ کی جمع ہے کوٹ کے استر کو کہتے ہیں، اندرونی حصہ اور استبرق استبرقۃ کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے موٹا ریشم۔ استر ان کے موٹے ریشم کے ہوں گے وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ اور پھل ان دونوں باغوں کے قریب ہوں گے۔ پھل توڑنے کے لیے اٹھنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ جب دل میں کسی پھل کے کھانے کی خواہش ہوگی وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے خود بہ خود اس کے قریب آجائے گا۔ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پس تم دونوں (انسانوں اور جنوں) اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

جنتی بیویوں یعنی حوروں کا بیان:

فِيهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ان باغوں میں نیچی نگاہ والی عورتیں ہوں گی نیچی نگاہ کی بعض مفسرین نے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ شرم وحیا والی ہوں گی اور بعض مفسرین کرام نے یہ معانی بیان فرمائے ہیں کہ صرف اپنے جنتی شوہروں کے لیے ان کی نگاہیں اور ناز وانداز ہوں گے ان کے علاوہ ادھر ادھر نگاہیں نہیں اٹھائیں گی۔

لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ نہیں چھوا ان کو کسی انسان نے قَبْلَهُمْ ان سے پہلے وَلَا جَآنٌّ اور نہ کسی جن نے ان کو ہاتھ لگایا ان سے پہلے۔ یہ جنت کی حوریں کستوری، عنبر، کافور اور زعفران سے پیدا کی گئی ہیں۔ ہر ہر جنتی کو اللہ تعالیٰ کم از کم دو دو حوریں عطا فرمائے گا اور دنیا کی بیویاں الگ ہوں گی۔ اور یہ دنیا کی بیویاں حوروں کی سردار ہوں گی۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پس تم دونوں (انسانوں اور جنوں) اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ گویا کہ وہ موتی اور مونگے ہیں۔ ان کی رنگتیں موتیوں اور مونگوں کی طرح صاف ہوں گی فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پس تم دونوں (انسانوں اور جنوں) نے اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ نہیں ہے نیکی کا بدلہ مگر نیکی۔ انہوں نے دنیا میں نیکیاں کیں، نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، قرآن شریف پڑھا، امر بالمعروف نہی عن المنکر کیا، اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا، صدقہ خیرات کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا اچھا بدلہ دیا۔ اللہ تعالیٰ یہ خوشیاں سب کو نصیب فرمائے فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پس تم دونوں (انسانوں اور جنوں) اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿62﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿63﴾ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿64﴾

اور ان دو باغوں کے علاوہ دو باغ اور ہوں گے۔ پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ وہ دو باغ گہرے سبز

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿65﴾ فِيهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿66﴾ فَبِاَيِّ

ہوں گے۔ پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان دو باغوں میں دو چشمے ہوں گے ابلتے ہوئے۔ پس تم

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿67﴾ فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ﴿68﴾ فَبِاَيِّ

دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں باغوں میں پھل ہوں گے کھجوریں ہوں گی اور انار ہوں گے۔ پس تم

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿69﴾ فِيهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿70﴾ فَبِاَيِّ

دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان باغوں میں اچھی خصلت والی خوب صورت عورتیں ہوں گی۔ پس تم

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿71﴾ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ ﴿72﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ حوریں جو بند ہوں گی خیموں میں۔ پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو

تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٣﴾ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿٧٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

جھٹلاؤ گے۔ نہیں ہاتھ لگایا ان کو کسی انسان نے ان سے پہلے اور نہ کسی جن نے۔ پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو

تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٥﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ﴿٧٦﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

جھٹلاؤ گے۔ ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے گاؤ تکیے پر جو سبز رنگ کے ہوں گے اور قالین ہوں گے بہت عمدہ۔ پس تم دونوں اپنے

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٧﴾ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٧٨﴾ ع

رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ بڑی برکت والا ہے نام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کا جو بزرگی والا ہے اور عزت دینے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مُدْهَآمَّتٰنِ: دونوں گہرے سبز، نَضَّاخَتٰنِ: ابلتے ہوئے، حِسَانٌ: خوبصورت، مَقْصُوْرٰتٌ: محفوظ، بند ہوں گی، اَلْخِيَامِ: خیمے، رَفْرَفٍ: سبز کپڑے، عَبْقَرِيٍّ: نادر وعجیب۔

ربط:

سابقہ آیات میں بھی متقین اور کامیاب لوگوں کے لیے جنت کے دو باغات کا ذکر کیا گیا۔ اب مزید دو اور باغوں کا تذکرہ فرمایا جا رہا ہے۔ اگلی سورۃ یعنی سورۃ واقعہ میں آئے گا یہ تین گروہ ہوں گے۔

① اصحاب الیمین ② اصحاب الشمال اور ③ السابقون الاولون۔ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ مقربین کی اکثریت بغیر حساب وکتاب کے جنت میں جائے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار افراد بغیر حساب و کتاب کے جنت میں جائیں گے اور ان ستر ہزار افراد میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ایک ہزار ہوگا۔ یہ بڑی تعداد بنتی ہے جمع کرلو۔ یہ تقریباً سات کروڑ کے لگ بھگ تعداد بنتی ہے۔

تو پہلے بغیر حساب کتاب' کے جنت میں داخل ہونے والوں کے انعامات کا ذکر تھا۔ اب اصحاب الیمین یعنی جن کو دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ ملے گا ان کے انعامات کا تذکرہ ہے۔

تفسیری نکات: جنتیوں کے لیے مزید انعامات کا تذکرہ:

وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ اور ان دو باغوں کے علاوہ اور دو باغ ہیں فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پس تم دونوں (انسانوں اور جنوں) اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے مُدْهَآمَّتٰنِ وہ دونوں باغ گہرے سبز ہوں گے۔ حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ مدھامتن کا ترجمہ کرتے ہیں گہرے سبز جیسے سیاہ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے فِيْهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ان دو باغوں میں دو چشمے ہوں گے ابلتے ہوئے۔ جوش مار رہے ہوں گے، چشموں سے پانی جوش سے نکل رہا ہوگا فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پس تم

دونوں (انسانوں اور جنوں) اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ فِيهِمَا فَاكِهَةٌ ان دونوں باغوں میں پھل ہوں گے وَّنَخْلٌ کھجوریں ہوں گی وَّرُمَّانٌ اور انار ہوں گے فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ پس تم دونوں (انسانوں اور جنوں) اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

دنیاوی خواتین اور جنت کی حوروں کا تذکرہ:

فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ ان جنتوں میں اچھی خصلت والی خوب صورت عورتیں ہوں گی۔ شکل کے لحاظ سے بھی خوب صورت ہوں گی اور اخلاق کے اعتبار سے بھی خوب صورت ہوں گی۔ خوب صورت بھی ہوں گی اور خوب سیرت بھی ہوں گی۔ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ پس تم دونوں (انسانوں اور جنوں) اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ حُورٌ مَّقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ خیام خیمۃ کی جمع ہے۔ حوریں جو بند ہوں گی خیموں میں۔

بخاری شریف میں ہے خیمے موتیوں کے ہوں گے۔ موتی اندر سے کھوکھلے ہوں گے اور وہ مکان ساٹھ ساٹھ میل پر پھیلا ہوا ہوگا۔ اور جو کم از کم مکان ہوگا۔ یعنی چھوٹے سے چھوٹا وہ تین فرسخ کا ہوگا۔ ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے گویا کہ چھوٹی کوٹھی نو میل کی ہوگی۔ ان میں کمرے ہوں گے اور ہر ہر کمرے میں ہر شے ہوگی۔ کسی شے کو کہیں اٹھا کر لے جانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ دنیا والی بیویاں بھی ساتھ ہوں گی اور یہ حوروں کی سردار ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ان کو حسن بھی زیادہ دے گا۔ حوریں کہیں گی کہ ہم کستوری، عنبر، کافور اور زعفران سے پیدا ہوئی ہیں لیکن تم خاکی ہو کر ہم سے سبقت لے گئی ہو؟ یہ دنیا کی خواتین کہیں گی کہ ہم نمازیں پڑھتی تھیں، روزے رکھتی تھیں، گرمی سردی میں وضو کرتی تھیں اس وجہ سے ہمارا درجہ بلند ہوا ہے۔ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ پس تم دونوں (انسانوں اور جنوں) اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ نہیں ہاتھ لگایا ان کو کسی انسان نے ان سے پہلے اور نہ کسی جن نے ہاتھ لگایا ہے۔ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ اور قالین ہوں گے بہت عمدہ۔ عبقری عبقریۃ کی جمع ہے اس کا معنی ہے قالین۔ حِسَان کا معنی ہے عمدہ دوسری جگہ سرر کا لفظ بھی آتا ہے، آرام دہ کرسیوں پر ہوں گے۔ عَلَى الْأَرَائِكِ کا لفظ بھی آتا ہے، آرام دہ کرسیاں۔ جس طرف گھماؤ گھوم جائیں۔ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ بڑی برکت والا ہے نام آپ کے رب کا جو بزرگی والا ہے۔ اور عزت دینے والا ہے۔ صحیح معنوں میں جو مومن ہوں ان کو عزت دیتا ہے۔

سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ الواقعہ مکی سورۃ ہے۔ اس کی آیات کی تعداد چھیانوے (۹۶) ہے اور رکوع کی تعداد تین (۳) ہے۔ ترتیب قرآنی کے لحاظ سے اس کا چھپن (۵۶) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس کا چھیالیسواں (۴۶) نمبر ہے۔ اس سورۃ کا نام واقعہ اس وجہ سے ہے کہ پہلی ہی آیت میں یہ لفظ موجود ہے اور یہ قیامت کا ایک نام ہے جیسے قیامت کے مزید ناموں میں رادفہ، الحاقہ، قارعہ بھی قرآن میں آئے ہیں۔

سورۃ واقعہ کی فضیلت:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رات کو سورۃ الواقعہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو بھوکا نہیں رکھے گے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿1﴾ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ﴿2﴾ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ﴿3﴾

جس وقت واقع ہوگی واقع ہونے والی۔ نہیں ہے اس کے واقع ہونے میں جھوٹ۔ پست کرنے والی ہے بلند کرنے والی ہے۔

إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا ﴿4﴾ وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ﴿5﴾ فَكَانَتْ هَبَاءً

جب ہلا دی جائے گی زمین ہلایا جانا۔ اور ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے پہاڑ ریزہ ریزہ کر دینا۔ پس ہو جائیں گے پہاڑ گرد و

مُّنۢبَثًّا ﴿6﴾ وَكُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلَاثَةً ﴿7﴾ فَأَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَا أَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿8﴾

غبار اڑا ہوا۔ اور ہو جاؤ گے تم تین قسم پر۔ پس دائیں ہاتھ والے کیا ہی اچھے ہیں دائیں ہاتھ والے۔

وَأَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۙ مَا أَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ﴿9﴾ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿10﴾ أُولٰٓئِكَ

اور بائیں ہاتھ والے کیا ہی برے ہیں بائیں ہاتھ والے۔ اور سبقت کرنے والے تو سبقت کرنے والے ہی ہیں۔ یہی لوگ

الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿11﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿12﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِيْنَ ﴿13﴾ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿14﴾

مقرب ہیں۔ نعمتوں کے باغوں میں ہوں گے۔ بڑی جماعت ہوگی پہلوں میں سے۔ اور تھوڑے ہوں گے پچھلوں میں سے

عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ﴿15﴾ مُّتَّكِـِٔيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ﴿16﴾ يَطُوْفُ

ایسی کرسیوں پر ہوں گے جو سونے کی تاروں سے بنی ہوئی ہوں گی۔ ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے ان کرسیوں پر آمنے سامنے

عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ﴿۱۷﴾ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ ۙ وَكَاْسٍ مِّنْ

بیٹھے ہوں گے۔ پھریں گے ان پر بچے ہمیشہ رہنے والے۔ پیالے لے کر اور جگ لے کر اور پیالے نتھری ہوئی صاف

مَّعِيْنٍ ﴿۱۸﴾ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ﴿۱۹﴾

شراب کے۔ نہ سر درد میں مبتلا ہوں گے اس سے اور نہ وہ بدحواس ہوں گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

وَقَعَتِ: واقع ہوگی، اَلْوَاقِعَةُ: واقع ہونے والی یعنی قیامت، لِوَقْعَتِهَا: اس کے واقع ہونے میں، كَاذِبَةٌ: جھوٹ بولنے والی، خَافِضَةٌ: پست کرنے والی، رُجَّتِ: (جب) ہلائی جائے گی، رَجًّا: ہلایا جانا، بُسَّتِ: ریزہ ریزہ کیے جائیں گے، بَسًّا: ریزہ ریزہ کرنا، مُّنْۢبَثًّا: اڑا ہوا، پراگندہ، اَلْمَيْمَنَةِ: داہنا، اَلْمَشْئَمَةِ: بایاں، ثُلَّةٌ: بڑا گروہ، مَّوْضُوْنَةٌ: سونے کے تاروں سے بنے ہوئے، مُخَلَّدُوْنَ: ہمیشہ رہنے والے، اَبَارِيْقَ: شراب کے بڑے برتن، لَا يُصَدَّعُوْنَ: ان کو سر درد نہ ہوگا۔

ربط:

اس سے پہلے سورۃ رحمٰن میں بھی قیامت کا ذکر فرمایا گیا تھا اور نیک اعمال کرنے والے اور برے اعمال کرنے والوں کو جو جو بدلہ اپنے اعمال کا ملے گا اس کا ذکر کیا گیا تھا۔ سورۃ واقعہ میں بھی قیامت کا ذکر فرمایا جا رہا ہے اور ایمان والوں اور نافرمانوں کو جو جو بدلہ ان کے اعمال کی وجہ سے دیا جائے گا اس کا تذکرہ فرمایا جا رہا ہے۔ اور قیامت والے دن جو انسانوں کے تین گروہ ابن کے اعمال کی وجہ سے کر دیئے جائیں گے ان کا تذکرہ فرمایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: قیامت برپا ہوتے وقت کے مناظر:

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ جس وقت واقع ہوگی واقع ہونے والی یعنی جب قیامت آئے گی۔ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ نہیں ہے اس کے واقع ہونے میں کوئی جھوٹ۔ کاذبۃ مصدر بھی آتا ہے اس کا معنی ہے جھوٹ اور کاذبۃ اسم فاعل کا صیغہ بھی ہے۔ تو پھر معنی ہوگا نفس کاذبۃ کوئی نفس جھٹلانے والا نہیں ہے، کوئی نفس اس کی تکذیب نہیں کر سکتا، قیامت حق ہے۔ خَافِضَةٌ وہ قیامت پست کرنے والی ہے مجرم لوگ جب قبروں سے نکلیں گے خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ [المعارج: ۴۴] ان کی نگاہیں پست ہوں گی۔ سر شرم کی وجہ سے جھکے ہوئے ہوں گے۔ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ [الشوریٰ: ۴۵] دیکھیں گے نیچی نگاہوں سے۔ پھر دوزخ میں داخل ہوں گے۔ تو اس سے زیادہ پستی کیا ہوگی؟ رَّافِعَةٌ وہ قیامت بلند کرنے والی ہے۔ اس دن مومنوں کی گردنیں بلند ہوں گی، بلند نگاہوں سے دیکھ رہے ہوں گے اور جنت کا کے محلات کا وقوع بھی بلندی پر ہے اور ان کی شان بھی بلند ہوگی۔ یہ کب ہوگا؟ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا جب ہلا دی جائے

گی زمین ہلایا جانا۔ جس وقت زمین پر زلزلہ طاری کیا جائے گا ایسا زلزلہ کہ مکان تو مکان رہے۔ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا اور ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے پہاڑ ریزہ ریزہ کیا جانا۔ ہر شے برابر کر دی جائے گی کوئی اونچ نیچ نہیں رہے گی۔ مشرق سے مغرب تک زمین کو ایسے ہموار کر دیا جائے گا کہ اگر کوئی مشرق سے انڈا لڑھکائے گا تو مغرب تک چلا جائے گا درمیان میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔

تو فرمایا یہ پہاڑ ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا پس ہو جائیں گے پہاڑ گرد و غبار اڑایا ہوا۔ یہ بڑے بڑے مضبوط پہاڑ گرد و غبار کی طرح اڑتے پھریں گے۔ یہ نفخہ اولیٰ کے وقت ہوگا پھر چالیس سال کے بعد نفخہ ثانیہ ہوگا اسرافیل علیہ السلام بگل پھونکیں گے۔ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَإِذَا هُمْ مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ (سورة یسین) پس پھونکا جائے گا بگل میں پس وہ اچانک قبروں سے اٹھ کر اپنے پروردگار کی طرف دوڑیں گے۔ اس وقت وَّكُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ۔ ازواج زوج کی جمع ہے اور زوج کا معنیٰ ہے قسم۔ اور ہو جاؤ گے تم تین قسم پر۔ تمام انسان تین گروہوں میں بٹ جائیں گے۔

① ...... دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ لینے والے: فَأَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ پس دائیں ہاتھ والے مَآ أَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ کیا ہی اچھے ہیں دائیں ہاتھ والے۔

② ...... بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ لینے والے: وَأَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ اور بائیں ہاتھ والے مَآ أَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ کیا ہی برے ہیں بائیں ہاتھ والے۔

فرشتے پیچھے سے آ کر بڑی بے پروائی سے بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال پکڑائیں گے۔ جب ان کو ان کا اعمال نامہ ملے گا تو کہیں گے۔ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ أُوْتَ كِتٰبِيَهْ [الحاقہ:۲۵] کاش کہ میرا اعمال نامہ مجھے نہ دیا جاتا۔ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ کاش کہ میں مر ہی جاتا۔ مگر وہاں یوم حشر والے دن تو موت نہیں ہے۔ واویلا کریں گے، ٹکریں ماریں گے، کہیں گے اے پروردگار! ہمیں دنیا میں لوٹا دے تاکہ ہم نیک کام کریں۔ مگر اس وقت کا چیخنا چلانا کسی کام نہیں آئے گا۔

③ ......سبقت کرنے والے: وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اور سبقت کرنے والے تو سبقت کرنے والے ہی ہیں۔ نیکیوں میں سبقت لے جانے والے تو نیکیوں میں سبقت کرنے والے ہی ہیں۔ أُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقرب ہیں۔ چونکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑے مقبول ہیں اسلیے اللہ تعالیٰ نے ان کی خوبیاں پہلے بیان فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے جو مقرب بندے ہیں۔ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ نعمتوں کے باغوں میں ہوں گے۔ یہ جو سابقون الاولون ہیں ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِيْنَ بڑی جماعت ہوگی پہلوں میں سے۔ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ اور تھوڑے ہیں پچھلوں میں سے۔

پہلے، پچھلوں سے کیا مراد ہے؟

یہاں تفسیر روح المعانی، تفسیر بیضاوی، تفسیر خازن وغیرہ میں خاصی بحث ہے۔
ایک تفسیر یہ کرتے ہیں کہ یہ جو سابقون ہوں گے پہلوں میں سے ان کی اچھی خاصی جماعت ہوگی اور پچھلوں میں یہ کم ہوں گے۔

پہلوں سے مراد ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو پیغمبر علیہم السلام گزرے ہیں وہ اور ان کے صحابی اور پچھلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں تو مجموعی لحاظ سے وہ پہلے والے تعداد میں زیادہ ہیں اور یہ کم ہیں۔
دوسری تفسیر یہ کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے پہلے اور پچھلے مراد ہیں۔ پہلے لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ ان میں سابقون زیادہ ہوں گے اور پچھلوں میں کم یعنی ان کے بعد آنے والوں میں اُن کی تعداد کم ہوگی۔

عَلٰی سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ۔ سُرُرٌ سَرِيْرٌ کی جمع ہے اس کا معنی ہے کرسی۔ مَوْضُوْنَة کا معنی ہے سونے کی تاروں سے بنی ہوئی۔ پہلے چارپائیاں بان کی بنی ہوئی ہوتی تھیں اب نائیلون آگیا ہے۔ جنت کی کرسیاں سونے کی تاروں سے بنی ہوئی ہوں گی۔ سونے کی تاروں سے بنی ہوئی کرسیوں پر بیٹھے ہوں گے۔ مُّتَّكِئِيْنَ عَلَيْهَا ان کرسیوں پر ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے مُتَقٰبِلِيْنَ آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے کسی کی کسی کی طرف پشت نہیں ہوگی۔ کیونکہ پیچھے بیٹھنے والا خفت محسوس کرتا ہے وہاں کسی کی خفت نہیں ہوگی۔

يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ۔ ولدان وَلَدٌ کی جمع ہے اس کا معنی ہے بچہ۔ پھریں گے ان پر بچے مُّخَلَّدُوْنَ جو ہمیشہ بچے ہی رہیں گے۔ اپنے جو چھوٹے بچے فوت ہوئے ہیں اور کافروں کے جو نابالغ بچے فوت ہوئے ہیں وہ بھی خدمت کریں گے اور وہاں کی مخلوق بھی ہوگی جیسے حوریں ہیں اسی طرح خوب صورت بچے بھی ہوں گے۔ کوئی ادھر کو بھاگتا جائے گا کوئی ادھر کو بھاگتا جائے گا عجیب منظر ہوگا۔ بِاَكْوَابٍ۔ کوب کی جمع ہے۔ ایسا برتن جس کا دستہ نہ ہو، گلاس، پیالہ وغیرہ۔ پیالے، گلاس لے کر پھریں گے وَّاَبَارِيْقَ یہ ابریق کی جمع ہے ایسا برتن جس کے پیچھے دستہ لگا ہوا ہو۔ جیسے جگ ہے، چینک ہے، کپ ہے کہ اس کو دستے سے پکڑ لیتے ہیں۔ تو معنی ہوگا اور جگ لے کر پھریں گے وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ اور نتھری ہوئی شراب کے پیالے لے کر پھریں گے۔ خالص شراب ہوگی اس کی دو صفتیں ہوں گی۔

لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا۔ صداع کا معنی ہے سردرد۔ اس شراب کے پینے سے سردرد میں مبتلا نہیں ہوں گے۔ دنیا کی شراب کے متعلق شرابی جانیں کیا حقیقت ہے؟ سنا ہے کہ اس کے پینے سے سر میں معمولی سا درد ہوتا ہے، وہاں نہیں ہوگا۔
امام بخاری رحمہ اللہ صداع کا معنی کرتے ہیں وجع البطن، پیٹ درد، مروڑ۔ ممکن ہے دنیا کی شراب پینے سے پیٹ میں درد یا مروڑ ہوتا ہو لیکن وہاں کی شراب سے کوئی درد اور مروڑ نہیں ہوگا وَلَا يُنْزِفُوْنَ اور نہ وہ بدحواس ہوں گے۔ دنیا کی شراب پی کر لوگ بدحواس ہو جاتے ہیں، بکواس کرتے ہیں، گالیاں نکالتے ہیں، لڑتے جھگڑتے ہیں وہاں ایسا کوئی قصہ نہیں ہوگا۔

طاقت ہوگی، لذت اور سرور آئے گا۔

وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ ﴿20﴾ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ﴿21﴾ وَحُورٌ عِينٌ ﴿22﴾

اور پھل ہوں گے جو وہ پسند کریں گے۔ اور پرندوں کا گوشت جو وہ چاہیں گے۔ اور حوریں ہوں گی موٹی آنکھوں والیاں۔

كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ﴿23﴾ جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿24﴾ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا

موتیوں کی طرح جو پردے میں چھپے ہوئے ہوں۔ بدلا ہوگا اس چیز کا جو وہ عمل کرتے تھے۔ نہیں سنیں گے وہ اس جنت میں

لَغْوًا وَّلَا تَأْثِيمًا ﴿25﴾ إِلَّا قِيلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿26﴾ وَأَصْحٰبُ الْيَمِينِ ۙ مَآ أَصْحٰبُ

بے ہودہ بات اور نہ کوئی گناہ میں ڈالنے والی بات۔ مگر یہی قول ہوگا سلام سلام کا اور دائیں ہاتھ والے کیا ہی خوب ہیں دائیں

الْيَمِينِ ﴿27﴾ فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ ﴿28﴾ وَّطَلْحٍ مَّنْضُودٍ ﴿29﴾ وَّظِلٍّ مَّمْدُودٍ ﴿30﴾

ہاتھ والے۔ بیریوں میں ہوں گے جو کانٹوں سے خالی ہوں گی۔ اور کیلے ہوں گے تہہ بہ تہہ۔ اور لمبے سائیوں میں ہوں گے۔

وَّمَآءٍ مَّسْكُوبٍ ﴿31﴾ وَّفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ﴿32﴾ لَّا مَقْطُوعَةٍ وَّلَا مَمْنُوعَةٍ ﴿33﴾ وَّفُرُشٍ

اور بہائے ہوئے پانی میں۔ اور پھل ہوں گے بہت سارے۔ نہ وہ ختم ہوں گے اور نہ روکے جائیں گے۔ اور بچھونے ہوں

مَّرْفُوعَةٍ ﴿34﴾ إِنَّآ أَنْشَأْنٰهُنَّ إِنْشَآءً ﴿35﴾ فَجَعَلْنٰهُنَّ أَبْكَارًا ﴿36﴾ عُرُبًا

گے اونچے درجے کے۔ بیشک ہم نے ان کو پیدا کیا ایک قسم کا پیدا کرنا۔ پس ہم نے بنایا ان کو کنواریاں۔ محبت کرنے والیاں

أَتْرَابًا ﴿37﴾ لِّأَصْحٰبِ الْيَمِينِ ﴿38﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ﴿39﴾ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ﴿40﴾ ع

ہم عمر۔ دائیں ہاتھ والوں کے لیے۔ بڑی جماعت ہوگی پہلوں میں سے۔ اور بڑی جماعت ہوگی پچھلوں میں سے۔

وَأَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَآ أَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿41﴾ فِي سَمُومٍ وَّحَمِيمٍ ﴿42﴾ وَّظِلٍّ مِّنْ

اور بائیں ہاتھ والے کیا ہی برے ہیں بائیں ہاتھ والے۔ گرم آگ کی لو میں ہوں گے اور گرم پانی میں ہوں گے۔ اور دھویں

يَحْمُومٍ ﴿43﴾ لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيمٍ ﴿44﴾ إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِينَ ﴿45﴾

کے سائے میں ہوں گے۔ جو نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ آرام دہ ہوگا۔ بیشک تھے یہ لوگ اس سے پہلے دنیا میں آسودہ حال۔

وَكَانُوا يُصِرُّونَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيمِ ﴿46﴾

اور اصرار کرتے تھے بڑے گناہ پر۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَتَخَيَّرُوْنَ: وہ پسند کریں گے، تَاْثِيْمًا: بے ہودہ بات، مَّخْضُوْدٍ: بغیر کانٹے کے، طَلْحٍ: کیلے، مَّمْدُوْدٍ: لمبا، مَّسْكُوْبٍ: چلتا ہوا، مَقْطُوْعَةٍ: ختم کیے ہوئے، مَمْنُوْعَةٍ: منع کیے ہوئے، مَّرْفُوْعَةٍ: بلند، اَنْشَاْنٰهُنَّ: ہم نے بنایا ہے انہیں، اِنْشَآءً: خاص طرح کا بنانا، فَجَعَلْنٰهُنَّ: (پھر) ہم نے انہیں بنایا، اَبْكَارًا: کنواریاں، اَتْرَابًا: ہم عمر، يَحْمُوْمٍ: سیاہ دھواں، مُتْرَفِيْنَ: خوش حال لوگ، كَانُوْا يُصِرُّوْنَ: وہ اصرار کرتے تھے۔

ربط:

سابقہ آیات میں قیامت میں انسانوں کے تین گروہ بنا دیئے جانے کا تذکرہ ہے جن میں دائیں ہاتھ والے، بائیں ہاتھ والے اور سابقون الاولون ہوں گے۔ اب انہی تین گروہ میں سے انعام یافتہ گروہوں پر کیے جانے والے انعامات اور بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ لینے والوں کے اوپر جہنم کے عذابوں کا تذکرہ فرمایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: سابقون الاولون پر کیے جانے والے مزید انعام:

وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ اور ان کے من پسند پھل انہیں مہیا کیے جائیں گے اور ان کے حاصل کرنے کے لیے ان کو کوئی تکلیف نہیں اٹھانی پڑے گی۔ نہ وہ ختم ہوں گے اور نہ ہی ان کے استعمال سے روکا جائے گا وَلَحْمِ طَيْرٍ اور پرندوں کا گوشت ہوگا مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ جو وہ چاہیں گے۔ پرندوں کا گوشت، بھیڑ، بکری، اونٹ کی بہ نسبت زیادہ لذیذ ہوتا ہے۔ تو سابقین کے لیے پرندوں کا من پسند گوشت بھی ہوگا۔

وَحُوْرٌ عِيْنٌ اور حوریں ہوں گی موٹی آنکھوں والیاں جن سے جنت والے اپنا دل بہلائیں گے۔ یہ جنت کی مخلوق ہوگی، کستوری، عنبر، کافور اور زعفران سے پیدا کی گئی ہوں گی۔ ان کے حسن و جمال کا یہ عالم ہوگا كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ موتیوں کی طرح جو پردوں میں چھپے ہوئے ہوں، گرد و غبار سے پاک۔ جَزَآءً بدلہ ہوگا بِمَا ان کاموں کا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ جو وہ کرتے تھے۔ چونکہ انہوں نے نیک کاموں میں سبقت کی اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ بدلہ دیا۔

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا نہیں سنیں گے جنت میں کوئی بے ہودہ بات۔ نہ وہاں کوئی جھگڑا، نہ گالی گلوچ، نہ کوئی دل آزاری کی بات ہوگی وَّلَا تَاْثِيْمًا اور نہ کوئی گناہ میں ڈالنے والی بات ہوگی۔

اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا مگر یہی قول ہوگا سلام سلام کا۔ آپس میں ملیں گے سلام کریں گے، حوریں سلام کہیں گی، فرشتے سلام کہیں گے حتی کہ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ "سلام کہا جائے گا رب رحیم کی طرف سے کہ اے جنتیو! تمہیں میری طرف سے سلام ہو"۔

دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ لینے والا گروہ:

وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۥ مَآ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ اور دائیں ہاتھ والے کیا ہی اچھے ہیں دائیں ہاتھ والے۔ کیا شان

ہے ان کی فِيْ سِدْرٍ ایسی بیریوں کے درختوں کے سائے میں ہوں گے مَّخْضُوْدٍ جو کانٹوں سے خالی ہوں گی۔ ان کے کانٹے اترے ہوئے ہوں گے۔ دنیا کی بیریوں کے کانٹے ہوتے ہیں جنت کی بیریوں میں کانٹا نہیں ہوگا وَّطَلْحٍ اور کیلے ہوں گے مَّنْضُوْدٍ تہ بہ تہ۔ گچھوں کے گچھے ہوں گے وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ اور لمبے سائے ہوں گے وہ ان کے نیچے رہیں گے۔ وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ اور بہائے ہوئے پانی میں۔ سرزمین عرب میں سایہ، درخت اور پانی بڑی نعمتوں میں سے ہیں۔

احادیث میں آتا ہے کہ جنتی آدمی کے ہاتھ میں سونے کی لاٹھی ہوگی اس کے ساتھ پانی کو جس طرف اشارہ کرے گا وہ ادھر ہی بہنا شروع کر دے گا وَّفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ اور پھل ہوں گے بہت سارے مقدار میں۔ ان کی خصوصیات ہوں گی لَّا مَقْطُوْعَةٍ نہ وہ ختم ہوں گے وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ اور نہ وہ روکے جائیں گے۔ دنیا کے پھل موسمی ہیں موسم کے بعد ختم ہو جاتے ہیں جنت کے پھل ختم نہیں ہوں گے۔ جب کوئی دانہ توڑا جائے گا فوراً دوسرا لگ جائے گا۔ اور نہ ممنوع ہوں گے جب چاہو کھاؤ اور جہاں سے چاہو کھاؤ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ اور بچھونے ہوں گے عمدہ اونچے درجے کے اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ بیشک ہم نے حوروں کو پیدا کیا ہے اِنْشَآءً ایک خاص قسم کا پیدا کرنا۔ کسی کو کستوری سے، کسی کو عنبر سے، کسی کو کافور اور زعفران سے۔ وہ جنت کی مخلوق ہیں فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا پس بنایا ہم نے ان کو کنواریاں۔ جب بھی اُن کے خاوند اُن کے پاس آئے گا کنواریاں ہی پائے گا۔ عُرُبًا، عروب کی جمع ہے۔ ایسی عورت کو کہتے ہیں جو دل سے خاوند کے ساتھ محبت کرے۔ ظاہری محبت، وقت گزارنے والی نہیں دل سے محبت کرنے والیاں ہوں گی اَتْرَابًا، تِربٌ کی جمع ہے۔ اس کا معنیٰ ہے ہم عمر۔ اس کا ایک مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ حوریں ہم عمر ہوں گی اور یہ مطلب بھی بیان کرتے ہیں جن جنتی لوگوں کو ملیں گی ان کی ہم عمر ہوں گی لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ یہ دائیں ہاتھ والوں کے لیے ہیں جن کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں ملے گا۔ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ بڑی جماعت ہوگی پہلوں میں سے وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ اور بڑی جماعت ہوگی پچھلوں میں سے جن کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں ملے گا۔ الحمد للہ! یہ پہلوں میں سے بھی بہت زیادہ ہوں گے اور پچھلے جو قیامت تک آنے والے ہیں ان میں سے بھی بہت زیادہ ہوں گے۔

بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ لینے والا گروہ:

اب تیسرے طبقے کا ذکر ہے وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ اور بائیں ہاتھ والے کیا ہی برے ہیں بائیں ہاتھ والے جن کو اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ کیا پوچھتے ہو کیا ہوں گے بائیں ہاتھ والے فِيْ سَمُوْمٍ گرم آگ کی لو میں ہوں گے جو مسامات میں داخل ہونے والی ہے۔ دنیا کی آگ کے شعلے سے لوہے تک ہر چیز پگھل جاتی ہے اور جہنم کی آگ تو اس سے انہتر گنا تیز ہے۔ اس کی تیزی کی کیا حد ہوگی مارنے کے لیے تو اس کا ایک شعلہ ہی کافی ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى [سورۃ الاعلیٰ: پارہ ۳۰] نہ مرے گا اس میں اور نہ زندہ رہے گا۔ کیونکہ مر گیا تو پھر سزا کون بھگتے گا۔ تو گرم آگ کی لو میں ہوں گے وَّحَمِيْمٍ اور گرم پانی میں ہوں گے کبھی تو گرم پانی میں

گھسیٹا جائے گا اور کبھی سر پر ڈالا جائے گا کہ جسم کی ساری کھال اتر جائے گی اور یہی پانی پینے کے لیے دیا جائے گا تو
یَشْوِی الْوُجُوْهَ ہونٹ جل جائیں گے وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ اور دھوئیں کے سائے میں ہوں گے کہ سانس لینا مشکل
ہوگا۔ آج دنیا میں بھی دھواں زیادہ ہو تو آدمی وہاں سے بھاگتا ہے کہ سانس نہیں آتا۔ اور وہ تو دوزخ کا دھواں ہوگا بڑا
سخت لَّا بَارِدٍ جو نہ ٹھنڈا ہوگا وَّلَا كَرِيْمٍ اور نہ آرام دہ ہوگا کہ عزت ملے۔ یہ کارروائی ان جہنمیوں کے ساتھ اس لیے
ہوگی کیونکہ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ بیشک تھے وہ لوگ اس سے پہلے آسودہ حال دنیا میں۔ ایمان اور عمل
صالح کے بغیر جس نے دنیا میں جتنی آسائش اور آرام میں زندگی گزاری آخرت میں اتنا ہی تنگی میں رہے گا۔ تو فرمایا یہ آسودہ
حال تھے۔ وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ۔ اور وہ تھے اصرار کرتے بڑے گناہ پر۔ بڑے گناہ سے مراد
شرک ہے۔ شرک گناہوں میں سب سے بڑا ہے۔

وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۙ اَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَ اِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿47﴾

اور وہ کہتے تھے کیا جب ہم مرجائیں گے اور ہوجائیں مٹی اور ہڈیاں کیا بیشک ہم البتہ دوبارہ کھڑے کیے جائیں گے۔

اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿48﴾ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ﴿49﴾ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ

کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں بیشک پہلے اور پچھلے۔ البتہ جمع کیے جائیں گے۔ ایک مقرر دن کے

مَّعْلُوْمٍ ﴿50﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿51﴾ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿52﴾

وعدے پر۔ پھر بیشک تم اے گمراہو جھٹلانے والو البتہ کھانے والے ہوگے تھوہر کے درخت سے۔

فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿53﴾ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ﴿54﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ

پس بھرنے والے ہوگے اس سے پیٹوں کو۔ پس پینے والے ہوگے اس پر گرم پانی۔ پس پینے والے ہوگے پیاسے اونٹوں کی

الْهِيْمِ ﴿55﴾ هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿56﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿57﴾ اَفَرَءَيْتُمْ

طرح پینا۔ یہ ان کی مہمانی ہوگی بدلے والے دن۔ ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے پس تم کیوں نہیں تصدیق کرتے۔ پس بتلاؤ تم،

مَّا تُمْنُوْنَ ﴿58﴾ ءَ اَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿59﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ

جو منی تم ٹپکاتے ہو۔ کیا تم اس کو پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرنے والے ہیں۔ ہم نے مقدر کی ہے تمہارے درمیان موت

وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿60﴾ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ

اور نہیں ہیں ہم عاجز آنے والے۔ اس بات پر کہ تبدیل کر دیں تمہارے طرح کے اور تمہیں پیدا کریں اس جہان میں

مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿61﴾

جس کو تم نہیں جانتے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَمَجْمُوْعُوْنَ: جمع کیے جائیں گے، اَلْمُكَذِّبُوْنَ: جھٹلانے والے، فَشٰرِبُوْنَ: (پھر) پینے والے، اَلْهِيْمِ: پیاسے اونٹ، نُزُلُهُمْ: ان کی دعوت، لَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ: کیوں نہیں تم تصدیق کرتے، تُمْنُوْنَ: تم ٹپکاتے ہو، تَخْلُقُوْنَهٗ: تم پیدا کرتے ہو اسے، اَنْ نُّبَدِّلَ: یہ کہ ہم بدل دیں، نُنْشِئَكُمْ: ہم بنا دیں تمہیں۔

ربط:

آغاز سورۃ سے ہی قیامت کے دن جو انسانوں کے تین گروہ کر دیئے جائیں گے ان کا بیان چل رہا ہے۔ پہلے سابقون الاولون کے انعامات کا تذکرہ کیا پھر جن کو دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ ملے گا ان پر کیے جانے والے انعامات کا تذکرہ کیا اور پھر بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ لینے والے مجرموں کا تذکرہ کیا گیا۔ اب بھی اسی مجرموں کے گروہ کا بیان ہے۔

تفسیری نکات: مجرموں کو یہ سزا دوبارہ ملنے والی زندگی کے انکار پر ملی:

جہنمی لوگ بڑے گناہ پر اصرار کرتے تھے یعنی شرک سے باز آنے کے لیے تیار نہیں تھے اور کہتے کیا تھے وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اور کہتے تھے اَئِذَا مِتْنَا کیا جب ہم مرجائیں گے وَكُنَّا تُرَابًا اور ہوجائیں مٹی، خاک ہوجائیں گے وَّعِظَامًا اور ہڈیاں ہوجائیں گے ءَ اِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ کیا بیشک ہم البتہ دوبارہ کھڑے کیے جائیں گے۔ گویا کہ ان کے نزدیک یہ بات بڑی مشکل تھی خاک ہوجانے کے بعد اور ہڈیوں کے ریزہ ریزہ ہوجانے کے بعد دوبارہ انسانوں کا بنانا اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ کیا ہمارے اگلے باپ دادا جو پہلے گزر چکے ہیں وہ بھی دوبارہ کھڑے کیے جائیں گے۔

ان کا ماحول بنا ہوا تھا کہ جو مر گئے خاک ہوگئے، ہڈیاں بوسیدہ ہوگئیں وہ دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے۔ قُلْ آپ ﷺ ان سے کہہ دیں اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ بیشک پہلے بھی اور پچھلے بھی لَمَجْمُوْعُوْنَ البتہ جمع کیے جائیں گے اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ایک مقرر دن کے وعدے پر۔ وہ معلوم دن قیامت کا ہے جب حضرت اسرافیل علیہ السلام بگل پھونکیں گے، میدان محشر برپا ہوگا اس وقت سارے اکٹھے کر دیئے جائیں گے ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ پھر بیشک تم اے گمراہو الْمُكَذِّبُوْنَ جھٹلانے والے اللہ تعالیٰ کی توحید کو، قیامت کو، پیغمبروں کو، اللہ تعالیٰ کی کتابوں کو، حق کو۔

اہل جہنم کی خوراک:

لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ البتہ کھانے والے ہو تھوہر کے درخت کو عذاب کے طور پر۔ ان پر ایسی بھوک مسلط کی جائے گی کہ وہ اس کے کھانے پر مجبور ہوں گے۔

احادیث میں آتا ہے کہ زانی مرد عورتوں کو پیشاب، پاخانہ اور منی کھلائی جائے گی اور یہ کھانے پر مجبور ہوں گے۔

احادیث اور تفسیروں میں آتا ہے کہ تھوہر کا درخت اتنا کڑوا ہوگا کہ اگر اس کا ایک قطرہ سمندر میں ڈال دیا جائے تو سارا سمندر کڑوا ہو جائے۔ اس سے اس کی کڑواہٹ کا اندازہ لگائیں اور اتنا بدبودار ہوگا کہ اس کا ایک قطرہ دنیا میں پھینک دیا جائے تو مشرق سے لے کر مغرب تک اور شمال سے لے کر جنوب تک سب جاندار مر جائیں گے۔

فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ پس بھرنے والے ہوں گے اپنے پیٹوں کو اس زقوم کے درخت سے۔ پھر بطور عذاب ان پر اتنی پیاس مسلط کی جائے گی کہ اس کو بجھانے کے لیے فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ پس پینے والے ہوں گے اس پر گرم پانی۔ وہ اس قدر گرم ہوگا کہ ہونٹ جل جائیں گے يَشْوِي الْوُجُوْهَ [سورۃ الکہف] اور وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ [سورۃ المومنون] اور وہ اس میں بدشکل ہوں گے۔ نیچے والا ہونٹ لٹک کر ناف تک چلا جائے گا اور اوپر والا پیشانی تک۔ بڑی عجیب شکل ہوگی اور وہ پانی مسلسل پئیں گے۔

پس پینے والے ہوں گے اس پر کھولتے ہوئے پانی کو فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ۔ ھیم اھیم کی جمع ہے اور اھیم اس اونٹ کو کہتے ہیں جو بہت زیادہ پیاسا ہو چونکہ اونٹ بہت بہت دن تک بغیر پانی کے رہ لیتا ہے تو جب پانی پر آتا ہے تو اسقدر پانی پیتا ہے کہ درمیان میں سانس بھی نہیں لیتا ہے۔ تو جہنمی بھی ایسی بے صبری سے وہ گرم کھولتا ہوا پانی پیئے گے۔

زندگی اور موت کا بیان:

هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ یہ ان کی مہمانی ہوگی بدلے والے دن۔ کیونکہ وہ دوبارہ پیدا ہونے کو بڑا عجیب سمجھتے تھے دوبارہ مر کر زندہ ہونے کے منکر کہتے تھے ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ کیا جب ہم مر جائیں گے اور خاک ہو جائیں گے اور ہڈیاں ہو جائیں گے کیا ہم دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو خاص انداز میں سمجھایا ہے۔ فرمایا نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ پس تم کیوں نہیں تصدیق کرتے۔ مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کو خالق مانتے تھے اپنا بھی، آسمانوں اور زمینوں کا بھی، چاند، سورج، ستاروں کا بھی، پہاڑوں اور دریاؤں کا بھی خالق اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے تو جب وہ خالق ہے تو متصرف بھی ہے وہ موت دینے پر بھی قادر ہے اور موت دینے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ اَفَرَءَيْتُمْ بتلاؤ تم مَّا تُمْنُوْنَ جو منی تم ٹپکاتے ہو عورتوں کے رحم میں ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ کیا تم اس کو پیدا کرتے ہو تم بچہ بناتے ہو اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ یا ہم پیدا کرتے ہیں۔

یہ تو روزمرہ کی بات ہے ہر آدمی سمجھ سکتا ہے اور مانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے تو اس کے لیے دوبارہ پیدا کرنا کون سا مشکل ہے۔ کیوں نہیں مانتے؟ اور سن لو۔

نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ ہم نے مقدر کی ہے تمہارے درمیان موت۔ کوئی بچپن میں مر جاتا ہے، کوئی جوانی

میں، کوئی بڑھاپے میں، کوئی بیمار ہو کر، کوئی صحت میں، کوئی حادثے میں مرجاتا ہے یہ ہم نے مقدر کیا ہے اور سن لو وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ اور نہیں ہیں ہم عاجز آنے والے۔ مسبوق پیچھے رہ جانے والے کو کہتے ہیں۔ مثلاً نماز کھڑی ہوگئی اور امام نے دو رکعت پڑھا دیں اب جو آ کر ملے گا وہ مسبوق ہوگا کہ باقی نمازی اس سے آگے نکل گئے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم مسبوق نہیں ہیں کہ تم ہم سے آگے نکل جاؤ اور ہم پیچھے رہ جائیں۔ ہمارے احکام سے تم آگے نکل جاؤ اور ہم عمل نہ کرا سکیں عَلٰۤى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ اس بات پر کہ تبدیل کر دیں تمہارے جیسے۔ یعنی تمہیں بندر اور خنزیر بنا دیں۔ تمہاری شکلیں مسخ کر دیں۔

تو فرمایا کہ ہم اس بات پر قادر ہیں کہ تبدیل کر دیں تمہارے جیسے وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اور تمہیں پیدا کر دیں اس امت میں جس کو تم نہیں جانتے۔ کہ تمہیں بندر اور خنزیر بنا دیں۔ اور دوسری تفسیر یہ کرتے ہیں کہ تمہیں ختم کر کے تمہاری جگہ دوسرے لوگ تبدیل کر دیں، تمہاری جگہ نئی مخلوق لے آئیں۔ اور تمہیں ایسی جگہ اٹھائیں کہ جس کو تم نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے کہ وہ تمہیں دوسرے جہان میں زندہ کر کے اپنے سامنے کھڑا کر دے۔

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿۶۳﴾ ءَاَنْتُمْ

اور البتہ تحقیق تم جانتے ہو پہلی پیدائش کو پس تم کیوں نہیں نصیحت حاصل کرتے۔ بھلا دیکھو جس کو تم بوتے ہو۔ کیا تم

تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اِنَّا

اس کو اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں۔ اگر ہم چاہیں البتہ ہم کر دیں اس کو چورا چورا پس لگ جاؤ تم باتیں کرنے۔ بیشک ہم

لَمُغْرَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۶۷﴾ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿۶۸﴾ ءَاَنْتُمْ

تاوان کے نیچے آ گئے ہیں۔ بلکہ ہم محروم ہو گئے ہیں۔ بھلا دیکھو وہ پانی جو تم پیتے ہو۔ کیا تم نے

اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۶۹﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا

اتارا ہے اس کو بادلوں سے یا ہم اتارنے والے ہیں۔ اگر ہم چاہیں کر دیں ہم اس کو نمکین پس کیوں نہیں تم

تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ﴿۷۱﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَاۤ اَمْ نَحْنُ

شکر ادا کرتے۔ بھلا دیکھو تم وہ آگ جس کو تم جلاتے ہو۔ کیا تم نے پیدا کیا ہے اس کا درخت یا ہم پیدا کرنے

الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴿۷۲﴾ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَسَبِّحْ

والے ہیں۔ ہم نے بنایا اس کو نصیحت کے لیے اور فائدے کی چیز مسافروں کے لیے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم تسبیح بیان کریں

ع ۲ ۱۵ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾

اپنے رب کے نام کی جو بڑا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَزْرَعُوْنَهٗٓ: تم اگاتے ہو اسے، اَلزّٰرِعُوْنَ: اُگانے والے، فَظَلْتُمْ: (پھر) تم ہو جاؤ، تَفَكَّهُوْنَ: تعجب سے باتیں کرنے والے، لَمُغْرَمُوْنَ: یقیناً تاوان لگائے ہوئے، مَحْرُوْمُوْنَ: محروم، اَنْزَلْتُمُوْهُ: تم برساتے ہو اسے، اَلْمُزْنِ: بادل، اُجَاجًا: کڑوا، تُوْرُوْنَ: تم جلاتے ہو، اَنْشَاْتُمْ: تم نے پیدا کیا، شَجَرَتَهَآ: اس کا درخت، اَلْمُنْشِئُوْنَ: پیدا کرنے والے، لِلْمُقْوِيْنَ: مسافروں کے لیے۔

ربط:

سابقہ آیات سے اللہ تعالیٰ دوبارہ زندہ ہونے کے متعلق اپنی خالقیت کا بیان فرما رہے ہیں۔ اب بھی اسی خالقانہ شان کو بیان فرمایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: انسانی زندگی کے مختلف مراحل:

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى اور البتہ تحقیق تم جانتے ہو پہلی پیدائش کو۔ تم پیدا ہوئے تھے، بچے تھے، پھر جوان ہوئے، پھر بوڑھے ہوئے، یہ وجود تمہیں اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ پس تم کیوں نہیں نصیحت حاصل کرتے۔ وہی اللہ تعالیٰ تمہیں دوبارہ بھی پیدا کرسکتا ہے یا پہلی پیدائش کا تم انکار کرو کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں کیا۔ حقیر قطرے سے تمہیں کیسا خوب صورت انسان بنایا ہے؟ یہ سب کچھ مانتے ہو دوبارہ پیدا کرنے کو نہیں مانتے۔ مان لو دوبارہ بھی پیدا ہونا ہے۔

درخت پھل پھول اناج کون اگاتا ہے:

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ بھلا دیکھو جس کو تم بوتے ہو جو تم کھیتی باڑی کرتے ہو زمین میں تم دانے بوتے ہو ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ کیا تم اس کو اگاتے ہو اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ یا ہم اگاتے ہیں۔ فصلیں زمین سے کون پیدا کرتا ہے، سبزیاں کون اگاتا ہے، درخت کون پیدا کرتا ہے؟ یہ ساری باتیں تم مانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔ تو وہ ذات جو پہلی مرتبہ پیدا کرسکتی ہے دوبارہ پیدا نہیں کرسکتی یہ کیوں نہیں مانتے؟ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا اگر ہم چاہیں تو البتہ کردیں اس کو چورا چورا۔ دانے لگنے سے پہلے ہم اس کو تباہ کردیں ہم قادر ہیں سب کچھ کرسکتے ہیں فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ پس لگ جاؤ تم باتیں کرنے، تعجب کرنے لگ جاؤ۔ تفکہ کا معنی تعجب کرنا۔ کیا باتیں کرو گے کیا تعجب کرو گے اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ بیشک ہم تاوان کے نیچے آگئے ہیں۔ اس سال بیج بھی گیا، محنت بھی گئی، نفع کے بجائے اصل بھی ضائع ہوگیا، نقصان ہوگیا قرضے کے بوجھ کے نیچے آگئے۔ اور یہ بھی کہو گے بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ بلکہ ہم محروم ہوگئے ہیں اس فصل سے کوئی شے ہمارے ہاتھ نہ آئی۔

بارشیں کون برساتا ہے:

اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِىْ تَشْرَبُوْنَ بھلا دیکھو وہ پانی جو تم پیتے ہو ءَ اَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ۔ یہ پانی تم نے اتارا ہے اس پانی کو بادلوں سے اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ یا ہم اتارنے والے ہیں۔ ہمارے علاقوں میں تو الحمدللہ! پانی کی فراوانی ہے ان علاقوں میں جاؤ جہاں پانی کی قلت ہے پھر تمہیں احساس ہوگا اور پانی کی قدر معلوم ہوگی۔

لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا اگر ہم چاہیں کر دیں اس کو نمکین۔ ڈیرہ اسماعیل خان، ڈیرہ غازی خان اور فیصل آباد کے بعض علاقوں میں آج بھی پانی نمکین اور کڑوا ہے۔ وضو کے لیے منہ میں ڈالیں تو کافی دیر تک منہ کڑوا رہتا ہے لوگ مجبوراً استعمال کرتے ہیں فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ پس کیوں نہیں تم شکر ادا کرتے ہو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا۔ اپنی پیدائش کو دیکھو اور اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کے احسانات کو دیکھو پھر اپنی ناشکری پر غور کرو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فصلیں تمہارے لیے پیدا کی ہیں ان کے لیے پانی کا انتظام بھی اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ اس قدر نعمتیں تمہیں عطاء کی ہیں اس کا شکر جس قدر بھی ادا کرو وہ کم ہے۔

آگ بھی ہم نے پیدا کی ہے:

اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِىْ تُوْرُوْنَ بھلا دیکھو وہ آگ جس کو تم جلاتے ہو ءَ اَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ کیا تم نے پیدا کیا ہے اس کا درخت اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُوْنَ یا ہم پیدا کرنے والے ہیں۔ عرب میں اور درخت بھی ہوں گے لیکن تین درختوں کا نام تفسیروں میں آتا ہے۔ مدح، کرخ، عفار۔ ان کی سبز ٹہنیاں ایک دوسرے پر رگڑنے سے آگ پیدا ہوتی تھی اور اس سے وہ لوگ اپنا نظام چلاتے تھے۔ سفر پر جاتے تو سبز ٹہنیاں کپڑوں میں لپیٹ کر رکھ لیتے تھے جہاں ضرورت پڑتی استعمال کرتے، آگ جلاتے۔ تو جس ذات نے سبز ٹہنیوں سے آگ پیدا کی ہے وہ تمہیں دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے؟

نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً ہم نے اس درخت کو نصیحت بنایا ہے تمہارے لیے کہ درخت سبز ہیں تو ان سے آگ نکلتی ہے اور اگر خشک ہو جائیں تو نہیں نکلتی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت تمہیں سمجھ نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سمجھنے کے لیے بہت کچھ ہے وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ اور فائدہ کی چیز مسافروں کے لیے۔ یعنی مسافر لوگ وہ سبز ٹہنیاں اپنے پاس رکھ لیتے تھے جہاں ضرورت پڑتی تھی ان کو آپس میں رگڑ کر آگ جلاتے تھے فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسبیح بیان کریں اپنے رب کے نام کی جو بڑا ہے، بڑی عظمتوں والا ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ اَحَبُّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ "اللہ تعالیٰ کو یہ کلام بہت محبوب ہے سبحان اللہ وبحمدہ"۔ یہ بخاری شریف کی آخری روایت ہے۔ دو کلمے ہیں اللہ تعالیٰ کو بہت پیارے ہیں زبان پر بہت ہلکے ہیں ترازو میں بڑے وزنی ہیں جب قیامت والے دن تولے جائیں گے تو بڑے وزنی نکلیں گے۔ ایک کلمہ ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ۔ اور دوسرا کلمہ ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ ان کو ہر حال میں پڑھ سکتے ہو اٹھتے، بیٹھتے،

جاگتے ہو، وضو ہو یا نہ ہو۔ عورتیں ان دنوں میں بھی ان کلمات کو پڑھ سکتی ہیں جن دنوں میں انہوں نے نماز نہیں پڑھنی ہوتی۔ مستدرک حاکم اور مسند احمد کی روایت میں آتا ہے کہ ان کو کثرت سے پڑھنے والے کا اللہ تعالیٰ رزق کشادہ کر دیتے ہیں۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿75﴾ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴿76﴾ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿77﴾

پس میں قسم اٹھاتا ہوں ستاروں کے گرنے کی۔ اور بیشک البتہ یہ قسم ہے اگر تم جانو بڑی۔ بیشک یہ البتہ قرآن ہے عزت والا۔

فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿78﴾ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿79﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿80﴾

ایسی کتاب میں ہے جو چھپائی ہوئی ہے۔ نہیں چھوتے اس کو مگر پاک باز لوگ۔ یہ اتارا ہوا ہے رب العالمین کی طرف سے۔

اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿81﴾ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿82﴾ فَلَوْلَآ اِذَا

کیا اس بات میں تم سستی کرتے ہو۔ اور بناتے ہو تم اپنا نصیب کہ بیشک تم جھٹلاتے ہو۔ پس کیوں نہیں، جب

بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿83﴾ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿84﴾ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا

پہنچتی ہے جان گلے تک۔ اور تم اس وقت دیکھ رہے ہوتے ہو۔ اور ہم زیادہ قریب ہوتے ہیں اس کے تم سے لیکن تم

تُبْصِرُوْنَ ﴿85﴾ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ﴿86﴾ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿87﴾

دیکھ نہیں سکتے۔ پس کیوں نہیں اگر تم بدلہ نہیں دیئے جاؤ گے۔ کیوں نہیں تم لوٹا لیتے اس کو اگر ہو تم سچے۔

فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿88﴾ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿89﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ

پس اگر ہوا وہ مقربین میں سے۔ پس اس کے لیے راحت ہے اور روزی ہے اور نعمت کے باغ ہیں۔ اور اگر ہے

اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿90﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿91﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ

اصحاب یمین میں سے۔ پس سلامتی ہے تیرے لیے دائیں طرف والوں میں سے۔ اور اگر ہے وہ جھٹلانے والوں میں

الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿92﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿93﴾ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿94﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ

سے جو بھٹکے ہوئے ہیں۔ پس مہمانی ہے گرم پانی کی۔ اور ڈالنا ہے آگ کے شعلوں میں۔ بیشک یہ بات البتہ حق

الْيَقِيْنِ ﴿95﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿96﴾ ع ۱۶

الیقین ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم تسبیح بیان کریں اپنے رب کے نام کی جو بڑا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَلَآ اُقْسِمُ: سو میں قسم کھاتا ہوں، بِمَوٰقِعِ: گرنے کی جگہوں کی، غروب ہونے والے مقامات، لَقَسَمٌ: یقیناً قسم

ہے، لَا يَمَسُّهٗٓ: ہاتھ نہیں لگاتے اسے، اَلْمُطَهَّرُوْنَ: پاک لوگ، مُدْهِنُوْنَ: سستی کرنے والے، اَلْحُلْقُوْمَ: حلق، حِيْنَئِذٍ: اس وقت، مَدِيْنِيْنَ: بدلہ دیئے ہوئے، تَرْجِعُوْنَهَآ تم لوٹاتے ہو اسے، فَنُزُلٌ تو دعوت ہوگی، تَصْلِيَةُ: داخل ہونا۔

ربط:

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس سورۃ میں تین انسانی گروہوں کی بات کی جارہی ہے اور اُس میں سے دو کامیاب گروہوں کے انعامات اور تیسرے ناکام گروہ کی سزاؤں کا ذکر ہے۔ اب نافرمان لوگوں کو مخاطب کر کے اس عظیم کتاب یعنی قرآن حکیم کی عظمت بیان کی جارہی ہے۔

تفسیری نکات: عزت وشان والی کتاب قرآن حکیم:

فَلَآ اُقْسِمُ پس میں قسم اٹھاتا ہوں بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ستاروں کے گرنے کی جگہ کی۔ ستارے چلتے چلتے غروب ہوجاتے ہیں۔ تو ان چلنے والے ستاروں کے غروب ہونے کی جگہ کی قسم اٹھاتا ہوں وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ اور بیشک یہ البتہ قسم ہے لَّوْ تَعْلَمُوْنَ اگر تم جان لو عَظِيْمٌ بڑی اِنَّهٗ بیشک یہ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ البتہ قرآن ہے عزت والا۔

ستاروں کی اللہ تعالیٰ نے قسم اٹھائی ہے جو طلوع سے لے کر غروب تک صحیح اپنی لائن پر چلتے ہیں کہ یہ قرآن عزت والا ہے جس طرح ستارے سیدھے اپنی لائن میں چلتے ہیں اسی طرح یہ قرآن بھی سیدھا راستہ دکھاتا ہے اس میں بھی کوئی بات غلط نہیں ہے۔ خود بھی صراط مستقیم ہے اور چلنے والوں کو بھی صراط مستقیم کی راہنمائی کرتا ہے فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ایسی کتاب میں ہے جو چھپائی ہوئی ہے۔ پوشیدہ کتاب میں ہے جس کو لوح محفوظ کہتے ہیں۔ تمام آسمانی کتابوں میں اس کا مرتبہ بلند ہے لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ نہیں چھوتے اس کو مگر پاک باز لوگ۔

قرآن کریم کو بغیر وضو ہاتھ لگانے میں امام بخاری رحمۃ اللہ کا اختلاف اور دلائل کا جائزہ:

يَمَسُّهٗٓ میں ہ ضمیر کدھر راجع ہے تو اس میں خاصی بحث ہے۔ حضرات ائمہ اربعہ رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کو بغیر وضو ہاتھ لگانا درست نہیں جبکہ امام بخاری رحمۃ اللہ امام طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کو بغیر وضو کے بھی ہاتھ لگا سکتے ہیں۔

جو جمہور ہیں انہوں نے اپنی دلیل میں یہ آیت بھی پیش کی ہے کہ ضمیر راجع بسوئے قرآن ہے نہ اس کو ہاتھ لگائے مگر پاکیزہ۔ تو معلوم ہوا کہ بے وضو ہاتھ نہیں لگانا چاہیئے اور متعدد حدیثیں پیش کرتے ہیں ایک حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی "لَا يَمَسَّ الْقُرْاٰنَ اِلَّا طَاهِرٌ" "لَا تَمُسَّ الْقُرْاٰنَ اِلَّا وَاَنْتَ طَاهِرٌ" امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہاں دو تاویلیں کرتے ہیں لیکن دونوں تاویلیں ان کی درست نہیں ہیں۔

پہلی تاویل یہ کرتے ہیں کہ ہٗ کی ضمیر جاتی ہے كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ کی طرف تو معنی یہ ہے کہ اس لوح محفوظ کو ہاتھ نہیں لگاتے مگر پاکیزہ فرشتے۔ یہ بات تو بظاہر بڑی معقول ہے لیکن آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ تو

تنزیل تو قرآن ہے نہ کہ لوحِ محفوظ، لوحِ محفوظ کو تو نازل نہیں کیا گیا زمین پر۔

دوسری بات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں کہ مُطَهَّرُوْنَ سے مراد ہے مسلمان، کہ وہ تو اس سلسلے میں پاک ہی پاک ہیں۔

جواب تاویل کا یہ ہے کہ بے شک مسلمان تو پاک ہی ہوتا ہے ہم مانتے ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے گورنر عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو روانہ کرتے ہوئے بہت سی ہدایات تحریر شدہ عطا فرمائی تھیں ان میں یہ بھی تھا ''لَا تَمَسُّ الْقُرْاٰنَ اِلَّا وَاَنْتَ طَاهِرٌ'' یہ حدیث صحیح ہے اب اس کا تو یہ معنی نہیں کریں گے کہ تو قرآن کو ہاتھ نہ لگا مگر پہلے مسلمان ہو جا کیونکہ وہ تو پہلے سے مسلمان ہے کافر تو ہے نہیں۔ تو حق بات یہی ہے کہ قرآن پاک کو بلا وضو ہاتھ نہیں لگا سکتے ہاں زبانی پڑھنا عند الکل جائز ہے سوائے جنابت کی حالت کے۔

قرآن کو پڑھنے اور سمجھنے میں سستی نہ کرو:

تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ یہ کتاب اتاری ہوئی ہے رب العالمین کی طرف سے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو لوحِ محفوظ سے آسمان دنیا پر ایک مقام ہے اسے بیت العزت اور بیت العظمت بھی کہتے ہیں، وہاں اتارا اور پھر وہاں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تیئس سال میں نازل فرمائی۔ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ کیا پس اس بات پر تم سستی کرتے ہو۔ قرآن پاک کے بارے میں تم سستی کرتے ہو۔ اس کے پڑھنے میں، سمجھنے میں سستی نہ کرو، اس پر عقیدہ رکھنے میں سستی نہ کرو، اس کے مطابق عمل کرنے میں سستی نہ کرو۔ قرآن پاک اول تا آخر ہدایت ہے اس کے بارے میں بالکل سستی نہ کرو۔ اور تمہارا حال یہ ہے۔ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ۔ رزق کا معنی نصیب، حصہ۔ اور بناتے ہو تم اپنا نصیب، حصہ کہ بیشک تم جھٹلاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تکذیب کرتے ہو۔ اور بناتے ہو تم اپنا حصہ کہ تم جھٹلاتے ہو اس قرآن کو۔ اس وقت کو یاد رکھو جب تم پر نزع کا عالم طاری ہوتا ہے تو اُس وقت تم کتنے بے بس ہوتے ہو۔

انسان کی بے بسی کا عالم:

فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ پس کیوں نہیں جب پہنچتی ہے جان گلے تک اور تم اس وقت دیکھ رہے ہوتے ہو۔ مرنے والا تمہارے سامنے مرتا ہے، ہاتھ پاؤں بے حس، ٹانگیں بے حس، تمہارے سامنے مر رہا ہے اور تم دیکھ رہے ہو وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ اور ہم زیادہ قریب ہوتے ہیں اس کے نسبت تمہارے وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ لیکن تم نہیں دیکھ سکتے ہمیں فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ پس کیوں نہیں اگر تم بدلہ نہیں دیئے جاؤ گے۔ تم کسی کے حکم کے پابند نہیں اور جزا نہیں ملنی تَرْجِعُوْنَهَآ کیوں نہیں لوٹا لیتے اس کو۔ اس مردے کی روح بدن میں کیوں نہیں لوٹاتے اگر تمہارے بس میں کچھ ہے۔ ڈاکٹروں، حکیموں سے علاج کروا لیا دم والوں سے دَم جھاڑ کروا لیا۔

ماں باپ کھڑے ہیں، عزیز رشتہ دار بھی موجود ہیں، آنکھوں سے آنسو بہا رہے ہیں لیکن کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ اس کی

جان نکل رہی ہے اگر ہمت ہے تو اسے موت کے منہ سے بچا کر دکھاؤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر ہو تم سچے کہ مرنے کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے۔ اگر یہاں تم بے بس ہو تو جب جزاوسزا کی منزل آئے گی اس کو تم کیسے روک سکو گے؟ اور جس طرح تم اس کی روح کو نہیں لوٹا سکتے اور اللہ تعالیٰ لے جا رہے ہیں تو دوبارہ زندہ کیسے جانے کا بھی انکار نہ کرو یقیناوہ رب دوبارہ بھی تمہیں زندہ کر کے اٹھائے گا۔ نہ تمہارا آنا تمہارے اختیار میں ہے اور نہ جانا تمہارے اختیار میں ہے۔ بالکل اسی طرح تمہارا دوبارہ زندہ ہونا بھی تمہارے اختیار میں نہیں ہمارے اختیار میں ہے۔

ایمان والوں اور نافرمانوں کی موت کا حال:

فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ پس ہوا اگر مرنے والا مقربین میں سے، جن کی موت بھی نرالی ہوتی ہے۔ احادیث میں آتا ہے ملک الموت آتے ہیں اور اُن کے پیچھے اٹھارہ فرشتوں کی صف ہوتی ہے۔ ان کے پاس خوشبو والا کفن ہوتا ہے۔ ملک الموت قریب آ کر بڑے ادب کے ساتھ سلام کرتے ہیں السلام علیکم۔ مرنے والا ملک الموت اور دوسرے فرشوں کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں اُخْرُجِيْ اِلٰى رِضْوَانٍ مِّنَ اللّٰهِ "اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طرف نکل" اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہے۔ جنت میں تیرا محل ہے۔ مرتے وقت اس کو بتلا دیا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانا ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہے۔ اس وقت مومن کہتا ہے مجھے جلدی لے چلو۔ تو اگر ہوا وہ مقربین میں سے فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ تو اس کے لیے راحت ہے اور روزی ہے۔ روح کا معنی راحت اور ریحان کا معنی رزق۔ اور ریحان کے معنی خوش بو کے بھی ہیں۔ رزق بھی ہوگا اور خوش بوئیں بھی ہوں گی وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ اور نعمتوں کے باغ ہیں وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ اور بہر حال اگر ہوا وہ اصحاب یمین میں سے فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ پس سلامتی ہے تیرے لیے دائیں طرف والوں میں سے۔ تم پر سلامتی ہے کہ دائیں ہاتھ والوں میں سے ہو۔ فرشتے ان کو سلام کرتے ہیں، غلمان اور حوریں ان کو سلام کہتی ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی ہوتی ہے۔ تمہارے لیے سلامتی ہے کوئی تکلیف نہیں ہوگی، کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔

وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ اور بہر حال اگر ہے وہ جھٹلانے والوں میں سے جو بھٹکے ہوئے ہیں، گمراہ ہیں۔ توحید کو جھٹلایا، نبوت کو جھٹلایا، قیامت کو جھٹلایا، اللہ تعالیٰ کے احکامات کو جھٹلایا، قرآن کو جھٹلایا، ان کے لیے کیا ہوگا؟ سب سے پہلے تو بڑی سختی سے اس کی جان نکلے گی۔

اگر مرنے والا برا ہے تو فرشتے نہایت کرخت الفاظ اور تند لہجے میں اس کے ساتھ پیش آتے ہیں، سلام نہیں کرتے۔ کہتے ہیں اُخْرُجِيْ اِلٰى سَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَغَضَبِهٖ يَآ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيْثَةُ " اے خبیث روح نکل اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غضب کی طرف" اب تم پر اللہ کا قہر ہوگا، اللہ تعالیٰ تجھ سے ناراض ہے اور دوزخ میں یہ تیرا ٹھکانا ہے۔ وہ بڑی منتیں کرتا ہے۔ کہتا ہے لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ " اے پروردگار! کیوں

نہیں تو نے مجھے مہلت دی تھوڑی سی مدت تا کہ میں صدقہ کرتا اور ہو جاتا نیکوں میں سے" لیکن وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا [سورۃ المنافقون] "اور اللہ تعالیٰ ہرگز موخر نہیں کرے گا کسی کی جان سے اس کی موت جب اس کا وعدہ آ گیا"۔ایک لحہ بھی تاخیر نہیں ہوگی۔

فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ گرم پانی کی مہمانی ہوگی۔اتنی شدید پیاس لگے گی کہ گرم پانی کے پینے پر مجبور ہو جائیں گے۔ پانی جب ہونٹوں کو لگے گا ہونٹوں کو جلا دے گا۔ يَشْوِي الْوُجُوْهَ قطرہ قطرہ کر کے اندر جائے گا انتڑیوں کو کاٹ کر پاخانے کے راستے سے نکال دے گا۔پھر فرشتے انتڑیاں منہ کے راستے ڈالیں گے۔پھر اس کے ساتھ کیا ہوگا۔

يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ [الحج:۲۰] پگھلایا جائے گا اس کے ساتھ وہ جو ان کے پیٹوں میں ہے اور ان کی کھالیں بھی۔سروں پر گرم پانی ڈالا جائے گا کھولتا ہوا جس سے جسم کی ساری کھال پوری کی پوری اتر جائے گی۔ جس طرح تم گرم پانی کے ذریعے مرغیوں کی کھال اتارتے ہو۔

تو فرمایا گرم پانی کی مہمانی ہوگی وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ اور ڈالنا ہے آگ کے شعلوں میں، داخل ہونا ہے آگ کے شعلوں میں۔آج دنیا کی آگ ہماری برداشت سے باہر ہے اور داخل ہونا ہے آگ کے شعلوں میں آج دنیا کی آگ ہماری برداشت سے باہر ہے اور دوزخ کی آگ تو اس سے انہتر گنا تیز ہے۔اگر مارنا مقصود ہو تو اس کا ایک جھونکا ہی کافی ہے لیکن چونکہ سزا دینی ہے۔لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى "نہ مرے گا نہ جیے گا" اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ بیشک یہ بات جو ہم کر رہے ہیں حق الیقین ہے۔

علم کے تین درجات:

معارف لدنیہ ایک چھوٹا سا رسالہ ہے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا اس میں فرماتے ہیں کہ علم اور یقین کے درجے تین ہیں۔ ① عِلْمُ الْيَقِيْنِ، ② عَيْنُ الْيَقِيْنِ، ③ حَقُّ الْيَقِيْنِ ۔مثلاً یہ کہا جائے کہ آگ جلاتی ہے اس کا کسی کو یقین آ جائے تو اس کو علم الیقین کہتے ہیں۔ہماری آنکھ کے سامنے آگ نے کپڑا جلایا تو یہ ہے عین الیقین ہے۔اور ایک ہے حق الیقین وہ یہ ہے کہ خود اس آگ میں ہمارا ہاتھ آیا اور جلا تو یہ حق الیقین کا درجہ ہے۔

تو فرمایا یہ جو کچھ ہم کہتے ہیں یہ صرف علم الیقین اور عین الیقین ہی نہیں بلکہ حق الیقین ہے۔اس سے اوپر یقین کا کوئی درجہ نہیں ہے۔یہ قرآن حق الیقین ہے،ہم جو کہتے ہیں یہ حق الیقین ہے اس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ نے اے انسانو! تمہیں آگاہ کر دیا ہے۔لہٰذا فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم تسبیح بیان کریں اپنے رب کے نام کی جو بڑی عظمت وشان والا ہے۔سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم، کثرت سے پڑھتے رہو۔

سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ مَدَنِيَّةٌ

سورۃ حدید مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ اس کی انتیس (۲۹) آیات ہیں اور چار (۴) رکوع ہیں۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس سورۃ کا ستاون (۵۷) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس کا چورانوے (۹۴) نمبر ہے یعنی اس سے قبل ترانوے (۹۳) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس سورۃ کا نام سورۃ حدید ہے۔ حدید کا مطلب ہے لوہا۔ چونکہ اس سورۃ کی آیت نمبر پچیس (۲۵) میں لوہے کا ذکر آ رہا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿1﴾

تسبیح بیان کرتی ہے اللہ تعالیٰ کے لیے وہ مخلوق جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور وہ زبردست ہے حکمتوں والا ہے۔

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿2﴾ هُوَ الْاَوَّلُ

اسی کے لیے ملک آسمانوں کو اور زمین کا وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ اول ہے

وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿3﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

اور آخر ہے اور وہ ظاہر ہے اور باطن ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ اور وہ ذات ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو

وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا

اور زمین کو چھ دنوں میں پھر وہ قائم ہوا عرش پر۔ جانتا ہے جو داخل ہوتا ہے زمین میں اور جو چیز نکلتی ہے

يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۚ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۚ

اس سے اور جو اترتی ہے آسمان سے اور جو چڑھتی ہے اس میں اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں بھی تم ہو اور اللہ تعالیٰ جو کچھ

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿4﴾ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿5﴾

تم کرتے ہو دیکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھتا ہے اسی کے لیے ملک آسمانوں کا۔ اور زمین کا اور اللہ ہی کی طرف

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۚ وَهُوَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿6﴾

لوٹائے جاتے ہیں سب کام۔ داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور وہ جانتا ہے دلوں کے راز۔

مشکل الفاظ کے معانی:

سَبَّحَ: پاکی بیان کرتی ہے، اَلْبَاطِنُ مخفی۔ اِسْتَوٰی: مستوی ہوا، يُوْلِجُ الَّيْلَ: داخل کرتا ہے رات، بِذَاتِ الصُّدُوْرِ: دلوں کے راز۔

ربط:

سورۃ واقعہ کا اختتام فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ پر ہوا۔ یعنی پس آپ ﷺ اپنے ربّ عظیم کی تسبیح بیان فرمائیں اور اس سورۃ کا آغاز بھی تسبیح سے ہو رہا ہے یعنی سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی جو کچھ مخلوقات بھی آسمانوں اور زمین میں ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ دوسرا ربط یہ بھی مفسرین کرام رحمہم اللہ نے بیان فرمایا ہے کہ پہلی سورۃ کا اختتام قیامت سے متعلق آیات پر ہوا تھا اور اس سورۃ حدید کا آغاز اللہ تعالیٰ کی وحدانیت سے ہو رہا ہے۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کی تعریف و پاکی کائنات کی تمام مخلوق کرتی ہے:

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ تسبیح بیان کرتی ہے، پاکیزگی بیان کرتی ہے اللہ تعالیٰ کے لیے وہ مخلوق جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ آسمانوں میں فرشتوں کے علاوہ بیشمار مخلوق ہے جس کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ چاند، سورج، ستارے ہیں۔ اور جو مخلوق زمین میں ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہے وَهُوَ الْعَزِيْزُ اور وہ غالب ہے، زبردست ہے۔ اس کے مقابلے میں کسی کو کوئی قوت اور طاقت حاصل نہیں ہے الْحَكِيْمُ حکمت والا ہے۔ اس کی ہر بات حکمت اور دانائی والی ہے۔ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اسی کے لیے ہے ملک آسمانوں کا اور زمین کا۔ آسمان بھی اس نے پیدا کیے ہیں اور زمین بھی اسی نے پیدا کی ہے۔ خالق بھی وہی، مالک بھی وہی، زمین اور آسمانوں میں تصرف بھی اسی کا، تدبیر بھی اس کی۔ خدائی اختیارات میں کسی کا کوئی دخل نہیں ہے يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ موت دینا بھی اس کی صفت ہے او زندگی دینا بھی اسی کی صفت ہے وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کے لیے کوئی کام مشکل نہیں ہے۔ هُوَ الْاَوَّلُ وہی اول ہے۔ سب سے پہلے وہی ہے جس کی کوئی ابتدا نہیں ہے وَالْاٰخِرُ اور آخر ہے جس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ نہ اس کی ابتدا اور نہ اس کی انتہا۔ وہ ازلی اور ابدی ہے وَالظَّاهِرُ اور وہ ظاہر اپنے قدرت کی نشانیوں سے وَالْبَاطِنُ اور باطن ہے اپنی ذات کے لحاظ سے۔ کوئی دوربین لگا کر بھی اسے نہیں دیکھ سکتا۔ اپنی ذات کے اعتبار سے باطن ہے دلائل کے اعتبار سے ظاہر ہے وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ چھ دنوں میں۔ چھ دنوں سے مراد چھ دنوں کا وقفہ ہے۔ کیونکہ اس وقت نہ سورج تھا، نہ چاند تھا، نہ زمین تھی، نہ آسمان تھا کہ دنوں سے یہ دن مراد لیے جائیں، بلکہ چھ دنوں کا وقفہ مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ تو پلک جھپکنے میں ہر چیز کے پیدا کرنے پر

قادر ہے تو پھر چھ دنوں کے وقفے میں پیدا کرنے کی حکمت کیا تھی؟ مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو سبق دیا ہے کہ میں نے قادر مطلق ہوتے ہوئے بھی ایک ترتیب، نظم اور آرام آرام سے تدریجاً کام یہ کام کیسے ہیں لہٰذا تمہارے کام بھی تدریجاً یعنی آرام آرام سے ہونے چاہئیں ورنہ وہ ایک لمحے میں سب کچھ کرسکتا ہے۔

استویٰ علی العرش سے کیا مراد ہے؟

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ پھر اللہ تعالیٰ مستوی ہوا عرش پر۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ سے ان کے شاگردوں نے پوچھا حضرت اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ کا کیا معنی ہے؟ ہمیں سمجھائیں کہ اللہ تعالیٰ کے بیٹھنے کا کیا مفہوم ہے؟ دیکھو! اس وقت ہم صفوں پر بیٹھے ہیں، قالینوں پر بیٹھے ہیں، کوئی چارپائی پر بیٹھتا ہے، کوئی منبر پر بیٹھتا ہے، مختلف نشستیں ہیں لوگوں کے بیٹھنے کی تو ہمیں سمجھائیں اللہ تعالیٰ عرش پر کیسے قائم ہے؟

حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا اَلْاِیْمَانُ بِهٖ وَاجِبٌ "اس پر ایمان لانا ضروری ہے" (کیونکہ قرآن کریم میں ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ اور سورۃ طٰہٰ میں ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى آرہا ہے لیکن وَكَيْفِيَّتُهٗ مَجْهُوْلَةٌ اور اس کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں ہے کہ کیسے بیٹھا ہے؟

اللہ تعالیٰ ہر شے کا علم رکھتا ہے:

يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ جانتا ہے جو داخل ہوتا ہے زمین میں۔ مردے زمین میں دفن کیے جاتے ہیں، بیج زمین میں ڈالا جاتا ہے، کیڑے مکوڑے زمین میں داخل ہوتے ہیں، بارش کے پانی کو زمین جذب کرلیتی ہے۔ غرضیکہ جو چیز بھی زمین کے اندر داخل ہوتی ہے اس کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا اور جو چیز زمین سے نکلتی ہے۔ زمین سے تیل نکلتا ہے، گیس نکلتی ہے فصلیں نکلتی ہیں یعنی اگتی ہیں، درخت نکلتے ہیں، کیڑے مکوڑے نکلتے ہیں، سب کچھ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ اور جو چیز آسمان کی طرف سے نازل ہوتی ہے، فرشتے نازل ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی رحمتیں بندوں پر نازل ہوتی ہیں بارش نازل ہوتی ہے۔ سورت اور چاند کی روشنی نازل ہوتی ہے۔ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا اور جو چیز چڑھتی ہے آسمان میں وہ اس کو بھی جانتا ہے۔ فرشتے اوپر جاتے ہیں، نیک آدمیوں کے اعمال اوپر جاتے ہیں اور جو کچھ بھی اوپر جاتا ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو جانتا ہے۔ اور صرف یہ نہ سمجھنا کہ وہ عرش پر مستوی ہے بلکہ اس کے ساتھ یہ عقیدہ بھی رکھنا ہے وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں بھی تم ہو۔

دونوں عقیدے ضروری ہیں۔ عرش پر بھی قائم ہے جو اس کی شان کے لائق ہے اور تمہارے ساتھ بھی ہے علم کے لحاظ سے، قدرت کے لحاظ سے، اپنی ذات کے لحاظ سے جیسے اس کی شان کے لائق ہے۔ یہ دونوں باتیں قرآن میں موجود ہیں وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھتا ہے۔

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اسی کے لیے ملک آسمانوں کا اور زمین کا۔ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ اور اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں سب کام۔ ہر چیز پر قبضہ اور اختیار اسی کا ہے۔ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے اور کسی کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وہ داخل کرتا ہے رات کو دن میں۔ گرمی کے موسم میں راتیں چھوٹی ہوجاتی ہیں اور دن لمبے ہوجاتے ہیں، رات کا حصہ کاٹ کر دن میں شامل کر دیتا ہے وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ اور وہ داخل کرتا ہے دن کو رات میں۔ اور سردی کے موسم میں دن چھوٹے ہوجاتے ہیں اور راتیں لمبی ہوجاتی ہیں دن کو کاٹ کر رات میں شامل کر دیتا ہے وَهُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اور وہ دلوں کے راز جانتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ دل کے رازوں کو جانتا ہے لہٰذا اپنے دلوں کو صاف رکھو۔ بغض، کینہ، عداوت، حسد، چغلی اور دیگر اخلاقی بیماریوں سے دلوں کو پاک رکھو اور ذکر الٰہی سے اس دل کو آباد رکھو۔ کیونکہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ؕ فَالَّذِيْنَ

ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اور خرچ کرو اس چیز سے، بنایا تم کو اللہ تعالیٰ نے نائب اس میں پس وہ لوگ

اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝٧ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ

جو ایمان لائے تم میں سے اور انہوں نے خرچ کیا ان کے لیے اجر ہے بڑا۔ اور کیا ہو گیا ہے تم کو نہیں ایمان لاتے تم اللہ تعالیٰ

وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝٨

پر حالانکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم کو دعوت دے رہے ہیں کہ تم ایمان لاؤ اپنے رب پر اور تحقیق لیا اللہ تعالیٰ نے تم سے پختہ عہد اگر ہو تم

هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ

ماننے والے۔ وہ وہی ذات ہے جو اتارتا ہے اپنے بندے پر واضح آیتیں تاکہ نکالے تمہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف

وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝٩ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ

اور بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ البتہ شفقت کرنے والا ہے مہربان ہے۔ اور تمہیں کیا ہو گیا کہ تم خرچ نہیں کرتے اللہ تعالیٰ

اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ

کے راستے میں اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے میراث آسمانوں کی اور زمین کی۔ نہیں ہیں برابر تم میں سے جنہوں نے خرچ کیا فتح

وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ

سے پہلے اور لڑائی کی یہ لوگ بہت بڑے ہیں درجے کے لحاظ سے ان لوگوں سے جنہوں نے خرچ کیا فتح کے بعد اور لڑائی کی

ع وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝١٠

اور ہر ایک کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے اچھائی کا اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو خبردار ہے۔

ربط:

اس سورۃ کے آغاز سے ہی اللہ تعالیٰ اپنی وحدانیت کا ذکر فرمارہے ہیں۔ اب رسالت پر ایمان اور انفاق فی سبیل اللہ کی تعلیم دی جارہی ہے۔

تفسیری نکات: اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان:

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اے لوگو ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر کہ وہی خالق ہے، وہی مالک ہے، وہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور مارنے والا ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ایمان لانے کے بعد وَاَنْفِقُوْا اور خرچ کرو تم مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ اس چیز میں سے کہ اللہ تعالیٰ نے نائب بنایا ہے تم کو اس میں۔ اکثر مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ انفاق سے مال کا خرچ کرنا مراد ہے۔ مال کا حقیقی مالک تو اللہ تعالیٰ ہے برائے نام شرعی طور پر اس نے تم کو نائب بنایا ہے تم اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہو۔ لیکن علامہ اندلسی رحمہ اللہ اپنی تفسیر ''بحر المحیط'' اور علامہ آلوسی رحمہ اللہ اپنی تفسیر ''روح المعانی'' میں فرماتے ہیں اس سے ہر چیز ہی مراد ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو مال دیا ہے تو وہ مال خرچ کرے، علم دیا ہے تو علم خرچ کرے، اگر جسمانی قوت دی ہے تو کمزوروں کے لیے خرچ کرے، ہنر اور فن دیا ہے تو وہ خرچ کرے، عقل اور سمجھ دی ہے تو اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچائے۔ جو بھی نعمت اللہ تعالیٰ نے دی ہے اس کو خرچ کرے۔ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ پس وہ لوگ جو ایمان لائے تم میں سے وَاَنْفَقُوْا اور انہوں نے خرچ کیا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ان کے لیے بڑا اجر ہے۔

وَمَا لَكُمْ اور کیا ہو گیا ہے تم کو لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ نہیں ایمان لاتے تم اللہ تعالیٰ پر وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ حالانکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم کو دعوت دے رہے ہیں لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ کہ ایمان لاؤ تم اپنے رب پر وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے لیا ہے تم سے پختہ عہد اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر ہو تم ماننے والے اس بات کو تو ایمان لاؤ۔

هُوَ الَّذِيْ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖ جو اتارتا ہے اپنے بندے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ واضح اور صاف آیتیں لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ تاکہ وہ نکالے تمہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف۔ کفر، شرک، تکبر، بغض، حسد کے اندھیروں سے نور ایمان کی طرف، نور توحید، نور سنت اور نور حق کی طرف وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ اور بیشک اللہ تعالیٰ تم پر البتہ شفقت کرنے والا مہربان ہے۔ اسی لیے اس نے تمہیں سمجھانے کے لیے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے اور اپنی کتاب بھیجی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم:

وَمَا لَكُمْ اور تمہیں کیا ہو گیا ہے اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ کہ تم خرچ نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کے راستے میں سے کسی مد میں وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے میراث آسمانوں کی اور زمین کی۔ کیا یہ

جو تمہارے پاس مال ہے، زمین ہے، باغات ہیں، کارخانے اور کوٹھیاں ہیں، سونا چاندی ہے، کیا یہ چیزیں قبر میں تمہارے ساتھ جائیں گی؟ خوش نصیب ہے جس کو کفن نصیب ہو جائے۔ بعض مرنے والے ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو کفن بھی نصیب نہیں ہوتا، زمین میں دفن ہونا نصیب نہیں ہوتا۔

فتح مکہ سے پہلے اور بعد والے مسلمانوں میں بلحاظ درجہ فرق ہے:

تو اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے میراث آسمانوں کی اور زمین کی لَا يَسْتَوِىْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ نہیں ہیں برابر تم میں سے جنہوں نے مال خرچ کیا مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ مکہ مکرمہ کے فتح ہونے سے پہلے وَقٰتَلَ اور لڑائی کی کافروں سے۔ ۸ ہجری رمضان المبارک کے مہینے میں مکہ مکرمہ فتح ہوا۔ اس سے پہلے مسلمانوں کی پوزیشن کمزور تھی۔ ان دنوں میں خرچ کرنا اور جہاد فی سبیل اللہ کرنا بڑا کام تھا اور مکہ مکرمہ فتح ہونے کے بعد سارے عرب پر جب مسلمانوں کا جھنڈا لہرا دیا گیا، مالی پوزیشن بھی مضبوط ہوگئی اور افرادی قوت بھی۔ اب مال خرچ کرنا بھی آسان اور لڑنا بھی آسان ہو گیا۔ لہٰذا جو فتح مکہ سے پہلے لڑے اور مال خرچ کیا اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً یہ لوگ بہت بڑے ہیں درجے کے لحاظ سے مِّنَ الَّذِيْنَ ان لوگوں سے اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا جنہوں نے خرچ کیا فتح مکہ کے بعد اور لڑائی کی کافروں کے ساتھ۔ کیونکہ اب آسانی پیدا ہوگئی ہے لیکن وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى اور ہر ایک کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے اچھائی کا۔ اجر سب کو ملے گا مگر درجات برابر نہیں ہو سکتے۔ مکہ مکرمہ کے فتح ہونے سے پہلے جنہوں نے مال خرچ کیا اور جہاد کیا ان کا درجہ بعد والوں سے بہت بلند ہے لیکن بعد میں خرچ کرنے والوں کا بھی درجہ ہے وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو خبر رکھتا ہے کہ کون اخلاص کے ساتھ خرچ کرتا ہے اور کون دکھاوے کے لیے۔ کون اتباع سنت میں خرچ کرتا ہے اور کون خواہش نفسانی کے تحت خرچ کرتا ہے یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں اس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔

مَنْ ذَا الَّذِىْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗٓ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۱﴾

کون شخص ہے وہ جو قرض دیتا ہے اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض پس وہ اس کو بڑھا دیتا ہے اس کے لیے اور اس کے لیے عمدہ اجر ہوگا۔

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ

جس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیں گے ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو دوڑ رہا ہوگا ان کا نور ان کے آگے اور ان کے

بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

دائیں طرف۔ خوش خبری ہے تمہارے لیے آج کے دن باغات ہیں بہتی ہیں ان باغات کے نیچے نہریں ہمیشہ رہیں گے

فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾ يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا

ان باغوں میں۔ یہی ہے وہ بڑی کامیابی۔ جس دن کہیں گے منافق مرد اور منافق عورتیں ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہماری

انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ

طرف دیکھو تاکہ ہم بھی روشنی حاصل کرلیں تمہاری روشنی سے، کہا جائے گا لوٹ جاؤ اپنے پیچھے پس تلاش کرو روشنی۔ پس کھڑی

بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ

کردی جائے گی ان کے درمیان ایک دیوار جس کا دروازہ ہوگا اس کے اندر کی طرف اس میں رحمت ہوگی اور اس کے ظاہر کی

الْعَذَابُ ﴿13﴾ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ

طرف عذاب ہوگا۔ یہ ان کو کہیں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے وہ کہیں گے کیوں نہیں لیکن تم نے فتنے میں ڈالا اپنی جانوں

وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ

کو اور تم انتظار کرتے رہے اور تم نے شک کیا اور دھوکے میں ڈالا تم کو خواہشات نے یہاں تک کہ آگیا اللہ تعالیٰ کا حکم

وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿14﴾ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ

اور دھوکے میں ڈالا تم کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکے باز نے۔ پس آج کے دن نہیں لیا جائے گا تم سے کوئی جرمانہ اور نہ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ؕ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿15﴾

ان لوگوں سے جو کافر ہیں، ٹھکانا تمہارا دوزخ ہے یہی دوزخ کی آگ تمہاری ساتھی ہے اور بری جگہ ہے لوٹنے کی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

بُشْرٰىكُمْ: تمہیں بشارت ہے، تمہیں خوشخبری ہے، اُنْظُرُوْنَا: تم انتظار کرو ہمارا، نَقْتَبِسْ: ہم حاصل کرلیں، نُوْرِكُمْ: تمہاری روشنی، فَالْتَمِسُوْا: پس تم تلاش کرو، ظَاهِرُهٗ: اس کا ظاہر، قِبَلِهِ: اس کی جانب، يُنَادُوْنَهُمْ: ان کو پکاریں گے، فَتَنْتُمْ: تم نے مبتلا کردیا، تَرَبَّصْتُمْ: تم نے انتظار کیا، غَرَّكُمْ: تمہیں دھوکہ میں رکھا۔

ربط:

سابقہ آیات سے ہی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی تلقین کی جارہی ہے۔ اب فرمایا جارہا ہے کہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو گویا وہ اللہ کو قرض دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے اجر و ثواب کو بڑھاتے رہتے ہیں اور بہت زیادہ بڑھا کر اہل ایمان کو وہ ثواب روزِ محشر واپس کیا جائے گا۔

تفسیری نکات: اہلِ ایمان کو لوگوں پر خرچ کرنے کا حکم:

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا کون شخص ہے وہ جو قرض دیتا ہے اللہ تعالیٰ کو قرض اچھا۔ آدمی جو صدقہ و خیرات کرتا ہے اور قربانی دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو قرض کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور تشبیہ اس بات میں ہے کہ جب

کوئی آدمی کسی کو قرض دیتا ہے تو اس کو یقین ہوتا ہے کہ مقروض اس کو اتنی رقم لوٹائے گا۔

جس طرح قرض واپس آنا ہوتا ہے اسی طرح جو کچھ تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرو گے وہ تمہیں ضرور ملے گا بلکہ اچھا بدلہ ملے گا کہ ایک کے بدلے میں دس گنا یہ عام حالات میں ہے اور جو فی سبیل اللہ کی مد میں ہوگا اس کا بدلہ سات سو گنا ہوگا کم از کم۔ اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہے یہ اجر اور بدلہ بڑھا دے گا۔ پھر یہ بھی سمجھ لیں کہ صدقہ و خیرات کا بدلہ دس گنا ہے اور اگر کوئی کسی کو قرض حسنہ دے تو اس کا بدلہ ستر گنا ہے۔ کیونکہ دینے والا اس کی غربت کا خاص خیال رکھتا ہے تو قرض حسنہ کا بہت بڑا ثواب ہے۔ فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ پس اللہ تعالیٰ اس کو بڑھا دیتا ہے اس کے لیے۔ عام حالات میں ایک نیکی کا بدلہ دس گنا اور فی سبیل اللہ کی مد میں نیکی کرے گا تو اس کا ادنی ترین بدلہ سات سو گنا ہے۔

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کا روزِ حشر انعام:

وَلَهٗٓ اَجْرٌ كَرِيْمٌ اور اس کے لیے عمدہ اجر ہوگا۔ اور یہ قیامت کے دن ملے گا يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیں گے ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ دوڑ رہا ہوگا ان کا نور ان کے آگے وَبِاَيْمَانِهِمْ اور ان کے دائیں طرف بھی۔ مومن جس وقت قبروں سے نکلیں گے تو نور ایمان، جو ان کے دلوں میں ہے اس دن ان کی روشنی ان کے آگے ہوگی اور دائیں طرف بھی ہوگی۔ ایمان کی روشنی آگے ہوگی اور اعمال نامہ چونکہ ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اس لیے اس کی روشنی دائیں طرف ہوگی۔ وقفے وقفے سے فرشتے کھڑے ہوں گے اور کہیں گے بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ خوش خبری ہے تمہارے لیے آج کے دن۔ وہ خوش خبری کیا ہے۔ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ باغات ہیں بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہیں گے ان باغوں میں۔ اس ہیشگی کا تو آج ہم تصور نہیں کر سکتے کہ وہ نہ ختم ہونے والی زندگی ہے ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ یہی ہے وہ بڑی کامیابی۔ اللہ تعالیٰ تمام مومنین اور مومنات کو نصیب فرمائے۔

روزِ محشر منافقین کی حالتِ زار:

يَوْمَ جس دن يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ کہیں گے منافق مرد وَالْمُنٰفِقٰتُ اور منافق عورتیں لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا ان لوگوں کو جو ایمان لائے۔ انْظُرُوْنَا ہماری طرف دیکھو تاکہ نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ہم بھی روشنی حاصل کر لیں تمہاری روشنی سے۔ تمہاری روشنی سے ہم بھی فائدہ اٹھا لیں۔ اور یہ معنی بھی کرتے ہیں کہ انتظار کرو ہمارا کہ ہم بھی تمہاری روشنی سے کچھ لے لیں اور اس مشکل منزل کو عبور کر لیں۔

حدیث پاک میں منافق کی چار علامتیں بیان کی گئی ہیں۔ جس میں ایک علامت بھی پائی گئی تو وہ ایک درجے کا منافق، جس میں دو پائی گئیں وہ دو درجے کا منافق اور جس میں تین پائی گئیں وہ تین درجے کا منافق اور جس میں چاروں پائی گئیں وہ پکا منافق ہے۔

① ...... اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ " جب بات کرے گا تو جھوٹ بولے گا"۔ جھوٹ بولنا منافقوں کی پہلی علامت ہے

② ...... اِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ " جب وعدہ کرتا ہے تو خلاف ورزی کرتا ہے"۔ اِذَا عَاهَدَ غَدَرَ " جب معاہدہ کرتا ہے تو غداری کرتا ہے"۔ چاہے وہ معاہدہ ذاتی ہو یا قومی یا جماعتی ہو۔

③ ...... وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ " اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے"۔ مالی خیانت، علمی خیانت، مشورے کی بھی خیانت ہے۔ اگر کوئی آدمی کسی سمجھدار آدمی سے مشورہ لیتا ہے اور وہ اس کو صحیح بات نہیں بتلاتا تو یہ بھی خیانت ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے اَلْمُسْتَشَارُ اَمِيْنٌ "جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امین ہے"۔ اگر مشورے میں خیانت کرے گا تو مجرم ہوگا۔

④ ...... اِذَا خَاصَمَ فَجَرَ " جب جھگڑا کرتا ہے تو گالیاں نکالتا ہے"۔ آج ہم نے منافقوں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ ہم ہر بات پر گالیاں نکالتے ہیں۔ انسان تو کیا حیوانوں کو بھی گالیاں دیتے ہیں۔ یاد رکھنا! کسی کو گالیاں دینے پر اسی کوڑے سزا ہے اگر کسی نے کہا تیری ماں کی ایسی تیسی، تیری بہن کی ایسی تیسی، تو اس پر اسی کوڑے سزا ہے۔ قرآن کریم میں مذکور ہے توبہ کرنے کے باوجود کوڑے لگیں گے۔ معافی نہیں ہے۔ اور ساری زندگی گواہی بھی قبول نہیں ہوگی۔

یوم حشر ایمان والوں کا نور:

تو فرمایا جس دن کہیں گے منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں کو ہماری طرف دیکھو، ہمارا انتظار کرو کہ ہم بھی روشنی حاصل کرلیں تمہاری روشنی سے قِيْلَ ان منافقین کو کہا جائے گا۔ کہنے والے فرشتے ہوں گے ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ لوٹ جاؤ اپنے پیچھے فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا پس تلاش کرو وہاں سے روشنی۔ وہ بیوقوف یہ سمجھیں گے کہ شاید یہیں ایک دو قدم پیچھے سے نور ملتا ہے، پیچھے مڑ کر دیکھیں گے حالانکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کے کہنے کا مطلب یہ ہوگا کہ دنیا کی طرف لوٹ جاؤ وہاں تلاش کرو کہ یہ نور وہاں سے ملتا ہے۔ یہ باتیں ہو رہی ہوں گی کہ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ پس کھڑی کردی جائے گی ان کے درمیان ایک دیوار۔ منافقوں اور مومنوں کے درمیان ایک دیوار کھڑی کردی جائے گی۔ مومن آگے نکل جائیں گے اور منافق اس طرف رہ جائیں گے۔ وہ ایسی دیوار ہوگی لَّهٗ بَابٌ جس کا دروازہ ہوگا بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ اس کے اندر کی طرف اس میں رحمت ہوگی جدھر مومن ہوں گے وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ اور اس کے ظاہر کی طرف عذاب ہوگا۔ منافق عذاب کی طرف رہ جائیں گے۔

يُنَادُوْنَهُمْ منافق مومنوں کو آواز دیں گے۔ پکاریں گے اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے۔ دنیا میں تمہارے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے، روزے رکھتے تھے، اکٹھے اٹھتے بیٹھتے تھے قَالُوْا بَلٰى مومن کہیں گے کیوں نہیں۔ ظاہری طور پر تو تم ہمارے ساتھ تھے وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ لیکن تم نے فتنے میں ڈالا اپنی جانوں کو۔ دل تمہارے صاف نہیں تھے۔ تمہارے دلوں میں نفاق تھا وہ آج رکاوٹ ہے وَتَرَبَّصْتُمْ اور تم انتظار کرتے رہے ہمارے بارے

میں کہ ان پر کب کوئی مصیبت پڑتی ہے۔ مسلمانوں پر کافروں کی طرف سے حملہ ہو جائے یا کسی اور مصیبت میں پڑ جائیں دنیا میں تم ہمارے خیر خواہ نہیں تھے گردشوں کے منتظر رہتے تھے وَارْتَبْتُمْ اور تم نے شک کیا دین کے بارے میں۔ تمہارے دلوں میں ایمان نہیں تھا وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ ۔ دھوکے میں ڈالا تم کو خواہشات نے، آرزوؤں نے حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ یہاں تک کہ آ گیا اللہ تعالیٰ کا حکم۔ موت کا وقت آ گیا وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ اور دھوکے میں ڈالا تم کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکے باز نے۔ شیطان نے تم کو دھوکے میں رکھا اور تم نے سچا دین قبول نہیں کیا۔

قیامت والے دن کوئی جرمانہ، تاوان یا فدیہ دے کر معافی نہیں ملے گی:

فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ پس آج کے دن نہیں لیا جائے گا تم سے کوئی جرمانہ۔ قیامت والے دن کوئی جرمانہ دے کر عذاب سے بچ نہیں سکے گا۔ دنیا میں لوگ جرمانہ دے کر، فدیہ دے کر بھی جان چھڑا لیتے ہیں قیامت والے دن اول تو انسان کے پاس کوئی چیز ہوگی ہی نہیں جو وہ دے کر جان چھڑا سکے۔ فرض کرو وہاں اس کو ساری دنیا کا خزانہ مل جائے، زمین سونے سے بھری ہوئی مل جائے۔ تو وہ دے کر بھی اپنی جان نہیں چھڑا سکے گا۔

تو فرمایا اس دن نہیں لیا جائے گا تم سے کوئی فدیہ، جرمانہ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور نہ ان لوگوں سے جو کافر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کے منکر ہیں، رسالت اور قیامت کے منکر ہیں، قرآن کے منکر ہیں، ان سے بھی جرمانہ نہیں لیا جائے گا کہ وہ جرمانہ دے کر چھوٹ جائیں مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ٹھکانا تمہارا دوزخ کی آگ ہے هِيَ مَوْلٰىكُمْ ۔ یہی دوزخ کی آگ تمہاری رفیق اور ساتھی ہے وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ اور بہت بری جگہ ہے لوٹنے کی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تمام مومنین اور مومنات کو دوزخ سے بچائے اور محفوظ رکھے۔

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا

کیا نہیں آیا وقت ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے کہ خوف کریں ان کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے اور اس چیز کے لیے

نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ

جو اتری ہے حق سے اور نہ ہو جائیں ان لوگوں کی طرح جن کو دی گئی کتاب اس سے پہلے پس لمبی ہو گئی ان پر مدت پس سخت

فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿16﴾ اِعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ

ہو گئے دل ان کے اور بہت سے ان میں سے نافرمان ہیں۔ جان لو بیشک اللہ تعالیٰ زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرنے

بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿17﴾ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ

کے بعد تحقیق ہم نے بیان کیں تمہارے لیے آیتیں تا کہ تم سمجھو۔ بیشک صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں

وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿18﴾ وَالَّذِيْنَ

اور جنہوں نے قرض دیا اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض، بڑھا دیا جائے گا ان کے لیے اجر اور ان کے لیے اجر ہے عمدہ۔ اور وہ لوگ

اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ لَهُمْ اَجْرُهُمْ

جو ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر یہی لوگ ہیں سچے اور گواہ اپنے رب کے ہاں، ان کے لیے ان کا اجر ہے

وَنُوْرُهُمْ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿19﴾ ع ٢١ ١٨

اور ان کی روشنی ہے اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو یہی لوگ ہیں دوزخی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَنْ تَخْشَعَ: یہ کہ خوف کریں، اَلْاَمَدُ: لمبا عرصہ، اَلْمُصَّدِّقِيْنَ: صدقہ دینے والے، اَلْمُصَّدِّقٰتِ: صدقہ دینی والی خواتین، اَقْرَضُوْا: انہوں نے قرضہ دیا، اَلصِّدِّيْقُوْنَ: صدیق، سچے۔

ربط:

اوپر بیان ہونے والی آیات میں منافقین کا ذکر تھا اب ان آیات میں مومنین کا ذکر ہے لیکن ایک غلطی پر ان کو تنبیہ ہے تفسیر مدارک، تفسیر السراج المنیر وغیرہ میں ہے کہ مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ گئے تو مدینہ طیبہ کا علاقہ بڑا سرسبز و شاداب تھا پیداوار بڑی تھی رزق وافر ملا اور ایک دن بیٹھ کر دل لگی کر رہے تھے اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ حالت پسند نہیں آئی کہ اتنی خوش گپیاں اور دل لگیاں نہیں ہونی چاہیے۔

تفسیری نکات: مؤمن کے دل میں ہر وقت خوف الٰہی ہونا چاہیے:

اَلَمْ يَاْنِ کیا نہیں آیا وقت لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ کہ ان کے دل ڈریں، خوف کریں لِذِكْرِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ اور اس چیز کے لیے جو اتری ہے حق سے قرآن پاک کی شکل وصورت میں۔ اس کے لیے ان کے دل نرم ہوں۔

وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اور نہ ہو جاؤ ان لوگوں کی طرح اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ جن کو دی گئی کتاب اس سے پہلے۔ یہودیوں کو تورات، عیسائیوں کو انجیل اور داؤد علیہ السلام کی امت کو زبور ملی تھی فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ پس لمبی ہوگئی ان پر مدت۔ عمریں ان کی لمبی ہوئیں فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ پس سخت ہو گئے دل ان کے اور جس کا دل سخت ہو جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے اِنَّ اَبْعَدَ الْقُلُوْبِ اِلَى اللّٰهِ الْقَلْبُ الْقَاسِيْ " بیشک دلوں میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ

دور سخت دل ہے"۔ جو دل جتنا سخت ہوگا اتنا ہی اللہ تعالیٰ کی یاد اور عبادت سے دور ہوگا۔ اور جس دل میں جتنی نرمی ہوگی وہ اتنا اللہ تعالیٰ کے قریب ہوگا۔ تو فرمایا لمبی ہوگئیں ان کی عمریں اور ان کے دل سخت ہوگئے وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ اور ان کی اکثریت نافرمان ہے۔ اِعْلَمُوْٓا جان لو اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا بیشک اللہ تعالیٰ زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرنے کے بعد۔ بارشیں نہ ہوں تو زمین خشک ہوجاتی ہے کوئی چیز اس میں نہیں اگتی وہ مردہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بارش ہوتی ہے زمین تر ہوجاتی ہے، چیزیں اگتی ہیں وہ زندہ ہوجاتی ہے۔ اسی طرح مردہ دلوں پر اللہ کی وحی کی بارش ہوتی ہے تو دل زندہ ہوجاتے ہیں۔ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ تحقیق ہم نے بیان کیں تمہارے لیے آیتیں تاکہ تم سمجھو۔

اللہ کی راہ میں صدقہ خیرات کرنے کی ترغیب:

اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ بیشک صدقہ کرنے والے مرد وَالْمُصَّدِّقٰتِ اور صدقہ کرنے والی عورتیں وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا اور جنہوں نے قرض دیا اللہ تعالیٰ کو قرض اچھا يُّضٰعَفُ لَهُمْ بڑھا دیا جائے گا ان کے لیے ایک کے بدلے دس گنا اجر ملے گا اور فی سبیل اللہ کی مد میں دے گا تو سات سو گنا اجر ملے وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ اور ان کے لیے، اجر ہے بہت عمدہ۔ دینی مدارس میں جو بیرونی بچے، بچیاں پڑھتے ہیں ان کے مصارف میں روٹی، کپڑا ہے، کتابیں ہیں، علاج معالجہ ہے۔ ان پر خرچ کرو بہت زیادہ ثواب ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر وَرُسُلِهٖ اور اس کے رسولوں پر اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ یہی لوگ ہیں سچے جنہوں نے ایمان کے تقاضوں کو پورا کیا وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ اور یہی لوگ گواہ ہیں اپنے رب کے ہاں، سچی گواہی دیں گے۔ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۴۳ میں ہے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا " اور اسی طرح ہم نے تمہیں افضل امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہی دینے والے بنو اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم پر گواہی دیں گے"۔

قیامت والے دن اس آخری امت کے لوگ پہلی امت کے لوگوں پر بطور گواہ پیش ہوں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس آخری امت پر گواہ ہوں گے اور ان کی گواہی پر اللہ تعالیٰ دیگر امتوں کے افراد کا جنتی اور دوزخی ہونے کے فیصلے فرمائیں گے لَهُمْ اَجْرُهُمْ ان کے لیے ان کا اجر ہے وَنُوْرُهُمْ اور ان کی روشنی ہے جس کے ذریعے پل صراط کو عبور کریں گے۔ ان کے برخلاف وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو، توحید، رسالت، قیامت کو جھٹلایا احکام الٰہی کو جھٹلایا۔ شریعت کو سچا نہیں تسلیم کیا اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ یہی لوگ ہیں دوزخی۔ شعلوں والی آگ میں پڑنے والے اور ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا الۡحَیٰوةُ الدُّنۡیَا لَعِبٌ وَّلَهۡوٌ وَّزِیۡنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَیۡنَكُمۡ

جان لو پختہ بات ہے دنیا کی زندگی کھیل ہے اور تماشا ہے اور زینت ہے اور ایک دوسرے پر فخر کرنا ہے آپس میں اور بہتات

وَتَكَاثُرٌ فِی الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَوۡلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَیۡثٍ اَعۡجَبَ الۡكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ یَهِیۡجُ

ڈھونڈنی ہے مال میں اور اولاد میں۔ جیسے مثال ہے بارش کی تعجب میں ڈالا ہے کاشتکاروں کو اس کے سبزے نے پھر وہ خشک

فَتَرٰىهُ مُصۡفَرًّا ثُمَّ یَكُوۡنُ حُطٰمًا ؕ وَفِی الۡاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ ۙ وَّمَغۡفِرَةٌ مِّنَ

ہوجاتا ہے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے ہیں اس کو زرد پھر وہ ہوجاتا ہے چوراچورا اور آخرت میں عذاب ہے سخت اور بخشش ہے

اللّٰهِ وَرِضۡوَانٌ ؕ وَمَا الۡحَیٰوةُ الدُّنۡیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الۡغُرُوۡرِ ﴿20﴾ سَابِقُوۡۤا اِلٰی مَغۡفِرَةٍ مِّنۡ

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور رضا، اور نہیں ہے دنیا کی زندگی مگر دھوکے کا سامان۔ جلدی کرو بخشش کی طرف جس کا

رَّبِّكُمۡ وَجَنَّةٍ عَرۡضُهَا كَعَرۡضِ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ ۙ اُعِدَّتۡ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ

عرض زمین اور آسمان کے عرض کی طرح ہے تیار کی گئی ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر

وَرُسُلِهٖ ؕ ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ یُؤۡتِیۡهِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ ﴿21﴾ مَاۤ اَصَابَ

اور اس کے رسولوں پر یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔ نہیں پہنچتی کوئی

مِنۡ مُّصِیۡبَةٍ فِی الۡاَرۡضِ وَلَا فِیۡۤ اَنۡفُسِكُمۡ اِلَّا فِیۡ كِتٰبٍ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ نَّبۡرَاَهَا ؕ

مصیبت زمین میں اور نہ تمہارے نفسوں میں مگر وہ درج ہے کتاب میں پہلے اس سے کہ ہم اس کو ظاہر کریں

اِنَّ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیۡرٌ ﴿22﴾

بیشک یہ چیز اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَفَاخُرٌ: ایک دوسرے پر فخر کرنا، اَعۡجَبَ: تعجب میں ڈالا، سَابِقُوۡۤا: جلدی کرو، كَعَرۡضِ: جیسے وسعت، (اَنۡ) نَّبۡرَاَهَا: کہ ہم ظاہر کریں اس کو۔

ربط:

سابقہ آیات میں ذکر فرمایا گیا تھا کہ کیا مومنوں کے لیے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دلوں میں اللہ کا خوف اور ڈر پیدا ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں اور ان کے دلوں میں یہودیوں اور نصرانیوں کی طرح سختی پیدا نہ ہو۔ اب ان آیات میں فرمایا جارہا ہے کہ دنیا کی زندگی غفلت میں ڈالنے والی ہے اور باہم فخر کرنا، کثرت اولاد و مال یہ سب دنیا کی غفلت میں ڈالنے والی چیزیں ہیں۔

تفسیری نکات: اہلِ ایمان کو اللہ تعالیٰ کی نصیحتیں:

اِعْلَمُوْٓا جان لو۔ ظاہر بات ہے کہ جس چیز کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرمائیں جان لو تو اس بات کی طرف غور وفکر کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے۔ پھر اَنَّمَا کا لفظ بڑی تاکید کے لیے آتا ہے۔ جس کا معنی ہے پختہ بات ہے اسکے سوا اور کوئی بات نہیں ہے۔ جان لو پختہ بات ہے اَلْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ دنیا کی زندگی کھیل تماشا ہے۔ کچھ آدمی ہوتے ہیں جو کھیل کے میدان میں کھیل رہے ہوتے ہیں جن کو کھلاڑی کہتے ہیں اور کچھ ان کے چاروں طرف کھڑے ہو کر ان کو دیکھ رہے ہوتے ہیں وہ تماشائی ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دنیا کی زندگی میں بھی کھیل ہے اور تماشا ہے۔ کسی کو اللہ تعالیٰ نے مال ودولت، سونا چاندی، کوٹھیاں بنگلے، گاڑیاں دی ہیں وہ اس میں کھیل رہے ہیں مست ہو گئے ہوتے ہیں اور جن کے پاس یہ سب کچھ نہیں ہے، وہ ان کو حسرت سے دیکھتے ہیں کاش ہمارے پاس بھی ہوتا تو ہم بھی ان دنیا کی لذتوں اور مزوں میں کھیلتے وَّزِیْنَۃٌ اور زینت ہے وَّتَفَاخُرٌۢ بَیْنَکُمْ اور ایک دوسرے پر فخر کرنا ہے آپس میں۔ کوئی مال پر فخر کر رہا ہے تو کوئی صحت پر فخر کر رہا ہے، کوئی اولاد پر فخر کر رہا ہے وَتَکَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ اور بہتات ڈھونڈنی ہے مال میں اور اولاد میں۔ مال ودولت کی کثرت طلب کرنا ہے۔

دنیا کی زندگی کی مثال:

کَمَثَلِ غَیْثٍ دنیا کی زندگی کی مثال ایسے ہی ہے جیسے بارش کی اَعْجَبَ الْکُفَّارَ نَبَاتُہٗ۔ کفار کافر کی جمع ہے۔ کفر کے کئی معانی آتے ہیں۔ ایک معنی ہے چھپانا۔ کسان کو بھی کافر کہتے ہیں کہ وہ دانے، بیج زمین میں چھپاتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس سے کھیتی اگاتا ہے۔ تو یہاں کفار سے مراد کسان اور کاشتکار ہیں۔ تعجب میں ڈالا ہے کسانوں کو اس کے سبزے نے۔ بارش ہونے کے بعد فصلیں ہوتی ہیں، زمین ہری بھری ہو جاتی ہے، کسان دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ پھر ایک وقت آتا ہے ثُمَّ یَھِیْجُ پھر وہ سبزہ خشک ہو جاتا ہے فَتَرٰىہُ مُصْفَرًّا پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھتے ہیں اس کو زرد۔ پھر اس کو کاٹتے ہیں اور گاہتے ہیں ثُمَّ یَکُوْنُ حُطَامًا پھر وہ ہو جاتا ہے چورا چورا۔

ایک وقت تھا سبزہ تھا کسان دیکھ کر اس کو خوش ہوتا تھا۔ لیکن سبزہ ہمیشہ تو نہیں رہتا اپنے زرد ہو کر چورا چورا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اے انسان تو نے بھی ہمیشہ جوان نہیں رہنا ایک وقت آئے گا تو بوڑھا ہو جائے گا۔ پھر وقت آئے گا کسی کے سہارے چلے گا پھر مر جائے گا پھر اس لاش کو دفن کر دیا جائے گا۔ پس جو اللہ کی نافرمانی میں زندگی گزار کر گیا تو اس کے لیے وَفِی الْاٰخِرَۃِ اور آخرت میں عَذَابٌ شَدِیْدٌ عذاب ہے سخت۔ وَّمَغْفِرَۃٌ مِّنَ اللہِ اور بخشش ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو تسلیم کرتا ہے اور قیامت کو حق مانتا ہے وَرِضْوَانٌ اور رضا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور جس پر اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا مرتے وقت اس کو فرشتے کہتے ہیں اُخْرُجِیْٓ اِلٰی رِضْوَانِ اللہِ اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ "اے پاکیزہ روح نکل آ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی طرف"۔ وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ

الْغُرُوْرِ اور نہیں ہے دنیا کی زندگی مگر دھوکے کا سامان۔اس میں الجھ کر نہ رہ جانا۔

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور جنت کے حصول کی کوشش کرو:

تو فرمایا نہیں ہے دنیا کی زندگی مگر دھوکے کا سامان لہٰذا سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ جلدی کرو اپنے رب کی بخشش کی طرف وَجَنَّةٍ اور جنت کی طرف جلدی کرو، سبقت لے جاؤ، دوسروں سے آگے بڑھ جاؤ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اس کی چوڑائی اتنی ہے جیسے آسمان اور زمین کی چوڑائی ہے۔سات آسمانوں اور سات زمینوں کی چوڑائی کتنی ہے اس کی لمبائی کا اندازہ خود لگالو اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا یہ جنت تیار کی گئی ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے ہیں بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر۔ ذٰلِكَ یہ ایمان کی دولت فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔اور دنیا اسے دیتا ہے جو طالب دنیا ہوتا ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے دیتا ہے جس کو چاہتا ہے وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے جو فضل کا طالب ہوتا ہے اس پر فضل کرتا ہے اور ایمان کی دولت سے نوازتا ہے اور ایمان والا سمجھے کہ میں سب سے بڑا مال دار ہوں۔اللہ تعالیٰ خاتمہ ایمان پر کرے۔سعادت مند ہے جس کا خاتمہ ایمان پر ہو گیا۔

خوشی اور غمی اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی لوحِ محفوظ میں درج کر دی ہے:

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ نہیں پہنچتی کوئی مصیبت زمین میں اور نہ تمہارے نفسوں میں اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مگر وہ درج ہے کتاب میں، لوح محفوظ میں۔اُس کا اندراج اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے۔

مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا پہلے اس سے کہ ہم اس کو ظاہر کریں۔دوسری تفسیر یہ ہے کہ ھا ضمیر زمین کی طرف لوٹتی ہے۔ تو پھر معنی یہ ہوگا کہ ہم اس کو ظاہر کریں۔تو پھر معنی یہ ہوگا کہ پہلے اس سے کہ ہم زمین کو پیدا کریں۔تیسری تفسیر یہ ہے کہ ھا ضمیر انفسکم کی طرف لوٹ رہی ہے۔پھر معنی ہوگا تمہاری جانوں کو پیدا کرنے سے پہلے جو تکلیف تمہیں پہنچنی ہے لکھ دی جاتی ہے کہ فلاں وقت اس بندے کو یہ تکلیف آئے گی۔وہ تکلیف چاہے دین، ایمان کے سلسلے میں ہو، اچھے کاموں کے سلسلے میں ہو مومن کو جو تکلیف آتی ہے وہ رفع درجات کا ذریعہ بنتی ہے یا گناہوں کا کفارہ بنتی ہے۔

حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ جو دارالعلوم دیوبند کے بڑے نامور شیخ الحدیث تھے۔وہ فرماتے ہیں اَلْحَرُّ وَالْقَرُّ يُكَفِّرَانِ الذُّنُوْبَ " مومن کو جو گرمی، سردی لگتی ہے اور اس کی وجہ سے جو تکلیف ہوتی ہے اس سے بھی گناہ معاف ہوتے ہیں''۔ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ بیشک یہ چیز اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔

لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ

تا کہ تم غم نہ کھاؤ اس چیز پر جو تم سے فوت ہو چکی ہے اور نہ گھمنڈ کرو اس چیز پر جو اس نے تمہیں دی ہے اور اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا

كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿23﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّ

کسی بھی اترانے والے کو فخر کرنے والے کو۔ وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اور حکم دیتے ہیں لوگوں کو بخل کا اور جس شخص نے اعراض

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿24﴾ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ

کیا پس بیشک اللہ تعالیٰ وہ بے پروا ہے تعریفوں والا ہے۔ البتہ تحقیق بھیجے ہم نے اپنے رسول علیہم السلام واضح دلائل دے کر

وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ

اور اتاری ہم نے ان کے ساتھ کتابیں اور ترازو تاکہ قائم رکھیں لوگ انصاف کو اور اتارا ہم نے لوہا اس میں لڑائی ہے

بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ

سخت اور فائدے ہیں لوگوں کے لیے اور تاکہ دیکھ لے اللہ تعالیٰ کہ کون مدد کرتا ہے اس کی اور اس کے رسولوں کی بغیر دیکھے

اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿25﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا ع ١٩

بیشک اللہ تعالیٰ قوی ہے غالب ہے۔ اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے نوح علیہ السلام کو اور ابراہیم علیہ السلام کو اور رکھی ہم نے ان دونوں کی

فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿26﴾

اولاد میں نبوت اور کتاب پس بعض ان میں سے ہدایت پانے والے ہیں اور اکثریت ان میں سے نافرمان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لِّكَيْلَا تَاْسَوْا: تاکہ تم غم نہ کرو، لَا تَفْرَحُوْا تم نہ اتراؤ، مُّهْتَدٍ: ہدایت یافتہ۔

ربط:

سابقہ آیات میں لوح محفوظ کا تذکرہ فرمایا گیا تھا۔ ان آیات میں بھی لوح محفوظ کا تذکرہ فرمایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: لوح محفوظ میں تمام انسانوں کی پیش آمدہ معاملات لکھے ہوئے ہیں:

مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ نہیں پہنچتی کوئی تکلیف فِي الْاَرْضِ زمین میں۔ کسی وقت زلزلہ آجاتا ہے، کسی وقت سیلاب اور کبھی بارش نہ ہونے کی وجہ سے فصلیں نہیں اگتیں۔ بعض علاقوں میں آتش فشاں پہاڑ پھٹتے ہیں، زلزلے آتے ہیں اور لوگ تباہ ہو جاتے ہیں۔ بعض دفعہ دیہات زمین میں دھنس جاتے ہیں وَلَا فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ اور نہ تمہاری جانوں کو کوئی مصیبت پیش آتی ہے۔ بیماری کی ہو، زخمی ہونے کی ہو، موت کی ہو، دشمن کی طرف سے خطرات ہوں، یہ جتنی بھی تکلیفیں ہیں نہیں پیش آتیں اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مگر وہ درج ہیں کتاب لوح محفوظ میں مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا پہلے اس سے کہ ہم اس کو ظاہر کریں۔ زمین کو پیدا کرنے سے پہلے لکھی ہوئی ہیں۔

یہ تفسیر بھی ہے کہ تمہاری جانوں کو پیدا کرنے سے پہلے لکھی ہوئی ہیں اور یہ تفسیر بھی ہے کہ مصیبت کے ظاہر ہونے سے پہلے وہ مصیبت لکھی ہوئی ہے اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ بیشک یہ چیز کہ ظاہر ہونے سے پہلے لکھ دینا اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔ یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ تقدیر آپ لوگوں کے سامنے بیان کر دیا جائے۔ تقدیر کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے یا ہوگا یہ سب اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے دنیا میں سب معاملات اس کے مطابق ہی پیش آرہے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص نیکیاں ہی کرے اور ایک بھی بدی نہ کرے اور سونے کے پہاڑ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر دے تو قبول نہیں ہوں گے جب تک تقدیر کے مسئلے پر ایمان نہیں رکھے گا۔ تو تقدیر کا مسئلہ حق ہے۔ ہمارے ایمان کے بنیادی عقائد میں اس پر ایمان لانا سخت ضروری اور اہم ہے۔ جیسا کہ ایمان میں ہے وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَ شَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ اور یہ وہی عقیدہ ہے جو اوپر آیات میں بیان ہو رہا ہے۔ اب اس تقدیر کے مسئلہ میں لوگوں کے مختلف عقائد ہو جاتے ہیں جو میں بیان کرتا ہوں۔

① معتزلہ کا عقیدہ:

معتزلہ کہتے ہیں کہ تقدیر کوئی شے نہیں ہے جو بھی کوئی شخص عمل اب کر رہا ہے وہ فرشتے لکھ رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر نیکی بدی سب کچھ پہلے سے لکھے ہوئے ہیں اور ہم نے وہی کرنے ہیں تو پھر ہمارا اس میں کیا دخل ہے اور ہمارا اس میں کیا قصور ہے۔ پھر نیکی پر ہمیں ثواب کیوں ملتا ہے اور بدی پر سزا کیوں ملتی ہے؟ ہم نے تو لکھا ہوا کیا ہے اس لیے ہم تقدیر کو نہیں مانتے۔ یہ منکرین تقدیر ہیں ان کو قدریہ کہتے ہیں۔

② جبریہ کا عقیدہ:

جبریہ کہتے ہیں کہ سب کچھ پہلے سے لکھا ہوا ہے اور ہم مجبور ہیں ہمارے اختیار میں کچھ نہیں ہے جو لکھا ہوا ہے وہ ہم نے کرنا ہے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ پھر جزا، سزا، کیسی ہے، کیوں ہے جب اللہ تعالیٰ نے سب کو مجبور کر دیا ہے نیکی اور بدی کرنے پر؟ تو اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کے اظہار کے لیے کچھ بندوں کو بدی کے لیے پیدا کیا ہے اور کچھ بندوں کو نیکی کے لیے پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے قہار بھی، جبار بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ بندوں کو سزا دینے کے لیے پیدا کیا ہے انہوں نے بدی کے کام کرنے ہیں۔ اور وہ غفار اور ستار بھی ہے کچھ بندے اس نے انعام دینے کے لیے پیدا کیے ہیں انہوں نے نیکی کے کام کرنے ہیں۔ جو گناہ کر رہے ہیں وہ پہلے سے لکھا ہوا ہے کہ انہوں نے گناہ کرنے ہیں ان کو دوزخ میں پھینکے گا اور جو نیکی کر رہے ہیں پہلے سے لکھا ہوا ہے کہ انہوں نے نیکی کرنی ہے ان کو جنت میں داخل کرے گا تاکہ اس کی صفات کا اظہار ہو۔ یہ جبریہ فرقہ ہے۔

③ منکرین حدیث کا انکاری نظریہ:

منکرین حدیث نے بھی تقدیر کا انکار کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مسئلہ تقدیر مولویوں نے بنایا ہے یہ عجمی سازش ہے۔

تقدیر کوئی شے ہوتی تو اس کا قرآن میں ذکر ہوتا۔

اس کے متعلق غلام احمد پرویز نے بہت کچھ اپنی کتابوں میں تحریر کیا ہے۔ الحمد للہ! میں نے اپنی کتاب، انکار حدیث، میں بڑی تفصیل کے ساتھ اس کا رد کیا ہے۔ میں نے کہا کہ تم قرآن پڑھو سمجھو تو تمہیں علم ہو کہ قرآن میں کیا ہے؟ تمہیں صرف قرآن کا نام ہی آتا ہے۔ میں نے کہا کہ کیا قرآن پاک میں نہیں ہے وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا [فرقان: ۲] "اور پیدا کی اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پس مقرر کی ہر چیز کی تقدیر"۔ تو تقدیر کا لفظ قرآن مجید میں موجود ہے۔

④ اہل سنت والجماعت کا حق نظریہ:

اہل حق کا یہی نظریہ ہے کہ تقدیر کا انکار کرنا بے دینی ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ جب سب کچھ لکھا ہوا ہے تو بندہ تو وہی کرے گا جو لکھا ہوا ہے تو اس کے متعلق متکلمین حضرات فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ چونکہ عالم الغیب ہے اس نے اپنے علم کی بنا پر سب کچھ لکھ دیا ہے کہ کس بندے نے اپنی مرضی اور اختیار سے کیا کرنا ہے۔ چونکہ وہ تو ازل، ابد کو جانتا ہے اس کو علم تھا کہ فلاں شخص اپنی مرضی اور اختیار سے جو میں نے اس کو دیا ہے کہ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ [سورة الكهف] "پس جو شخص چاہے اپنی مرضی سے ایمان لائے اور جو چاہے اپنی مرضی سے کفر اختیار کرے"۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے سب کچھ لکھ دیا ہے اور اب سب کچھ اس تحریر کے مطابق ہو رہا ہے۔ تو انسان نے اپنی مرضی اور ارادے سے سب کچھ کرنا ہے۔ نیکی اور بدی میں اس کی مشیت اور ارادے کا دخل ہے مجبور محض نہیں ہے۔ تو مسئلہ تقدیر پر ایمان رکھنا ہے۔ کیونکہ جب تک عقیدہ صحیح نہیں ہوگا تو پھر کوئی شے صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ تقدیر ماننے کا فائدہ:

لِّكَيْلَا تَاْسَوْا تاکہ تم غم نہ کھاؤ، افسوس نہ کرو عَلٰى مَا فَاتَكُمْ اس چیز پر جو تم سے فوت ہوگئی ہے، تمہارے ہاتھ سے نکل گئی ہے۔ یہ سمجھو کہ تقدیر میں ایسا ہی ہے وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ اور نہ اتراؤ، گھمنڈ نہ کرو اس چیز پر جو تم کو دی ہے اللہ تعالیٰ نے کہ میری لیاقت اور قابلیت کی وجہ سے مجھے ملی ہے۔ بلکہ کہو کہ تقدیر میں میرے لیے تھا اس لیے مجھے مل گئی ہے۔ تقدیر ماننے کا فائدہ بتلایا کہ فوت شدہ پر افسوس نہ کرو اور ملنے پر اتراؤ نہ۔ بعض دفعہ آدمی بڑی محنت کرتا ہے مگر نقصان ہوتا ہے تو اس کو افسوس کرنے کے بجائے یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ چیز میری قسمت میں نہیں تھی، نہیں ملی۔ اور بعض دفعہ محنت تھوڑی ہوتی ہے اور مل زیادہ جاتا ہے تو قارون کی طرح یہ نہ کہے اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ [القصص: ۷۸] "بیشک دی گئی ہے مجھے یہ دولت علم کی بنیاد پر، ہنر کی بنیاد پر"۔ بلکہ یہ کہے کہ تقدیر میں، میری قسمت میں تھا اس لیے مل گیا ہے۔ محنت تو کی ہے لیکن اصل چیز تقدیر ہے۔

کچھ اخلاقی بیماریوں کا تذکرہ:

تو فرمایا جو چیز تمہیں اللہ تعالیٰ دے اس پر گھمنڈ نہ کرو وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ اور اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا کسی بھی اترانے والے کو۔ تکبر اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے، چاہے چال میں ہو، چاہے گفتگو میں ہو، چاہے مال میں، چاہے نشست و برخاست میں ہو فَخُوْرٍ فخر کرنے والے، شیخی مارنے والے کو۔ اپنی برتری کا اظہار کرتا ہے کہ میں ایسا ہوں، میں ایسا ہوں، میں ایسے خاندان کا ہوں، ان باتوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتے ہیں اللہ کے پیغمبروں نے مختلف پیشے اختیار کیے ہیں۔

آدم علیہ السلام نے کاشت کاری کی ہے، حضرت ادریس علیہ السلام نے کھڈی پر کپڑا بنا ہے، حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے کشتی بنائی ہے، حضرت زکریا علیہ السلام نے ترکھانوں کا کام کیا ہے، حضرت داود علیہ السلام نے لوہاروں کا کام کیا ہے، پیغمبروں نے بکریاں چرائی ہیں۔

الَّذِیْنَ وہ لوگ یَبْخَلُوْنَ جو بخل کرتے ہیں۔ بخل کا معنی ہے خرچ کرنے کی جگہ رقم نہ خرچ کرنا۔ یا جتنی ضرورت ہے خرچ کرنے کی اس سے کم خرچ کرنا۔ بعض آدمی ایسے کنجوس ہوتے ہیں کہ اپنے گھر والوں پر بھی خرچ کرنے میں کنجوسی کرتے ہیں باوجود گنجائش ہونے کے ان کو ضرورت کی چیزیں نہیں ملتیں۔ یہ بھی گناہ کی بات ہے وَیَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ اور حکم دیتے ہیں لوگوں کو بخل کا کہ پیسے نہ خرچ کرو وَمَنْ یَّتَوَلَّ اور جس شخص نے اعراض کیا حق کی باتوں سے فَاِنَّ اللّٰہَ ہُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ پس بیشک اللہ تعالیٰ وہ بے پرواہ ہے تعریفوں والا ہے۔ تمہاری عبادتوں کا وہ محتاج نہیں ہے تم نے جو کچھ کرنا ہے اپنے لیے کرنا ہے۔

پیغمبروں کے آنے کا مقصد عدل وانصاف اور حلال روزی کی تلقین بھی تھا:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا البتہ تحقیق بھیجے ہم نے اپنے رسول علیہم السلام بِالْبَیِّنٰتِ واضح دلائل کے ساتھ وَاَنْزَلْنَا مَعَھُمُ الْکِتٰبَ اور اتاری ہم نے ان کے ساتھ کتابیں، صحیفے نازل کیے، معجزات دیے وَالْمِیْزَانَ اور ترازو نازل کی۔ بعض اس کا معنی کرتے ہیں کہ ترازو کا حکم نازل کیا۔ جیسا کہ سورۃ رحمن میں ہے وَاَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ "اور قائم رکھو ترازو کو انصاف کے ساتھ"۔

اور یہ بھی تفسیروں میں آیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ترازو لا کر حضرت نوح علیہ السلام کے ہاتھ میں پکڑا دی اور فرمایا کہ یہ ترازو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے ان کے ساتھ چیزیں تول کر لوگوں کو دو لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ تاکہ قائم رکھیں لوگ انصاف کو۔ ناپ تول میں کمی بیشی کی وجہ سے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم تباہ کی گئی کہ وہ کم تولتے تھے اور کم ماپتے تھے کوئی چیز پوری نہیں دیتے تھے۔

وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ اور اتارا ہم نے لوہا فِیْہِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ اس میں سخت لڑائی ہے وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ اور لوگوں

کے منافع بھی ہیں۔ آج ساری دنیا لوہے پر چل رہی ہے۔ تفسیر ابن جریر طبری میں روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے جو چیزیں ساتھ لے کر آئے تھے ان میں حجر اسود ہے۔ السندان والکلبتان والمطرقة یعنی ایک وہ جس پر لوہے کو کوٹا جاتا ہے اور کلبتان وہ چمٹا جس کے ساتھ لوہے کو پکڑا جاتا ہے اور مطرقة جس کا معنیٰ ہتھوڑا۔

تو لوہے کو اتارنے کا مقصد یہ ہے کہ لوہا صنعت وحرفت کے لیے ہے۔ اور اس سے ہتھیار اور اسلحہ بنایا جاتا ہے اور دیگر بہت سے انسانوں کے لیے منافع لوہے کے اندر رکھے گئے ہیں۔ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ اور تاکہ اللہ تعالیٰ دیکھ لے، یہاں علم ظہور کے معنیٰ میں ہے، کون اللہ تعالیٰ کی مدد کرتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کی وَرُسُلَهٗ اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے بِالْغَيْبِ بغیر دیکھے۔ نہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے نہ جنت دیکھی ہے نہ دوزخ دیکھی ہے لیکن یقین رکھتا ہے کہ یہ سب چیزیں حق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے دین پر چلتے ہیں اور اس کے رسولوں کی سنت کو زندہ کرتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ بیشک اللہ تعالیٰ قوی ہے غالب ہے۔

انسانوں کی اکثریت نافرمان ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے نوح علیہ السلام کو نبی بنا کر وَّاِبْرٰهِيْمَ اور ابراہیم علیہ السلام کو رسول بنا کر وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ اور رکھی ہم نے ان دونوں کی اولاد میں نبوت وَالْكِتٰبَ اور کتاب رکھی۔ یہ جتنی آسمانی کتابیں ہیں۔ مثلاً: تورات ہے، زبور ہے، انجیل ہے۔ تورات موسیٰ علیہ السلام کو ملی، زبور داود علیہ السلام کو ملی اور انجیل عیسیٰ علیہ السلام کو ملی۔ یہ سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ پس بعض ان بزرگوں کی اولاد میں ہدایت پانے والے ہیں وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ اور اکثریت ان کی اولاد میں سے نافرمان ہے۔ اکثریت کی زندگی فسق و فجور میں گزری۔

ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ

پھر پیچھے بھیجے ہم نے ان کے نقش قدم پر اپنے کئی رسول اور بھیجا ہم نے ان کے پیچھے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو اور دی ہم نے ان کو

الْاِنْجِيْلَ ۙ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَرَهْبَانِيَّةَۨ ابْتَدَعُوْهَا مَا

انجیل اور رکھ دی ہم نے ان لوگوں کے دلوں میں جنھوں نے اتباع کیا ان کا نرمی اور مہربانی اور رہبانیت جس کو انہوں نے گھڑا،

كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ

نہیں لکھی تھی ہم نے ان پر مگر اللہ تعالیٰ کی رضا تلاش کرنے کے لیے پس نہ رعایت کی انہوں نے اس کی جیسا کہ حق تھا اس کی

رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿27﴾

رعایت کا پس دیا ہم نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے ان میں سے ان کا اجر اور بہت سے لوگ ان میں سے نافرمان ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور ایمان لاؤ اس کے رسول ﷺ پر، دے گا تم کو دوہرا اجر اپنی رحمت سے

وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿28﴾ لِّئَلَّا يَعْلَمَ

اور بنائے گا تمہارے لیے نور چلو گے تم اس کے ذریعے اور بخش دے گا تم کو اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ تاکہ نہ جانتے

اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ

لگیں اہل کتاب یہ کہ نہیں وہ قادر کسی شئے پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور بیشک فضل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے دیتا ہے

مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿29﴾ ع ۲۰

جس کو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

رَهْبَانِيَّةَ: رہبانیت، اِبْتَدَعُوْهَا: انہوں نے گھڑلیا اسے، فَمَا رَعَوْهَا: پھر انہوں نے اس کی رعایت نہ کی، رِعَايَتِهَا: اس کی رعایت، كِفْلَيْنِ: دُہرا، دو حصے۔

ربط:

اس سے قبل آنے والی آیات میں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا کہ ہم نے اپنے رسولوں کو دنیا میں مبعوث فرمایا اور ان کے ہمراہ ترازو یعنی عدل وانصاف اور لوہا یعنی صنعت وحرفت اور معاش بھی کرنے کا حکم فرمایا۔ بعد ازاں نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام اور ان کی ذریت میں آنے والے نبیوں اور کتابوں کے عطا فرمانے کا ذکر بھی فرمایا۔ اب اسی سلسلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا جارہا ہے مگر عیسائیوں کی اختیار کردہ رہبانیت یعنی ترک دنیا کو بدعت اور مذموم قرار دیا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری اور ان کی قوم کی گمراہی:

ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا پھر ان پیغمبروں (یعنی نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام) کے پیچھے ان کے نقش قدم پر اپنے کئی رسول بھیجے وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ اور ہم نے ان نبیوں کے بعد آپ ﷺ سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام جو کہ مریم علیہا السلام کے بیٹے میں انہیں بھیجا۔

وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ اور دی ہم نے ان کو انجیل وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اور ہم نے رکھ دی ان لوگوں کے دلوں

میں اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیروی کی نرمی اور رحمت ان کے دلوں میں رکھ دی وَرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوْهَا اور رہبانیت جس کو انہوں نے گھڑا۔ رہبانیت ترک دنیا کو کہتے ہیں۔ عیسائی راہب تارک دنیا بنے۔ یہ ترک دنیا کے قصے خود انہوں نے گھڑے مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ نہیں لکھی ہم نے ان پر رہبانیت۔ یہ انہوں نے خود گھڑی۔ کیوں گھڑی؟ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ مگر اللہ تعالیٰ کی رضا تلاش کرنے کے لیے انہوں نے رہبانیت گھڑی لیکن فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا پس نہ رعایت کی انہوں نے اس کی جیسا کہ حق تھا اس کی رعایت کرنے کا۔ رہبانیت کا معنی ہے ترک لذات اور ترک نکاح۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض پیروکاروں نے کاروبار چھوڑا، بیوی بچوں کو چھوڑا، اور جنگلوں میں جا کر ڈیرے لگا لیے۔ وہیں کٹیا بنا کر عبادت و ریاضت میں مصروف ہو گئے۔ گوشت انڈے، مچھلی وغیرہ کا کھانا ترک کر دیا۔ کسی نے بکری رکھ لی اس کا دودھ پی کر گزارا کر لیا، کسی نے جڑی بوٹیاں کھا کر وقت گزار لیا، اچھے کپڑے پہننا ترک کر دیئے اور پھر اس پر سارے قائم بھی نہ رہ سکے کئی قسم کی اخلاقی اور روحانی برائیوں میں مبتلا ہو گئے۔ تو یہ رہبانیت انہوں نے خود گھڑی جیسے آج اہل بدعت نے بدعات خود گھڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ ہم نے رہبانیت کا اُن نصرانیوں کو حکم نہیں دیا تھا۔ انجیل میں یہ حکم نہیں تھا۔ اللہ نے گوشت، انڈہ، مچھلی کھانا منع نہیں کیا۔ دنیاوی زندگی کو ترک کر کے جنگلوں میں نکل جانے کا حکم نہیں دیا۔ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ پس دیا ہم نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے ان میں سے اَجْرَهُمْ ان کا اجر۔ جو ان میں سے مخلص تھے، مومن تھے ان کو اجر ملے گا وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ اور بہت سے لوگ ان میں سے نافرمان ہیں۔

عیسائیوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا چوں کہ پہلے ذکر نصاریٰ کا آرہا ہے اس لیے معنی کرتے ہیں اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو عیسیٰ علیہ السلام پر اتَّقُوا اللّٰهَ ڈرو اللہ تعالیٰ سے صحیح معنیٰ میں، اپنی طرف سے باتیں نہ بناؤ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ اور ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ دے گا تمہیں اللہ تعالیٰ دہرا اجر۔ ایک اجمالی ایمان کی وجہ سے اور ایک تفصیلی ایمان کی وجہ سے۔ کیوں کہ جو صحیح عیسائی تھے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے پہلے اجمالی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے تھے کیوں کہ ان کی کتابوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر تھا، تورات میں بھی اور انجیل میں بھی۔ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۵۷ میں ہے الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ "جس کو وہ پاتے ہیں لکھا ہوا اپنے پاس تورات اور انجیل میں"۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں ان پر ایمان لے آؤ تو یہ تمہارا ایمان تفصیلی ہوگا۔ ایمان بھی، اجر بھی ڈبل مِنْ رَّحْمَتِهٖ اپنی رحمت سے دہرا اجر دے گا وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا اور بنائے گا تمہارے لیے نور تَمْشُوْنَ بِهٖ تم چلو گے اس نور ایمان، نور توحید کے ذریعے وَيَغْفِرْ لَكُمْ اور اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ

معاف کر دے گا وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ تاکہ نہ جاننے لگیں، نہ سمجھنے لگیں اہل کتاب اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ اب وہ کسی چیز پر قادر نہیں ہیں مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے فضل سے۔ یعنی یہ یہود و نصاریٰ یہ نہ کہہ سکیں ہماری طرف تو پیغمبر آیا ہی نہیں ہم کس طرح مانتے ؟ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا والوں کے لیے نبی و رسول بنا کر بھیج دیا ہے لہٰذا یہود و نصاریٰ اور دنیا کے ہر قوم، نسل اور مذہب کے شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرے بھیج دیا اور ان کو ایمان اللہ تعالیٰ کا فضل وہ اب بھی کما سکتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں۔ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ اور بیشک فضل سارا اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ جس کو چاہتا ہے اپنا فضل عطا فرماتا ہے وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

سُوْرَةُ الْمُجَادَلَةِ مَدَنِيَّةٌ

سورۃ المجادلہ مدینہ شریف میں نازل ہوئی ہے۔ اس کی آیات بائیس (۲۲) ہیں اور رکوع کی تعداد تین (۳) ہے۔ قرآنی ترتیب کے لحاظ سے اس کا ایک سو پانچ (۱۰۵) نمبر ہے۔ اس سورۃ کا نام مجادلہ اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس کی پہلی آیت میں ہی مُجَادِلُ کا لفظ موجود ہے جس کا معنیٰ جھگڑا کرنا ہے تو مجادلہ کا مطلب ہوا اپنی بات منوانے پر اصرار کرنا یا آپس میں جھگڑا کرنا۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''الاتقان فی علوم القرآن'' میں فرماتے ہیں کہ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اس سورۃ کا نام اپنے مصحف میں ''الظّھار'' درج کیا ہوا تھا۔ ظہار جاہلیت کے دور کی ایک رسم تھی جس کا آگے تذکرہ تفصیل سے آتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ

بیشک سن لی اللہ تعالیٰ نے بات اس عورت کی جو جھگڑا کر رہی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے خاوند کے بارے میں اور شکوہ کر رہی تھی

وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۚ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝١ اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ

اللہ کی طرف اور اللہ تعالیٰ سن رہا تھا آپ دونوں کی گفتگو، بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ وہ لوگ جو ظہار کرتے ہیں

مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ ؕ

تم میں سے اپنی عورتوں سے نہیں ہیں وہ عورتیں ان کی مائیں نہیں ہیں ان کی مائیں مگر وہ عورتیں جنہوں نے ان کو جنم دیا ہے

وَاِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴿۲﴾ وَالَّذِیْنَ

اور بے شک وہ البتہ کہتے ہیں بری بات اور جھوٹ اور بے شک اللہ البتہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔ اور وہ لوگ جو

یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىِٕهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ

ظہار کرتے ہیں اپنی عورتوں سے پھر وہ پہلی حالت کی جانب لوٹنا چاہتے ہیں اس بات کو توڑ کر جو انہوں نے کہی تو غلام آزاد کرنا

مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

ہے اس سے پہلے کہ وہ ایک دوسرے کو چھوئیں یہی بات ہے کہ تم اس کی نصیحت کیے جاتے ہو، اور اللہ تعالیٰ ان چیزوں کی جو تم

خَبِیْرٌ ﴿۳﴾ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ۚ

کرتے ہو خبر رکھنے والا ہے۔ پس جو شخص نہ پائے تو روزے رکھنا ہے دو مہینے لگا تار اس سے پہلے کہ وہ ایک دوسرے کو چھوئیں

فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا ؕ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ

پس جو شخص طاقت نہ رکھے تو کھانا کھلانا ہے ساٹھ مسکینوں کو، یہ حکم اس لیے ہے کہ تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَلِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۴﴾

پر اور یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدیں ہیں، اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تُجَادِلُكَ: آپ سے جھگڑا کرتی تھی، تَشْتَكِیْ: وہ شکوہ کرتی تھی، تَحَاوُرَ كُمَا: تم دونوں کی گفتگو، یُظٰهِرُوْنَ: جو ظہار کرتے ہیں، وَلَدْنَهُمْ: جنہوں نے ان کو جنم دیا ہے، مُنْكَرًا: جھوٹ، یَعُوْدُوْنَ: لوٹتے ہیں، (اَنْ) یَّتَمَآسَّا: یہ کہ ایک دوسرے کو چھوئیں، تُوْعَظُوْنَ: تمہیں نصیحت کی جاتی ہے، سِتِّیْنَ: ساٹھ، مِسْكِیْنًا: مسکین۔

ربط:

تفسیر بیان القرآن وغیرہ میں یہ ربط لکھا ہے کہ پہلی سورۃ کے آخر میں تھا کہ عیسائیوں نے رہبانیت گھڑ لی، جو اللہ تعالیٰ نے ان پر نہیں لکھی تھی۔ یہاں ایک مسئلہ بیان کرتے ہیں کہ جاہلیت نے بھی ایک مسئلہ اپنی طرف سے بنا رکھا تھا اور وہ مسئلہ اللہ کا حکم نہ تھا وہ یہ کہ اگر اپنی بیوی کو محرمات میں سے کسی کے ساتھ تشبیہ دیتے جیسا کہ "انت علی کظھر امی"

یعنی تو میرے لیے میری ماں کی پشت کی طرح ہے تو اس کو ہمیشہ کے لیے حرام سمجھتے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی ایسا حکم نہیں تھا۔

سورۃ المجادلہ کا شانِ نزول:

شان نزول یہ ہے کہ مشہور صحابی تھے حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہ ان کی بیوی تھی خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا تو ان کی اپنے شوہر حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہ کے ساتھ اَن بن ہوگئی۔ گھریلو ناچاقی ہوگئی اور خاوند نے بیوی کو کہہ دیا کہ "اَنْتَ عَلَیَّ کَظَهْرِ اُمِّیْ" تو میرے لیے میری ماں کی پشت کی طرح ہے وہ بیوی یعنی حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بڑی پریشان ہوئیں کہ بچوں کا کیا ہوگا میں کہاں جاؤنگی۔ اس سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی اور واقعہ بیان کیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا خیال ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے خیال میں تم اپنے شوہر کے لیے حرام ہوگئی ہو کیونکہ اس وقت تک ظہار سے متعلق کوئی حکم نازل نہ ہوا تھا وہ کبھی روتیں کبھی فریاد کرتیں کبھی کہتیں کہ میں اپنے بچوں کو کس کے پاس چھوڑوں گی، وہ کیا کھائیں گے میں کیا کھاؤں گی بار بار تکرار کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں حکم نازل فرمایا کہ ایسے الفاظ کہہ دینے سے کسی شوہر کے لیے اُس کی بیوی ہمیشہ کیلئے حرام نہیں ہوجاتی بلکہ ان غلط الفاظ کا کفارہ دینا پڑے گا۔

ظہار سے کیا مراد ہے:

ظہار کا معنی ہے تشبیہ دینا، اور اصطلاح میں ظہار کہتے ہیں اپنی بیوی کو اپنی محرمات میں سے کسی کیساتھ تشبیہ دینا محرمات وہ عورتیں ہوتی ہیں جن کے ساتھ ہمیشہ کے لیے نکاح حرام قرار دیا گیا ہے۔ جیسے ماں، بہن، بیٹی، پوتی، خالہ، پھوپھی، بھانجی، اور بھتیجی، وغیرہ۔ جیسے کوئی آدمی اپنی بیوی سے کہے تو میرے لیے میری ماں کی طرح ہے یا بہن کی طرح ہے یا بیٹی کی طرح ہے وغیرہ، یا ان محرمات میں سے کسی کے ایسے عضو سے بیوی کو تشبیہ دے جس عضو کا دیکھنا اس کے لیے حرام ہے، مثلاً، پشت اور شرمگاہ، جیسے کوئی آدمی اپنی بیوی سے کہے کہ تو میرے لیے میری ماں کی پشت کی طرح ہے، یا کہے کہ تو میرے لیے میری ماں کی شرمگاہ کی طرح ہے تو ان الفاظ کے استعمال کرنے کی وجہ سے ظہار واقع ہوجاتا ہے بشرطیکہ ان الفاظ کے استعمال سے بیوی کو اپنے آپ پر حرام کرنے کی نیت ہو۔ اگر حرام کرنے کی نیت سے نہ ہو بلکہ شکل وشباہت یا مزاج یا قد کاٹھ یا سلیقہ وشعار کی وجہ سے تشبیہ دی ہے تو ظہار نہیں ہوگا، جیسے کوئی آدمی اپنی بیوی سے کہتا ہے کہ تو میری ماں کی طرح ہے اور اس سے مراد شکل ہو یا اس کا مزاج ہو تو اس سے ظہار نہیں ہوتا، اسی طرح اگر کسی نے اپنی بیوی کو اپنی محرمات میں سے کسی کے ایسے عضو سے تشبیہ دی جس کا دیکھنا اس کے لیے جائز ہو تب بھی ظہار نہیں ہوگا، جیسے کوئی آدمی اپنی بیوی سے کہے تو میری ماں کے سر کی طرح ہے یا اس کے ہاتھ پاؤں کی طرح ہے تو اس سے ظہار نہیں ہوگا۔

تفسیری نکات: دورِ جاہلیت کی ایک بُری رسم کا خاتمہ:

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ بے شک اللہ تعالیٰ نے سُن لی قَوْلَ الَّتِیْ اس عورت کی بات تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا جو جھگڑا کر رہی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے شوہر کے متعلق وَتَشْتَكِیْٓ اِلَى اللّٰهِ اور اللہ تعالیٰ سے شکوہ کر رہی تھی وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا اور اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اس عورت کی گفتگو کو سُن رہا تھا اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ یقیناً اللہ تعالیٰ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ جو لوگ اپنی عورتوں سے ظہار کرتے ہیں تو وہ عورتیں ان کی مائیں نہیں بن جاتیں اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓئِیْ وَلَدْنَهُمْ ان کی مائیں صرف وہ عورتیں ہیں جنہوں نے ان کو جنم دیا ہے، جاہلیت کے دور میں ایسی عورتوں کو ماں کی طرح ہی ہمیشہ کے لیے سمجھ لیا جاتا تھا۔ وَاِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا اور بے شک وہ البتہ بری اور جھوٹ بات کہتے ہیں۔

اسلام نے اگرچہ ظہار کرنے والوں کے لیے ان کی عورتوں کو ہمیشہ کے لیے حرام تو قرار نہیں دیا، مگر ایسے الفاظ کو پسند بھی نہیں کیا بلکہ ایسے الفاظ کو بری بات اور جھوٹ سے تعبیر کیا ہے اس لیے ایسے الفاظ استعمال کرنے سے بچتے ہی رہنا چاہیے۔

اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ میں مفسرین کرام نے فرمایا کہ اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ظہار صرف مرد ہی کر سکتے ہیں عورتوں کی جانب سے ظہار معتبر نہیں ہے۔

ظہار کے تین طرح کے کفارے:

وَالَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا اور وہ لوگ جو اپنی عورتوں سے ظہار کرتے ہیں پھر اپنی پہلی حالت کی جانب لوٹنا چاہتے ہیں اس بات کو توڑ کر جو انہوں نے کہی، عود کہتے ہیں کہ پہلی حالت کی طرف لوٹنا، ظہار کرنے والوں کی پہلی حالت بیوی سے میل ملاپ کی تھی لِمَا قَالُوْا، بخاری شریف کتاب، التفسیر میں ہے لِمَا قَالُوْا لِنَقْضِ مَا قَالُوْا "اپنی کہی ہوئی بات کو توڑ کر" اس پر نادم ہو کر بیوی کے ساتھ میل ملاپ والی حالت کی جانب لوٹنا چاہتے ہیں تو پہلے کفارہ ادا کریں، قرآن کریم نے ظہار کے یکے بعد دیگرے تین کفارے بیان فرمائے ہیں۔

1 ......ظہار کے کفارہ میں پہلے نمبر پر حکم دیا ہے فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ کہ غلام آزاد کرے۔ خواہ غلام ہو یا باندی ظہار کے کفارہ میں یہ آزاد کیے جا سکتے ہیں، اس کفارہ کے ساتھ قید لگائی مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا کہ یہ کفارہ آپس میں ایک دوسرے کو چھونے سے پہلے ادا کرنا چاہیے، ایکدوسرے کو چھونا ہاتھ لگانا، اس سے مراد ہم بستری کرنا ہے اور ہم بستری کے دواعی بوس و کنار وغیرہ ہیں۔ یعنی غلام آزاد کرنے سے پہلے ظہار کرنے والے کا اپنی بیوی سے ہم بستری اور بوس و کنار ممنوع ہے ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ یہی بات ہے کہ تم اس کی نصیحت کیے جا رہے ہو وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ اور اللہ

ان چیزوں کو جو تم کرتے ہو خبر رکھنے والا ہے۔

[۲]...... فَمَنۡ لَّمۡ يَجِدۡ یہاں سے دوسرے نمبر کا کفارہ بیان کیا جا رہا ہے کہ جو شخص غلام نہ پائے فَصِيَامُ شَهۡرَيۡنِ مُتَتَابِعَيۡنِ تو لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے، غلام نہ پانے کا مطلب یہ ہے کہ غلام ملتا ہی نہیں جیسا کہ موجودہ دور میں غلام نہیں ملتے تو لگاتار دو ماہ کے روزے رکھو اور جب تک روزے پورے نہیں کر لیتا تو مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّتَمَآسَّا کی قید کہ میاں بیوی ایک دوسرے کو نہ ملیں اس وقت تک جب تک کفارہ ادا نہیں کر دیا جاتا مُتَتَابِعَيۡنِ کا مطلب ہے لگاتار دو مہینے روزے رکھنا۔ اگر ایک دن کا بھی ناغہ درمیان میں کر دیا تو روزے نئے سرے سے رکھنے ہوں گے خواہ بیماری وغیرہ کے عذر کی وجہ سے ناغہ کیا ہو۔

[۳]...... فَمَنۡ لَّمۡ يَسۡتَطِعۡ یہاں تیسرے نمبر کے کفارہ کا ذکر ہے کہ جو شخص غلام کو آزاد کرنے یا دو مہینے لگاتار روزے رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا فَاِطۡعَامُ سِتِّيۡنَ مِسۡكِيۡنًا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے، ساٹھ مسکینوں کو دو وقت درمیانے درجہ کا کھانا کھلانے سے کفارہ ادا ہو جاتا ہے، اگر ایک ہی مسکین کو ساٹھ دن کھانا کھلایا، تو اس سے بھی کفارہ ادا ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی خشک اناج دینا چاہے تو نصف صاع گندم یعنی پونے دو کلو گندم ساٹھ مسکینوں میں سے ہر ایک کو دے۔ اگر گندم کے علاوہ مکئی باجرہ اور چاول وغیرہ دینا چاہتا ہے تو ایک صاع یعنی ساڑھے تین کلو فی کس ادا کرے یا اس کی قیمت ادا کرے۔

ان آیات سے واضح ہو گیا کہ ظہار کی وجہ سے عورت خاوند پر ہمیشہ کے لیے حرام نہیں ہو جاتی اور نہ ہی اس وجہ سے طلاق واقع ہوتی ہے بلکہ وہ عورت بدستور خاوند کے نکاح ہی میں رہتی ہے البتہ کفارہ ادا کرنے تک مرد اپنی اس بیوی سے ہم بستری اور ہم بستری کے دواعی بوس و کنار وغیرہ نہیں کر سکتا، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تیسرے نمبر کے کفارہ میں مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّتَمَآسَّا کی قید نہیں ہے اس لیے اگر ظہار کرنے والا مسکینوں کو کھانا کھلانے کے دوران بیوی سے ہم بستری یا بوس و کنار کر لیتا ہے تو اس کو دوبارہ کفارہ نہیں دینا ہو گا۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسی صورت میں اس کو دوبارہ کفارہ دینا ہو گا۔

ظہار کے کفارہ کی حکمت:

ذٰلِكَ لِتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ سے اللہ تعالیٰ نے ظہار کے حکم اور اس کے کفارہ کی حکمت بیان فرمائی ہے کہ یہ حکم اس لیے ہے تاکہ تم جاہلیت کے دستور کو چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کی پیروی کرو اور یہی مومن آدمی کی کوشش ہونی چاہیے وَتِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ اور یہ احکام اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود ہیں۔ جس طرح ملکی حدود ہوتی ہیں یا اپنی ملکیتی زمین کی حدود ہوتی ہیں ان سے تجاوز کرنا ظلم اور زیادتی ہوتی ہے اسی طرح احکام شرعی اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں بندوں کو ان ہی کے دائرے میں رہنا چاہیے۔ ان سے تجاوز کرنا جرم ہو گا وَلِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ اور کافروں کے

لیے دردناک عذاب ہے۔ جو لوگ اسلامی احکام کا انکار کرنے والے ہیں ان کا انجام یہ ہوگا کہ وہ دردناک قسم کے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ

بیشک وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ذلیل کیے جائیں گے جیسا کہ ذلیل کیے گئے وہ لوگ

مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ يَوْمَ

جو ان سے پہلے تھے اور بیشک ہم نے اتاری ہیں واضح آیات اور کافروں کے لیے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔ جس دن

يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ۭ

اٹھائے گا ان سب کو اللہ تعالیٰ پھر خبر دے گا اللہ ان کو ان کاموں کی جو انہوں نے کیے اللہ نے اس کو محفوظ رکھا اور وہ اس کو بھول

ع وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا

گئے ہیں اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے نہیں کہ بیشک اللہ جانتا ہے ان چیزوں کو جو آسمانوں میں ہیں اور جو

فِي الْاَرْضِ ۭ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ

زمین میں ہیں نہیں ہوتا مشورہ تین آدمیوں کا مگر وہ ان میں چوتھا ہوتا ہے اور نہ ہی پانچ آدمیوں کا مگر وہ ان میں چھٹا ہوتا ہے

وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ

اور نہ اس سے کم اور نہ زیادہ کا، مگر وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے وہ جہاں کہیں بھی ہوں پھر وہ قیامت کے دن ان کو خبر دے گا

بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ

ان کاموں کی جو انہوں نے کیے بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ کیا نہیں دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی جانب

النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ

جو منع کیے گئے سرگوشی کرنے سے پھر وہ لوٹتے ہیں اسی چیز کی طرف جس سے وہ منع کیے گئے اور وہ سرگوشیاں کرتے ہیں گناہ کی

وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ۡ وَاِذَا جَاۗءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ

اور زیادتی کی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اور جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے ہیں سلام کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے

بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا

الفاظ کے ساتھ کہ نہیں سلام کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے ان کے ساتھ، اور وہ کہتے ہیں اپنے دلوں میں کیوں نہیں عذاب دیتا

اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ؕ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے جو ہم کہتے ہیں۔ کافی ہے ان کو جہنم وہ اس میں داخل ہوں گے۔ پس بری ہے لوٹنے کی جگہ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يُحَآدُّوْنَ: مخالفت کرتے ہیں، كُبِتُوْا: ذلیل ہوں گے، كُبِتَ: ذلیل کیے گئے، اَحْصٰهُ: اللہ نے محفوظ کیا ہے اسے، يَتَنٰجَوْنَ: وہ سرگوشیاں کرتے ہیں، مَعْصِيَتِ: نافرمانی، حَيَّوْكَ: آپ کو سلام کہتے ہیں، لَمْ يُحَيِّكَ: آپ کو سلام نہیں کیا، لَوْلَا يُعَذِّبُنَا: کیوں نہیں ہمیں عذاب دیتا۔

ربط:

سابقہ آیات میں آخری آیت میں فرمایا گیا تھا کہ یہ حکم اس لیے ہے تاکہ تم اللہ اور ان کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ اور یہ اللہ کی قائم کردہ حدود ہیں اور جو ان احکامات کو نہیں مانے گا اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔ تو یہ تو آخرت کے انجام کی خبر دی اور اب ان آیات میں دنیاوی انجام کی بھی خبر دی جا رہی ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی مخالفت کرتے ہیں وہ ذلیل و رسوا ہوں گے جیسا کہ ان سے پہلی امتوں کے لوگوں کو بھی ذلت و رسوائی کا سامنا ہو چکا ہے کہ جنہوں نے اپنے رسولوں کی مخالفت کی۔

تفسیری نکات: اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت سے دنیا کی بھی ذلت و رسوائی ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وہ ذلیل کیے جائیں گے جیسے ان سے پہلے ایسا کرنے والے ذلیل کیے گئے اللہ نے ارشاد فرمایا کہ عزت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور مومنوں کی ہے دنیاوی جاہ و جلال صرف دکھاوا ہے اسی لیے جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب نازل ہوا تو بڑے بڑے دنیاوی عزت دار ذلیل ہو کر رہ گئے وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ اور بے شک ہم نے واضح آیات اتاری ہیں جن آیات میں واضح اور صریح عقائد و احکام کا ذکر ہے وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ اور کافروں کے لیے ذلیل و خوار کرنے والا عذاب ہے۔

آخرت کی ذلت و رسوائی الگ ہوگی:

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا جس دن اللہ ان سب کو جمع کرے گا پہلے انسان سے لے کر آخری انسان تک سارے کے سارے انسان دوبارہ اٹھائے جائیں گے کوئی بھی چھپ نہیں سکے گا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا پھر اللہ ان انسانوں کو ان اعمال کی خبر دے گا جو انہوں نے کیے اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز پر محیط ہے اور ہر شخص کا ہر عمل اللہ کے علم میں ہے قیامت کے دن ہر شخص کو اس کے اعمال کے بارے میں بتلائے گا اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ اللہ نے اس عمل کو محفوظ کر رکھا

ہے حالانکہ خود عمل کرنے والے ان کو بھول چکے ہوں گے قیامت کے دن جو اعمال نامہ دیا جائے گا اس میں ہر ایک نیک اور برے عمل کا شمار ہوگا حالانکہ عمل کرنے والے خود ان اعمال کو بھول چکے ہوں گے وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے اس لیے کہ ہر چیز اس کے علم میں ہے اور وہی ہر چیز کا نگہبان بھی ہے کوئی بھی چیز اس سے مخفی نہیں ہے۔

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اے مخاطب کیا آپ جانتے نہیں کہ بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے ان چیزوں کو جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں اَلَمْ تَرَ میں رویئت سے مراد رویئت قلبی ہے یعنی علم، اسی لیے مفسرین کرام اَلَمْ تَرَ کا معنی اَلَمْ تَعْلَمْ کرتے ہیں، اللہ کا علم ہر چیز پر محیط ہے اس سے کوئی چیز مخفی نہیں، اگر مخفی انداز میں مشورہ کیا جائے یا کانوں میں باتیں کی جائیں تو اللہ تعالیٰ ان کو بھی جانتا ہے اس لیے کہ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا وہ جہاں کہیں بھی ہوں اللہ ان کے ساتھ ہے اللہ حاضر وناظر ہونے کی وجہ سے آسمانوں اور زمین کی باتوں کو اور مخفی سرگوشیوں کو جانتا ہے اہل سنت والجماعت کا نظریہ ہے کہ قرآن کریم اور احادیث میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پاؤں اور آسمان دنیا پر نزول فرمانے وغیرہ جیسی صفات کے ظاہر کو ماننا چاہیے اور کیفیت اللہ کے سپرد کر دینی چاہیے، اسی طرح اللہ کی معیت کہ اللہ ہر ایک کے ساتھ ہے اس کے ظاہر پر ایمان رکھنا چاہیے اور معیت کی کیفیت پر غور وغوض نہیں کرنا چاہیے اور نظریہ رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کے ساتھ ہے جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ مشورہ کرنے والے تین ہوں تو چوتھا ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہوتا ہے وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ اگر مشورہ کرنے والے پانچ ہوں تو چھٹا اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ اور نہ ہی ان تین سے کم وَلَآ اَكْثَرَ اور نہ ہی پانچ سے زیادہ مشورہ کرنے والے ہوں اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ مگر اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے یعنی مشورہ کرنے والوں کی تعداد جتنی بھی ہو اللہ ان کے ساتھ ضرور ہوتا ہے اَيْنَ مَا كَانُوْا وہ جہاں کہیں بھی ہوں آسمان وزمین یا کائنات کے جس خطے میں بھی ہوں اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ پھر اپنے اسی علم کی بدولت ان کو قیامت کے دن ان کے اعمال کے بارہ میں بتلائے گا، کہ فلاں وقت تم نے یہ کام کیا فلاں جگہ یہ کیا حالانکہ وہ خود ان اعمال کو بھول چکے ہوں گے اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے اس کا علم ہر چیز پر محیط ہے اس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔

یہود ومنافقین کی سازشوں والی سرگوشیاں:

اَلَمْ تَرَ کیا آپ ﷺ نے نہیں دیکھا، یہاں تَرَ میں رویئت سے مراد آنکھوں سے دیکھنا ہے اسی لیے مفسرین کرام رحمہم اللہ نے اس کا معنی اَلَمْ تَنْظُرْ کیا ہے۔ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ان لوگوں کی طرف جو سرگوشی کرنے

سے منع کیے گئے ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ پھر وہ دوبارہ ارتکاب کرتے ہیں اس کا جس سے وہ منع کیے گئے ہیں یعنی منع کرنے کے باوجود سرگوشیاں کرتے پھرتے ہیں وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ اور وہ آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں گناہ کی اور زیادتی کی وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ ان سرگوشیوں میں گناہ کی باتیں ہوتی ہیں اس لیے کہ وہ مسلمانوں اور اسلام کو نقصان پہنچانے کے پروگرام بناتے ہیں۔ یہود و منافقین کی ایک بری حرکت یہ تھی کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کے بجائے اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ کہتے۔ جس کا معنی ہے کہ تم پر موت آئے۔ ان کی اس بری حرکت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ اور جب وہ یہود اور منافق لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے ہیں تو ایسے الفاظ سے سلام کہتے ہیں جن الفاظ کے ساتھ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام نہیں کیا، وہ آکر اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ کہتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم علیکم، کے ساتھ اس کا جواب دیتے اور یہی تعلیم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو دی کہ کافروں کے سلام کا جواب، علیکم، کے ساتھ دے دیا کرو۔

وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ اور وہ اپنے دلوں میں کہتے لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ہمیں اللہ تعالیٰ ہماری کہی ہوئی بات کی وجہ سے عذاب کیوں نہیں دیتا، اگر یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہوتے اور ان پر ایمان لانے والے حق پر ہوتے تو ہم پر عذاب نازل ہوتا۔ جب ہم پر عذاب نازل نہیں ہو رہا، تو اس سے واضح ہو گیا کہ یہ لوگ سچے اور حق پر نہیں ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ان کو جہنم کافی ہے، یعنی جہنم ایسا عذاب ہے جس کے سامنے دوسرے عذاب معمولی ہیں يَصْلَوْنَهَا یہ مجرم لوگ اس جہنم میں داخل ہوں گے فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ پس بری ہے لوٹ کر جانے کی جگہ۔ اس دنیا میں تو کبھی آدمی کو راحت اور سکون بھی مل جاتا ہے مگر جہنم میں ذرہ بھر بھی سکون نہیں ہے اس لیے دنیا کو چھوڑ کر جہنم میں جائیں گے تو وہ لوٹ کر جانے کی جگہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ

اے ایمان والو! جب تم آپس میں سرگوشی کرو تو نہ سرگوشی کرو گناہ کی اور زیادتی کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی

الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ اِنَّمَا

اور سرگوشی کرو نیکی اور پرہیزگاری کی اور اللہ سے ڈرتے رہو کہ اسی کی جانب تم جمع کیے جاؤ گے۔ پختہ بات ہے

النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَاۗرِّهِمْ

کہ وہ سرگوشی شیطان کی جانب سے ہے تاکہ پریشان کرے ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اور وہ نہیں ہے ان کو ذرا بھی

شَيْـــًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

نقصان پہنچانے والا مگر اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ ہی پر پس چاہیے کہ بھروسہ کریں ایمان والے۔ اے ایمان والو

إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَإِذَا قِيلَ

جب کہا جائے تم سے کشادگی کرو مجلسوں میں تو تم کشادگی پیدا کرو، اللہ تعالیٰ تمہارے لیے وسعت کردے گا اور جب کہا جائے

انْشُزُوا فَانْشُزُوا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ

اٹھ کھڑے ہو تو تم اٹھ کھڑے ہو، بلند کرے گا اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو تم میں سے ایمان لائے اور ان لوگوں کو جو علم دیے گئے

دَرَجٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿۱۱﴾ يٰۤأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوۤا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ

مراتب میں اور اللہ تعالیٰ ان چیزوں کی خبر رکھنے والا ہے جو تم کرتے ہو۔ اے ایمان والو، جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَطْهَرُ ۭ فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوا

سرگوشی کرو، تو آگے بھیجو تم صدقہ اپنی سرگوشی سے پہلے یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور زیادہ پاکیزہ ہے پس اگر تم نہ پاؤ

فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۲﴾

تو بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَنَاجَيْتُمْ: تم سرگوشی کرو، فَلَا تَتَنَاجَوْا: سرگوشی نہ کرو، تَنَاجَوْا: سرگوشی کرو، لِيَحْزُنَ: تا کہ غمگین کرے، بِضَآرِّهِمْ: ضرر پہنچا سکتا ان کو، تَفَسَّحُوا: جگہ کھول دو، الْمَجٰلِسِ: مجلسوں (میں)، فَافْسَحُوا: تو جگہ کھول دیا کرو، يَفْسَحِ: کھلی جگہ دے گا، انْشُزُوا: اٹھ کھڑے ہو، نَاجَيْتُمُ: تم سرگوشی کرو، نَجْوٰىكُمْ: اپنی سرگوشی۔

ربط:

سابقہ آیات میں یہود اور منافقین کی سازشوں والی سرگوشیوں اور کانا پھوسی کا ذکر تھا۔ اب ان آیات میں اہل ایمان کو حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس میں اس طرح سرگوشیاں نہ کریں جیسے یہود اور منافقین سرگوشیاں کرتے ہیں نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کے آداب کو مکمل طور پر ملحوظ رکھنے کا بھی ذکر فرمایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: نیکی اور پرہیز گاری کے مشورے کی اجازت:

يٰۤأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوۤا اے ایمان والو إِذَا تَنَاجَيْتُمْ جب تم آپس میں سرگوشی کرو فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ تو نہ سرگوشی کرو گناہ کی اور زیادتی کی وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى اور سرگوشی کرو نیکی اور پرہیز گاری کی وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيۤ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ اور اللہ سے ڈرتے رہو جس کی جانب تم سب جمع کیے جاؤ گے۔ اللہ تمہاری ہر حرکت اور ہر عمل کو جانتا ہے اور تم سب اسی کے حضور اکٹھے کیے جاؤ

گے اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ پکی بات ہے کہ گناہ اور زیادتی والی سرگوشیاں اور مشورے شیطان کی طرف سے ہیں۔

لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ایسے مشوروں پر شیطان اس لیے اکساتا ہے تاکہ ایمان والوں کو پریشان کرے وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْئًا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ شیطان جو حربہ بھی استعمال کرلے وہ ایمان والوں کو ذرا بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا جب تک اللہ کا حکم نہ ہو وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ اور اللہ کی ذات پر ہی مومنوں کو بھروسہ کرنا چاہیے کہ وہ شیطانی اعمال کے شر اور فساد سے ان کو محفوظ رکھے اور ان کی مدد کرے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں بیٹھنے کے آداب:

مجلس میں بیٹھنے والوں کا حق یہ ہے کہ ایسے انداز سے بیٹھیں کہ بعد میں آنے والوں کو بھی بیٹھنے کی جگہ مل جائے ایسے انداز سے نہ بیٹھیں کہ جگہ زیادہ گھیر لیں اور آنے والوں کو جگہ نہ مل سکے۔ یہ عام مجلس کا حکم ہے۔ بالخصوص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں اس کا زیادہ خیال رکھنے کی ضرورت ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اردگرد ایسے بیٹھ جاتے تھے کہ بعد میں آنے والے کو جگہ نہ ملتی، ایک دفعہ بعض بزرگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جو کہ غزوہ بدر کے شرکاء میں سے تھے وہ مجلس میں آئے تو ان کو بیٹھنے کی جگہ نہ ملی اور وہ کھڑے رہے تو حکم دیا گیا کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اے ایمان والو! اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں دوسروں کے لیے جگہ بناؤ تو جگہ بنا دیا کرو يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے وسعت کردے گا، اس کی مختلف صورتیں مفسرین کرام نے لکھی ہیں۔

① ......ایک صورت یہ ہے کہ جب تم مجلس میں کشادگی کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو کشادہ کرے گا، ایک دوسرے کی محبت اور قدر اور ایک دوسرے کی بات برداشت کرنے کی توفیق عطا کردے گا۔

② ......دوسری صورت یہ ہے کہ مجلس میں دوسروں کے لیے جگہ بنانے کی برکت سے اللہ تعالیٰ تمہارے رزق میں وسعت کردے گا۔

③ ......تیسری صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اس عمل کی برکت سے تمہارے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے گا۔

④ ......چوتھی صورت یہ ہے کہ اس عمل کی برکت سے اللہ تمہیں کشادہ جگہ یعنی جنت عطا فرمائے گا۔

وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا اور جب تمہیں کہا جائے اٹھ کھڑے ہو تو تم اٹھ کھڑے ہو اس کا تعلق پہلے جملے کے ساتھ ہی ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مجلس میں جگہ نہ ہو اور تم سے کہا جائے کہ چلے جاؤ تو تم اس کو اپنی توہین مت سمجھو۔ یا مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے کسی سے کہا جائے کہ یہاں سے اٹھ جاؤ تو اس کو اپنی توہین نہ سمجھا جائے۔

یا اس کا مطلب یہ ہے کہ جب مجلس ختم ہو جائے تو بے مقصد وہاں نہ بیٹھے رہا کرو، بلکہ اٹھ کر اپنے کام کاج میں لگ

جایا کرو۔

یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان والوں کے درجات بلند کرے گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں ایمان والوں کے علاوہ منافقین بھی ہوتے تھے اس لیے فرمایا کہ تم میں سے ایمان والوں کے درجات بلند کرے گا وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ اور ان لوگوں کے درجات بلند کرے گا جو علم دیے گئے ہیں اہل علم کا مقام اور درجہ اللہ کے ہاں بہت بلند ہے دنیا میں ان کو نیک نامی اور آخرت میں جنت کے بلند درجات حاصل ہوں گے وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ اور اللہ تعالیٰ باخبر ہے ان تمام کاموں سے جو تم کرتے ہو، تمہارا ہر اچھا یا برا عمل وہ جانتا ہے اور حساب کے وقت اس کو ظاہر کرے گا، اور اس کا بدلہ دے گا۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشورہ سے قبل صدقہ کرنے کا حکم:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اے ایمان والو! اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرگوشی کا ارادہ کرو کوئی ذاتی مشورہ یا دینی مسئلہ پوچھنا چاہو فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً تو اپنی سرگوشی سے پہلے کچھ نہ کچھ صدقہ ادا کرو ذٰلِكَ خَیْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور زیادہ پاکیزہ ہے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرگوشی کرنے سے پہلے صدقہ ادا کرنا تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اس لیے کہ اس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت بھی ہے اور منافقین کو ان کے عمل سے روکنا بھی ہے اور غرباء کے ساتھ خیر خواہی بھی ہے اور یہ گناہوں سے تمہیں بہت زیادہ صاف ستھرا کرنے کا باعث بھی ہے فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ پس اگر تم صدقہ نہ پاؤ تو بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے یعنی اگر تمہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرگوشی کی ضرورت محسوس ہوا اور تمہارے پاس صدقہ ادا کرنے کی کوئی صورت نہ ہو تو صدقہ کیے بغیر بھی سرگوشی کرنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ؕ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ

کیا تم ڈر گئے ہو اس بات سے کہ تم آگے بھیجو اپنی سرگوشی سے پہلے صدقات پس اگر تم نہ کر سکے اور رجوع فرمایا اللہ تعالیٰ نے

عَلَیْكُمْ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ وَاللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا

تم پر تو تم پابندی کرو نماز کی اور دیتے رہو زکوۃ اور اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی، اور اللہ تعالیٰ خبر رکھنے والا ہے

ع تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ

ان کاموں کی جو تم کرتے ہو۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا نہیں ان لوگوں کی طرف دوست بنالیا انہوں نے ایسی قوم کو،

اللّٰهُ عَلَیْهِمْ ؕ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَیَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴﴾

کہ غضب اتارا اللہ نے ان پر، نہیں ہیں وہ لوگ تم میں سے اور نہ ہی وہ ان میں سے ہیں، اور وہ قسمیں اٹھاتے ہیں جھوٹی بات

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿15﴾

پر، حالانکہ وہ جانتے ہیں۔ تیار کر رکھا ہے اللہ نے ان کے لیے سخت عذاب بیشک وہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں وہ برا ہے۔

اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿16﴾

بنالیا ہے انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال پس وہ روکتے ہیں اللہ کے راستے سے، پس ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب

لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ

ہے۔ ہرگز نہیں کام آئیں گے ان کے ان کے مال، اور نہ ہی ان کی اولاد، اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے میں کچھ بھی،

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿17﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ

یہی لوگ ہیں دوزخ والے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا پھر وہ اس کے سامنے قسمیں اٹھائیں

كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ

گے، جیسے وہ تمہارے سامنے قسمیں اٹھاتے ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ بیشک وہ کسی فائدے پر ہیں، خبردار، بیشک وہی

الْكٰذِبُوْنَ ﴿18﴾ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ

جھوٹ بولنے والے ہیں۔ غالب آ گیا ہے ان پر شیطان پھر اس نے ان کو اللہ تعالیٰ کا ذکر بھلا دیا ہے، یہی لوگ

الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿19﴾

شیطان کا گروہ ہیں خبردار بیشک شیطان کا گروہ ہی نقصان اٹھانے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

ءَاَشْفَقْتُمْ: (کیا) تم ڈر گئے ہو، جُنَّةً: ڈھال، اِسْتَحْوَذَ: غالب آ گیا، فَاَنْسٰهُمْ: ان کو بھلا دیا ہے۔

ربط:

سابقہ آیات میں حکم دیا گیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ سے اگر کوئی مشورہ یا سرگوشی کرنی ہو تو پہلے صدقہ دو اس کے بعد آپ ﷺ سے سرگوشی یا مشورہ کرو۔ اس حکم کا مقصد یہ تھا کہ منافقین اپنی منافقانہ سرگوشیوں سے باز آ جائیں۔ منافقین جب اپنے بخل کی وجہ سے اس سے باز آ گئے اور مسلمان بھی سمجھ گئے کہ آپ ﷺ کی مجلس مبارکہ میں سرگوشیاں کرنا اچھی بات نہیں تو حکم منسوخ فرما دیا گیا۔ ان آیات میں صدقہ کرنے کے حکم کو منسوخ فرمایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: سرگوشی سے قبل صدقہ کرنے کے حکم کی منسوخی:

ءَاَشْفَقْتُمْ کیا تم ڈر گئے ہو اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ اس بات سے کہ تم نبی کریم ﷺ

سے سرگوشی کرنے سے پہلے صدقہ ادا کرو فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا پس جب تم یہ کام نہیں کر سکتے کہ سرگوشی سے پہلے صدقہ دیتے وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ اور اللہ تعالیٰ نے تم پر رجوع فرمایا اور تم کو معاف کر دیا اور سرگوشی سے پہلے صدقے کے حکم کو منسوخ کر دیا، تو ان اعمال کی طرف توجہ دو جو ہمیشہ کے لیے تم پر لازم ہیں فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ پس نماز کی پابندی کرو نماز قائم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مستحب وقت میں اس کے آداب و مستحبات کو ملحوظ رکھ کر نماز پڑھی جائے وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ اور زکوۃ دیتے رہو، نماز بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور زکوۃ اللہ کے حق کے ساتھ بندوں کا حق بھی ہے، نماز جسمانی عبادت ہے اور زکوۃ مالی عبادت ہے وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو، اللہ کی بات مانو اور نبی کریم ﷺ کی بات ماننے کے ساتھ اس کی سنت پر عمل کرو، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہی پر کامیابی کا دارومدار ہے وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اللہ تمہارے اعمال کی خبر رکھنے والا ہے، اس لیے اس کی بھیجی ہوئی شریعت پر عمل کر کے ہی زندگی گزارو تاکہ تمہیں دنیا اور آخرت کی کامیابی حاصل ہو جائے۔

منافقین کا کردار اور ان کے لیے سزا:

اَلَمْ تَرَ اے مخاطب کیا آپ نے دیکھا نہیں اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ان لوگوں کی طرف جنہوں نے ایسی قوم ایسی جماعت سے دوستانہ قائم کر رکھا ہے جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا۔ جن لوگوں پر اللہ کا غضب نازل ہوا ان میں خصوصیت کے ساتھ یہود ہیں۔ اسی لیے اَلْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ سے مراد یہود لیے جاتے ہیں۔

مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ یہ منافق لوگ اگرچہ انہوں نے بہ ظاہر کلمہ پڑھا ہے اور اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار کرتے ہیں مگر حقیقت میں وہ تم میں سے نہیں ہیں اور نہ ہی وہ یہود میں سے ہیں وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ اور وہ جھوٹی بات پر قسمیں اٹھاتے ہیں وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ حالانکہ وہ جانتے ہیں۔

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا اس آیت سے منافقین کی سزا بیان کی جا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے سخت قسم کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ [النساء، ۱۴۵] بیشک منافق جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بیشک وہ لوگ جو کرتے ہیں وہ برا ہے ان کا کردار طرز عمل یہود کے ساتھ دوستانہ اور جھوٹی قسمیں اٹھانا وغیرہ ہر کام برا ہے۔

اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے وہ اپنی جھوٹی قسموں کے ذریعے حضور ﷺ اور مسلمانوں کو مطمئن کر کے خود کو سزا سے بچا لیتے ہیں مگر کئی مقامات میں اللہ تعالیٰ نے ان کی اصلیت ظاہر فرما دی اور وہ ذلیل و خوار ہوئے فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ پس وہ روکتے ہیں اللہ کے راستے سے منافقین کی خرابیوں میں سے ایک خرابی بیان فرمائی کہ وہ اللہ کے راستے سے روکتے ہیں جہاد سے متعلق عجیب قسم کی افواہیں پھیلاتے ہیں مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے اور مسلمانوں کے دلوں میں شکوک و شبہات ڈالنے کی کوشش کرتے تھے فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ پس ان کے لیے ایسا عذاب ہے جو ذلیل کرنے والا ہے۔

لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ہرگز ان کے کام نہیں آئیں گے ان کے مال اور نہ ہی اولاد مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اللہ کے عذاب سے اور اس کی گرفت سے چھڑانے میں یہ ذرا بھی کام نہیں آئیں گے۔ آخرت میں آدمی کو اس کا اچھا عقیدہ اور اچھے اعمال ہی جہنم سے چھڑانے میں کام آئیں گے اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ یہی لوگ دوزخ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے کبھی اس سے نکالے نہیں جائیں گے۔

منافقین شیطان کی جماعت ہیں:

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا جس دن اللہ تعالیٰ ان سب کو اٹھائے گا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ پھر وہ اللہ کے سامنے قسمیں اٹھائیں گے جیسے وہ تمہارے سامنے قسمیں اٹھاتے ہیں وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰي شَيْءٍ اور وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ کسی فائدے پر ہیں۔ شَيْءٍ سے مراد اچھا راستہ۔ اور وہ خیال کریں گے کہ وہ اچھے راستے پر ہیں حالانکہ وہ تو اچھے راستے سے بہت دور ہوں گے۔ یا شَيْءٍ سے مراد فائدہ ہے۔ وہ یہ خیال کریں گے کہ جیسے وہ دنیا میں جھوٹی قسمیں کھا کر فائدہ حاصل کر لیتے تھے اسی طرح یہاں بھی فائدہ حاصل کر لیں گے مگر ان کا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ اس لیے کہ اللہ تو ہر چیز کو جانتا ہے اس سے کوئی چیز مخفی نہیں۔ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ خبردار بیشک یہی لوگ جھوٹے ہیں ایسی حالت میں نہ ان کو کچھ فائدہ حاصل ہوگا اور نہ ہی وہ اپنے جھوٹ کو چھپا سکیں گے۔

اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ شیطان ان پر غالب آ گیا ہے فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ پھر اس نے ان کو اللہ کا ذکر بھلا دیا ہے کہ اللہ کی ذات بھی کوئی ہے اس کے احکام کی بھی کوئی اہمیت ہے اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ یہی لوگ شیطان کی جماعت اور اس کا گروہ ہیں پھر ان کے انجام سے آگاہ فرمایا اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ خبردار بیشک شیطان کا گروہ ہی نقصان اٹھانے والا ہے۔ بیشک انہوں نے دنیا میں کتنے ہی بہ ظاہر اچھے اعمال کیے ہوں دنیا میں ان کے اعمال رائیگاں ہو جائیں گے اور وہ آخرت کے عذاب سے بچ نہیں سکیں گے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ⁽²⁰⁾

بیشک وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی، یہ لوگ سب سے زیادہ ذلیل ہونے والوں میں ہوں

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ⁽²¹⁾

گے۔ اللہ نے لکھ دیا ہے البتہ ضرور میں اور میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی غالب رہیں گے، بیشک اللہ قوت والا غالب ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پائیں گے کسی ایسی قوم کو جو ایمان رکھتے ہوں اللہ پر، اور آخرت کے دن پر کہ وہ دوستانہ رکھیں ان لوگوں

مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ

سے جنہوں نے مخالفت کی اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اگرچہ وہ ان کے باپ ہوں، یا ان کے بیٹے ہوں، یا ان کے

اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ

بھائی ہوں یا ان کے خاندان کے لوگ ہوں یہی لوگ ہیں کہ لکھ دیا ہے اس نے ان کے دلوں میں ایمان، اور طاقت دی ان کو

بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ

اپنی جانب سے روح کے ساتھ، اور ان کو داخل کرے گا ایسے باغات میں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں وہ ہمیشہ رہیں گے

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ

ان میں راضی ہو گیا اللہ ان سے اور وہ راضی ہو گئے اس سے یہی لوگ اللہ کا گروہ ہیں، خبردار بیشک اللہ کا جو گروہ ہے

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿22﴾ ع ۳

وہی کامیاب ہونے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْاَذَلِّيْنَ: سخت ذلیل لوگ، لَاَغْلِبَنَّ: میں ضرور غالب رہوں گا، يُوَآدُّوْنَ: دوستی رکھتے ہیں، حَآدَّ: جس نے دشمنی کی، عَشِيْرَتَهُمْ: ان کا خاندان، اَيَّدَهُمْ: ان کو طاقت دی۔

ربط:

سابقہ آیات میں شیطانی گروہ کا تذکرہ فرمایا گیا تھا کہ یہ منافقین اور یہود و نصاریٰ شیطانی گروہ ہیں اور بالآخر یہ ناکام و نامراد ہوں گے، ذلیل و رسوا ہوں گے اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتے ہوں گے اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہوں گے اور ان لوگوں کے مخالف ہوں گے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمن ہیں چاہے وہ ان کے قریبی عزیز اور رشتہ دار کیوں نہ ہوں تو یہ اہل ایمان اللہ کا گروہ ہے۔ اور یہی آخرت میں کامیاب ہونے والے اور اللہ کے انعامات کے مستحق ہوں گے۔

تفسیری نکات: کامیابی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہی ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والے اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ذلیل ترین لوگوں میں سے ہوں گے۔ خواہ وہ دنیا میں بہ ظاہر کتنے ہی اعزاز و اکرام والے ہوں كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ اللہ نے لوح محفوظ میں لکھ دیا ہے کہ میں اور میرا رسول ﷺ ہی غالب رہیں گے، یہ غلبہ دلیل کے لحاظ سے تو ہر دور میں رہے گا، اور دنیاوی لحاظ سے بھی غلبہ رہے گا۔ اگر اہل ایمان اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات و شریعت کی اطاعت کریں گے اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ بے شک اللہ تعالیٰ طاقت والا غالب ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی کوئی ایسی جماعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں ملے گی یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ جو دوستی رکھتی ہو ایسے لوگوں سے جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ خواہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والے ان کے باپ ہوں یا اولاد ہو یا ان کے بھائی ہوں یا ان کے خاندان کے افراد ہوں اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ یہی لوگ ہیں کہ ان کے دلوں میں ایمان لکھ دیا ہے یعنی پختہ اور مضبوط کر دیا ہے کہ وہ کسی کی پرواہ کیے بغیر ایمانی تقاضوں کو پورا کرتے ہیں

وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ اور اپنی جانب سے روح کے ساتھ ان کو طاقتور کیا۔ روح سے مراد جبرائیل علیہ السلام بھی ہو سکتے ہیں اور روح سے مراد ایمانی نور اور حق کی معرفت کا نور بھی ہو سکتا ہے کہ ان کے ذریعے سے ان کو طاقتور اور مضبوط کر دیا۔

وَیُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا اور ایسے باغات میں ان کو داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ ان سے اور وہ راضی ہو گئے اللہ سے اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ یہی لوگ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہیں۔ کافروں بالخصوص یہود کے ساتھ دوستانہ رکھنے والوں کو حزب الشیطان، شیطان کا گروہ (ٹولا) اور اس کی جماعت کہا گیا اور اس کے برعکس اسلام دشمنوں سے دوستی نہ رکھنے والوں کو حِزْبُ اللّٰهِ اللہ کا گروہ اور اس کی جماعت کہا گیا ہے اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ خبردار بیشک اللہ کے گروہ میں شامل لوگ ہی کامیابی پانے والے ہیں۔

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِیَّة

سورۃ الحشر مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ اس کی چوبیس (۲۴) آیات ہیں اور رکوع کی تعداد تین (۳) ہے۔ قرآنی ترتیب کے مطابق یہ انسٹھ (۵۹) نمبر کی سورۃ ہے۔ اور نزول کی ترتیب کے لحاظ سے اس کا ایک سو ایک (۱۰۱) نمبر ہے۔ حشر کا معنی ہے جمع ہونا چونکہ اس سورۃ کی دوسری آیت میں ہی لِاَوَّلِ الْحَشْرِ (یعنی پہلے اجتماع کے لیے) کا لفظ آ رہا ہے اس لیے اس سورۃ کا نام حشر ہے۔ اس سورۃ کا دوسرا نام سورۃ بنی نضیر بھی ہے کیونکہ اس سورۃ میں یہودیوں کے قبیلے بنو نضیر کو جلاوطن کرنے سے متعلق بیان کیا گیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۱﴾ هُوَ الَّذِیْٓ

تسبیح کرتی ہیں اللہ تعالیٰ کی وہ چیزیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور وہی غالب حکمت والا ہے۔ وہ وہی ذات

اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ

ہے جس نے نکالا ان لوگوں کو، جو اہل کتاب میں سے کافر ہیں ان کے گھروں سے پہلے اجتماع (اکٹھ) کے لیے، (اے

مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ

مسلمانوں!) نہیں گمان کرتے تھے تم یہ کہ وہ نکلیں گے اور انہوں نے خیال کر رکھا تھا، کہ بیشک وہ لوگ جو ہیں ان کو بچانے

حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۗ

والے ہیں اللہ (کے عذاب) سے ان کے قلعے۔ پھر آیا ان کے پاس اللہ کا حکم جہاں سے انہوں نے گمان بھی نہ کیا، اور اس نے

وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۙ

ڈال دیا ان کے دلوں میں رعب، وہ برباد کرنے لگے اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں کے ساتھ، اور مومنوں کے ہاتھوں سے،

فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝٢ وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاۗءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي

پس تم عبرت حاصل کرو اے آنکھوں والو!۔ اور اگر نہ ہوتی یہ بات کہ لکھ دی ہے اللہ نے ان پر جلاوطنی تو عذاب دیتا ان کو

الدُّنْيَا ۭ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝٣ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ

دنیا میں، اور ان کے لیے آخرت میں آگ کا عذاب ہے۔ یہ سزا اس لیے کہ بیشک انہوں نے مخالفت کی اللہ اور اس کے

وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاۗقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝٤ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور جو اللہ کی مخالفت کرتا ہے تو بیشک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔ نہیں کاٹا تم نے کوئی کھجور کا درخت یا تم

تَرَكْتُمُوْهَا قَاۗىِٕمَةً عَلٰٓي اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝٥

نے اسکو چھوڑا کہ وہ کھڑا ہے اپنی جڑوں پر، پس وہ اللہ کے حکم کے ساتھ ہے، اور تاکہ وہ رسوا کرے نافرمانی کرنے والوں کو۔

وَمَآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلٰي رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ

اور جو فئی کا مال دلوایا اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے، پس نہیں دوڑائے تم نے اس پر گھوڑے اور نہ ہی اونٹ لیکن

اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٦

اللہ تعالیٰ غلبہ عطا کرتا ہے اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے، اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَانِعَتُهُمْ: ان کو بچائیں گے، حُصُوْنُهُمْ: ان کے قلعے، لَمْ يَحْتَسِبُوْا: ان کو گمان بھی نہ تھا، يُخْرِبُوْنَ: وہ برباد

کررہے ہیں، فَاعْتَبِرُوْا: پس تم عبرت حاصل کرو، الْجَلَآءَ: جلاوطنی، لَعَذَّبَهُمْ: یقیناً انہیں سزا دیتا، يُّشَآقِّ: مخالفت کرتا ہے، قَطَعْتُمْ: تم نے کاٹ ڈالے، لِّيْنَةٍ: کھجور کے درخت، تَرَكْتُمُوْهَا: تم نے چھوڑ دیا انہیں، اُصُوْلِهَا: ان کی جڑوں پر، لِيُخْزِيَ: تا کہ رسوا کرے، فَمَآ اَوْجَفْتُمْ: تم نے نہیں دوڑائے، رِكَابٍ: اونٹ، يُسَلِّطُ: مسلط کرتا ہے

ربط:

ابھی آپ نے پڑھا کہ منافقوں نے قوم یہود سے دوستی کی غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ جن پر اللہ کا غضب ہوا یہود۔ یہود دوستی کے قابل ہیں ہی نہیں۔ اس سورت میں یہود بنی نضیر کا واقعہ ہے، یہ یہود کا قبیلہ تھا جو کہ مدینہ منورہ میں رہائش پزیر تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان سے معاہدہ تھا، انہوں نے وعدہ شکنی کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے کا قصد کیا۔

فتح الباری میں یہ واقعہ اس طرح مذکور ہے۔ ایک مسلمان سے غلطی سے یہود بنی نضیر کا ایک آدمی مارا گیا مدینہ میں آمد کے بعد یہود کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معاہدہ تھا کہ ہم ایک دوسرے سے تعاون کریں گے دیت میں بھی مالی خون بہا میں بھی۔ اور ویسے بھی ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے۔ تو جس مسلمان سے آدمی مارا گیا۔ اس کی دیت کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس جانا چاہتے تھے انہوں نے کہا کہ حضرت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے علاقے میں تشریف لائیں تو یہاں بات کرتے ہیں۔ ایک مکان تھا بہت اونچا اس مکان کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے چار پائی ڈالی اور اوپر کچھ لڑکوں، بچوں اور عورتوں کو کھڑا کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار پائی کے عین اوپر بہت بڑا پتھر رکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر پر گرانے کا ارادہ کیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ یہ یہودی یہ کارروائی کریں گے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوراً واپس چلے آئے۔ بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود بنو نضیر سے فرمایا کہ تم نے یہ کارروائی کرنے کا پروگرام بنایا اور باہمی معاہدہ سے غداری کی۔ بجائے اس کے کہ وہ معافی وغیرہ مانگتے یا کوئی عذر پیش کرتے الٹا اکڑ گئے اور کہا کہ اچھا اگر ہم نے غداری کی ہے تو پھر غداری ہی سمجھو۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو نضیر کے یہودیوں کے خلاف مسلح کارروائی کرنے کا حکم فرمایا۔ بنو نضیر اپنے قلعوں اور حویلیوں میں قلعہ بند ہو گئے۔ معمولی جھڑپیں ہوئیں ایک جگہ کچھ درخت تھے ان درختوں کا انہوں نے مورچہ بنایا اس کے پیچھے سے تیر چلاتے تھے، اللہ کے حکم سے ان درختوں کو کاٹا گیا پھر ان یہود کو یہاں سے جلاوطن کیا گیا تو یہ یہود بنو نضیر کا واقعہ ہے کہ ایسوں سے دوستی کرتے ہو جو کسی مقام پر وعدہ کی پابندی بھی نہیں کرتے۔

تفسیری نکات: یہودیوں کے خلاف مسلمانوں کا اجتماع:

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اللہ کی تسبیح کرتی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے، اللہ ہر ایک کی تسبیح کو جانتا ہے اور سمجھتا ہے مگر تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھ سکتے وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اور وہی غالب حکمت والا ہے، ساری کائنات اسی کے قبضہ کنٹرول میں ہے اور وہی اس کے نظام کو چلاتا ہے اور وہ حکمت والا اپنی حکمت

اور مصلحت کے مطابق نظام کو چلاتا ہے کوئی اس کے نظام میں خلل نہیں ڈال سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا هُوَ الَّذِیْۤ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ اللہ تعالیٰ کی ذات وہی ہے جس نے اہل کتاب کافروں کو پہلے حشر کے لیے ان کے گھروں سے نکالا لِاَوَّلِ الْحَشْرِ سے مراد اجتماع یا اکٹھا ہونا۔ یہاں یہودیوں کو جلاوطن کرنے کے لیے مسلمانوں کا اجتماع مراد ہے۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے یہ مراد ہو کہ یہ جلاوطنی انفرادی نہیں تھی بلکہ اس علاقہ کے یہودیوں کا اجتماع تھا جن کو جلاوطن کیا گیا لِاَوَّلِ الْحَشْرِ میں حشر کی صفت اول لائی گئی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ پہلا اجتماع تھا اور اس کے علاوہ اجتماع اور بھی ہیں۔

مفسرین نے یہودیوں کے چار اجتماع بیان فرمائے ہیں۔

١ ...... پہلا حشر جس کا یہاں قرآن میں ذکر فرمایا جارہا ہے وہ مدینہ سے خیبر کی طرف تھا یہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اسی دوران غزوہ خیبر پیش آیا لیکن یہودی معاہدوں کے بعد خیبر ہی میں آباد رہے۔

٢ ...... دوسرا اجتماع یا جلاوطنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوئی جس میں یہود کو خیبر سے شام کی طرف جلا وطن کیا گیا۔

٣ ...... تیسرا اجتماع یا جلاوطنی قرب قیامت عدن سے جو آگ اٹھے گی اور تمام لوگوں کو اپنے اردگرد جمع کرلے گی۔

٤ ...... اور چوتھا اجتماع قیامت کے دن کا ہے جس میں ساری مخلوق اکٹھی ہوگی۔ ان چاروں اجتماع میں یہودیوں کی ذلت ورسوائی ہوئی اور ہوگی۔

اللہ نے یہود کو مغلوب کردیا:

مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا اے مسلمانو، تم نے گمان بھی نہ کیا تھا کہ وہ اس علاقے سے نکل جائیں گے وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ اور وہ یہ خیال کر بیٹھے تھے کہ ان کے قلعے ان کو اللہ کے عذاب سے بچالیں گے وہ قلعے مضبوط انہوں نے اسی لیے تیار کیے تھے کہ ضرورت کے وقت وہ ان میں پناہ لے لیں گے اور دشمن کے وار سے محفوظ رہیں گے فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا پس آن لیا ان کو اللہ نے جہاں سے انہوں نے وہم وگمان بھی نہ کیا تھا، ان کی شرارتوں اور مکاریوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حالات ایسے پیدا کردیے کہ وہاں سے نکلنے کے علاوہ ان کے لیے کوئی چارہ کار نہ رہا۔

وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا، حالانکہ وہ اس سے پہلے مسلمانوں کو کوئی حیثیت ہی نہیں دیتے تھے یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ بِاَیْدِیْهِمْ وَاَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ اور وہ برباد کررہے تھے اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے اور ایمان والوں کے ہاتھوں سے جب ان کو علاقہ چھوڑنے کا حکم دیا گیا اور

اپنے ساز وسامان کو ساتھ لے جانے کی اجازت دی گئی، تو خود اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو برباد کرنے لگ گئے، اور ان کی چھتیں اکھاڑ دیں، اور دروازے اور کھڑکیاں نکال لیں اور ایمان والوں کے ہاتھ سے بھی ان کے گھر برباد ہوئے فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِي الْاَبْصَارِ پس تم عبرت حاصل کروائے آنکھوں والو اور عقل وشعور رکھنے والو۔

یہود کے لیے دنیا میں ذلت اور آخرت میں آگ کا عذاب ہے:

وَلَوْلَاۤ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاۤءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا اور اگر اللہ نے لوح محفوظ میں ان کے لیے جلاوطنی نہ لکھ دی ہوتی تو ان کو دنیا میں عذاب دیتا۔ ایسا عذاب کہ وہ ایک لمحے کے لیے بھی آرام وسکون نہ حاصل کرسکتے بلکہ فی الفور ہلاک وتباہ کر دیے جاتے وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ اور ان کے لیے آخرت میں آگ کا عذاب ہوگا، جہنم میں بیشمار قسم کے عذاب ہوں گے مگر ان میں سب سے زیادہ سخت آگ کا عذاب ہوگا۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۤقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یہ سب سزا اس لیے کہ بیشک انہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخالفت کی وَمَنْ يُّشَاۤقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ اور جو شخص بھی اللہ کی مخالفت کرے گا تو اس کو یہ بات ذہن میں ضرور رکھنی چاہیے کہ بیشک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ نہیں کاٹا تم نے کوئی کھجور کا درخت اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَاۤئِمَةً عَلٰۤى اُصُوْلِهَا یا تم نے اس کو چھوڑا کہ وہ اپنی جڑوں پر کھڑا رہے فَبِاِذْنِ اللّٰهِ تو ساری کارروائی اللہ کے حکم کے ساتھ ہے، اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں یہ بات ڈالی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کرنے کا حکم دیا وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ اور تا کہ اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو ذلیل وخوار کرے، عالم اسباب میں جو چیزیں قوت اور عزت اور احترام کا ذریعہ ہوں ان کی بربادی ذلت ورسوائی کا باعث بنتی ہے۔

یہودیوں سے صلح کی شرائط کے بعد ملنے والے مال کا حکم:

اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ مال فئی مال غنیمت کی طرح تقسیم نہیں کیا جاتا، اس لیے کہ مسلمانوں کو اس کے حصول میں لڑائی کی مشقت نہیں اٹھانا پڑتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَاۤ اَفَاۤءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ اور جو مال اللہ نے ان کافروں سے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فئی کے طور پر دلوایا فَمَاۤ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ پس نہیں دوڑائے تم نے اس کو حاصل کرنے کے لیے گھوڑے اور نہ ہی اونٹ۔ جب تمہیں لڑائی کی مشقت نہیں اٹھانی پڑی تو پھر ایسے مال کے تقسیم نہ کیے جانے پر کسی قسم کا اعتراض نہیں ہوسکتا وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَاۤءُ لیکن اللہ اپنے رسولوں کو مسلط اور غالب کر دیتا ہے جس پر چاہتا ہے، جب اس مال کے حصول میں تمہاری کوشش اور مشقت شامل نہیں بلکہ اللہ نے فضل فرمایا ہے تو اللہ نے ہی اس مال کے استعمال کا اختیار اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مسلمان حاکم کو اختیار دیا ہے وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى

جو مال فئ دلوایا اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بستیوں والوں سے تو وہ اللہ کے لیے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے، اور قریبی

الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَىْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ

رشتہ داروں کے لیے ہے اور یتیموں کے لیے اور مسکینوں کے لیے ہے، اور مسافروں کے لیے ہے، تا کہ نہ ہو وہ مال کہ گردش

الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ

کرتا رہے تم میں سے مال داروں کے درمیان، اور جو دیں تمہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو اس کو لے لو، اور وہ چیز جس سے تمہیں

فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۷ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ

منع کر دیں، تو اس سے رک جاؤ، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔ ہجرت کرنے والے فقراء

الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا

کے لیے ہیں، وہ لوگ جو نکالے گئے اپنے گھروں اور مالوں سے، وہ تلاش کرتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی رضا، اور وہ مدد

وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝۸ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ

کرتے ہیں اللہ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی، یہی لوگ سچے ہیں۔ اور وہ لوگ جنہوں نے ٹھکانا بنایا یعنی مدینہ کو، اور ایمان

مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِىْ

کو، ان مہاجرین کے آنے سے پہلے وہ محبت کرتے ہیں ان لوگوں سے جو ہجرت کر کے آئے ہیں ان کی جانب، اور وہ نہیں

صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ

پاتے اپنے سینوں میں کوئی تنگی اس چیز کی وجہ سے جو وہ دیے گئے، اور وہ ان کو ترجیح دیتے ہیں اپنے آپ پر، اگرچہ ہو ان کو

بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۭ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۹

فاقے کی حالت، اور جو شخص بچا لیا گیا اپنے نفس کے بخل سے، پس یہی لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

دُوْلَةً: گردش کرتا رہے، نَهٰىكُمْ: تم کو منع کیا ہے، تَبَوَّؤُ: جنہوں نے ٹھکانا بنایا، هَاجَرَ: جس نے ہجرت کی، يُؤْثِرُوْنَ: ترجیح دیتے ہیں، خَصَاصَةٌ: حاجت مندی، يُوْقَ: (جو) بچا لیا گیا ہو۔

ربط:

سابقہ آیات میں مال فے کا ذکر تھا۔ اب بھی مال فے کے متعلق ہی بیان ہو رہا ہے کہ اس کے حق دار کون ہیں۔

تفسیری نکات: مال فے کس جگہ لگے گا:

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ جو مال فئی دلوایا اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى بستیوں والوں سے اُس مال فے کا مصرف بتایا جارہا ہے کہ یہ کن لوگوں پر خرچ کیا جائے گا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ بستیاں مدینہ کے اردگرد جہاں بنوقریظہ اور بنونضیر رہتے تھے اور خیبر جو مدینہ سے ایک سواسی کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے اور فدک جو خیبر سے پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور عرینہ اور ینبوع ہیں، جہاں سے مسلمانوں کو لڑائی کے بغیر ہی دشمنوں سے مال حاصل ہوا۔

اوّل: اس مال کے مصارف میں سے پہلے نمبر پر فرمایا فَلِلّٰهِ کہ وہ مال اللہ کا ہے اس کی تین طرح سے تفسیر بیان کی گئی ہے ایک یہ کہ مال اللہ کا ہے اس کے بارے میں اللہ جو چاہتا ہے وہ حکم دیا ہے، دوسری تفسیر یہ کہ یہ مال اللہ کے گھروں اور بیت اللہ اور دیگر مساجد پر خرچ کیا جائے اور تیسری تفسیر یہ ہے کہ اللہ کو تو مال کی کوئی ضرورت نہیں اس لیے اس کا ذکر یہاں صرف تبرک کے لیے کیا گیا ہے۔

دوم: مال فے کا دوسرا مصرف وَلِلرَّسُوْلِ فرمایا کہ یہ مال رسول اللہ ﷺ کے لیے ہے، آپ ﷺ اس مال کو اپنے گھریلو اخراجات اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے اخراجات میں صرف فرماتے، محتاجوں کو دیتے اور باقی مال مجاہدین کی تیاری، خوراک، سواری، اور اسلحہ وغیرہ میں خرچ فرماتے تھے۔

سوم: اور تیسرا مصرف وَلِذِي الْقُرْبٰى فرمایا، اس سے حضور ﷺ کے قریبی رشتہ دار یعنی آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد، حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی اولاد، حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی اولاد، اور حضرت حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اولاد اور آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن شامل ہیں۔ یہ سب آل محمد ﷺ میں شامل ہیں۔

چہارم: اور چوتھا مصرف وَالْيَتٰمٰى فرمایا کہ مال فے کے مستحق یتیم ہیں یعنی وہ بچے جو ابھی تک نابالغ ہیں اور ان کے باپ فوت ہو جائیں۔

پنجم: پانچواں مصرف وَالْمَسٰكِيْنِ فرمایا کہ مال فے کے مستحق مساکین ہیں۔ مفسرین نے فقیر اور مسکین کو ایک ہی قرار دیا ہے کہ جس کے پاس اپنی ضروری حاجات پوری کرنے جتنا مال نہ ہو۔

ششم: چھٹا مصرف وَابْنِ السَّبِيْلِ فرمایا کہ اس مال کے مستحق مسافر بھی ہے سفر کے دوران کسی حادثہ کے پیش آجانے یا سفرخرچ چوری ہو جانے یا کسی بھی وجہ سے سفرخرچ ختم ہو جانے کے باعث مسافر تعاون کا مستحق ہوتا ہے، بعض حضرات نے فرمایا کہ اس مسافر سے مراد سفر حج میں جانے والا ہے، جس کا سفر کے دوران خرچ ختم ہو جائے بعض نے کہا کہ دین کی خاطر سفر کرنے والا مراد ہے، جیسے دینی طلبہ، ایسے مسافروں کی مال فے اور زکوۃ کے مال سے اعانت کی جا سکتی

ہے۔

كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ تا کہ یہ دولت صرف تمہارے دولت مندوں میں ہی نہ گھومتی رہے بلکہ ان محتاجوں کو بھی اس میں سے حصہ ملتا رہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقسیم پر راضی رہو:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا جو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع کر دیں اس سے رک جاؤ۔ اس کا ذکر مال کی تقسیم کے ساتھ ہے، اس لیے اس سے اول درجہ میں مراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کو دیں جتنا دیں وہ لے لو، اس پر کسی کو اعتراض کا حق نہیں ہے اور جو چیز نہ دیں یا جس کو نہ دیں اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور اللہ سے ڈرتے رہو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا کوئی اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرے، اور جو ایسے کرے گا تو اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ بیشک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔

مال فے کا ساتواں مصرف:

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ سے مال فے کے مصارف میں سے ساتواں مصرف بیان کیا جا رہا ہے کہ مال فے کا مال ان لوگوں کے لیے بھی ہے جو فقراء مہاجرین ہیں۔ پھر فقراء مہاجرین کی تعریف کرتے ہوئے ان کی نمایاں چھ صفات بیان کی گئی ہیں۔

اوّل: اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ ان کی پہلی صفت یہ بیان کی گئی کہ ان کو ان کے گھروں سے نکال دیا گیا، وہ لوگ اپنے گھروں میں آباد تھے مگر ایمان قبول کرنے کی وجہ سے مشرکین نے ان کے ساتھ ایسا ظالمانہ انداز اختیار کیا کہ ان کو گھر چھوڑنے پڑے۔

دوم: وَاَمْوَالِهِمْ ان کی دوسری صفت یہ بیان کی گئی کہ ان کے مالوں سے نکال دیا گیا، یعنی مالوں سے بے دخل کر دیا گیا، حالانکہ وہ مکانات اور بھیڑ بکریوں والے اموال کے مالک تھے انہوں نے اپنے ایمان کی حفاظت کی خاطر سب کچھ چھوڑ دیا اور ہجرت کر گئے۔

سوم: يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ انکی تیسری صفت یہ بیان کی گئی کہ وہ اللہ کے فضل کے متلاشی ہیں، سب مصائب انہوں نے اللہ کا فضل طلب کرتے ہوئے برداشت کیے فضل سے مراد رزق حلال بھی ہے جو خوش حال زندگی کا ذریعہ بنتا ہے، اللہ نے ان کو غنیمت کے مال اور دیگر ذرائع سے رزق حلال نصیب فرمایا، اور فضل سے مراد فضیلت حاصل کرنے کا ذریعہ بھی ہوسکتا ہے، کہ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان مصائب کے بدلے میں ان کو فضیلت عطا فرمائے۔

چہارم: وَرِضْوَانًا مہاجرین فقراء کی چوتھی صفت بیان فرمائی کہ وہ اللہ کی رضا اور خوشنودی چاہتے ہیں کہ اللہ ہم سے

راضی ہو جائے۔

پنجم: وَيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فقراء مہاجرین کی پانچویں صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کرتے ہیں، اللہ کی مدد کا مطلب ہے کہ وہ اللہ کے دین کی مدد کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کا مطلب ہے کہ وہ لوگ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے پروگرام دونوں کی مدد کرتے ہیں۔

ششم: اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ فقراء مہاجرین کی چھٹی صفت بیان فرمائی کہ یہی لوگ سچے ہیں جب اللہ نے یہاں فقراء مہاجرین کو سچے کہا اور پہلے پارہ کے آخری رکوع میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معیار ایمان قرار دیا اور فرمایا فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا [البقرہ: ۱۳۷] ''پس اگر یہ لوگ اسی طرح کا ایمان لائیں گے جس طرح کا ایمان (اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) تم لائے ہو تو تب یہ لوگ ہدایت یافتہ ہوں گے'' ان جیسے قطعی دلائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے فقہاء کرام ومحدثین عظام رحمہم اللہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم ثقہ اور عادل ہیں۔ ان پر طعن کا کسی کو حق نہیں، بلکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مَنْ سَبَّهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ''جو میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن کرے گا اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی جانب سے لعنت ہوگی''۔

مال فے کا آٹھواں مصرف انصار مدینہ کے فقراء ومساکین:

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ میں اَلَّذِيْنَ کا عطف اَلْمُهٰجِرِيْنَ پر ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ مال فے میں انصار مدینہ کے فقراء کا بھی حق ہے تو یہاں سے مال فے کا آٹھواں مصرف بیان کیا جا رہا ہے۔ یہاں انصار مدینہ کی تعریف فرمائی جا رہی ہے۔

پہلی صفت:

انصار مدینہ رضی اللہ عنہم کی پہلی صفت یہ بیان کی گئی کہ وہ مہاجرین اور اسلام کے ایسے معاون بنے کہ اس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔

تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ کی مختلف تفسیریں کی گئی ہیں،

۱...... کہ انصار مدینہ رضی اللہ عنہم نے مدینہ کو دار الھجرۃ اور دار الایمان بنایا۔

۲...... یہ کہ انصار رضی اللہ عنہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے ایمان کے ساتھ مدینہ کو اپنا ٹھکانہ بنایا۔

۳...... وہ لوگ جنہوں نے دار ہجرت کو ٹھکانہ بنایا اور اپنے ایمان کو خالص کیا۔

۴...... وہ لوگ کہ جنہوں نے دار ہجرت اور ایمان کو لازم پکڑا اور کسی قسم کے لالچ اور خوف کو خاطر میں نہ لائے۔

۵...... مدینہ کے وہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہوں نے حضرات مہاجرین رضی اللہ عنہم اور اسلام کو مدینہ میں ٹھکانہ دیا۔

دوسری صفت:

یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ وہ محبت کرتے ہیں ان لوگوں سے جو ہجرت کر کے آئے ان کے پاس۔ انصار مدینہ نے حضرات مہاجرین رضی اللہ عنہم کے ساتھ جس قدر محبت کا مظاہرہ کیا اور اس پر عمل کر کے دکھایا یہ ان کا ہی حصہ تھا۔ اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

تیسری صفت:

انصار مدینہ رضی اللہ عنہم کی تیسری صفت بیان فرمائی وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا اور مہاجرین کو جو کچھ دیا ہے اس کے بارے میں انصار اپنے دلوں میں کوئی تنگی اور کوئی خواہش اور کوئی حسد نہیں پاتے۔

چوتی صفت:

انصار مدینہ رضی اللہ عنہم کی چوتھی صفت بیان کی گئی کہ وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ کَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ اور وہ اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ تنگی کی حالت میں ہوں، انسانی مزاج میں ہے کہ وہ عام حالات میں بھی اور مشکل حالات میں تو خاص طور پر اپنے آپ کو ہی مقدم رکھتا ہے مگر انصار مدینہ نے اپنی پروا کیے بغیر دوسروں کی حاجات کا خیال رکھا۔

پانچویں صفت:

انصار مدینہ رضی اللہ عنہم کی پانچویں صفت بیان فرمائی کہ وہ اپنے نفس کے بخل سے بچائے گئے ہیں وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ۔ شُحَّ کہتے ہیں کہ حرص مع البخل ایسا لالچ جس کے ساتھ بخل بھی ملا ہوا ہو، خالی صرف لالچ اور ایسے ہی صرف بخل بہت سی قباحتوں کا باعث بن جاتے ہیں تو اگر دونوں کا مجموعہ کسی میں پایا جائے تو اس کا کیا حال ہوگا، ؟ اللہ تعالیٰ نے اصول بیان فرمایا کہ جو بھی نفس کے شُحَّ سے بچایا گیا وہ کامیاب ہوگا اور یہ وصف حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں پایا جا رہا ہے جن کا ذکر ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مہاجرین اور انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفات بیان کرنے کے بعد ان صفات کا نتیجہ یہ فرمایا فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ پس یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا

اور ان لوگوں کے لیے ہے جو آئے ان کے بعد وہ کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار تو معاف کر دے ہمیں اور ہمارے ان

الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

بھائیوں کو جو ہم سے پہلے لا چکے ہیں ایمان، اور نہ کر تو ہمارے دلوں میں کھوٹ، ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے ہیں،

رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ⑩ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا

اے ہمارے پروردگار بیشک تو ہی نرمی کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔ کیا آپ ﷺ نے دیکھا نہیں، ان لوگوں کی جانب جو

يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ

منافق ہیں، وہ کہتے ہیں، اپنے اُن بھائیوں سے جنھوں نے کفر کیا، اہل کتاب میں سے البتہ اگر تم نکالے گئے تو البتہ ضرور بہ

لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ

ضرور ہم نکلیں گے تمہارے ساتھ، اور نہیں بات مانیں گے ہم تمہارے بارے میں کسی کی کبھی بھی اور اگر تم سے لڑائی کی گئی تو،

لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ⑪ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ

البتہ ضرور بہ ضرور ہم تمہاری مدد کریں گے، اور اللہ گواہی دیتا ہے بیشک وہ البتہ جھوٹ بولنے والے ہیں۔ البتہ اگر وہ نکالے

مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ

گئے تو نہیں نکلیں گے وہ ان کے ساتھ اور البتہ اگر ان سے لڑائی کی گئی تو وہ ان کی مدد نہیں کریں گے، اور البتہ اگر انہوں نے مدد

لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ⑫ لَاَانْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ

کی ان کی تو البتہ وہ ضرور بہ ضرور بھاگ جائیں گے پھر وہ مدد نہیں کیے جائیں گے۔ البتہ تم زیادہ سخت ہو، خوف ڈالنے والے،

صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ⑬ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ

ان کے دلوں میں، اللہ تعالیٰ کی بہ نسبت، یہ اس وجہ سے کہ بیشک وہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھ نہیں رکھتے۔ وہ نہیں لڑ سکتے تمہارے

جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ۭ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ

ساتھ سارے جمع ہو کر مگر ایسی بستیوں میں جو قلعوں کی صورت میں بنائی گئی ہیں یا دیواروں کے پیچھے سے، ان کی لڑائی آپس

شَدِيْدٌ ۭ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ

میں بہت سخت ہے، آپ ﷺ ان کو خیال کرتے ہیں اکٹھے، حالانکہ ان کے دل متفرق ہیں یہ اس وجہ سے ہے کہ بیشک وہ

لَّا يَعْقِلُوْنَ ⑭ كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا

ایسے لوگ ہیں جو عقل نہیں رکھتے۔ ان یہودی بنو نضیر کی مثال ایسے ہے جیسے مثال ان لوگوں کی جو ان سے پہلے تھے قریب زمانہ

وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ⑮ كَمَثَلِ

میں انہوں نے چکھ لیا وبال اپنی کرتوتوں کا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ ان منافقوں کی مثال ایسے ہے جیسے مثال

الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ

شیطان کی جب وہ کہتا ہے کہ انسان سے کہ کافر ہو جا پس جب وہ کافر ہو جاتا ہے، تو شیطان کہتا ہے بیشک میں تجھ سے لاتعلق

اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي

ہوں، بیشک میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔ پس ہے ان دونوں کا انجام کہ بیشک وہ دونوں دوزخ

النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۷﴾

میں ہوں گے وہ دونوں اس دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ (دوزخ میں ہمیشہ رہنا) بدلہ ہے ظالموں کا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لِاِخْوَانِنَا: ہمارے بھائیوں کو، غِلًّا: کینہ رکھنا، کھوٹ، اُخْرِجْتُمْ: تم نکالے گئے، لَنَخْرُجَنَّ: یقیناً ہم ضرور نکلیں گے، لَانُطِيْعُ: ہم نہیں بات مانیں گے، قُوْتِلْتُمْ: تم سے لڑائی کی گئی، لَنَنْصُرَنَّكُمْ: یقیناً ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے، قُوْتِلُوْا: ان سے لڑائی ہوئی، نَصَرُوْهُمْ: ان کی مدد کی، لَيُوَلُّنَّ: تو ضرور بھاگیں گے، رَهْبَةً: خوف ڈالنے والے، مُحَصَّنَةٍ: قلعے، جُدُرٍ: دیوار، بَأْسُهُمْ: ان کی لڑائی، اُكْفُرْ: تو کافر ہوجا، عَاقِبَتَهُمَآ: ان دونوں کا آخری انجام، خَالِدَيْنِ: ہمیشہ رہنے والے۔

ربط:

سابقہ آیات سے جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ مال فے کے مصارف کا بیان ہو رہا ہے۔ ان آیات میں بھی اسی کا تسلسل ہے۔ اور اس کے بعد شیطان لوگوں کو کیسے گناہ و کفر پر آمادہ کرتا ہے اور پھر لاتعلق ہو جاتا ہے اس کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: مال فے کا نواں مصرف:

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ میں اَلَّذِيْنَ کا عطف پہلے مذکور اَلَّذِيْنَ تَبَوَّءُو الدَّارَ پر ہے اور اس کا عطف اَلْمُهٰجِرِيْنَ پر ہے تو اس لحاظ سے معنی یہ ہوگا کہ جو مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کے بعد آنے والوں میں فقراء ہیں فے کے مال میں ان کا بھی حق ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ کی مفسرین کرام رحمہم اللہ نے دو تفاسیر کی ہیں۔

اوّل: اَلْمُهٰجِرِيْنَ اور اَلَّذِيْنَ تَبَوَّءُوْ میں ان مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کا ذکر ہے جو پہلے پہل مہاجر اور انصار بنے اور اَلَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ سے مراد وہ مہاجرین اور انصار ہیں جو ان کے بعد مہاجر اور انصار بنے اس تفسیر کے مطابق یہ حضرات بھی مہاجرین اور انصار ہی میں سے ہیں۔

دوم: جمہور مفسرین نے فرمایا ہے کہ اَلَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ سے مراد وہ مومن ہیں جو مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کے بعد آئے اور یہاں سے مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کے علاوہ تیسرے گروہ کا ذکر کیا جا رہا ہے، یعنی جو مہاجرین اور انصار

کے بعد قیامت تک آنے والے مومن فقراء ہیں وہ بھی فے کے مال کے حق دار ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں جو فتوحات حاصل کیں ان کی زمینیں بیت المال میں شامل فرمائیں صرف مجاہدین میں تقسیم نہیں فرمائیں تاکہ بعد میں آنے والے فقراء مومنین بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

بعد میں آنے والے مؤمنین جو مال فے کے حقدار ہوں گے ان کی صفات:

①...... یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وہ کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمیں معاف کردے

②...... وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وہ کہتے ہیں کہ اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی معاف کردے جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں۔ اس میں اسلام کے ابتدائی دور سے لے کر اب تک آنے والے تمام اہل ایمان شامل ہوگئے۔

③...... وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور نہ ڈال تو ہمارے دلوں میں بغض، کینہ، حسد اور کھوٹ ان لوگوں کے بارے میں جو ایمان لائے۔ اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، حضرات تابعین، تبع تابعین اور تمام نیک لوگ اور اولیاء اللہ، محدثین کرام، فقہاء عظام رحمہم اللہ شامل ہوگئے۔

④...... رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ اے ہمارے پروردگار تو ہی نرمی کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ جو شخص بھی تیرے ہاں نرمی اور رحم کے لائق ہو تو اس پر بڑی شفقت اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

منافقین کا بنونضیر کے واقعہ میں گھناؤنا کردار:

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ نَافَقُوْا کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دیکھا ان لوگوں کی جانب جو منافق ہیں نَافَقُوْا سے مراد عبداللہ بن ابی اور اُس کے ساتھی ہیں یَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وہ اپنے کافر بھائیوں سے کہتے ہیں کہ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ سے مراد بنونضیر قبیلہ کے یہودی ہیں، یہودیوں کو منافقین کا بھائی اس لیے کہا گیا کہ اندر سے وہ ایک ہی تھے۔ دونوں کے دلوں میں کفر اور مسلمانوں کے خلاف بغض بھرا ہوا تھا منافقین نے بنونضیر کو تسلی دیتے ہوئے اور اپنی جانب سے مدد کی یقین دہانی کراتے ہوئے کہا کہ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ اگر تمہیں مدینے سے نکالا گیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ مدینہ سے نکل جائیں گے وَلَا نُطِیْعُ فِیْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا اور تمہارے بارے میں کسی کی کبھی بھی بات نہیں مانیں گے وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ اور اگر تم سے لڑائی کی گئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے، اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا کہ وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں۔

لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا یَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ اگر بنونضیر کو مدینہ سے نکال کر جلاوطن کردیا گیا تو منافقین اپنے گھر بار چھوڑ کر نہیں جائیں گے وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا یَنْصُرُوْنَهُمْ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ اور اگر مسلمانوں کی ان سے لڑائی ہوئی تو یہ منافقین بنونضیر کی مدد نہیں کرسکیں گے اور اگر انہوں نے مدد کی کوشش کی تو ٹھہر نہیں سکیں گے بلکہ لَیُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے ثُمَّ لَا یُنْصَرُوْنَ جب وہ مدد نہیں کیے جائیں گے تو اس سے واضح ہوگیا کہ کوئی بھی ان کی مدد نہیں

کرے گا، جو اللہ نے فرمایا وہی حق اور سچ ثابت ہوا کہ جب بنونضیر کو مدینہ سے نکالا جارہا تھا اس وقت کوئی منافق ان کی مدد کے لیے نہ آیا، بلکہ منافقین اس وقت اپنے گھروں میں چھپے رہے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ تمہارا خوف ان منافقین کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے بھی زیادہ ہے، یہ اللہ تعالیٰ سے اتنا نہیں ڈرتے جتنا تم سے ڈرتے ہیں، اگر یہ اللہ سے ڈرتے تو منافقت نہ کرتے بلکہ سچے مومن ہوتے۔ اور تم سے ڈر کر انہوں نے اپنے آپ کو مسلمانوں کی صف میں شامل کر رکھا ہے ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ اور یہی ان کی بے سمجھی کی دلیل ہے۔

کافر کبھی سامنے آکر نہیں لڑے گا:

لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا سے اللہ تعالیٰ نے مخالفین اسلام خواہ وہ منافق ہوں یا کھلے کافر ان کی کمزوری کو ظاہر فرمایا ہے کہ اے مسلمانو، یہ سارے اکٹھے ہو کر بھی تمہارے ساتھ نہیں لڑ سکتے اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ مگر ایسی بستیوں میں تمہارا مقابلہ کرتے ہیں جو بستیاں قلعوں کی طرح محفوظ بنائی گئی ہیں اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ یا دیواروں کے پیچھے سے چھپ کر لڑتے ہیں۔ سامنے آکر لڑنا ان کے بس کی بات نہیں۔ آج بھی مخالفین اسلام لڑاکا طیاروں اور میزائلوں کے ساتھ لڑتے ہیں مسلمانوں کے ساتھ آمنے سامنے لڑنے کی ہمت ان میں نہیں ہے۔ اس لیے انہوں نے یہ مہلک ہتھیار تیار کیے ہیں۔

بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ منافقین اور یہود کے درمیان لڑائیاں بڑی سخت ہیں تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بارے میں خیال کرتے ہیں کہ یہ اکٹھے ہیں حالانکہ ان کے دل آپس میں مختلف ہیں یہی حال آج کے دور میں امریکہ، روس، چین، فرانس اور برطانیہ وغیرہ کا ہے کہ وہ مسلمانوں کے خلاف سب جمع ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ ان کی آپس کی لڑائیاں اتنی سخت ہیں کہ ایک دوسرے کے وجود کو بھی تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ اس وجہ سے کہ بیشک یہ بے عقل لوگ ہیں، اللہ تعالیٰ نے تو ایسے لوگوں کو بے عقل فرمایا ہے مگر غافل مسلمان ایسے لوگوں کو بڑے عقل مند ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، دنیاوی لحاظ سے عجیب قسم کی اشیاء ایجاد کرنا عقل مندی نہیں بلکہ یہ فن کاری ہے، چھوٹے چھوٹے پرندے بھی اپنے گھونسلے بنانے میں اپنی ایسی فن کاری کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ انسان دنگ رہ جاتا ہے اگر ان عجیب اشیاء کی ایجاد عقل مندی قرار بھی دی جائے تو ان پر عقل مندی کا اطلاق ثانوی درجے میں ہوگا اس لیے کہ اصل عقل مندی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کو مانا جائے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل اتباع کی جائے۔

یہود اور منافقین کی حالت زار کا مثالوں کے ذریعے بیان:

اللہ نے یہاں دو مثالیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک یہود بنی نظیر کی اور دوسری منافقین کی پہلی مثال میں فرمایا کہ كَمَثَلِ

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا یہود بنونضیر کی مثال ان لوگوں جیسی ہے جو قریب زمانہ میں ان سے پہلے تھے ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ جنہوں نے اپنی کرتوتوں کی سزا چکھی۔

مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا کی دو تفسیریں کی گئی ہیں

[۱] ...... ایک تفسیر یہ ہے کہ ان سے مراد بنو قینقاع قبیلہ کے یہودی ہیں، جنہوں نے معاہدہ سے غداری کی تو ان کو جلاوطن کر دیا گیا۔ اسی طرح بنونضیر نے عہد شکنی کی تو ان کو بھی جلاوطن کر دیا گیا۔

[۲] ...... دوسری تفسیر یہ کی گئی ہے کہ ان سے مراد وہ مشرکین ہیں جو بڑی تیاری اور ناز و نخرہ کے ساتھ کھیل کود اور شراب کے مٹکے اور گانے والی عورتوں کو لے کر بدر میں شریک ہوئے تھے مگر ان کا انجام قیامت تک کے لیے عبرت کا باعث بن گیا۔ اسی طرح بنونضیر اپنے باغات تجارت اور قبائل سے روابط کی وجہ سے اور منافقین کے اکسانے کی وجہ سے اترانے لگے اور مسلمانوں کے خلاف لڑائی پر آمادہ ہو گئے مگر ان کا انجام ذلت و رسوائی اور جلاوطنی کی صورت میں بعد والوں کے لیے عبرت کا باعث بن گیا۔

دوسری مثال میں منافقین کے کردار کو شیطان کے کردار جیسا قرار دیا کہ منافقین نے بنونضیر کو خوب اکسایا اور لڑائی پر آمادہ کیا مگر جب لڑائی کی نوبت آئی تو ان کو چھوڑ کر گھروں میں چھپ کر بیٹھ گئے جیسے شیطان کسی آدمی کے پیچھے پڑ جاتا ہے اور طرح طرح کے انداز اختیار کر کے اس کو کفر پر آمادہ کرتا ہے جب انسان کفر اختیار کر لیتا ہے تو یہ کہہ کر علیحدہ ہو جاتا ہے کہ میں تیری کارروائی سے لاتعلق ہوں میں تو رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔ فرمایا كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ ان منافقوں کی مثال ایسے ہے جیسے مثال شیطان کی اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ جب وہ کہتا ہے کہ انسان سے کہ کافر ہو جا فَلَمَّا كَفَرَ پس جب وہ کافر ہو جاتا ہے قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ تو شیطان کہتا ہے بیشک میں تجھ سے لاتعلق ہوں اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ بیشک میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔

اس آیت کے آخری الفاظ پر غور فرمائیں کہ بعض لوگ اپنی بداعمالیوں اور گناہوں میں غرق رہتے ہیں اور زبان سے کہتے رہتے ہیں کہ جی ہم اللہ سے بڑا ڈرتے ہیں۔ حالانکہ یہ صریح جھوٹ ہوتا ہے۔ اس لیے کہ صرف زبان سے اللہ سے ڈرنے کا دعویٰ کرنے کا ذکر تو ابلیس کا بھی قرآن میں دو جگہ مذکور ہے۔

خالی خولی خدا خوفی کا دعویٰ کرنے والوں کا انجام:

اللہ تعالیٰ نے جہنم کو اصل میں کافروں اور مشرکوں کے لیے پیدا کیا ہے گناہ گار مسلمان بھی اپنی اپنی سزا بھگتنے کے بعد جہنم سے نکال لیے جائیں گے یہاں اللہ تعالیٰ نے ابلیس اور اس کے اکسانے پر کفر اختیار کرنے والوں کے بارے میں فرمایا کہ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا کہ ان کا انجام یہ ہوگا کہ بیشک وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے کبھی ان کو وہاں سے نکالا نہیں جائے گا۔

وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ اور جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہنا ظالموں کی سزا ہے۔ اور اصل ظالم کافر ہی ہیں اسی لیے ان کے بارے میں فرمایا گیا وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ [البقرہ: ۲۵۴] اور کافر ہی ظالم ہیں۔ بہر حال تھوڑے عرصے کے لیے بھی جہنم میں رہنا ایک بڑا سخت جان لیوا عذاب ہوگا۔ اس لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مکمل اطاعت اور فرمانبرداری کرنا ہی ایک مسلمان کا اہم فریضہ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا

اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے اور چاہیے کہ دیکھے ہر آدمی اس چیز کو جو اس نے آگے بھیجی کل کے لیے اور ڈرتے رہو

اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿18﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ

اللہ سے بیشک اللہ تعالیٰ خبر رکھنے والا ہے، ان کاموں کی جو تم کرتے ہو۔ اور نہ ہو جاؤ تم ان لوگوں کی طرح کہ بھلا دیا انہوں نے

فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿19﴾ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ

اللہ کو تو بھلا دیا اس نے ان کو اپنا آپ یہی لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔ نہیں برابر ہو سکتے دوزخ والے اور جنت والے۔

الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ﴿20﴾ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰي جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ

جنت والے وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔ اگر ہم اتارتے اس قرآن کو کسی پہاڑ پر البتہ آپ ﷺ دیکھتے اس کو جھکنے والا،

خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ

ٹکڑے ٹکڑے ہونے والا، اللہ کے خوف سے اور یہ جو مثالیں ہیں ہم ان کو بیان کرتے ہیں، لوگوں کے لیے تاکہ وہ غور و فکر

يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿21﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ

کریں۔ وہی اللہ ہے وہ ذات ہے کہ نہیں کوئی معبود اس کے سوا جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر کو اور وہ نہایت مہربان رحم کرنے

الرَّحِيْمُ ﴿22﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ

والا ہے۔ وہی اللہ ہے وہ ذات ہے کہ نہیں کوئی معبود سوائے اس کے وہ بادشاہ ہے وہ پاک ذات ہے وہ سلامتی والا ہے، وہ امن

الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿23﴾ هُوَ اللّٰهُ

دینے والا ہے، وہ محافظ ہے وہ غالب ہے وہ برائیوں کی اصلاح کرنے والا ہے، وہ بڑائی والا ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک اور منزہ ہے ان

الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۭ

چیزوں سے جن کو وہ لوگ شریک بناتے ہیں۔ وہ اللہ ہے جو پیدا کرنے والا ہے بنانے والا ہے، تصویر بنانے والا ہے، اس کے لیے نام

يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾ ع ۳

ہیں بہت ہی اچھے تسبیح بیان کرتی ہیں اس کی وہ چیزیں جو آسمانوں میں اور زمین میں ہیں، اور وہی بڑی قوت والا حکمت والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

وَلْتَنْظُرْ: اور چاہیے کہ دیکھ لے، لِغَدٍ: کل کے لیے، لَرَاَيْتَهٗ: تو دیکھتا اسے، خَاشِعًا: جھکنے والا، مُتَصَدِّعًا: ٹکڑے ٹکڑے ہونے والا، اَلْقُدُّوْسُ: سب عیبوں سے پاک، اَلْمُهَيْمِنُ: نگہبانی کرنے والا محافظ، اَلْبَارِئُ: ٹھیک ٹھیک بنانے والا، اَلْمُصَوِّرُ: صورت بنانے والا۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے ابلیس اور اس کی اتباع کرنے والوں کے انجام کا ذکر فرمایا اور یہ بھی بیان فرمایا گیا کہ ابلیس خود بھی کافر ہے اور وہ انسانوں کو بھی کافر بنانے کی جدوجہد میں لگا رہتا ہے۔ اور زبان سے اللہ سے ڈرنے کا دعویٰ کرتا ہے مگر حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ اب ان آیات میں اہل ایمان کو تلقین کی جا رہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ہوئے آخرت کی فکر اور تیاری کریں۔

تفسیری نکات: اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کا حکم:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ اور چاہیے کہ دیکھے ہر آدمی اس چیز کو جو اس نے آگے بھیجی کل کے لیے وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور اللہ سے ڈرتے رہو، اس آیت میں دو دفعہ اتَّقُوا اللّٰهَ فرمایا گیا کہ مفسرین کرام نے اس کی کئی وجوہات بیان فرمائی ہیں ایک وجہ یہ بیان کی کہ پہلے اتَّقُوا اللّٰهَ سے مقصد یہ ہے کہ اللہ سے ڈر کر اس کے احکام کی پابندی کرو، اور دوسری دفعہ اتَّقُوا اللّٰهَ فرمانے سے مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اس کی نافرمانی والے اعمال سے بچو۔ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بے شک اللہ ان کاموں سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ اور تم نہ ہو جاؤ ان لوگوں کی طرح جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلایا فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ تو اللہ نے ان کی ایسی حالت کر دی کہ وہ اپنے آپ کو بھی بھول گئے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ یہی لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔ لَا يَسْتَوِيٓ کبھی نہیں برابر ہو سکتے اَصْحٰبُ النَّارِ دوزخ میں جانے والے وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اور جنت میں جانے والے، جنت میں جانے والے ہی کامیابی حاصل کرنے والے ہیں کہ ان کو دنیا میں کیے گئے اعمال کا اچھا بدلہ ملے گا اور وہ ہمیشہ آرام و سکون سے جنت میں رہیں گے۔

قرآن کی عظمت کا بیان:

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ اگر اس قرآن کریم کو ہم کسی

پہاڑ پر اتارتے تو یقیناً وہ اس کی عظمت کو برداشت نہ کر سکتا ہوا اس کے خوف سے لرز کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی حالت یہ بیان فرمائی کہ قرآن کریم کی تلاوت سن کر تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ [الزمر: ۲۳] ''جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں ان کے تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں''۔ مگر جن لوگوں کو قرآن کریم کی عظمت کا خیال نہیں خواہ وہ کافر ہوں یا منافق ان کے دل تو ایسے سخت ہو گئے جیسے وہ پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہوں قساوت قلبی انسان کو تباہ کرنے والے اخلاق میں سے ہے۔ قرآن میں بیان ہونے والی باتیں وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ اور یہ جو مثالیں ہیں نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ان کو ہم لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ تاکہ وہ غور و فکر کریں۔

اللہ تعالیٰ کے بعض صفاتی اسماء مبارکہ کا تذکرہ:

هُوَ اللهُ الَّذِيْ جس ذات نے ساری کائنات کو پیدا کیا وہ اللہ تعالیٰ ہے اللہ اس ذات کا نام ہے جو واجب الوجود ہے، یعنی اپنے وجود میں کسی کا محتاج نہیں ہے تمام تعریفات کے لائق صفات اس میں پائی جاتی ہیں اور عیب والی ہر صفت سے پاک اور منزہ ہے اور وہی عبادت کے لائق ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی عبادت کے لائق ہے اس لیے کہ معبود کی جو صفات ہو سکتی ہیں وہ صرف اسی میں پائی جاتی ہیں کسی اور میں نہیں پائی جاتی معبود وہ ہو سکتا ہے جو کسی معاملہ میں کسی کا محتاج نہ ہو بلکہ سب اس کے محتاج ہوں۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وہ غیب اور حاضر سب کو جاننے والا ہے، اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے اس لیے مفسرین کریم نے فرمایا کہ عالم الغیب سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کو بھی جانتا ہے، جو مخلوق سے پوشیدہ ہیں یعنی عالم ارواح، عالم برزخ، اور عالم حشر۔ اور جنت دوزخ میں جو ہو رہا ہے یا ہو گا جو مخلوق سے پوشیدہ ہے اللہ تعالیٰ اس کو بھی جانتا ہے اور وَالشَّهَادَةِ سے مراد یہ ہے کہ جو مخلوق کے سامنے حاضر ہے۔ یعنی اس دنیا میں پائی جانے والی ہر چیز کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اور الْغَيْبِ سے مراد دماغ میں سوچ اور دل میں پائے جانے والے خیالات جو مخلوق سے پوشیدہ ہیں اور وَالشَّهَادَةِ سے مراد مخلوق کے ظاہری افعال اور اقوال ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جانتا ہے۔

هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ وہ بہت مہربان رحم کرنے والی ذات ہے۔ دنیا و آخرت کی تمام نعمتیں اس کی ان صفات کا نتیجہ ہیں۔ دنیا کی نعمتیں اپنی ساری مخلوق کو اور آخرت کی نعمتیں اپنے فرماں بردار ایمان والوں کو عطا کرنے والا ہے۔

اَلْمَلِكُ وہ بادشاہ ہے اور بادشاہی اس کی صفت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر ساری دنیا میری نافرمان ہو جائے ایک بھی میری بات ماننے والا نہ ہو تو تب بھی میری بادشاہی میں کوئی فرق نہیں آتا، اور اگر ساری مخلوق فرماں بردار ہو جائے ایک بھی نافرمان نہ رہے تب بھی میری بادشاہی میں ایک ذرہ بھی اضافہ نہیں ہوتا، مخلوق مانے یا نہ مانے وہ، اَلْمَلِكُ ہے یعنی ایسی عظیم الشان بادشاہت والا ہے یہ اس کی صفت ہے۔

اَلْقُدُّوْسُ وہ ذات جو ہر قسم کے عیب اور نقص سے پاک ہے اَلسَّلٰمُ وہ سلامتی والا ہے خود بھی قائم ودائم ہے اور دوسروں کو بھی قائم ودائم رکھنے والا ہے۔ خود بھی نقائص اور عیوب سے محفوظ ہے اور دوسروں کو بھی سلامتی عطا کرنے والا ہے اَلْمُؤْمِنُ وہ امن دینے والا ہے وہی چیز امن پا سکتی ہے جس کو اللہ امن دے اور مومن کا معنی تصدیق کرنے والا بھی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر ایمان والے کے ایمان کی تصدیق کرتا ہے اَلْمُهَيْمِنُ کا معنی محافظ اور نگہبان ۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا محافظ ہے اَلْعَزِيْزُ وہ غالب ہے کوئی اس کے سامنے دم نہیں مار سکتا۔ وہ قوت والا ہے اس کی قوت کے سامنے کسی کی قوت کام نہیں دے سکتی۔ وہ کمال قدرتوں والا ہے جس نے مخلوق کو پیدا کر کے اپنی قدرت کے کمالات کو ظاہر فرمایا ہے اَلْجَبَّارُ اللہ تعالیٰ تلافی کرنے والا ہے، یعنی لوگوں کی توبہ قبول کرنے والا ہے۔ جبر کا معنی غلبہ پانا۔ اللہ ہی کا غلبہ اور تسلط ہے ہر چیز پر۔ کوئی چیز اس کے تسلط سے باہر نہیں ہے اَلْمُتَكَبِّرُ وہ بڑائی والا ہے، جتنی بڑائی اس کی ہے اتنی بڑائی کسی اور کی نہیں ہو سکتی۔ اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الکبریاء ردائی "بڑائی میری چادر ہے" یہ بڑائی اسی کی شان کے لائق ہے سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ مشرکین نے جو اس کے جھوٹے شریک بنا رکھے ہیں اللہ ان تمام شریکوں اور جھوٹے معبودوں سے پاک ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ وہ اللہ تعالیٰ خالق ہے یعنی مخلوق کو پیدا کرنے والا ہے اَلْبَارِئُ وہ بنانے والا ہے۔ مفسرین کرام نے لکھا ہے خالق کا معنی ہے مادہ پیدا کرنے والا۔ اور باری کا معنی ہے مادہ سے مختلف اجناس اور مختلف اشکال کو مخلوقات بنانے والا اَلْمُصَوِّرُ وہ صورتیں بنانے والا ہے۔ اسی نے ہر مخلوق کی صورت بنائی اور ماں کے رحم میں بچے کی صورت وہی بناتا ہے لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى اسی کے اچھے اچھے نام ہیں۔ اس کے ہر نام میں جو صفت بیان کی گئی ہے ہر صفت میں اس کی کمال قدرت کا اظہار ہے يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز اسی کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ کائنات کی ہر چیز خواہ وہ جان دار ہو یا غیر جان دار، ہر چیز اپنے حال کے مناسب اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اور وہی غالب حکمت والا ہے۔

سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَة مَدَنِيَّة

یہ مدنی سورۃ ہے۔ اس سورۃ کی آیات کی تعداد تیرہ (۱۳) ہے اور رکوع کی تعداد دو (۲) ہے۔ ترتیب قرآنی کے لحاظ سے اس کا ساٹھواں (۶۰) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے لحاظ سے اس کا اکیانوے (۹۱) نمبر ہے۔ یعنی اس سے قبل نوے (۹۰) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ ممتحنہ کا مصدر امتحان ہے۔ چونکہ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں سے امتحان لینے کا حکم فرمایا جو مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئیں۔ اور یہ ذکر اس سورۃ کی آیت نمبر دس (۱۰) میں بیان ہو رہا

ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الاتقان فی علوم القرآن'' میں اس سورۃ کا نام ''سورۃ الامتحان'' اور ''سورۃ المراءۃ'' بھی تحریر فرمائے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو نہ بناؤ میرے دشمن کو اور اپنے دشمن کو دوست، بھیجتے ہو تم ان کی طرف دوستی کا پیغام حالانکہ انہوں

كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ

نے کفر کیا ہے اس چیز کا جو آئی ہے تمہارے پاس، حق سے، انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالا ہے اور تمہیں بھی اس وجہ سے

اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ۗ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۖ

کہ تم ایمان لائے ہو اللہ پر جو رب ہے تمہارا، اگر تم نکلے ہو، جہاد کرنے کے لیے میرے راستے میں، اور میری رضا تلاش

تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ۗ

کرنے کے لیے، پوشیدہ طور پر تم بھیجتے ہو ان کی طرف دوستی کا پیغام حالانکہ میں جانتا ہوں اس چیز کو جس کو تم چھپاتے ہو،

وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿١﴾ اِنْ

اور اس چیز کو جس کو تم ظاہر کرتے ہو اور جو شخص ایسا کام کرے گا تم میں سے، پس تحقیق وہ بہک گیا سیدھے راستے سے۔ اگر وہ

يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا

قابو پالیں تم پر ہوں گے وہ تمہارے دشمن اور پھیلائیں تمہاری طرف اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں برائی کے ساتھ اور وہ چاہتے

لَوْ تَكْفُرُوْنَ ﴿٢﴾ لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۗ

ہیں کہ تم کافر ہو جاؤ۔ ہرگز نہیں نفع دیں گے تمہارے رشتے دار اور نہ تمہاری اولاد قیامت کے دن فیصلہ کرے گا اللہ تمہارے

معانقة ١٦ السماع الوقف على التقدمة ١٢

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٣﴾ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ

درمیان اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھتا ہے۔ تحقیق ہے تمہارے لیے اچھا نمونہ ابراہیم علیہ السلام میں اور ان میں جو ان کے

اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫

ساتھ تھے جب کہا انہوں نے اپنی قوم سے بیشک ہم بے زار ہیں تم سے اور ان سے جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا

كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا

ہم منکر ہیں تمہارے اور ظاہر ہوگئی ہمارے اور تمہارے درمیان عداوت اور دشمنی ہمیشہ کے لیے یہاں تک کہ تم ایمان لاؤ

بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ

اللہ پر جو اکیلا ہے، سوائے ابراہیم علیہ السلام کی ایک بات کے جو انہوں نے اپنے باپ کے لیے کہی تھی، میں ضرور بخشش طلب کروں گا

لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا

آپ کے لیے اور میں نہیں ہوں مالک آپ کے لیے اللہ کے سامنے کسی شے کا، اے ہمارے رب ہم آپ پر بھروسا کرتے

وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝۴

ہیں اور آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور آپ کی طرف ہی لوٹنا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

عَدُوِّيْ: میرا دشمن، تُلْقُوْنَ: تم ان سے ملتے ہو، يُخْرِجُوْنَ: نکالتے ہیں، خَرَجْتُمْ: تم نکلے ہو، مَرْضَاتِيْ: میری رضا، اَخْفَيْتُمْ: تم نے چھپا کر کیا، اَعْلَنْتُمْ: تم نے علانیہ کیا، يَفْعَلْهُ: جو ایسا کرے گا، اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ: اگر انہیں تم پر دسترس ہو، لَنْ تَنْفَعَكُمْ: ہرگز تمہیں نفع نہ دیں گے، بُرَءٰٓؤُا: بیزار، لَاَسْتَغْفِرَنَّ: البتہ میں ضرور استغفار کروں گا، اَنَبْنَا: ہم رجوع کرتے ہیں۔

ربط:

سورۃ حشر میں یہود اور منافقین کا ذکر فرمایا گیا تھا کہ تم ان کے ساتھ لڑائی کرو۔ اب اس سورۃ میں فرمایا جارہا ہے کہ ایمان والے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے دشمن ہیں ان کو دوست نہ بنائیں۔

ان آیات کا شانِ نزول:

جب کفار مکہ کی طرف سے معائدہ حدیبیہ کی خلاف ورزیاں ہوئیں اور صلح حدیبیہ کا معاہدہ ختم ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ پر لشکرکشی کا ارادہ فرمایا۔ اس سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صلح مشورے بھی جاری تھے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ جو بدری صحابی ہیں انہوں نے ایک خط کفار مکہ کے نام لکھا اور ایک عورت کے حوالے کیا کہ یہ خط روساء مکہ تک پہنچادو۔ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کا مقصد اس فعل سے یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ پر غلبہ اور فتح تو دے ہی دینی ہے مگر میرے اس طرح مطلع کرنے سے مکہ والے میرے احسان کو مانیں گے اور میرے عزیز و اقارب کو تنگ نہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عورت اور اس کے خط لے جانے سے بذریعہ وحی مطلع فرمادیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ، ابومرثد غنوی رضی اللہ عنہ اور مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ

چاروں کو فرمایا کہ مکہ مکرمہ کے راستے پر جاؤ وہاں موضع خاخ کے مقام پر تمہیں ایک عورت ملے گی، اس کے پاس ایک خط ہے وہ لے آؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم چاروں گھوڑے دوڑاتے ہوئے گئے اور اس عورت کو گرفتار کرلیا اور اس سے وہ خط بھی حاصل کرلیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے حاطب یہ کیا بات ہے تم نے کافروں کو مخبری کی ہے؟ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے معاملہ میں جلدی نہ فرمایئے میری بات سن لیں پھر جو چاہے سزا دیں۔ ہوا یہ کہ میں اصل قریشی تو ہوں نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو دوسرے مہاجر ہیں وہ اصل قریشی ہیں ان کے عزیز ورشتہ دار وہاں موجود ہیں جن کی وجہ سے ان کے گھر بار محفوظ ہیں میں نے چاہا کہ میرا رشتہ ناتا تو ان مکہ والوں سے نہیں ہے تو کچھ احسان کر کے اپنا حق ان پر قائم کردوں تاکہ وہ اس وجہ سے میرے رشتہ داروں کو نہ ستائیں۔ میں نے یہ کام اس وجہ سے نہیں کیا کہ خدانخواستہ میں کافر ہوگیا یا اسلام سے پھر گیا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حاطب رضی اللہ عنہ نے سچ کہا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دَعْ لِیْ لِاَضْرِبَ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ "مجھے اجازت دیجئے میں اس منافق کی گردن اتار دوں"۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ جانتے ہو یہ کون ہیں؟ اِنَّهٗ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا، یہ بدری ہیں جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ اور تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ نے بدر والوں کو فرمایا کہ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ تم جو چاہو عمل کرو شرک کے علاوہ جیسے بھی گناہ ہو جائیں میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ بخاری شریف میں اس واقعہ کی پوری تفصیل موجود ہے۔

تفسیری نکات: اہل ایمان کافروں اور مشرکوں کو اپنا دوست نہ بنائیں:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ نہ بناؤ میرے اور اپنے دشمن کو دوست تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ بھیجتے ہو تم ان کی طرف دوستی کا پیغام کہ مسلمانوں کے راز کی بات ان تک پہنچانے کی کوشش کی ہے، کسی مسلمان کے لیے ہرگز یہ مناسب نہیں تم ان سے محبت کا اظہار کرتے ہو اور ان کا حال یہ ہے کہ وَقَدْ كَفَرُوْا اور تحقیق انہوں نے کفر کیا ہے بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ اس چیز کا جو آئی ہے تمہارے پاس حق، دین حق کا انہوں نے انکار کر دیا ہے توحید و رسالت کو وہ ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں، قیامت کے یہ منکر ہیں اور ان کی یہ کارروائی بھی تمہارے سامنے ہے یُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِیَّاكُمْ کہ نکالا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ سے اور تمہیں بھی، اس لیے اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ تم ایمان لائے ہو اللہ پر جو رب ہے تمہارا اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِیْ سَبِیْلِیْ اگر تم نکلے ہو جہاد کرنے کے لیے میرے راستے میں وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِیْ اور میری رضا تلاش کرنے کے لیے

گھروں سے نکلے ہو تو پھر کافروں کی رضامندی کی فکر تمہیں کیوں ہے کہ ان کی خوش نودی تلاش کرتے ہو تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ پوشیدہ طور پر تم بھیجتے ہو ان کی طرف دوستی کا پیغام وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ حالانکہ میں جانتا ہوں اس چیز کو جس کو تم چھپاتے ہو وَمَآ اَعْلَنْتُمْ اور اس چیز کو جو تم ظاہر کرتے ہو۔ اللہ سے تو کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے وہ سینوں کے رازوں اور ارادوں سے واقف ہے وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ اور جو شخص ایسا کام کرے گا کہ کافروں کو راز بتائے یا ان سے دوستی کا اظہار کرے گا فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ تحقیق وہ بہک گئے سیدھے راستے سے کہ وہ یہ خیال کرے کہ دوستی کا اظہار کرنے سے کافر اس کی دوستی کی رعایت کریں گے یہ اس کی خطا ہے وہ تو تمہارے ایسے سخت دشمن ہیں۔

کفار تم سے کبھی دوستی نہیں نبھائیں گے:

اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ اگر وہ قابو پالیں تم پر يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً تو وہ تمہارے دشمن ہوں گے تمہارے دوست نہیں بن سکتے بلکہ وہ ہمیشہ تمہارے دشمن ہی رہیں گے وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ اور وہ پھیلائیں اور چلائیں تمہارے اوپر اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں برائی کے ساتھ۔ اگر وہ تم پر قابو پالیں تو وہ تمہیں قتل کریں گے زبانوں سے لعن طعن کریں گے، گالی گلوچ کریں گے وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ وہ چاہتے کہ تم کافر ہو جاؤ۔

اگر قرابت داروں کی وجہ سے تمہاری خواہش ہو کہ کافروں سے دوستی کریں تو سن لو لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ہرگز نہیں نفع دیں گے تمہیں تمہارے رشتے دار اور نہ تمہاری اولاد يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت والے دن نہ کوئی نفع پہنچا سکے گا اور نہ کوئی نقصان سے بچا سکے گا، وہاں ہر ایک کو اپنی فکر ہوگی يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ اس دن اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھتا ہے، اس سے کوئی چیز چھپائی ہوئی نہیں ہے، وہ تمہارے اچھے برے اعمال سامنے رکھ کر جزا و سزا دے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بطور نمونہ بیان فرمایا جانا:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ تحقیق تمہارے لیے عمدہ نمونہ ہے فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ابراہیم علیہ السلام میں اور ان میں نمونہ ہے جو ان کے ساتھ تھے، حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی بیوی حضرت سارہ علیہا السلام کہ ان کی ساری قوم بادشاہ سے لے کر ادنی چرواہے تک سب کافر مشرک تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے بے زاری کا اعلان کیا اور اپنی پوری قوم سے فرمایا اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ جب کہا انہوں نے اپنی قوم سے اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ بیشک ہم بے زار ہیں تم سے اور ان سے جن کی تم عبادت اللہ تعالیٰ کے سوا بتوں کی ستاروں کی اور دیگر جھوٹے معبودان باطلہ کی کرتے ہو ہم ان سب سے بیزار ہیں۔ كَفَرْنَا بِكُمْ ہم منکر ہیں تمہارے اور تمہارے عقائد کے منکر ہیں، اور تمہارے معبودوں کی عبادت کے منکر ہیں، یہ تو بے زاری ہے عقیدے کے اعتبار سے اور باعتبار برتاؤ اور معاملات کے فرمایا وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا اور ظاہر ہوگئی ہے ہمارے اور تمہارے درمیان

عداوت اور دشمنی ہمیشہ کے لیے۔ اس کو ہم کبھی نہیں چھوڑیں گے تمہارے ساتھ یہ ٹکر جاری رہے گی حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ یہاں تک کہ تم ایمان لاؤ اللہ پر جو وحدہ لاشریک ہے۔ اس لیے اللہ نے فرمایا کہ ان کی زندگی کو اپنے لیے نمونہ بناؤ۔ لیکن ایک بات میں نمونہ نہیں بنانا، فرمایا اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ سوائے ابراہیم علیہ السلام کی ایک بات کے جو انہوں نے اپنے باپ کے لیے کہی تھی لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ میں ضرور بخشش طلب کروں گا، آپ کے لیے اپنے پروردگار سے میری عرض اور درخواست ہوگی اللہ تعالیٰ کے سامنے وگرنہ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اور میں نہیں ہوں مالک آپ کے لیے اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی شے کا۔ وہ چاہے تو دعا قبول کرے اور اگر چاہے تو نہ قبول کرے۔

سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۱۴ میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا دعا مانگنا ایک وعدے کے سبب سے تھا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ''پھر جب آپ پر واضح ہو گیا کہ میرا والد آذر اللہ کا کھلا دشمن ہے تو اس سے بے زاری کا اعلان کردیا''۔ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا اے ہمارے رب ہم آپ پر بھروسا کرتے ہیں وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا اور ہم آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ اور ہم نے آپ ہی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے۔

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ

اے ہمارے رب نہ بنا ہم کو آزمائش ان لوگوں کے لیے جنہوں نے کفر کیا اور بخش دے ہم کو، اے ہمارے رب بیشک آپ

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۵﴾ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ

ہی غالب حکمت والے ہیں۔ البتہ تحقیق ہے تمہارے لیے ان میں اچھا نمونہ اس شخص کے لیے جو امید رکھتا ہے اللہ سے،

ع وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۶﴾ عَسَى اللّٰهُ

اور ڈرتا ہے آخرت کے دن سے اور جس نے اعراض کیا پس بیشک اللہ ہی بے پرواہ ہے اور تعریفوں والا ہے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ

اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ۭ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ۭ

کردے تمہارے درمیان اور ان کے درمیان جن سے تمہاری عداوت ہے ان میں سے دوستی اور اللہ قدرت رکھنے والا ہے۔

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷﴾ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ نہیں منع کرتا اللہ تم کو ان لوگوں سے جو تم سے نہیں لڑے دین کے معاملے میں اور انہوں نے نہیں

يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

نکالا تم کو، تمہارے گھروں سے کہ تم ان سے نیکی کرو اور انصاف کرو ان کے ساتھ، بیشک اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے انصاف کرنے

الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۸﴾ اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ

والوں کو۔ بیشک منع کرتا ہے اللہ تم کو ان لوگوں سے جو لڑتے ہیں تم سے دین کے معاملے میں اور نکالا ہے تم کو تمہارے گھروں

دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

سے، اورانہوں نے مدد کی تمہارے نکالنے پر کہ تم ان سے دوستی کرو اور جو ان سے دوستی کرے گا، پس یہی لوگ ظالم ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

عَادَيْتُمْ: تمہاری عداوت ودشمنی ہے، لَايَنْهٰكُمْ: اللہ منع نہیں کرتا تمہیں، لَمْ يُخْرِجُوْكُمْ: انہوں نے نہیں نکالا تمہیں، تَبَرُّوْهُمْ: یہ کہ تم احسان کروان سے، ظٰهَرُوْا: انہوں نے مدد کی، اِخْرَاجِكُمْ: تمہارے نکالنے (میں)، اَنْ تُوَلَّوْهُمْ: یہ کہ تم دوستی کروان سے۔

ربط:

آغاز سورۃ سے ہی اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو تاکید فرما رہے ہیں کہ کفار ومشرکین سے دوستی قائم نہ کرو۔ اب بھی اسی سلسلے میں تاکیدی بیان اور احکام بیان فرمائے جارہے ہیں۔

تفسیری نکات: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کردار کے بطورِ نمونہ ہونے کا پھر بیان:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اس سے قبل بھی ذکر فرمائی گئی تھی۔ اب بھی انہی کی دعا کا بیان چل رہا ہے۔

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا اے ہمارے رب! نہ بنا ہم کو آزمائش ان لوگوں کے لیے جنہوں نے کفر کیا، ایسا نہ ہو کہ ہم کافروں کا تختۂ مشق بن جائیں اور وہ اسلام اور مسلمانوں کو نقصان ہی پہنچاتے رہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے معنی بیان کیے ہیں کہ اے پروردگار کافروں کو ہم پر ایسا غلبہ نہ دے کہ وہ ہمارے دین کو فتنے میں ڈالیں کہ ہم دین سے منحرف ہوجائیں وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا اور بخش دے ہم کو اے ہمارے رب اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ بیشک آپ غالب حکمت والے ہیں۔ ہر طرح کی قدرت آپ کو حاصل ہے اور آپ کا ہر کام حکمت پر مبنی ہے پہلے فرمایا تھا کہ تمہارے لیے ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں میں اچھا نمونہ ہے آگے دوبارہ اسی کی تاکید فرمائی اور فرمایا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ البتہ تحقیق ہے تمہارے لیے ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں میں اچھا نمونہ کافروں کے ساتھ برتاؤ اور رویہ رکھنے میں لِّمَنْ كَانَ اس شخص کے لیے ہے يَرْجُوا اللّٰهَ جو اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھتا ہے وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ اور آخرت کے دن کی نعمتوں کی امید رکھتا ہے وَمَنْ يَّتَوَلَّ اور جو شخص اعراض کرے گا اللہ تعالیٰ کے احکامات سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اسوہ سے فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ پس بیشک اللہ بے پرواہ ہے اس کو کسی کی پرواہ نہیں ہے روگردانی کرنے سے اللہ تعالیٰ کا کچھ نقصان نہیں ہوتا اور وہ تعریفوں والا ہے۔

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً امید ہے کہ کردے گا اللہ تعالیٰ تمہارے ان کے درمیان جن سے تمہاری عدوات ہے، ان میں سے دوستی کہ ان کفار مکہ والوں میں سے کافی مسلمان

ہوجائیں۔سارے مسلمان نہ ہوں ان میں سے بعض ہی سہی۔جب مسلمان ہوجائیں گے تو تمہارے اور ان کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم ہوجائیں گے چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد ایسا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے بدترین دشمنوں کے دلوں کو پھیر دیا اور وہ ایمان لے آئے۔فتح مکہ کے دن مشرکین مکہ میں سے کوئی آدمی ہی رہ گیا ہوگا جس نے اسلام قبول نہ کیا ہو۔

وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، وہ ایسا کرنے پر قادر ہے، ان کو ایمان کی توفیق دے کر تمہارے دوست بنادے وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے، مشرکین سے دوستی کے بارے میں جو تم سے کوتاہی ہوئی اس کو اللہ نے بخش دیا کہ کیوں کہ وہ تم پر مہربان ہے۔

جنگ نہ کرنے والے کفار و مشرکین کا حکم:

لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ نہیں منع کرتا اللہ تعالیٰ تم کو ان لوگوں سے نیکی کرنے سے لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ جو تم سے نہیں لڑے دین کے معاملے میں وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اور نہیں نکالا تم کو تمہارے گھروں سے اللہ تعالیٰ تمہیں منع نہیں کرتا اَنْ تَبَرُّوْهُمْ کہ تم ان سے نیکی کرو، یعنی جن کافروں نے دین اسلام کے بارے میں تمہارے ساتھ قتال نہیں کیا، اور نہ تمہیں تمہارے وطن سے نکالا ہے تو ایسے کافروں کے ساتھ نیکی کرنے سے اللہ تمہیں منع نہیں کرتا وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ اور یہ کہ تم ان کے ساتھ انصاف کرو اس سے بھی اللہ تعالیٰ منع نہیں کرتا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ بیشک اللہ پسند کرتا ہے انصاف کرنے والوں کو۔

اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ بیشک منع کرتا ہے تم کو اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ جو لڑتے ہیں تم سے دین کے معاملے میں وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اور نکالا ہے تم کو تمہارے گھروں سے وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اور انہوں نے مدد کی تمہارے نکالنے میں جیسا کہ مشرکین مکہ نے مسلمانوں کے نکالنے پر ایک دوسرے کی مدد کی اَنْ تَوَلَّوْهُمْ کہ تم ان سے دوستی کرو اس سے اللہ تعالیٰ تمہیں منع کرتا ہے یہ اللہ کے دشمن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن اور اللہ کے دین کے دشمن ہیں ان کے ساتھ محبت کیسی اور ان کے ساتھ بھلائی کیسی؟ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ اور جو شخص ان سے دوستی کرے گا فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ پس یہی لوگ ظالم ہیں، اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرکے اپنے آپ کو عذاب کا مستحق ٹھہراتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، جب آئیں تمہارے پاس، ایمان والی عورتیں، ہجرت کرکے تو ان کا امتحان لے لو، اللہ تعالیٰ

اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ

خوب جانتا ہے ان کے ایمان کو، پس اگر تم جان لو ان کو، کہ وہ مومن ہیں، تو واپس نہ کرو تم ان کو کافروں کی طرف نہیں ہیں

لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ؕ

وہ عورتیں ان کافروں کے لیے حلال اور نہ وہ کافر حلال ہیں ان کے لیے، اور ادا کرو تم ان کافروں کو، جو انہوں نے خرچ کیا

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَلَا تُمْسِكُوْا

ہے، اور نہیں ہے کوئی گناہ تم پر کہ تم ان سے نکاح کرو جب دے دو تم ان کو ان کے حق مہر اور نہ روک رکھو، کافر عورتوں کے

بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ

ناموس اور مانگ لو جو تم نے خرچ کیا ہے، اور وہ کافر مانگ لیں جو انہوں نے خرچ کیا ہے، یہ اللہ کا حکم ہے فیصلہ کرتا ہے

يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿10﴾ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ

وہ تمہارے درمیان اور اللہ سب کچھ جاننے والا ہے حکمت والا ہے۔ اور اگر جاتی رہیں تمہارے ہاتھ سے تمہاری عورتوں میں

اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ؕ

سے کچھ کافروں کی طرف پس تم گرفت کرو، تو دو ان لوگوں کو جن کی بیویاں رہ گئی ہیں اس کی مثل جو انہوں نے خرچ کیا ہے،

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿11﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ

اور ڈرتے رہو اللہ سے وہ اللہ تعالیٰ جس پر تم ایمان لائے ہو۔ اے نبی ﷺ جب آئیں آپ ﷺ کے پاس مومن عورتیں

يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ

بیعت کریں آپ ﷺ سے ان باتوں پر نہیں شریک کریں گی اللہ کے ساتھ کسی شے کو، اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کریں

وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا

گی، اور نہ قتل کریں گی اپنی اولاد کو، اور نہ لائیں گی بہتان، جس کو وہ گھڑیں، اپنے ہاتھوں سے، اور اپنے پاؤں سے، اور نہ

يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ

نافرمانی کریں گی آپ ﷺ کی نیکی کے کام میں، پس آپ ﷺ ان کو بیعت کر لیں اور ان کے لیے بخشش مانگیں اللہ سے

اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿12﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، نہ دوستی کرو ایسی قوم سے جس پر غضب کیا ہے اللہ تعالیٰ نے۔

قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ﴿13﴾ ع ۲ رکوع ۸

تحقیق مایوس ہوگئے ہیں وہ آخرت سے جس طرح کہ مایوس ہوگئے ہیں کافر قبر والوں سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مُهٰجِرٰتٍ: ہجرت کرنے والیاں، فَامْتَحِنُوْهُنَّ: تو تم ان کا امتحان لو، بِاِيْمَانِهِنَّ: ان کے ایمان کے بارے میں، عَلِمْتُمُوْهُنَّ: (اگر) تم سمجھو انہیں، فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ: واپس نہ بھیجو انہیں، يَحِلُّوْنَ: وہ حلال (نہیں) ہیں، لَا تُمْسِكُوْا: نہ روکے رکھو، بِعِصَمِ: ناموس کو، اَلْكَوَافِرِ: کافر عورتیں، وَلْيَسْئَلُوْا: (اور) وہ مانگیں، ذَهَبَتْ: چلی گئیں، لَا يَسْرِقْنَ: وہ چوری نہ کریں گی، لَا يَزْنِيْنَ: وہ زنا نہ کریں گی، لَا يَقْتُلْنَ: وہ قتل نہیں کریں گے، يَفْتَرِيْنَهٗ: جسے وہ بہتان کے طور پر گھڑلیں گی، فَبَايِعْهُنَّ: (پس) آپ بیعت کرلیں اُن سے۔

ربط:

آغاز سورۃ سے اس بات کی تاکید فرمائی جارہی تھی کہ کفار و مشرکین سے دوستی مت کرو۔ ہاں جو کافر تم سے لڑتے نہیں ہیں ان سے دوستی کر سکتے ہو۔ اب یہاں مسلمان عورتوں کے متعلق جو ہجرت کر کے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ آئی تھیں ان کے متعلق احکام کا بیان ہے۔

شانِ نزول:

شانِ نزول اس کی یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کی شرائط میں سے ایک شرط یہ تھی کہ مکہ والوں نے کہا کہ اگر ہمارا کوئی آدمی ایمان لا کر تمہارے پاس مدینہ منورہ آجائے تو تم اس کو ہماری طرف لوٹاؤ گے۔ یہ مشرکین نے کہا اور اگر مسلمانوں کا کوئی آدمی ہمارے پاس آیا تو ہم اس کو نہیں لوٹائیںگے۔ کچھ عرصہ بعد کلثوم بنت عقبہ ابن ابی معیط رضی اللہ عنہا چند عورتوں کے ساتھ مدینہ چلی گئیں۔ شرط کے مطابق مشرکین نے آدمی بھیجے کہ وہ ہمیں واپس لوٹا دو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹانے سے انکار کیا کیونکہ صلح نامہ میں مردوں کا ذکر تھا کہ اگر وہ مکہ سے مدینہ آئیں گے تو واپس کر دیئے جائیں گے اور صلح نامہ میں عورتوں کا ذکر نہیں کیا گیا تھا اور یہ عورتیں تھیں اس پر یہ آیت نازل ہوگئی۔

تفسیری نکات: ہجرت کرنے والی مسلمان خواتین کے احکام:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ جب آئیں تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے فَامْتَحِنُوْهُنَّ تو ان کا امتحان لے لو کہ اصل دین کے لیے آئی ہیں یا کوئی اور دنیاوی غرض ہے۔ امتحان کا کوئی خاص طریقہ تو قرآن کریم میں بیان نہیں ہوا، البتہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب کوئی عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سے قسم لیتے تھے کہ آیا اصل دین کے لیے آئی ہے یا کوئی اور دنیاوی غرض ہے اپنے خاوند سے ناراض ہو کر تو نہیں آئی، یا کسی مرد سے رغبت کی وجہ سے تو نہیں آئی۔ بس ظاہری طور پر تم امتحان لے لو اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے ان کے ایمان کو۔ اللہ تعالیٰ تو ظاہر و باطن سے واقف ہے پھر تحقیق کرنے کے بعد فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ پس اگر تم جان لو کہ وہ مومن ہیں یعنی تم اس نتیجے پر پہنچو کہ واقعی وہ

ایمان والی ہیں اور انہوں نے محض دین ایمان کی خاطر ہجرت کی ہے فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ تو پھر واپس نہ کرو تم ان کو کافروں کی طرف۔ کافر خاوندوں کی طرف ان کو واپس نہ کرو، اس لیے کہ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ نہیں ہیں وہ عورتیں حلال ان کافروں کے لیے وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ اور نہ وہ کافر حلال ہیں ان عورتوں کے لیے، ایمان لانے کے بعد ان عورتوں کا نکاح کافر مردوں کے ساتھ ختم ہو گیا ہے، ہاں اگر خاوند مسلمان ہو جائے تو پھر نکاح قائم رہے گا۔

آگے جب کوئی عورت کافر خاوند کو چھوڑ کر تمہارے پاس آجائے وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا اور ادا کرو تم ان کافروں کو جو انہوں نے خرچ کیا ہے، ان کا دیا ہوا حق مہر ان کو واپس کر دو، پھر اگر تم ان سے نکاح کرنا چاہو وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اور نہیں ہے کوئی گناہ تم پر اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ کہ تم ان سے نکاح کرو اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ جب دے دو تم ان کو ان کے حق مہر، یعنی جب تم ان کے ساتھ نکاح کرو گے تو تمہیں حق مہر دینا پڑے گا۔

اس کے برعکس اگر کوئی مومنہ عورت مرتد ہو کر کافروں کے پاس چلی جائے یا خاوند مسلمان ہو جائے اور عورت کفر پر رہے تو اس کے متعلق فرمایا وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ اور نہ روک رکھو کافر عورتوں کے ناموس یعنی ان کو اپنے نکاح میں نہ رکھو۔ ان کی عصمت کی حفاظت کی تمہیں ضرورت نہیں ہے وَاسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ اور مانگ لو جو تم نے خرچ کیا مہر کی صورت میں وہ تم ان کافروں سے طلب کرو، اور اگر کسی کافر کی بیوی ایمان لا کر تمہارے پاس آگئی ہے تو اس کا پہلا نکاح خود بہ خود ختم ہو گیا وَلْيَسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا اور وہ کافر مانگ لیں تم سے جو انہوں نے خرچ کیا ہے، کافروں کا مہر ان کو واپس کر دو ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فیصلہ کرتا ہے وہ تمہارے درمیان وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے، اس کا ہر فیصلہ صحیح ہوتا ہے اور عین حکمت کے مطابق ہوتا ہے اگر تمہاری کوئی بیوی کافروں کے پاس رہ جائے کفر شرک کی وجہ سے اور وہ تمہارا دیا ہوا حق مہر تمہیں واپس نہ کریں تو اس کے متعلق فرمایا وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ اور اگر جاتی رہیں تمہارے ہاتھ سے تمہاری بیویوں میں سے کچھ کافروں کی طرف۔ یعنی اگر تمہاری بیویوں میں سے کوئی تمہارے ہاتھ سے نکل گئی ہیں مکہ مکرمہ رہ گئی ہے یا مرتد ہو کر چلی گئی ہیں اور تمہارے حق مہر ان کے پاس رہ گئے ہیں۔

فَعَاقَبْتُمْ پس تم گرفت کرو اس طرح کہ اگر ادھر سے کوئی عورت مسلمان ہو کر آجائے کہ جس کا خرچہ تم نے کافروں کو دینا ہے تو وہ ان کو نہ دو بلکہ اس کو دو جس کی بیوی مکہ میں رہ گئی تھی اور اس کا حق مہر کافروں نے اس کو واپس نہیں کیا تھا فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ پس دو تم ان لوگوں کو جن کی بیویاں رہ گئی ہیں مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا اس کی مثل جو انہوں نے خرچ کیا ہے اس بیوی پر جو چلی گئی ہے، بعض حضرات یہ تفسیر بھی کرتے ہیں کہ گرفت کرو کہ کافروں کے ساتھ جہاد کرو اور وہاں سے حاصل ہونے والے مال سے اس شخص کا خرچہ ادا کرو جو اس نے رہ جانے والی بیوی پر خرچ کیا تھا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو کہ اس کے احکام کی خلاف ورزی نہ کرو الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ وہ اللہ تعالیٰ کہ جس پر تم ایمان لا چکے ہو، اس سے ڈرو اس کے قانون پر عمل کرو۔

مؤمن عورتوں سے بیعت کیسے لی جائے:

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اے نبی کریم ﷺ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ جب آئیں آپ ﷺ کے پاس مومن عورتیں یُبَایِعْنَکَ بیعت کریں آپ ﷺ سے عَلٰٓی اَنْ ان شرائط پر

① ......لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا نہیں شریک کریں گی اللہ کے ساتھ کسی شے کو۔ نہ ذات میں نہ صفات میں اور نہ افعال میں کسی قسم کا اللہ کے ساتھ شرک نہیں کریں گی۔

② ......وَلَا یَسْرِقْنَ اور نہ چوری کریں گی۔

③ ......وَلَا یَزْنِیْنَ اور نہ وہ زنا کریں گی۔

④ ......وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَھُنَّ اور نہ وہ قتل کریں گی اپنی اولاد کو۔ زمانہ جاہلیت میں کچھ لوگ اپنی بچیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ اس سے منع کیا گیا ہے۔ دوسرے خاندانی منصوبہ بندی کا جو وبال آج کل ہے اس کی ممانعت بھی اس آیت سے نکل رہی ہے۔

⑤ ......وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْھِنَّ وَاَرْجُلِھِنَّ اور نہ لائیں گی بہتان جس کو وہ گھڑیں اپنے ہاتھوں سے اور اپنے پاؤں سے۔ عورتوں میں یہ عادت بہت ہے کہ جھٹ پٹ بدگمان ہو کر بہتان لگا دیتی ہیں خاوند پر بہتان لگانا تو ایک ادنی سی بات سمجھتی ہیں لہٰذا اس سے بھی منع کیا گیا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ کسی غیر کے بیٹے کو اپنے خاوند کی اولاد نہ بناؤ۔

⑥ ......وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ اور نہ نافرمانی کریں گی آپ ﷺ کی نیکی کے کاموں میں یعنی رسول اللہ ﷺ جس کام کا حکم کریں اس میں نافرمانی نہ کریں اور جس کام سے منع کریں اس سے باز رہیں۔ جب وہ ان چیزوں کا اقرار کر لیں فَبَایِعْھُنَّ پس ان کو بیعت کر لیں وَاسْتَغْفِرْ لَھُنَّ اللّٰہَ اور ان کے لیے بخشش مانگیں، اللہ تعالیٰ سے کہ اللہ ان کی لغزشوں اور کوتاہیوں کو معاف فرمائے گا اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

یہود سے دوستی نہ کرنے کا حکم:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو لَا تَتَوَلَّوْا نہ دوستی کرو قَوْمًا غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ ایسی قوم سے جس پر غضب کیا ہے اللہ تعالیٰ نے۔ مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہودی ہیں کہ ان پر اللہ کا غضب ہوا اس لیے قَدْ یَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَۃِ تحقیق وہ مایوس ہو گئے ہیں آخرت سے کَمَا یَئِسَ الْکُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ جس طرح مایوس ہو گئے ہیں کافر قبر والوں سے۔ مفسرین کرام رحمہم اللہ نے اس کی دو تفسیر بیان فرماتے ہیں۔

اوّل: ایک تفسیر یہ کہ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ یہ کفار کی صفت ہے کہ جیسے وہ کافر جو حالت کفر میں فوت ہوئے اور مر کر قبروں میں جا چکے ہیں وہ نا امید ہو چکے ہیں کہ اب کچھ نہیں کر سکتے کیوں کہ اب عملی زندگی نہیں ہے اسی طرح یہ یہودی بھی نا امید ہو گئے ہیں آخرت اور ثواب سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عناد رکھنے کی وجہ سے۔

دوم: دوسری تفسیر کہ یہ یہود آخرت سے ایسے نا امید ہو گئے ہیں جیسے کفار اصحاب القبور کی حیات کے منکر ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ لَا یَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ یَّمُوْتُ جو مر گیا اس کو اللہ ہرگز زندہ نہیں کرے گا، تو ایسے لوگوں سے دوستی مت رکھو۔

سُوْرَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ

سورۃ صف مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ اور اس سورۃ کا نام صف اس لیے ہے کہ اس سورۃ کی آیت نمبر چار (۴) میں صف کا لفظ آ رہا ہے۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس سورۃ کا اکسٹھ (۶۱) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس کا ایک سو نو (۱۰۹) نمبر ہے۔ یعنی اس سے قبل ایک سو آٹھ (۱۰۸) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس سورۃ کی چودہ (۱۴) آیات ہیں اور دو رکوع ہیں۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الاتقان فی علوم القرآن'' میں اس سورت کا نام ''سورۃ الحواریین'' بھی تحریر فرمایا ہے اس لیے کہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین کا تذکرہ بھی سورۃ کے آخر میں آ رہا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۱

پاکی بیان کرتی ہے اللہ کی جو کچھ کہ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ کہ ہے زمین میں اور وہ زبردست ہے حکمت والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۲ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ بڑی ہے از روئے ناراضگی کے اللہ کے ہاں کہ کہو تم

لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۳ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ

جو نہیں کرتے۔ بیشک اللہ محبت کرتا ہے ان لوگوں سے جو لڑتے ہیں اس کے راستے میں صف باندھ کر گویا کہ وہ دیوار ہیں سیسہ

مَّرْصُوْصٌ ۝۴ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

پلائی ہوئی۔ اور جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے اے میری قوم کیوں ایذا پہنچاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو بیشک میں اللہ کا

اِلَيْكُمْ ؕ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝

رسول ہوں تمہاری طرف۔ پس جب وہ ٹیڑھے چلے تو ٹیڑھے کر دیے اللہ نے ان کے دل اور اللہ ہدایت نہیں دیتا نافرمان قوم

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا

کو۔ اور جب کہا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے اے بنی اسرائیل، بیشک میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف تصدیق کرنے والا ہوں،

لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ

اس کی جو میرے آگے ہے تورات اور خوش خبری دینے والا ہوں، ایک رسول کی جو آئیں گے میرے بعد اُن کا نام احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

ہے، پس جب وہ آئے ان کے پاس کھلی نشانیوں کے ساتھ، کہا انہوں نے یہ جادو ہے کھلا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

بُنْيَانٌ: دیوار، مَرْصُوْصٌ: سیسہ پلائی ہوئی، تُؤْذُوْنَنِيْ: تم مجھے ایذا دیتے ہو، زَاغُوْٓا: وہ ٹیڑھے چلے، اَزَاغَ: ٹیڑھا کر دیا، اَحْمَدُ: سب سے زیادہ حمد کرنیوالا، احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک۔

ربط:

سابقہ سورۃ میں فرمایا گیا کہ کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ سے دوستی نہ کرو۔ اب اس سورۃ کے آغاز میں فرمایا جا رہا ہے کہ اے ایمان والو! اللہ کے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کے دشمنوں سے دوستی نہ کرو بلکہ ان سے صفیں باندھ کر جہاد کرو۔

تفسیری نکات: زمین اور آسمانوں کی ہر شے اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے:

سَبَّحَ لِلّٰهِ پاکی بیان کرتی ہے اللہ کی مَا فِي السَّمٰوٰتِ جو مخلوق ہے آسمانوں میں۔ آسمانوں میں فرشتے ہیں، اگر فرشتوں کے علاوہ اور کوئی مخلوق ہے جس کا ہمیں علم نہیں ہے تو وہ بھی اللہ کی پاکی بیان کرتی ہے۔

وَمَا فِي الْاَرْضِ اور جو مخلوق زمین میں ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہے، زمین میں انسان ہیں جن ہیں، حیوانات ہیں، چرند پرند ہیں دریا اور پہاڑ ہیں درخت اور کیڑے مکوڑے اور معلوم نہیں کس قدر مخلوقات ہیں غرض یہ کہ جو کچھ بھی زمین میں ہے وہ اللہ کی پاکی بیان کرتا ہے وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اور وہ زبردست ہے حکمت والا ہے۔ ہر چیز پر کنٹرول بھی اسی کا ہے اور جس چیز کو جس شکل و صورت میں بنایا ہے وہ اس کی حکمت ہے۔

شانِ نزول:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جہاد فرض ہونے سے پہلے کچھ

مسلمان کہا کرتے تھے کہ اگر اللہ ہمیں بتلا دے کہ کون سا عمل اللہ کو زیادہ محبوب ہے تو ہم اس پر عمل کریں۔ پس اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے بتلا دیا کہ اللہ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب وہ ایمان ہے جس میں شک نہ ہو، اور کافروں کے ساتھ جہاد کرنا ہے جب جہاد فرض ہوا تو کچھ لوگوں پر گراں گزرا اور یہ بات یاد رکھو کہ طبعی طور پر ایسا ہونا ایمان کے خلاف نہیں ہے تو اللہ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

قول و فعل میں تضاد نہ رکھو:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو کیوں کہتے ہو وہ جو کرتے نہیں كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ اللہ کے ہاں بڑی ناراضگی کی بات ہے کہ کہو تم وہ جو کرتے نہیں ہو، بعض حضرات نے اس کا یہ مطلب سمجھا کہ واعظ کو عامل بھی ہونا چاہیے اور اگر خود عامل نہیں ہے وعظ بھی نہ کرے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ معراج والی رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر ایک قوم پر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ ان کے ہونٹ دوزخ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں، جب بھی کاٹے جاتے ہیں صحیح ہو جاتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے وہ خطیب ہیں جو کہتے ہیں اور خود اس پر عمل نہیں کرتے۔

اللہ جہاد کرنے والوں سے محبت کرتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ بیشک اللہ محبت کرتا ہے ان لوگوں سے يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ جو لڑتے ہیں اللہ کے راستے میں صَفًّا صف باندھ کر۔ اور اس وقت ان کی حالت یہ ہوتی ہے كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ گویا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں، ایسی دیوار مضبوط ہوتی ہے، مستحکم ہوتی ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین قسم کے آدمیوں کی طرف دیکھ کر اللہ خوش ہوتے ہیں رضامندی اور محبت کا اظہار کرتے ہیں ایک وہ آدمی جو رات کو نماز کے لیے اٹھتا ہے دوسرے وہ لوگ جو نماز کے لیے صف باندھتے ہیں تیسرے وہ مومنین جو جہاد کے لیے صف باندھتے ہیں۔

یہود کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اذیت پہنچانا:

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ اور جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم بنی اسرائیل سے يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ اے میری قوم کیوں ایذا پہنچاتے ہو وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں، تمہاری طرف، معجزات سے تم میری تصدیق کر چکے ہو، فرعونیوں کی ہلاکت تم نے آنکھوں سے دیکھی ہے، اس کا تقاضا تو یہ تھا کہ میری عزت کرتے احترام کرتے لیکن تم مجھے اپنے قول و فعل سے تکلیف پہنچاتے ہو فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ

پس جب وہ ٹیڑھے چلے سمجھانے کے باوجود وہ لوگ ٹیڑھے رہے تو اللہ نے ان کے دل ٹیڑھے کر دیے وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ اور اللہ تعالیٰ زبردستی ہدایت نہیں دیتا نافرمان قوم کو۔ ہدایت طالب کو ملتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دینا:

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اور جب کہا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ اے بنی اسرائیل بیشک میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف۔ عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت صرف بنی اسرائیل کی طرف تھی، اور میں تورات کی کسی شے کو منسوخ کرنے کے لیے نہیں آیا، بلکہ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ میں تصدیق کرنے والا ہوں اس کی جو میرے آگے ہے یعنی تورات۔ اور دوسرا کام میرا یہ ہے کہ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ اور میں خوش خبری دینے والا ہوں ایک رسول کی يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ جو میرے بعد آئیں گے اُن کا نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی تبلیغ کے دوران میں یہ دونوں باتیں کیا کرتے تھے اپنی رسالت کا اعلان کرتے اور اپنے بعد آنے والے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش خبری دیتے فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ پس جب وہ آخری پیغمبر آئے ان کے پاس کھلی نشانیوں کے ساتھ بڑے واضح معجزات کے ساتھ۔ چاند کے دو ٹکڑے ہونا، کنکریوں کا کلمہ پڑھنا، درختوں کا چل کر آنا قَالُوْا تو وہ کافر، مشرک، یہودی، نصرانی کہنے لگے هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ یہ جادو ہے کھلا۔ ہٹ دھرمی اور ضدی پن کا کوئی علاج نہیں ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ؕ وَاللّٰهُ

اور کون بڑا ظالم ہے اس شخص سے جس نے افترا باندھا اللہ پر جھوٹ کا اور اس کو دعوت دی جاتی ہے، اسلام کی طرف، اور اللہ

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۞ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ

ہدایت نہیں دیتا ظالم قوم کو۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے، اور اللہ تعالیٰ پورا کرنے والا ہے

مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۞ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ

اپنے نور کو، اور اگرچہ ناپسند کریں کافر۔ اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے بھیجا اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کے ساتھ اور سچے دین

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۞ ع

کے ساتھ، تاکہ اس کو غالب کر دے، سارے دینوں پر اور اگرچہ ناپسند کریں شرک کرنے والے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يُدْعٰى: بلایا جاتا ہے، دعوت دی جاتی ہے، يُرِيْدُوْنَ: یہ لوگ چاہتے ہیں، مُتِمُّ: پورا کرنا۔

ربط:

سابقہ آیات میں ذکر تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی خوش خبری سنائی اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم

مبعوث ہوئے تو ان کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ یہ تو کھلا اور واضح جادو ہے۔ اب ان آیات میں فرمایا جا رہا ہے کہ اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ، افترا پردازی کرے کہ اللہ کی آیات کو جادو کہے۔ اللہ کے آخری رسول ﷺ کی شان میں گستاخی کرے اور اللہ کی ذات کے لیے اولاد (بیٹا، بیٹی) اور بیوی تجویز کرے۔

تفسیری نکات: یہود و نصاریٰ اور مشرکین بڑے کذاب اور ظالم ہیں:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اس شخص سے بڑا ظالم کون ہے جس نے باندھا اللہ پر جھوٹا افترا۔ اس کی آیات کو جادو کہتے ہیں، اس کے لیے بیٹا، بیٹی اور بیوی تجویز کرتے ہیں، اور اللہ کے شریک بنائے وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ حالانکہ اسے دعوت دی جا رہی ہے اسلام کی طرف اور اسے یہ حقیقت بتلائی جا رہی ہے کہ یہ سچا دین ہے وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا بے انصاف قوم کو۔ ہدایت اسے ملتی ہے جو ہدایت کا طالب ہوتا ہے۔ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ مٹا دیں اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کے قرآن کو، اس کی روشنی کو پھیلنے نہ دیں، اور اس کو جھٹلا دیں۔ اسلام کو مٹا دیں اور نعوذ باللہ پیغمبر ﷺ کو قتل کر دیں، اور دین اسلام کو پھیلنے نہ دیں۔ یہود و نصاری نے اسلام کے مٹانے کے لیے پورا زور لگایا، مگر اسلام پھیلتا گیا وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ اور اللہ پورا کرنے والا ہے، اپنے نور کو دین کو، اسلام کو وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ اور اگرچہ پسند نہ کریں کافر، مخالفوں کی تمام سازشیں ناکام ہوئیں، اور وعدے کے مطابق اللہ نے اپنے دین کو پورا کر دیا، اور آج بھی جتنی چاہیں سازشیں کرتے رہیں اللہ تعالیٰ اپنے دین کو قائم و دائم رکھے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول ﷺ بِالْهُدٰى ہدایت کے ساتھ وَدِيْنِ الْحَقِّ اور سچے دین کے ساتھ ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا۔ جس وقت نبی کریم ﷺ دنیا میں تشریف لائے اس وقت کوئی مذہب اپنی اصل حالت میں موجود نہ تھا، سب دین تحریفات کا شکار ہو چکے تھے اللہ نے حضرت محمد ﷺ کو ہدایت اور سچا دین دے کر مبعوث فرمایا لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ تاکہ غالب کر دے اس سچے دین کو دوسرے تمام دینوں پر، اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے دین اسلام نازل ہی اس لیے کیا ہے کہ دنیا میں صرف یہی دین قائم رہے اور باقی سب ختم ہو جائیں۔ غلبہ سے مراد سیاسی غلبہ بھی ہے اور دلیل اور برہان کا غلبہ بھی ہے وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ اور اگرچہ پسند نہ کریں مشرک لوگ۔ چنانچہ مخالفوں کی تمام سازشیں ناکام ہوئیں اور وعدے کے مطابق اللہ نے اپنے دین کو غالب کر دیا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ⑩ تُؤْمِنُوْنَ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، کیا میں تمہیں بتلاؤں ایسی تجارت جو تمہیں بچالے دردناک عذاب سے ۔ ایمان لاؤ

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ

اللہ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اور جہاد کرو اللہ کے راستے میں اپنے مالوں کے ساتھ اور اپنی جانوں کے ساتھ یہ بہتر ہے

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ⑪ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

تمہارے لیے اگر تم جانتے ہو۔ بخش دے گا تم کو تمہارے گناہ اور داخل کرے گا تم کو ایسے باغوں میں بہتی ہیں اس کے نیچے

الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ⑫ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ۭ

نہریں اور پاکیزہ گھروں میں، رہنے کے باغوں میں یہی بڑی کامیابی ہے۔ اور ایک دوسری چیز بھی جس کو تم پسند کرتے ہو

نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ⑬ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ

مدد اللہ کی طرف سے اور جلدی فتح اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش خبری سنا دیں ایمان والوں کو۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے، ہو جاؤ

اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ

اللہ کے مددگار جیسا کہ کہا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے حواریوں سے، کون ہے میرا مددگار اللہ کے راستے میں کہا

الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ ۚ

حواریوں نے ہم اللہ کے مددگار ہیں، پس ایمان لایا ایک گروہ بنی اسرائیل سے اور کفر کیا ایک گروہ نے،

فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰي عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ⑭ ع

پس ہم نے تائید کی ان لوگوں کی جو ایمان لائے ان کے دشمنوں پر، پس ہو گئے وہ غالب آنے والے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تُنْجِيْكُمْ: تمہیں بچالے گی، تُجَاهِدُوْنَ: تم جہاد کرو، يُدْخِلْكُمْ: وہ تمہیں داخل کرے گا، تُحِبُّوْنَهَا: جسے تم پسند کرتے ہو، فَاَيَّدْنَا: (سو) ہم نے تائید کی۔

ربط:

سابقہ آیات میں یہود و نصاریٰ اور مشرکین کو مخاطب کر کے فرمایا گیا تھا کہ تم لوگ جس قدر مرضی کوشش کر لو اللہ تعالیٰ اپنے دین کو غالب کرے گا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے دین حق کو غالب کر بھی دیا۔ اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کو مخاطب کر کے فرما رہا ہے کہ بہترین تجارت اور کمائی یہ ہے کہ ایمان باللہ لاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر دین حق کے

دشمنوں سے جہاد کرو اور بعد ازاں مسلمانوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوارین کی جانثاری اور ایمان لانے کی مثال دی جارہی ہے۔

تفسیری نکات: بہترین تجارت اللہ کے دین کو پھیلانے کی کوشش ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ کیا میں تمہیں بتلاؤں ایسی تجارت تُنْجِیْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ جو تمہیں بچالے دردناک عذاب سے۔ تجارت میں نفع بھی ہوتا ہے اور نقصان بھی۔ لیکن ہم تمہیں ایسی تجارت بتلاتے ہیں جس میں نفع ہی نفع ہے نقصان نہیں ہے۔ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر۔ وہ اپنی ذات وصفات میں وحدہ لاشریک ہے اس کا کوئی ہمسر نہیں شریک نہیں ہے وَرَسُوْلِهٖ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاؤ کہ اللہ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساری کائنات کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اور قیامت تک کی ساری مخلوق کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔

وَتُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اور جہاد کرو اللہ تعالیٰ کے راستے میں بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ اپنے مالوں کے ساتھ اور اپنی جانوں کے ساتھ دین کے غلبے کے لیے یہ بھی عذاب الیم سے بچنے کا ذریعہ ہے ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ یہی چیز تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ اللہ تعالیٰ بخش دے گا تم کو تمہارے گناہ وَیُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اور داخل کرے گا تمہیں ایسے باغات میں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں وَمَسٰكِنَ طَیِّبَةً اور پاکیزہ گھروں میں داخل کرے گا فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ رہنے کے باغوں میں۔ وہاں ہمیشہ رہیں گے اور یہ انعامات دائمی ہوں گے ختم نہیں ہوں گے ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ یہ سعادت بڑی کامیابی ہے جس خوش بخت کو نصیب ہو جائے۔

وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا اور اس آخرت کے پھل کے علاوہ ایک اور چیز بھی ہے جس کو تم پسند کرتے ہو، وہ ہے نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ مدد اللہ تعالیٰ کی طرف سے وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ اور جلدی فتح۔ اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا میں غنیمتیں عطا فرمائے گا۔

تو فرمایا اور ایک دوسری چیز بھی تمہیں حاصل ہوگی وہ ہے اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح جلدی وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشخبری سنا دیں ایمان والوں کو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوارین کا دین کی مدد ونصرت کرنا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے ایمان والو! كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ ہو جاؤ اللہ تعالیٰ کے مددگار۔ اللہ تعالیٰ کی ذات تو بے نیاز ہے اس کو کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے وہ تو خود کائنات کا مددگار ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مددگار بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کو بلند کرنے کے لیے ہر حالت میں اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع کرو۔ اور جان مال، قول فعل، سے اس کے لیے کوشش کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کو بہ رضا ورغبت قبول کرو

كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ جیسا کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے کہا لِلْحَوَارِيّٖنَ اپنے حواریوں سے مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ کون ہے میرا مددگار اللہ تعالیٰ کے راستے میں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب بنی اسرائیل کو اللہ کے راستے کی طرف بلایا تو یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جان کے دشمن ہو گئے اور ہر طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مخالفت پر کمر باندھ لی۔ اس دشمنی اور اللہ کے دین کے صریح مخالفت پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حوارین سے یہ بات کہی قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ کہا حواریوں نے نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ہم ہیں اللہ تعالیٰ کے مددگار۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کو حواری کہنے کی ایک وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ حواری حور سے ہے اور حور کے معنی ہیں سفیدی۔ کیوں کہ ان کے دل بڑے صاف تھے۔ جو دل میں ہوتا تھا وہی زبان پر ہوتا تھا، ان میں دورنگی نہیں تھی کہ دل کسی طرف ہو اور زبان کسی طرف ہو۔ اور اس واسطے ان کو حواری کہا گیا ہے، کہ دل کے بڑے صاف تھے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کے چمڑے سفید تھے یعنی سفید فام لوگ تھے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ دھوبی تھے کپڑے سفید کرتے تھے اس واسطے ان کو حواری کہا گیا، اگرچہ بہت تھوڑے تھے مگر مخلص تھے۔ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ کہا حواریوں نے ہم ہیں اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنے والے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کی اور مدد کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حکم کے مطابق دین کی تائید اور نشر و اشاعت کرتے رہے۔ یہ بارہ آدمی تھے۔

① پطرس۔ ② اندریاس۔ ③ یعقوب بن زبدی۔ ④ یوحنا، ⑤ فیلبوس، ⑥ برتھولا۔ ⑦ تھوما۔ ⑧ ولامتی، ⑨ یعقوب بن بلقا۔ ⑩ بہی۔ ⑪ شمعون کنعانی۔ ⑫ یہوداہ۔

ان حوارین حضرات نے بڑی تکلیفیں برداشت کیں۔ حتی کہ بعض کو دین حق پر قائم رہنے کی وجہ سے شہید بھی کر دیا گیا۔

فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ پس ایمان لایا ایک گروہ بنی اسرائیل سے وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ اور کفر کیا ایک گروہ نے۔ پس بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ ایمان لایا یعنی ہدایت یافتہ ہو گئے اور دوسرا گروہ گمراہی کے طریقے پر جم گیا۔ اور وہ یہ یہود ہیں جن پر قیامت تک اللہ کی لعنت ہے انہوں ل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ ماجدہ حضرت مریم علیہا السلام پر طرح طرح کے الزام لگائے، بہتان تراشی کی اور اللہ کی طرف سے لعنت پر لعنت کمائی فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ پس ہم نے تائید کی، مضبوط کیا نصرت کی ان لوگوں کی جو ایمان لائے ان کے دشمنوں پر۔ جن لوگوں نے انکار کیا عیسیٰ علیہ السلام کا اور بہتان تراشی کی ان کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والوں کو مضبوط کیا ان کی نصرت کی فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ پس ہو گئے وہ غالب آنے والے۔ حجت، دلیل، اور برہان کے اعتبار سے ان پر جنہوں نے کفر کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا۔

سورۃ الجمعۃ مدنیۃ

سورۃ جمعہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ ترتیب قرآنی کے لحاظ سے اس کا باسٹھ (۶۲) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے حساب سے اس کا ایک سو دس (۱۱۰) نمبر ہے۔ یعنی اس سورۃ سے قبل ایک سو نو (۱۰۹) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس سورۃ کی آیات کی تعداد گیارہ (۱۱) ہے اور رکوع کی تعداد دو (۲) ہے۔ اس سورۃ کا نام جمعہ اس وجہ سے ہے کہ اس سورۃ کی آیت نمبر ۹ میں لفظ جمعہ آرہا ہے نیز اس میں احکام جمعہ کا بھی بیان ہوا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ الۡمَلِكِ الۡقُدُّوۡسِ

پاکی بیان کرتی ہے اللہ تعالیٰ کے لیے، وہ مخلوق جو ہے آسمانوں میں اور جو زمین میں ہے، وہ بادشاہ ہے، پاک ہے زبردست

الۡعَزِيۡزِ الۡحَكِيۡمِ ۝ هُوَ الَّذِىۡ بَعَثَ فِى الۡاُمِّيّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ

ہے حکمت والا ہے وہ وہی ذات ہے۔ جس نے بھیجا اُمّی لوگوں میں، ایک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہی میں سے، پڑھتے ہیں ان پر اس

اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَاِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ

کی آیتیں اور ان کو وہ پاک کرتے ہیں، اور تعلیم دیتے ہیں ان کو کتاب کی، اور دانائی کی اور بے شک وہ تھے، اس سے پہلے

لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ۝ وَّاٰخَرِيۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا يَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ ؕ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۝

البتہ کھلی گمراہی میں۔ اور دوسروں کے لیے انہی میں سے، جو ابھی تک نہیں ملے، ان کو اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔

ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيۡمِ ۝

یہ اللہ کا فضل ہے، دیتا ہے وہ فضل جس کو چاہتا ہے، اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْمَلِكِ: بادشاہ، اَلْقُدُّوْسِ: پاک، اَلْعَزِيْزِ: زبردست، اَلْحَكِيْمِ :حکمت والا، اَلْاُمِّيّٖنَ: اَن پڑھ۔

ربط:

مفسرین کرام رحمہم اللہ نے یہ ربط بیان فرمایا ہے کہ سورۃ صف میں تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خوش خبری سنائی کہ ایک رسول میرے بعد آئیں گے جن کا نام نامی اسم گرامی احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوگا۔ اب اس سورۃ جمعہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ فرمایا جارہا ہے هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا یعنی اللہ تعالیٰ وہ بابرکت ذات ہے جس نے امّی لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ سورۃ صف میں خوش خبری تھی۔ یہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کا ذکر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے ہیں۔

تفسیری نکات: اللہ کی ذات پاک ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا:

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ پاکی بیان کرتی ہے اللہ کی جو کچھ ہیں آسمانوں میں، آسمانوں میں فرشتے ہیں اور وہ اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں، اگر فرشتوں کے علاوہ اور کوئی مخلوق ہے جس کو ہم نہیں جانتے تو وہ بھی اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے وَمَا فِي الْاَرْضِ اور جو زمین میں ہیں وہ بھی اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں چاہے وہ جان دار ہوں جیسے انسان، حیوان، چرند، پرند، کیڑے مکوڑے وغیرہ، یا غیر جان دار جیسے درخت ہیں، جیسے پتھر ہیں، پہاڑ ہیں، دریا اور سمندر وغیرہ اَلْمَلِكِ بادشاہ ہے اَلْقُدُّوْسِ پاک ہے اَلْعَزِيْزِ زبردست ہے اَلْحَكِيْمِ حکمت والا ہے، ساری دنیا کا حقیقی بادشاہ ہے وہ نقص اور عیب سے پاک ہے کیوں کہ وہ اپنی ذات وصفات میں کامل ہے وہ کمال قدرت کا مالک ہے حکمت والا ہے، اس کا ہر کام حکمت پر مبنی ہے۔

هُوَ الَّذِيْ وہ وہی ہے بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ جس نے بھیجا اُمّی لوگوں میں سے ایک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہی میں سے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، کہ عرب سارے ہی ان پڑھ تھے، (الا ماشاء اللہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی انہی میں سے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے رشتہ دار تھے، عرب کا کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا کہ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باپ دادا سے پیدائشی قرابت نہ ہو سوائے بنو تغلب کے کہ ان کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی قسم کی قرابت داری نہ تھی یہ قبیلہ عرب کی سرحد جو شام سے متصل ہے وہاں رہتا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہی اُمّی لوگوں اہل عرب میں سے تھے عربی تھے۔

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ پڑھتے ہیں ان پر اس کی آیتیں، اللہ کا قرآن ان کو پڑھ کر سناتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اول مخاطب چونکہ عرب تھے اور عربی ان کی مادری زبان تھی اس لیے قرآن کریم کے اکثر مضامین کو وہ محض سننے سے ہی سمجھ جاتے ہیں، فرمایا وہ ان کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں وَيُزَكِّيْهِمْ اور وہ ان کو پاک کرتے ہیں شرک سے کفر سے

بداعتقادیوں سے، برے اخلاق سے۔ حقیقتاً تو دلوں کی صفائی اللہ تعالیٰ کرتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا ذریعہ تھے
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ اور تعلیم دیتے ہیں ان کو کتاب کی ان کو کتاب سکھاتے ہیں۔

قرآن کریم پڑھنا اور اس کا ترجمہ سیکھنا مردوں اور عورتوں سب کے لیے ضروری ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تیسرا کام وَالْحِكْمَةَ اور دانائی کی تعلیم دیتے ہیں، یعنی حدیث اور سنت کی۔ حدیث کے الفاظ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں اور معانی بھی سکھائے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت ونبوت قیامت تک کے انسانوں کے لیے ہے:

وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ اور بے شک وہ عرب لوگ تھے اس سے پہلے کھلی گمراہی میں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہوئی تو عرب کے ننانوے فیصد لوگ کفر وشرک میں مبتلا تھے صحیح العقیدہ کوئی اکا دکا آدمی تھا۔

تو فرمایا اور بے شک وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ اور دوسروں کے لیے انہی میں سے لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ جو ابھی تک نہیں ملے ان کو وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اور وہ (اللہ تعالیٰ) زبردست حکمت والا ہے وَّاٰخَرِيْنَ کا عطف امیین پر ہے، اور معنی اس طرح ہوگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے زمانے کے امی لوگوں کے لیے بھی بھیجے گئے ہیں اور ان کے سوا دوسروں کے لیے بھی جو ابھی پیدا نہیں ہوئے یا پیدا ہوئے ہیں مگر ان کے ساتھ نہیں ملے۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت عام ہے موجودہ لوگوں کے لیے بھی اور قیامت تک آنے والوں کے لیے بھی۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یہ اللہ کا فضل ہے يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ دیتا ہے جس کو چاہتا ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ کا فضل ہے اس نے عجمیوں کو قریش کے ساتھ ملا دیا، اور بعض نے یہ کہا کہ ذٰلِكَ اسم اشارہ ہے مراد اسلام ہے، یعنی اسلام اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور بعض حضرات نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ وحی اور نبوت اللہ کا فضل ہے دیتا ہے جس کو چاہتا ہے وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ
اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا
يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۵ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ
اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ۝۶ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ
بِالظّٰلِمِيْنَ ۝۷ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ
تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۸ ع ۱۱

"مثال ان لوگوں کی جن سے اٹھوائی گئی تورات پھر انہوں نے نہیں اٹھایا اس کو (جیسے مثال ہے گدھے کی) اس گدھے کی مثال ہے، جو بوجھ اٹھاتا ہے کتابوں کا، بری ہے مثال اس قوم کی، جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی آیتوں کو، اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا، ظالم قوم کو۔ آپ ﷺ فرما دیں اے وہ لوگو جو یہودی بنے ہو، اگر تم دعوی کرتے ہو کہ بیشک تم اللہ کے دوست ہو، لوگوں کے سوا تو تمنا کرو موت کی، اگر ہو تم سچے۔ اور یہ نہیں تمنا کریں گے موت کی کبھی بھی بہ سبب اس کے کہ جو آگے بھیجا ہے ان کے ہاتھوں نے، اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو۔ آپ ﷺ فرما دیں بیشک وہ موت بھاگتے ہو جس سے پس بیشک وہ ملنے والی ہے تم سے پھر تم لوٹا دیے جاؤ گے عالم الغیب والشہادۃ کی طرف پس وہ تمہیں بتائے گا، جو تم کرتے رہے ہو"۔

مشکل الفاظ کے معانی:

حُمِّلُوْا: جن پر ذمہ داری ڈالی گئی، اَلْحِمَارِ: گدھا، اَسْفَارًا: کتابیں، لَا یَتَمَنَّوْنَہٗٓ: وہ تمنا نہیں کریں گے اس کی، تَفِرُّوْنَ: تم بھاگتے ہو، مُلٰقِیْکُمْ: تم سے ملنے والی ہے۔

ربط:

اس سورت کی آیت نمبر ۴ میں تھا وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے، اللہ کے فضل و کرم کے مستحق وہی لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی کامل اتباع کریں گے اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اتباع نہیں کریں گے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے محروم ہو جائیں گے۔ جیسے یہود نے اللہ تعالیٰ اور اپنے رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اپنی کتاب تورات سے اعراض کیا۔ اور پھر اس کے بعد آپ ﷺ پر ایمان لانے سے اعراض کیا تو اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے محروم ہو گئے۔

تفسیری نکات: یہود کی مثال گدھوں جیسی ہے:

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ مثال ان لوگوں کی جن کو تورات اٹھوائی گئی یعنی اس پر عمل کرنے کا کہا گیا کہ اس کو سمجھو اور اس پر عمل کرو، اس کا تحفظ کرو ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا پھر انہوں نے نہیں اٹھایا اس کو یعنی اس پر عمل نہیں کیا حفاظت کی ذمہ داری نہیں نبھائی كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا۔ اُن کی مثال اس گدھے کی مثال ہے جو کتابوں کا بوجھ اٹھاتا ہے۔ بلاشبہ تورات جس کے یہ لوگ حامل بنائے گئے تھے حکمت و ہدایت کا ایک خزانہ تھا۔ مگر جب ان لوگوں نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا تو ان کی مثال اس گدھے کی سی ہوگئی کہ جس پر علم و حکمت کی پچاس کتابیں لا دو تو اس کو بوجھ میں دبنے کے سوا کوئی فائدہ نہیں۔ وہ تو صرف گھاس کی تلاش میں ہے۔ اس کو اس بات سے کوئی سروکار نہیں کہ میری پیٹھ پر ہیرے موتی لدے ہوئے ہیں یا ٹھیکریاں، اور پتھر۔ اگر محض اسی پر فخر کرنے لگو کہ دیکھو میری پیٹھ پر کیسی کیسی عمدہ اور قیمتی کتابیں لدی ہوئی ہیں لہٰذا میں بڑا عالم ہوں تو یہ اور زیادہ گدھا پن ہوگا۔

فرمایا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ بری ہے مثال اس قوم کی كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی آیتوں کو۔ جنہوں نے اپنے آپ کو گدھے کی طرح بنایا اُن کی مثال بہت بری ہے اللہ کی آیتوں کو جھٹلانے کا مطلب ہے کہ ان پر عمل نہیں کیا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا، ظالم قوم کو۔ جو لوگ ضد، ہٹ دھرمی اور ناانصافی پر قائم رہیں تو انہیں ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔ ہدایت اسے ملتی ہے، جو ہدایت کا طالب ہوتا ہے۔

یہودی قوم موت سے ڈرتی ہے:

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اے وہ لوگو جو یہودی بنے ہوئے ہو اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ اگر تم دعوی کرتے ہو کہ بیشک تم اللہ کے دوست ہو مِنْ دُوْنِ النَّاسِ سب لوگوں کے سوا جنت کے ہم مستحق ہیں، اور جنت ہماری ہے فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ تو تم موت کی آرزو کرو تاکہ مرنے کے بعد عیش و آرام میں پہنچ جاؤ۔ حوریں اور غلمان تمہاری خدمت کریں اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر ہو تم سچے اپنے دعوے میں کہ ہم اللہ کے ولی ہیں، محبوب ہیں۔ ولیوں کے مقام میں پہنچنے کی آرزو کرو موت کی تمنا کرو تاکہ جلدی جنت میں پہنچو۔ لیکن یہودیوں میں سے کسی نے جرات نہیں کی۔ اور اللہ نے پہلے ہی فرمادیا تھا کہ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًا اور یہ نہیں تمنا کریں گے موت کی کبھی بھی بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ بہ سبب اس کے کہ جو آگے بھیجا ہے ان کے ہاتھوں نے۔ جو جنت کا طالب ہوتا ہے وہ موت سے نہیں ڈرتا، اور یہودی کبھی موت کی تمنا نہیں کریں گے وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ اور اللہ خوب جانتا ہے ظلم کرنے والوں کو، اللہ ان سے ہر ظلم کا حساب لے گا۔

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہہ دیں اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ بیشک وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ پس وہ یقیناً تم سے ملنے والی ہے، تم موت سے بھاگ کر کہیں جا نہیں سکتے۔ جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ یقیناً تمہیں ملنے والی ہے۔ فرمایا ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ پھر تم لوٹائے جاؤ گے عالم الغیب والشہادۃ کی طرف۔ اور سورۃ الم سجدہ آیت نمبر ۱۱ میں ہے قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ "اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرمادیں ملک الموت تمہیں موت دے گا جو تم پر مقرر کیا گیا ہے"۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے جزا و سزا کے لیے فَيُنَبِّئُكُمْ پس وہ تمہیں بتلائے گا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ جو اعمال تم کرتے تھے۔ اللہ سے کوئی چیز مخفی نہیں، نیک و بد اعمال سب اس کے سامنے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۹ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۱۰ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا

انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ۭ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ؏ ۱۲

''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو جب اذان دی جائے نماز کے لیے جمعہ کے دن پس دوڑ لگا دو اللہ کے ذکر کی طرف اور چھوڑ دو خرید وفروخت کو یہ بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم جانتے ہو۔ پس جب پوری ہو جائے نماز پس پھیل جاؤ تم زمین میں اور تلاش کرو تم اللہ کے فضل کو اور یاد کرو اللہ کو کثرت سے تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ اور جب یہ دیکھتے ہیں تجارت یا کھیل کو تو پھیل جاتے ہیں، اس کی طرف اور چھوڑ دیتے ہیں آپ ﷺ کو کھڑا ہوا آپ ﷺ فرمادیں جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے کھیل سے اور تجارت سے اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے''۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْجُمُعَةِ: جمعہ، فَاسْعَوْا: (تو) تم دوڑ لگادو، تَرَكُوْكَ: انہوں نے چھوڑ دیا آپ کو۔

ربط:

اس سے قبل آیات میں یہود کی مذمت کی گئی تھی۔ ان کے لیے ہفتے کا دن عبادت کا دن مقرر کیا گیا تھا۔ لیکن انہوں نے اس دن کا احترام ملحوظ نہ رکھا جس کی وجہ سے وہ بندر اور خنزیر بنائے گئے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حکم دے رہے ہیں کہ تمہارے لیے جمعہ کا دن عبادت والا دن ہے تم نے اس کا احترام ملحوظ رکھنا ہے۔ یہودیوں کے لیے تو پورا ہفتے والا دن ہی عبادت کے لیے مخصوص تھا۔ لیکن مسلمانوں کے لیے جمعہ کے دن مخصوص وقت یعنی جمعہ کی اذان سے امام کے جمعہ کی نماز سے سلام پھیرنے تک کا وقت ہے۔

تفسیری نکات: نمازِ جمعہ کے احترام وفضیلت کا بیان:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ جب اذان دی جائے نماز کے لیے جمعہ کے دن۔ اس اذان سے مراد وہ اذان ہے کہ خطیب جب خطبہ پڑھنے کے لیے منبر پر بیٹھتا ہے تو اس کے سامنے کھڑے ہو کر جو اذان دی جاتی ہے کیوں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یہی پہلی اذان تھی۔ پھر جب آبادی بڑھ گئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مدینہ طیبہ کے مقام زوراء پر پہلی اذان دینے کا حکم دیا اور دوسری اذان وہی قائم رہی کہ جب خطیب منبر پر بیٹھتا تھا تو اس کے سامنے دوبارہ اذان دی جاتی تھی فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ پس دوڑ لگا دو اللہ کے ذکر کی طرف یعنی فوراً چل پڑو وَذَرُوا الْبَيْعَ اور خرید وفروخت کو چھوڑ دو۔

پڑھایا تو ساری زندگی زنا ہوگا۔ (تفصیل کے لیے الاحکام القرآن لابی بکر بن العربی رحمۃ اللہ علیہ اور الاحکام القرآن حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ دیکھیے)۔

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ یہ خرید و فروخت کو چھوڑنا تمہارے حق میں بہتر ہے اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر ہو تم جانتے کہ جمعہ کا نفع باقی رہنے والا ہے اور خرید و فروخت کا نفع فنا ہونے والا ہے۔ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ پھر جب پوری ہو جائے نماز فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ پس تم پھیل جاؤ زمین میں یعنی اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہو جاؤ اپنی اپنی ڈیوٹی پر چلے جاؤ۔ جو شخص جو کام کرتا ہے اسے اجازت ہے کہ اب وہ اپنا کام شروع کر سکتا ہے۔ اپنا کام کرو وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ اور تلاش کرو اللہ کے فضل کو۔ روزی کو تلاش کرو اور اور روزی رزق کی تلاش میں مشغول ہو کر اللہ کو نہ بھول جانا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا اور یاد کرو اللہ کو کثرت سے لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

ذکر کی کوئی حد نہیں ہے، جتنا چاہیں اور جس وقت چاہیں اللہ کا ذکر کریں، ذکر کے لیے وضو بھی شرط نہیں ہے۔

جمعہ کا خطبہ نہ سننے پر مسلمانوں کو تنبیہ:

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا اور جب یہ دیکھتے ہیں کہ تجارت کو یا کھیل کو تو پھیل جاتے ہیں منتشر ہو جاتے ہیں اس کی طرف وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا اور چھوڑ دیتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑا ہوا۔ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ اناج کا ایک قافلہ مدینہ طیبہ آپہنچا (مسجد نبوی کے قریب جب اس طرح کا قافلہ آتا تھا تو دف بجا کر اعلان ہوتا تھا کہ قافلہ آگیا ہے، اناج وغیرہ خرید لو۔ ان دنوں میں اناج کی کمی بھی تھی۔ جب اعلان سنا تو سب لوگ ادھر چلے گئے صرف بارہ آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہ گئے، جن میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھی تھے) باقی سارے چلے گئے۔ اس وقت اللہ نے یہ آیت نازل فرما کر تنبیہ فرمائی۔

اس وقت نماز پہلے ہوتی تھی اور خطبہ بعد میں ہوتا تھا عیدین کی طرح۔ بعد میں خطبہ پہلے ہونے لگا اور نماز بعد میں۔ اس وقت چونکہ نماز ہو چکی تھی اور یہ گمان کیا کہ خطبہ چھوڑنے میں کوئی گناہ نہیں ہے یہ معلوم نہیں تھا کہ جمعہ کا خطبہ بھی نماز کی طرح فرض ہے۔ کچھ ان دنوں اناج کی قلت تھی یہ لغزش ہوئی جس پر اللہ نے تنبیہ فرمائی۔ اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ اگر اس دن سارے لوگ خطبہ چھوڑ کر چلے جاتے تو سب پر اللہ کا غضب نازل ہوتا اور ایسی آگ بھڑکتی کہ جس میں جل کر سارے راکھ ہو جاتے۔ اس تنبیہ کے بعد پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالت یہ تھی کہ اگر کسی کی نکسیر بھی پھوٹ پڑتی تو وہ اجازت لے کر جاتا تھا۔

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے مِّنَ اللَّهْوِ کھیل سے وَمِنَ التِّجَارَةِ اور تجارت سے، نماز جمعہ اور خطبہ جمعہ سننے سے جو ثواب ملتا ہے اور اللہ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اس کے

سامنے کھیل اور تجارت کی کیا حیثیت ہے وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ اور اللہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ لہذا رزق کے لیے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اور نہ اس کے لیے احکام چھوڑنے کی ضرورت ہے۔

سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِيَّةٌ

سورۃ المنافقون مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ منافقون کا لفظ اس سورۃ کی پہلی آیت میں آرہا ہے۔ قرآنی ترتیب کے مطابق اس سورت کا تریسٹھ (٦٣) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق ایک سو چار (١٠٤) نمبر ہے۔ یعنی اس سے قبل ایک سو تین (١٠٣) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس سورۃ کی آیات کی تعداد گیارہ (١١) ہے اور رکوع کی تعداد دو (٢) ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ

جب آتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس منافق تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں،

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ﴿١﴾ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً

اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے بیشک منافق البتہ جھوٹ بولتے ہیں۔

فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٢﴾ ذٰلِكَ

بنا لیا انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال پس روکتے ہیں اللہ کے راستے سے بیشک یہ لوگ برا ہے وہ کام جو وہ کرتے ہیں۔ یہ اس

بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿٣﴾ وَاِذَا

وجہ سے ہوا کہ وہ ایمان لائے پھر انہوں نے کفر کیا، پس مہر لگا دی گئی ان کے دلوں پر، پس وہ نہیں سمجھتے۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم

رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ

ان کو دیکھتے ہیں تعجب میں ڈالتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے وجود۔ اور اگر وہ بات کریں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنیں گے ان کی

كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ؕ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ

بات کو، گویا کہ وہ لکڑیاں ہیں ٹیک لگائی ہوئی گمان کرتے ہیں وہ ہر چیخ کو اپنے برخلاف یہی دشمن ہیں پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے

قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ

بچیں، اللہ ان کو تباہ کرے، کدھر الٹے پھیرے جا رہے ہیں۔ اور جب کہا جاتا ہے ان سے آؤ، بخشش طلب کرے تمہارے

رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝

لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو مٹکاتے ہیں اپنے سروں کو، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھتے ہیں کہ وہ رکتے ہیں، اور وہ تکبر کرنے

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ

والے ہیں۔ برابر ہے ان کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے بخشش طلب کریں یا بخشش طلب نہ کریں، ہرگز نہیں بخشے گا

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝

اللہ ان کو، بیشک اللہ نہیں ہدایت دیتا نافرمان قوم کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

نَشْهَدُ: ہم گواہی دیتے ہیں، اَجْسَامُهُمْ: ان کے جسم، خُشُبٌ: لکڑیاں، مُسَنَّدَةٌ: سہارا لگائی ہوئی، لَوَّوْا: وہ مٹکاتے ہیں، اَسْتَغْفَرْتَ: خواہ آپ استغفار کریں۔

ربط:

سابقہ سورۃ یعنی سورۃ جمعہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا بیان تھا هُوَالَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول ماننے والوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں کا ذکر تھا۔ اب ان لوگوں کا ذکر ہے جو زبانوں سے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول مانتے ہیں لیکن دل سے نہیں مانتے تھے یعنی منافقین مدینہ۔

شانِ نزول:

شان نزول کے بارے میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ ہے کہ یہ واقعہ غزوہ تبوک میں پیش آیا جو ہجرت کے نویں سال رجب کے مہینے میں ہوا

جبکہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ ہے کہ یہ غزوہ مریسیع کا واقعہ ہے جو ہجرت کے پانچویں سال شعبان کے مہینہ میں پیش آیا۔ لیکن تحقیق امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی درست ہے، واقعہ یہ پیش آیا کہ چند منافق جمع تھے، رات کا وقت تھا منافقوں نے یہ خیال کیا کہ ہماری باتیں کوئی نہیں سنتا۔

انہوں نے آپس میں باتیں شروع کر دیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف، اسلام کے خلاف، قرآن کے خلاف کہنے لگے کہ نعوذ باللہ دیکھو جی اس کا پیٹ نہیں بھرتا، مدینہ پر قبضہ کیا اس نے پھر مکہ پر قبضہ کیا پھر خیبر پر اب رومیوں کے خلاف

لڑنا چاہتا ہے پھر کہا کہ یہ غلطی ہماری ہے ہم نے ان کو خرچہ دیا، مکانوں میں جگہ دی وغیرہ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین نے کہا کہ اب ہم جب واپس مدینہ میں گئے تو میں سب سے عزت والا ہوں اس ذلیل کو یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معاذ اللہ نکالوں گا۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے یہ باتیں سنیں انہوں نے آکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوش گزار کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان منافقین کو بلا کر پوچھا کہ تم نے رات کو یہ باتیں کی ہیں کہنے لگے حضرت وہ زبانیں نہ جل جائیں وہ ہونٹ فنا نہ ہو جائیں، اگر ہم نے ایسی باتیں کی ہوں جس نے ہمارے خلاف یہ باتیں کی ہیں۔ اس کو کہو کہ کوئی گواہ تو پیش کرے اتنی انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دلائی بخاری کی روایت ہے فَصَدَّقَهُ وَكَذَّبَنِي پس خود سچے ہو گئے اور مجھے جھوٹا کر دیا اور مجھ پر ناراض بھی ہوئے۔ یہاں تک کہ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اور میرے چچا نے بھی مجھے کہا کہ احمق تو نے کیسی بات کی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجھے جھوٹا کہا تو تجھے سچا کون کہے گا۔ یہاں تک کہ یہ سورت نازل ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بلا کر کہا اے زید اِنَّ اللّٰهَ صَدَّقَكَ کہ اللہ تعالیٰ نے تیری تصدیق کی۔

تفسیری نکات: منافقین کی دلی حالت زار کا بیان:

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ جب آتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس منافق قَالُوْا تو کہتے ہیں نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں شریعت کی زبان میں منافق اسے کہتے ہیں جو زبان سے اقرار کرتا ہے مگر دل سے تسلیم نہیں کرتا وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اتنی بات تو ان کی ٹھیک ہے اور باوجود اس کے وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ بیشک منافق البتہ جھوٹے ہیں کیوں کہ ان کی گواہی محض زبانی ہے دل سے منکر ہیں۔ نہ اللہ کی وحدانیت کو مانتے ہیں اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر یقین رکھتے ہیں وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں زبان سے کہہ رہے ہیں ان کے دلوں میں کفر بھرا ہوا ہے۔

اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً بنالیا ہے انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال۔ الزام سے بچنے کے لیے قسمیں اٹھا کر کہتے ہیں کہ ہم نے یہ بات نہیں کہی، جیسا کہ سورۃ توبہ آیت نمبر ۷۴ میں ہے يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا وہ اللہ کے نام کی قسمیں اٹھاتے ہیں کہ انہوں نے وہ بات نہیں کہی وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ حالانکہ تحقیق انہوں نے کلمہ کفر کہا ہے الزام سے بچنے کے لیے انہوں نے قسموں کو ڈھال بنایا ہے فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ پس روکتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے راستے سے دوسرے لوگوں کو بھی۔ اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کر کے نئے مسلمان ہونے والے کو اسلام سے متنفر کرنے کی کوشش کرتے ہیں اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بیشک یہ لوگ جو کام کرتے ہیں وہ انتہائی بُرا ہے اور جھوٹا ایمان اور اللہ تعالیٰ کے راستے سے لوگوں کو روکنا یہ سب برے کام ہیں۔

منافقین کی ظاہری حالت دھوکے میں ڈالنے والی ہے:

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا یہ قبیح حرکتیں اور خباثتیں جو ان منافقین سے سرزد ہوتی ہیں اس وجہ سے کہ بیشک وہ ایمان لائے ظاہری طور پر یعنی زبان سے ایمان ظاہر کیا ثُمَّ كَفَرُوْا پھر انہوں نے کفر کیا۔ دل سے کفر پر اڑے رہے اس وجہ سے فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ پس مہر لگادی گئی ان کے دلوں پر۔ لہٰذا اب ان کے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوگا، کہ ان کے دلوں میں حق کو قبول کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رہی فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ پس وہ نہیں سمجھتے حق کو نہ ایمان کو اور نہ بھلائی کو۔

وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ اور جب آپ ﷺ ان کو دیکھتے ہیں تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ تعجب میں ڈالتے ہیں آپ ﷺ کو انکا جسم ظاہری ڈیل وڈول، وضع قطع بالکل ٹھیک ٹھاک ہے دیکھ کر آدمی متاثر ہوتا ہے کہ یہ لوگ بڑے معزز ہیں مگر اندر سے گندے اور کمینے ہیں وَاِنْ يَّقُوْلُوْا اور اگر وہ بات کریں گے تو تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ آپ ﷺ سنیں گے ان کی بات کو کہ وہ بات اس انداز سے کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کو اپنی طرف متوجہ کرلیتی ہے لیکن حقیقت سے خالی ہوتی ہے كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ گویا کہ وہ لکڑیاں ہیں جنہیں دیوار کے ساتھ لگا کر کھڑا کردیا گیا ہے کہ وجود میں تو لمبی چوڑی ہیں مگر بے جان ہیں۔

منافقین کی کسی صورت بھی مغفرت نہیں ہے:

یہی حال منافقوں کا ہے کہ ظاہری طور پر بڑے ڈیل ڈول والے ہیں مگر بالکل بے مغز ہیں جیسے ڈھول کا اندر بالکل خالی ہوتا ہے يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ گمان کرتے ہیں وہ ہر چیخ کو اپنے برخلاف۔ ایمان اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے ہر وقت خوف زدہ رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ لشکر میں اگر کوئی گم شدہ جانور کے لیے آواز دے یا کسی اور وجہ سے آواز دی جاتی ہے تو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے اوپر کوئی آفت آنے والی ہے هُمُ الْعَدُوُّ یہی دشمن ہیں فَاحْذَرْهُمْ پس آپ ﷺ ان سے بچتے رہیں، ان کی کسی بات پر اعتماد نہ کریں قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اللہ ان کو تباہ کرے دین حق سے دور جا رہے ہیں اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ کدھر پھیرے جارہے ہیں ایمان سے۔ دلیل قائم ہونے کے بعد پھر منافقوں کی حماقت دیکھو کہ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ معذرت کرلو رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنی غلطیوں کی تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ بخشش طلب کریں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ اللہ تعالیٰ سے لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ تو مٹکاتے ہیں اپنے سروں کو کہ ان سے معذرت کریں، اپنی غلطیوں کا اعتراف کریں وَرَاَيْتَهُمْ اور آپ ﷺ ان کو دیکھتے ہیں يَصُدُّوْنَ رکتے ہیں اعراض کرتے ہیں معذرت کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ اور وہ تکبر کرنے والے ہیں، کہ ہمیں بخشش کی ضرورت نہیں ہے۔ منافقوں کے جو مخلص مومن قریبی رشتہ

دار تھے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے درخواست کی کہ حضرت یہ تو احمق ہیں لیکن اگر آپ ﷺ ان بدبختوں کے لیے مغفرت مانگیں شاید اللہ ان کو معاف کر دے اور ایمان کی توفیق عطا فرما دے۔ نبی کریم نے استغفار کا ارادہ فرمایا تو اللہ نے آپ ﷺ کو آگاہ فرمادیا۔

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ برابر ہے ان کے لیے اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ کہ آپ ﷺ ان کے لیے بخشش طلب کریں اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ یا بخشش طلب نہ کریں لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ہرگز نہیں بخشے گا اللہ ان کو، کیوں کہ ان میں ہدایت کی طلب نہیں ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ بیشک اللہ ہدایت نہیں دیتا، نافرمان قوم کو، یہ لوگ ضدی ہیں کھوٹے ہیں اور کفر سے باہر نکلنا نہیں چاہتے لہٰذا ان کو ہدایت نصیب نہیں ہو سکتی۔

هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ

یہ وہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں نہ خرچ کرو ان پر جو اللہ کے رسول ﷺ کے پاس ہیں، یہاں تک کہ وہ تتر بتر ہو جائیں

وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝۷ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ

اور اللہ کے لیے ہیں آسمانوں اور زمین کے خزانے ، اور لیکن منافق نہیں سمجھتے۔ کہتے ہیں اگر ہم لوٹے

رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ

مدینہ منورہ کی طرف ضرور نکالے گا زور والا اس میں سے ذلیل کو حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے عزت ہے اور اس کے

ع وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۸ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

رسول ﷺ کے لیے اور ایمان والوں کے لیے اور لیکن منافق نہیں جانتے۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو

لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

نہ غافل کریں تمہیں تمہارے اموال اور نہ تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے اور جس نے ایسا کیا پس یہی لوگ ہیں نقصان

الْخٰسِرُوْنَ ۝۹ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ

اٹھانے والے۔ اور خرچ کرو اس چیز میں سے جو ہم نے تمہیں رزق دیا ہے پہلے اس سے کہ آئے تم میں سے کسی ایک کو موت

فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۰

پس کہے وہ اے میرے رب کیوں نہ مہلت دی آپ نے مجھے تھوڑی سی مدت پس میں صدقہ کرتا اور ہو جاتا میں نیکوں میں سے

ع وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۱

اور ہرگز نہیں مہلت دے گا اللہ تعالیٰ کسی نفس کو جب آ جائے گا اس کا وعدہ اور اللہ تعالیٰ خبر رکھتا ہے ان کاموں کی جو تم کرتے ہو۔

وعدہ اور اللہ تعالیٰ خبر رکھتا ہے ان کاموں کی جو تم کرتے ہو"۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَنْفَضُّوْا: وہ تتر بتر ہو جائیں گے، رَجَعْنَآ: ہم لوٹ گئے، اَلْاَذَلَّ: ذلیل، لَا تُلْهِكُمْ: تمہیں غافل نہ کر دیں، اَخَّرْتَنِيْٓ: آپ نے مجھے مہلت (کیوں نہ) دی، فَاَصَّدَّقَ: (کہ) میں خیرات کرتا، لَنْ يُّؤَخِّرَ: ہرگز مہلت نہیں دیتا۔

ربط:

سابقہ آیات سے منافقین کی منافقانہ حالت زار کا بیان چل رہا تھا۔ اب بھی ان آیات میں منافقین کے نفاق اور ان کی خباثتوں کا بیان ہو رہا ہے۔

تفسیری نکات: منافقوں کی مزید خباثتوں کی بیان:

هُمُ الَّذِيْنَ وہی لوگ ہیں يَقُوْلُوْنَ جو کہتے ہیں لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ نہ خرچ کرو تم ان پر جو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے پاس ہیں حَتّٰى يَنْفَضُّوْا یہاں تک کہ وہ تتر بتر ہو جائیں ادھر ادھر بھاگ جائیں تو اس طرح کی باتیں کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کیوں کر بخشے گا۔ غزوہ بنو مصطلق کے سفر میں ایک مہاجر اور انصاری صحابی رضی اللہ عنہما کے درمیان جھگڑا ہوا مہاجر نے انصاری کی پشت پر تھپڑ مار دیا مہاجر نے مدد کے لیے مہاجرین کو آواز دی اور انصاری نے مدد کے لیے انصار کو آواز دی کہ پہنچو۔ نبی کریم ﷺ نے یہ باتیں سنیں تو فرمایا کہ یہ کیا تم نے زمانہ جاہلیت کی باتیں شروع کر دی ہیں، انہوں نے کہا کہ ایک مہاجر نے انصاری کو تھپڑ مارا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بس اب تم اس معاملے کو ختم کر دو۔ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین اور دوسرے منافقوں کو علم ہوا تو کہنے لگے یہ سب تمہاری امداد کا نتیجہ ہے، تم نے ان کو ٹھکانا دیا، ان پر مال خرچ کیا اس لیے تو نوبت یہاں تک پہنچی ہے کہ یہ اب تمہیں مارنے لگ گئے ہیں، لہٰذا آئندہ ان پر خرچ کرنا بند کرو۔ یہ سب ادھر ادھر بھاگ جائیں گے اللہ نے اس کا جواب دیا اور فرمایا وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں خزانے آسمانوں اور زمین کے وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ اور لیکن منافق نہیں سمجھتے۔ حدیث میں آتا ہے کہ منافق میں دو چیزیں نہیں ہوتیں، حسن خلق اور دین کی سمجھ۔ چنانچہ انہوں نے یہ سمجھا کہ مال ہمارے پاس ہے اور سدا ہمارے پاس ہی رہنا ہے لہٰذا مہاجرین پر خرچ نہ کرو تا کہ یہ مدینہ سے منتشر ہو جائیں۔ ان کو اتنی سمجھ نہیں تھی کہ خزانے سارے کے سارے اللہ کے ہیں حقیقی مالک وہی ہے وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے يَقُوْلُوْنَ یہ کہتے ہیں کہ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ اگر ہم لوٹے مدینہ کی طرف لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ تو نکال دے گا زور والا اس سے ذلیل کو۔ یہ بات رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے کہی تھی، کہ ہم باعزت لوگ ہیں ان ذلیل مہاجروں کو وہاں سے نکال دیں گے۔ یہ بات ایک صحابی نے سن لی اور جا کر نبی کریم ﷺ کو بتا دی۔ اس پر حضرت

عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیں میں اس منافق کی گردن اتار دوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ اِنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ اَصْحَابَهٗ "عمر رضی اللہ عنہ اس بات کو چھوڑ دو لوگ یہ پروپیگنڈہ نہ کریں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں' اور یہ چیز اسلام کے راستے میں رکاوٹ بن جائے گی۔

عبداللہ بن اُبی کے بیٹے کا طرزِ عمل:

عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کا بیٹا اُن کا نام بھی عبداللہ تھا وہ مخلص مومن تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار صحابہ میں سے تھے اُن کو جب اس بات کا علم ہوا کہ میرے باپ نے یہ بات کہی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا ہے تو عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اجازت دیں تو میں اپنے باپ کا سر کاٹ کر پیش کردوں جس نے ایسے غلط کلمات کہے ہیں، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع کر دیا کہ ایسا نہ کرنا، جب تک یہ بدبخت ہمارے ساتھ ہے ہم اس کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے۔ لیکن جب قافلہ مدینہ طیبہ کے قریب پہنچا تو بیٹے نے باپ کے سامنے تلوار سونت لی اور باپ کے سامنے کھڑا ہوگیا اور کہا وَاللّٰهُ لَا تَنْقَلِبُ حَتّٰى تُقِرَّ اِنَّكَ ذَلِيْلٌ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ عَزِيْزٌ " اللہ کی قسم ہے ابا جی میں تمہیں اس وقت تک شہر میں داخل نہیں ہونے دوں گا جب تم اقرار نہ کرلو کہ تو ذلیل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باعزت ہیں"۔ جب باپ نے دیکھا کہ بیٹا مجھے چھوڑے گا نہیں تو اس نے یہ کہہ کر جان چھڑائی کہ میں ذلیل ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باعزت ہیں۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ حالانکہ اللہ ہی کے لیے عزت ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور ایمان والوں کے لیے عزت ہے وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لیکن منافق نہیں جانتے اس بات کو۔

مال اور اولاد اللہ کی یاد سے غافل کرنے کا سبب نہ بنیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ نہ غفلت میں ڈالیں تمہارے مال اور نہ اولاد اللہ کے ذکر سے یعنی دین کے جملہ امور، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ۔ صدقہ خیرات، تلاوت قرآن کریم وغیرہ۔

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ اور جو ایسا کرے گا مال اور اولاد کی وجہ سے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کرے گا فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ پس یہی لوگ ہیں نقصان اٹھانے والے۔ کیوں کہ جب آدمی نے دائمی آخرت کو چھوڑ کر فانی دنیا کو اختیار کرلیا تو وہ نقصان ہی اٹھائے گا۔ اور سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۱۲۴ میں ہے وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا اور جس شخص نے اعراض کیا میرے ذکر سے اس کے لیے گزران ہوگا تنگی کا۔ مال و دولت کی فراوانی کے باوجود زندگی میں سکون نہیں ہوگا۔

وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ اور خرچ کرو اس چیز میں سے جو ہم نے تمہیں رزق دیا ہے اکثر حضرات تو فرماتے ہیں کہ چیز سے مراد مال ہے کہ ہم نے جو تمہیں مال دیا ہے اس میں سے خرچ کرو۔ زکوٰۃ ادا کرو، عشر نکالو، فطرانہ ادا کرو،

اور نفلی صدقہ خیرات بھی کرتے رہو مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَ اَحَدَکُمُ الۡمَوۡتُ پہلے سے اس کہ آئے تم میں سے کسی ایک کو موت، یعنی موت کے آثار ظاہر ہوں فَیَقُوۡلَ پس وہ کہے رَبِّ لَوۡلَاۤ اَخَّرۡتَنِیۡۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیۡبٍ اے میرے رب کیوں نہ مہلت دی آپ نے مجھے تھوڑی سی مدت۔ مجھے تھوڑی سی مزید مدت کے لیے مہلت کیوں نہ دی فَاَصَّدَّقَ پس میں صدقہ کرتا، زکوٰۃ دیتا، خیرات کرتا وَ اَکُنۡ مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ اور ہو جاتا میں نیکوں میں سے۔ مگر اس وقت مہلت نہیں ملے گی۔

وَلَنۡ یُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفۡسًا اور ہرگز مہلت نہیں دے گا اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا جب آ جائے گا اس کا وعدہ یعنی جب کسی جان کا دنیا چھوڑنے کا وقت جو مقدر تھا پورا ہو گیا پھر اس کو ایک سانس کی بھی مہلت نہیں ملتی وَاللّٰهُ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ اور اللہ تعالیٰ خبر رکھتا ہے ان کاموں کی جو تم کرتے ہو تمہارا ہر فعل اللہ کے علم میں ہے۔ اعمال کے مطابق سزا اور جزا کے مستحق ہوں گے۔

سُوۡرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِیَّةٌ

سورۃ تغابن مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ تغابن کا لفظ اس سورۃ کی آیت نمبر ۹ میں آ رہا ہے۔ تغابن کا مطلب ہے ایک دوسرے کو نقصان پہنچانا۔ مزید تفسیر و تشریح آگے بیان ہوگی۔

ترتیب قرآنی کے مطابق اس سورۃ کا چونسٹھ (۶۴) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس سورۃ کا ایک سو آٹھ (۱۰۸) نمبر ہے یعنی اس سے قبل ایک سو سات (۱۰۷) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس سورۃ کی اٹھارہ (۱۸) آیات ہیں اور رکوع کی تعداد دو (۲) ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ۚ لَهُ الۡمُلۡكُ وَلَهُ

پاکی بیان کرتی ہے اللہ کی وہ مخلوق جو آسمانوں میں ہے اور وہ مخلوق جو زمین میں ہے اسی کے لیے ملک اور اسی کے لیے ہے

الۡحَمۡدُ ۫ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۱﴾ هُوَ الَّذِیۡ خَلَقَكُمۡ فَمِنۡكُمۡ كَافِرٌ وَّمِنۡكُمۡ مُّؤۡمِنٌ ؕ

تعریف، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ وہ ذات ہے جس نے تم کو پیدا کیا پس تم میں سے بعض کافر ہیں اور تم میں سے بعض مومن

وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ﴿۲﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ

ہیں، اور اللہ تعالیٰ اس کارروائی کو جو تم کرتے ہو دیکھنے والا ہے۔ اس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو، حق کے ساتھ

وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ﴿٣﴾ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

اور تمہیں صورت بخشی، پس بہت اچھی صورت عطا کی تم کو، اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ وہ جانتا ہے اس چیز کو جو آسمانوں میں

وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ

ہے اور زمین میں ہے اور وہ جانتا ہے اس چیز کو جس کو تم چھپاتے ہو اور اس چیز کو جس کو تم ظاہر کرتے ہو، اور اللہ تعالیٰ جاننے والا

بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٤﴾ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ ۫ فَذَاقُوا

ہے، دلوں کے راز۔ کیا نہیں آئی تمہارے پاس خبر ان لوگوں کی جنہوں نے کفر کیا، اس سے پہلے، پس چکھا انہوں نے اپنے

وَبَالَ أَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٥﴾ ذٰلِكَ بِأَنَّهُ كَانَتْ تَأْتِيهِمْ

معاملے کا وبال اور ان کے لیے ہے، دردناک عذاب۔ یہ اس لیے کہ بیشک شان یہ ہے کہ آئے تھے ان کے پاس، ان کے

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوا أَبَشَرٌ يَهْدُونَنَا ۫ فَكَفَرُوا وَتَوَلَّوْا

رسول واضح دلائل لے کر، پس انہوں نے کہا، کیا بشر رہنمائی کریں گے ہماری، پس انہوں نے انکار کیا، اور اعراض کیا

وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ۚ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴿٦﴾

اور اللہ تعالیٰ نے بھی بے پروائی کی اور اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے تعریفوں والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

صَوَّرَكُمْ: اور تمہیں صورت بخشی، تُسِرُّونَ: جس کو تم چھپاتے ہو، يَهْدُونَنَا: ہمیں ہدایت کریں گے، وَتَوَلَّوْا: اور اعراض کیا، وَاسْتَغْنَى اللّٰهُ: اور اللہ نے بھی بے پروائی کی۔

ربط:

سورۂ منافقون کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو مخاطب فرمایا تھا کہ تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور اے ایمان والو تمہارے اموال اور تمہاری اولادیں تمہیں اس بات سے غافل نہ کردیں کہ تم اللہ کے ذکر سے غافل ہو جاؤ۔ اب اس سورت تغابن کے آغاز میں ہی اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ آسمانوں اور زمین کی تمام مخلوقات اللہ کا ذکر اور تسبیح بیان فرماتی ہیں اُسے تمہارے ذکر کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کرو گے تو تمہارا اپنا ہی فائدہ ہے۔

تفسیری نکات: کائنات کی ہر شے اللہ کی تعریف کرتی ہے:

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ اللہ کی پاکی بیان کرتی ہے مَا فِي السَّمٰوٰتِ وہ مخلوق جو آسمانوں میں ہے اور وہ مخلوق جو زمین میں ہے۔ آسمانوں میں فرشتے، چاند، سورج، ستارے، اور دیگر بہت سی مخلوق جس کو ہم نہیں جانتے۔ سب اللہ کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں، وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ اور وہ مخلوق جو زمین میں ہے اوپر نیچے سات زمینیں، ہیں ان میں بیشمار مخلوق ہے سب

اللہ کی پاکیزگی بیان کرتی ہے۔ لَهُ الْمُلْكُ اسی کے لیے ملک ہے سارے ملک کا خالق بھی وہی ہے مالک بھی وہی ہے سارے ملک میں تصرف بھی اسی کا ہے۔ خدائی اختیارات اللہ نے رتی برابر بھی کسی کو نہیں دیے۔ وَلَهُ الْحَمْدُ اور اسی کے لیے تمام تر تعریف ہے۔ کیوں کہ تعریفوں کے لائق اور تعریفوں کا مستحق صرف وہی ہے۔ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو چاہے سو کرے اس کو کوئی پوچھ نہیں سکتا۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وہ وہی ذات ہے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے، فَمِنْكُمْ كَافِرٌ پھر بعض تم میں سے کافر ہیں، وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ اور بعض تم میں سے مومن ہیں کافروں کی دنیا میں ہمیشہ اکثریت رہی ہے۔

تو فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر تم میں سے بعض کافر ہوئے اور بعض مومن، وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ اور اللہ تعالیٰ اس کارروائی کو جو تم کرتے ہو دیکھنے والا ہے۔ جو عمل تم کر رہے ہو وہ اس کی نگاہ میں ہے۔ ہر چیز اس کی نگاہ میں ہے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ اس نے پیدا کیا آسمانوں کو وَالْاَرْضَ اور زمینوں کو بِالْحَقِّ حق کے ساتھ۔ دنیا میں کوئی چیز بے مقصد اور بے فائدہ نہیں ہے۔ تو کیا خیال ہے تمہارا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو بے فائدہ پیدا کیا ہے۔ پھر زمین و آسمان پیدا کرنے والے نے وَصَوَّرَكُمْ تمہیں شکلیں اور صورتیں دی ہیں، فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ پس بہت اچھی صورتیں تمہیں عطا کی ہیں۔ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

پہلے اللہ تعالیٰ کی صفت خلق کا بیان تھا، آگے صفت علم کا بیان ہے۔ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وہ جانتا ہے اس چیز کو جو آسمانوں میں ہے، وَالْاَرْضِ اور جو کچھ زمین میں ہے، وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ اور وہ جانتا ہے اس چیز کو جو تم چھپاتے ہو جو تم آہستہ باتیں کرتے ہو، ان کو جانتا ہے۔ وَمَا تُعْلِنُوْنَ اور اس کو بھی جانتا ہے جس کو تم ظاہر کرتے ہو۔ جو تم کھلے بندوں باتیں کرتے ہو ان کو بھی جانتا ہے۔ بلکہ باتوں کی کیا بات ہے؟ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے، دلوں کے راز کو۔ دلوں میں جو نیک اور بد خیال آتے ہیں ان کا خالق بھی وہی ہے اور جاننے والا بھی وہی ہے۔ اللہ کے سوا دلوں کی بات کو کوئی نہیں جانتا۔

سابقہ قوموں کے انکار حق کا نتیجہ:

اَلَمْ يَاْتِكُمْ کیا نہیں آئی تمہارے پاس نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا خبر ان لوگوں کی جنہوں نے کفر کیا مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے۔ تمہارے سے پہلے جو کافر ہوئے ہیں ان کی خبریں ان کے حالات تمہارے پاس نہیں آئے؟ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ پس چکھا انہوں نے اپنے معاملے کا وبال۔ دنیا میں جو سزائیں ان پر نازل ہوئیں ان کی خبریں تمہارے پاس نہیں پہنچیں۔ بہت ساری قوموں کی سزاؤں کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے، کسی کو اللہ نے پانی میں غرق کیا، کسی پر پتھر برسائے، کسی پر زلزلہ آیا کسی کو زمین میں دھنسایا یہ تو دنیا میں سزا ملی۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اور ان کے لیے عذاب ہے دردناک۔ دنیا کی سزا کے علاوہ عذاب قبر میں ہوگا حشر میں ہوگا، دوزخ میں ہوگا، دنیا میں ان کو کیوں سزائیں ہوئیں اور

آخرت میں عذاب الیم، کیوں ہوگا؟

ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ یہ اس لیے کہ بیشک شان یہ ہے کہ، كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ آئے تھے ان کے پاس ان کے رسول، بِالْبَيِّنٰتِ واضح دلائل لے کر، فَقَالُوْٓا پس کہا ان کافروں نے، اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا کیا بشر رہنمائی کریں گے ہماری، کافروں کا نظریہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری ہدایت مطلوب ہوتی تو فرشتوں کو پیغمبر بنا کر ہماری رہنمائی کے لیے بھیجتا۔ یہ بشر ہو کر ہماری رہنمائی کرتے ہیں فَكَفَرُوْا پس انہوں نے انکار کیا، نبی کی نبوت کا بشر نبی نہیں ہو سکتا، ہم کسی اپنے جیسے انسان کو نبی ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

وَتَوَلَّوْا اور انہوں نے اعراض کیا منہ موڑ لیا حق سے توحید کو انہوں نے نہ مانا رسالت کا انکار کر دیا، قیامت کو تسلیم نہیں کیا، وحی کو نہیں مانا کہ وحی کوئی چیز نہیں ہے، وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ؕ اور اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے، وہ تو محتاج نہیں ہے۔ محتاج تو مخلوق ہے کہ روٹھ جائے تو دوسرے اس کو منانے کے لیے جاتے ہیں، یعنی مان جاؤ تسلیم کر لو۔ اللہ تعالیٰ تو منکروں کے پیچھے نہیں جاتا ہے وہ تو مستغنی ہے۔ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ اور اللہ تعالیٰ بے پرواہے تعریفوں والا ہے۔

زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ؕ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ

دعوی کرتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا کہ وہ ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے، اے نبی کریم ﷺ آپ کہہ دیں کیوں نہیں،

لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ؕ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝۷

قسم ہے میرے رب کی تم ضرور اٹھائے جاؤ گے، پھر تمہیں بتلایا جائے گا، جو عمل تم نے کیے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

پس ایمان لاؤ تم اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول ﷺ پر اور اس نور پر جو ہم نے نازل کیا، اور اللہ تعالیٰ اس چیز سے جو تم کرتے

خَبِيْرٌ ۝۸ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ

ہو خبر رکھنے والا ہے۔ جس دن جمع کرے گا تم کو جمع ہونے کے دن یہ دن ہار جیت کا دن ہے، اور جو شخص ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر

وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

اور عمل کیا اچھا معاف کر دے گا، اللہ تعالیٰ اس سے، اس کی برائیاں اور داخل کرے گا اس کو باغوں میں، بہتی ہیں اس کے نیچے

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۹ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ

نہریں، رہیں گے ان میں ہمیشہ یہ ہے بڑی کامیابی، اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو

ع ۱۵ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۱۰ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا

یہی لوگ دوزخ والے ہیں ہمیشہ رہیں گے اس میں اور بہت بری جگہ ہے لوٹ کر جانے کی، نہیں پہنچتی کوئی مصیبت مگر

بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ یُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ یَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿11﴾

اللہ کے حکم سے اور وہ شخص جو ایمان رکھتا ہے اللہ تعالیٰ پر رہنمائی کرتا ہے اس کے دل کی، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا

اور اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول ﷺ کی پس اگر تم منہ موڑو گے پس پختہ بات ہے ہمارے رسول ﷺ کے

الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿12﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَعَلَی اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿13﴾

ذمہ پہنچا دینا ہے کھول کر اللہ وہ ہے کہ نہیں ہے کوئی معبود سوا اس کے، اور اللہ تعالیٰ ہی پر پس چاہیے کہ بھروسا کریں ایمان والے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

زَعَمَ: گمان کیا، لَنْ یُّبْعَثُوْا: ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے، لَتُبْعَثُنَّ: تم البتہ ضرور اٹھائے جاؤ گے، لَتُنَبَّؤُنَّ: تمہیں البتہ ضرور بتایا جائے گا، عَمِلْتُمْ: تم نے کیا ہے، سَیِّاٰتِهٖ: اس کے گناہ۔

ربط:

دین اسلام کے بنیادی طور پر تین اہم اصول ہیں ① توحید، ② رسالت، ③ آخرت۔ سابقہ آیات میں آغاز سورت سے آیت نمبر ۴ تک توحید کا بیان ہوا اور اس کے بعد رسالت کا بیان ہوا تھا۔ اب ان آیات سے عقیدہ آخرت کا بیان ہو رہا ہے۔

تفسیری نکات: دوبارہ زندہ ہونے کے عقیدے کا انکار

زَعَمَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا دعویٰ کرتے ہیں، اَنْ لَّنْ یُّبْعَثُوْا ؕ کہ وہ ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے، قریش مکہ بڑے شدومد کے ساتھ بعث بعد الموت کا انکار کرتے تھے اللہ تعالیٰ ان کے انکار کے جواب میں فرماتا ہے۔

قُلْ اے نبی کریم ﷺ آپ کہہ دیں کیوں نہیں دوبارہ اٹھائے جاؤ گے بَلٰی وَرَبِّیْ لَتُبْعَثُنَّ قسم ہے میرے رب کی تم ضرور اٹھائے جاؤ گے، ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ؕ پھر تمہیں بتلایا جائے گا جو عمل تم نے کیے۔ وَذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ اور یہ دوبارہ پیدا کرنا اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔ جس نے پہلے پیدا کیا ہے اس کے لیے دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔ لہذا تم اس کی تیاری کرو، فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ پس تم ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر جس طرح اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ اس کی اطاعت کو اپنے اوپر لازم سمجھو۔ وَالنُّوْرِ الَّذِیْۤ اَنْزَلْنَا ؕ اور اس نور پر ایمان لاؤ جو ہم نے نازل کیا ہے مراد قرآن مجید ہے۔ قرآن پر ایمان لاؤ اس میں جو احکام بیان ہوئے ان پر عمل کرو۔ یہ قیامت تک کے لیے ضابطہ حیات ہے۔ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ اور اللہ تعالیٰ اس چیز

سے جو تم کرتے ہو خبر رکھتا ہے، تمہارا ہر کام اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ہے، قیامت والے دن ہر شے تمہارے سامنے آجائے گی، یَوْمَ یَجْمَعُكُمْ جس دن جمع کرے گا تم کو، لِیَوْمِ الْجَمْعِ جمع ہونے کے دن۔ اگلے پچھلے اس دن سارے جمع ہوں گے۔

قیامت کا دن ہار جیت کا دن ہے:

ذٰلِكَ یَوْمُ التَّغَابُنِ ؕ یہ دن ہار جیت کا دن ہوگا۔ اس دن بعض لوگ ہار جائیں گے اور بعض لوگ جیت جائیں گے۔ امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر آدمی کے لیے ایک مقام جنت میں بنایا ہے اور ایک مقام دوزخ میں بنایا ہے مومنوں کے لیے بھی دو دو سیٹیں ہیں اور کافروں کے لیے بھی دو۔ جو ایمان لائے گا وہ جنت میں جائے گا اور جو کفر اختیار کرے گا وہ دوزخ میں جائے گا ان کی جنت اور دوزخ والی سیٹیں جو خالی ہوں گی وہ ایک دوسرے کو مل جائیں گی، تو اس طرح وہ ہار جیت کا دن ہوگا۔ مومن جیت جائے گا کافر ہار جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَنْ یُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ اور جو شخص ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر، وَیَعْمَلْ صَالِحًا اور عمل کیا اچھا، یُّكَفِّرْ عَنْهُ سَیِّاٰتِهٖ معاف کردے گا اللہ تعالیٰ اس سے اس کی برائیاں۔ اس کی کوتاہیوں سے اللہ درگزر فرمائے گا۔

وَیُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اور داخل کرے گا اس کو باغوں میں بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں، خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ؕ رہیں گے ان میں ہمیشہ کبھی وہاں سے نکالے نہیں جائیں گے اور نہ ہی وہاں کی نعمتیں کم ہوں گی، ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ یہی ہے بڑی کامیابی جس کو نصیب ہوجائے کہ جہنم سے بچ جائے اور جنت میں پہنچ جائے اس سے بڑی کوئی کامیابی نہیں ہے۔

اس کے برعکس، وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کو نہیں مانا، اس کے رسولوں کا انکار کیا قیامت کا انکار کیا، وَكَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب کا انکار کیا، معجزات کو جادو کہا، اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ یہی لوگ ہیں دوزخ والے، خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ ہمیشہ رہیں گے دوزخ میں، کافر مشرک کو کبھی دوزخ سے رہائی نصیب نہیں ہوگی، وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے، وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ اور بہت بری جگہ ہے لوٹ کر جانے کی۔ اس سے بری جگہ اور کوئی نہیں ہوسکتی، کہ جہاں نہ موت ہے اور نہ زندگی ہے۔

ہر حال میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرو:

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ نہیں پہنچتی کوئی مصیبت مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اللہ کی مشیت سے، وَمَنْ یُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ یَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ جو ایمان رکھتا ہے اللہ تعالیٰ پر رہنمائی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل کی، وہ مصیبت کے وقت پڑھتا ہے، اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ، اور وہ جزع فزع نہیں کرتا۔ اس کو یقین ہوتا ہے

کہ خوشی اور غم سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ اور اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس میں تمہاری دنیا اور آخرت کی کامیابی ہے، نجات اور فلاح کا رستہ یہی ہے، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرو، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو اپناؤ۔ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ پس اگر تم اعراض کرو گے منہ موڑو گے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے، فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ پس پختہ بات ہے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ پہنچا دینا ہے کھول کر۔ ہر پیغمبر کی ذمہ داری اتنی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا پیغام اللہ تعالیٰ کی مخلوق تک پہنچا دے، منوانا پیغمبر کے ذمہ نہیں ہے، اگر کوئی نہیں مانتا تو یہ رسول کی ذمہ داری نہیں ہے اور نہ ہی پیغمبر سے سوال ہوگا کہ یہ جہنم میں کیوں گئے ہیں؟

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ اللہ وہ ہے کہ نہیں ہے کوئی معبود سوا اس کے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اس کے سوا کوئی مددگار نہیں پکار کے لائق نہیں۔ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ اور اللہ تعالیٰ ہی پر چاہیے کہ بھروسا کریں ایمان والے کہ اس کے سوا ہر چیز فانی ہے۔ ازلی ابدی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے، لہٰذا بھروسا بھی صرف اسی پر ہونا چاہیے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، بیشک تمہاری عورتوں میں سے بعض، اور تمہاری اولادمیں سے بعض تمہارے دشمن ہیں،

فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿14﴾

پس تم ان سے بچتے رہو، اور اگر تم معاف کرو گے اور درگزر کرو گے اور بخش دو گے پس بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

اِنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿15﴾

بیشک تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا اجر ہے۔ پس ڈرو تم اللہ سے جس قدر تم طاقت

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَنْ يُّوْقَ

رکھتے ہو۔ اور سنو اور اطاعت کرو، اور خرچ کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ اور جو بچا لیا گیا، اپنے نفس کے بخل سے، پس یہی

شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰۤئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿16﴾ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ

لوگ ہیں کامیاب ہونے والے۔ اگر تم قرض دو گے اللہ تعالیٰ کو قرض حسن وہ دگنا کرے گا تمہارے لیے، اور بخش دے گا

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿17﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿18﴾ ع ۲ ۸ ۱۶

تم کو اور اللہ تعالیٰ قدر دان اور حوصلے والا ہے۔ جاننے والا ہے چھپے ہوئے اور ظاہر کو زبردست ہے حکمتوں والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَاحْذَرُوْهُمْ: پس تم ہوشیار رہو ان سے، تَصْفَحُوْا: (اگر) تم درگزر کر جاؤ، تَغْفِرُوْا تم بخش دو، اِنْ تُقْرِضُوْا: اگر تم قرض دو۔

ربط:

سابقہ آیات میں حکم فرمایا گیا تھا کہ خوشی اور غمی ہر حالت میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنی ہے۔ اب ان آیات میں بھی بیان کیا جا رہا ہے کہ تمہاری بیوی بچے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں تمہارے لیے رکاوٹ نہیں ہونے چاہیے۔ بے شک مال اور اولاد تم لوگوں کے لیے ایک آزمائش ہے۔

تفسیری نکات: اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں بیوی بچے رکاوٹ نہ بنیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ بیشک تمہاری عورتوں میں سے بعض اور تمہاری اولاد میں سے بعض، عَدُوًّا لَّكُمْ تمہارے دشمن ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیات حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ، کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ مال دار اور کثیر الاولاد تھے۔ جب یہ جہاد پر جانے کا ارادہ کرتے تو ان کے اہل وعیال رونے لگ جاتے کہ ہمیں کس کے حوالے کرتے ہو؟ پس ان کا جی بھر آتا، نرم ہو جاتے اور ٹھہر جاتے۔ بالآخر انہوں نے نبی کریم ﷺ شکایت کی کہ مجھے اہل و عیال کی جانب سے اس صورت حال کا سامنا ہے، اور اس وجہ سے وہ بیوی بچوں پر سختی کرتے ہیں۔ تو اللہ نے یہ آیات نازل فرما کر بتایا کہ تمہاری بیویوں اور اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں، پس تم ان سے بچتے رہو، ان کو اللہ کی اطاعت اور رسول ﷺ کی اطاعت میں رکاوٹ نہ بننے دو اور ان کے شر سے بچتے رہو۔

فَاحْذَرُوْهُمْ ان سے بچتے رہو۔ وَاِنْ تَعْفُوْا اور اگر تم معاف کرو گے وَتَصْفَحُوْا اور درگزر کرو گے، وَتَغْفِرُوْا اور بخش دو گے، تو فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ پس بیشک اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والا مہربان ہے۔ کیوں کہ انہوں نے جان بوجھ کر عداوت نہیں کی، لہٰذا تم ان سے درگزر کرو اور عفو سے کام لو کیوں کہ اللہ تعالیٰ بھی بخشنے والا مہربان ہے۔ بیوی بچوں کے ساتھ نرمی کا سلوک کرو اور ان کے شر سے بچتے رہو۔

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ بیشک تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں۔ ان کی وجہ سے بعض اوقات آدمی حرام کاموں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

بہر حال مال اولاد کے فتنے سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا اجر ہے۔

بظاہر دو آیات میں تعارض اور اُس کا صحیح حل:

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ہدایت فرمائی ہے۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ پس ڈرو تم اللہ سے جس قدر تم طاقت رکھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی گرفت اور پکڑ سے بچو۔ کفر شرک نفاق کے قریب نہ جاو۔ یہاں ایک اشکال پیدا ہو رہا ہے اس کو سمجھ لیں۔ اشکال یہ ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ڈرو اللہ تعالیٰ سے جس قدر تم میں طاقت ہے۔ اور سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۰۲، میں فرمایا۔ يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ، اے ایمان والو ڈرو تم اللہ سے جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ تو بہ ظاہر دونوں آیتوں کا آپس میں تعارض معلوم ہوتا ہے۔ تو بعض مفسرین حضرات تو یہ فرماتے ہیں، کہ اس آیت کریمہ سے سورۃ آل عمران والی آیت منسوخ ہے۔ چنانچہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر عمل کرنا دشوار گزرا کہ دن رات کے قیام سے ان کے پاؤں سوج گئے پیشانیاں زخمی ہوگئیں۔ تو اللہ نے ان پر رحم فرما کر تخفیف کی اور یہ آیت نازل فرمائی۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ، ڈرو تم اللہ سے جس قدر تم طاقت رکھتے ہو۔

لیکن دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے بلکہ سورۃ آل عمران میں، حق تقته، کا تعلق عقیدے کے ساتھ ہے کہ ایمان توحید میں کسی قسم کی کمزوری نہیں آنی چاہیے۔ عقیدے کے معاملے میں اس طرح تقوی اختیار کرو جیسا کہ تقوی کا حق ہے۔ ایمان اعتقاد کو ہر قسم کی آلائش سے پاک رکھو، اور فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ، کا تعلق اعمال کے ساتھ ہے کہ جس قدر تمہارے اندر طاقت ہے اس کے مطابق اعمال کرو۔ مثلاً اگر تم کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتے تو بیٹھ کر پڑھ لو۔ بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے تو لیٹ کر اشارے سے پڑھ لو۔

تقویٰ اختیار کرنے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم:

وَاسْمَعُوْا اور سنو تم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو۔ کیوں کہ سنو گے تو سمجھو گے اور عمل کرو گے، وَاَطِيْعُوْا اور اطاعت کرو، جو حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کرو۔ وَاَنْفِقُوْا اور خرچ کرو، اور سورۃ منافقون آیت نمبر ۱۰ میں ہے، وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ اور خرچ کرو تم اس میں سے جو ہم نے تم کو روزی دی ہے، اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تم کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرو۔ خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ یہ بہتر ہے تمہاری جانوں کے لیے کیوں کہ بخل اچھا نہیں ہے۔ پارہ ۲۶ سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری آیت میں ہے، وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ. اور جو بخل کرے گا بیشک وہ بخل کرے گا اپنے نفس کے لیے۔ اس کا وبال اسی پر پڑے گا۔ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ اور جو بچا لیا گیا اپنے نفس کے بخل سے، فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ پس یہی لوگ ہیں کامیاب ہونے والے۔ جو لوگ بخل نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ کے راستے میں دل کھول کر خرچ کرتے ہیں یہ فلاح پانے والے ہیں، پھر جو تم اللہ کے راستے میں خرچ کرو گے وہ ضائع نہیں جائے گا بلکہ وہ تمہیں دگنا بلکہ اُس سے بھی زیادہ ہو کر ملے گا۔

اِنۡ تُقۡرِضُوا اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا اگر دو تم اللہ تعالیٰ کو قرض حسن یُّضٰعِفۡهُ لَكُمۡ وہ دگنا کر کے دے گا تمہیں۔قرض حسن وہ ہوتا ہے جو کسی ضرورت مند کو بغیر سود اور احسان کے دیا جائے۔ یہ قرضہ قابل واپسی ہوتا ہے تا کہ وہ اپنی ضرورت پوری کر کے واپس کر دے۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کو قرض سے اس لیے تعبیر کیا ہے۔

وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ؕ اور بخش دے گا تم کو، تمہاری غلطیاں معاف کر دے گا، وَاللّٰهُ شَكُوۡرٌ حَلِيۡمٌ اور اللہ تعالیٰ قدر دان اور حوصلے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ اطاعت کرنے والوں کی قدر کرتا ہے اور غلطی ہو جائے تو جلد سزا نہیں دیتا، بڑے حوصلے والا ہے۔ عٰلِمُ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ وہ جاننے والا ہے، چھپی ہوئی چیزوں کو اور جو ظاہر ہیں۔ الۡعَزِيۡزُ زبردست ہے اس کی گرفت سے کوئی بچ نہیں سکتا، الۡحَكِيۡمُ حکمتوں والا ہے اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہے، اگر جلدی نہ پکڑے تو اس میں حکمت ہوتی ہے۔

سُورَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِيَّةٌ

سورۃ الطلاق مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اور چونکہ اس میں طلاق کے مسائل کا بیان ہے اس لیے اس کا یہ نام ہوا ہے۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اسی سورت کا پینسٹھ (٦٥) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس کا ننانوے (٩٩) نمبر ہے یعنی اس سے قبل اٹھانوے (٩٨) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ سورۃ طلاق کی آیات کی تعداد بارہ (١٢) ہے اور اس کے رکوع کی تعداد دو (٢) ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ وہ سورۃ الطلاق کو چھوٹی سورۂ نساء فرماتے تھے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوۡهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحۡصُوا الۡعِدَّةَ ۚ

اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (ان سے کہہ دو) جب تم طلاق دے دو عورتوں کو، پس تم طلاق دو ان کو عدت میں، اور شمار کرو عدت

وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمۡ ۚ لَا تُخۡرِجُوۡهُنَّ مِنۡۢ بُيُوۡتِهِنَّ وَلَا يَخۡرُجۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ يَّاۡتِيۡنَ

اور ڈرو تم اللہ سے جو تمہارا رب ہے نہ نکالو تم ان عورتوں کو ان کے گھروں سے اور نہ وہ خود نکلیں مگر یہ کہ وہ کریں

بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ؕ وَتِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنۡ يَّتَعَدَّ حُدُوۡدَ اللّٰهِ فَقَدۡ ظَلَمَ نَفۡسَهٗ ؕ

بے حیائی کھلی اور یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں، اور جو تجاوز کرے گا اللہ کی حدود سے پس تحقیق اس نے ظلم کیا اپنی جان پر،

لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ﴿۱﴾ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ

نہیں جانتا کوئی نفس شاید کہ اللہ تعالیٰ پیدا کردے اس کے بعد کوئی معاملہ پس جس وقت پہنچیں وہ عورتیں اپنی عدت کو،

فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا

پس روک رکھو تم ان کو اچھے طریقے سے اور گواہ بنالو دو عدل والے اپنے میں سے اور قائم کرو گواہی اللہ کے لیے، اس چیز کی

الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ

نصیحت کی جاتی ہے، اس شخص کو جو ایمان لاتا ہے اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر اور جو شخص ڈرے گا اللہ تعالیٰ سے بنائے گا

اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ﴿۲﴾ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ اس کے لیے تنگی سے نکلنے کا راستہ، اور رزق دے گا اس کو جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوگا، اور جس نے توکل کیا اللہ تعالیٰ

فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ﴿۳﴾

پر پس وہ اللہ اس کے لیے کافی ہے بیشک اللہ تعالیٰ پورا کرنے والا ہے اپنے معاملے کو تحقیق کیا ہے اللہ نے ہر چیز کے لیے اندازہ۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَطَلِّقُوْهُنَّ: طلاق دے دو ان کو، لِعِدَّتِهِنَّ: ان کی عدت سے، اَحْصُوا: تم یاد رکھو، لَا تُخْرِجُوْهُنَّ: تم نہ نکالو انہیں، بُيُوْتِهِنَّ: ان کے گھروں (سے)، لَا يَخْرُجْنَ: وہ عورتیں نہ نکلیں، فَارِقُوْهُنَّ: تم جدا کردو انہیں، ذَوَيْ: والے، مَخْرَجًا: نجات کی شکل، يَرْزُقْهُ: اسے رزق دیتا ہے، لَا يَحْتَسِبُ: اس کو گمان نہیں ہوتا، قَدْرًا: اندازہ۔

ربط:

سورۂ تغابن میں آپ نے پڑھا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ بے شک تمہاری بیویوں میں سے اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں۔ بعض اوقات میاں بیوی کے تعلقات ناچاقی اور بدمزگی کا شکار ہوجاتے ہیں اور معاملات اس حد تک بگڑتے ہیں کہ نوبت طلاق تک آجاتی ہے۔ لہٰذا اس سورت میں طلاق سے متعلق احکامات کا بیان فرمایا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: طلاق دینے کا شرعی طریقہ اور تین طلاقیں:

ارشاد ہے يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان لوگوں سے کہہ دیں، اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ جب تم طلاق دے دو عورتوں کو، طلاق کا سنت طریقہ یہ ہے ایک طہر میں ایک طلاق دے۔ پھر دوسرے طہر میں دوسری طلاق دے۔ پھر تیسرے طہر میں تیسری طلاق دے۔ دو طلاقوں کے بعد رجوع کرسکتا ہے۔ اس دوران سوچنے سمجھنے کا موقع بھی مل جاتا

ہے ممکن ہے شکوک وشبہات دور ہو جائیں۔

لیکن اگر کسی نے تین طلاقیں اکٹھی دے دیں تو تمام فقہاء ائمہ اربعہ، حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ تک تمام محدثین اس بات پر متفق ہیں، کہ تین طلاق اکٹھی بھی واقع ہو جاتی ہیں۔

اہل حدیث حضرات کے دو فرقے ہیں۔ایک حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا۔وہ تین اکٹھی طلاقوں کو تین ہی سمجھتا ہے۔ دوسرا فرقہ جس کی یہاں اکثریت ہے وہ تین کو ایک کہتے ہیں، لیکن جب قرآن پاک کے الفاظ بھی صاف ہوں، اور احادیث بھی واضح ہوں، چاروں امام بھی متفق ہوں، تمام محدثین بھی متفق ہوں، اور مسئلہ حلال حرام کا ہو تو اس کو سوچ سمجھ کر اختیار کرنا چاہیے، لہٰذا یاد رکھنا! تین طلاق حیض میں ہو جاتی ہیں ایک مجلس میں بھی ہو جاتی ہیں، ایک کلمے کے ساتھ بھی ہو جاتی ہیں۔اگرچہ یہ طریقہ اچھا نہیں ہے۔

فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ پس تم طلاق دو ان کو عدت میں۔یعنی عدت کے مطابق ایک طہر میں ایک طلاق، دوسرے طہر میں دوسری طلاق اور تیسرے طہر میں تیسری طلاق وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ اور شمار کرو عدت کو تاکہ نسب میں گڑبڑ نہ ہو۔ جس کا نطفہ ہے اسی کا رہے۔اسی نطفے سے جو بچہ پیدا ہونا ہے، اس کی تعلیم و تربیت کا سوال ہے، وراثت کے احکام ہیں۔ جس کا بچہ ہوگا اس کے ذمہ تعلیم و تربیت ہے اس کا وہ وارث ہے۔شریعت بات کو جھگڑے میں نہیں ڈالنا چاہتی۔طلاق کی عدت بھی اسی لیے ہے اور وفات کی عدت بھی اسی لیے کہ بچے کی تعیین ہو جائے کہ کس کا ہے، کس سے اس کو وراثت ملے گی، اس کا خرچہ کس کے ذمہ ہوگا، کون اس کا نگران ہوگا، تو فرمایا عدت کو شمار کرو۔

عدت کے بعض ضروری مسائل:

وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ اور ڈرو تم اللہ تعالیٰ سے جو تمہارا رب ہے، لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ اور نہ نکالو تم ان عورتوں کو ان کے گھروں سے۔طلاق کے بعد وہ عدت وہیں گزاریں گی۔عدت کے دنوں کا خرچہ اور سکونت خاوند کے ذمہ ہے۔اگر شوہر اس جگہ سے نکالے گا تو گناہ گار ہوگا۔اگر عورت نکلے گی بغیر کسی شرعی عذر کے تو وہ گناہ گار ہوگی۔گھر سے مراد وہ گھر ہے جہاں وہ رہتی تھی چاہے وہ تمہارا ذاتی گھر ہو یا کرائے کا ہو یا مانگے کا ہو، عدت کے دوران میں تم اس کو وہاں سے نہیں نکال سکتے۔وَلَا يَخْرُجْنَ اور نہ وہ عورت خود نکلیں ان کو بھی اجازت نہیں ہے کہ وہ عدت کے دنوں میں باہر جائیں، اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۭ مگر یہ کہ کریں وہ کوئی بے حیائی کھلی یعنی زنا کا ارتکاب کریں یا وہ بعض عورتیں جولڑاکا اور بدزبان ہوتی ہیں اور ہر وقت گھر میں فتنہ ڈال کر رکھتی ہے، تو اس کی زبان سے بچنے کے لیے گھر سے نکال دیں اس کی اجازت ہے۔

مسئلہ یہ ہے کہ عورت عدت کے دوران میں گھر سے باہر نہیں جاسکتی۔ اگر اس کو کوئی ضرورت کا سودا لا کر دینے والا کوئی نہیں ہے تو پھر اس کو اجازت ہے کہ قریب کی دکان سے اپنے کھانے پینے کی چیزیں لے لے۔ اسی طرح بیمار ہوگئی، ہے اور اتنی توفیق نہیں ہے کہ ڈاکٹر کو فیس دے کر گھر بلالیں کیوں کہ ڈاکٹروں کی بڑی فیس ہوتی ہے، غریب آدمی برداشت نہیں کرسکتا۔ تو قریب جو ڈاکٹر یا حکیم ہے اس سے دوائی لے لے۔ رات کسی جگہ نہیں ٹھہر سکتی۔ اور دیہاتی عورتیں جو اپنے جانور خود سنبھالتی ہیں دودھ دوہتی ہیں، زمینوں سے ساگ بھی چنتی ہیں تو ایسی عورتیں جو مجبور ہیں اور دوسرا کوئی کام کرنے والا نہیں ہے اور ان کی زندگی کا اس پر دارومدار ہے تو ان کو بھی اجازت ہے اور وہ یہ سارے کام کرسکتی ہیں اگر اس کا باپ فوت ہوگیا ہے بھائی فوت ہوگیا ہے آخر انسان ہے موت تو آنی ہے، تو ایسی عورت تھوڑے سے وقت کے لیے جاسکتی ہے، لیکن رات کسی جگہ نہیں گزار سکتی۔

شرعی طریقے کے مطابق طلاق دینے کا فائدہ:

وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ اور یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں مقرر کی ہوئی ہیں، وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ اور جو تجاوز کرے گا اللہ تعالیٰ کی حدوں سے، فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ پس تحقیق اس نے اپنی جان پر ظلم کیا، سب کی اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیشی ہوگی اور رتی رتی کا حساب ہوگا۔ یہ جو فرمایا کہ ان کو عدت کے اندر طلاق دو۔ مثلاً ایک طہر میں ایک طلاق دوسرے طہر میں دوسری طلاق تیسرے طہر میں تیسری طلاق کہ مستحب اور مسنون طریقہ یہی ہے کیوں فرمایا، لَا تَدْرِيْ اس کا فاعل نفس ہے۔ نہیں جانتا کوئی نفس، لَعَلَّ اللّٰهَ شاید کہ اللہ تعالیٰ، يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا پیدا کردے اس کے بعد کوئی معاملہ۔ یعنی اگر کسی شریر عورت اور مرد کے بہکانے سے یا کسی اور وجہ سے جذبات میں آکر طلاق دے دی۔ اگر وہ ایک طلاق ہوگی تو وہ رجوع کرسکے گا، سوچنے کا موقع ملے گا، دو طلاقیں ہوں گی تو بھی عدت کے دوران میں موقع ملے گا شریروں کی شرارت سے آگاہ ہوجائے گا کہ عورت بے قصور ہے، رجوع کرسکے گا، اور اگر تین طلاقیں اکٹھی دے دیں تو اس کے بعد تو کوئی موقع نہیں ہے، لہٰذا جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے۔

صریح لفظوں میں ایک طلاق ہو دو ہوں یہ رجعی طلاق کہلاتی ہیں، طلاق رجعی کا حکم یہ ہے کہ عدت کے دوران میاں بیوی آپس میں مل جائیں تو طلاق کا اثر ختم ہوجاتا ہے، لیکن گنتی میں آئیں گی۔ اگر ایک طلاق دی ہے تو باقی دو کا اختیار ہوگا۔ اگر دو دے دی ہیں تو باقی ایک کا حق ہوگا۔

طلاق دینے کا معاملہ بہت نازک ہے:

اگر کنایہ کے لفظ سے طلاق دیتا ہے، مثلاً کہتا ہے یہاں سے دفع ہوجا یا کہتا ہے کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا ہے یا کہتا میں تیری شکل نہیں دیکھنا چاہتا، اور طلاق مراد لیتا ہے، یعنی ان الفاظ سے طلاق کی نیت کرتا ہے تو اس کو طلاق بائن کہتے ہیں، اس میں رجوع نہیں کرسکتا، دوبارہ نکاح ہوگا چاہے عدت میں یا عدت گزر گئی ہو۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ ایک آدھ

مرتبہ کہا جائے۔ اگر زیادہ مرتبہ کہے گا تو اس کا مسئلہ الگ ہے۔ فرمایا، فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ پس جس وقت وہ عورتیں جن کو طلاق دی گئی ہے پہنچ جائیں اپنی عدت کو۔ مراد ہے عدت ختم ہونے کے قریب پہنچیں، فَاَمْسِكُوْهُنَّ پس روک رکھو تم ان کو، بِمَعْرُوْفٍ اچھے طریقے سے، اَوْ فَارِقُوْهُنَّ یا الگ کر دو تم ان کو بِمَعْرُوْفٍ عمدہ طریقے سے، وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ اور گواہ بنالو دو عدل والے اپنے میں سے۔ یہ گواہ بنانا مستحب ہے شرط نہیں ہے، طلاق تنہائی میں بھی ہو سکتی ہے اور زبانی بھی ہو سکتی ہے، تحریری بھی ہو سکتی ہے، اگر کوئی آدمی زمین پر لکھ دے اپنی بیوی کا نام لکھ کر کہ میں نے اس کو طلاق دی ہے تو ہو جائے گی، دیوار پر لکھ دے ہو جائے گی بیشک زبان سے کچھ نہ کہے لیکن پانی پر لکھنے سے نہیں ہوگی، ہوا میں لکھنے سے نہیں ہوگی، کیوں کہ یہ تحریریں پڑھی نہیں جاسکتیں۔ اگر دل میں طلاق دے تو وہ بھی نہیں ہوگی۔

بہر حال زبان سے طلاق دے گا تو ہو جائے گی چاہے مذاق یا دل لگی کے طور پر طلاق کا لفظ کہہ دے۔ ابوداؤد شریف میں روایت ہے کہ ہنسی مذاق کے ساتھ بھی طلاق ہو جائے گی، یعنی دل لگی کے طور پر کہا تجھے طلاق ہے تو وہ ہوگئی۔ بعض جاہل قسم کے لوگ آ کر کہتے ہیں کہ انہوں نے لڑکی کو طلاق بھیجی ہے۔ ہم نے خط وصول نہیں کیا، تمہارے نہ وصول کرنے سے کیا بنتا ہے؟ طلاق تو ہوگئی ان باتوں سے طلاق نہیں ٹلتی خط وصول کر دیا نہ کرو، طلاق ہوگئی۔

وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ؕ اور قائم کرو گواہی اللہ کی رضا کے لیے، ذٰلِكُمْ یہ جو مسائل ہیں، يُوْعَظُ بِهٖ ان کے ذریعے نصیحت کی جاتی ہے۔ مَنْ اس کو كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ جو ایمان لاتا ہے اللہ تعالیٰ پر وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ اور آخرت کے دن پر اور جو شخص ڈرے گا اللہ سے يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا بنا دے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے تنگی سے نکلنے کا رستہ، وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ اور رزق دے گا اس کو ایسی جگہ سے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوگا۔ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اور جو اللہ پر توکل کرے گا پس وہ اللہ اس کو کافی ہوگا، سب قدرتیں اس کے پاس ہیں سب خزانے اس کے پاس ہیں، اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ بیشک اللہ پورا کرنے والا ہے، اپنے معاملے کو جو کرنا چاہے اس کو روک کوئی نہیں سکتا۔ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا تحقیق مقرر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے لیے ایک اندازہ۔ زندگی اور موت کا، بیماری، اور تندرستی کا، جو کسی کو دینا ہے ہر چیز کے اللہ تعالیٰ کے ہاں اندازے اور مقدار مقرر ہے۔

وَالّٰٓئِيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ

اور وہ عورتیں جو ناامید ہو چکی ہیں حیض سے، تمہاری عورتوں میں سے، اگر تم کو شک ہو (کہ ان کی عدت کیا ہے) پس ان کی

ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓئِيْ لَمْ يَحِضْنَ ؕ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ

عدت تین مہینے ہے، اور وہ جن کو حیض نہیں آیا، اور حمل والیاں ان کی عدت یہ کہ پیدا کر دیں اپنے حمل کو۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ ؕ

اور جو ڈرے گا اللہ تعالیٰ سے کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کے معاملے میں آسانی یہ حکم ہے اللہ تعالیٰ کا جو اتارا ہے

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ۝ اَسْكِنُوْهُنَّ

اس نے تمہاری طرف اور جو ڈرے گا اللہ تعالیٰ سے مٹا دے گا اس سے اس کی خطائیں اور بڑھائے گا اس کے لیے اجر۔ ٹھہراؤ

مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ؕ

تم ان کو جہاں تم خود ٹھہرتے ہو اپنی طاقت کے مطابق اور نہ ضرر دو ان کو تاکہ تم تنگی کرو ان پر اور اگر ہیں وہ عورتیں حمل والی

وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ

پس تم خرچ کرو ان پر یہاں تک کہ وہ جن دیں اپنے حمل کو پس اگر وہ دودھ پلائیں (بچے کو) تمہاری خاطر پس دو تم ان کو ان کا

فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ

معاوضہ اور آپس میں مشورہ کرو، اچھے طریقے سے اور اگر تم تنگی کرو گے پس پلا دے گی اس کو کوئی دوسری عورت چاہیے کہ خرچ

اُخْرٰى ۝ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ

کرے وسعت والا، اپنی وسعت کے مطابق اور جس پر تنگ کیا گیا ہو اس کا رزق پس چاہیے کہ خرچ کرے اس سے جو اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ ؕ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا ؕ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝ ع

نے اس کو دیا ہے، نہیں دیتا اللہ تعالیٰ کسی نفس کو تکلیف مگر اس چیز سے جو اس کو دی ہے، عنقریب کرے گا اللہ تعالیٰ تنگی کے بعد آسانی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَئِسْنَ: ناامید ہوگئی ہیں، لَمْ يَحِضْنَ: جن عورتوں کو حیض نہیں آیا، اُوْلَاتُ: والیاں، اَلْاَحْمَالِ: حمل، حَمْلَهُنَّ: ان کا حمل، يُعْظِمْ: بڑا (اجر) دے گا، اَسْكِنُوْهُنَّ: ان عورتوں کو رہائش دو، وُجْدِكُمْ: اپنی استطاعت، لَا تُضَآرُّوْهُنَّ: تم تکلیف نہ دو انہیں، لِتُضَيِّقُوْا: تاکہ تم تنگ کرو، اَرْضَعْنَ: (اگر) وہ دودھ پلائیں، وَاْتَمِرُوْا: اور مشورہ کرلو، تَعَاسَرْتُمْ: تم باہم کشمکش کرو گے، فَسَتُرْضِعُ: پس عنقریب تو دودھ پلائے گی، رِزْقُهٗ: اس کی آمدنی، اٰتٰىهُ: اس کو دیا ہے۔

ربط:

سورت کے آغاز سے ہی اللہ تعالیٰ نے گھریلو زندگی میں تلخی پیدا ہوجانے کی صورت میں طلاق تک نوبت پہنچ جانے اور پھر طلاق کے متعلق احکامات اور مسائل کا بیان فرمایا ہے اب ان آیات میں طلاق کے بعد مختلف عمر کی عورتوں کی عدت کا بیان فرمایا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: مختلف عمر کی عورتوں کے لیے عدت کا عرصہ:

وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ اور وہ عورتیں جو ناامید ہو چکی ہیں حیض سے۔ زیادہ عمر ہونے کی وجہ سے ان کو حیض نہیں آتا، مِنْ نِّسَآئِکُمْ تمہاری عورتوں میں سے، اِنِ ارْتَبْتُمْ اگر تمہیں شک ہو کہ ان کی عدت کیا ہے، فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ پس ان کی عدت تین مہینے ہے۔ اگر حاملہ ہے تو اس کی عدت وضع حمل ہے اگر حاملہ نہیں ہے تو اس کی عدت تین حیض ہیں۔ اور اگر حیض نہیں آتا تو اس کی عدت تین مہینے ہے۔ پس یہی تین عدتیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے مطلقہ کا قاعدہ بتلادیا۔

نابالغ بچی کے نکاح کا مسئلہ:

وَّالّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ اور وہ جن کو حیض نہیں آیا، ان کی عدت بھی تین ماہ ہے۔ بچی نابالغ ہے کیوں کہ نابالغ بچی کا بھی نکاح ہو جاتا ہے، اگر کسی بچی کا نکاح نابالغی میں اس کے والد نے کر دیا یا دادا نے کر دیا تو اس بچی کو بالغ ہونے کے بعد نکاح کرنے کا اختیار نہیں ہے کیوں کہ جو شفقت باپ دادا میں ہے وہ اور کسی میں نہیں ہے، ہاں اگر دلائل کے ساتھ باپ کا فسق ثابت ہو جائے اور یہ کہ اس نے پیسوں کی خاطر کام کیا ہے تو پھر معاملہ جدا ہے، اسی طرح اگر ثابت ہو جائے کہ دادا بے ایمان تھا اس نے پیسوں کی خاطر چھوٹی بچی کسی جگہ پھنسادی ہے تو پھر مسئلہ جدا ہے باپ دادا کے سوا اگر کوئی اور بچی کا نکاح کر دے تو بچی کو فسخ کا اختیار ہے فسخ کا یہ معنی ہے کہ عدالت میں جائے قاضی کو کہے مفتی کو کہے، جج کو کہے میرے بھائی نے یا میرے چچا نے یا تائے نے یا ماموں نے نکاح کر دیا تھا میں اس پر راضی نہیں ہوں تو وہ نکاح فسخ ہو جائے گا اب رہا یہ سوال کہ عورت کب بالغ ہوتی ہے؟ اگر بچی صحت مند ہو اور خوراک گرم ہو تو نو دس سال کی عمر میں بالغ ہو جاتی ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چھ سال کی عمر میں ہوا اور جب رخصتی ہوئی تو نو سال عمر تھی، اگر صحت اور خوراک اچھی نہیں ہے تو پھر گیارھویں سال، بارھویں سال، تیرھویں سال، چودھویں سال بھی بالغ ہو سکتی ہے پندرھواں سال آخری حد ہے، اگر کوئی علامت عورت میں ظاہر نہ ہو تو پندرہ سال کی لڑکی بالغ شمار ہو گی۔ پہلے علامت ظاہر ہو جائے تو پہلے بالغ ہے اور پندرہ سال کا لڑکا بھی بالغ ہے پہلے علامت ظاہر ہو جائے تو پہلے بالغ ہے۔

حاملہ عورت کی عدت:

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اور جو حمل والی ہیں، اَجَلُهُنَّ ان کی عدت، اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ یہ کہ پیدا ہو جائے ان کے حمل بچے کو جنم دیں بچے کی پیدائش کے ساتھ ہی عدت ختم ہو جائے گی، مثلاً حمل کو ایک ہفتہ گزرا ہے یا دو ہفتے گزرے ہیں اور طلاق کی نوبت آگئی ہے تو اس عورت کی عدت آٹھ ماہ دو ہفتے ہو گی جب تک بچہ پیدا نہیں ہو گا، اس عورت کی عدت ختم نہیں ہو گی۔ یہ قرآن کریم پاک کا حکم ہے، وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ اور جو ڈرے گا اللہ تعالیٰ سے مرد و عورت۔ یَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ یُسْرًا کرے گا اللہ تعالیٰ اس، کے لیے اس کے معاملے میں آسانی۔

ذٰلِكَ اَمۡرُ اللّٰهِ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو عدت کے بارے میں تمہیں بتلایا ہے، اَنۡزَلَهٗۤ اِلَيۡكُمۡ ؕ جو اس نے اتارا ہے تمہاری طرف، وَمَنۡ يَّتَّقِ اللّٰهَ اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا، يُكَفِّرۡ عَنۡهُ سَيِّاٰتِهٖ مٹا دے گا اس سے اس کی خطائیں، اس کی خطائیں معاف کردے گا یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ وَيُعۡظِمۡ لَهٗۤ اَجۡرًا اور بڑھائے گا اس کے لیے اجر۔

اَسۡكِنُوۡهُنَّ مِنۡ حَيۡثُ سَكَنۡتُمۡ ٹھہراؤ تم ان کو جہاں تم خود ٹھہرتے ہو، اپنی طاقت کے مطابق یعنی جہاں تم رہتے ہو، مطلقہ عورتوں کو اپنی حیثیت کے مطابق وہیں رکھو۔ مسئلہ یہ ہے کہ مطلقہ عورت کا عدت کے دوران خرچہ اور مکان سابق خاوند کے ذمہ ہے۔ جب تک عدت ختم نہیں ہوگی وہ عورت وہیں رہے گی، باہر نہیں جاسکتی مگر بہ امر مجبوری۔ شریعت نے مجبوریوں کا لحاظ رکھا ہے۔

مثال کے طور پر میاں بیوی حج پر گئے ہیں خاوند نے وہاں طلاق دے دی، یا خاوند وہاں فوت ہو گیا، ایسے حالات بہ کثرت پیش آتے ہیں، تو اب عورت عرفات، مزدلفہ یا منیٰ میں تو نہیں رہ سکتی اس کو وہاں سے منتقل ہونے کی اجازت ہے، مجبوری کے بغیر گھر سے نہیں نکل سکتی۔ اگر عورت جھگڑالو اور بدزبان ہے تو جاسکتی ہے یا طلاق مغلظہ ہے اور خاوند بدکار ہے، خدشہ ہے کہ طلاق کے بعد بھی چھیڑ خانی کرے گا تو اس صورت میں بھی عورت کو گھر سے جانے کی اجازت ہے۔ غلط کار لوگ بھی موجود ہیں۔

اُن محرموں کے ساتھ ٹھہر سکتی ہے جو دین دار ہوں۔ چچا فاسق ہے، ماموں فاسق ہے تو ان کے پاس نہیں ٹھہر سکتی۔ سگا بھائی بدکار ہے تو اس کے ساتھ بھی نہیں ٹھہر سکتی۔ مِّنۡ وُّجۡدِكُمۡ وَلَا تُضَآرُّوۡهُنَّ اور نہ تم ان کو ضرر دو ان کو ایذا نہ پہنچاؤ۔ لِتُضَيِّقُوۡا عَلَيۡهِنَّ ؕ تاکہ تم تنگی کرو ان پر طلاق دینے کے بعد ان پر سختی نہ کرو۔ وَاِنۡ كُنَّ اُولَاتِ حَمۡلٍ اگر وہ عورتیں حمل والی ہیں، فَاَنۡفِقُوۡا عَلَيۡهِنَّ پس تم خرچ کرو ان پر جب تک بچہ پیدا نہیں ہوتا تمہیں خرچہ دینا پڑے گا، حمل کے زمانے کا خرچ اور رہائش خاوند کے ذمہ ہے۔ حَتّٰى يَضَعۡنَ حَمۡلَهُنَّ ۚ یہاں تک کہ وہ جن دیں اپنے حمل کو۔

طلاق کے بعد پیدا ہونے والے بچے کو دودھ پلانے کا مسئلہ:

عورت نکاح میں ہے اور بچہ پیدا ہوا ہے تو اس بچے کو دودھ پلانا عورت کے فریضہ میں شامل ہے، اگر نہیں پلائے گی تو گناہ گار ہوگی۔ کیوں کہ اس عورت کا خرچہ، رہائش وغیرہ خاوند برداشت کرتا ہے، اور اگر طلاق کے بعد بچہ پیدا ہوا ہے اور عدت ختم ہوگئی ہے اب اس کا خرچہ اور رہائش خاوند کے ذمہ نہیں ہے، لہٰذا اب وہ اس بچے کا خرچہ لے سکتی ہے، دودھ پلانے کے پیسے بھی لے سکتی ہے۔ اپنے ہی بچے کو دودھ پلانے کی اجرت لے سکتی ہے، وہاں کے ماحول کے مطابق، فَاِنۡ اَرۡضَعۡنَ لَكُمۡ پس اگر وہ عورتیں دودھ پلائیں بچے کو تمہاری خاطر۔ فَاٰتُوۡهُنَّ اُجُوۡرَهُنَّ ۚ پس دو تم ان کو ان کا معاوضہ جو طے کیا ہے، وَاۡتَمِرُوۡا بَيۡنَكُمۡ بِمَعۡرُوۡفٍ ۚ اور آپس میں مشورہ کرو، عمدہ طریقے سے کہ بچہ تو دونوں کا ہے، اس کے لیے کچھ تو کرنا ہے، اگر ہر کوئی ضد پر اڑے گا تو بچے کو نقصان ہوگا لہٰذا بچے کا خیال رکھو اور اس کے متعلق ایک دوسرے سے

مشورہ کرو عمدہ طریقے سے۔

وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ اور اگر تم تنگی کرو گے کہ کسی سمجھوتے پر نہ پہنچ سکو کہ عورت کہے کہ میں نے اتنی اجرت لینی ہے جو خاوند کے بس کی بات نہ ہو یا خاوند کہے کہ میں اتنی اجرت نہیں دینا چاہتا۔ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ اُخْرٰى پس پلا دے گی اس کو کوئی دوسری عورت۔ بچہ کسی اور عورت کے حوالے کر دو۔ اور اس کے ساتھ معاملہ طے کر لو۔

لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ چاہیے کہ خرچ کرے وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق، یعنی اگر باپ یا متولی مال دار ہے تو بچے کی ماں کو دودھ پلانے کا خرچہ اپنی حیثیت کے مطابق دے۔ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ اور جس پر تنگ کیا گیا ہو اس کا رزق یعنی وہ آدمی غریب ہے۔ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ؕ پس چاہیے کہ وہ خرچ کرے اس سے جو اللہ تعالیٰ نے اس کو دیا ہے، اگر وہ تنگ دست ہے تو اس کی حیثیت کے مطابق اس سے خرچہ لیا جائے گا، اس کو زیادہ دینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا، کہ وہ بے چارہ بوجھ کے نیچے آ جائے۔ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا ؕ نہیں دیتا اللہ تعالیٰ کسی نفس کو تکلیف مگر اس چیز سے جو اس کو دی ہے۔

سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا عنقریب کرے گا اللہ تعالیٰ تنگی کے بعد آسانی تنگی خوش حالی سب اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، اس لیے فرمایا کہ تنگ دستی سے نہ گھبراؤ عنقریب اللہ تعالیٰ تنگی کے بعد آسانی لے آئے گا۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا

اور کتنی ہی بستیاں (تھیں) جنہوں نے نافرمانی کی اپنے رب کے حکم سے، اور اس کے رسولوں کے حکم سے، پس ہم نے ان

حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ﴿٨﴾ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا

سے حساب لیا سخت حساب، اور ہم نے ان کو سزا دی نرالی سزا، پس چکھا انہوں نے اپنے معاملے کا وبال، اور تھا ان کے معاملے

خُسْرًا ﴿٩﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِى الْاَلْبَابِ ۛ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۛ

کا انجام خسارہ، اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے سخت عذاب تیار کیا ہے۔ پس اے عقل مندو جو ایمان لائے ہو تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔

قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ﴿١٠﴾ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ

بے شک اللہ تعالیٰ نے نازل کیا تمہاری طرف ذکر، رسول ﷺ جو تلاوت کرتے ہیں تم پر اللہ کی آیتیں جو کھول کر بیان کرتی

لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْ

ہیں، تاکہ نکالے ان لوگوں کو، جو ایمان لائے ہیں، اور عمل کیے اچھے، اندھیروں سے روشنی کی طرف اور جو ایمان لائے گا

بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ

اللہ تعالیٰ پر اور عمل کرے گا اچھے، داخل کرے گا اس کو باغوں میں جاری ہیں ان کے نیچے نہریں رہیں گے ان جنتوں میں

قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ﴿۱۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ

ہمیشہ، تحقیق اچھا کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے رزق۔ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے پیدا کیے سات آسمان اور اتنی ہی

یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ

زمینیں اترتا ہے حکم ان کے درمیان تاکہ تم جان لو بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے

قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ﴿۱۲﴾ ع ۲ ۱۸

احاطہ کر رکھا ہے ہر چیز کا علم کے لحاظ سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

عَتَتْ: سرکشی کی، فَحَاسَبْنٰهَا: ہم نے ان کا محاسبہ کیا، حِسَابًا: حساب کرنا، عَذَّبْنٰهَا: ہم نے عذاب دیا انہیں، خُسْرًا: خسارہ، یَتَنَزَّلُ: نازل ہوتے رہتے ہیں، بَیْنَهُنَّ: ان سب میں۔

ربط:

شروع سورت سے اللہ تعالیٰ نے معاشرے کے مسائل یعنی طلاق عدت رضاعت کے مسائل واحکامات بیان فرمائے ہیں اب ان آیات میں یہ بتلایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کیے گئے احکامات کا جس کسی قوم نے بھی انکار کیا ایسی نافرمانی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے سخت سزا دی۔

تفسیری نکات: نافرمان قوموں کا احوال:

وَكَاَیِّنْ مِّنْ قَرْیَةٍ اور کتنی ہی بستیاں تھیں، عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا جنہوں نے نافرمانی کی اپنے رب کے حکم کی بستیوں میں رہنے والوں نے اللہ کے احکام کی نافرمانی کی، وَرُسُلِهٖ اور اس کے رسولوں کے حکم کی۔ اللہ نے جو پیغمبر انکی طرف بھیجے تھے ان کے احکام کی بھی نافرمانی کی۔

فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِیْدًا ۙ پس ہم نے ان بستیوں کا حساب لیا بڑا سخت حساب۔ کسی کو طوفان میں غرق کیا کسی کو زلزلے میں تباہ کیا، کسی پر آسمان سے پتھر برسائے، کسی کو زمین میں دھنسا دیا مختلف شکلوں کے عذاب ان پر مسلط کیے، وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا اور ہم نے ان کو سزا دی نرالی سزا۔ جو عذاب ایک قوم پر آیا وہ دوسری قوم پر نہیں آیا۔ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا پس چکھا انہوں نے اپنے معاملے کا وبال، جب ان کو اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور عذاب سے ڈرایا جاتا تھا تو وہ قومیں مذاق اور تمسخر اڑاتے تھے۔ جب اللہ کی گرفت آئی تو واویلا شروع کر دیا۔ وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا اور تھا ان کے معاملے کا انجام خسارہ، انہوں نے نقصان ہی اٹھایا، یہ تو دنیا کا عذاب تھا آگے جو عذاب آنا ہے وہ بھی سن لو، اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا ۙ تیار کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے سخت عذاب۔ برزخ قبر کی سزا الگ ہے، قیامت

قائم ہونے کے بعد محشر کی سزا الگ ہے، پل صراط سے گزرنے کی سزا الگ ہے۔ دوزخ کا عذاب الگ ہے، یہ سب سزائیں نافرمانوں نے بھگتنی ہیں۔

عقل مند کون ہیں؟

فَاتَّقُوا اللّٰهَ پس ڈرو تم اللہ کے عذاب سے، اور اس کی گرفت سے ڈرو اور، یٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۚ اے عقل مندو، دنیا تو شاید عقل مند اسے کہے جو زہرہ ستارے تک پہنچ جائے، فضا میں اڑتا پھرے، کئی مہینے خلا میں رہے، سمندر کی تہہ میں کئی مہینے گزارے، مہلک قسم کے ہتھیار تیار کرے، اللہ تعالیٰ نے عقل مندوں کی تفسیر بڑے اختصار کے ساتھ کی ہے، فرمایا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۛ جو ایمان لائے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک عقل مند وہ ہیں جو ایمان لائے ہیں۔ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا تحقیق اتارا اللہ نے تمہاری طرف ذکر۔ قرآن پاک کا نام ذکر بھی ہے۔

رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ اللہ کے رسول ﷺ اللہ کی آیتیں تمہیں پڑھ کر سناتے ہیں وہ آیات مُبَيِّنٰتٍ جو کھول کر بیان کرتی ہیں حقیقت کو۔ یہ آیتیں ہم نے کیوں نازل کیں، لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تاکہ نکالیں ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں، وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کرتے ہیں اچھے مِنَ الظُّلُمٰتِ کفر و شرک کے اندھیروں سے ،اِلَى النُّوْرِ ؕ ایمان کی روشنی کی طرف۔

وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ اور جو ایمان لائے گا اللہ پر، کالا ہو، گورا، عربی ہو، عجمی ہو اللہ کے ہاں ایمان کی قدر ہے شکل و صورت کی نہیں، وَيَعْمَلْ صَالِحًا اور عمل کرے گا اچھا، ایمان کے ساتھ عمل کی بھی ضرورت ہے محض ایمان کافی نہیں ہے، ایمان لائے اور عمل کرے اچھے۔ يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ داخل کرے گا اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ایسے باغوں میں جاری ہیں ان کے نیچے نہریں خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وہ رہیں گے ان باغوں میں ہمیشہ۔ جو سعادت مند خوش نصیب جنت میں داخل ہو گیا پھر اس کو وہاں سے نکالا نہیں جائے گا۔

قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا تحقیق اچھا کیا ان کے لیے اللہ نے رزق۔ جنتی کے لیے اللہ نے بہت اچھا رزق بنایا ہے جو چاہے گا کھائے گا۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے، خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ جس نے پیدا کیے ہیں سات آسمان، وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ اور اتنی ہی زمینیں پیدا کیں، قرآن کریم میں سات آسمانوں کا ذکر تو متعدد مقامات پر آیا ہے۔ اور زمینوں کے سات ہونے کا ذکر صرف اسی آیت کریمہ میں ہے۔ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ اترتا ہے حکم ان کے درمیان اللہ تعالیٰ کا، آسمانوں اور زمینوں میں اللہ تعالیٰ کا حکم چلتا ہے، لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ تاکہ تم جان لو کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا اور بے شک اللہ نے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے علم کے لحاظ سے، اس کی قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں ہے اور نہ اس کے علم سے کوئی چیز پوشیدہ ہے۔

سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ مَدَنِيَّةٌ

سورۂ تحریم مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ تحریم حرام سے ہے اور اس کی پہلی آیت میں ہی اس کا تذکرہ آرہا ہے۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس سورت کا چھیاسٹھ (٦٦) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس کا ایکسوسات (۱۰۷) نمبر ہے یعنی اس سے قبل ایک سو چھ سورتیں (۱۰٦) نازل ہو چکی تھیں۔ اس سورت کی آیات کی تعداد بارہ (۱۲) ہے اور رکوع کی تعداد دو (۲) ہے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اس سورت کے دو نام مزید اپنی "الاتقان فی علوم القرآن" میں بیان فرمائے ہیں ① سورۃ المحترم، ② سورۂ لِمَ تُحَرِّمُ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ

اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں حرام قرار دیتے ہیں وہ چیز جو حلال کی ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

اَزْوَاجِكَ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱﴾ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ

چاہتے ہیں رضا اپنی بیویوں کی، اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے، تحقیق اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے تمہارے لیے کھولنا ہے

وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۲﴾ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ

تمہاری قسموں کو اور اللہ تعالیٰ تمہارا مولیٰ ہے اور وہی سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔ اور جب چھپا کر کہی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ

اپنی ایک بیوی سے بات پس جب بتلادی اس نے وہ بات اور اللہ نے ظاہر کردیا اس بات کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس نے بتلادی

بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ

بعض اور اعراض کیا بعض سے، پس جس وقت خبر دی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیوی کو اس بات کی اس نے کہا کس نے خبر دی ہے

هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۳﴾ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی۔ فرمایا خبر دی مجھ کو جاننے والے خبردار نے، اگر تم دونوں توبہ کرو اللہ تعالیٰ کی طرف پس تحقیق مائل

قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ

ہو چکے ہیں تمہارے دل اور اگر تم چڑھائی کرو گی پیغمبر کے خلاف پس بیشک اللہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آقا ہے اور جبرائیل علیہ السلام

وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ

اور نیک مومن اور فرشتے اس کے بعد امدادی ہیں قریب ہے کہ اس کا رب اگر وہ طلاق دے دے تم کو تبدیل کر دے گا

يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ

اس کے لیے عورتیں تم سے بہتر فرمانبردار ایمان دار اطاعت کرنے والیاں توبہ کرنے والیاں، عبادت کرنے والیاں

سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۝

ہجرت کرنے والیاں بیاہی ہوئیں اور کنواریاں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لِمَ تُحَرِّمُ: کیوں آپ حرام کرتے ہیں، تَحِلَّةَ: کھولنا، نَبَّاَتْ: اس زوجہ نے بتایا، اَظْهَرَهُ: اس کو اللہ نے ظاہر کردیا، عَرَّفَ: جتلا دیا، نَبَّاَهَا: اس زوجہ کو جتلایا، اَنْبَاَكَ: آپ کو خبر دی، نَبَّاَنِيَ: مجھے خبر دی ہے، اِنْ تَتُوْبَآ: اگر تم دونوں توبہ کرو، صَغَتْ: مائل ہوگئے، قُلُوْبُكُمَا: تم دونوں کے دل، تَظٰهَرَا: تم دونوں ایک دوسرے کی مدد کرتی رہیں، طَلَّقَكُنَّ: (اگر) تم عورتوں کو طلاق دے دیں، يُبْدِلَهٗٓ: اس کو بدلہ میں دیدے گا، تٰٓئِبٰتٍ: توبہ کرنے والیاں، عٰبِدٰتٍ: عبادت گزار خواتین، سٰٓئِحٰتٍ: روزہ رکھنے والیاں، ثَيِّبٰتٍ: بیوگان۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آسمانوں اور زمینوں میں اللہ تعالیٰ کے احکامات ہی چلتے ہیں۔ اب اس سورت میں اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ذاتی فیصلے میں فرما رہے ہیں کہ اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ حلال چیز کو اپنے اوپر حرام قرار کیوں دے رہے ہیں۔ ان آیات سے دراصل آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے خاص تعلق کی نوعیت بھی معلوم ہوتی ہے۔ تفصیل شان نزول میں ملاحظہ فرمائیں۔

ان آیات کا شان نزول:

شان نزول یہ ہے کہ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد طبعی طور پر پسند تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے گھر سے شہد کھالیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ عصر کے بعد تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھروں میں جاتے تھے اور حالت دریافت فرماتے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے آپس میں مشورہ کیا کہ آج حضور آئیں گے تو ہم ان سے کہیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغافیر کھایا ہے جب آپ تشریف لائے تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ أكلت المغافير تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ بات ہے تو میں شہد کو اپنے اوپر حرام کرتا ہوں قسم بھی کھائی کہ واللہ

لا اشرب ولا أكل عسلاً لیکن فرمایا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہ اس کو بتلانا نہیں۔ وہ بھی مجبور تھی کیونکہ ان کی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات ایک تھی انہوں نے ان کو بتلایا۔ بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی کے پتہ چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم نے وہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے بتایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ یعنی مجھے خبر دی ہر چیز کا علم رکھنے والی باخبر ذات نے۔ پھر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد استعمال کیا اور قسم کا کفارہ دیا۔ اب اس واقعہ سے چند مسائل معلوم ہوئے۔

① ۔ پہلا مسئلہ تو یہ ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں بھی بیویوں کا عقیدہ یہ نہ تھا کہ آپ کو غیب کا علم ہے ورنہ وہ مشورہ کیوں کرتیں پھر یہ کیوں پوچھتی "من انباك هذا" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے بتایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ یہ نہیں فرمایا تمہیں پتہ نہیں ہم عالم الغیب ہوتے ہیں۔

② ۔ دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں بھی یہ عقیدہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ناظر نہیں ہیں اگر یہ عقیدہ ہوتا تو یہ دونوں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن آپس میں اس طرح بات طے کیوں کرتیں۔

③ ۔ تیسرا مسئلہ یہ نکلا کہ آپ مختار کل نہیں ہیں جو چاہیں حلال کریں جو چاہیں حرام کریں۔ اگر مختار کل ہوتے تو آپ نے شہد اپنے اوپر حرام کیا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے کیوں فرمایا لم تحرم۔

تفسیری نکات: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرضی سے کسی شے کو حلال حرام نہیں کر سکتے:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لِمَ تُحَرِّمُ کیوں حرام قرار دیتے ہیں، مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ جو چیز حلال کی ہے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے، جو چیز شرعاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حلال تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کیوں حرام قرار دیا ہے، تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہیں اپنی بیویوں کی رضا۔ دیکھو! کتنے سخت الفاظ کہ بیویوں کی رضا کے لیے میری حلال چیز کو حرام کر دیا۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اور اللہ تعالیٰ نے بخشنے والا مہربان ہے، قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تحقیق فرض کر دیا ہے اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم لیے، تَحِلَّةَ اَیْمَانِكُمْ ۚ کھولنا تمہاری قسموں کو۔ تمہاری قسموں کا توڑنا اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے۔

وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ اور اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آقا ہے، وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ اور وہی جاننے والا حکمت والا ہے، وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اور جس وقت چھپا کر کہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا ۚ اپنی ایک بیوی سے بات۔ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میں نے اپنی ذات کے لیے شہد حرام کر لیا ہے یہ بات تمہارے تک محدود رہے یہ بات اور کسی کو نہ بتلانا۔

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت قرآن سے:

یہاں سے ایک اور بات بھی ثابت ہوئی۔ منکرین حدیث کہتے ہیں کہ حدیث کوئی شئے نہیں ایک تاریخی چیز ہے۔

دوسری صدی، تیسری صدی کی پیداوار ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لکھی نہیں ہوتی تھیں جو حدیثیں لکھی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں مٹانے کا حکم دیا۔ مبسوط بحث ہم نے اپنی کتاب شوق حدیث میں کر دی ہے۔

پھر یہ منکرین حدیث دھوکہ دینے کیلئے کہتے ہیں کہ پہلے تو حدیث ہے ہی نہیں کوئی شئے لیکن اگر کوئی چیز ہم حدیث کو مانیں تو وہ قرآن ہی ہے وہ یہ آیت پیش کرتے ہیں فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ اس قرآن کے بعد کس بات کو وہ مانیں گے۔ تو کہتے ہیں کہ یہاں قرآن پر حدیث کا اطلاق ہوا ہے۔

اس آیت سے اس کا جواب یوں نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات پر حدیث کا لفظ بولا ہے تو قرآن سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات مطہرہ پر حدیث کا لفظ استعمال کرنا بالکل درست اور صحیح ہے۔

فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ پس جس وقت بتلادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ بات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے شہد حرام کرلیا ہے۔ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ اور اللہ تعالیٰ نے ظاہر کر دیا اس بات کو پیغمبر پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ خبر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بتلادی ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ کے طور پر اس بات کا کچھ حصہ اپنی بیوی پر ظاہر کر دیا کہ تم نے شہد والا قصہ آگے چلا دیا ہے۔ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ اور اعراض کیا کچھ حصے سے، اس کو ظاہر نہ کیا۔ پوری بات نہ بتلائی کہ میں نے شہد حرام کیا تھا اور تمہیں کہا تھا کہ آگے نہ بتلانا۔ وہ سارا قصہ آگے بیان نہ کرنا۔ مثلاً: فرمایا کہ تم نے شہد والا قصہ آگے چلا دیا۔ سارا واقعہ اس لیے نہ دُہرایا کہ بی بی زیادہ شرمندہ نہ ہو۔

فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ پس جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی بیوی کو اس بات کی کہ تم نے بات آگے بتلادی ہے قَالَتْ وہ کہنے لگیں مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ کس نے خبر دی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی کہ میں نے بات آگے بتادی، قَالَ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ مجھے علیم وخبیر نے خبر دی ہے۔

اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَى اللّٰهِ اگر تم دونوں توبہ کرو اللہ کی طرف عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا، فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ پس تحقیق تم دونوں کے دل توبہ کی طرف مائل ہیں، غلطی تو تم دونوں نے کی ہے لیکن، وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَیْهِ اور اگر تم چڑھائی کرو گی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف، ضد پر اڑی رہو گی تو یاد رکھو، فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ پس بیشک اللہ تعالیٰ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آقا ہے، وَجِبْرِیْلُ اور جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں، وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ اور نیک مومن سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں، وَالْمَلٰٓىِٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ اور فرشتے اس کے بعد امدادی ہیں۔ اس لیے غلطی کا اقرار کرو، اور توبہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو، عَسٰى رَبُّهٗۤ قریب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب، اِنْ طَلَّقَكُنَّ اگر بالفرض وہ تمہیں طلاق دیں، اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ تو وہ اللہ تبدیل کر دے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے، اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ عورتیں تم سے بہتر۔ یہ نہ سمجھو کہ ہم ہی ہیں، ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ تم سے بہتر بیویاں دے دے۔ ان کی خوبیاں کیا ہوں گی، مُسْلِمٰتٍ

فرماں بردار، ہوں گی اللہ تعالیٰ کے احکامات کی۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کی پابند ہوں گی، مُؤْمِنٰتٍ ایمان لانے والیاں ہوں گی جن چیزوں پر اللہ نے حکم دیا ہے، قٰنِتٰتٍ اطاعت کرنے والیاں ہوں گی، نبی کریم ﷺ کی۔ عام بیویوں کو بھی یہی حکم ہے کہ وہ اپنے خاوند کی جائز کاموں میں اطاعت کرنے والی ہوں۔ تٰٓئِبٰتٍ توبہ کرنے والیاں ہوں گی۔

عٰبِدٰتٍ عبادت کرنے والیاں ہوں گی، سٰٓئِحٰتٍ ہجرت کرنے والیاں ہوں گی، بعض مفسرین نے، سٰٓئِحٰتٍ کا معنی کیا ہے روزے رکھنے والیاں ہوں گی یعنی نفلی روزے کثرت سے رکھیں گی۔ ثَيِّبٰتٍ بیاہی ہوئی ہوں گی، یعنی جن کی شادی پہلے ہو چکی ہوگی بیوہ ہوں گی۔ نبی کریم ﷺ کے نکاح میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ جتنی عورتیں آئیں سب بیوہ تھیں۔ صرف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کنواری تھیں وَّاَبْكَارًا باکرہ کی جمع ہیں، اور کنواریاں بھی دے سکتا ہے لہٰذا تم اپنی غلطی پر اصرار نہ کرو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، بچاؤ اپنی جانوں کو، اور اپنے گھر والوں کو، دوزخ کی آگ سے، جس کا ایندھن انسان ہوں گے

وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ

اور پتھر ہوں گے اس پر مقرر ہوں گے فرشتے، سخت دل والے، سخت پکڑ والے، نہیں نافرمانی کریں گے اللہ کی، جو ان کو حکم

وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا

دے گا، اور کرتے ہیں جو ان کو حکم دیا جاتا ہے۔ اے وہ لوگو جو کافر ہو، مت عذر پیش کرو آج کے دن بیشک تم کو بدلہ دیا جائے

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ۧ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ ع

گا، اس چیز کا جو تم کرتے تھے۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، رجوع کرو تم اللہ کی طرف رجوع کرنا اخلاص کے ساتھ، قریب

يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي

ہے کہ تمہارا رب مٹا دے تم سے تمہاری برائیاں، اور داخل کرے گا، تم کو ایسے باغوں میں، جاری ہیں ان کے نیچے نہریں جس

اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ

دن نہیں رسوا کرے گا اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے اس کے ساتھ ان کا نور دوڑ رہا ہوگا، ان کے آگے

رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

اور ان کے دائیں طرف وہ کہیں گے اے ہمارے رب مکمل کر دے ہمارے نور کو، اور ہمیں بخش دے بیشک آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

غِلَاظٌ: سخت دل، قُوْٓا: تم بچاؤ، لَا یَعْصُوْنَ: وہ نافرمانی نہیں کرتے، نَصُوْحًا: سچی (توبہ)، اَتْمِمْ: پورا کردیجیے، نُوْرَنَا: ہمارا نور۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے امہات المومنین رضی اللہ عنہن میں سے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خطاب کر کے فرمایا کہ تم دونوں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو۔ اب یہاں ان آیات میں پہلے اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو حکم فرما رہے ہیں کہ تم خود بھی اور اپنے اہل وعیال کو بھی اللہ کی نافرمانی سے، بچاؤ اور جہنم کی آگ سے بچو۔

تفسیری نکات: اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو نارِ جہنم سے بچانے کا حکم:

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو خطاب کیا، یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تمہیں دو حکم ہیں، قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ بچاؤ اپنی جانوں کو دوزخ کی آگ سے، وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا اور اپنے گھر والوں کو اہل وعیال کو بھی دوزخ کی آگ سے بچاؤ، ایک حکم یہ کہ اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ نیک عمل کر کے اور برے عملوں سے بچ کر۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ اپنے اہل وعیال کو بھی اللہ کے احکامات کی خلاف ورزی کرنے سے محفوظ رکھو اور اس طرح ان کی نگرانی کر کے ان کو بھی جہنم کی آگ بچاؤ، وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ جس کا ایندھن انسان ہوں گے اور پتھر ہوں گے وہاں انسان اور پتھر ایسے جلیں گے جیسے خشک لکڑیاں جلتی ہیں، عَلَیْهَا مَلٰٓىِٕكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ اس پر مقرر ہوں گے فرشتے سخت دل والے اور سخت پکڑ والے، لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ وہ نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی مَآ اَمَرَهُمْ ان چیزوں میں جن کا وہ ان کو حکم دیتا ہے اللہ تعالیٰ جو ان کو حکم دیتا ہے وہ پورا کرتے ہیں، وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ کرتے ہیں جو ان کو حکم دیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔

پہلے مومنوں کا ذکر تھا، اور اب کافروں کا ذکر ہے، فرمایا، یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اے وہ لوگو جو کافر ہو، لَا تَعْتَذِرُوا الْیَوْمَ مت عذر پیش کرو آج کے دن قیامت والے دن کافر عجیب عجیب عذر پیش کریں گے۔ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ بیشک تم کو بدلہ دیا جائے گا اس چیز کا جو تم کرتے تھے دنیا میں۔ یہ دنیا دار الجزاء ہے۔ دنیا میں ہی توبہ کر سکتے تھے ایمان لا سکتے تھے نیکی کر سکتے تھے نزع کی حالت سے پہلے انسان سچے دل سے توبہ کرے تو قبول ہے اللہ معاف کر دے گا۔

پھر مومنوں کو خطاب فرمایا جا رہا ہے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰهِ اللہ کی طرف رجوع کرو توبہ کرو، تَوْبَةً نَّصُوْحًا توبہ اخلاص کے ساتھ، خالص دل سے توبہ کرو، اور خالص دل سے توبہ وہ ہوتی ہے جس گناہ سے توبہ کی ہے پھر وہ گناہ نہ کرے اگر پھر کرتا ہے تو پھر توبہ توبہ نہ ہوئی۔

قیامت والے دن ایمان والوں کو ملنے والے انعامات:

عَسٰى رَبُّكُمْ قریب ہے کہ تمہارا رب اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ مٹادے گا تمہاری خطائیں توبہ کی برکت سے اللہ تمہارے وہ گناہ معاف کردے گا جو توبہ سے معاف ہوتے ہیں۔ اور جو محض توبہ سے معاف نہیں ہوتے ان کی معافی نہیں ہے مگر ان کے ادا کرنے کے ساتھ، جیسے نماز، ہے، روزہ ہے، حقوق العباد ہیں، یہ قضا کرنے سے معاف ہوں گے، وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ اور داخل کرے گا تمہیں ایسے باغوں میں جاری ہوں گی، مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ان کے نیچے نہریں۔ کوثر کی نہر، سلسبیل کی نہر، کافور کی نہر، اور زنجبیل کی نہر، شہد کی نہر اور دودھ کی نہر ہوگی، شراب طہور کی نہر ہوگی۔

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ جس دن نہیں رسوا کرے گا اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کو، وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ اور ان لوگوں کو بھی جو ایمان لائے اس کے ساتھ رسوا نہیں کرے گا، جو دوزخ میں ڈالا گیا رسوا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر ﷺ کو بھی رسوا نہیں کریں گے، اور آپ ﷺ کے اصحاب مومنین کو بھی رسوا نہیں کریں گے، بلکہ، نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ ان کا نور دوڑ رہا ہوگا ان کے آگے۔ یہ جس وقت قبروں سے نکلیں گے تو نور ایمان، ان کے آگے ہوگا جیسے گاڑی کے آگے بتیاں ہوتی ہیں وَبِاَيْمَانِهِمْ اور ان کے دائیں طرف دوڑ رہا ہوگا۔

تو فرمایا ایمان والوں کے سامنے اور دائیں طرف نور دوڑتا ہوگا، يَقُوْلُوْنَ یہ ایمان والے اُس موقع پر کہیں گے، رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا اے ہمارے رب مکمل کردے ہمارے نور کو، جہاں تک ہم نے جانا ہے وہاں تک ہمارے نور کو مکمل کردے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی عدالت وہاں سے کافی دور ہوگی، مشرق اور مغرب شمال جنوب سے سب آئیں گے وَاغْفِرْ لَنَا اور ہمیں بخش دے، اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ بیشک آپ ہر چیز پر قادر ہیں اب وقت ہے ایمان کو قوی کرو، اعمال صالحہ اپناؤ، گناہوں سے بچو کل معذرت قبول نہیں ہوگی۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ

اے نبی کریم ﷺ آپ ﷺ جہاد کریں کافروں کے ساتھ اور منافقوں کے ساتھ اور ان پر سختی کریں، اور ٹھکانا ان کا

الْمَصِيْرُ ۝ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ۭ

دوزخ ہے اور بہت برا ٹھکانہ ہے۔ بیان کی اللہ نے ایک مثال، ان لوگوں کے لیے، جو کافر ہیں، نوح علیہ السلام کی بیوی اور لوط علیہ السلام

كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا

کی بیوی، کی دونوں ہمارے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں پس ان دونوں نے خیانت کی پس نہ کام آئے وہ دونوں ان

عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۝10 وَضَرَبَ

دونوں کے لیے اور اللہ کے سامنے کچھ بھی، اور کہا گیا داخل ہو جاؤ تم دونوں آگ میں، داخل ہونے والوں کے ساتھ۔ اور بیان

اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ

کی اللہ نے ایک مثال ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے ہیں، فرعون کی بیوی کی جس وقت کہا اس نے اے میرے رب

ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ

بنا میرے لیے، اپنے پاس گھر جنت میں، اور نجات دے مجھے فرعون سے، اور اس کی کارروائی سے، اور نجات دے مجھے ظالم

الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ⑪ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا

قوم سے، اور مریم علیہا السلام کی مثال بیان کی، عمران کی بیٹی جنہوں نے حفاظت کی اپنی شرم گاہ کی، پس پھونک ماری ہم نے اُن کے

فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ

بدن میں، اپنی طرف سے روح، اور اس نے تصدیق کی، اپنے رب کی کلمات کی، اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی،

وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ⑫

اور تھی اطاعت کرنے والیوں میں سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

عَبْدَيْنِ: دو بندے، صَالِحَيْنِ: دو نیک آدمی، فَخَانَتٰهُمَا: سو ان دو عورتوں نے ان دو سے خیانت کی، فَلَمْ يُغْنِيَا: وہ دونوں کام نہ آسکے، الدّٰخِلِيْنَ: داخل ہونے والے، اِبْنَتَ: بیٹی، صَدَّقَتْ: اس نے تصدیق کی۔

ربط:

اوپر آپ نے پڑھا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ۔ بچانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کو وعظ ونصیحت کرو۔ ویسے تم دوزخ سے نہیں بچا سکتے دیکھتے نہیں نوح علیہ السلام کی بیوی پیغمبر کی بیوی تھی۔ لوط علیہ السلام کی بیوی پیغمبر کی بیوی تھی۔ لیکن چونکہ انہوں نے ان پیغمبروں کیساتھ عقیدے کی اور ایمان کی خیانت کی تو ان کے شوہر جو اپنے وقت کے پیغمبر تھے وہ بھی ان کو کفایت نہ کر سکے۔ پھر آگے فرمایا جا رہا ہے کہ جو ذاتی طور پر خود نیک اور مضبوط کردار وایمان والا ہو گا وہ کفر وشرک کے ماحول میں بھی ثابت قدم رہے گا جیسے حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا جو فرعون کی بیوی تھیں۔ اور ایسے ہی نیک ماں باپ کی نیک اولاد جیسے حضرت مریم علیہا السلام جو حضرت عیسی علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ہیں۔

تفسیری نکات: کفار ومنافقین سے جہاد کرنے کا حکم:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کریں کافروں کے ساتھ اور منافقوں کے ساتھ، وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ اور ان پر سختی کریں۔

وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ اور ٹھکانہ ان کا دوزخ ہے اور کیا پوچھتے ہو؟ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ اور بہت برا ٹھکانا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہر مسلمان مرد وعورت کو بچائے اور محفوظ رکھے۔

عقائد ضروریہ میں سے کسی شے کا اگر کوئی انکار کرے تو وہ کافر ہے اور جو زبان سے تو اقرار کرے اور دل سے تسلیم نہ کرے وہ منافق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار اور یہود ونصاریٰ سے تو جہاد کیے لیکن منافقین جو مدینہ میں ہی موجود تھے اُن سے جہاد نہیں فرمایا۔

جن کا نفاق نشانیوں، علامتوں اور کارروائیوں سے ظاہر تھا ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کے ساتھ جہاد کرو اور یہ جہاد زبانی ہے، تلوار کے ساتھ نہیں ہے۔ تلوار کے ساتھ نہ ہونے کی وجہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت! ہم کافروں کے ساتھ لڑنے کے لیے دور دراز کا سفر کرتے ہیں تو جن لوگوں کا منافق ہونا ہمیں معلوم ہے ان کے ساتھ کیوں نہ لڑیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے ساتھ تلوار کا جہاد نہیں ہے۔ کیوں اگر ہم نے ان کے ساتھ تلوار کا جہاد کیا تو اِنَّ النَّاسَ يَتَحَدَّثُوْنَ اَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ يَقْتُلُ اَصْحَابَهٗ لوگ کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں۔

یہ لوگ کلمہ بھی پڑھتے ہیں زبانی طور پر، نمازیں بھی پڑھتے ہیں، بہ ظاہر روزے بھی رکھتے ہیں۔ دوسرے نیکی کے کاموں میں حصہ بھی لیتے ہیں۔ اگر ان کو قتل کیا گیا تو سطحی قسم کے لوگ کہیں گے کہ لو جی مسلمان تو اپنے لوگوں کو بھی نہیں بخشتے ہیں کلمہ پڑھنے والوں کو بھی قتل کر دیتے ہیں کیونکہ دنیا میں سمجھ دار لوگ بہت کم ہوتے ہیں۔ اکثریت سطحی ذہن رکھنے والوں کی ہوتی ہے۔

خالی نسبت کوئی کام نہیں آتی ہے:

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا بیان کی ہے اللہ تعالیٰ نے ایک مثال، لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا ان لوگوں کے لیے جو کافر ہیں، کفر کرتے ہوئے نیک لوگوں کے ساتھ تعلق جوڑتے ہیں، اس تعلق سے کچھ نہیں حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے مثال بیان کی ہے، امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ نوح علیہ السلام کی بیوی کی جس کا نام واہلہ تھا اور لوط علیہ السلام کی بیوی جس کا نام واعلہ تھا عین کے ساتھ، كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ یہ دونوں ہمارے نیک بندوں کے نکاح میں تھیں، پس ان دونوں عورتوں نے اپنے اپنے شوہر پیغمبروں کے ساتھ مذہبی خیانت کی، جسمانی نہیں، فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا پس نہ کام آئے نہ کفایت کی اللہ کے دونوں پیغمبر اپنی بیویوں کے لیے اللہ کے سامنے کچھ بھی، دونوں پیغمبر اپنی بیویوں کو اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکے، کتنی بڑی نسبت تھی پیغمبر کی بیوی ہونا کوئی چھوٹی نسبت نہیں ہے۔

وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہا گیا تم دونوں داخل ہو جاؤ دوزخ میں، مَعَ الدّٰخِلِيْنَ داخل ہونے والوں کے ساتھ۔ جس طرح دوسرے کافر اور نافرمان لوگ داخل ہو رہے ہیں تم بھی ان کے ساتھ جہنم میں داخل

ہو جاؤ۔ معلوم ہوا کہ محض نسبت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

آسیہ رضی اللہ عنہا زوجہ فرعون کا واقعہ:

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا اور بیان کی اللہ نے مثال، لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے ہیں، امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ فرعون کی بیوی کی کہ دیکھو نسبت کتنے بڑے آدمی کے ساتھ تھی کہ وہ خدائی کا دعوے دار تھا۔ اپنے آپ کو رب اعلی کہتا تھا۔ مگر اس کی بیوی آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ عنہا بڑی نیک خاتون تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں۔

اِذْ قَالَتْ جس وقت کہا آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ عنہا نے جو فرعون کی بیوی تھی، رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ اے میرے رب بنا میرے لیے اپنے پاس گھر جنت میں، وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ اور نجات دے مجھ کو فرعون سے اور اس کی کارروائی سے۔ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ اور نجات دے مجھے ظالم قوم سے جس وقت اس بی بی کا ایمان ظاہر ہو گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا چکی ہیں تو فرعون نے سختی شروع کر دی، کہ میں تو اسلام کو مٹانے کے لیے موسیٰ علیہ السلام کے پیچھے پڑا ہوں اور تم میرے گھر میں اس کا کلمہ پڑھتی ہو۔ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے کہا جو تمہاری مرضی ہے کرو میں کلمہ چھوڑنے والی نہیں ہوں، فرعون بڑا سخت گیر تھا، ذوالاوتاد، اس کا لقب تھا میخوں والا، جب کسی کے ساتھ بگڑتا تھا تو اس کے بدن میں میخیں ٹھونک کر سزا دیتا تھا، کہنے لگا کہ میں تیرے بدن میں میخیں ٹھونک کر سزا دوں گا، حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے کہا جو تیرے جی میں آئے کر لے میں کلمہ نہیں چھوڑوں گی۔

چنانچہ ظالم نے اسی طرح کیا کہ اُن کو زمین پر لٹایا ہاتھوں اور پاؤں میں میخیں ٹھکوا کر اُن کی چھاتی پر بھاری بھر کم پتھر رکھوا دیا، اور ایک ملازم کو کہا تو اس پتھر پر چڑھ کر کھڑا ہو جا، ظلم کی انتہا ہے ساری عمر بیوی نے اس کی خدمت کی، جو گھر کی خدمت ہوتی ہے اسمیں کوئی کمی نہیں آنے دی، لیکن اس ظالم نے کلمہ چھڑوانے کے لیے سارے حربے استعمال کر لیے اللہ کی فرماں بردار بندی نے شہادت قبول کر لی مگر ایمان نہیں چھوڑا، کفر اختیار نہیں کیا، تو آدمی اگر خود صحیح ہو تو برے کے ساتھ نسبت تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی جس طرح آسیہ رضی اللہ عنہا کا نسبت نے کچھ نہیں بگاڑا۔

حضرت مریم علیہا السلام کی عفت و پاکدامنی:

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ اور مریم علیہا السلام جو بیٹی ہے عمران کی اُن کی مثال، الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا جنہوں نے محفوظ رکھا اپنی شرم گاہ کو، فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا پس ہم نے پھونکی اُن کے بدن میں اپنی طرف سے روح۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر حضرت مریم علیہا السلام کے گریبان میں پھونک ماری تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وجود ان کے پیٹ میں شروع ہو گیا، ویسے تو نسل کا سلسلہ میاں بیوی کے ملاپ سے چلتا ہے، لیکن یہاں یہ بات نہیں تھی، بس جبرائیل علیہ السلام کی پھونک ہی سے ان کے پیٹ میں عیسیٰ علیہ السلام کا وجود بننا شروع ہو گیا۔

فرمایا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا اور انہوں نے تصدیق کی اپنے رب کے کلمات کی اللہ تعالیٰ کے احکام اور فیصلوں کو

سچا ماننا، وَکُتُبِہٖ اور اللہ تعالیٰ کی کتابوں کی تصدیق کی وَکَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِیْنَ اور وہ اطاعت کرنے والیوں میں سے تھیں جو اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار اور فرماں بردار ہیں ان میں سے تھیں۔

سُوْرَۃُ الْمُلْکِ مَکِّیَّۃٌ

سورۂ ملک مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ مُلک کا لفظ اس سورت کی پہلی آیت میں ہی آ رہا ہے جس کی وجہ سے اس سورۃ کا نام ملک ہے۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس کا سڑسٹھ (۶۷) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس کا ستتر (۷۷) نمبر ہے اس کی آیات کی تعداد تیس (۳۰) ہے اور رکوع کی تعداد دو (۲) ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الاتقان فی علوم القرآن" میں اس کے ناموں میں ایک نام سورۂ تبارک بھی لکھا ہے۔ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مستدرک میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ تورات میں اس کا نام سورۃ الملک ہے اور یہی سورۂ مانعہ ہے یعنی عذاب قبر سے بچانے والی اور جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ اسی سورۃ کو مانعہ اور اسی کو منجیہ یعنی عذاب قبر سے نجات دینے والی بھی کہتے ہیں مسند ابو عبید میں اس کا نام مجادلہ بھی روایت کیا گیا ہے یعنی یہ اپنے پڑھنے والے کی مغفرت کے لیے اللہ تعالیٰ کے روبرو بحث کرے گی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ

بابرکت ہے وہ ذات، جس کے ہاتھ میں ہے ملک، اور وہ ذات ہر چیز پر قادر ہے، وہ ذات جس نے پیدا کیا موت کو اور زندگی

لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۙ﴿۲﴾ الَّذِيْ

کو، تاکہ وہ تمہارا امتحان لے، تم میں سے کون اچھا ہے از روئے عمل کے، اور وہ غالب ہے بخشنے والا ہے، وہ ذات ہے جس نے

خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۭ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۭ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ

پیدا کیے سات آسمان تہہ بہ تہہ، آپ نہیں دیکھیں گے، رحمان کے پیدا کرنے میں کوئی فرق، پھر لوٹا نگاہ کیا دیکھتا ہے

هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ﴿۳﴾ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا

کوئی سوراخ پھر لوٹا نگاہ بار بار لوٹے گی تیری طرف نگاہ ذلیل ہوکر، اور وہ تھکی ہوئی ہوگی،

وَّهُوَ حَسِيْرٌ ﴿۴﴾ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ

اور البتہ تحقیق ہم نے مزین کیا آسمان دنیا کو، ستاروں کے ساتھ، اور ہم نے بنایا ان ستاروں کو، مارنے کا ذریعہ، شیطانوں کو،

وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ۝ وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ

اور ہم نے تیار کیا ہے ان کے لیے، شعلہ مارنے والا عذاب، اور ان لوگوں کے لیے جو منکر ہیں اپنے رب کے، جہنم کا عذاب

الْمَصِيْرُ ۝ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ ۝

ہے، اور برا ٹھکانہ ہے۔ جس وقت ڈالے جائیں گے دوزخ میں، سنیں گے اسکے لیے گدھے کی آواز، اور وہ جوش مار رہی ہوگی،

تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ؕ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ

قریب ہے پھٹ جائے غصے کی وجہ سے، جب کبھی ڈالی جائے گی اس میں فوج، سوال کریں گے ان سے جہنم کے داروغے کیا

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ

نہیں آیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا، کہیں گے کیوں نہیں۔ تحقیق ہمارے پاس ڈرانے والے آئے تھے۔

فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۝

پس ہم نے جھٹلادیا اور ہم نے کہا، نہیں نازل کی اللہ نے کوئی چیز۔ نہیں ہو تم مگر بڑی گمراہی میں۔"

مشکل الفاظ کے معانی:

طِبَاقًا: اوپر نیچے، تَفٰوُتٍ: فرق، فُطُوْرٍ: نقص، شگاف، خَاسِئًا: ذلیل ہوکر، حَسِيْرٌ: تھکا ہوا، رُجُوْمًا: مارنا، شَهِيْقًا: زوردار آواز، تَفُوْرُ: جوش مارتی ہوگی، سَاَلَهُمْ: ان سے پوچھیں گے، فَكَذَّبْنَا: (سو) ہم نے جھٹلایا۔

سورۃ الملک کی فضیلت:

ویسے تو سارا قرآن پاک فضیلت والا ہے لیکن بعض سورتوں کی فضیلت احادیث میں خصوصی طور پر وارد ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت والے دن یہ سورت تمام سورتوں سے زیادہ سفارش کرے گی۔ یہ روایت نسائی شریف اور دیگر حدیث کی کتابوں میں ہے۔ اگر کسی ایسے گناہ گار کو دوزخ میں ڈالنے کا فیصلہ کریں گے جو یہ سورۃ پڑھتا ہوگا تو یہ سورۃ کہے گی اے پروردگار! میں آپ کے کلام کا حصہ ہوں اس شخص کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کی سفارش قبول کرے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قبر میں مجرم کو فرشتے سزا دینے کے لیے جب پاؤں کی طرف سے آتے ہیں تو یہ سورت پاؤں کی طرف جا کر کھڑی ہوجاتی ہے کہ یہ وہ شخص ہے جو میری تلاوت کرتا تھا۔ تو اس شخص کو عذاب سے نجات حاصل ہوجاتی ہے۔ تو یہ سورۃ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے عذابِ قبر سے نجات دلانے والی ہے۔

ربط:

سورۃ التحریم کے آخر میں تھا کہ وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ کہ حضرت مریم علیہا السلام نے اپنے

رب کے کلمات کی تصدیق کی اور اس کی کتابوں کی، اللہ تعالیٰ کے کلمات میں سب سے پہلے ہے توحید یہی وجہ ہے کہ ہر پیغمبر نے سب سے پہلے یہ اعلان کیا "یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ" اس لئے اس سورۃ کا آغاز توحید سے ہو رہا ہے۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو بے مثال بنایا ہے:

تَبٰرَكَ الَّذِیْ بابرکت ہے وہ ذات بِيَدِهِ الْمُلْكُ جس کے ہاتھ میں ہے ملک۔ ہاتھ سے اللہ کا ہاتھ ہی مراد ہے جو اس کی شان کے لائق ہے۔ اس مقام پر مفرد کا لفظ آیا ہے، اور سورۃ مائدہ میں آیت نمبر ٦٤، تثنیہ کا لفظ آیا ہے، بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ، بلکہ اللہ کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں۔

تو اللہ کے ہاتھ ہیں جو اس کی شان کے لائق ہیں، ہم کسی شے کے ساتھ تشبیہ نہیں دے سکتے، کہ ایسے ہیں یا ایسے ہیں، مثلاً ہمارے ہاتھ میں ہتھیلی ہے انگلیاں ہیں اللہ ان ساری چیزوں سے پاک ہے۔ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (شوریٰ: ۱۱) اللہ کے مثل کوئی شے نہیں ہے۔

بعض مفسرین کرام رحمہم اللہ اس سے قبضہ اور گرفت مراد لیتے ہیں، اور بِيَدِهِ الْمُلْكُ کا ترجمہ کرتے ہیں اس کے قبضے میں ہے ملک اس کے اختیار میں ہے ملک، اللہ ہی مالک ہے خالق ہے وہی متصرف ہے کسی دوسرے کو کارخانہ خداوندی میں ایک رتی کا بھی اختیار نہیں ہے، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ جس نے پیدا کیا موت کو اور زندگی کو لِيَبْلُوَكُمْ تا کہ وہ تمہارا امتحان لے، اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا تم میں سے کون اچھا عمل کرتا ہے زندگی دے کر موت سر پر کھڑی کر دی کہ زندگی کے اعمال کا حساب دینا ہے موت کو یاد رکھو، اچھے اعمال کرو برے اعمال سے بچو۔

وَهُوَ الْعَزِيْزُ اور وہ غالب ہے اسکی پکڑ سے کوئی بچ نہیں سکتا، الْغَفُوْرُ بخشنے والا ہے، اگر قاعدے کے مطابق اپنے گناہوں کی معافی مانگو، تو بخش دے گا، قاعدے کا مطلب یہ ہے کہ وہ حقوق اللہ جن کی قضا ہے ان کی قضا لوٹائے اور حقوق العباد ادا کر دے، اللہ کے بندوں کو ستایا ہے تو معافی مانگے اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے معاف کر دے گا۔

الَّذِیْ وہ ذات ہے، خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا جس نے پیدا کیے سات آسمان تہہ بہ تہہ۔ آسمان دنیا ہے اس کے اوپر، دوسرا، پھر تیسرا، پھر چوتھا، پھر پانچواں، پھر چھٹا، پھر ساتواں، جتنا فاصلہ زمین سے لے کر آسمان دنیا تک ہے اتنا ہی فاصلہ پہلے آسمان سے دوسرے آسمان تک ہے، ہر آسمان کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے۔

مَا تَرٰى فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ آپ نہیں دیکھیں گے رحمن کے پیدا کرنے میں کوئی فرق۔ آسمان کتنا بڑا مشرق سے لے کر مغرب تک، لیکن اس میں رتی برابر بھی فرق نہیں دکھا سکتے، اس آسمان میں آپ کو بالکل بھی فرق نظر نہیں آئے گا۔

فَارْجِعِ الْبَصَرَ پھر لوٹا نگاہ اے دیکھنے والے آسمان کی طرف، هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ کیا دیکھتا ہے کوئی سوراخ، دراڑ، قرآن وحدیث کے مطابق دروازے تو موجود ہیں باقی کوئی سوراخ، دراڑ تمہیں نظر نہیں آئے گی، ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ پھر اٹھا نگاہ بار بار، يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا لوٹے گی آپ کی طرف نگاہ ذلیل ہو کر وَّهُوَ حَسِيْرٌ اور وہ تھکی ہوئی ہوگی سارا دن دیکھتے رہو آسمان میں تمہیں رتی برابر تفاوت اور فرق نظر نہیں آئے گا، اللہ تعالیٰ کی قدرت کو سمجھنے کے لیے ایک آسمان ہی کافی ہے، کہ اتنا بڑا آسمان اور نیچے کوئی ستون اور دیوار نہیں ہے۔

آسمان کو ستاروں سے مزین کیا گیا:

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا اور البتہ تحقیق ہم نے مزین کیا آسمان دنیا کو، بِمَصَابِيْحَ ستاروں کے ساتھ۔ مصباح کا معنی ہے چراغ، مراد ستارے ہیں کہ یہ اس آسمان کے چراغ ہیں۔

تو فرمایا ہم نے مزین کیا آسمان دنیا کو ستاروں کے ساتھ، وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ اور ہم نے بنایا ان ستاروں کو مارنے کا ذریعہ شیطانوں کو۔ یہ شیطان اوپر جا کر فرشتوں کی باتیں سننے کی کوشش کرتے ہیں، تو ستارے سے ایک شعلہ نکل کر ان پر جا پڑتا ہے ستارہ خود نہیں گرتا۔

وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ اور تیار کیا ہم نے ان شیطانوں کے لیے شعلہ مارنے والا عذاب۔ بعض ملحد یہ کہتے ہیں کہ جنات آگ سے پیدا ہوئے، ہیں، سورۃ الحجر آیت نمبر ۲۷، میں ہے، وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ، اور جنوں کو ہم نے پیدا کیا اس سے پہلے آگ کی لو سے۔ تو دوزخ کی آگ میں ان کو کیا سزا ہوگی؟۔

تو اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ جس آگ سے ان کو سزا ہونی ہے، وہ اس آگ سے انہتر گناہ تیز ہے اور خود جہنم کی آگ میں بھی باہم فرق ہے کہ بخاری شریف اور مسلم شریف کی روایت میں ہے، کہ جہنم کے ایک طبقے نے دوسرے طبقے کی شکایت کی کہ پروردگار اس طبقے کی حرارت نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے، تو اللہ نے جہنم کو اجازت دی کہ تو ایک سانس لے لے۔ فرمایا یہ سخت گرمی ہے کہ یہ جہنم کا سانس ہے، اسی طرح زمہریر جہنم کا ٹھنڈا طبقہ ہے اس نے دوسرے ٹھنڈے طبقے کی شکایت کی کہ پروردگار اس کی ٹھنڈک نے مجھے پریشان کر دیا ہے، اللہ نے اجازت دی کہ تو ایک سانس لے لے، یہ جو سخت سردی ہوتی ہے یہ جہنم کے اس طبقے کا سانس ہے، لہٰذا شیطانوں کو بھی عذاب ہوگا چاہے آگ کا ہو یا برف کا۔ تو یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے جو سمجھ نہ آئے۔

جہنم کا جوش اور غصہ:

فرمایا وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اور ان لوگوں کے لیے جو منکر ہیں اپنے رب کے یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام وفرامین کے منکر ہیں، اللہ تعالیٰ کی ذات کے تو وہ لوگ قائل تھے، اللہ کے احکام کا انکار اللہ تعالیٰ کا انکار ہے، ان لوگوں کے لیے، عَذَابُ جَهَنَّمَ دوزخ کا عذاب ہے، وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ اور برا ٹھکانہ ہے۔

اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا جس وقت ڈالے جائیں گے دوزخ میں، سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا سنیں گے اس کے لیے گدھے کی آواز۔ شَهِيْقٌ، گدھے کی اس آواز کو کہتے ہیں کہ جو آخر میں آ کر مدھم سی ہوتی ہے، دوزخ جوش مار رہی ہوگی، اور زفیر گدھے کی ابتدائی آواز کو کہتے ہیں جو وہ زور سے نکالتا ہے، جیسا کہ سورۃ ہود آیت نمبر ١٠٧، میں ہے بدبخت لوگ دوزخ میں ہوں گے، لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ، ان کے لیے دوزخ میں گدھے کی آوازیں ہوں گی، گدھوں کی آواز کے ساتھ تشبیہ کیوں دی جا رہی ہے؟ اس لیے کہ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ (لقمان:١٩) سب سے بری آواز گدھے کی آواز ہے، وَّهِيَ تَفُوْرُ اور وہ جوش مار رہی ہوگی، آپ حضرات نے دیکھا ہوگا کہ تیز آگ ہو تو شوں شوں کی آواز آتی ہے، تو جہنم جوش مار رہی ہوگی، تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ قریب ہے کہ پھٹ جائے غصے کی وجہ سے۔ اتنی تپش اور حرارت ہوگی کہ اس کی وجہ سے پھٹ جائے۔ بعض یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ جہنم کو کافروں پر اتنا غصہ ہوگا کہ اس غصے کی وجہ سے قریب ہے کہ پھٹ جائے۔ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ جب کبھی اس میں ڈالی جائے گی اس میں فوج اور گروہ کافروں کا، مشرکوں کا، سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ خَزَنَةٌ جمع ہے خَازِنٌ کی خازن پہرے دار اور چوکیدار کو کہتے ہیں، معنی ہوگا کہ سوال کریں گے ان سے جہنم کے داروغے۔ وہاں جو پہرے دار فرشتے ہوں گے وہ پوچھیں گے، اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ کیا نہیں آیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا کوئی رسول، کوئی پیغمبر جہنم میں آج لشکروں کے لشکر آ رہے ہو تمہیں سمجھانے والا کوئی نہیں آیا تھا، جس نے تمہیں ڈرایا ہو کہ جس کفر و شرک کے راستے پر تم چل رہے ہو اس کا انجام دوزخ ہے۔

قَالُوْا بَلٰى وہ جہنمی کہیں گے کیوں نہیں آیا، قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ تحقیق آیا ہمارے پاس ڈرانے والا، مگر ہماری بدبختی ،فَكَذَّبْنَا پس ہم نے جھٹلا دیا، وَقُلْنَا اور ہم نے کہا، مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ نہیں نازل کی اللہ نے کوئی چیز تمہارے اوپر، نہ وحی نہ کتاب یہ سب تم اپنی طرف سے بنا کر لائے ہو، اور ہم نے کہا، اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ نہیں ہو تم مگر بڑی گمراہی میں، تم لوگوں کو پھنساتے ہو اور اپنے ساتھ ملاتے ہو۔

وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴿١٠﴾ فَاعْتَرَفُوْا

اور وہ کہیں گے کاش ہم سنتے یا ہم سمجھتے، نہ ہوتے ہم شعلہ مارنے والی آگ والوں میں سے۔ پس وہ اقرار کریں گے،

بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴿١١﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ

اپنے گناہوں کا پس دوری ہے دوزخ والوں کے لیے۔ بیشک وہ لوگ جو ڈرتے ہیں اپنے ربّ سے بغیر دیکھے، ان کے لیے

مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿١٢﴾ وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿١٣﴾ اَلَا

بخشش ہے، اور بہت بڑا اجر ہے۔ اور اگر تم چھپاؤ اپنی بات کو، یا ظاہر کرو اس کو بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے دلوں کے راز خبردار وہ

ع يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿14﴾ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا

جانتا ہے جس کو اس نے پیدا کیا ہے اور وہ باریک بین، خبردار ہے۔ وہ وہی ذات ہے جس نے بنائی تمہارے لیے زمین تابع،

فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ﴿15﴾ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي

پس چلو تم اس کے اطراف پر، اور کھاؤ تم اس کے رزق سے، اور اس کی طرف اٹھ کر کھڑا ہونا ہے۔ کیا تم امن میں ہوں اس

السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ﴿16﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي

ذات سے جو آسمان میں ہے کہ تمہیں دھنسا دے، زمین میں، پس اچانک وہ حرکت کرنے لگے۔ کیا تم امن میں ہو اس ذات

السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ ﴿17﴾ وَلَقَدْ كَذَّبَ

سے جو آسمان میں ہے، کہ چھوڑے تم پر سنگ ریزے پس تم عنقریب جان لو گے کہ کیسا ہے میرا ڈرانا۔ اور البتہ تحقیق جھٹلایا ان

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿18﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ

لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے پھر کیسا تھا میرا انکار کرنا۔ کیا نہیں دیکھا انہوں نے پرندوں کو، اپنے اوپر پر پھیلائے ہوئے

وَّيَقْبِضْنَ ؕ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۢ بَصِيْرٌ ﴿19﴾ وقف غفران وقف منزل

اور سمیٹتے بھی ہیں، نہیں روکتا انکو مگر رحمن، بیشک وہ اللہ ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

نَعْقِلُ: (اگر) ہم سمجھتے، بِذَنْۢبِهِمْ: اپنے جرم کا، فَسُحْقًا: (پس) لعنت ہے، اَسِرُّوْا: تم چھپا کر بات کرو، اَوِاجْهَرُوْا: (یا) اونچی آواز سے کہو، ذَلُوْلًا: مسخر شدہ، مَنَاكِبِهَا: اس کے راستے، نَذِيْرِ: میرا ڈرانا، يَقْبِضْنَ: وہ اکٹھا کر لیتے ہیں۔

ربط:

سابقہ آیات میں آخری آیت میں جہنم میں داخل کیے جانے والے جہنمیوں کا احوال مذکور ہے۔ اب بھی ان جہنمیوں کی باتیں ہی ان آیات میں بیان کی جا رہی ہیں۔

تفسیری نکات: جہنمیوں کا اظہار پشیمانی:

وَقَالُوْا اور کہیں گے دوزخ میں جلنے والے۔ لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ کاش کہ ہم سنتے یا ہم سمجھتے تو مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ نہ ہوتے ہم شعلہ مارنے والی آگ والوں میں سے، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تفسیر عزیزی میں اور مولانا عبدالحق حقانی رحمہ اللہ تفسیر حقانی فرماتے ہیں اور بزرگوں نے بھی لکھا ہے کہ لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ کا

مفہوم یہ ہے کہ ہم دوسروں سے اچھی بات سن لیتے اور اس پر عمل کرتے تو دوزخ سے بچ جاتے۔ اَوْ نَعْقِلُ کا مفہوم یہ ہے کہ ہمیں خود تحقیق ہوتی ہم خود عقل سے کام لیتے تو دوزخ میں نہ جلتے۔

جہنم سے بچنے کے لیے ایک گر ہے تحقیق دوسری ہے تقلید۔ یا تو خود انسان اتنا محقق ہو کہ قرآن، حدیث، فقہ اسلامی سے مسائل کو اخذ کر سکے یہ مفہوم ہے اَوْ نَعْقِلُ کا اور اگر یہ نہیں تو دوسرے کی سن لے یہ ہے تقلید تو فرماتے ہیں کہ جہنم سے بچنے کے لئے ایک تحقیق ہے ایک تقلید ہے تو کہیں گے کہ ہم میں تحقیق بھی نہ تھی تقلید بھی نہ تھی تقلید تو ہم نے کی نہیں تحقیق کا مادہ نہیں تھا۔ تقلید تو "وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ (جو میری طرف رجوع کرتے ہیں ان کی پیروی کر، سے ثابت ہے کیونکہ اتباع و تقلید کا ایک ہی معنی ہے۔

ہم نے تقلید سے متعلق کہ یہ انسان کے لیے انتہائی ضروری ہے اس کی مبسوط بحث کی ہے الکلام المفید فی اثبات التقلید میں۔

فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ پس وہ اقرار کریں گے اپنے گناہوں کا کہ واقعی ہم گناہ گار تھے، فَسُحْقًا پس دوری ہے رحمت سے، لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ دوزخ والوں کے لیے۔

اہل جنت کے انعام کا تذکرہ:

اب ان کے برعکس دوسروں کا بھی سن لیں، اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بیشک وہ لوگ جو ڈرتے ہیں اپنے ربّ سے بِالْغَيْبِ بن دیکھے۔ اللہ تعالیٰ کو دیکھا نہیں مگر اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ ان کے لیے بخشش ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ اور اجر ہے بہت بڑا۔

وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اور اگر تم چھپاؤ اپنی بات کو، آہستہ بات کرو، اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ۖ یا ظاہر کرو اس کو اونچی آواز میں بات کرو، اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے دلوں کے راز۔ کوئی آہستہ بولے یا بلند آواز سے سب اللہ کے علم میں ہے۔

اَلَا خبردار، يَعْلَمُ اللہ تعالیٰ جانتا ہے، مَنْ خَلَقَ ۖ جس کو اس نے پیدا کیا ہے، وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ اور وہ اللہ تعالیٰ باریک بین ہے خبردار ہے، اللہ کے سارے نام برکت والے ہیں لفظ اللہ یہ اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے رحمٰن، رحیم، قہار، جبار، ستار، خبیر، لطیف، یہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں۔

زمین کو اللہ نے ہمارے لیے رہنے کی جگہ بنا دیا:

هُوَ الَّذِيْ وہ وہی ذات ہے جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا جس نے بنائی تمہارے لیے زمین تابع، فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا پس چلو تم اس کے اطراف پر۔

مراد زمین کی اطراف ہیں، مشرق کی طرف جاؤ مغرب کی طرف جاؤ شمال کی طرف جاؤ جنوب کی طرف جاؤ، یہ

زمین تمہارے تابع ہے، اس پر چلو، کھیتی باڑی کرو، مکان بناؤ، پیشاب پاخانہ کرو تمہیں کچھ نہیں کہے گی، وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ اور کھاؤ تم اس کے رزق سے، اللہ نے جو روزی دی ہے اس کو کھاؤ، وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ اور اسی کی طرف اٹھ کر کھڑا ہونا ہے اس بات کو بھولنا نہ کہ سب نے اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہونا ہے۔

ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ کیا تم امن میں ہو اس ذات سے جو آسمان میں ہے، اَنْ یَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ کہ وہ دھنسا دے تم کو زمین میں، فَاِذَا هِیَ تَمُوْرُ پس اچانک وہ زمین حرکت کرنے لگے لرزنے لگے۔ زلزلہ آجائے۔

اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یُّرْسِلَ عَلَیْكُمْ حَاصِبًا ؕ کیا تم امن میں ہو اس ذات سے جو آسمان میں ہے کہ چھوڑے تم پر سنگ ریزے، حاصب کے دو معنی ہیں، ایک تند و تیز ہوا جیسے قوم ہود پر آئی تھی، جن کے بڑے قد تھے ہوا نے ان کو اٹھا کر دور دور پھینک دیا، دوسرا معنی ہے سنگ ریزی یعنی پتھروں کا برسنا جیسے لوط علیہ السلام کی قوم پر آسمان سے پتھر برسے، فَسَتَعْلَمُوْنَ كَیْفَ نَذِیْرِ پس تم عنقریب جان لو گے کیسا ہے میرا ڈرانا، جب تم زمین میں دھنس جاؤ گے یا تمہارے اوپر پتھر برسیں گے پھر تمہیں پتا چلے گا، کہ میرا ڈرانا کیسا تھا۔ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اور البتہ تحقیق جھٹلایا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے، حق کو جھٹلایا ان لوگوں نے، فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ پھر کیسا تھا میرا انکار کرنا، میرے انکار کرنے کا نتیجہ ان کے سامنے آیا یا نہیں آیا۔

پرندوں کو فضاء میں سنبھالنے والی ذات اللہ ہے:

اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَى الطَّیْرِ کیا نہیں دیکھا انہوں نے پرندوں کو، فَوْقَهُمْ اپنے اوپر فضا میں، صٰٓفّٰتٍ پر پھیلائے ہوئے یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت نہیں دیکھی انہوں نے پرندے کئی کئی گھنٹے فضا میں اڑتے رہتے ہیں، وَّیَقْبِضْنَ ؕۘ اور سمیٹتے بھی ہیں پر دوں کو جب چاہتے ہیں اور زمین پر اترتے ہیں، مَا یُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ نہیں روکتا مگر ان کو رحمن، یہ ہوا کس نے پیدا فرمائی پرندوں کو پر کس نے عطا فرمائے اڑنے کا طریقہ کس نے بتایا، رحمن کے سوا کون ہے ان کو ہوا میں سنبھالنے والا؟ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍۭ بَصِیْرٌ بیشک وہ ہر چیز کو دیکھنے والا ہے، اس کا علم اس کی سمع، اس کی بصر ہر چیز کو محیط ہے۔

اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ یَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِیْ

بھلا وہ کون ہے جو فوج ہے تمہاری مدد کرے رحمان سے نیچے نیچے نہیں ہیں کافر مگر دھوکے میں۔ بھلا وہ کون ہے

غُرُوْرٍ ﴿۲۰﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ ﴿۲۱﴾

جو تمہیں روزی دے گا اگر اللہ روک لے اپنے رزق کو، بلکہ وہ اصرار کرتے ہیں، سرکشی میں اور نفرت میں۔

اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُكِبًّا عَلٰی وَجْهِهٖۤ اَهْدٰۤی اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۲۲﴾

کیا وہ شخص جو چلتا ہے اوندھا اپنے چہرے کے بل زیادہ ہدایت والا ہے یا وہ شخص جو چلتا ہے سیدھا، سیدھے راستے پر۔

قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا

آپ ﷺ فرمادیں وہ وہی ذات ہے جس نے پیدا کیا ہے تم کو، اور بنائے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بہت کم

تَشْكُرُوْنَ ﴿23﴾ قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿24﴾

تم شکرادا کرتے ہو۔ آپ ﷺ فرمادیں وہ وہی ذات ہے جس نے بکھیرا تمہیں زمین میں اور اسی کی طرف تم اکٹھے کیے جاؤ

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿25﴾ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۠

گے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ کب یہ وعدہ پورا ہوگا، اگر ہو تم سچے۔ آپ ﷺ فرمادیں پختہ بات ہے اس کا علم اللہ کے پاس ہے،

وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿26﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْۗـــَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ

اور پختہ بات ہے میں تو ڈرانے والا ہوں کھول کر۔ پس جس وقت وہ دیکھیں گے اس کو قریب، بگڑ جائیں گے ان لوگوں کے

كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿27﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ

چہرے جنہوں نے کفر کیا اور کہا جائے گا یہ وہی چیز ہے جس کو تم طلب کرتے تھے۔ آپ ﷺ فرمادیں بتلاؤ تم اگر ہلاک

اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿28﴾

کردے مجھے اللہ تعالیٰ اور ان کو جو میرے ساتھ ہیں اور یا رحم کرے ہم پر پس کون پناہ دے گا کافروں کو دردناک عذاب سے

قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ

آپ ﷺ فرمادیں وہ رحمٰن ہی ہے ایمان لائے ہیں ہم اس پر اور اسی پر ہم نے بھروسا کیا ہے پس عنقریب تم جان لوگے

ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿29﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَاۗؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ

کون ہے جو کھلی ہوئی گمراہی میں ہے۔ آپ ﷺ فرمادیں بتلاؤ تم اگر ہو جائے تمہارا پانی گہرا پس کون لاکردے گا

بِمَاۗءٍ مَّعِيْنٍ ﴿30﴾ ع ۲ / ۱۶

تمہیں ایسا پانی جو جاری ہو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

عُتُوٍّ: سرکشی، نُفُوْرٍ: نفرت، زُلْفَةً: قریب آتا ہوا، سِيْۗـــَٔتْ: بگڑ جائیں گے، اَهْلَكَنِيَ: (اگر) مجھے ہلاک کردے، مَاۗؤُكُمْ: تمہارا پانی۔

ربط:

سابقہ آیات سے ہی اللہ تعالیٰ اپنی خالقیت کی نشانیاں بیان فرمارہے ہیں ان آیات میں بھی اللہ وحدہ لاشریک کی

خالقیت کی نشانیوں کا ہی بیان ہے۔

تفسیری نکات: اللہ کے مقابلہ میں کون مدد کر سکتا ہے؟

اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ بھلا وہ کون ہے جو فوج ہے تمہاری، مدد کرے تمہاری، یَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ مدد کرے تمہاری، رحمن کے سوا کہ جب تم مصیبت میں پھنس جاؤ، دشمنوں میں گھر جاؤ کون ہے جو تمہاری مدد کرے گا، لشکر بن کر کون تمہارا بچاؤ کرے گا کون تمہارا دفاع کرے گا؟ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ دو اس سے نیچے نیچے کی بات کرو۔ اللہ تعالیٰ تو تمہیں ایک لمحے میں تباہ بھی کر سکتا ہے، اور آباد بھی کر سکتا ہے دوسروں کی بات کرو وہ تمہارا کیا کر سکتے ہیں؟۔

اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍ نہیں ہیں کافر مگر دھوکے میں کہ فلاں ہمارے کام آئے گا فلاں ہمیں بچالے گا، اللہ تعالیٰ کی گرفت سے کوئی نہیں بچا سکتا، اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کوئی فوجیں لا کر کھڑا نہیں کر سکتا۔

اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُكُمْ بھلا وہ کون ہے جو تمہیں روزی دے گا، اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ اگر اللہ تعالیٰ روک لے اپنے رزق کو، تم تو ہر وقت اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ضد لگائے ہوئے ہو، بَلْ لَّجُّوْا بلکہ وہ اصرار کرتے ہیں، فِیْ عُتُوٍّ سرکشی میں وَّنُفُوْرٍ اور نفرت میں حق سے توحید سے، اسلام سے اللہ تعالیٰ کے احکام سے نفرت میں۔

کافر اور مومن میں سے کون بہتر ہے؟

اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُكِبًّا کیا پس وہ شخص جو چلتا ہے اوندھا ہو کر، عَلٰی وَجْهِهٖۤ چہرے کے بل، اَهْدٰۤی وہ زیادہ ہدایت والا ہے، اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا یا وہ جو چلتا ہے سیدھا، عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ سیدھے راستے پر، ان میں سے بہتر کون ہے سہولت والا کون ہے؟ ٹانگوں کے بل چلنے والا یا سر کے بل چلنے والا یہاں اللہ تعالیٰ نے مثال کے ذریعے سمجھایا ہے کہ تم اے انسانو! خود فیصلہ کرلو کہ قیامت کے دن ایک شخص قبر سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی عدالت میں اس طرح جائے گا کہ اُس کا سر نیچے اور ٹانگیں اوپر ہوں گی اور پھر سر کے بل بھی چلے گا اور اُس کے ساتھ سخت اندھیرا بھی ہوگا تصور کرلو اس کا کیا حال ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنی نافرمانی سے محفوظ رکھے۔ آمین

اور دوسرا شخص درست طریقے پر اپنی ٹانگوں پر چل کر جائے گا۔ تو قیامت والے دن کافر سر کے بل چل کر اللہ کی عدالت میں پہنچے گا اور مومن ٹانگوں کے بل چل کر پہنچے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر کے بل کیسے چلیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ پاؤں کے بل چلا سکتا ہے وہ سر کے بل بھی چلائے گا۔ اور یہ اس بات کی علامت ہوگی کہ ان کافروں کا دماغ الٹا تھا۔ حق اور درست بات کا انکار کرتے تھے اور چونکہ دماغ الٹا تھا اس لیے حق کا اور سچ کا انکار کرتے تھے اور چونکہ دنیا میں الٹی چال چلتے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ سزا کے طور پر قیامت والے دن اُن کو سر کے بل چلائے گا۔

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں هُوَ الَّذِیْۤ وہ وہی ذات ہے، اَنْشَاَكُمْ جس نے پیدا کیا تم کو اور کیا اُس کے علاوہ کوئی

اور خالق ہے جس نے تمہیں پیدا کیا ہو، وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ ؕ اور بنائے اس نے تمہارے لیے کان آنکھیں اور دل۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کان دینے والا ہے؟ آنکھیں دینے والا ہے؟ دل دینے والا ہے؟

قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ مگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بہت کم شکر ادا کرتے ہو۔

زمین میں اللہ نے انسانوں کو پھیلایا ہے قیامت میں اللہ انسانوں کو اکٹھا کرے گا:

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں، هُوَ الَّذِيْ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ جس نے بکھیرا تمہیں زمین میں، کوئی مشرق میں ہے کوئی مغرب میں ہے کوئی شمال میں ہے کوئی جنوب میں ہے، وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ اور اسی کی طرف تم اکٹھے کیے جاؤ گے۔

وَيَقُوْلُوْنَ ، اور وہ کافر مذاق کے طور پر کہتے ہیں، مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ کب یہ وعدہ پورا ہوگا، قیامت کب برپا ہوگی؟ جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو، اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر تم سچے ہو تو ہمیں بتلاؤ، اللہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا، قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں، اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۪ پختہ بات ہے اس کا علم اللہ کے پاس ہے۔ قیامت کا صحیح وقت اور علم اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، اجمالی طور پر سب جانتے ہیں کہ قیامت آئے گی اس طرح سمجھو جیسے ہم سب جانتے ہیں کہ ہم نے مرنا ہے لیکن اپنے مرنے کے درست اور بالکل صحیح وقت کا کسی کو علم نہیں ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا راز ہے، اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

وَاِنَّمَا اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ اور پختہ بات ہے میں ڈرانے والا ہوں کھول کر کہ، اَلسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ، (القمر:۴۶) قیامت بہت بڑی آفت اور کڑوی چیز ہے۔

فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً پس جب قیامت کو دیکھیں گے کہ قریب آگئی ہے۔ سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بگڑ جائیں گے ان لوگوں کے چہرے جو کافر ہیں پریشان ہو جائیں گے، آج تو کہتے ہیں کہ کب آئے گی؟ جس وقت آئے گی تو ان کے یہ چہرے نہیں رہیں گے۔

وَقِيْلَ اور کہا جائے گا، هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ یہ وہی ہے جس کو تم مانگتے تھے کہتے تھے کہ، متی هذا الوعد کب آئے گی یہ قیامت؟ قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں، اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ اگر ہلاک کردے مجھے اللہ تعالیٰ وَمَنْ مَّعِيَ اور ان کو بھی جو میرے ساتھ ہیں، اَوْ رَحِمَنَا ۙ یا ہم پر رحم فرمائے، دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو اللہ تعالیٰ ہمیں زندہ چھوڑ دے، یا ہمیں دنیا سے لے جائے، ہمارا معاملہ اللہ کے قبضے میں ہے جو چاہے کرے، اے کافرو! تم بتلاؤ، فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ پس کون پناہ دے گا، کافروں کو دردناک عذاب سے۔ ہمارا معاملہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے دنیا میں رکھے یا دنیا سے لے جائے۔ تمہیں اللہ تعالیٰ کی گرفت سے کون بچائے گا؟

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں ان سے، هُوَ الرَّحْمٰنُ وہ اللہ کی ذات ہی رحمن ہے وہ ہم پر رحم کرے گا کیوں کہ اٰمَنَّا

بِهٖ ہم ایمان لائے ہیں اس پر۔ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ اور اسی پر ہم نے بھروسا کیا ہے، اور تم لات، منات عزیٰ، اور دوسرے جھوٹے خداؤں پر بھروسا کرتے ہو، فَسَتَعْلَمُوْنَ پس عنقریب تم جان لوگے۔ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ کون ہے جو کھلی گمراہی میں ہے۔ تم ہو یا ہم ہیں، آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے۔ حقیقت کی اور سچائی کی آنکھ کھل جائے گی سب معلوم ہو جائے گا۔

اگر زمین میں پانی نیچے چلا جائے تو کون اُسے اوپر لا سکتا ہے؟

قُلْ آپ ﷺ ان سے کہہ دیں، اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا اگر ہو جائے تمہارا پانی گہرا۔ موجودہ سطح سے نیچے چلا جائے۔ فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ پس کون لا کر دے گا، تمہیں ایسا پانی جو جاری ہو زمین کی سطح پر۔ (اسی لیے حدیث پاک میں آتا ہے جب یہ آیت پڑھی جائے، فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ تو اس کے بعد کہنا چاہیے، اللہ رب العالمین، گویا یہ اس آیت کا جواب ہے۔

سُوْرَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ القلم مکہ معظمہ میں نازل ہوئی یعنی مکی سورت ہے۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس کا اڑسٹھ (۶۸) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے حساب سے اس کا دوسرا نمبر ہے یعنی اس سے قبل صرف سورۃ العلق نازل ہوئی تھی۔ اس کی آیات کی تعداد باون (۵۲) ہے اور رکوع کی تعداد دو (۲) ہے۔ اس کا نام "قلم" اس کی پہلی آیت میں ہی آرہا ہے اس کے علاوہ اس کو سورہ ن یا سورہ ن والقلم بھی کہا جاتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝۱ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝۲ وَاِنَّ

ن اور قسم ہے قلم کی، اور اس چیز کی جو وہ لکھتے ہیں نہیں ہیں آپ ﷺ اپنے رب کے فضل سے دیوانے، اور بے شک

لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝۳ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝۴ فَسَتُبْصِرُ

آپ ﷺ کے لیے البتہ اجر ہے، کبھی نہ ختم ہونے والا، اور بیشک آپ ﷺ، البتہ بڑے اخلاق پر ہیں، پس عنقریب

وَيُبْصِرُوْنَ ۝۵ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝۶ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ

آپ ﷺ دیکھ لیں گے، اور وہ بھی دیکھ لیں گے، تم میں سے کون فتنے میں ڈالا گیا بیشک آپ ﷺ کا رب وہ خوب جانتا

ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ ۪ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ﴿۷﴾ فَلَا تُطِعِ

ہے اس کو جو بہک گیا، اس کے راستے سے، اور وہ خوب جانتا ہے، ہدایت پانے والوں کو، پس آپ ﷺ اطاعت نہ کریں

الْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۸﴾ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَیُدْهِنُوْنَ ﴿۹﴾ وَلَا تُطِعْ

جھٹلانے والوں کی، وہ لوگ پسند کرتے ہیں، اگر آپ ﷺ نرمی کریں، پس وہ بھی نرم ہو جائیں، اور آپ ﷺ اطاعت نہ

كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِیْنٍ ﴿۱۰﴾ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِیْمٍ ﴿۱۱﴾ مَّنَّاعٍ

کریں، کسی بھی قسم کھانے والے کی، جو ذلیل ہے عیب نکالنے والا ہے، کثرت سے چغلیاں لے کر چلتا ہے روکنے والا ہے

لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ اَثِیْمٍ ﴿۱۲﴾ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِیْمٍ ﴿۱۳﴾ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِیْنَ ﴿۱۴﴾

خیر سے، تجاوز کرنے والا ہے گناہ گار ہے، بد مزاج ہے، اس کے بعد بدنام بھی ہے اس لیے کہ مال والا ہے، اور بیٹوں والا ہے

اِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۵﴾ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ﴿۱۶﴾

جس وقت پڑھی جاتی ہیں اس پر ہماری آیتیں کہتا ہے پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں عنقریب ہم داغ لگائیں گے اس کو سونڈ پر۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْقَلَمِ: قلم، یَسْطُرُوْنَ: وہ لکھتے ہیں، فَسَتُبْصِرُ: (پس) عنقریب آپ دیکھیں گے، بِاَیِّیكُمُ: تم میں سے کون، اَلْمَفْتُوْنُ: فتنے میں ڈالا گیا، تُدْهِنُ: (اگر) آپ نرمی کریں، فَیُدْهِنُوْنَ: تو وہ نرم ہو جائیں، حَلَّافٍ: بہت قسمیں کھانے والا، هَمَّازٍ: عیب نکالنے والا، مَّشَّآءٍ: لیے پھرنے والا، بِنَمِیْمٍ: چغلی کو، عُتُلٍّ: بد مزاج، زَنِیْمٍ: بدذات، بدنام، اَلْخُرْطُوْمِ: ناک، سونڈ۔

ربط:

سورۃ الملک کی آخری آیات میں فرمایا گیا تھا فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ پس عنقریب تم جان لوگے کہ کون کھلی ہوئی گمراہی میں ہے اور یہاں سورت کے آغاز میں ہی اللہ تعالیٰ قلم کی قسم اٹھا کر فرما رہے ہیں اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ بے شک آپ ﷺ کا ربّ جانتا ہے کہ کون اُس کے راستہ سے بھٹک گیا ہے۔

تفسیری نکات: مشرکین مکہ کی غلط باتوں کا مدلل جواب:

ن نون کے متعلق یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ یہ حروف مقطعات میں سے ہے جو بعض سورتوں کے شروع میں آ رہے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سورتوں کے آغاز میں جو یہ حروف آ رہے ہیں در اصل یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ ہیں۔ تو نون سے مراد ''نور'' ہے یا ن سے مراد ''نصیر'' ہے یا ''ناصر'' ہے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں۔

بعض مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ نون سے مراد دوات ہے اور قلم سے قلم مراد ہے، پھر قلم سے کون سا قلم مراد ہے؟ ایک یہ کہ وہ قلم مراد ہے جس سے لوح محفوظ لکھی گئی ہے اور ابوداؤد شریف میں ہے، **اول ما خلق اللہ القلم**، سب سے پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی وہ قلم ہے تقدیر کا قلم، بعض فرماتے ہیں کہ ہر قلم مراد ہے جس سے پہلے زمانے کے لوگ لکھتے رہے اور اب لکھتے ہیں اور آئندہ بھی لکھیں گے۔ تو قسم ہے دوات اور قلم کی، **نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ** اور اس چیز کی جس کو وہ لکھنے والے لکھتے ہیں، **مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ** نہیں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کے فضل سے دیوانے۔

تو ان لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف اتنا زبردست پروپیگنڈہ کیا ہوا تھا کہ اللہ کو قسم اٹھا کر صفائی دینی پڑی۔ قسم دوات اور قلم کی اور اس چیز کی جو وہ لکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کے فضل سے دیوانے نہیں ہیں، **وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ** اور بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے البتہ اجر ہے کبھی ختم نہ ہونے والا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت نے جتنی نیکیاں کیں، اور کر رہی ہے اور قیامت تک کرتی رہے گی وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نامہ اعمال میں بھی برابر درج ہو رہی ہیں اور ہوتی رہیں گی، کیوں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتلائی ہیں۔ **وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ** اور بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم البتہ بڑے با اخلاق ہیں ان لوگوں کا پروپیگنڈہ بالکل غلط ہے۔

شیخ الرئیس بوعلی سینا رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑا ماہر حکیم گزرا ہے ہیں وہ لکھتا ہے کہ طبی نقطہ نظر سے دنیا میں اگر کوئی کامل انسان تھے تو وہ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ یعنی طبی لحاظ سے جتنی صحت درکار ہوتی ہے کہ جس میں کوئی کمی اور نقص نہ ہو وہ واحد شخص دنیا میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ اور روحانی مقام تو اللہ کی تمام مخلوقات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بلند ترین تھا۔ **فَسَتُبْصِرُ** پس عنقریب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھ لیں گے، **وَيُبْصِرُوْنَ** اور وہ بھی دیکھ لیں گے، **بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ** کہ تم میں سے کون فتنے میں ڈالا گیا ہے کون مجنون ہے عنقریب پتا چل جائے گا۔

قوموں کے لیے چند سال کوئی شے نہیں ہوتے تئیس سال میں عرب کی وہ زمین جو کفر شرک اور برائیوں سے اٹی ہوئی تھی اللہ کے فضل و کرم سے وہ برائیوں سے پاک ہو گئی اور وہ سارے لوگ ہدایت یافتہ ہو گئے۔

اِنَّ رَبَّكَ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب، **هُوَ اَعْلَمُ** وہ خوب جانتا ہے، **بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ** جو بہک گیا اس کے راستے سے گمراہ ہو گیا، **وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ** اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو، نہ کوئی گمراہ اس کی نظر سے غائب ہے اور نہ کوئی ہدایت یافتہ اس کی نظر سے اوجھل ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تبلیغ سے روکنے کے مشرکین مکہ کے حربے:

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ میں اسلام کی دعوت دینی شروع کی تو مشرکین مکہ کے بڑے سردار عتبہ بن ابی ربیعہ اور ولید بن مغیرہ وغیرہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ عتبہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعوت و تبلیغ کا کام

چھوڑ دیں تو میری خوب صورت جوان لڑکیاں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس سے کہیں گے میں آپ کا نکاح کر دوں گا۔ ولید بن مغیرہ نے کہا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دعوت وتبلیغ کے کام سے اگر باز آجائیں تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسقدر مال ودولت دینے کے لیے تیار ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سات پشتیں کھاتی رہیں تو ان سے ختم نہیں ہوگا۔ ان پیش کشوں کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اطاعت نہ کریں جھٹلانے والوں کی حق کو، وَدُّوْا وہ پسند کرتے ہیں لَوْ تُدْهِنُ اس کو کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نرمی کریں مذہب میں فَيُدْهِنُوْنَ وہ بھی نرمی کرلیں گے وہ کہتے تھے کہ تم ہمارے لات، منات، عزی، کی تعریف کردیا کرو ہم تمہارے رب کی تعریف کردیا کریں گے صلح صفائی کے ساتھ اکٹھے رہیں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منع فرمادیا۔

ولید بن مغیرہ کی اخلاقی پستی کا بیان:

ولید بن مغیرہ کا ماضی یہ تھا کہ اٹھارہ سال کی عمر تک اس کا کوئی باپ بننے کے لیے تیار نہ ہوا اٹھارہ سال کے بعد مغیرہ نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ ولید کے تیرہ بیٹے تھے اور بہت سے غلام اور نوکر چاکر تھے۔ بہت بڑا تاجر تھا مکہ کے ہر محلے میں اس کی دکان تھی جس میں لوگوں کے روزمرہ کا سامان بھرا ہوا تھا۔

وَلَا تُطِعْ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اطاعت نہ کریں كُلَّ حَلَّافٍ ہر قسم اٹھانے والے کی، یہ ولید بن مغیرہ جب بھی بات کرتا تھا قسم اٹھاتا تھا حلاف کا معنی ہوتا ہے زیادہ قسمیں اٹھانے والا۔ مَّهِيْنٍ جو ذلیل ہے لوگوں کی نگاہوں میں، لوگ اس کے سامنے تو اسکی قدر کرتے تھے جب اٹھ کر چلا جاتا تو کہتے یہ وہی ہے جس کا باپ نہیں ملتا تھا، هَمَّازٍ عیب نکالنے والا ہے، طعنہ دینے والا ہے، کسی کو کہتا تیری آنکھ ایسی ہے کسی کو کہتا تیرا بازو ایسا ہے کسی کو کہتا تیرا پیشہ ایسا ہے کسی کو کچھ کہتا اور کسی کو کچھ کہتا، مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ بہت بڑا چغل خور ہے یہاں کی بات وہاں اور وہاں کی بات یہاں پہنچانا۔ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ خیر سے روکنے والا ہے ایمان سے روکتا ہے، اسلام سے روکتا ہے، مُعْتَدٍ تجاوز کرنے والا ہے چونکہ مال دار بھی تھا اور تیرہ بیٹے اور نوکر چاکر تھے کوئی اس کے سامنے نہیں کھڑا ہوتا تھا، کسی کو دھمکا دیا کسی کے ساتھ مار پیٹ کردی، اَثِيْمٍ گناہ گار ہے عُتُلٍّ بدمزاج ہے، عتل کہتے ہیں جو اپنی منوائے اور کسی کی نہ سنے، اجڈ مزاج، بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ اس کے بعد بدنام بھی ہے۔ اٹھارہ سال تک اس کے باپ کا علم نہیں تھا، اٹھارہ سال کے بعد مغیرہ نے دعوی کیا کہ میرا نطفہ ہے، اس کی ماں کیساتھ میں نے برائی کی تھی، اپنا حال تو یہ ہے اور لوگوں کو طعنے دیتا ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوانہ کہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ کارروائیاں اس لیے کرتا ہے، اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ کہ مال والا ہے، وَّبَنِيْنَ اور بیٹوں والا ہے مال اولاد کے گھمنڈ میں یہ حرکتیں کرتا ہے، اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا جس وقت پڑھی جاتی ہے اس پر ہماری آیتیں قرآن اس کو سنایا جاتا ہے، قَالَ کہتا ہے، اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں ٹھیک ہے قرآن میں واقعات بھی ہیں، مگر وہ سبق آموز ہیں عبرت کے لیے ہیں محض قصے کہانیاں تو نہیں ہیں۔

سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ اصل میں خرطوم ہاتھی کی سونڈ کو کہتے ہیں اس کی ناک لوٹے کی طرح پھولی ہوئی تھی ہاتھی کی سونڈ کی طرح، اور خنزیر کی ناک کو بھی خرطوم کہتے ہیں فرمایا عنقریب ہم داغ لگائیں گے اس کو سونڈ پر۔ اور بدر کے موقع پر ایک انصاری صحابی نے اس کی ناک پر زخم لگایا تھا، غزوہ بدر سے بچ کر بھاگ گیا واپس مکہ جا کر علاج کراتا رہا مگر وہ زخم ٹھیک نہ ہوا، پھر اسی تکلیف میں مر گیا۔

اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَاۤ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا

بیشک ہم نے آزمایا ان کو جیسے ہم نے آزمایا، باغ والوں کو، جب انہوں نے قسم اٹھائی، البتہ ضرور کاٹیں گے وہ اس باغ کے

مُصْبِحِيْنَ ﴿17﴾ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ﴿18﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ

پھل کو، صبح کے ساتھ اور انہوں نے ان شاء اللہ بھی نہ کہا، پس پھر گیا اس باغ پر پھرنے والا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف

وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿19﴾ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ﴿20﴾ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ﴿21﴾

سے، اور وہ سوئے ہوئے تھے پس ہو گیا وہ باغ جیسے کٹی ہوئی کھیتی ہوتی ہے، پس انہوں نے ایک دوسرے کو آوازیں دیں صبح

اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ﴿22﴾ فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ﴿23﴾ اَنْ لَّا

کرتے ہوئے کہ سویرے چلو اپنی کھیتی پر اگر ہو تم پھل توڑنے والے پس وہ چلے اور وہ آہستہ آہستہ باتیں کر رہے تھے

يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ﴿24﴾ وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ﴿25﴾ فَلَمَّا رَاَوْهَا

کہ داخل نہ ہو اس باغ میں آج کے دن تمہارے اوپر کوئی مسکین، اور ہو گئے وہ منع کرنے پر قادر، پس جس وقت دیکھا انہوں

قَالُوْۤا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ﴿26﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿27﴾ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ

نے باغ کو کہنے لگے بیشک ہم رستہ بھولنے والے ہیں، بلکہ ہم محروم ہو گئے ہیں کہا ان میں سے درمیانے نے کیا میں نے نہیں کہا

لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ﴿28﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿29﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى

تھا کہ تم کیوں نہیں تسبیح بیان کرتے وہ کہنے لگے پاک ہے ہمارا رب بیشک ہم ظالم تھے پس متوجہ ہوا بعض ان کا

بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴿30﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿31﴾ عَسٰى

بعض پر، ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے کہنے لگے ہائے افسوس ہم پر بیشک ہم ہی سرکشی کرنے والے تھے قریب ہے کہ

رَبُّنَاۤ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَاۤ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ﴿32﴾ كَذٰلِكَ الْعَذَابُؕ وَلَعَذَابُ

ہمارا رب کہ بدل دے ہمیں بہتر، اس سے بیشک ہم اپنے رب کی طرف رغبت کرنے والے ہیں، اسی طرح عذاب ہوتا ہے

الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿33﴾

اور البتہ آخرت کا عذاب بہت بڑا ہے۔ کاش کہ یہ لوگ جان لیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

بَلَوْنٰهُمْ: ہم نے آزمایا انہیں، لَيَصْرِمُنَّهَا: وہ ضرور پھل توڑیں گے، لَا يَسْتَثْنُوْنَ: ان شاء اللہ نہیں کہتے، فَطَافَ: (سو) پھر گیا، فَاَصْبَحَتْ: (سو) وہ ہوگیا، كَالصَّرِيْمِ: جیسے کٹا ہوا، فَتَنَادَوْا: تو انہوں نے ایک دوسرے کو پکارا، اِغْدُوْا: صبح سویرے چلو، صٰرِمِيْنَ: پھل توڑنے والے، فَانْطَلَقُوْا: (پھر) وہ چلے، لَا يَدْخُلَنَّهَا: ہرگز (باغ) میں نہ آنے پائے، حَرْدٍ: روکنے والے، قٰدِرِيْنَ: قادر (سمجھتے ہوئے)، رَاَوْهَا: انہوں نے باغ کو دیکھا، لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ: کیوں نہیں تم تسبیح کرتے ہو، يَتَلَاوَمُوْنَ: ایک دوسرے کو الزام دینے لگے، يُبْدِلَنَا: ہمیں بدلہ میں دیدے گا۔

ربط:

سابقہ آیات میں سرداران مکہ کو جواب دیا گیا تھا جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت و تبلیغ کے کام سے روکنے کے لیے دنیاوی لالچ دیے۔ یہاں ان آیات میں اللہ تعالیٰ ایک واقعہ بیان فرما کر مکے والوں کو تنبیہ فرما رہے ہیں کہ جو اللہ کے احکامات کی پیروی نہیں کرتا اور اللہ کی نعمتوں کا شکر گزار نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ ان سے اپنی نعمتیں چھین لیتا ہے اور اے مکہ والو اللہ تعالیٰ تمہاری ناشکر گزاری اور نافرمانی پر تم سے بھی اپنی نعمتیں چھین سکتا ہے۔

تفسیری نکات: باغ والوں کا قصہ:

اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ بے شک ہم نے ان مکے والوں کو آزمایا جن میں ولید بن مغیرہ بھی تھا۔ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ جیسے ہم نے آزمایا باغ والوں کو۔ یہ باغ والے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق حبشہ کے رہنے والے تھے اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے مطابق یمن کے رہنے والے تھے۔ باغ کا قصہ اس طرح ہے کہ ایک آدمی تھا جو بڑا نیک مال دار رحم دل اور سخی تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک باغ عطا فرمایا تھا جس میں ہر طرح کے پھل اور کھیتی ہوتی تھی۔ اس نیک آدمی کا معمول تھا کہ جب باغ کا پھل تیار ہوتا تو اعلان کروا دیتا کہ فلاں دن میں نے پھل اتارنا ہے۔ اس پر علاقے کے غربا اور مساکین اُس کے پاس اکٹھے ہو جاتے وہ باغ کے پھل اور فصل کے تین حصے کرتا تھا۔

ایک حصہ گھر کی ضروریات کے لیے رکھ لیتا تھا، ایک حصہ باغ کی ضروریات کھاد، پانی، گوڈی وغیرہ کے لیے اور ایک حصہ غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم کر دیتا تھا۔ یہ اس کی زندگی کا معمول تھا اس کو اللہ نے تین بیٹے عطا فرمائے تھے وقت گزرتا رہا۔ آخر کار وہ نیک شخص فوت ہوگیا اور باغ کا انتظام بیٹوں کے ہاتھ آگیا۔ باپ کے فوت ہونے کے بعد پھل تیار

ہوگیا کھیتی پک گئی پھل توڑنے کا وقت آیا تو رات کو تینوں بھائیوں نے مشورہ کیا کہ کل پھل توڑنا ہے کیا کرنا چاہیے؟ درمیان والے نے کہا اسی طرح کرنا چاہیے جس طرح ہمارا باپ کرتا تھا اور اس نے ہمیں وصیت بھی کی ہے بڑے اور چھوٹے نے کہا کہ ہمارے والد کی عقل سمجھ ٹھیک نہیں تھی، سارا سال محنت کرتا گرمی برداشت کرتا، سردی برداشت کرتا اور جب پھل تیار ہو جاتا تو غریبوں اور مسکینوں کو دے دیتا، ہم نے ان کو کچھ نہیں دینا۔ درمیانے نے کہا اللہ سے ڈرو اپنے والد کا طریق کار نہ بدلو۔ مگر بڑے اور چھوٹے نے اُسے ڈانٹ دیا کہنے لگے تو بھی چاہتا ہے کہ جس طرح اباجی نے ساری زندگی بے وقوفی کی ہم بھی اُسی طرح کریں محنت ہم کریں اور کھائیں دوسرے یہ کوئی عقل والی بات نہیں ہے۔ وہ بے چارہ اکیلا تھا دب گیا انہوں نے قسم اٹھائی کہ اللہ تعالیٰ کی قسم ہے صبح جا کر ہم نے پھل کاٹنا ہے۔ اور کسی کو ایک دانہ بھی نہیں دینا، اور کہنے لگے کہ جاتے وقت بلند آواز سے بات بھی نہیں کرنی، کہ کوئی فقیر نہ سن لے اور وہاں نہ آجائے۔ اور اس طرح چلنا ہے کہ پاؤں کی آہٹ بھی کوئی نہ سنے یہ مشورہ کر کے تینوں سو گئے۔

ادھر اللہ تعالیٰ نے آگ کا بگولہ بھیجا جس نے سارے باغ کو راکھ کر کے رکھ دیا اور کوئی چیز بھی اس نے نہ چھوڑی، صبح اندھیرے میں ہی تینوں باغ کی طرف چلے۔ جب وہاں پہنچے تو باغ نظر نہ آیا۔ نہ درخت، نہ کھیتی وغیرہ۔ پہلے تو کہنے لگے کہ ہم پر نیند غالب آئی ہوئی ہے ہم راستہ بھول گئے ہیں۔ ہم کسی اور جگہ چلے آئے ہیں، پھر جس وقت اچھی طرح غور کیا آس پاس دیکھا تو کہنے لگے کہ جگہ تو وہی ہے مگر ہمیں اللہ تعالیٰ نے محروم کر دیا ہے اب واویلا کرنے لگ گئے کہ ہائے مارے گئے تو درمیانے نے کہا میں نے تم کو نہیں کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کیساتھ مقابلہ نہ کرو اور والد صاحب کی وصیت پر عمل کرو۔ پھر انہوں نے رو رو کر آہ زاری کی، گڑ گڑا کر اللہ تعالیٰ سے مانگا اور کچھ باپ کی نیکی کام آگئی۔ بڑوں کی نیکی بھی چھوٹوں کے کام آجاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے بہتر باغ عطا فرمایا۔

تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر کشاف میں ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس باغ کے انگور کا ایک ایک گچھا اتنا بڑا ہوتا تھا کہ اس کا آدھا حصہ خچر کے ایک طرف اور دوسرا آدھا خچر کے دوسری طرف رکھنا پڑتا تھا اللہ قادر مطلق ہے وہ جتنی چاہے برکت ڈال دے۔

اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ بے شک ہم نے آزمایا ان کو كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ جیسے آزمایا ہم نے باغ والوں کو اِذْ اَقْسَمُوْا جب انہوں نے قسم اٹھائی لَيَصْرِمُنَّهَا البتہ ضرور کاٹیں گے وہ اس کو یعنی اس کا پھل اتاریں گے۔ صرم کا معنی ہے باغ کا پھل اُتارنا۔ مُصْبِحِيْنَ صبح کے وقت۔ اللہ کی قسم صبح ہم نے باغ کا پھل اُتارنا ہے۔ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ اور ان شاء اللہ بھی نہ کہا۔ حالانکہ آدمی جب بھی کوئی کام کرنا چاہے تو ان شاء اللہ ضرور کہے۔

فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ پس پھر گیا اس باغ پر پھرنے والا، مِّنْ رَّبِّكَ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف سے آسمانی آفت آئی جس نے سارے باغ کو جلا کر رکھ دیا۔ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ اور وہ سوئے ہوئے تھے اللہ کی طرف سے عذاب آیا

باغ پر، فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ صرم کا معنی کٹی ہوئی کھیتی بھی کرتے ہیں اور راکھ بھی کرتے ہیں، سب معانی صحیح ہیں، وہ باغ ایسے ہوگیا جیسے کٹی ہوئی کھیتی ہوتی ہے یا وہ باغ ایسا ہوگیا جیسے راکھ یا وہ باغ ایسے سیاہ ہوگیا جیسے کالی راکھ ہوتی ہے، فَتَنَادَوْا پس انہوں نے ایک دوسرے کو پکارا، مُصْبِحِيْنَ صبح ہوجانے پر، یعنی ابھی سورج نہیں نکلا تھا تو ایک دوسرے کو جگایا، اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ کہ سویرے سویرے چلو اپنی کھیتی پر، اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ اگر ہو تم پھل اتارنے والے، فَانْطَلَقُوْا پس وہ چلے وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ اور وہ آہستہ آہستہ باتیں کر رہے تھے، اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ کہ داخل نہ ہو اس باغ میں آج کے دن تمہارے اوپر مسکین۔ آہستہ آہستہ بولو کسی مسکین کو خبر نہ ہوجائے کہ یہ باغ کا پھل اتارنے کے لیے جا رہے ہیں، اور کہیں مساکین اور غرباء بھی پہنچ جائیں کہ ہمیں بھی کچھ ملے گا۔

وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ اور ہوگئے وہ غریبوں کو روکنے پر قادر، اپنے خیال کے مطابق، فَلَمَّا رَاَوْهَا پس جس وقت انہوں نے وہ باغ دیکھا، قَالُوْٓا کہنے لگے، اِنَّا لَضَآلُّوْنَ بیشک ہم راستہ بھول گئے ہیں ہمارے باغ کے تو درخت تھے بڑی رونق تھی یہ ہموار زمین ہے ہم غلط جگہ پر آگئے ہیں پھر جب آنکھیں کھولیں ادھر ادھر کے ماحول کو دیکھا تو کہنے لگے بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ بلکہ ہم محروم کر دیے گئے ہیں، جگہ وہی ہے لیکن ہماری نافرمانی کی وجہ سے سارا باغ ختم ہوگیا۔ قَالَ اَوْسَطُهُمْ کہا ان میں سے درمیانے نے، اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا، اے بھائیوں، لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ کیوں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان نہیں کرتے کہ اس نے ہم پر احسان کیا ہے ہمیں اس کا حق ادا کرنا چاہیے، اور باپ کی وصیت کے مطابق غریبوں کو ان کا حق دینا چاہیے، اور تم نے ان شاء اللہ بھی نہ کہا، اور اپنے آپ کو پھل کاٹنے پر قادر سمجھا۔ اب تم نے ناشکری کا نتیجہ دیکھ لیا ہے۔ اس وقت، قَالُوْا کہنے لگے سُبْحٰنَ رَبِّنَآ پاک ہے ہمارا رب، اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ بیشک ہم ظالم تھے آدمی جب اپنے گناہوں کا اقرار کر کے سچے دل سے توبہ کرتا ہے معافی مانگتا ہے تو اللہ معاف کر دیتا ہے۔ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ پس متوجہ ہوئے بعض ان کے بعض پر، يَّتَلَاوَمُوْنَ ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے ایک نے کہا تو نے یہ فیصلہ کیا تھا، دوسرے نے کہا تو نے کیا تھا۔ قَالُوْا کہنے لگے يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ہائے افسوس ہم پر بیشک ہم سرکشی کرنے والے تھے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، والد صاحب کا اچھا طریقہ چھوڑا، عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا امید ہے کہ ہمارا رب بدل دے ہمیں خَيْرًا مِّنْهَآ اس سے بہتر اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ بیشک ہم اپنے رب کی طرف رغبت کرنے والے ہیں، اپنا جرم مانتے ہیں اپنی سرکشی کو تسلیم کرتے ہیں کہ ہم سے غلطی ہوئی ہے كَذٰلِكَ الْعَذَابُ اسی طرح مال پر، عذاب آتا ہے یہ تو دنیا کا عذاب ہے، وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ اور آخرت کا عذاب بہت بڑا ہے جس کا آج تصور بھی ہم نہیں کر سکتے۔ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ کاش کہ یہ لوگ جان لیں کہ دنیا کی ناپائداری کو اور عارضی ہونے کو سمجھ لیں، آخرت کو سامنے رکھیں، دنیا راستہ ہے منزل نہیں ہے منزل تمہاری آخرت ہے۔

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿34﴾ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ﴿35﴾

بیشک پرہیز گاروں کے لیے، ان کے رب کے ہاں، نعمتوں کے باغ ہیں، کیا پس ہم کردیں گے فرماں بردار کو، مجرموں کی

مَا لَكُمْ ۗ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿36﴾ اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ﴿37﴾ اِنَّ لَكُمْ

طرح۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے تم کیسے فیصلے کرتے ہو کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے اس میں تم پڑھتے ہو۔ بیشک تمہارے لیے

فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ﴿38﴾ اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ

اس میں البتہ وہ چیز ہے جو تم پسند کرتے ہو۔ کیا تمہارے لیے قسمیں ہیں ہمارے ذمے جو پہنچنے والی ہے، قیامت کے دن تک

اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ﴿39﴾ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ ﴿40﴾ مع ۵

کہ تمہارے لیے البتہ وہ چیز ہے جو تم فیصلہ کرتے ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھیں ان سے کون ان میں سے ہے، اس کا ذمہ دار ہے۔

اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ ۚ فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿41﴾ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ

کیا ان کے لیے شریک ہیں، پس چاہیے کہ لے آئیں وہ اپنے شریکوں کو، اگر ہیں وہ سچے۔ جس دن کھولی جائے گی پنڈلی،

وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿42﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ

اور بلائے جائیں گے یہ سجدے کی طرف، پس وہ طاقت نہیں رکھیں گے۔ جھکی ہوئی ہوں گی آنکھیں ان کی، چھا جائے گی ان

ذِلَّةٌ ۗ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿43﴾ فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ

پر ذلت اور تحقیق بلائے جاتے تھے سجدے کی طرف اور وہ سالم تھے۔ پس چھوڑ دیں مجھے اور اس کو جو جھٹلاتا ہے اس بات کو،

بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ۗ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿44﴾ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۗ

بہ تاکید ہم ان کو درجہ بہ درجہ چڑھائیں گے، جہاں سے ان کو علم نہیں ہوگا۔ اور میں مہلت دیتا ہوں ان کو

اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿45﴾

بیشک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَخَيَّرُوْنَ: تم پسند کرتے ہو، سَلْهُمْ: ان سے پوچھے، يُكْشَفُ: کھول دیا جائے گا، سَاقٍ: پنڈلی، سَالِمُوْنَ: صحیح وسالم، فَذَرْنِيْ: آپ مجھے رہنے دیجیے۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ اسی طرح اللہ کا عذاب نافرمانوں پر آتا ہے وَلَعَذَابُ

الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ اور آخرت کا عذاب بہت بڑا اور خوفناک ہے اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پرہیز گاروں کو اللہ کے یہاں انعامات سے نوازا جائے گا اور اللہ مجرموں اور فرمانبرداروں کے ساتھ آخرت میں ایک جیسا برتاؤ نہیں فرمائیں گے۔

تفسیری نکات: نافرمانوں کے پاس سرکشی کی کوئی دلیل نہیں:

اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ بیشک پرہیز گاروں کے لیے عِنْدَ رَبِّهِمْ ان کے رب کے ہاں جَنّٰتِ النَّعِیْمِ نعمتوں کے باغ ہیں تقویٰ کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے کہ انسان کفر وشرک سے بچے پھر گناہ کبیرہ سے بچے پھر صغیرہ سے بچنے کی کوشش کرے۔ اللہ کی نافرمانی سے بچے، نبی کریم ﷺ کی نافرمانی سے بچے، یعنی وہ لوگ جو اللہ کی نافرمانی حکم عدولی سے بچتے ہیں ایسے لوگوں کے لیے ان کے رب کے ہاں نعمتوں کے باغ ہیں۔

اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِیْنَ كَالْمُجْرِمِیْنَ کیا ہم کردیں گے مسلمانوں کو مجرموں کی طرح فرماں برداروں کو نافرمان کی طرح، یہ تمہارا خیال غلط ہے مَا لَكُمْ ٭ كَیْفَ تَحْكُمُوْنَ تمہیں کیا ہو گیا ہے کیسے فیصلے کرتے ہو، کہ ایمان والا اور کافر برابر ہو جائیں، موحد اور مشرک برابر ہو جائیں، حق اور باطل ایک ہو جائیں گے یہ کیسے فیصلے کرتے ہو؟ اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے، فِیْهِ تَدْرُسُوْنَ اس میں تم پڑھتے ہو، اِنَّ لَكُمْ کہ تمہارے لیے فِیْهِ اس کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ لَمَا تَخَیَّرُوْنَ البتہ تمہارے لیے وہ ہے جو تم پسند کرتے ہو، عقل کی بات کرو کہ کسی کتاب کا حوالہ دو کہ جو تم پسند کرو گے تمہیں ملتا رہے گا۔

اَمْ لَكُمْ اَیْمَانٌ عَلَیْنَا بَالِغَةٌ یا تمہارے لیے قسمیں ہیں ہمارے ذمہ اور وہ قسمیں اتنی پکی ہیں کہ پہنچے والی ہیں، اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ قیامت کے دن تک اور ان قسموں کے ذریعہ یہ معلوم ہوا کہ اِنَّ لَكُمْ بیشک تمہارے لیے لَمَا تَحْكُمُوْنَ جو تم فیصلہ کرتے ہو، جو تم چاہو گے تمہیں ملے گا، اگر کوئی کتاب ہے تو سامنے لاؤ۔

سَلْهُمْ آپ ﷺ ان سے پوچھیں، اَیُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِیْمٌ کون ان میں سے ہے ذمہ دار اس کا ان باتوں کا ذمہ دار ان میں سے کون ہے؟ اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ کیا ان کے لیے شریک ہیں فَلْیَاْتُوْا بِشُرَكَآىِٕهِمْ پس چاہیے کہ لے آئیں وہ اپنے شریکوں کو میدان میں، اِنْ كَانُوْا صٰدِقِیْنَ اگر ہیں یہ سچے کہ پتا چلے ان شریکوں میں کیا قوت اور طاقت ہے اور وہ کیا کر سکتے ہیں؟

پنڈلی کھولنے سے کیا مراد ہے؟

یَوْمَ یُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ جس دن پنڈلی کھولی جائے، وَّیُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ اور بلائے جائیں گے سجدے کی طرف، فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ پس وہ طاقت نہیں رکھیں گے، کشف ساق، پنڈلی ننگی، ہونے سے کیا مراد ہے؟ مفسرین کرام رحمہم اللہ اس آیت کے یہ معنی یہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی خاص صفت ہے جس کو اللہ تعالیٰ قیامت والے دن ظاہر فرمائیں

گے اور سب انسانوں کو بلایا جائے گا کہ آؤ سجدہ کرو، تو کافر، مشرک، منافق، سجدہ نہیں کرسکیں انکی کمریں تختے کی طرح ہوجائیں گی سجدہ کرنے کی طاقت نہیں رکھیں گے، خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ جھکی ہوئی ہوں گی آنکھیں انکی، آدمی شرمندہ ہوجائے تو عموماً آنکھیں اٹھانے کے قابل نہیں رہتا، سب سے زیادہ شرمندگی قیامت والے دن ہوگی، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی شرمندگی سے بچائے، تو آنکھیں ان کی جھکی ہوئی ہوں گی، تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ چھا جائے گی ان پر ذلت، خود اپنے آپ کو بھی ذلیل سمجھیں گے اللہ کے ہاں بھی ذلیل ہوں گے فرشتوں کے ہاں بھی ذلیل ہوں گے اور دیگر لوگوں کے ہاں بھی ذلیل ہوں گے، وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ اور تحقیق بلائے جاتے تھے سجدے کی طرف دنیا میں، پانچ وقت اذان کی آواز ان کے کانوں میں پڑتی تھی وَهُمْ سٰلِمُوْنَ اور وہ صحیح سالم تھے تندرست تھے ان کو دعوت دی جاتی تھی کہ آؤ نماز پڑھو، کہتے تھے تم جاؤ پڑھو۔

فَذَرْنِيْ پس اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ چھوڑ دیں مجھے اور اس کو، وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ جو جھٹلاتا ہے اس بات کو، میری باتوں کو جو جھٹلاتا ہے میں اس سے خود نمٹ لوں گا، سَنَسْتَدْرِجُهُمْ بہ تاکید ہم اس کو درجہ بدرجہ چڑھائیں گے، مِّنْ حَيْثُ جہاں سے، لَا يَعْلَمُوْنَ ان کو علم بھی نہیں ہوگا، استدراج آہستہ آہستہ چڑھانے کو کہتے ہیں، نافرمانیاں کرتے ہوئے مال مل رہا ہے اولاد مل رہی ہے عہدہ مل رہا ہے ترقی مل رہی ہے دراصل یہ ترقی کے مراحل نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ کے شکنجے میں کسا جا رہا ہے۔ وَاُمْلِيْ لَهُمْ اور میں ان کو مہلت دیتا ہوں کرلیں جو کرنا ہے، اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ بیشک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے جب میں پکڑوں گا کوئی چھڑا نہیں سکے گا، آنا سب نے میرے پاس ہے۔

اَمْ تَسْــَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿46﴾ اَمْ عِنْدَهُمُ

کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے سوال کرتے ہیں معاوضے کا پس وہ تاوان کی وجہ سے بوجھ کے نیچے آئے ہوئے ہیں، کیا ان کے

الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿47﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ ۘ

پاس غیب ہے، پس وہ لکھتے ہیں پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبر کریں اپنے رب کے حکم کے لیے، اور نہ ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مچھلی والے کی

اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ﴿48﴾ لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ

طرح، جب پکارا انہوں نے اور وہ غم میں گھٹ رہے تھے اگر نہ پالیتی ان کو ان کے رب کی نعمت البتہ پھینک دیا جاتا دریا کے

بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿49﴾ فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿50﴾ وَاِنْ

کنارے اور وہ مذمت کیے ہوئے ہوتے، پس چن لیا اس کو اس کے رب نے پس کیا ان کو نیکوں میں سے، اور بے شک

يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ

قریب ہے کہ وہ لوگ جو کافر ہیں البتہ پھسلا دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو، اپنی آنکھوں سے جب سنا انہوں نے نصیحت کو،

وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿٥١﴾ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٥٢﴾

اور وہ کہتے ہیں بیشک یہ البتہ (نعوذ باللہ) دیوانہ ہے، حالانکہ نہیں ہے یہ قرآن نصیحت جہان والوں کے لیے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَكْظُوْمٌ: غمگین، تَدٰرَكَهٗ: (اگر) اس کی دست گیری (نہ) کرتا، لَنُبِذَ: یقیناً وہ ڈال دیا جاتا، مَذْمُوْمٌ: بدحال، لَيُزْلِقُوْنَكَ: وہ آپ کو پھسلائیں گے۔

ربط:

سابقہ آیات میں کافروں اور نافرمانوں کا حال بیان کیا گیا کہ یوم آخرت میں جب ان سے سجدہ کرنے کا کہا جائے گا تو وہ سجدہ نہ کر سکیں گے۔ اب یہاں ان آیات میں آپ ﷺ کی طرف سے کفار کے الزامات کا جواب دے کر آپ ﷺ کو تسلی دی جا رہی ہے۔

تفسیری نکات: آپ ﷺ کو کفار کی ایذا رسانی پر صبر کرنے کا حکم:

اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا کیا آپ ﷺ ان سے سوال کرتے ہیں کسی معاوضے کا، اس تبلیغ کے سلسلے میں کوئی تنخواہ مانگتے ہیں، فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ کہ وہ اس تاوان کی وجہ سے بوجھ کے نیچے آئے ہوئے ہیں اور شدت سے مخالفت کرتے ہیں قرآن پاک میں متعدد مقامات پر اللہ نے یہ بات سمجھائی ہے کہ پیغمبر اپنی تبلیغ کا کسی سے معاوضہ نہیں مانگتے۔ سورۃ شوریٰ آیت نمبر ۲۳ میں ہے، قُلْ، آپ ﷺ ان سے کہہ دیں، لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا، میں نہیں مانگتا اس پر تم سے کوئی معاوضہ، میرا اجر مجھے میرا اللہ دے گا، اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ کیا ان کے پاس غیب ہے پس وہ لکھتے ہیں کیا چیز ان کے لیے جائز ہے اور کیا چیز ان کے لیے ناجائز ہے، گزشتہ پیغمبروں کے واقعات کیا ہیں اور ان مکہ والوں کو پیغمبر کی ضرورت نہیں ہے یہ ساری چیزیں خود جانتے ہیں۔

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ اے نبی کریم ﷺ پس آپ صبر کریں اپنے رب کے حکم کے لیے، ان کی باتوں سے متاثر نہ ہوں یہ مختلف باتیں کرتے رہیں گے آپ ﷺ ذہن صاف رکھیں اور صبر کریں۔

وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ اور نہ ہو جائیں آپ ﷺ مچھلی والے کی طرح، اس سے مراد حضرت یونس علیہ السلام ہیں۔ تو فرمایا نہ ہو جائیں آپ ﷺ مچھلی والے کی طرح کہ اپنی رائے پر چلیں، اِذْ نَادٰى جب پکارا انہوں نے اپنے رب کو، وَهُوَ مَكْظُوْمٌ اور وہ غم میں گھٹ رہے تھے ان کا سانس رکا ہوا تھا مچھلی کے پیٹ میں، لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ اگر نہ پا لیتی ان کو نعمت ان کے رب کی۔ اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہوتا، لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ البتہ پھینک دیا جاتا دریا کے کنارے، وَهُوَ مَذْمُوْمٌ اور وہ مذمت کیے ہوئے ہوتے، نہ وہاں کسی سائے کا انتظام ہوتا اور نہ ہرنی آ کر دودھ پلاتی، مگر اللہ تعالیٰ نے وہاں سائے کا بھی انتظام کر دیا اور دودھ پلانے کے لیے ہرنی کو بھی بھیج دیا، فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ پس چن لیا

ان کو ان کے رب نے اور لغزش معاف کردی۔ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ پس کر دیا ان کو نیکوں میں، یہ واقعہ نبی کریم ﷺ کو سنا کر بتلایا کہ قوم کی سخت باتوں سے متاثر نہ ہوں جلد بازی نہیں کرنی چاہیے اور اپنے رب کے حکم پر قائم رہنا ہے۔

کفار مکہ کی آپ ﷺ کے ساتھ نازیبا حرکات:

وَاِنْ یَّكَادُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اور بے شک قریب ہے وہ لوگ جو کافر ہیں، لَیُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ البتہ پھسلادیں آپ ﷺ کو حق سے اپنی آنکھوں سے۔ مفسرین حضرات رحمہم اللہ یہاں اس آیت کے دو معانی و تفسیر بیان فرماتے ہیں۔

اوّل: پھسلانے کا ایک معنی یہ کرتے ہیں، کہ نظر لگادیں، اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ، العین حق، نظر کا لگنا حق ہے، نظر کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو خوبی دی ہے، مال دیا ہے صحت دی ہے، حسن دیا ہے اور دیکھنے والا خوبی پر تعجب کرتا ہے، کہ اتنی صحت ہے اتنا خوب صورت ہے اتنا مال دار ہے، اللہ تعالیٰ اس میں فوراً عیب پیدا کر دیتا ہے کہ میں دے بھی سکتا ہوں اور لے بھی سکتا ہوں، یہ چیزیں انسانوں کے اختیار میں نہیں ہیں، عمل الیوم، واللیل، ابن سنی رحمہ اللہ کی حدیث کی کتاب ہے، اس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا نظر سے بچنے کے لیے یہ دعا ہے، مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ یعنی اگر تمہیں کسی شخص میں کوئی خوبی یا بہتری یا خوبصورتی نظر آئے تو یہ دعا پڑھ لو اس سے نظر بد نہیں لگے گی۔

دوم: اور دوسری تفسیر یہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ جا رہے ہوتے تھے تو کفار ایک دوسرے کو آنکھوں سے اشارے کرتے کہ یہ جا رہے ہیں تو اس طرح آدمی خفت محسوس کرتا ہے جس کی طرف اشارہ کیا جائے۔

تو فرمایا بیشک قریب ہے کہ وہ لوگ جو کافر ہیں وہ پھسلادیں آپ ﷺ کو حق سے اپنی آنکھوں سے، لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ ذکر سے مراد قرآن کریم ہے نام ذکر بھی ہے جب سنتے ہیں یہ قرآن کو عجیب عجیب اشارے کرتے ہیں وَیَقُوْلُوْنَ اور کہتے ہیں اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ بیشک نعوذ باللہ یہ تو دیوانہ ہیں، یہ کہہ کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ حالانکہ نہیں ہے یہ قرآن مگر نصیحت جہان والوں کے لیے ایسی کتاب دنیا میں اور کوئی موجود ہی نہیں ہے، افسوس ہے کہ ہم نے اس کتاب کی قدر نہیں کی، نہ پڑھا نہ سمجھا نہ اس کے مطابق زندگی گزاری۔

سُوْرَةُ الْحَاقَّةِ مَكِّیَّةٌ

سورۃ الحاقہ مکی سورت ہے۔ الحاقہ کا مطلب ہے حق اور سچ ہونے والا وقت اور یہ قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اور یہ نام اس سورت کی پہلی ہی آیت میں آرہا ہے۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس سورت کا انہتر (۶۹) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس کا اٹھہتر (۷۸) نمبر ہے یعنی اس سے قبل ستتر (۷۷) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس سورت کی آیات کی تعداد باون (۵۲) ہے اور اس کے رکوع کی تعداد دو (۲) ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلۡحَآقَّۃُ ﴿1﴾ مَا الۡحَآقَّۃُ ﴿2﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا الۡحَآقَّۃُ ﴿3﴾ کَذَّبَتۡ

حق ہونے والی گھڑی، وہ کیا ہے حق ہونے والی گھڑی، اور آپ ﷺ کو کس نے بتایا وہ کیا ہے حق ہونے والی گھڑی۔ جھٹلایا

ثَمُوۡدُ وَعَادٌۢ بِالۡقَارِعَۃِ ﴿4﴾ فَاَمَّا ثَمُوۡدُ فَاُہۡلِکُوۡا بِالطَّاغِیَۃِ ﴿5﴾ وَاَمَّا عَادٌ

قوم ثمود نے اور قوم عاد نے کھٹکھٹانے والی چیز کو، پس بہر حال قوم ثمود پس وہ ہلاک کیے گئے زلزلے میں۔ اور بہر حال قوم عاد،

فَاُہۡلِکُوۡا بِرِیۡحٍ صَرۡصَرٍ عَاتِیَۃٍ ﴿6﴾ سَخَّرَہَا عَلَیۡہِمۡ سَبۡعَ لَیَالٍ وَّثَمٰنِیَۃَ

پس وہ ہلاک کیے گئے تند و تیز ہوا کے ساتھ، جو حد سے نکل رہی تھی۔ اللہ نے مسلط کر دیا اس ہوا کو ان پر سات راتیں، اور آٹھ

اَیَّامٍ ۙ حُسُوۡمًا ۙ فَتَرَی الۡقَوۡمَ فِیۡہَا صَرۡعٰی ۙ کَاَنَّہُمۡ اَعۡجَازُ نَخۡلٍ خَاوِیَۃٍ ﴿7﴾

دن لگاتار پس آپ ﷺ دیکھیں گے قوم کو اس میں پچھاڑی ہوئی گویا کہ وہ کھجوروں کے تنے ہیں اکھڑے ہوئے

فَہَلۡ تَرٰی لَہُمۡ مِّنۡۢ بَاقِیَۃٍ ﴿8﴾ وَجَآءَ فِرۡعَوۡنُ وَمَنۡ قَبۡلَہٗ وَالۡمُؤۡتَفِکٰتُ

پس کیا آپ ﷺ دیکھتے ہیں ان میں سے کسی کو بچا ہوا۔ اور آیا فرعون اور وہ جو اس سے پہلے تھے اور الٹ جانے والی

بِالۡخَاطِئَۃِ ﴿9﴾ فَعَصَوۡا رَسُوۡلَ رَبِّہِمۡ فَاَخَذَہُمۡ اَخۡذَۃً رَّابِیَۃً ﴿10﴾

بستیوں والے خطا کرتے ہوئے۔ پس انہوں نے نافرمانی کی اپنے رب کے رسول کی پس پکڑا ان کو رب نے پکڑنا بہت

اِنَّا لَمَّا طَغَا الۡمَآءُ حَمَلۡنٰکُمۡ فِی الۡجَارِیَۃِ ﴿11﴾ لِنَجۡعَلَہَا لَکُمۡ تَذۡکِرَۃً وَّتَعِیَہَاۤ

سخت۔ بیشک ہم نے جب پانی چڑھ گیا سوار کیا تم کو کشتی میں تاکہ بنائیں ہم اس کو تمہارے لیے نصیحت اور تاکہ یاد رکھیں

اُذُنٌ وَّاعِیَۃٌ ﴿12﴾

اس کو، کان یاد رکھنے والے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلۡحَآقَّۃُ: حق ہونے والی گھڑی، (مَآ) اَدۡرٰىکَ: آپ کو کس نے بتایا ہے، فَاُہۡلِکُوۡا: (پھر) وہ ہلاک کیے گئے، بِالطَّاغِیَۃِ: زلزلے میں، صَرۡصَرٍ: تند، عَاتِیَۃٍ: جو حد سے نکل رہی تھی، حُسُوۡمًا: مسلسل، صَرۡعٰی: گرے ہوئے، پچھاڑے ہوئے، بِالۡخَاطِئَۃِ: خطا کار، اَخۡذَۃً: پکڑنا، رَابِیَۃً: بہت سخت، حَمَلۡنٰکُمۡ: ہم نے سوار کیا تمہیں، اَلۡجَارِیَۃِ: کشتی، تَعِیَہَاۤ: اس کو یاد رکھیں، وَاعِیَۃٌ: یاد رکھنے والے۔

ربط:

سورۂ نون والقلم کے آخر میں فرمایا گیا تھا کہ یہ کافر آپ ﷺ کو دیکھ کر آنکھوں سے اشارے کرتے ہیں گویا نعوذ باللہ آپ ﷺ کا مذاق اڑاتے تھے۔ اس سورت میں سابقہ قوموں قوم ثمود، قوم عاد، قوم فرعون۔ الٹ دی جانے والی بستی یعنی قوم لوط اور قوم نوح کا ذکر فرمایا جا رہا ہے کہ انہوں نے بھی اللہ کے پیغمبروں کا مذاق اُڑایا تو اللہ نے ان کو نشان عبرت بنا دیا اور یہ تو دنیاوی عذاب تھا صحیح اور بڑا عذاب تو حق ہونے والی گھڑی یعنی قیامت کو ہوگا۔

تفسیری نکات: نافرمان قوموں کی تباہی و بربادی کا ذکر:

اَلْحَآقَّةُ وہ وقت، وہ گھڑی جو حق ہونے والی ہے۔ یعنی قیامت کے آنے میں کوئی شک شبہ نہیں۔ مَا الْحَآقَّةُ کیا ہے وہ حق ہونے والی گھڑی وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ اور آپ ﷺ کو کس نے بتایا کیا ہے وہ حق ہونے والی چیز۔ قیامت کب ہوگی؟ اس کا ذکر اسی سورت کی تیرھویں آیت کریمہ میں آ رہا ہے۔ "فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ" جب بگل پھونکا جائے گا اس وقت قیامت برپا ہوگی۔ اس آنے والی حق سچ گھڑی کو كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ جھٹلایا قوم ثمود نے۔ اس قوم کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تھا۔ یہ حجر کے علاقے میں رہتے تھے۔ حجر کا علاقہ خیبر اور تبوک کے درمیان میں ہے۔ یہ پہاڑی علاقہ ہے۔ ان لوگوں نے بڑی بڑی چٹانوں کو تراش کر اپنے مکان بنائے تھے۔ وہ مکان آج بھی موجود ہیں مگر ان میں رہنے والا کوئی نہیں وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ اور قوم عاد نے بھی کھٹکھٹانے والی یعنی قیامت کو جھٹلایا۔

طَاغِيَةُ سے کیا مراد ہے؟

فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ پس بہر حال قوم ثمود ہلاک کی گئی طاغیہ کے ساتھ۔ مفسرین کرام رحمہم اللہ نے الطَّاغِيَةِ کے تین معانی بیان کیے ہیں۔

① اس کے ایک معانی بِطُغْيَانِهِمْ کے کرتے ہیں یعنی اُن کی سرکشی کی وجہ سے انہیں ہلاک کیا گیا۔

② الطَّاغِيَةِ سے مراد الصَّيْحَةُ چیخ کے کرتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے زوردار ڈراونی آواز نکالی جس سے قوم ثمود کے لوگوں کے کلیجے پھٹ گئے۔

③ الطَّاغِيَةِ سے مراد زلزلہ ہے کہ ان پر زلزلہ آیا جس سے پوری قوم تباہ ہوگئی۔

تباہ ہونے والی قوموں کے احوال:

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا اور بہر حال عاد قوم ہلاک کی گئی، بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ تند و تیز ہوا کے ساتھ، عَاتِيَةٍ جو حد سے نکل رہی تھی، امام بخاری رحمہ اللہ اس کا معنیٰ نقل کرتے ہیں، کہ وہ ہوا جو ہوا کو کنٹرول کرنے والے فرشتوں کے کنٹرول سے بھی نکل رہی تھی، اتنی تیز تھی، سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ اللہ نے مسلط کیا اس ہوا کو ان پر، سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ سات راتیں،

اور آٹھ دن، حُسُوْمًا کا معنی ہے لگاتار، فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا پس آپ ﷺ نے دیکھا اس ہوا کی وجہ سے صَرْعٰى پچھاڑی ہوئی كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ گویا کہ وہ کھجوروں کے تنے ہیں اُکھڑے ہوئے بڑے بڑے قدر آور لوگ تھے۔ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ پس کیا آپ ﷺ دیکھتے ہیں ان میں سے کسی شخص کو بچا ہوا۔ وَجَآءَ فِرْعَوْنُ اور آیا فرعون اور کہاں گیا کہ بھولا بسرا واقعہ ہو گیا۔

وَمَنْ قَبْلَهٗ اور جو فرعون سے پہلے تھے، وَالْمُؤْتَفِكٰتُ اور ان بستیوں والے جو الٹ دی گئیں بِالْخَاطِئَةِ خطا کرتے ہوئے الٹ جانے والی بستیوں سے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا علاقہ مراد ہے، شہر سدوم اور اس کے اردگرد کے علاقے اور آبادیاں یہ بیان کی گئی ہیں۔

فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ پس انہوں نے نافرمانی کی اپنے رب کے رسولوں کی ان کو جھٹلایا، فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً پس پکڑا ان کو رب نے پکڑنا سخت۔ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِى الْجَارِيَةِ بے شک ہم نے جب پانی چڑھ گیا سوار کیا تم کو کشتی میں نوح علیہ السلام کی، اس میں مومنوں کو سوار کر لیا لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً تاکہ بنائیں ہم اس کو تمہارے لیے نصیحت۔

بخاری شریف میں روایت ہے، اَدْرَكَتْهَا اَوَائِلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اس کشتی کو امت کے ابتدائی لوگوں نے دیکھا ہے، وہ کشتی جودی پہاڑ پر رکی ہوئی تھی، جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے، وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ (ہود ٤٤) اور تورات اور تاریخ میں اس پہاڑ کا نام کوہ ارارات ہے یہ پہاڑ عراق کے صوبہ موصل میں اب بھی موجود ہے، سطح سمندر سے سترہ ہزار فٹ کی بلندی پر ہے۔ تو فرمایا تاکہ بنائیں ان کو تمہارے لیے نصیحت، وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ اور تاکہ یاد رکھیں اس کو کان یاد رکھنے والے، کہ مجرموں کا یہ حشر ہوا۔

فَاِذَا نُفِخَ فِى الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿13﴾ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ﴿14﴾

پس جب پھونکا جائے گا بگل پھونکا جانا ایک ہی دفعہ، اور اٹھالی جائے گی زمین اور پہاڑ پس کوٹ دیا جائے گا دونوں کو ایک ہی

فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿15﴾ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِىَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ﴿16﴾ وَّالْمَلَكُ

دفعہ کوٹا جانا، پس اس دن واقع ہو گی واقع ہونے والی۔ اور پھٹ جائے گا آسمان پس وہ اس دن کمزور ہو گا، اور فرشتے اس کے

عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ۚ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ﴿17﴾ يَوْمَئِذٍ

کناروں پر ہوں گے اور اٹھائیں گے آپ ﷺ کے رب کے عرش کو، اپنے اوپر، اس دن آٹھ فرشتے اس دن تم پیش کیے

تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿18﴾ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِىَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ

جاؤ گے، نہیں مخفی رہے گی تم سے کوئی مخفی بات۔ پس بہر حال وہ جس کو دیا گیا اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں

فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ﴿19﴾ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ﴿20﴾ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ

پس وہ کہے گا پڑھو میرے اعمال نامہ کو بیشک مجھے یقین تھا بیشک میں ملنے والا ہوں اپنے حساب کو۔ پس وہ پسندیدہ زندگی میں

رَّاضِيَةٍ ﴿21﴾ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿22﴾ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ﴿23﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا

آگے بھیجے ہیں، گزرے ہوئے دنوں میں۔ جن کے میوے جھکے ہوئے ہوں گے جو (عمل) تم ایام گزشتہ میں آگے بھیج چکے ہو

بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴿24﴾ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ

اس کے صلے میں مزے سے کھاؤ اور پیو۔ اور بہرحال وہ شخص جس کو دیا گیا اس کا اعمال نامہ، اس کے بائیں ہاتھ میں،

فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ﴿25﴾ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ﴿26﴾ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ

پس وہ کہے گا، کاش مجھے نہ دیا جاتا میرا اعمال نامہ، اور میں نہ جانتا میرا حساب کیا ہے، اے کاش کہ ہوجائے،

الْقَاضِيَةَ ﴿27﴾ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ﴿28﴾ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ﴿29﴾

موت فیصلہ کرنے والی نہ کام آیا میرا مال، ہلاک ہوگئی میری بادشاہت۔

مشکل الفاظ کے معانی:

نَفْخَةٌ: پھونک مارنا، حُمِلَتِ: اٹھائے جائیں گے، دَكَّةً: ریزہ ریزہ کرنا، وَاهِيَةٌ: کمزور، اَرْجَآئِهَا: اس کے کنارے، لَا تَخْفٰى: مخفی یا چھپی ہوئی نہیں ہوگی، خَافِيَةٌ: پوشیدہ بات، هَآؤُمُ: تم پڑھو، اِقْرَءُوْا: تم لے (کر پڑھو)، كِتٰبِيَهْ: میرا اعمال نامہ، ظَنَنْتُ: مجھے یقین تھا، مُلٰقٍ: ملنے والا، حِسَابِيَهْ: اپنے حساب سے، عِيْشَةٍ: عیش، رَاضِيَةٍ: پسندیدہ، عَالِيَةٍ: بلند، قُطُوْفُهَا: اس کے پھل، اَسْلَفْتُمْ: (جو) تم کرچکے، الْخَالِيَةِ: گزشتہ، بِشِمَالِهٖ: اس کے بائیں ہاتھ میں، لَمْ اَدْرِ: میں نہ جانتا، يٰلَيْتَهَا: اے کاش، الْقَاضِيَةَ: موت فیصلہ کرنے والی، سُلْطٰنِيَهْ: میری بادشاہت۔

ربط:

سورت کے شروع میں قیامت کا تذکرہ کیا گیا تھا اور پھر بتلایا گیا تھا کہ یہ قومیں جو تباہ و برباد ہوئیں اور اللہ کے غضب کا شکار ہوئیں اس وجہ سے کہ انہوں نے بنیادی طور پر تین اہم باتوں توحید الٰہی، تمسخر و استہزا رُسل اور انکار آخرت کیا۔ اب ان آیات میں احوال آخرت کا بیان فرمایا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: قیامت کا بیان:

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ پس جب پھونکا جائے گا بگل، نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ پھونکا جانا ایک ہی دفعہ۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو اللہ نے بگل پکڑایا ہوا ہے کہ جس وقت میرا حکم ہو تم بگل پھونک دینا، حدیث میں آتا ہے کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام رکوع

کی حالت میں کھڑے ہیں ایک کان انہوں نے اٹھایا ہوا ہے اور دوسرا پست ہے اور منتظر ہیں کہ مجھے کب بگل میں پھونکنے کا حکم ملتا ہے۔

جس وقت حضرت اسرافیل علیہ السلام بگل پھونکیں گے قیامت برپا ہو جائے گی، وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ اور اٹھالی جائے گی زمین۔ آج زمین میں بلندی اور پستی ہے، گڑھے ہیں پہاڑ ہیں قیامت آئے گی تو زمین بالکل ہموار اور برابر کر دی جائے گی۔ وَالْجِبَالُ اور پہاڑ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً پس کوٹ دیا جائے گا دونوں کو زمین اور پہاڑوں کو ایک ہی دفعہ کوٹنا، فرمایا جس وقت یہ ہوگا، فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ پس اس دن واقع ہوگی واقع ہونے والی، قیامت کا نام بھی واقعہ ہے، اس دن قیامت قائم ہوگی، وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ اور پھٹ جائے گا کہ آسمان فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ پس وہ اس دن کمزور ہوگا ہزار ہا سال گزر چکے ہیں، آسمان اپنی جگہ پر قائم ہیں جب قیامت قائم ہوگی تو پھٹیں گے، ساتواں گرے گا چھٹے پر چھٹا گرے گا پانچواں پر اور پانچویں گرے گا چوتھے پر اور چوتھا گرے گا تیسرے پر اور تیسرا دوسرے پر اور دوسرا پہلے پر۔ چونکہ دنیا کا نظام لپیٹنا ہوگا۔ وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا اور فرشتے اس کے کناروں پر ہوں گے۔

جس وقت آسمان پھٹے گا تو فرشتے آسمان کے کناروں پر چلے جائیں گے، وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ اور اٹھائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کے عرش کو اپنے اوپر اس دن آٹھ فرشتے ثَمٰنِيَةٌ کی تفسیر یہ بیان کی گئی ہے کہ اس سے مراد آٹھ فرشتے ہوں گے اور ایک مطلب ثمانیہ صفوف، بھی بیان کیا گیا ہے یعنی فرشتوں کی آٹھ صفیں ہوں گی اللہ کے عرش کو اٹھانے والی۔

يَوْمَئِذٍ اس دن تُعْرَضُوْنَ تم پیش کیے جاؤ گے اللہ تعالیٰ کے سامنے، لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ نہیں مخفی رہے گی، تم سے کوئی بات، کوئی بات مخفی نہیں رہے گی، ہر شے سامنے آجائے گی، اور یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کوئی نفس مخفی نہ رہے، گا آج تو چور ڈاکو، فاسق قاتل چھپ جاتے ہیں، دوسرے علاقوں میں چلے جاتے ہیں دوسروں ملکوں میں چلے جاتے ہیں چھپ جاتے ہیں، لیکن جس دن اللہ کی سچی عدالت ہوگی کوئی شخص بھی نہیں چھپ سکے گا۔

دائیں ہاتھ میں جنہیں اعمال نامہ ملے گا:

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِىَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ پس بہر حال وہ آدمی جس کو اُس کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا گیا جس میں قول فعل ہر شے درج ہوگی فَيَقُوْلُ پس وہ کہے گا هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ پڑھو میرے اعمال نامے کو۔

اِنِّىْ ظَنَنْتُ بیشک میں نے یقین کیا تھا، دنیا میں کہ اَنِّىْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ بیشک میں ملنے والا ہوں، اپنے حساب کو، مجھے دنیا میں یقین تھا، کہ ایک نہ ایک دن حساب کا آنے والا ہے، اس لیے میں آخرت کی تیاری کرتا رہا، آج اللہ کے فضل و کرم سے مجھے دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ مل گیا ہے اور میں کامیاب ہو گیا ہوں فَهُوَ فِىْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ پس وہ پسندیدہ زندگی میں ہوگا، جنت کے عیش و آرام اور خوشیوں میں ہوگا۔

فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ جنت میں ہوگا جو بلند جگہ ہوگی مرتبے کے لحاظ سے بھی بلند، اور محل وقوع کے اعتبار سے بھی بلند ہوگی، قُطُوْفُهَا وہ پھل جو پکنے کے بعد اتارے جاتے ہیں، دَانِيَةٌ قریب ہوں گے۔ جنت کی خصوصیت یہ ہے کہ درخت کی چوٹی پر پھل لگا ہوا ہے اور جنتی کا دل چاہا کہ اس کو کھانے کو تو ارادہ کرتے ہی وہ پھل خود بہ خود جھک کر سامنے آجائے گا، اٹھنے کی بھی ضرورت نہیں ہے اگر کوئی لیٹا ہوا ہے اٹھ کر بیٹھنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

كُلُوْا کھاؤ، جنت کے میوے، وَاشْرَبُوْا اور پیو جنت کی نہروں کا پانی، دودھ شراب، شہد کی نہریں جو چاہو پیو، هَنِيْٓـئًا مزے دار طریقے سے، بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ بہ سبب ان اعمال کے جو تم نے آگے بھیجے ہیں گزرے ہوئے دنوں میں، یہ ان کا صلہ ہے۔

بائیں ہاتھ میں جنہیں اعمال نامہ ملے گا:

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ اور بہر حال وہ شخص جس کو دیا گیا اعمال نامہ بِشِمَالِهٖ اس کے بائیں ہاتھ میں فرشتے پیچھے سے آکر اس کو اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں پکڑائیں گے، وہ فرشتے اس کافر مشرک کی شکل دیکھنا بھی گوارا نہیں کریں گے، فَيَقُوْلُ پس وہ کہے گا، يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ کاش مجھے یہ اعمال نامہ نہ ہی دیا جاتا، وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ اور میں نہ جانتا میرا حساب کیا ہے، يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ اے کاش کہ ہو جائے موت فیصلہ کرنے والی، موت مجھے آکر ختم کردے۔ لیکن وہاں تو، لایموت فیها ولا یحییٰ، نہ مرے گا نہ جیے گا، اگر وہاں مارنا مقصود ہو تو جہنم کی آگ کا ایک شعلہ ہی کافی ہے، سانپ کا ایک ڈنک ہی کافی ہے بچھو کا ایک ڈنک ہی کافی ہے، لیکن مارنا مقصود نہیں ہے سزا دینا مقصود ہے۔

تو وہ جہنمی کہے گا کاش کہ موت فیصلہ کردے اور میری زندگی ختم ہو جائے، مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ نہ کفایت کی میری میرے مال نے، میرا مال میرے کام نہیں آیا، جو میں دنیا میں کماتا رہا، هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ہلاک ہوگئی میری بادشاہت میری سرداری میری چودھراہٹ سب کچھ یہاں ختم ہو گیا۔

خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ﴿30﴾ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ﴿31﴾ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ

پکڑو اس کو پس اس کے گلے میں طوق ڈالو، پھر آگ کے شعلوں میں داخل کردو اس کو۔ پھر زنجیروں میں، جن کی پیمائش، ستر گز

ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ﴿32﴾ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ﴿33﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ

لمبی ہے، پس جکڑ دو اس کو۔ بیشک یہ نہیں ایمان لاتا تھا، اللہ تعالیٰ پر جو بڑی ذات ہے اور نہیں آمادہ کرتا تھا، مسکین کے

الْمِسْكِيْنِ ﴿34﴾ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿35﴾ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ﴿36﴾

کھانا کھلانے پر۔ پس نہیں ہے اس کے لیے آج کے دن یہاں پر کوئی دوست اور نہ خوراک ہے مگر غسلین، نہیں کھائیں گے

لَا یَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ ﴿37﴾ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ﴿38﴾ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿39﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ

اس کو مگر خطا کار۔ پس میں قسم اٹھاتا ہوں ان چیزوں کی جن کو تم دیکھتے ہو، اور ان چیزوں کی جن کو تم نہیں دیکھتے بیشک یہ قرآن

رَسُوْلٍ كَرِیْمٍ ﴿40﴾ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِیْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿41﴾ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ

کریم البتہ قول ہے رسول کا، جو عزت والا ہے، اور نہیں ہے یہ شاعر کا قول، بہت کم تم ایمان لاتے ہو، اور نہ یہ کاھن کا قول ہے

قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿42﴾ تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿43﴾ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ

بہت کم تم نصیحت حاصل کرتے ہو، اتارا ہوا ہے، رب العالمین کی طرف سے۔ اور اگر کوئی بات ہمارے ذمہ لگا دے بعض

الْاَقَاوِیْلِ ﴿44﴾ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْیَمِیْنِ ﴿45﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِیْنَ ﴿46﴾

باتیں، البتہ ہم پکڑتے اس کو، قوت کے ساتھ، پھر البتہ ہم کاٹ دیتے اس کی شہ رگ پس نہ ہوتا تم میں سے کوئی بھی اس سے

فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِیْنَ ﴿47﴾ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ ﴿48﴾ وَاِنَّا

روکنے والا، اور بے شک یہ قرآن کریم البتہ نصیحت ہے، پرہیزگاروں کے لیے اور بے شک ہم البتہ جانتے ہیں بیشک تم میں

لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِیْنَ ﴿49﴾ وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ﴿50﴾ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْیَقِیْنِ ﴿51﴾

سے، جھٹلانے والے ہیں اور بے شک یہ قرآن البتہ حسرت ہوگا، کافروں پر۔ اور بے شک یہ قرآن البتہ حق الیقین ہے

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِیْمِ ﴿52﴾

پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاکیزگی بیان کریں اپنے ربّ کے نام کے ساتھ جو بڑا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَغُلُّوْهُ: (پھر) طوق پہناؤ اسے، صَلُّوْهُ: اسے داخل کردو، سِلْسِلَةٍ: زنجیریں، ذَرْعُهَا: اس کی پیائش، سَبْعُوْنَ: ستر، ذِرَاعًا: گز، فَاسْلُكُوْهُ: (پس) جکڑ دو اس کو، لَا یَحُضُّ: ترغیب نہیں دیتا، غِسْلِیْنٍ: دھوون، اَلْاَقَاوِیْلِ: باتیں، اَلْوَتِیْنَ: شہ رگ (دل کی رگ)، حٰجِزِیْنَ: بچانے والے، روکنے والے۔

ربط:

سابقہ آیات میں دو گروہوں کا تذکرہ فرمایا گیا ایک دائیں ہاتھ والے جو کامیاب ہونے والے اور جنت میں جانے والے ہوں گے اور پھر بائیں ہاتھ میں جن کو اعمال نامہ دیا جائے گا اُن کا تذکرہ اور اُن کے افسوس اور موت کی تمنا کا ذکر ہے اب ان آیات میں بتایا جا رہا ہے کہ یہ بائیں ہاتھ والا ابھی اپنے اظہار افسوس میں ہی مصروف ہوگا کہ اُس کی سزا شروع ہو جائے گی۔

تفسیری نکات: مجرموں کی سزا کی شروعات:

اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے، خُذُوْہُ پکڑو اس کو فَغُلُّوْہُ پس اس کے گلے میں طوق ڈال دو، ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْہُ پھر آگ کے شعلوں میں داخل کردو، اس کو، ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَۃٍ پھر زنجیروں میں، ذَرْعُھَا جس کی پیائش لمبائی، سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا ستر ہاتھ ہے، ایک ہاتھ ڈیڑھ فٹ کا ہوتا ہے ان زنجیروں میں فَاسْلُکُوْہُ جکڑو اس کو دوزخ میں خوشی سے کون جائے گا، فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے گلے میں طوق پاؤں میں بیڑیاں اور زنجیروں مین جکڑ کر کھینچ کر دوزخ میں پھینکیں گے، اِنَّہٗ کَانَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ بیشک یہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر جو بڑی ذات ہے ایمان نہیں لایا، نہ اس نے اللہ کی توحید مانی نہ پیغمبروں کی رسالت مانی نہ آخرت کو تسلیم کیا، اور نہ فرشتوں کو مانا نہ حلال حرام کے قانون کو تسلیم کیا، الغرض اس نے اللہ تعالیٰ کے احکام کو نہیں مانا، اور دوسرا جرم یہ کہ، وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ اور نہیں آمادہ کرتا تھا اپنے نفس کو مسکین کے کھانا کھلانے پر، اور اگر خود غریب تھا تو دوسروں کو بھی ترغیب نہیں دیتا تھا کہ غریب کو کھانا کھلانے کی کہ یہ غریب ہے اس کا خیال رکھنا۔

غِسْلِیْنَ سے کیا مراد ہے؟

فَلَیْسَ لَہُ الْیَوْمَ ھٰھُنَا حَمِیْمٌ نہیں ہے اس کے لیے آج کے دن کوئی مخلص دوست کوئی اس کا ساتھ دینے کے لیے وہاں تیار نہیں ہوگا، ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہوگی، کسی کا کسی نے کیا ساتھ دینا ہے، اور دوسری بات وَّلَا طَعَامٌ اور نہ اس کے لیے خوراک ہے، اِلَّا مِنْ غِسْلِیْنٍ سوائے غسلین کے۔ غسلین کے مفسرین نے دو معانی بیان کیے ہیں:

(اوّل) غسلین کا ایک معنیٰ تھوہر کا درخت کرتے ہیں یہ بڑا زہریلا اور کڑوا ہوتا ہے کوئی بھی جانور اس کے قریب نہیں جاتا، پھر دوزخ کی غسلین تو دوزخ کی غسلین ہوگی کہ اس کا ایک قطرہ سمندر میں ڈال دیا جائے تو سارا سمندر کڑوا ہو جائے گا، بدبواتنی کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ مشرق سے مغرب تک شمال سے جنوب تک اس کے ایک قطرے کی بدبو سے کوئی جان دار چیز زندہ نہ رہے۔

(دوم) غسلین کا دوسرا معنی یہ کرتے ہیں کہ زخموں کے اندر پیپ پیدا ہو جاتی ہے اور ڈاکٹر ان زخموں کو پانی سے دھوتے ہیں تو وہ پانی جس سے زخموں کو دھویا جاتا ہے جس میں پیپ بھی ہوتی ہے اور خون بھی ہوتا ہے یہ پانی ان کی خوراک ہوگی۔ لَّا یَاْکُلُہٗٓ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ نہیں کھائیں گے اس کو مگر وہ لوگ جو خطا کار ہیں گناہ گاروں کی خوراک ہوگی حدیث پاک میں آتا ہے کہ جہنمی لوگوں کو پیشاب پاخانہ کھلایا جائے گا، جن کو بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا اِن کا یہ حال ہوگا۔

قرآن کی حقانیت کا بیان:

فَلَآ اُقْسِمُ پس میں قسم اٹھاتا ہوں، بِمَا تُبْصِرُوْنَ ان چیزوں کی جن کو تم دیکھتے ہو زمین کو دیکھتے ہو آسمان کو دیکھتے

ہو، پہاڑوں کو دیکھتے ہو، چاند سورج ستاروں کو دیکھتے ہو، وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ اور ان چیزوں کی جن کو تم نہیں دیکھتے، فرشتوں کو نہیں دیکھتے، جن ہمیں نظر نہیں آتے، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جنات اور فرشتے ہم سے زیادہ ہیں، زمین کی تہہ میں بیشمار چیزیں ہیں جو ہمیں نظر نہیں آتیں۔ اِنَّهٗ بیشک قرآن کریم، لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ کہا ہوا ہے ایسے رسول ﷺ کا جو عزت والے ہیں، وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ اور نہیں ہے یہ شاعر کا قول، قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ بہت کم تم ایمان لاتے ہو، وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ اور نہ فال نکالنے والے یعنی کسی کاہن کا قول ہے، کہا ہوا پیغمبر کا ہے یعنی اُن کی زبان سے جاری ہوا ہے، انہوں نے اپنی طرف سے نہیں بنایا بہت کم تم نصیحت حاصل کرتے ہو، تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ اتارا ہوا ہے رب العالمین کی طرف سے۔ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا اور اگر وہ لگا دیتے ہمارے ذمے بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ کچھ باتیں۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں اگر پیغمبر ﷺ ہمارے ذمہ اپنی طرف سے کوئی بات بنا کر لگا دیتے کہ یہ بات اللہ تعالیٰ نے کہی ہے اور اللہ تعالیٰ نے کہی نہ ہوتی، لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ یمین کے معنی قوت کے بھی ہوتے ہیں، البتہ ہم پکڑتے اِن کو قوت کے ساتھ، اور قوت کے ساتھ پکڑ کر ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ پھر ہم کاٹ دیتے ان کی شہ رگ یمین کا معنی دایاں ہاتھ بھی ہوتا ہے عموماً جس وقت جلاد کسی کا سر اڑاتا ہے تو اپنے دائیں ہاتھ سے مجرم کی گردن پر تلوار چلاتا ہے اگر پیغمبر ﷺ نے ہمارے ذمہ ایسی بات لگاتے جو ہم نے نہیں کہی تھی ہم اُن کی جان نکال دیتے۔

قادیانیوں کا دجل وفریب:

قادیانی بھولے بھالے مسلمانوں کو اس آیت کریمہ کے ذریعے دھوکا دیتے ہیں کہتے ہیں کہ دیکھو مرزا اگر جھوٹا ہوتا تو جس وقت اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اللہ تعالیٰ نے اُسے ہلاک کیوں نہیں کیا؟ اس سلسلے میں مولانا حبیب اللہ صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ لکھا ہے، اس میں انہوں نے ثابت کیا کہ مرزا قادیانی نے پہلے صریح لفظوں میں نبوت کا دعویٰ نہیں کیا، کبھی کہتا تھا میں مہدی ہوں کبھی کہتا کہ میں مسیح موعود ہوں کبھی کچھ کبھی کچھ کہتا تھا، دجل وفریب سے کام لیتا رہا، ۱۹۰۲ میں اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تو چھ سال بعد ہیضے میں مبتلا ہوا اور بیت الخلاء میں مرگیا۔

فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ پس نہ ہوتا تم میں سے کوئی بھی اس سے روکنے والا کہ اے پروردگار ان کی شہ رگ کیوں کاٹتے ہو، فرمایا، وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ اور بے شک یہ قرآن پاک نصیحت ہے، لِّلْمُتَّقِيْنَ پرہیزگاروں کے لیے، وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اور بے شک البتہ ہم جانتے ہیں، اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ بیشک تم میں سے، قرآن کو جھٹلانے والے ہیں لیکن یاد رکھو، وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ اور بے شک یہ قرآن کریم حسرت ہوگا کافروں پر، انکار کرنے والوں پر، قیامت والے دن کافر اور مشرک اپنے ہاتھوں کو دانتوں سے کاٹیں گے کہ ہائے ہم نے کیوں نہ مانا قرآن کریم کو، قرآن کو مان لیتے اس پر عمل کرتے اسکے مطابق عقیدہ بناتے تو آج عذاب میں مبتلا نہ ہوتے، وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ اور بے شک یہ حق

الیقین ہے قرآن پاک پکی اور سچی کتاب ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی ہے، اور رسول کریم ﷺ کی زبان سے بیان کی گئی ہے فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ پس آپ ﷺ اپنے رب کے نام کی تسبیح بیان کریں، جو بڑا ہے، کثرت سے پڑھو، قیامت والے دن اس کا بہت زیادہ وزن ہوگا۔

سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ المعارج مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ معارج کا معانی ہے سیڑھیاں اور یہ لفظ اس سورت کی آیت نمبر تین (٣) میں آرہا ہے۔ قرآنی ترتیب کے لحاظ سے اس سورت کا ستر (٧٠) نمبر ہے اور نزولی ترتیب کے لحاظ سے اس سورت کا اُناسی (٧٩) نمبر ہے یعنی اس سے قبل اُٹھہتر (٧٨) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ سورۂ معارج کی آیات کی تعداد چوالیس (٤٤) ہے اور اس کے رکوع کی تعداد دو (٢) ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ''الاتقان فی علوم القرآن'' میں فرماتے ہیں کہ اس سورت کا ایک نام ''سَالَ'' بھی ہے جو اس سورت کا پہلا ہی لفظ ہے اور ایک نام '' وَاقِعٌ '' ہے جو اس سورت کی پہلی آیت میں ہی آرہا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سَاَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ﴿١﴾ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ﴿٢﴾ مِّنَ اللّٰهِ ذِي

مانگا ایک مانگنے والے نے، ایسا عذاب جو واقع ہونے والا ہے، کافروں کے لیے، نہیں اس کو کوئی ٹالنے والا۔ اللہ کی طرف سے

الْمَعَارِجِ ﴿٣﴾ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ

سیڑھیوں والا ہے، چڑھتے ہیں فرشتے اور روح القدس اس کی طرف ایک دن میں۔ ہے جس کی مقدار پچاس ہزار

سَنَةٍ ﴿٤﴾ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ﴿٥﴾ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ﴿٦﴾ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ﴿٧﴾ يَوْمَ تَكُوْنُ

سال پس آپ ﷺ صبر کریں صبر کرنا اچھا۔ بیشک وہ دیکھتے ہیں اس کو، دور اور ہم دیکھتے ہیں اس کو قریب جس دن ہو جائے گا

السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ﴿٨﴾ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ﴿٩﴾ وَلَا يَسْئَلُ حَمِيْمٌ

آسمان تلچھٹ کی طرح اور ہو جائیں گے پہاڑ دھنی ہوئی روئی کی طرح۔ اور نہیں پوچھے گا کوئی مخلص دوست کسی مخلص دوست کو

حَمِيْمًا ﴿١٠﴾ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ۭ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۭ بِبَنِيْهِ ﴿١١﴾

دکھائے جائیں گے ان کو وہ دوست پسند کرے گا مجرم اس بات کو کہ وہ فدیہ دے دے اس دن کے عذاب سے، اپنے بیٹوں کو

وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ﴿۱۲﴾ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ ﴿۱۳﴾ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ

اور بیوی کو، اور اپنے بھائیوں کو، اور اپنے قبیلے کو، جو اس کو پناہ دیتا تھا اور ان کو جو زمین میں ہیں سارے۔ پھر اپنے آپ کو نجات

ثُمَّ يُنْجِيْهِ ﴿۱۴﴾ كَلَّا ۭ اِنَّهَا لَظٰى ﴿۱۵﴾ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ﴿۱۶﴾ تَدْعُوْا مَنْ

دلائے گا، ہرگز نہیں ہوگا، بیشک وہ آگ بھڑکتی ہے کھینچنے والی ہے، کلیجے کو، وہ آگ بلائے گی جنہوں نے پیٹھ پھیری، اور روگردانی

اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ﴿۱۷﴾ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ﴿۱۸﴾

کی اور جس نے مال جمع کیا، اور سمیٹ سمیٹ کر رکھا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

سَاَلَ: مانگتا ہے، يُبَصَّرُوْنَهُمْ: وہ دیکھ رہے ہیں اسے، نَرٰىهُ: ہم دیکھتے ہیں اسے، كَالْعِهْنِ: رنگین اون، دُھنی ہوئی روئی کی طرح، يُبَصَّرُوْنَهُمْ: وہ ایک دوسرے کو دکھا دیے جائیں گے، اَلْمُجْرِمُ: مجرم (کافر)، يَفْتَدِيْ: فدیہ میں دیدے، صَاحِبَتِهٖ: اپنی بیوی کو، فَصِيْلَتِهِ: اپنے کنبہ کو، اپنے قبیلہ کو، تُـْٔوِيْهِ: جس میں وہ رہتا تھا، يُنْجِيْهِ: اسے بچالے، لَظٰى: شعلہ والی آگ، نَزَّاعَةً: اُتارنے والی، لِلشَّوٰى: کھال کو، اَدْبَرَ: پیٹھ پھیری، فَاَوْعٰى: (اور) جمع کیا۔

ربط:

سورۃ الحاقہ میں بھی قیامت کا اور نافرمانوں کی سزاؤں کا بیان کیا گیا اور اب اس سورۂ معارج میں بھی قیامت کا بیان ہے۔

تفسیری نکات: کفار مکہ کی ہٹ دھرمی:

کفار مکہ میں بعض رؤساء مکہ بڑے گستاخ۔ منہ پھٹ اور بدلحاظ تھے ان میں ابوجہل، ابولہب، عقبہ بن ابی معیط، ولید بن مغیرہ اور نضر بن حارث شامل ہیں۔ نضر بن حارث امیر آدمی تھا مال دولت کی وجہ سے نہایت متکبر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتہائی شدید مخالف۔ یہ گستاخ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بھی آتے تھے کہ دیکھیں یہ کیا کہتے ہیں؟ ایک مرتبہ نضر بن حارث آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آیا اور کہنے لگا کہ جس عذاب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ڈراتے ہو اور کہتے ہو کہ اگر ہم اہل مکہ اللہ واحد پر ایمان نہ لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان نہ لائے تو ہمارے اوپر عذاب آئے گا تو کہاں ہے وہ عذاب لاؤ نہ وہ عذاب ہمارے اوپر۔

سَاَلَ سَآئِلٌ مانگا ایک مانگنے والے نے بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ وہ عذاب جو واقع ہونے والا ہے۔ وہ مانگنے والا نضر بن حارث تھا۔ لِّلْكٰفِرِيْنَ کافروں کے لیے ہے۔ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ نہیں کوئی اس عذاب کو ٹالنے والا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو عذاب آئے گا، اس کو کوئی ٹال نہیں سکے گا، وہ مرتے وقت بھی ہوگا قبر میں بھی ہوگا، حشر میں بھی ہوگا، دوزخ میں بھی ہوگا، موت کے وقت اللہ کے فرشتے، يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ (الانفال: ۵۰) ان کے مونہوں پر اور پیٹھوں پر

ہتھوڑے ماریں گے اور کہیں گے، اَخۡرِجُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ (الانعام) اپنی جانیں ہمارے حوالے کرو پھر قبر حشر اور دوزخ میں عذاب ہوگا۔ مِّنَ اللّٰهِ یہ عذاب اللہ کی طرف سے ہوگا ذِى الۡمَعَارِجِ جو سیڑھیوں والا ہے۔ ایک تفسیر یہ کی جاتی ہے کہ رَفِیۡعُ الدَّرَجٰتِ بہت اونچی شانوں والا ہے اُس کی طرف سے یہ عذاب آئے گا اور ایک تفسیر یہ کی جاتی ہے کہ آسمانوں کو معارج کہا گیا ہے کہ یہ فرشتوں کے لیے سیڑھیوں کی طرح ہے پہلا آسمان پھر دوسرا آسمان پھر تیسرا آسمان یہ فرشتوں کے لیے سیڑھیاں ہیں۔

تَعۡرُجُ الۡمَلٰٓئِكَةُ چڑھتے ہیں فرشتے وَالرُّوۡحُ اِلَيۡهِ اور روح القدس بھی اس کی طرف، کراما کاتبین، فرشتوں کی ڈیوٹیاں دو وقت تبدیل ہوتی ہیں صبح کے وقت اور عصر کے وقت۔

فرشتوں کے آنے جانے میں کوئی وقت نہیں لگتا، اللہ نے ان کو اتنی قوت دی ہے کہ ایک لمحے میں آجا سکتے ہیں۔ امام طحاوی رحمہ اللہ کہتے ہیں وَلَا یُنۡكِرُہٗ اِلَّا مُلۡحِدٌ اَوۡ زِنۡدِیۡقٌ۔ اور نہیں انکار کرسکتا، اتنی جلدی وحی آنے کا مگر ملحد اور زندیق۔ وحی کے لانے میں کیا دیر لگ سکتی ہے تو فرمایا چڑھتے ہیں فرشتے اور روح القدس جبرائیل علیہ السلام اس کی طرف۔

قیامت کا دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا:

فِیۡ یَوۡمٍ حقیقتاً وہ عذاب اس دن میں واقع ہوگا، كَانَ مِقۡدَارُہٗ خَمۡسِيۡنَ اَلۡفَ سَنَةٍ مقدار اس کی پچاس ہزار سال ہے۔ یہاں بچاس ہزار سال کی مدت کے دن کا ذکر ہے سورۂ سجدہ: ۵ میں ہے۔ ثُمَّ يَعۡرُجُ اِلَيۡهِ فِىۡ يَوۡمٍ كَانَ مِقۡدَارُهٗۤ اَلۡفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ پھر چڑھتا ہے اس کی طرف ایک دن میں جس کی مقدار ہزار سال کے برابر ہوتی ہے، جسے تم شمار کرتے ہو۔ بظاہر ان آیات میں تعارض نظر آتا ہے مگر مفسرین کرام رحمہم اللہ ان آیات میں اس طرح تطبیق دیتے ہیں کہ اسی طرح سمجھو کہ جو کافر گر ہیں لوگوں کو کافر بنانے والے ہیں، ان کے لیے دن پچاس ہزار سال کا ہوگا، اور جو فقط کافر ہیں کافر ساز نہیں ہیں چونکہ ان کا جرم کم ہے ان کے لیے دن ہزار سال کے برابر ہوگا، اور مومنوں کے لیے صلوۃ مکتوبہ فرض نماز کے برابر ہوگا، جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کا دن مومن کے لیے ایسا ہوگا، جیسے ایک وقت کی فرض نماز۔

فَاصۡبِرۡ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبر کریں کافروں کی بات پر، صَبۡرًا جَمِيۡلًا صبر کرنا اچھا، اِنَّهُمۡ يَرَوۡنَهٗ بَعِيۡدًا بیشک وہ دیکھتے ہیں اس عذاب کو دور وَّنَرٰٮهُ قَرِيۡبًا اور ہم دیکھتے ہیں اس کو قریب۔

يَوۡمَ تَكُوۡنُ السَّمَآءُ كَالۡمُهۡلِ جس دن ہوجائے گا آسمان تلچھٹ کی طرح تیل کے نیچے جو گند رہ جاتا ہے اس کو تلچھٹ کہتے ہیں اور مھل کا معنی پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہوجائے گا، اس کا رنگ تبدیل ہوجائے گا۔ وَتَكُوۡنُ الۡجِبَالُ اور ہوجائیں گے پہاڑ، كَالۡعِهۡنِ دھنی ہوئی روئی کی طرح۔

قیامت میں مجرم اپنے قریبی عزیز رشتے داروں کو بھی زرفدیہ میں دے کر خود چھوٹ جانا چاہے گا:

وَلَا يَسۡـَٔلُ حَمِيۡمٌ حَمِيۡمًا اور کوئی اپنا مخلص دوست اپنے مخلص دوست کو نہیں پوچھے گا۔ يُّبَصَّرُوۡنَهُمۡ دکھائے

جائیں گے ان کو وہ دوست، جس طرح اس وقت ہم ایکدوسرے کو دیکھ رہے ہیں اس طرح وہاں دوست ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔

اس دن یَوَدُّ الْمُجْرِمُ پسند کرے گا، مجرم، لَوْ اس بات کو، یَفْتَدِیْ مِنْ عَذَابِ یَوْمِئِذٍ کہ وہ فدیے میں دے اس دن کے عذاب سے بچنے کے لیے، بِبَنِیْهِ اپنے بیٹوں کو، وَصَاحِبَتِهٖ اور اپنی بیوی کو، اور وَاَخِیْهِ اور اپنے بھائی کو، وَفَصِیْلَتِهِ الَّتِیْ تُئْوِیْهِ اور اپنی برادری کو، اپنا قبیلہ، جو اس کو پناہ دیتا تھا، وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا اور ان کو جو زمین میں ہیں سارے۔ اس دن مجرم اس بات کو پسند کرے گا، کہ میری جگہ عذاب میں بیٹے، بیوی، کنبہ قبیلہ، پکڑے جائیں ساری دنیا پکڑی جائے، ماں باپ، دادا، دادی، سب اسمیں آگئے کہ سب میرے بدلے میں دوزخ میں چلے جائیں اور میں بچ جاؤں ان سب کو دے کر، ثُمَّ یُنْجِیْهِ پھر وہ اپنے آپ کو نجات دلائے بچالے۔ کَلَّا ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔

اِنَّهَا لَظٰی بیشک وہ آگ جو بھڑکتی ہوئی ہے، آج دنیا کی آگ جو ہمارے سامنے ہے اس میں لوہا پگھل جاتا ہے، بعض پتھر جل کر چونا بن جاتے ہیں، اور وہ آگ دنیا کی آگ سے انہتر گنا تیز ہے، نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰی کھینچنے والی ہے، کلیجے کو، جلد کو جلا کر کلیجے تک پہنچے گی، تَدْعُوْا وہ آگ بلائے گی، مَنْ اَدْبَرَ اس کو جس نے پیٹھ پھیری ایمان سے، اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات وفرامین سے او کافرو اور منافقو جلدی آؤ، وَتَوَلّٰی اور اس کو بلائے گی جس نے اعراض کیا روگردانی کی اللہ کے احکامات سے، کہے گی ایمان کی طرف پشت کرنے والو جلدی آؤ، نیک اعمال سے روگردانی کرنے والو جلدی آؤ، وَجَمَعَ فَاَوْعٰی اور جس نے مال جمع کیا اور سمیٹ سمیٹ کر رکھا اُن کو بلائے گی تو نے مال کے حقوق ادا نہیں کیے۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ﴿19﴾ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ﴿20﴾ وَّاِذَا مَسَّهُ

بیشک انسان پیدا کیا گیا ہے، تھوڑے حوصلے والا، جس وقت پہنچتی ہے اس کو تکلیف گھبراہٹ کا اظہار کرتا ہے، اور جس وقت

الْخَیْرُ مَنُوْعًا ﴿21﴾ اِلَّا الْمُصَلِّیْنَ ﴿22﴾ الَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ﴿23﴾ وَالَّذِیْنَ فِیْٓ

پہنچتی ہے اس کو خیر بخیل بن کر بیٹھ جاتا ہے۔ مگر نمازی وہ لوگ جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اور وہ لوگ جن کے

اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿24﴾ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿25﴾ وَالَّذِیْنَ یُصَدِّقُوْنَ بِیَوْمِ الدِّیْنِ ﴿26﴾

مالوں میں، حق ہے مقرر، مانگنے والے کے لیے، اور محروم کے لیے، اور وہ لوگ، جو تصدیق کرتے ہیں، بدلے کے دن کی،

وَالَّذِیْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿27﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَیْرُ مَاْمُوْنٍ ﴿28﴾

اور وہ لوگ جو اپنے رب کے عذاب سے، ڈرتے ہیں، بیشک ان کے رب کا عذاب، بےخوف ہونے کی چیز نہیں ہے،

وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿29﴾ اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ

اور وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، سوائے اپنی بیویوں کے، یا جن کے مالک ہیں ان کے دائیں ہاتھ (یعنی

غَیۡرُ مَلُوۡمِیۡنَ ﴿۳۰﴾ فَمَنِ ابۡتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡعٰدُوۡنَ ﴿۳۱﴾ وَالَّذِیۡنَ

لونڈیاں) بیشک وہ ملامت نہیں کیے جائیں گے، پس جس نے تلاش کی اس کے علاوہ کوئی صورت، پس یہی لوگ حد سے تجاوز

ہُمۡ لِاَمٰنٰتِہِمۡ وَعَہۡدِہِمۡ رٰعُوۡنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ بِشَہٰدٰتِہِمۡ قَآئِمُوۡنَ ﴿۳۳﴾

کرنے والے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں کی اور اپنے عہد کی، رعایت کرتے ہیں، اور وہ لوگ جو اپنی شہادتوں پر قائم

ع وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ عَلٰی صَلَاتِہِمۡ یُحَافِظُوۡنَ ﴿۳۴﴾ اُولٰٓئِکَ فِیۡ جَنّٰتٍ مُّکۡرَمُوۡنَ ﴿۳۵﴾

رہتے ہیں، اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں کی، حفاظت کرتے ہیں، یہ لوگ باغوں میں ہوں گے جن کی عزت کی جائے گی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

هَلُوْعًا: تھوڑے دل والا، جَزُوْعًا: جزع فزع کرنے والا، مَنُوْعًا: بخل کرنے والا، اَلْمُصَلِّیْنَ: نمازی، دَآئِمُوْنَ: پابندی کرنے والے، یُصَدِّقُوْنَ: تصدیق کرتے ہیں، مَاْمُوْنٍ: بے خوف ہونے کی چیز، بِشَهٰدٰتِهِمْ: اپنی گواہیوں کو، قَآئِمُوْنَ: ٹھیک ادا کرنے والے۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے نضر بن حارث کافر کی طرف سے عذاب کے مانگے جانے کا ذکر فرمایا اور بعد ازاں مجرموں کی جو حالت زار یوم آخرت میں ہوگی اس کا تذکرہ فرمایا اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ انسان عمومی طور پر کم حوصلہ اور کم ہمت ہے مصیبت آئے تو گلے شکوے کرتا ہے اور راحت پہنچتی ہے تو بخیل اور متکبر ہو جاتا ہے۔

تفسیری نکات: عمومی انسانی نفسیات کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجزیہ:

اِنَّ الْاِنْسَانَ بیشک انسان خُلِقَ هَلُوْعًا پیدا کیا گیا ہے تھوڑے حوصلے والا، تنگ دل، بے صبرا، آگے اس کی وضاحت ہے کہ کیسے بے صبری کرتا ہے؟ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا جب پہنچتی ہے اس کو کوئی تکلیف، جُزُوْعًا، گھبراہٹ کا اظہار کرتا ہے، شکوہ شکایت کرنے لگتا ہے، اللہ کا گلہ شکوہ کرنے لگ جاتا ہے، صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیتا ہے۔ وَاِذَا مَسَّهُ الْخَیْرُ مَنُوْعًا اور جس وقت پہنچتی ہے اس کو خیر بخیل بن کر بیٹھ جاتا ہے، جب اس کے پاس مال آجاتا ہے اس کو روک لیتا ہے نہ زکوٰۃ دیتا ہے اور نہ عشر نکالتا ہے، نہ قربانی دیتا ہے، نہ فطرانہ، نہ عزیز رشتہ داروں کے حقوق ادا کرتا ہے نہ یتیموں مسکینوں کا خیال کرتا ہے، اکثر انسانوں کا یہی حال ہے، اِلَّا الْمُصَلِّیْنَ مگر وہ نمازی جو ایسے نہیں ہیں، یعنی سارے انسان برے نہیں ہیں۔ یہ بغور دیکھا جائے تو کفار و منافقین کا دراصل تجزیہ کیا ہے۔

اہل ایمان کی کیفیات:

اہل ایمان کی نفسیات اب اللہ تعالیٰ بیان فرما رہے ہیں۔

(اوّل): اَلَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ وہ لوگ جو اپنی نمازوں پر مداومت کرتے ہیں، پابندی کرتے ہیں، یہ نہیں کہ جمعہ کی نماز پڑھی، عید کی نماز پڑھ لی، وہ پنجگانہ نمازوں پر اس طرح قائم ہیں کہ دنیاوی کام بگڑتے ہیں تو بگڑ جائیں نقصان ہوتا ہے تو ہو جائے مگر وہ نماز وقت پر پڑھتے ہیں۔

(دوم): وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ اور وہ لوگ ہیں جن کے مالوں میں حق مقرر ہے، معلوم ہے کہ زکوٰۃ چالیسواں حصہ دینی ہے عشر دسواں حصہ ہے، اور بارانی زمین ہے، نہری زمین ہے تو بیسواں حصہ ہے یہ سب مسلمانوں کے لیے جاننا ضروری ہے۔

لِّلسَّآئِلِ مانگنے والے کے لیے، وَالْمَحْرُوْمِ اور محروم کے لیے، سائل سے مراد ایسا آدمی ہے اس پر کوئی مصیبت آ گئی ہے کوئی حادثہ پیش آ گیا ہے، تو وہ صاحب حیثیت سے سوال کرتا ہے کہ مجھے یہ حادثہ پیش آ گیا ہے، میری مدد کرو۔ پیشہ ور مانگنے والے مراد نہیں ہے۔

اور محروم اسے کہتے ہیں کہ ضرورت کے باوجود کسی سے نہ مانگے۔ بڑا باضمیر اور خوددار ہے، تو یہ سوال نہ کرنے کی وجہ سے محروم رہتا ہے، لہٰذا محلے داروں کا فرض ہے کہ محلے میں رہنے والوں کا خیال رکھیں، اور جو خوددار ضرورت مند ہے تو خود جا کر اس کو ایسے طریقے سے دیں کہ کسی دوسرے کو علم نہ ہو۔

(سوم): وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ اور وہ لوگ ہیں جو تصدیق کرتے ہیں قیامت کے دن کی بدلے کے دن کی۔ دِیْن کا معنی ہے بدلہ، جزا بھی ہے اور دِیْن کا معنی حساب بھی ہے، تو وہ حساب والے دن کی تصدیق کرتے ہیں۔

(چہارم): وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ اور وہ لوگ جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی عذاب دے سکتا ہے قبر میں بھی حشر میں بھی، اور دوزخ میں بھی، وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے عذاب اور پکڑ سے ڈرتے ہیں، درمیان میں جملہ معترضہ ہے، اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ بیشک ان کے رب کا عذاب بے خوف ہونے والی چیز نہیں ہے، اس سے بے خوف نہیں ہونا چاہیے۔

(پنجم): وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اور وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، دوزخ میں لے جانے والی زیادہ تر دو چیزیں ہیں۔ ایک زبان اور ایک شرمگاہ۔ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ مگر اپنی بیویوں پر، اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ یا ان پر جن کے مالک ہیں ان کے دائیں ہاتھ۔ یعنی لونڈیاں۔

فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ پس بیشک وہ ملامت نہیں کیے جائیں گے، یعنی بیویوں کے ساتھ شہوت پوری کریں

یالونڈیوں کے ساتھ تو ان پر کوئی ملامت نہیں ہے، فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ پس جس نے تلاش کی اس کے سوا کوئی صورت، فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ پس یہی لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں حدود اللہ کو پھلانگنے والے ہیں۔

(ششم): وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں کی اور اپنے عہدوں کی رعایت کرتے ہیں، امانتیں کئی طرح کی ہیں علم کی امانت بھی ہے کہ جو صحیح علم ہے اس کو بیان کرے اس میں سے ذرہ برابر بھی نہ چھپائے اور نہ ہیرا پھیری کرے، نہ کسی کی رعایت کرے بلاخوف صحیح بات بیان کرے مال بھی امانت ہے اگر کسی نے کسی کے پاس رکھا ہے مشورہ بھی امانت ہے حکومتی یا عدالتی عہدہ بھی ایک امانت ہے۔

(ہفتم): وَالَّذِیْنَ اور وہ لوگ ہیں، هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ اور جو اپنی شہادتوں پر قائم رہتے ہیں، حق اور سچ کے معاملے میں سچے معاملے کی گواہی دیتے ہیں۔ جھوٹ اور برائی کے خلاف گواہی دیتے ہیں۔ اول تو آج سچی گواہی دینے کے لیے کوئی تیار نہیں ہوتا، اور اگر کوئی تیار ہو جائے تو اس کو راستے ہی سے اٹھا لیا جاتا ہے، ہاں جو مضبوط ایمان والا اور طاقت والا ہو تو گواہی دے سکتا ہے۔

(ہشتم): وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں دوزخ کی آگ سے بچنے والوں کا ذکر نماز سے شروع کیا تھا اور نماز پر ہی ختم کیا، یہ آٹھ قسم کی خصوصیات والے لوگ اُولٰٓئِكَ فِیْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ یہ لوگ باغوں میں ہوں گے جن کی عزت کی جائے گی، یعنی جن لوگوں میں یہ خوبیاں ہوں گی وہ جنت کے وارث ہیں۔

فَمَالِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِیْنَ ﴿۳۶﴾ عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ

پس کیا ہو گیا ہے، ان لوگوں کو، جو کافر ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑتے ہوئے آتے ہیں دائیں طرف سے اور بائیں طرف

الشِّمَالِ عِزِیْنَ ﴿۳۷﴾ اَیَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ یُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِیْمٍ ﴿۳۸﴾ كَلَّا ؕ اِنَّا

سے گروہ در گروہ۔ کیا امید رکھتا ہے ہر آدمی ان میں سے کہ داخل کیا جائے گا اس کو نعمتوں کے باغوں میں، ہرگز نہیں بیشک ہم

خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ

نے پیدا کیا ہے ان کو، اس چیز سے جس کو جانتے ہیں۔ پس میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں کے رب کی اور مغربوں کے رب کی

اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ خَیْرًا مِّنْهُمْ ۙ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِیْنَ ﴿۴۱﴾

بیشک ہم البتہ قادر ہیں اس بات پر کہ بدل دیں اور نہیں ہیں ہم عاجز پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ دیں ان کو بے ہودہ باتوں میں گھسے

فَذَرْهُمْ یَخُوْضُوْا وَیَلْعَبُوْا حَتّٰى یُلٰقُوْا یَوْمَهُمُ الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ ﴿۴۲﴾ یَوْمَ یَخْرُجُوْنَ

رہیں اور کھیل میں لگے رہیں یہاں تک کہ وہ ملیں اپنے اس دن سے جس دن کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔ جس دن نکلیں گے

مِنَ الۡاَجۡدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمۡ اِلٰى نُصُبٍ يُّوۡفِضُوۡنَ ﴿۴۳﴾ خَاشِعَةً اَبۡصَارُهُمۡ تَرۡهَقُهُمۡ

قبروں سے بڑی تیزی سے گویا کہ وہ اپنے نشانوں کی طرف دوڑے جارہے ہیں، جھکی ہوئی ہوں گی نگاہیں ان کی چھائی ہوگی

ذِلَّةٌ ؕ ذٰلِكَ الۡيَوۡمُ الَّذِىۡ كَانُوۡا يُوۡعَدُوۡنَ ﴿۴۴﴾ ع ۲ ۸

ان پر ذلت۔ یہ وہ دن ہے جس کا ان کے ساتھ وعدہ کیا گیا تھا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

قِبَلَكَ: آپ کی طرف، عِزِيۡنَ: جماعتیں بن کر، يُدۡخَلَ: داخل کرلیا جائے گا، اَلۡمَغۡرِبِ: مغربیں، يُوۡفِضُوۡنَ: دوڑے جاتے ہیں۔

ربط:

سابقہ آیات میں تو نیک لوگوں کی خصلتیں اور خوبیاں بیان کی گئی تھیں کہ یہ لوگ عذاب جہنم سے محفوظ ہیں اور ان کے لیے جنت ہے۔ اب ان آیات میں نافرمانوں کا ذکر ہے جو اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات کو نہیں مانتے ہیں۔

تفسیری نکات: کافروں کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں شرکت کا انداز:

فَمَالِ الَّذِيۡنَ کیا ہوگیا ہے ان لوگوں کو، كَفَرُوۡا جو کافر ہیں قِبَلَكَ مُهۡطِعِيۡنَ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دوڑتے ہوئے آتے ہیں جس جگہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کرنا ہوتا تھا کافر لوگ دائیں طرف سے دوڑتے ہوئے آتے اور بائیں طرف سے بھی جو ناواقف ہوتے تھے وہ یہ خیال کرتے تھے کہ یہ کیا کہتے ہیں؟ اور جو واقف ہوتے تھے شریر قسم کے لوگ وہ اس لیے آتے تھے کہ ہمیں ان کے بیان سے اعتراض کرنے کے لیے کوئی مواد مل جائے۔ عَنِ الۡيَمِيۡنِ دائیں طرف سے، وَعَنِ الشِّمَالِ اور بائیں طرف سے عِزِيۡنَ گروہ در گروہ۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیائے کرام علیہم السلام کے واقعات بیان فرماتے تو بڑے شوق سے سنتے تھے، آدم علیہ السلام کا قصہ، نوح علیہ السلام کا قصہ، ابراہیم علیہ السلام کا قصہ۔ لیکن جب توحید کا مسئلہ بیان فرماتے شرک کی تردید کرتے قیامت کا مسئلہ بیان فرماتے تو پھر کافر اٹھ کر بھاگ جاتے تھے کیوں کہ ان کافروں کو ان مسئلوں سے سخت چڑ اور نفرت تھی۔

اَيَطۡمَعُ كُلُّ امۡرِئٍ مِّنۡهُمۡ کیا امید رکھتا ہے ہر آدمی ان میں سے، اَنۡ يُّدۡخَلَ جَنَّةَ نَعِيۡمٍ کہ داخل کیا جائے گا اس کو نعمتوں کے باغوں میں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں كَلَّا ؕ ہرگز نہیں یہ ان کا قیاس بالکل غلط ہے کہ یہاں ہمیں سب کچھ ملا ہے تو وہاں بھی ملے گا، دنیا کا ضابطہ الگ ہے۔ اِنَّا خَلَقۡنٰهُمۡ بے شک ہم نے ان کو پیدا کیا ہے مِّمَّا اس چیز سے يَعۡلَمُوۡنَ جس کو وہ جانتے ہیں۔ حقیر نطفے اور گندے پانی سے پیدا کیا ہے۔

مشرقوں اور مغربوں سے کیا مراد ہے؟

فَلَآ اُقۡسِمُ بِرَبِّ الۡمَشٰرِقِ وَالۡمَغٰرِبِ پس میں قسم اٹھاتا ہوں مشرقوں کے ربّ کی اور مغربوں کے ربّ کی، قرآن کریم میں تین طرح کے لفظ موجود ہیں، مفرد لفظ بھی آیا ہے، رَبُّ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ، (سورۃ المزمل) اور تثنیہ کے ساتھ بھی آیا ہے، رَبُّ الۡمَشۡرِقَیۡنِ وَرَبُّ الۡمَغۡرِبَیۡنِ، (سورۃ الرحمن) اور یہاں جمع کے ساتھ آیا ہے۔

جہاں تثنیہ کے ساتھ آیا ہے، وہاں گرمیوں کی مشرق اور سردیوں کی مشرق مراد ہے، گرمیوں کی مغرب اور سردیوں کی مغرب مراد ہے، دسمبر کے مہینے میں سورج ایک مقام سے طلوع ہوتا ہے اور چلتے چلتے سورج ماہ جون میں مختلف مقامات پر ہوتا ہوا دور کے مقام پر جا پہنچتا ہے، اس طرح اس کے مقابلے میں گرمیوں کی مغرب اور سردیوں کی مغرب ہے، اور جہاں جمع کا صیغہ ہے وہاں ہر دن کا مشرق مراد ہے اور ہر دن کا مغرب مراد ہے، روزانہ سورج نئی جگہ سے طلوع ہوتا ہے اور نئی جگہ پر غروب ہوتا ہے۔

اِنَّا لَقٰدِرُوۡنَ بیشک ہم البتہ قادر ہیں، عَلٰۤی اَنۡ نُّبَدِّلَ خَیۡرًا مِّنۡهُمۡ اس بات پر کہ بدل دیں ہم اس سے بہتر یعنی ان کو ختم کر کے نئی مخلوق لائیں جو ان سے بہتر ہو، فرشتوں جیسی معصوم مخلوق لے آئیں ہمارے لیے کوئی مشکل نہیں ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے مکلف مخلوق کو اختیار دیا ہے، فَمَنۡ شَآءَ فَلۡيُؤۡمِنۡ وَّمَنۡ شَآءَ فَلۡيَكۡفُرۡ، (الکہف ۲۹) پس جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر اختیار کرے اپنی مرضی سے، کیوں کہ امتحان اسی میں ہے وَمَا نَحۡنُ بِمَسۡبُوۡقِیۡنَ اور ہم عاجز نہیں ہیں۔

کافروں کی قیامت والے دن حالت زار:

فَذَرۡهُمۡ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پس آپ ان کو چھوڑ دیں، یَخُوۡضُوۡا بے ہودہ باتوں میں گھسے رہیں اور برائیوں میں مشغول رہیں، وَیَلۡعَبُوۡا اور کھیل تماشے میں لگے رہیں جو کرتے ہیں کرنے دیں حَتّٰی یُلٰقُوۡا یہاں تک کہ وہ ملیں، یَوۡمَهُمُ الَّذِیۡ یُوۡعَدُوۡنَ اپنے اس دن سے جس دن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے قیامت کے دن کا، قیامت والے دن ان کو رب کی عدالت میں پیش ہونا پڑے گا، یَوۡمَ یَخۡرُجُوۡنَ مِنَ الۡاَجۡدَاثِ سِرَاعًا جس دن قبروں سے نکلیں گے بڑی تیزی سے دوڑتے ہوں گے، کَاَنَّهُمۡ اِلٰی نُصُبٍ یُّوۡفِضُوۡنَ گویا کہ وہ اپنے نشانوں کی طرف دوڑے جا رہے ہیں، اور یہ معنی بھی کرتے ہیں کہ وہ اپنے بتوں کی طرف دوڑے جا رہے ہیں، نصب نصاب کی جمع ہے اور نصب بت کو بھی کہتے ہیں، بت پرست لوگ بتوں کی طرف دوڑ کے جاتے تھے اور پہلے ہاتھ لگانے کی کوشش کرتے تھے اور جو پہلے ہاتھ لگا لیتا تھا تو کہتے تھے کہ یہ بخشا ہوا ہے۔ اسی طرح یہ قبروں سے نکل کر اللہ کی عدالت میں پہنچیں گے، خَاشِعَةً اَبۡصَارُهُمۡ جھکی ہوئی ہوں گی نگاہیں ان کی، قریش مکہ اور یہود و نصاری مردوں کو قبروں میں دفن کرتے تھے ان کو سامنے رکھ کر فرمایا ہے کہ جب نکلیں گے قبروں سے اس کا مطلب یہ نہیں کہ جن کو قبروں میں دفن نہیں کیا جاتا ان کی یوم آخرت میں اللہ تعالیٰ کے

حضور حاضری نہیں ہوگی۔ کوئی جلا دیا گیا کوئی سمندر میں ڈوب کر مر گیا کسی کو کوئی جانور کھا گیا غرض سب نے اللہ کے حضور حاضر ہونا ہے۔ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ان پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی، جب آدمی شرمندہ ہوتا ہے تو فطری طور پر اپنی نگاہیں پست کر لیتا ہے، تو ان پر ذلت طاری ہوگی، ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ یہ وہ دن ہے جس کا ان کے ساتھ وعدہ کیا گیا تھا، قیامت آئے گی نیکی اور بدی کا بدلہ ملے گا، اس میں کوئی شک شبہ نہیں ہے۔

سُوْرَةُ نُوْحٍ مَكِّيَّةٌ

سورۂ نوح علیہ السلام مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ چونکہ اس میں حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کا ذکر ہے اس لیے اس کا نام سورۂ نوح ہے۔ ترتیب قرآنی کے لحاظ سے اس کا اکہتر (۷۱) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے بھی اس کا اکہتر (۷۱) نمبر ہے یعنی اس سے قبل ستر (۷۰) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس سورت کی آیات کی تعداد اٹھائیس (۲۸) ہے اور رکوع کی تعداد دو (۲) ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ

بیشک ہم نے رسول بنا کر بھیجا نوح علیہ السلام کو اُن کی قوم کی طرف کہ آپ ڈرائیں اپنی قوم کو پہلے اس سے کہ آئے ان کے پاس

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿1﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿2﴾ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ

دردناک عذاب۔ کہا نوح علیہ السلام نے اے میری قوم بیشک میں تمہیں ڈرانے والا ہوں کھول کر، کہ عبادت کرو تم اللہ کی اور ڈرو اس

وَاَطِيْعُوْنِ ﴿3﴾ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا

سے اور اطاعت کرو میری۔ بخش دے گا وہ تمہیں، تمہارے گناہ اور وہ تمہیں مہلت دے گا، مدت مقرر تک بیشک اللہ تعالیٰ کا

جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿4﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ

مقرر وقت جب آجاتا ہے موخر نہیں کیا جاتا، کاش کہ تم جان لو کہا نوح علیہ السلام نے اے میرے رب بیشک میں نے دعوت دی اپنی

لَيْلًا وَّنَهَارًا ﴿5﴾ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَاۗءِيْٓ اِلَّا فِرَارًا ﴿6﴾ وَاِنِّيْ كُلَّمَا

قوم کو، رات کو اور دن کو، پس نہیں زیادہ کیا ان کے لیے میرے بلانے نے مگر بھاگنا۔ اور بے شک میں نے جب بھی ان کو

دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا

دعوت دی، تا کہ آپ ان کو بخش دیں تو کر لیں انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں، اور لپیٹ لیے انہوں نے اپنے

ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۟ ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۟ ثُمَّ اِنِّيْٓ

کپڑے، اور انہوں نے اصرار کیا، اور انہوں نے تکبر کیا، تکبر کرنا۔ پھر بیشک میں نے ان کو دعوت دی، کھلے طور پر پھر بیشک

اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۟ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۭ

میں نے ان کو علی الاعلان دعوت دی، اور پوشیدہ طور پر سمجھایا ان کو آہستہ سے سمجھانا۔ پس میں نے کہا، معافی مانگو اپنے رب

اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۟ يُّرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۟ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ

سے بیشک وہ بخشنے والا ہے، بھیجے گا، آسمان کی طرف سے تم پر لگا تار بارش اور مدد کرے گا تمہاری مالوں کے ساتھ،

وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۟ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ

اور بیٹوں کے ساتھ اور بنائے گا تمہارے لیے باغات اور بنائے گا تمہارے لیے نہریں۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے نہیں امید رکھتے

لِلّٰهِ وَقَارًا ۟ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ۟

اللہ سے عزت کی، اور تحقیق اس نے پیدا کیا تم کو، طرح طرح سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَا يُؤَخَّرُ: مؤخر نہیں ہوگا، دَعَوْتُ: میں نے بلایا، فَلَمْ يَزِدْهُمْ: نہیں زیادہ کیا ان کو، دَعَوْتُهُمْ: میں نے بلایا انہیں، وَاسْتَغْشَوْا: اور انہوں نے لپیٹ لیے، اَصَرُّوْا: انہوں نے اصرار کیا، جِهَارًا: با آواز بلند، اَعْلَنْتُ: میں نے اعلانیہ سمجھایا، اَسْرَرْتُ: میں نے خفیہ سمجھایا، اِسْرَارًا: خفیہ بات کرنا، غَفَّارًا: بہت بخشنے والا، وَقَارًا: عظمت۔

ربط:

سابقہ سورت کی آخری آیات میں کفار و مشرکین کی جو قیامت والے دن حالت زار ہوگی اُس کا بیان تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے جس قوم نے توحید رسالت اور آخرت اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کیا اور سب سے پہلے شرک کیا وہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم ہے تو اب اُن کا تذکرہ اس سورت میں لایا گیا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت نوح علیہ السلام کی اپنی قوم کو تبلیغ:

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا بیشک بھیجا ہم نے نوح علیہ السلام کو رسول بنا کر اِلٰى قَوْمِهٖٓ ان کی قوم کی طرف۔ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ کہ آپ ڈرائیں اپنی قوم کو، مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ پہلے اس سے کے آئے ان کے پاس، عَذَابٌ اَلِيْمٌ دردناک

عذاب، چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ کے حکم کے مطابق تبلیغ شروع کر دی، اور قَالَ فرمایا یٰقَوْمِ اِنِّیْ لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ نوح علیہ السلام نے کہا اے میری قوم بیشک میں تمہارے لیے ڈرانے والا ہوں، کھول کر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اور ایسے اندازے سے بیان کرتا ہوں کہ اچھی طرح سمجھ سکو۔

حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا، اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ کہ تم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی یہ تمام پیغمبروں کا پہلا سبق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے، وَاتَّقُوْہُ اور ڈرو اسی سے۔ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے ڈرو، اس کے عذاب سے ڈرو، وَاَطِیْعُوْنِ اور میری اطاعت کرو، یَغْفِرْ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ بخش دے گا اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ ایمان کی برکت سے تمہارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ وَیُؤَخِّرْکُمْ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی اور وہ تمہیں مہلت دے گا، مدت مقرر تک، اللہ نے جو تمہاری میعاد مقرر کی، اس وقت تک تمہیں خیر و عافیت کے ساتھ رکھے گا مگر یاد رکھنا، اِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ اِذَا جَآءَ لَا یُؤَخَّرُ بیشک اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ وقت جس وقت آئے گا موخر نہیں ہوگا، موت کا وقت ٹل نہیں سکتا، لَوْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کاش کہ تم جان لو میری بات کو کہ میں تمہاری بھلائی کی بات کر رہا ہوں۔

جب سینکڑوں سال کی محنت کے باوجود قوم راہ راست پر نہیں آئی تو شکایت کے طور پر، قَالَ نوح علیہ السلام نے کہا، رَبِّ یہ لفظ جب بھی آئے گا اصل میں ہوتا ہے یاربی، شروع میں یا نداء کی اڑ گئی اور آخر میں متکلم کی اڑ گئی، معنی ہوگا، اے میرے رب اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَھَارًا بیشک میں نے دعوت دی اپنی قوم کو، ہر رات اور ہر دن ایسا نہیں کہ کسی دن دعوت دی اور کسی دن نہ دی، کسی رات دعوت دی اور کسی رات دعوت نہ دی میں نے ان کو ہر رات ہر دن دعوت دی، فَلَمْ یَزِدْھُمْ دُعَآءِیْٓ اِلَّا فِرَارًا پس نہیں زیادہ کیا ان کے لیے میری دعوت نے مگر بھاگنا، جوں جوں میں ان کو دعوت دیتا تھا وہ بھاگتے تھے اور صرف بھاگتے ہی نہیں تھے، وَاِنِّیْ کُلَّمَا دَعَوْتُھُمْ اور بے شک میں نے ان کو جب بھی دعوت دی توحید کی طرف بلایا، شرک سے روکا، لِتَغْفِرَ لَھُمْ تا کہ آپ ان کو بخش دیں، تو جَعَلُوْٓا اَصَابِعَھُمْ کر لیں انہوں نے اپنی انگلیاں فِیْٓ اٰذَانِھِمْ اپنے کانوں میں، جب میں دعوت دینا شروع کرتا تو یہ اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیتے تھے کہ میرے الفاظ ان کو سننے نہ پڑیں، نفرت کی بھی کوئی حد ہوتی ہے، ساری انگلیاں تو کانوں میں نہیں آتیں پوروں کو مبالغہ میں انگلیاں کہا، وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَھُمْ اور لپیٹ لیے انہوں نے اپنے کپڑے۔ مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ کانوں میں انگلیاں دے لیتے اور اپنے کپڑے اپنے منہ پر ڈال لیتے تھے تاکہ میری شکل ان کو نظر نہ آئے، پیغمبر کی شکل دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے تھے، اتنی نفرت تھی، اپنے محسن سے۔ وَاَصَرُّوْا اور انہوں نے اصرار کیا ڈٹ گئے کفر شرک پر، کہتے تھے ہم تیری بات نہیں مانتے، وَاسْتَکْبَرُوا اسْتِکْبَارًا اور تکبر کرتے تھے تکبر کرنا، تکبر کا معنی ہے، بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ حق کو ٹھکرا دینا اور لوگوں کو گھٹیا سمجھنا۔

ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُھُمْ جِھَارًا پھر میں نے ان کو دعوت دی کھلے طور پر علی الاعلان، یہ طریقہ اختیار کیا۔ ثُمَّ اِنِّیْٓ

اَعْلَنْتُ لَهُمْ پھر میں نے ان کو علی الاعلان، دعوت دی کہ کان کھول کر سن لو، منادی کرا کر گلیوں اور محلوں میں ان کو دعوت دی، وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا اور میں نے ان کو آہستہ آہستہ سمجھایا یعنی دعوت کے جتنے طریقے تھے وہ سارے اختیار کیے دن کو دعوت دی رات کو دعوت دی بازاروں میں گلیوں میں ان کو سمجھایا، مکانوں کی چھتوں پر چڑھ کر ان کو سمجھایا، علی الاعلان سمجھایا، مخفی طور پر سمجھایا، فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ پس میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو، کفر شرک سے باز آجاؤ، غیر اللہ کی پوجا چھوڑ دو، نافرمانیاں چھوڑ دو، اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا بیشک وہ بخشنے والا ہے۔ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا بھیجے گا آسمان کی طرف سے تمہارے اوپر لگاتار بارش، مدرارا، کا معنی ہے موسلا دھار بارش، قوم نوح علیہ السلام پر کچھ عرصہ کے لیے بارش بھی رک گئی تھی، اس لیے نوح علیہ السلام فرمایا، تم اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو، اللہ تم پر موسلا دھار بارش برسائے گا، وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ اور مدد کرے گا تمہاری مالوں کے ساتھ اور بیٹوں کے ساتھ، یعنی مزید مال بھی دے گا، اور اولاد بھی دے گا، وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ اور بنائے گا تمہارے لیے باغات ظاہر بات ہے زمین زرخیز ہو بارشیں نازل ہوں پھل پھول آئیں گے کھیتیاں لہلہائیں گی، وَيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا اور بنائے گا تمہارے لیے نہریں، مَا لَكُمْ تمہیں کیا ہو گیا ہے لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا نہیں امید رکھتے تم اللہ سے عزت کی، اپنے لیے تم اللہ سے عزت اور وقار نہیں چاہتے۔

وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا اور تحقیق اس نے تمہیں پیدا کیا طرح طرح سے مختلف انداز سے، کوئی کالا ہے کوئی گورا ہے، کوئی پتلا ہے، کوئی موٹا ہے، کوئی لمبے قد کا ہے کوئی چھوٹے قد کا ہے۔

اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ﴿15﴾ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ

کیا تم نے نہیں دیکھا کیسے پیدا کیا اللہ نے سات آسمانوں کو، تہہ بہ تہہ، اور بنایا چاند کو ان میں نور اور بنایا

الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿16﴾ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ﴿17﴾ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ

سورج کو چراغ اور اللہ تعالیٰ نے اگایا تمہیں زمین سے اگانا، پھر وہ تمہیں لوٹائے گا زمین میں، اور نکالے گا تمہیں

اِخْرَاجًا ﴿18﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ﴿19﴾ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴿20﴾ قَالَ ع

نکالنا، اور بنائی تمہارے لیے زمین بچھونا، تاکہ چلو تم اس زمین میں کشادہ راستوں پر۔ کہا نوح علیہ السلام نے اے میرے رب

نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗٓ

بیشک انہوں نے میری نافرمانی کی ہے اور پیروی کی ان لوگوں نے ان کی نہیں زیادہ کیا اس کے مال نے اور اس کی اولاد نے،

اِلَّا خَسَارًا ﴿21﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ﴿22﴾ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ

ان کے لیے مگر نقصان کو، اور انہوں نے تدبیریں کیں بڑی بڑی تدبیریں، اور انہوں نے کہا ہرگز نہیں چھوڑنا اپنے خداؤں کو،

وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ﴿23﴾ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ وَلَا تَزِدِ

اور ہرگز نہ چھوڑنا ودکو، اور نہ سواع کو، اور نہ یغوث کو، اور نہ یعوق کو، اور نہ نسر کو، اور تحقیق انہوں نے گمراہ کیا بہتوں کو، اور نہ زیادہ

الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿24﴾ مِمَّا خَطِيْٓــٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ

کر ظالموں کے لیے مگر گمراہی، اپنی خطاؤں کی وجہ سے غرق کیے گئے پس داخل کیے گئے آگ میں، پس نہ پایا انہوں نے

دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿25﴾ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿26﴾

اپنے لیے اللہ کے سوا کوئی مددگار، اور کہا نوح علیہ السلام نے اے میرے رب نہ چھوڑیں آپ زمین پر کافروں میں سے کسی ایک کو،

اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿27﴾

بیشک آپ اگر چھوڑ دیں ان کو، گمراہ کریں گے، آپ کے بندوں کو، اور نہیں جنیں گے، مگر نافرمان ناشکروں کو،

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ

اے میرے ربّ بخش دے مجھے اور میرے ماں باپ کو اور اس کو جو میرے گھر میں داخل ہو مومن ہو کر اور مومن مردوں کو

وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿28﴾ ع ۲

اور مومن عورتوں کو بخش دے اور نہ زیادہ کر ظالموں کے لیے مگر بربادی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَنْۢبَتَكُمْ: اس نے تمہیں پیدا کیا، بِسَاطًا: فرش، لِتَسْلُكُوْا: تاکہ تم چلو، عَصَوْنِيْ: انہوں نے میری نافرمانی کی، لَمْ يَزِدْهُ: اسے زیادہ نہیں کیا، كُبَّارًا: بہت بڑا، لَا تَذَرُنَّ: تم ہرگز نہ چھوڑنا، وَدًّا: بُت کا نام، يَغُوْثَ: بُت کا نام، يَعُوْقَ: بُت کا نام، نَسْرًا: بُت کا نام، لَا تَزِدْ: نہ زیادہ کیجیے، خَطِيْٓــٰٔتِهِمْ: ان کے گناہ، اُغْرِقُوْا: غرق کیے گئے، فَاُدْخِلُوْا: وہ داخل کیے گئے، اَنْصَارًا: مددگار، دَيَّارًا: کوئی باشندہ، تَذَرْهُمْ: آپ چھوڑیں گے ان کو، لَا يَلِدُوْٓا: وہ نہیں جنیں گے، فَاجِرًا: بدکار، كَفَّارًا: کافر، ناشکرے، تَبَارًا: ہلاکت۔

ربط:

سورۃ کے شروع سے ہی نوح علیہ السلام اور اُن کی قوم کا تذکرہ کیا جارہا ہے اب بھی حضرت نوح علیہ السلام اور اُن کی قوم کا تذکرہ چل رہا ہے۔

تفسیری نکات: حضرت نوح علیہ السلام کا اپنی قوم کو سمجھانا:

اَلَمْ تَرَوْا کیا تم نے نہیں دیکھا، كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ کیسے پیدا کیے اللہ نے سات آسمانوں کو طِبَاقًا تہہ بہ تہہ، اگرچہ ہمیں ایک آسمان نظر آتا ہے لیکن اس کو دیکھ کر دوسروں کا اندازہ ہوسکتا ہے، کہ میرے رب کا فرمان حق اور

صحیح ہے کہ اس کے اوپر چھ آسمان اور ہیں اس آسمان کی طرف دیکھو کتنا بڑا اور بلند ہے مگر اس کے نیچے نہ کھمبا ہے نہ ستون ہے نہ کوئی دیوار ہے، صاف اتنا کہ اس میں دراڑ تک نہیں ہے، جیسا بنایا تھا آج تک ویسا ہی ہے وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا اور بنایا چاند کو ان میں نور، اور بنایا سورج کو چراغ، وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا اور اللہ نے اگایا تمہیں زمین سے اگانا۔ مٹی سے تمہیں پیدا کیا آدم علیہ السلام کے متعلق فرمایا، خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ (آل عمران: ۵۹) اللہ نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا ہے اور تم سب کو جو کہ آدم علیہ السلام کی اولاد ہو، تو تم بھی مٹی سے پیدا کیے گئے ہو، اور اب بھی وہ تمہیں مٹی سے ہی پیدا کر رہا ہے، وہ اس طرح کہ جو کچھ تم کھاتے ہو فصلیں، اناج، پھل، سبزیاں، سب زمین سے پیدا ہوتی ہیں، یہ تم کھاتے ہو تو خون پیدا ہوتا ہے اور خون سے مادہ تولید پیدا ہوتا ہے، تو آج بھی تم مٹی ہی سے پیدا ہو رہے ہو، ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا پھر وہ تمہیں زمین میں لوٹا دے گا، مرنے کے بعد زمین میں ہی دفن ہونا ہے، وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا اور نکالے گا تم کو زمین میں سے نکالنا، جب حضرت اسرافیل علیہ السلام دوسری مرتبہ صور پھونکیں گے تو سب قبروں سے نکل کر آئیں گے پھر دیکھو اور غور کرو، وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا اور بنایا اللہ نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا، فرش بنا دیا تم اس پر چلتے ہو سوتے ہو، اٹھتے بیٹھتے ہو کھیلتے کودتے ہو، لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا تاکہ چلو تم زمین میں کشادہ راستوں پر۔ غرض حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو ساڑھے نو سو سال تک ہر طریقے سے سمجھایا مگر قوم نہ مانی۔

حضرت نوح علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ سے فریاد:

قَالَ نُوْحٌ نوح علیہ السلام نے کہا، رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ اے میرے رب! بیشک انہوں نے میری نافرمانی کی ہے میری بات نہیں مانی، وَاتَّبَعُوْا اور پیروی کی مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا ان کی کہ نہ زیادہ کیا اس کے لیے اس کے مال نے اور اس کی اولاد نے مگر نقصان۔ انہوں نے مال داروں کی بات مانی سرداروں کی احکامات مانے اُن کے کہنے پر چلے جن کو مال اولاد نے نقصان کے سوا کچھ نہ دیا مال و دولت کے گھمنڈ میں آخرت برباد کر لی اور ہمیشہ کے خسارے میں پڑ گئے، وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا اور انہوں نے تدبیریں کیں بڑی تدبیریں حق کو مٹانے کے لیے نوح (علیہ السلام) کو مارا پیٹا گالیاں دیں گھسیٹا مجلس سے دھکے دے کر باہر نکال دیا جھوٹا کہا، شرارتی کہا، پاگل کہا جادوگر کہا غرض اللہ کے نبی کو کیا کیا بُرے القابات اور خطابات نہ دیئے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغ پر قوم کا آپس میں عہد:

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے لوگوں میں سے ایک دوسرے سے کہتا ہرگز نہ چھوڑنا اپنے خداؤں کو، وہ جھوٹے خدا کون سے تھے؟ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا اور ہرگز نہ چھوڑنا ود کو، وَّلَا سُوَاعًا ۙ اور نہ سواع کو چھوڑنا، وَّلَا يَغُوْثَ اور نہ یغوث کو چھوڑنا، وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا اور یعوق اور نسر کو نہ چھوڑنا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے کہ یہ پانچ ود، سواع،

یغوث، یعوق، نسر، نوح علیہ السلام کی قوم میں نیک آدمی تھے یہ ان کے نام ہیں، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ فتح الباری میں فرماتے ہیں اور شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں کہ ود حضرت ادریس رحمۃ اللہ کا لقب تھا اور باقی چار حضرت ادریس رحمۃ اللہ کے نیک بیٹے تھے، یہ جب پانچوں فوت ہوئے تو قوم کو بہت غم ہوا قوم کے لوگ بڑے پریشان بیٹھے تھے کہ دیکھا ایک بزرگ صورت آدمی آ رہا ہے وہ بھی آ کر بیٹھ گیا، کہنے لگا کیا بات ہے تم بڑے اداس ہو، پریشان لگ رہے ہو، انہوں نے کہا کہ ہماری پریشانی کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے پانچ بزرگ تھے وہ یکے بعد دیگرے دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں وہ دنیا میں تھے تو ہمیں اُن سے روحانی خوراک ملتی تھی، بڑا اطمینان حاصل ہوتا تھا نیک عمل کی توفیق ہوتی تھی، برے کاموں سے بچتے تھے، ان کی مجلسیں ہمیں یاد آتی ہیں، ان کی باتیں یاد آتی ہیں لیکن وہ ہمیں نہیں ملتے اس لیے ہم پریشان ہیں، اس آنے والے بزرگ نے کہا تمہاری پریشانی واقعی بہت بڑی ہے اور تمہیں پریشان ہونا بھی چاہیے تھا، وہ تمہارا صدمہ واقعی بڑا ہے، جس طرح جسم کو غذا نہ ملے تو کمزور ہو جایا کرتا ہے روح کو غذا نہ ملے تو وہ بھی کمزور ہو جاتا ہے، لیکن بات یہ ہے کہ وہ تو اب واپس نہیں آئیں گے تم اس طرح کرو کہ ان کے مجسمے بنا لو، بت بنا لو، اور یادگار کے طور پر گھروں میں بھی رکھو، عبادت خانوں میں بھی رکھو، ان کی شکلیں دیکھ کر تمہارے دلوں کو کچھ نہ کچھ تو تسلی ہوگی۔ قوم نے اس بزرگ نما انسان کی جو در اصل شیطان تھا بات مان لی اور بت اور تصویریں اپنے گھروں اور عبادت خانوں میں رکھ لیے یہ نسل چلی گئی اور نئی نسل جو آئی تو شیطان نے ان کو پٹی پڑھائی کہ تمہارے بڑے تو ان بتوں اور تصویروں کی پوجا کرتے تھے۔ اس طرح نسل انسانی میں پہلی مرتبہ بت پرستی کا آغاز ہوا۔

حضرت نوح علیہ السلام کی اپنی قوم کے لیے عذاب کی التجا:

وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِیْرًا ۚ اور تحقیق انہوں نے گمراہ کیا بہت سارے لوگوں کو، وہ میری طرف نہیں آئیں گے، وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا ضَلٰلًا اور نہ زیادہ کر ظالموں کے لیے مگر گمراہی، سورۃ ہود میں ہے، وَاُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ اور وحی نازل کی گئی نوح علیہ السلام کی طرف اَنَّهٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ (آیت نمبر ٣٦) بیشک ہرگز ایمان نہیں لائیں گے آپ کی قوم میں سے مگر وہ جو ایمان لا چکے ہیں۔

تو نوح علیہ السلام نے کہا پروردگار! ان کو اور گمراہ کر دے، مِمَّا خَطِیْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا اپنے گناہوں کی وجہ سے غرق کیے گئے، سیلاب میں غرق ہونے کے ساتھ ہی فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۚ پس داخل کیے گئے آگ میں، مرنے کے بعد ہی سزا شروع ہو جاتی ہے، فَلَمْ یَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا پس نہ پایا انہوں نے اپنے لیے اللہ تعالیٰ سے نیچے کوئی مددگار، نہ ود نے مدد کی، نہ سواع، یغوث، یعوق اور نسر نے مدد کی۔

وَقَالَ نُوْحٌ اور کہا نوح علیہ السلام نے رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ دَیَّارًا اے میرے ربّ نہ چھوڑ زمین پر کافروں میں سے کسی ایک کو، کوئی گھر میں بسنے والا کافر نہ چھوڑ، اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ بیشک آپ اگر ان کو چھوڑ دیں گے

يُضِلُّوْا عِبَادَكَ گمراہ کریں گے، آپ کے بندوں کو، وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا اور نہیں جنیں گے کہ مگر نافرمان ناشکرے۔ فاجر، کافر ہی جنیں گے، کیوں کہ آپ فرما چکے ہیں، لن یومن من قومك الا من قد امن، کہ ہرگز نہیں ایمان لائیں گے آپ کی قوم میں سے مگر وہ جو ایمان لا چکے ہیں، جن کی تعداد پوری سو بھی نہیں تھی۔

رَبِّ اے میرے رب، اغْفِرْ لِيْ بخش دے مجھے، وَلِوَالِدَيَّ اور میرے ماں باپ کو بھی بخش دے، وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا اور اس کو بھی جو میرے گھر میں داخل ہو اس حال میں کہ وہ مومن ہو، بیوی اور ایک بیٹا نافرمان تھے، وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ اور عام مومن مردوں کو جو قیامت تک پیدا ہوں گے ان کو بھی بخش دے وَالْمُؤْمِنٰتِ ط اور مومن عورتوں کو بھی بخش دے جو قیامت تک پیدا ہوں گی۔ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا اور نہ زیادہ کر ظالموں کے لیے مگر ہلاکت و بربادی، ان کافروں کو تباہ و برباد کر دے انہوں نے لوگوں کو گمراہ کیا۔

سُوْرَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ

سورۃ الجن مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ ترتیب قرآنی کے لحاظ سے اس کا بہتر (٧٢) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے لحاظ سے اس کا چالیس (٤٠) نمبر ہے۔ یعنی اس سے قبل اُنتالیس (٣٩) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس کی آیات کی تعداد اٹھائیس (٢٨) ہے اور رکوع کی تعداد دو (٢) ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں وحی کی گئی میری طرف کہ بیشک شان یہ ہے کہ سنا ایک گروہ نے جنوں میں سے، پس کہا انہوں نے بیشک

سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ﴿١﴾ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ط وَلَنْ نُّشْرِكَ

ہم نے قرآن سنا عجیب، راہنمائی کرتا ہے بھلائی کی طرف پس ہم ایمان لائے اس پر اور ہم ہرگز نہیں شریک ٹھہرائیں گے،

بِرَبِّنَآ اَحَدًا ﴿٢﴾ وَّاَنَّهُ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا

اپنے رب کے ساتھ کسی کو اور بے شک شان یہ ہے کہ بلند ہے شان ہمارے رب کی نہیں بنائی اس نے اپنے لیے بیوی، اور نہ

وَلَدًا ﴿٣﴾ وَّاَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ﴿٤﴾ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ

اولاد، اور بے شک شان یہ ہے کہ کہا کرتا تھا ہم میں سے بیوقوف، اللہ تعالیٰ پر زیادتی کی بات، اور بے شک ہم گمان کرتے

اَنۡ لَّنۡ تَقُوۡلَ الۡاِنۡسُ وَالۡجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۙ﴿۵﴾ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الۡاِنۡسِ

تھے کہ ہرگز نہیں کہیں گے انسان اور جن اللہ تعالیٰ پر جھوٹ۔ اور بے شک شان یہ ہے کہ کچھ مرد انسانوں میں سے،

يَعُوۡذُوۡنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الۡجِنِّ فَزَادُوۡهُمۡ رَهَقًا ۙ﴿۶﴾ وَّاَنَّهُمۡ ظَنُّوۡا

پناہ پکڑتے تھے جنات میں سے کچھ مردوں کی، پس زیادہ کی انہوں نے ان کے لیے سرکشی، اور بے شک انہوں نے خیال کیا،

كَمَا ظَنَنۡتُمۡ اَنۡ لَّنۡ يَّبۡعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۙ﴿۷﴾ وَّاَنَّا لَمَسۡنَا السَّمَآءَ فَوَجَدۡنٰهَا

جیسا کہ تم نے خیال کیا، کہ ہرگز نہیں بھیجے گا اللہ تعالیٰ کسی کو اور بے شک ہم نے آسمان کا قصد کیا، پس پایا ہم نے اس کو بھر دیا

مُلِئَتۡ حَرَسًا شَدِيۡدًا وَّشُهُبًا ۙ﴿۸﴾ وَّاَنَّا كُنَّا نَقۡعُدُ مِنۡهَا مَقَاعِدَ

گیا ہے پہریداروں کے ساتھ سخت پہرے دار، اور شہابوں سے اور بے شک ہم بیٹھے تھے آسمان میں، بیٹھنے کی جگہوں میں،

لِلسَّمۡعِ ؕ فَمَنۡ يَّسۡتَمِعِ الۡاٰنَ يَجِدۡ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۙ﴿۹﴾ وَّاَنَّا لَا نَدۡرِیۡۤ اَشَرٌّ اُرِيۡدَ

سننے کے لیے پس جو سنے گا، اب پائے گا اپنے لیے ٹوٹ جانے والا ستارا تیار اور بے شک ہم نہیں جانتے، کیا شر کا ارادہ کیا گیا

بِمَنۡ فِى الۡاَرۡضِ اَمۡ اَرَادَ بِهِمۡ رَبُّهُمۡ رَشَدًا ۙ﴿۱۰﴾

ہے ان کے بارے میں جو زمین میں ہیں، یا ارادہ کیا ہے ان کے بارے میں ان کے رب نے بھلائی کا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِسۡتَمَعَ: سن لیا، نَفَرٌ: جماعت، جَدُّ: شان، بزرگی، سَفِيۡهُنَا: ہم میں سے احمق، ظَنَنَّآ: ہم نے گمان کیا، يَعُوۡذُوۡنَ: پناہ لیتے تھے، رَهَقًا: سرکشی، تکبر، لَمَسۡنَا: ہم نے تلاش کیا، مُلِئَتۡ: بھرا ہو، حَرَسًا: محافظ، شُهُبًا: شعلے، كُنَّا نَقۡعُدُ: ہم بیٹھتے تھے، شِهَابًا: شعلہ، انگارہ، رَصَدًا: تیار۔

ربط:

تفسیر سبق الغایات فی نسق الآیات وغیرہ میں یہ ربط لکھا ہے کہ پہلی سورۃ میں نوح علیہ السلام کی قوم کا ذکر تھا کہ انہوں نے نوح علیہ السلام کی باتوں کو نہ مانا حالانکہ انسان تو اشرف المخلوقات ہے اُن کو تو خیر والی بات یعنی قبول حق کی طرف جلدی کرنا چاہیے مگر ایسا نہ ہوا اور اب سورۂ جن میں ان کے مدمقابل جنات کا ذکر ہے کہ جن میں خیر کی استعداد کم ہوتی ہے لیکن حق سننے کے ساتھ ہی جنوں نے اسلام فوراً قبول کر لیا۔ پہلے چھبیسویں پارہ میں گزر چکا ہے۔

"وَاِذۡ صَرَفۡنَآ اِلَيۡكَ نَفَرًا مِّنَ الۡجِنِّ" کی تفسیر میں کہ بطن نخلہ کے مقام پر فجر کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا رہے تھے اور اس وقت پانچ یا سات یا نو جن آئے اور انہوں نے قرآن پاک سنا اور مسلمان ہو کر چلے گئے اسی کا ذکر ہے قُلۡ اُوۡحِیَ اِلَیَّ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک درخت نے بتایا تھا اب وحی کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی جا رہی ہے۔

شانِ نزول:

نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے جنات آسمان پر جاتے تھے اور ان پر آسمانوں پر جانے پر کوئی خاص پابندی نہیں تھی، فرشتوں کی گفتگو سنتے تھے فرشتے ایک دوسرے سے گفتگو کرتے کہ آج فلاں شخص کے بارے میں یہ فیصلہ ہوا ہے فلاں کے متعلق یہ فیصلہ ہوا ہے، تو جنات سن کر فال نکالنے والے کو بتاتے وہ ایک سچ کے ساتھ ننانوے جھوٹ بھی ملا دیتے فرشتوں سے سنی ہوئی بات صحیح ہوتی تھی، لوگ یقین کرتے تھے کہ فلاں جو بات کہی تھی صحیح نکلی، جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن پاک کا نزول شروع ہوا تو آسمان دنیا پر فرشتوں کے سخت پہرے لگا دیے گئے، اور آپ ﷺ مبعوث فرمائے گئے تو جنات کا اوپر جانا مشکل ہو گیا، اب جو جن اوپر جاتا تھا، اُس کو شہاب پڑتے تھے کئی ہلاک ہو جاتے کئی بھاگ جاتے، ساری دنیا کے جنات پریشان ہو گئے کہ ہمارے اوپر اتنی سخت پابندی کیوں لگی ہے اس کی وجہ کیا ہے؟ جنات نے آپس میں فیصلہ کیا کہ پتہ لگایا جائے کہ آخر یہ اس قدر سختی کیوں کر دی گئی ہے۔ نبی کریم ﷺ جب طائف سے واپس مکہ مکرمہ تشریف لا رہے تھے طائف اور مکہ مکرمہ کے درمیان ایک مقام ہے بخاری شریف میں اس جگہ کا نام بطن نخلہ آتا ہے، جب آپ بطن نخلہ کے مقام پر پہنچے تو فجر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ ﷺ نے نماز پڑھانی شروع کی تو پانچ یا سات یا نو جنات کا ایک وفد وہاں آ پہنچا اور انہوں نے قرآن کریم سنا۔ جنات نے جب قرآن کریم سنا تو ان کو بات سمجھ آ گئی کہ ہمارے اوپر پابندی نزول وحی کی وجہ سے لگی ہے۔ یہ جنات وہیں مسلمان ہو گئے اور آپ ﷺ سے بغیر ملاقات کیے واپس جنات کے گروہ میں چلے گئے۔ جب یہ جن چلے گئے تو بخاری شریف کی روایت ہے، اٰذَنَتْهُ بِهِمُ الشَّجَرَةُ، ایک درخت نے بول کر نبی کریم ﷺ کو بتلایا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہاں چند جنات آئے تھے انہوں نے قرآن پاک سنا اور یہیں مسلمان ہو گئے اور، وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ (الاحقاف ۲۹) اب وہ پلٹے ہیں اپنی قوم کی طرف ڈر سناتے ہوئے، اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے کا عہد کر کے واپس گئے ہیں۔

تفسیری نکات: جنوں کا آپ ﷺ پر ایمان لانا:

قُلْ آپ ﷺ فرما دیں، اُوْحِيَ اِلَيَّ وحی کی گئی ہے میری طرف اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ کہ بیشک شان یہ ہے کہ سنا ایک جماعت نے جنوں میں سے، نفر کا لفظ عربی زبان میں دس سے کم پر بولا جاتا ہے، یعنی دس نہیں تھے نو کا ذکر بھی آتا ہے سات اور پانچ کا ذکر بھی آتا ہے۔ فَقَالُوْٓا پس انہوں نے کہا سننے کے ساتھ ہی، اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا بیشک ہم نے سنا قرآن عجیب يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ راہنمائی کرتا ہے بھلائی کی طرف نیکی کی طرف، فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ پس ہم ایمان لائے اس پر سنتے ہی۔ یہ معلوم نہیں کہ اس وقت آپ ﷺ نے کون سی سورت پڑھی تھی لیکن وہ جنات بڑے سمجھ دار تھے انہوں نے حقیقت سمجھ لی، سب سے پہلی بات انہوں نے یہ کہی، وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا اور ہم ہرگز نہیں شریک ٹھہرائیں گے اپنے رب کے ساتھ کسی کو بھی۔ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا جد کے معنی شان کے ہیں، اور بے شک شان یہ

ہے کہ بلند ہے شان ہمارے رب کی، ہمارے رب کا درجہ بہت بلند ہے، مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا نہیں بنائی اللہ نے بیوی اور نہ اولاد۔

وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا اور بے شک شان یہ ہے کہ کہا کرتا تھا کہ ہم میں سے بیوقوف عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا اور اللہ تعالیٰ پر زیادتی کی بات۔ مثلاً کوئی مشرک جن ہم میں سے کہتا ہے کہ عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں کوئی بیوقوف کہتا عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں، کوئی کہتا ہے فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں یہ سب بیوقوفوں کی باتیں ہیں یہ جنات کا بیان ہے۔

وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اور بے شک ہم گمان کرتے تھے، اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ کہ ہرگز نہیں کہیں گے کہ انسان اور جن، عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ، ہم یہ خیال کرتے تھے کہ انسان اور جن اللہ کے بارے میں جھوٹ نہیں بولیں گے لیکن اب پتا چلا کہ سارے بیوقوف تھے اور جھوٹ بولتے رہے۔

جنات کی سرکشی میں انسانوں نے ہی اضافہ کیا:

وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ اور بے شک کچھ مرد انسانوں میں سے، يَعُوْذُوْنَ پناہ پکڑتے تھے بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ کچھ مردوں کی جنات میں سے، فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا پس زیادہ کی انہوں نے ان کے لیے سرکشی، انسان جنات سے پناہ پکڑتے تو انہوں نے جنات کی سرکشی بڑھادی کہ انسان ہم سے ڈرتے ہیں۔

طائف مکہ مکرمہ سے تقریباً پچھتر میل دور ہے مکہ مکرمہ سے لوگ طائف جاتے تھے کہ کبھی کسی راستے سے اور کبھی کسی راستے سے ایک راستے میں ایک جگہ آتی تھی جس کا نام وج تھا، یہ دشوار گزار پہاڑی تھی، وہاں جنات کا ڈیرا تھا، لوگ وہاں سے گزرتے تھے ایک موقع پر قافلہ وہاں سے گزر رہا تھا، ایک جن نے ایک آدمی کا کپڑا اچھاڑ دیا، اس نے سنا ہوا تھا کہ یہاں جنات رہتے ہیں وہ بڑا گھبرایا کہ میں قابو آ گیا اس نے دہائی دینی شروع کردی کہ میں یہاں جنات کا جو سردار ہے اس کو واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے کچھ نہ کہو یہ کھجوریں یہ مکھن یہ ستو وغیرہ میرے سے لے لو یہ کھاؤ پیو، مجھے کچھ نہ کہو، جنات نے کہا بڑا سستا سودا ہے لوگوں نے یہاں سے گزرنا ہی ہوتا ہے تھوڑا سا چھیڑو تو بہت کچھ مل جاتا ہے، پھر رسم پڑگئی کہ جو بھی وہاں سے گزرتا کھانے پینے کی چیزیں وہاں چھوڑ جاتا کوئی مکھن کوئی گھی، کوئی کھجوریں کوئی ستو کوئی دودھ جنات سرکش ہوگئے کہ لوگ ہم سے ڈرتے ہیں۔

وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا اور بے شک انہوں نے خیال کیا، انسانوں نے خیال کیا، كَمَا ظَنَنْتُمْ جیسا کہ اے جنات تم نے خیال کیا، اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا کہ اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں بھیجے گا کسی کو نبی بنا کر، اب پتا چلا کہ اللہ تعالیٰ نبی بھیجتا ہے ہمارا نظریہ بھی غلط تھا اور انسانوں کا نظریہ بھی غلط تھا۔

اور مفسرین کرام رحمہم اللہ یہ معنی بھی کرتے ہیں کہ بیشک انسانوں نے بھی خیال کیا اور اے جنات تم نے بھی خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد کسی کو نہیں اٹھائے گا۔

مسلمان ہو جانے والے جنات کی آپس میں گفتگو:

وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ اور بے شک ہم نے ارادہ کیا آسمان کی طرف جانے کا، جنات کے لیے کوئی پابندی نہیں تھی، وہ آسمان کی طرف آتے جاتے تھے قرآن پاک کا نزول شروع ہوا تو پابندی لگ گئی۔

فَوَجَدْنٰهَا پس پایا ہم نے آسمان کو، مُلِئَتْ حَرَسًا بھرا ہوا پہرے داروں سے جگہ جگہ چوکیدار ہیں، شَدِيْدًا سخت پہرا، سیکورٹی والے کسی کو آگے نہیں گزرنے دیتے، وَّشُهُبًا اور شہابوں سے بھرا ہوا پایا۔ اوپر سے ہم پر ستارے پڑتے ہیں کوئی مرجاتا ہے کوئی جھلس جاتا ہے کوئی زخمی ہوجاتا ہے پہلے اتنی سزائیں نہیں تھیں، وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ اور بے شک ہم بیٹھتے تھے مِنْهَا آسمان کی طرف فضا میں، مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ بیٹھنے کی جگہوں میں سننے کے لیے فرشتوں کی باتیں لیکن، فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ پس جو سنے گا اب فرشتوں کی باتیں، يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا وہ پائے گا اپنے لیے ٹوٹ جانے والا ستارا بالکل تیار۔ جس وقت بات سننے کے لیے اوپر جائے گا اس پر ستارہ پھینک دیا جائے گا۔

وہ جنات کہنے لگے وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اور بے شک ہم نہیں جانتے، اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ کیا شر کا ارادہ کیا گیا ہے ان کے بارے میں جو زمین میں ہیں، اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا یا ارادہ کیا ہے ان کے ساتھ ان کے رب نے بھلائی کا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے اور قرآن کا نزول شروع ہوگیا ہے نتیجہ ہمیں معلوم نہیں ہے کہ لوگ ان کی بات مان کر بھلائی پائیں گے یا انکار کر کے عذاب میں مبتلا ہوں گے ہمیں نتیجے کا علم نہیں ہے کہ انہوں نے ماننا ہے یا انکار کرنا ہے۔

وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ﴿۱۱﴾ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ

اور بے شک ہم میں نیک بھی ہیں اور ہم میں اس کے علاوہ بھی ہیں ہم مختلف راستوں میں بٹے ہوئے تھے اور بے شک ہم نے

اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ﴿۱۲﴾

یقین کرلیا، اس بات کا کہ ہم عاجز نہیں کرسکتے، اللہ تعالیٰ کو زمین میں، اور ہم ہرگز نہیں عاجز کرسکتے اللہ تعالیٰ کو بھاگ کر،

وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ ؕ فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ

اور بے شک جس وقت ہم نے سنی ہدایت ہم ایمان لائے اس پر، پس جو ایمان لائے گا اپنے رب پر، پس وہ نہیں خوف کرے

بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ﴿۱۳﴾ وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ؕ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ

گا کمی کا اور نہ زیادتی کا اور بے شک ہم میں مسلمان بھی ہیں، اور ہم میں بے انصاف بھی، پس جو مسلمان ہوگیا، پس انہوں نے

تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿۱۴﴾ وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿۱۵﴾ وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا

کوشش کی بھلائی حاصل کرنے کی، اور بہرحال جو بے انصاف ہیں، پس وہ ہوں گے جہنم کے لیے ایندھن اور اگر یہ لوگ قائم

عَلَى الطَّرِيقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ﴿16﴾ لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ

رہیں سیدھے راستے پر، تو ہم پلائیں ان کو وافر پانی، تاکہ ہم آزمائیں ان کو پانی میں، اور جو شخص اعراض کرے گا اپنے رب

ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿17﴾ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا

کے ذکر سے، چلائے گا اس کو اللہ تعالیٰ، ایسے عذاب میں جو چڑھتا ہوگا۔ اور بے شک مسجدیں اللہ کے لیے ہیں پس نہ پکارو

مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿18﴾ وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا

اللہ کے ساتھ کسی کو، اور بے شک شان یہ ہے کہ جس وقت کھڑا ہوا اللہ تعالیٰ کا بندہ پکارنے کے لیے اللہ تعالیٰ کو، قریب تھا کہ یہ

يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿19﴾ ع ١

لوگ ہجوم کر کے اس کے قریب اکٹھے ہو جائیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

قِدَدًا: مختلف، لَنْ نُّعْجِزَ: ہم ہر گز عاجز نہیں کر سکتے، لَنْ نُّعْجِزَهٗ: ہم اسے ہر گز نہیں ہرا سکتے، هَرَبًا: بھاگ کر، بَخْسًا: کمی، تَحَرَّوْا: انہوں نے ڈھونڈ لیا، الْقٰسِطُوْنَ: بے راہ، حَطَبًا: ایندھن، لَاَسْقَيْنٰهُمْ: ہم پلاتے ہیں انہیں، يُعْرِضْ: اعراض کرے گا، يَسْلُكْهُ: اسے داخل کرے گا، صَعَدًا: سخت، قَامَ: کھڑا ہوا، يَدْعُوْهُ: وہ اسے پکارتا ہے، لِبَدًا: جماعت، در جماعت۔

ربط:

آغاز سورت سے اُن جنات صحابہ رضی اللہ عنہم کا بیان ہو رہا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے قرآن سن کر ایمان لے آئے اور اپنی قوم کو بھی دعوت اسلام دینے کے لیے واپس چلے گئے اور اب بھی ان آیات میں انہی جنات صحابہ رضی اللہ عنہم کی باہم گفتگو کا بیان فرمایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: مسلمان ہونے والے جن صحابہ رضی اللہ عنہم کی آپس کی مزید گفتگو:

وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ اور بے شک ہم میں نیک بھی ہیں وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ اور ہم میں اس کے علاوہ بھی ہیں، جنات بھی عقل مند اور مکلف مخلوق ہے یعنی شریعت کے پابند ہیں، جس طرح انسانوں میں نیک اور بد ہیں اسی طرح جنات میں بھی نیک اور بد ہیں کہنے لگے كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ہم مختلف راستوں میں بٹے ہوئے تھے کوئی یہودی کوئی عیسائی کوئی ہندو کوئی سکھ، جس طرح انسانوں میں مختلف مذاہب ہیں جنات میں بھی مختلف مذاہب ہیں، عقیدے کے لحاظ سے مختلف مذاہب اور گروہوں میں منقسم ہیں۔ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اور بے شک ہم نے یقین کر لیا، اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ اس بات کا کہ ہم عاجز نہیں کر سکتے اللہ تعالیٰ کو زمین میں۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو ٹالنے کی ہمارے اندر قوت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ جو

فیصلہ نافذ کرنا چاہیں وہ ہوکر رہتا ہے، وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا اور ہم ہرگز نہیں عاجز کر سکتے اللہ تعالیٰ کو بھاگ کر، یہ بھی ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰۤى اور بے شک جس وقت ہم نے ہدایت سنی اٰمَنَّا بِهٖ ؕ ہم ایمان لائے اس پر کہ یہ سراسر ہدایت ہے۔

فَمَنْ یُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ پس جو ایمان لائے گا اپنے رب پر، فَلَا یَخَافُ بَخْسًا پس وہ نہیں خوف کرے گا، کمی کا نقصان کا، وَّلَا رَهَقًا اور نہ زیادتی کا خوف کرے گا، کمی کا مطلب یہ ہے کہ نیکی میں جتنے نمبر بنتے ہیں اس میں کم کیے جائیں گے، ایسا نہیں ہوگا، یا برائی کے جتنے نمبر بنتے ہیں اس سے زیادہ کر دیے جائیں گے ایسا بھی نہیں ہوگا، قاعدے کے مطابق نیکی کا پورا بدلہ ملے گا، اور بدی میں زیادتی نہیں کی جائے گی۔

وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ اور بے شک ہم میں مسلمان بھی ہیں، وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ؕ اور ہم میں بے انصاف بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کا حق دوسروں کو دیتے ہیں شرک کرتے ہیں۔

فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓىِٕكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا پس جو مسلمان ہوگیا انہوں نے کوشش کی بھلائی حاصل کرنے کی، وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ اور بہرحال جو بے انصاف ہیں فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا پس وہ ہوں گے جہنم کے لیے ایندھن۔

جو سیدھے راستے پر رہے گا وہ انعام الٰہی کا حقدار ہوگا:

وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں کہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ اگر یہ لوگ (یعنی جن) قائم رہیں۔ عَلَى الطَّرِیْقَةِ حق کے راستے پر، لَاَسْقَیْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا تو ہم پلائیں گے ان کو وافر پانی، یعنی میری طرف یہ وحی کی گئی ہے کہ اگر یہ سیدھے راستے پر قائم رہیں، تو اللہ تعالیٰ ان کو بارش کے ذریعے وافر پانی پلائیں گے، لِّنَفْتِنَهُمْ فِیْهِ ؕ تاکہ ہم آزمائیں ان کو ان کا امتحان لیں پانی کے ذریعے، فیہ کی، ہ، ضمیر پانی کی طرف جارہی ہے، کہ بارش ہونے کے بعد کون اللہ کا شکریہ ادا کرتا ہے اور کون ناشکری کرتا ہے، وَمَنْ یُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ اور جو شخص اعراض کرے گا، اپنے رب کے ذکر سے، ذکر سے قرآن کریم بھی مراد ہے، اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ بیشک ہم نے ذکر یعنی قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں، اور ذکر سے مراد نماز بھی ہے، اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی مراد ہے، جو شخص اللہ کے قرآن سے نماز سے، اور اللہ کی یاد سے اعراض کرے گا، یَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا چلائے گا اس کو اللہ ایسے عذاب میں جو چڑھتا ہوگا یعنی روز بہ روز اس کا عذاب بڑھتا جائے گا کم نہیں ہوگا۔

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ اور بے شک مسجدیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا پس نہ پکارو تم اللہ کے ساتھ کسی کو، اللہ کے سوا کوئی حاجت روا نہیں ہے نہ کوئی مشکل کشا ہے نہ کوئی فریاد رس ہے۔

جنوں کے مقابلے میں انسانوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رویہ:

وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ اور بے شک شان یہ ہے کہ جس وقت کھڑا ہوا اللہ کا بندہ، قرآن کریم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے ستر نام آئے ہیں، ان میں ایک عبداللہ بھی ہے، عبداللہ کا معنی ہے اللہ کا بندہ ہے، صحیح معنی میں اللہ تعالیٰ کے بندے آپ ﷺ ہیں جس وقت کھڑا ہوا ہے اللہ کا بندہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ یَدْعُوْهُ پکارنے کے لیے اللہ تعالیٰ کو، کَادُوْا یَكُوْنُوْنَ عَلَیْهِ لِبَدًا قریب تھا، کہ یہ لوگ ہجوم کر کے آپ ﷺ کے قریب اکٹھے ہو جائیں۔ یعنی انسانوں کا یہ حال ہے کہ ہمارے بندے اور پیغمبر ﷺ جب لوگوں کو اللہ کی بات اللہ کی وحدانیت اور اللہ کی طرف بلانے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو یہ کافر لوگ آپ ﷺ کو اذیت پہنچانے کے لیے اکٹھے ہو جاتے ہیں طعن و تشنیع کرتے ہیں اور آپ ﷺ کی دعوت و تبلیغ کو بے اثر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ﴿20﴾

اے نبی کریم ﷺ آپ کہہ دیں پختہ بات ہے میں اپنے رب کو پکارتا ہوں اور میں نہیں شریک ٹھہراتا اس کے ساتھ، کسی کو

قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿21﴾ قُلْ اِنِّیْ لَنْ

آپ ﷺ کہہ دیں بیشک میں نہیں ہوں مالک تمہارے لیے نقصان کا، اور نہ نفع کا، آپ ﷺ کہہ دیں بیشک مجھے ہرگز

یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿22﴾ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ

نہیں پناہ دے گا، اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے کوئی بھی اور میں ہرگز نہیں پاؤں گا، اللہ سے نیچے جائے پناہ مگر میں مالک ہوں اللہ تعالیٰ

وَرِسٰلٰتِهٖ ؕ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ

کے پیغام پہنچانے کا، اور اس کے احکام پہنچانے کا، اور جو شخص نافرمانی کرے گا اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی،

جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ﴿23﴾ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ

پس بیشک اس کے لیے جہنم کی آگ ہے، ہمیشہ رہیں گے اس میں یہاں تک کہ جب دیکھیں گے، اس چیز کو، جس کا ان سے

فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ﴿24﴾

وعدہ کیا گیا ہے، پس عنقریب جان لیں گے اس کو جو زیادہ کمزور ہے مددگار کے لحاظ سے، اور زیادہ کم ہے گنتی کے لحاظ سے،

قُلْ اِنْ اَدْرِیْٓ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ

آپ ﷺ فرما دیں میں نہیں جانتا کیا قریب ہے وہ چیز جس چیز کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے، یا بنائے گا اس کے لیے

رَبِّیْٓ اَمَدًا ﴿25﴾ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖٓ اَحَدًا ﴿26﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

میرا رب کوئی میعاد، وہ عالم الغیب ہے، پس نہیں اطلاع دیتا وہ اپنے غیب پر کسی کو، مگر جس پر راضی ہو پیغمبروں میں سے

فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿27﴾ لِّیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ

پس بیشک وہ چلاتا ہے اس کے آگے اور اس کے پیچھے پہرے دار تا کہ وہ ظاہر کر دے کہ تحقیق انہوں نے پہنچا دیے ہیں اپنے

رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾

رب کے احکام اور اس نے احاطہ کیا ہوا ہے، اس چیز کا جو ان کے آگے ہیں اور اس نے گن رکھی ہے ہر چیز گنتی کے لحاظ سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَنْ يُّجِيْرَنِیْ: مجھے ہرگز نہیں بچا سکتا، رِسٰلٰتِهٖ: اس کے پیغامات، نَاصِرًا: مددگار، غَيْبِهٖ: اپنے غیب (پر)، يَسْلُكُ: وہ بھیجتا ہے، اَبْلَغُوْا: انہوں نے پہنچا دیئے، اَحْصٰى: اس نے گن لیا۔

ربط:

سابقہ آیات میں جنات کا تذکرہ فرمایا گیا تھا کہ اُن میں مسلمان بھی ہیں اور کافر بھی ہیں اچھے بھی ہیں بُرے بھی ہیں غرض ہر طرح کے ہیں اور جس قدر احکامات انسانوں کے واسطے ہیں اُسی طرح جنات کے لیے بھی ہیں انسانوں کی طرح توحید، رسالت اور قیامت کے عقائد کے وہ بھی پابند ہیں۔ اب ان آیات میں آپ ﷺ سے اللہ کی حاکمیت اور وحدانیت اور خالقیت کا اعلان کروایا جا رہا ہے۔

تیسری نکات: اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اعلان:

قُلْ آپ ﷺ فرما دیں ان سب جنات کو بھی اور انسانوں کو بھی، اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ پختہ اور یقینی بات ہے میں صرف اپنے رب کو پکارتا ہوں وہی میرا حاجت روا ہے، مشکل کشا ہے، دست گیر اور فریاد رس ہے، وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا اور میں نہیں شریک کرتا اپنے رب کے ساتھ کسی کو، نہ اس کی ذات میں اور نہ اس کی صفات میں نہ اس کے کاموں میں کوئی شریک ہے اور نہ اس کے ارادے اور چاہنے میں کوئی شریک ہے وہ ہر اعتبار سے وحدہ لاشریک ہے، اور دوسرا اعلان یہ بھی کر دیں قُلْ آپ ﷺ ان سے کہہ دیں، اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا بیشک میں نہیں ہوں مالک تمہارے لیے نقصان کا اور نہ نفع کا، نقصان کا مالک بھی اللہ ہے اور نفع کا اختیار بھی اللہ تعالیٰ کے پاس ہے میرے اختیار میں نہ تمہارا نفع ہے نہ نقصان ہے۔

قُلْ آپ ﷺ کہہ دیں، اِنِّیْ لَنْ يُّجِيْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ بیشک مجھے ہرگز نہیں پناہ دے گا اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے ، اَحَدٌ کوئی بھی، اگر معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ مجھے پکڑنا چاہے تو مجھے اللہ تعالیٰ کی گرفت سے کوئی بچا نہیں سکتا، یہ جملہ فرضیہ شرطیہ ہے ایسا نہیں ہے کہ واقعی آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آئیں گے۔ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا اور ہرگز نہیں پاتا میں اللہ تعالیٰ سے نیچے کوئی جائے پناہ، اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ مگر میں مالک ہوں اللہ تعالیٰ کے پیغام پہنچانے کا اس کی قدرت اللہ نے مجھے دی ہے، وَرِسٰلٰتِهٖ اور اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچانے کا مجھے اختیار ہے، یہ انسان کے بس میں ہے، نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا۔ باقی میں تمہارے نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں۔

اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمان دنیا و آخرت میں عذاب میں مبتلا ہوگا:

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور جو شخص نافرمانی کرے گا اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرے گا، فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ پس بیشک اس کے لیے جہنم کی آگ ہے، خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا رہیں گے اس جہنم میں ہمیشہ۔

حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ یہاں تک کہ جب دیکھیں گے اس چیز کو جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے قیامت آئے گی اور تم عذاب میں گرفتار ہوگے یا قیامت سے پہلے بھی تم پر عذاب آسکتا ہے، مختلف قوموں پر عذاب آئے ہیں تو فرمایا جب دیکھیں گے اس چیز کو جس کا ان کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے فَسَيَعْلَمُوْنَ پس لازمی امر ہے کہ وہ جان لیں گے، مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا کون زیادہ کمزور ہے ازروئے مددگار کے، وَّاَقَلُّ عَدَدًا اور کون زیادہ کم ہے گنتی کے لحاظ سے، کافر مشرک لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو سب کو گمراہ کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کتنے آدمی ہیں، کتنی، گنتی ہے ان کی؟ اس میں تو کوئی شک نہیں تھا کہ ابتدائی دور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت تھوڑے آدمی تھے پہلے تین چار سالوں میں مرد عورتیں ملا کر چالیس سے نہیں بڑھے، لیکن تھے ایسے پختہ لوگ کہ ہر طرح کی تکالیف برداشت کیں مگر کلمہ نہیں چھوڑا۔

اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہے:

قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں ان سے اِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ میں نہیں جانتا کیا قریب ہے وہ چیز جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے، اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْٓ اَمَدًا یا بنائے گا اس کے لیے میرا رب کوئی میعاد۔ عٰلِمُ الْغَيْبِ اللہ تعالیٰ عالم الغیب، ہے وہ بہتر جانتا ہے کہ وہ وعدہ قریب ہے یا اس کے لیے اس نے کوئی میعاد مقرر فرمائی، فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا پس وہ اطلاع نہیں دیتا اپنے غیب پر کسی کو، اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ مگر جس پر راضی ہو، رسولوں میں سے ان کو غیب کی خبریں بتلاتا ہے۔ پھر نزول وحی پورے اہتمام کے ساتھ ہوتی ہے، فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا پس بیشک وہ چلاتا ہے اس کے آگے اور اس کے پیچھے چوکیدار۔ وحی کی حفاظت کے لیے آگے پیچھے سخت پہرے ہوتے ہیں تا کہ جنات اور شیاطین کوئی دخل اندازی نہ کرسکیں۔

لِّيَعْلَمَ تا کہ ظاہر کردے اللہ تعالیٰ، اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ کہ تحقیق انہوں نے پہنچادیے ہیں اپنے رب کے احکامات، وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ اور اللہ تعالیٰ نے احاطہ کیا ہوا ہے قدرت کے لحاظ سے جو ان کے پاس ہے، وَاَحْصٰى اور گن رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے كُلَّ شَيْءٍ ہر چیز کو عَدَدًا ازروئے گنتی کے، اللہ تعالیٰ کی قدرت بھی محیط ہے اور علم بھی محیط ہے، نہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کوئی چیز باہر ہے اور نہ اس کے علم سے کوئی چیز خارج ہے۔

سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ المزمل مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ مزمل کا معنی ہے کمبل یا چادر اوڑھنے والے اور یہ آپ ﷺ کو مخاطب فرمایا جارہا ہے۔ ترتیب قرآنی کے لحاظ سے اس سورت کا تہتر (٧٣) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس سورت کا تین (٣) نمبر ہے یعنی اس سے قبل صرف دو سورتیں نازل ہوئیں تھیں۔ اس سورت کی آیات کی تعداد بیس (٢٠) ہے اور رکوع کی تعداد دو (٢) ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿١﴾ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٢﴾ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ﴿٣﴾

اے کمبل اوڑھنے والے آپ ﷺ کھڑے ہوں رات کو، مگر تھوڑا حصہ، آدھی رات یا اس سے کچھ کم کردیں، تھوڑا سا

اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ﴿٤﴾ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا

یا نصف سے کچھ زیادہ کردیں اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا بیشک ہم عنقریب ڈال رہے ہیں آپ ﷺ پر

ثَقِيْلًا ﴿٥﴾ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ﴿٦﴾

ایک بات بھاری بیشک رات کا اٹھنا، یہ زیادہ سخت ہے روندنے (کچلنے) کے اعتبار سے، اور زیادہ درست ہے بات کرنے

اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ﴿٧﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ

کے اعتبار سے، بیشک آپ ﷺ کے لیے، دن میں شغل ہے لمبا، اور ذکر کریں آپ ﷺ اپنے رب کے نام کا،

وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ﴿٨﴾ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ

اور یکسو ہوجائیں اس کی طرف یکسو ہوجانا وہ مشرق کا رب ہے اور مغرب کا۔ نہیں ہے کوئی الٰہ مگر وہی پس آپ ﷺ بنائیں

وَكِيْلًا ﴿٩﴾ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ﴿١٠﴾

اس کو کارساز، اور صبر کریں ان باتوں پر جو وہ کرتے ہیں اور چھوڑ دیں ان کو، چھوڑنا عمدگی کے ساتھ، اور آپ ﷺ چھوڑ دیں

وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ﴿١١﴾ اِنَّ لَدَيْنَآ

مجھے اور جھٹلانے والوں کو، جو نعمت والے ہیں، اور مہلت دیں انکو تھوڑی سی بیشک ہمارے پاس بیڑیاں ہیں، اور شعلے مارنے

اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ﴿۱۲﴾ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۳﴾ يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ

والی آگ ہے، اور خوراک ہے حلق میں اٹکنے والی، اور عذاب ہے دردناک، جس دن کانپے گی زمین اور پہاڑ کانپے گے

وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ﴿۱۴﴾

اور ہو جائیں گے پہاڑ ریت کے ٹیلے پھسلنے والے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْمُزَّمِّلُ: کمبل اوڑھنے والے، **قُمْ**: کھڑے رہا کرو، **نِّصْفَهٗ**: اس کا نصف، **اَوِ انْقُصْ**: یا کم کردو، **زِدْ**: بڑھا دو، **رَتِّلِ**: صاف صاف پڑھو، **ثَقِيْلًا**: بھاری، **نَاشِئَةَ**: اٹھنا، **وَطْاً**: تکلیف، **سَبْحًا**: تیرنا، کام کرنا، **طَوِيْلًا**: لمبا، بہت، **تَبَتَّلْ**: متوجہ رہیے، **تَبْتِيْلًا**: سب سے کٹ کر، **فَاتَّخِذْهُ**: اسی کو اختیار کیے رہیے، **وَاهْجُرْهُمْ**: ان سے الگ ہو جائیے، **مَهِّلْهُمْ**: انہیں مہلت، **اَنْكَالًا**: بیڑیاں، **جَحِيْمًا**: دوزخ، **غُصَّةٍ**: اٹکنے والا، **تَرْجُفُ**: ہلنے لگیں گے، **كَثِيْبًا**: ریت کے، ٹیلے، **مَّهِيْلًا**: بہتی ہوئی، پھسلنے والے۔

ربط:

سورۂ جن کے آخر میں آپ ﷺ کی رسالت کا ذکر تھا کہ مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو اُن کو رسول بنایا جاتا ہے۔ اور ان پر وحی اُتاری جاتی ہے اب سورۂ مزمل میں فرمایا جا رہا ہے کہ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا کہ اس وحی مبارکہ کو ٹھہر ٹھہر کر تلاوت فرمائیں۔ سورۂ مزمل کا جب پہلا حصہ نازل ہوا تو ایک سال تک آپ ﷺ پر اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تہجد کی نماز فرض تھی بعد میں یہ فرضیت ختم کر دی گئی۔ اگلے رکوع میں اس فرضیت کو ختم کرنے کی وجہ بیان کی جائے گی کہ تم لوگ اس کو مستقل ادا نہ کر سکو گے کبھی بیمار ہو گے کبھی سفر میں ہو گے کبھی جہاد میں ہو گے تو اللہ تعالیٰ نے شفقت فرماتے ہوئے تہجد کی فرضیت منسوخ فرما دی۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کا آپ ﷺ کو خطاب:

آپ ﷺ کو کچھ امور انجام دینے کا فرمایا جا رہا ہے۔ دراصل یہ امت کو تلقین کی جا رہی ہے۔

(اوّل): يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ اے کمبل اوڑھنے والے آپ ﷺ نے سونا نہیں، قُمِ الَّيْلَ قیام کریں رات کو رات کو جاگیں، اِلَّا قَلِيْلًا مگر تھوڑا سا حصہ رات کا آرام کریں۔ نِّصْفَهٗۤ نصف رات قیام کریں، اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا یا اس نصف سے کچھ کم کر دیں، تھوڑا سا، اَوْ زِدْ عَلَيْهِ یا نصف پر زیادہ کر دیں، یہاں تین صورتیں ہو گئیں، ایک ہے نصف رات قیام کریں، دوسری صورت ہے کہ نصف سے کم کر دیں، تیسرا حصہ قیام کریں، یہ آپ ﷺ کی صوابدید پر ہے، تیسری صورت یہ کہ دو حصے قیام کریں اور ایک حصہ آرام کریں یہ آپ ﷺ کی صوابدید پر ہے آپ ﷺ کبھی آدھی رات قیام کرتے کبھی دو حصے اور کبھی تیسرا حصہ قیام کرتے تھے۔

(دوم): وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا ایک تو اس لیے کہ قرآن کا ادب اس میں ہے اور دوسرا یہ کہ جب آپ ﷺ آرام آرام سے پڑھیں گے تو سننے والوں کو سمجھنے میں آسانی ہوگی، کیوں کہ وہ عربی بولنے والے لوگ ہیں خود بخود سمجھتے جائیں گے، بہت کم ایسے مقامات ہوتے تھے جہاں آپ ﷺ کو سمجھانے کی ضرورت پڑتی تھی۔ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ بیشک ہم عنقریب ڈال رہے ہیں آپ ﷺ پر، قَوْلًا ثَقِيْلًا ایک بھاری بات توحید کی نشر اشاعت، اور یہ مشرکوں کے لیے بھاری ہے۔

(سوم) اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ بیشک رات کو اٹھنا، جاگنا، هِيَ اَشَدُّ وَطْاً یہ زیادہ سخت ہے روندنے کے اعتبار سے میٹھی نیند کو چھوڑ کر تہجد کے لیے اٹھنا آسان بات نہیں ہے، خاص کر گرمی کے موسم میں کہ چھوٹی چھوٹی راتیں ہوتی ہیں نیند بھی پوری نہیں ہوتی مگر جن بندوں کو اللہ نے توفیق دی ہے وہ اٹھتے ہیں وَّاَقْوَمُ قِيْلًا اور زیادہ درست ہے بات کرنے کے اعتبار سے کہ رات کو خاموشی اور سکون ہوتا ہے تو آپ ﷺ جب تہجد میں قرآن پڑھیں گے تو خود بھی پوری توجہ سے سنیں گے اور دوسرے بھی سنیں گے اور سمجھیں گے۔

(چہارم) اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا بیشک آپ ﷺ کے لیے دن میں بڑی لمبی اور طویل مصروفیات ہیں، اے نبی کریم ﷺ آپ نے دن میں تبلیغ بھی کرنی ہے اور دور دراز سے آنے والے مہمانوں کے ساتھ ملاقات بھی کرنی ہے، دن میں اتنا وقت نہیں مل سکتا، کہ آپ نفلی نماز میں مشغول ہوں یا قرآن کریم زیادہ پڑھیں یا ذکر میں زیادہ مشغول ہوں۔

(پنجم): وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ اور اپنے ربّ کے نام کا ذکر کریں۔ مفسرین کرام رحمہم اللہ یہاں دو طرح کی تفسیر فرما رہے ہیں۔

① ۔ بعض مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم پڑھنے سے پہلے اعوذ باللہ پڑھنی ہے، سورۃ النحل آیت نمبر ۹۸، میں ہے، فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، پس جب آپ ﷺ قرآن پڑھیں تو پناہ مانگ لیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شیطان مردود سے۔ اعوذ باللہ کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھو، اس لیے کہ حدیث شریف میں آرہا ہے کہ نیکی کا جو کام بسم اللہ پڑھے بغیر کیا جائے اسمیں برکت نہیں ہوتی۔

② ۔ اور بعض مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ ذکر سے مراد ذکر الٰہی ہے کلمہ طیبہ کا ورد۔ تیسرے کلمے کا ذکر۔ درود شریف کا ذکر۔ استغفار وغیرہ اور سب سے بڑا ذکر تو خود یہ قرآن کریم ہے۔ جتنے اذکار و وظائف ہیں وہ قرآن کریم کے مقابلے میں نہیں ہیں، جتنا ہو سکے قرآن کریم پڑھو اور پہلے پڑھ چکے ہو کہ آیت ترجمہ کے ساتھ پڑھنے کا ثواب ہزار نفل پڑھنے سے زیادہ ہے۔

(ششم): وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا اور یکسو ہو جائیں اللہ کی طرف یکسو ہو جانا اس میں آپ ﷺ کو خطاب کر کے

امت کو سمجھایا گیا ہے کہ لات منات، عزی الہ نہیں ہیں الہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اللہ تعالیٰ کے کام اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے اور کوئی نہیں کرتا، رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وہ مشرق کا رب ہے اور مغرب کا رب ہے ساری کائنات کا رب وہی ہے، اور سبق کے طور پر یہ بات یاد رکھو، لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی معبود اللہ کے سوا کہ جس کو سجدہ کیا جائے اس کے سوا نہ کوئی حاجت روا ہے نہ مشکل کشا ہے کہ کوئی فریادرس ہے نہ کوئی دستگیر، اس کے سوا نہ کوئی نذر و نیاز کے لائق ہے، فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنائیں اس کو کارساز۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کی تلقین:

کافر، مشرک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بڑی نازیبا باتیں کرتے تھے مجنون کہتے، ساحر کہتے، مسحور کہتے، مفتری اور کذاب کہتے تھے معاذ اللہ تعالیٰ جو ان کے منہ میں آتا وہ بکواس کرتے تھے، وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ اور اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ صبر کریں ان باتوں پر جو وہ کرتے ہیں وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا اور چھوڑ دیں ان کو چھوڑنا عمدگی کے ساتھ، یعنی ان کی کسی بات کا جواب نہ دیں، کیوں کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی جواب دینا شروع کر دیں گے تو ان میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں فرق نہیں رہے گا، اور وہ جو کہتے ہیں کہنے دیں، وَذَرْنِيْ اور چھوڑ دے مجھے، وَالْمُكَذِّبِيْنَ اور جھٹلانے والوں کو، جو قرآن کو جھٹلاتے ہیں توحید و رسالت کو جھٹلاتے ہیں قیامت کو جھٹلاتے ہیں حق کو جھٹلاتے ہیں، اُولِي النَّعْمَةِ نعمت والے ہیں دولت والے ہیں اور وہ دولت بھی ہم نے ان کو دی ہے، وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا اور مہلت دے ان کو تھوڑی سی، کتنا عرصہ کھائیں گے پئیں گے آرام اور نعمتوں میں رہیں گے؟ آنا تو ہماری طرف ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرنے والوں کا انجام:

اِنَّ لَدَيْنَآ بیشک ہمارے پاس اَنْكَالًا انکال نکل کی جمع ہے، یہ اگر ہاتھوں میں ڈالی جائیں تو ہتھ کڑیاں ہیں اور پاؤں میں ڈالی جائیں تو بیڑیاں ہیں تو معنی ہوگا ہمارے پاس ہتھکڑیاں، بھی ہیں اور بیڑیاں بھی ہیں۔ وَّجَحِيْمًا اور شعلے مارنے والی آگ ہے، جحیم اس آگ کو کہتے ہیں جو خوب شعلہ مارنے والی ہو، وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ اور ہمارے پاس ایسی خوراک ہے جو گلے میں اٹکنے والی ہے، اگر حلق میں اٹک جاتی ہے تو تکلیف کی وجہ سے آنکھیں باہر آجاتی ہیں، آدمی موت و حیات کی کش مکش میں مبتلا ہوجاتا ہے دوزخ میں جب لوگ بھوک کے غلبے کی وجہ سے مجبور ہوں گے تو ضریع خاردار جھاڑی، غسلین، پیپ اور خون ملا ہوا پانی ان کو دیا جائے گا، تو وہ ان کے گلے میں اٹک جائے گا کھانسی کرتے رہیں گے تڑپتے رہیں گے نہ نیچے اترے گا اور نہ باہر نکلے گا، وَّعَذَابًا اَلِيْمًا اور ہمارے پاس دردناک عذاب ہے، ہم ان سے نمٹ لیں گے، یہ اُس دن ہوگا، يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ جس دن کانپے گی زمین، زمین کا کانپنا، دو دفعہ ہوگا، ایک نفخہ اولی کے وقت جب اسرافیل علیہ السلام دنیا کو فنا کرنے کے لیے صور پھونکیں گے سورۃ الحج میں ہے، اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ دوسرا زلزلہ چالیس سال بعد ہوگا جب زندہ کرنے کے لیے دوبارہ صور پھونکیں گے، زمین پر زلزلہ طاری ہوگا، زمین پھٹے گی اور مردے باہر نکل آئیں گے، وَالْجِبَالُ اور پہاڑ کانپیں گے یہ مضبوط پہاڑ، وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا کثیب کا معنی ہے ریت کا ٹیلا، اور ہو جائیں گے پہاڑ ریت کے ٹیلے مَّهِيْلًا پھسلنے والے، بھرے بھرے، ان کو توڑنے

کی ضرورت نہیں پڑے گی، یہ ریت ہو کر خود ہی پھسلتے جائیں گے جس طرح ہوا میں خاک اڑتی ہے اسی طرح یہ اڑتے ہوئے نظر آئیں گے۔

إِنَّآ أَرْسَلْنَآ إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ أَرْسَلْنَآ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ﴿15﴾

بیشک ہم نے بھیجا تمہاری طرف ایک رسول صلی اللہ علیہ وسلم گواہی دینے والے ہیں تم پر، جیسا کہ بھیجا ہم نے فرعون کی طرف رسول

فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخَذْنَٰهُ أَخْذًا وَبِيلًا ﴿16﴾ فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِن كَفَرْتُمْ يَوْمًا

پس نافرمانی کی فرعون نے رسول کی، پس ہم نے پکڑا اس کو، پکڑنا سخت، پس تم کیسے بچو گے، اگر کفر کرو گے، تم اس دن سے،

يَجْعَلُ الْوِلْدَٰنَ شِيبًا ﴿17﴾ السَّمَآءُ مُنفَطِرٌۢ بِهِۦ ۚ كَانَ وَعْدُهُۥ مَفْعُولًا ﴿18﴾ إِنَّ هَٰذِهِۦ تَذْكِرَةٌ ۖ

جو کردے گا بچوں کو بوڑھا، آسمان پھٹ جائے گا اس دن ہے وعدہ اس کا، پورا ہو کر رہنا، بیشک یہ آیات نصیحت ہیں،

فَمَن شَآءَ ٱتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِۦ سَبِيلًا ﴿19﴾ إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِن

پس جو شخص چاہے بنالے اپنے رب کی طرف راستہ، بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب جانتا ہے، بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے

ثُلُثَىِ الَّيْلِ وَنِصْفَهُۥ وَثُلُثَهُۥ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِينَ مَعَكَ ۚ

ہیں تھوڑا، رات کی دو تہائی، اور کبھی آدھی رات، اور کبھی رات کا تیسرا حصہ، اور ایک گروہ بھی، ان لوگوں میں سے جو

وَاللَّهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ عَلِمَ أَن لَّن تُحْصُوهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہی اندازہ لگاتے ہیں رات کا، اور دن کا اللہ جانتا ہے، کہ تم اس کو پورا نہ کر سکو گے،

فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْءَانِ ۚ عَلِمَ أَن سَيَكُونُ مِنكُم مَّرْضَىٰ ۙ

پس اللہ تعالیٰ نے رجوع فرمایا تم پر، پس پڑھو تم وہ جو آسان ہو قرآن، اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ بہ تاکید ہوں گے تم میں بیمار،

وَءَاخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِى الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِن فَضْلِ اللَّهِ ۙ وَءَاخَرُونَ يُقَٰتِلُونَ

اور کچھ دوسرے جو چلیں گے زمین میں، جو تلاش کریں گے، اللہ کا فضل، اور کچھ دوسرے جو لڑیں گے اللہ کے راستے میں،

فِى سَبِيلِ اللَّهِ ۖ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۚ وَأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ وَءَاتُوا الزَّكَوٰةَ وَأَقْرِضُوا اللَّهَ

پس پڑھو تم وہ جو آسان ہے قرآن پاک میں، اور قائم کرو نماز اور دو زکوۃ، اور قرض دو اللہ کو، قرض اچھا، اور جو آگے بھیجو گے

قَرْضًا حَسَنًا ۚ وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ

اپنی جانوں کے لیے بھلائی پاؤ گے تم اس کو، اللہ کے ہاں وہ بہتر ہے، اور بڑا ہے اجر دینے کے اعتبار سے،

اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿20﴾

اور معافی مانگو تم اللہ سے بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَخْذًا: پکڑنا، وَّبِيْلًا: سخت، شِيْبًا: بوڑھا، مُنْفَطِرٌ: پھٹ جائے گا، ثُلُثَيِ: دو تہائی، ثُلُثَهٗ: اس کی تہائی، يُقَدِّرُ: اندازہ کرتا ہے، لَنْ تُحْصُوْهُ: تم پورا نہیں کرسکو گے، تَيَسَّرَ: (جتنا) آسان ہو، اَقْرِضُوا: قرض دو۔

ربط:

سابقہ آیات میں گزرا کہ آپ ﷺ کو کفار طرح طرح کے خطاب اور تمسخرانہ نام دیتے تھے جن سے آپ ﷺ کو دلی طور پر رنج ہوتا تھا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تسلی وتشفی آمیز کلمات فرمائے اور کفار کو جو سزائیں جہنم میں ملیں گی اُن کا تذکرہ فرمایا۔ اب بھی وہی تسلی وتشفی دینے کا سلسلہ جاری ہے اب سابقہ قوموں کے حالات نافرمانی کے بیان کیے جارہے ہیں کہ آپ ﷺ سے قبل جو رسول آئے ان کے ساتھ بھی یہ طرزِ عمل ان کی قوموں نے رکھا۔

تفسیری نکات: آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی امت تمام رسولوں اور امتوں کی گواہی دیں گے:

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا بیشک ہم نے بھیجا تمہاری طرف ایک رسول شَاهِدًا عَلَيْكُمْ گواہی دینے والے تم پر سورۃ البقرہ میں ہے، لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا تاکہ ہو جاؤ تم لوگوں پر گواہ، اور ہو جائیں رسول ﷺ تم پر گواہ۔ یہ امت پہلی امتوں پر گواہ ہوگی اور نبی کریم ﷺ اپنی امت کی صفائی دیں گے کہ میری امت نے گواہی صحیح دی ہے۔

كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا جیسا کہ بھیجا ہم نے فرعون کی طرف رسول موسیٰ علیہ السلام، فرعون بھی بڑا دولت مند ظالم جابر اور ڈکٹیٹر تھا، اس نے موسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی کی، فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ پس نافرمانی کی فرعون نے رسول کی، موسیٰ علیہ السلام کی فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا پس ہم نے پکڑا اس کو پکڑنا سخت یعنی سخت گرفت میں لے لیا، فرعون کو موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے سامنے غرق کردیا اور اس کی لاش کو آئندہ نسلوں کے لیے عبرت بنادیا۔ یہ تو دنیا کی بات ہے جو چندروزہ زندگی ہے، فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ پس تم کیسے بچو گے اللہ کے عذاب سے، اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا اگر تم کفر کرو گے اس دن سے، يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا جو کردے گا بچوں کو بوڑھا، شِيْبًا، شِيْبٌ کی جمع ہے اصل میں مضموم تھا یا کی مناسبت سے کسرہ دیا گیا وہ دن اتنا ہیبت والا اور ہولناک ہوگا کہ اس کا خوف اور ڈر بچوں کو بوڑھا کردے گا۔ یہ مثال کے طور پر فرمایا کہ اگر بچے بھی ہوں گے تو غم اور خوف اور دہشت کے مارے بوڑھے ہو جائیں گے السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ آسمان پھٹ جائے گا اس دن جب پہلی مرتبہ حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے، كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہنا ہے، اللہ تعالیٰ کا وعدہ طے شدہ ہے، اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ بیشک یہ آیات نصیحت

ہیں اور خیر خواہی ہیں ان میں ہر طرح کی ہدایات ہیں، اللہ کے پیغمبر ﷺ تمہیں سمجھا رہے ہیں کہ آخرت میں تم کس طرح کامیاب ہو سکتے ہو، فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا پس جو شخص چاہے بنا لے اپنے رب کی طرف راستہ، اللہ پر ایمان لائے اور اس کے پیغمبر ﷺ پر ایمان لائے۔

نماز تہجد کی فرضیت کی منسوخی:

اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ بیشک آپ ﷺ کا رب جانتا ہے، اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ بیشک آپ ﷺ کھڑے ہوتے ہیں تھوڑا رات کی دو تہائی سے، وَنِصْفَهٗ اور کبھی آدھی رات۔ وَثُلُثَهٗ اور کبھی رات کا تیسرا حصہ، اور صرف آپ ﷺ ہی قیام نہیں کرتے بلکہ، وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ اور ایک گروہ بھی ان لوگوں میں سے جو آپ ﷺ کے ساتھ ہیں، نبی کریم ﷺ کی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی دو تہائی کبھی نصف رات اور کبھی ایک تہائی رات قیام کرتے تھے۔ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ اور اللہ ہی اندازہ لگاتے ہیں رات کا اور دن کا، وہ حقیقتاً رات اور دن کی مقدار کو جانتا ہے۔

عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ اللہ جانتا ہے کہ تم اس کو پورا نہ کر سکو گے، فَتَابَ عَلَيْكُمْ پس اللہ تعالیٰ نے رجوع فرمایا تم پر، مہربانی فرمائی اور قیام میں تخفیف کر دی گئی، اور فرضیت منسوخ کر دی، فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ پس پڑھو تم وہ جو آسان ہو قرآن سے، مراد اس قرآن پڑھنے سے تہجد پڑھنا ہے کہ اس میں قرآن پڑھا جاتا ہے، مطلب یہ کہ اب تہجد کی فرضیت منسوخ ہو گئی ہے اب جس قدر آسان ہو بطور مستحب کے پڑھ لیا کرو۔

تہجد کی فرضیت کی منسوخی کے اسباب:

①: عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ بہ تاکید ہوں گے تم میں بیمار۔ اگر تہجد فرض ہو تو بیمار آدمی تو بڑی مشقت میں مبتلا ہوگا کیوں کہ بیماری تو آدمی کے بس کی بات نہیں ہے۔

②: وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِى الْاَرْضِ اور کچھ دوسرے جو چلیں گے زمین میں، يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ جو تلاش کریں گے اللہ کا فضل، تجارت کے لیے سفر کرنا علم کے لیے سفر کرنا، اگر تہجد فرض ہو تو مسافر مشقت میں مبتلا ہو جائیں گے اس لیے اللہ تعالیٰ نے تخفیف پیدا کر دی۔

③: وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ اور کچھ دوسرے جو لڑیں گے اللہ کے راستے میں، اس وقت تو جہاد فرض نہیں ہوا تھا، مگر بتا دیا گیا کہ جہاد بھی پیش آنے والا ہے، تو جو لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے، قتال کے لیے نکلیں گے تہجد کا پڑھنا ان کے لیے مشکل امر ہوگا اس لیے تخفیف کر دی گئی۔

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ پس پڑھ لو تم جو آسان ہو قرآن سے۔ اپنی جان کو زیادہ تکلیف میں ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے ہاں فرض، اہتمام کے ساتھ پڑھتے رہو، فرمایا، وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اور قائم کرو نماز کو ہر حالت میں یہ معاف نہیں

ہے، وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ اور ادا کرو زکوٰۃ، جو آدمی صاحب نصاب ہے اس پر زکوٰۃ فرض ہے، یہ مالی فریضہ ہے۔

وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ اور قرض دو اللہ کو اچھا قرض، پورے اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق خرچ کرنا ہی قرض حسنہ ہے، اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کو قرض سے اس لیے تعبیر کیا کہ جس طرح تم کسی کو قرض دو تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ استعمال کے بعد واپس دے گا اسی طرح اللہ کے راستے میں جو خرچ کیا جائے گا اس کا بدلہ ضرور ملے گا بلکہ کئی گنا زیادہ ملے گا۔

وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ اور جو آگے بھیجو گے اپنی جانوں کے لیے بھلائی تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ پاؤ گے تم اس کو اللہ کے ہاں، هُوَ خَيْرًا وہ بہتر ہے۔ وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ؕ اور بڑا ہے اجر دینے کے اعتبار سے ایک کے بدلے کم از کم دس دیتا ہے اور فی سبیل اللہ کی مد میں کم از کم ایک کے بدلے میں سات سو دیتا ہے، وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اور معافی مانگو تم اللہ سے کیوں کہ انسان جو بھی نیکی کرتا ہے اس میں کوئی نہ کوئی خامی رہ جاتی ہے، لہٰذا استغفار کرو تاکہ اللہ تعالیٰ تمہاری کمزوریوں اور کوتاہیوں کو معاف کر دے۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان رحم کرنے والا ہے۔

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ مدثر مکی سورت ہے یعنی مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ مُدَّثِّر کا لفظ اس کی پہلی آیت میں ہی آ رہا ہے۔ مُدَّثِّر کا معنی ہے کپڑا اوڑھنے والے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو خطاب فرما رہے ہیں۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس سورت کا چوہتر (۷۴) نمبر ہے۔ اور ترتیب نزولی کے مطابق اس کا چار (۴) نمبر ہے۔ یعنی اس سے قبل تین سورتیں نازل ہوئیں تھیں۔ سورۃ مدثر کی آیات کی تعداد چھپن (۵۶) ہے اور رکوع کی تعداد دو (۲) ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝۱ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝۲ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝۳ وَثِيَابَكَ

اے کپڑا اوڑھنے والے آپ ﷺ کھڑے ہوں پس لوگوں کو ڈرائیں، اور اپنے ربّ کی بڑائی بیان کریں اور اپنے کپڑوں کو

فَطَهِّرْ ۝۴ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝۵ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝۶ وَلِرَبِّكَ

پس پاک رکھیں اور بت پرستی سے دور رہیں۔ اور کسی پر احسان نہ کرو کہ تم اس سے زیادہ حاصل کرو اور اپنے ربّ کے لیے

فَاصْبِرْ ۝۷ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ۝۸ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۝۹ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ

پس صبر کریں۔ پس جس وقت بجائی جائے گی بجنے والی پس وہ دن اس دن سخت دن ہوگا کافروں کے لیے آسان نہیں ہوگا،

يَسِيْرٍ ﴿10﴾ ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ﴿11﴾ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ﴿12﴾ وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ﴿13﴾

چھوڑ دے مجھے اور اس کو جس کو میں نے پیدا کیا اکیلا اور بنایا ہے میں نے اس کے لیے مال لمبا چوڑا اور بیٹے حاضر،

وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ﴿14﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ﴿15﴾ كَلَّا ۭ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا

اور تیار کیا میں نے اس کے لیے تیار کرنا پھر وہ طمع کرتا ہے کہ میں زیادہ دوں گا ہرگز نہیں بے شک ہے وہ ہماری آیتوں کے

عَنِيْدًا ﴿16﴾ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ﴿17﴾ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ﴿18﴾ فَقُتِلَ كَيْفَ

ساتھ عناد رکھتا عنقریب میں اس کو چڑھاؤں گا پہاڑی پر۔ بے شک اس نے فکر کیا اور اندازہ لگایا پس یہ تباہ کر دیا جائے،

قَدَّرَ ﴿19﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿20﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿21﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿22﴾

کیسا اندازہ لگایا پھر تباہ کر دیا جائے کیسا اندازہ لگایا اس نے پھر اس نے دیکھا پھر اس نے منہ بنایا اور بہت زیادہ منہ چڑھایا

ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿23﴾ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿24﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا

پھر اس نے پشت پھیری تکبر کیا، پس اس نے کہا نہیں ہے یہ قرآن مگر جادو جو نقل ہوتا چلا آ رہا ہے نہیں ہے یہ قرآن مگر آدمی کی

قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿25﴾ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ﴿26﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿27﴾ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ﴿28﴾

بات۔ عنقریب میں اس کو داخل کروں گا سقر میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے بتلایا کہ سقر کیا ہے نہ باقی رکھتی ہے اور نہ چھوڑتی

لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿29﴾

ہے وہ جھلس دینے والی ہے چمڑوں کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْمُدَّثِّرُ: کپڑا اوڑھنے والے، فَكَبِّرْ: بڑائی بیان کرو، ثِيَابَكَ: اپنے کپڑے، الرُّجْزَ: بت پرستی، فَاهْجُرْ: (پس) دور ہو جائیے، لَا تَمْنُنْ: احسان نہ کرو، تَسْتَكْثِرُ: آپ زیادہ چاہیں گے، نُقِرَ: پھونکا جائے گا، عَسِيْرٌ: سخت، مَمْدُوْدًا: کثیر، بہت، مَهَّدْتُّ: میں نے مہیا کیا، تَمْهِيْدًا: مہیا کرنا، اَزِيْدَ: کہ میں زیادہ دوں، عَنِيْدًا: سخت دشمن، سَاُرْهِقُهٗ: عنقریب میں چڑھاؤں گا اسے، صَعُوْدًا: پہاڑ، اونچی جگہ، فَكَّرَ: اس نے سوچا، عَبَسَ: اس نے تیوری چڑھائی، بَسَرَ: اس نے منہ بنایا، يُؤْثَرُ: منقول ہے، سَاُصْلِيْهِ: میں اسے جلدی داخل کروں گا، لَوَّاحَةٌ: رنگ بگاڑنے والی۔

ربط:

سورۂ مزمل میں فرمایا گیا تھا يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ اے کمبل اوڑھنے والے صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو راتوں کو اٹھ کر تہجد پڑھنے کا حکم فرمایا گیا تھا اور اب اس سورۃ میں يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ یعنی اے چادر اوڑھنے والے صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جگہ اللہ تعالیٰ

آپ ﷺ کو بڑے پیار سے مخاطب فرما رہے ہیں۔

تفسیری نکات: لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے کا حکم:

یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ اے کپڑا اوڑھ کر سونے والے آپ ﷺ کا کام سونا نہیں سوئے ہوؤں کو جگانا ہے، قُمْ آپ ﷺ کھڑے ہوں فَاَنْذِرْ، پس آپ ﷺ ڈرائیں لوگوں کو خواب غفلت سے، ان کو بیدار کریں، وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کریں، الله اکبر، کبیرا والحمدلله، کثیرا، نبی کریم ﷺ کثرت سے پڑھتے تھے۔ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ اور اپنے کپڑوں کو پس پاک رکھیں اور بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ تقویٰ کا لباس اختیار فرمائیں۔ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ پس آپ ﷺ بت پرستی کے قریب بھی نہ جائیں۔ یہ دراصل آپ ﷺ کو مخاطب فرما کر امتیوں کو احکام دیے جا رہے ہیں۔ وَلَا تَمْنُنْ اور کسی پر احسان نہ کریں، تَسْتَكْثِرُ کہ تم ان سے زیادہ حاصل کرو مطلب یہ ہے کہ تم کسی کو دس روپے کا تحفہ اس نیت سے بھیجو کہ وہ لازماً مجھے پندرہ روپے کا تحفہ جواب میں بھیجے گا یہ مذموم ہے۔ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ اور اپنے رب کے لیے پس آپ ﷺ صبر کریں، بڑی تکلیفیں آئیں گی دین کے سلسلے میں۔

قیامت کا تذکرہ:

فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ پس جس وقت بجائی جائے گی بجنے والی، وہ بجنے والی چیز بگل یعنی صور ہے جس میں حضرت اسرافیل علیہ السلام پھونک ماریں گے اور تمام زمین و آسمان تباہ ہو جائیں گے اور دوسری دفعہ بگل بجائیں گے تو تمام دنیا کے جن وانس اور چرند پرند زندہ ہو جائیں گے۔

فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ پس وہ دن بڑا سخت ہوگا، عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ کافروں کے لیے آسان نہیں ہوگا، وہ دن فی نفسہ بڑا سخت ہوگا، پچاس ہزار سال کا لمبا دن اور ایسا ہولناک دن ہوگا، کہ ماں بچے کو دودھ پلانے سے غافل ہو جائے گی، ڈر کی وجہ سے حاملہ عورتوں کے حمل گر جائیں گے، اس کی شدت سے لوگ بے ہوشی کی حالت میں ہوں گے، سورۃ الحج آیت نمبر ۲ وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى، اور تو دیکھے گا لوگوں کو نشے کی حالت میں حالانکہ وہ نشے کی حالت میں نہیں ہوں گے، وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ، لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب بڑا سخت ہوگا، تو فرمایا وہ دن بڑا سخت ہوگا، کافروں کے لیے آسان نہیں ہوگا۔

ولید بن مغیرہ کا تذکرہ:

ولید بن مغیرہ مکہ کا ایک بڑا سردار اور مال دار شخص تھا اس کا ذکر سورۃ القلم میں بھی گزر چکا ہے اب یہاں دوبارہ اس کا ذکر لایا جا رہا ہے۔ ان آیات کا سبب نزول یہ ہے کہ مکی دور کی تبلیغ کے ابتدائی دنوں میں آپ ﷺ ولید بن مغیرہ کے پاس گئے اور اُسے دعوت اسلام دی اور قرآن شریف سنایا اُس نے آپ ﷺ کو کہا کہ میں سوچ کر آپ ﷺ کو کچھ دنوں میں جواب دوں گا۔ آپ ﷺ کچھ دنوں کے بعد اُس کے پاس گئے تو اُس نے کہا میں نے بہت غور و فکر کیا ہے اور

میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ نعوذ باللہ یہ قرآن جادو ہے جو نقل ہوتا چلا آ رہا ہے۔ اب یہاں اللہ تعالیٰ اُس کے کفریہ اقوال اور طور اطوار کا جواب دے رہے ہیں۔

ذَرْنِیْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا چھوڑ دے مجھے اور اس کو جس کو میں نے پیدا کیا ہے اکیلا، جب ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا تو اکیلا تھا، نہ ساتھ بیٹے تھے نہ بیٹیاں تھیں نہ نوکر چاکر تھے خالق بھی میں اکیلا ہوں اور یہ بھی اکیلا پیدا ہوا تھا، وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا اور بنایا ہے میں نے اس کے لیے مال لمبا چوڑا۔ وَّبَنِیْنَ شُهُوْدًا شھو دشاھد کی جمع ہے اس کا معنی ہے حاضر بیٹے، اس کے پاس حاضر رہتے تھے معنی ہوگا اور بیٹے حاضر ہونے والے مجلس میں۔ کیوں کہ آمدنی بہت تھی ان کو باہر جا کر کمانے کی ضرورت نہیں تھی، تیرہ بیٹے تھے ان تیرہ بیٹوں میں سے تین کو اللہ نے اسلام اور ایمان کی توفیق عطا فرمائی، باقی سارے باپ کی طرح کفر پر مرے۔ وہ تین یہ ہیں، ایک خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مشہور جرنیل جو سیف من سیوف اللہ، تھے۔ دوسرے ہشام بن ولید رضی اللہ عنہ اور تیسرے ولید بن ولید رضی اللہ عنہ۔

وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِیْدًا اور تیار کیا میں نے اس کے لیے تیار کرنا، دنیا سامان، کاروبار، دکانیں، تجارت آگے مزید کمانے کے لیے، ثُمَّ یَطْمَعُ پھر وہ طمع کرنے لگا، اَنْ اَزِیْدَ کہ میں اس کو زیادہ دوں گا، مال ایسی چیز ہے کہ اس سے لالچی کی آنکھ نہیں بھرتی، كَلَّا ہرگز نہیں ہوگا، ایسا کہ اب میں اس کے لیے نعمتوں کو بڑھاؤں گا، پھر اس کو مال اور اولاد میں خسارہ ہوتا رہا یہاں تک کہ مر گیا۔

اِنَّهٗ كَانَ لِاٰیٰتِنَا عَنِیْدًا بیشک وہ ہماری آیتوں کے ساتھ عناد رکھتا ہے دشمنی کرتا ہے، سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا صعود دوزخ میں ایک پہاڑی کا نام ہے دشوار گزار۔ مجرم آگ میں جلتا جائے گا اور اس پر چڑھتا جائے گا، جس وقت چوٹی پر پہنچے گا فرشتوں کو حکم ہوگا اس کو پکڑ کر نیچے گرادو، پھر حکم ہوگا اوپر چڑھ۔ معنی ہوگا عنقریب میں اس کو چڑھاؤں گا، پہاڑی پر۔ اور یہ معنی بھی کرتے ہیں، کہ روز بہ روز عذاب بڑھتا جائے گا۔ اِنَّهٗ فَكَّرَ بے شک اُس نے فکر کیا وَقَدَّرَ اور اندازہ لگایا قرآن کے متعلق فیصلے کا اپنی بکواسیات کا کہ نعوذ باللہ یہ قرآن جادو ہے فَقُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ پس تباہ کر دیا جائے کیسا اندازہ لگایا، ثُمَّ قُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ پھر تباہ کیا جائے کیسا اندازہ لگایا اس نے، ثُمَّ نَظَرَ پھر اس نے دیکھا کہ فیصلہ سننے کے لیے مکہ کے لوگ آگئے ہیں آج ولید بن مغیرہ نے قرآن پاک کے بارے میں اپنی رائے دینی ہے، کافی بڑا مجمع تھا، اس نے نظر جمائی کہ کون کون لوگ آئے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے ثُمَّ عَبَسَ پھر اس نے منہ بنایا، جیسے کوئی آدمی ناراض ہو تو بناتا ہے، وَبَسَرَ اور زیادہ منہ بنایا، خوب برا منہ بنایا، ناراضگی سے، ثُمَّ اَدْبَرَ پھر اس نے پشت پھیری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف، وَاسْتَكْبَرَ اور اس نے تکبر کیا حق کو قبول کرنے سے اور فیصلہ سنایا، فَقَالَ پس اس نے کہا، اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ یُّؤْثَرُ نہیں ہے یہ قرآن مگر جادو نقل ہوتا چلا آ رہا ہے، یہ اس نے فیصلہ سنایا کہ پہلے بھی جادو ہوتے تھے یہ بھی جادو ہے اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ نہیں ہے یہ قرآن مگر آدمی کی بات۔ بشر کا بنایا ہوا قول ہے یہ اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں

ہے خود گھڑ کر لایا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ میں اس کو داخل کروں گا، سقر میں، دوزخ کے طبقوں میں سے ایک طبقہ سقر ہے جس میں متکبرین جلیں گے، وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ اور آپ ﷺ کو کس نے بتلایا کہ سقر کیا ہے، لَا تُبْقِيْ نہ باقی رکھتی ہے کسی فرد کو مجرموں کے افراد میں سے کسی فرد کو چھوڑے گی نہیں، وَلَا تَذَرُ کا معنی ہے کسی آدمی کے اعضا میں سے کسی عضو کو نہیں چھوڑے گی، سب کو عذاب ہوگا، لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ اور وہ جھلس دینے والی ہے چمڑوں کو یعنی انسانی کھال کو جلا دینے والی ہے، آگ کے شعلوں سے ساری کھال جل جائے گی پھر نئی کھال عذاب دینے کے لیے اُن جہنمیوں کی بنا دی جائے گی اور یہ ہمیشہ ہوتا رہے گا۔

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿30﴾ وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ۠ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ

مقرر ہیں اس جہنم پر، انیس فرشتے، اور نہیں بنائے ہم نے دوزخ کے نگران مگر فرشتے اور نہیں بنائی ہم نے ان کی تعداد

اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ

مگر آزمائش ان لوگوں کے لیے جنھوں نے کفر کیا، تاکہ یقین کرلیں وہ لوگ جن کو دی گئی کتاب، اور تاکہ زیادہ کرلیں، وہ لوگ

اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ

جو ایمان لائے ایمان کو، اور نہ شک کریں وہ لوگ جن کو دی گئی کتاب اور ایمان والے اور تاکہ کہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں

قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ

بیماری ہے، اور کھلے کافر۔ کیا ارادہ کیا اللہ نے اس کے ساتھ از روئے مثال کے، اسی طرح بہکاتا ہے اللہ جس کو چاہتا ہے،

وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ؕ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ﴿31﴾ ع ۱ ۱۵

اور ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے، اور نہیں جانتا آپ ﷺ کے رب کے لشکر کو مگر وہی، اور نہیں ہے یہ مگر نصیحت انسانوں کے لیے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لِيَسْتَيْقِنَ: تاکہ یقین کرلیں، يَزْدَادَ: (تاکہ) زیادہ کرلیں، لَا يَرْتَابَ: شک نہ کریں، مَرَضٌ: بیماری، يُضِلُّ اللّٰهُ: اللہ بہکاتا ہے، جُنُوْدُ: لشکر۔

ربط:

سورت کی پہلی آیات میں ولید بن مغیرہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنی ناراضگی اور غصے کا اظہار فرمایا اور فرمایا تھا کہ میں اس کو عنقریب دوزخ میں ڈالوں گا۔ اب اس دوزخ کے اوپر جو نگران فرشتے مقرر ہیں اُن کا تذکرہ فرمایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: جہنم پر مقرر کردہ اُنیس فرشتوں کا ذکر:

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ مقرر ہیں اس دوزخ پر انیس فرشتے۔ان کے انچارج کا نام مالک علیہ السلام ہے۔جہنم کے فرشتے اُنیس ہونے کی کیا وجہ ہے اس کے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ اپنی تفسیر عزیزی میں درج ذیل نکات بیان فرماتے ہیں۔

① ......حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے شروع ہوتا ہے اور اس کے اُنیس حروف ہیں اور کافروں نے سارا قرآن تو ایک طرف بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے اُنیس حروف بھی نہیں مانے تو ایک ایک حرف کے بدلہ میں اُن پر عذاب ہوگا اس لیے جہنم کے بڑے فرشتوں کی تعداد اُنیس ہوگی۔

② ......دوسری بات یہ فرماتے ہیں کہ دن رات کے چوبیس گھنٹے ہیں پانچ گھنٹے نمازوں کے ہوئے تو باقی انیس گھنٹے رہ گئے لہٰذا اس مناسبت سے جہنم کے بھی انیس بڑے فرشتے ہیں۔

③ ......تیسری بات یہ لکھتے ہیں کہ جہنم کے سات دروازے ہیں ایک دروازے پر تو ایک فرشتہ متعین ہوگا اور باقی دروازوں پر تین تین فرشتے متعین ہوں گے تو اس طرح انیس ہوئے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ آدمی کے ذمے ہیں تین چیزیں دل سے تصدیق کرے، زبان سے اقرار کرے اور بدن سے عمل کرے۔ کافروں نے تینوں امور چھوڑ دیئے تو چھ طبقے جہنم کے کفار کیلئے ہونگے۔ اور ساتواں طبقہ اہل توحید کے لئے ہوگا، جنہوں نے تصدیق بھی کی ہوگی اقرار بھی کیا ہوگا ان کی کوتاہی صرف عمل کی ہوگی لہٰذا وہاں ایک فرشتہ ہوگا حضرت تھانویؒ بیان القرآن میں اور وجہ بیان کرتے ہیں وہ یہ فرماتے ہیں کہ پانچ چیزیں کرنے کی ہیں۔بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ،وَ صَوْمِ رَمَضَانَ ،وَالْحَجِّ بَيْتَ اللّٰهِ.الخ

اور پانچ چیزیں ترک کرنے کی ہیں: ① اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک، ② چوری، ③ زنا، ④ قتل اور بالخصوص قتل اولاد اور ⑤ کبیرہ گناہوں سے اجتناب۔

اور کہتے ہیں کہ نو ایسی چیزیں ہیں جن پر عقیدہ رکھنا ضروری ہے امنت باللہ وملئکتہ قیامت پر یقین ہو جنت پر ہو، دوزخ پر ہو اور حدوث عالم پر، کتابوں پر، رسولوں پر، تقدیر پر یہ نو اور اوپر والے دس امور یہ کل انیس ہوئے۔

اُنیس کی تعداد پر ایمان لانا ہی ایمان کی دلیل اور انکار کرنا عذاب کا مستحق ہونا ہے:

ایک منہ پھٹ کافر تھا اسید بن کلدہ، ابوالاسد اس کی کنیت تھی، بڑا بے لحاظ آدمی تھا جب اس نے سنا کہ انیس فرشتے ہوں گے تو کہنے لگا سترہ کے ساتھ تو میں نمٹ لوں گا، دو کو تم سنبھالنا، اتنا وزنی تھا کہ اونٹ کے چمڑے پر کھڑا ہو جاتا تو لوگ کھینچ کر چمڑے کو زور لگا کر اس کے پاؤں کے نیچے سے نکال نہیں سکتے تھے چمڑا ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا تھا وہ کھڑا رہتا تھا،

اس کو اپنی قوت پر بہادری پر اور پہلوانی پر فخر تھا۔

وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اور نہیں بنائے ہم نے دوزخ کے نگران، اِلَّا مَلٰٓئِكَةً مگر فرشتے ان فرشتوں کو دوزخ میں کوئی تکلیف نہیں ہوگی، وہ آگ میں چلیں پھریں گے نگرانی کریں گے تکلیف انسانوں اور جنوں وغیرہ کو ہوگی، وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اور نہیں بنائی ہم نے ان کی تعداد، اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مگر آزمائش ان لوگوں کے لیے جو کافر ہیں۔ یعنی ان کی یہ تعداد بظاہر تھوڑی معلوم ہوتی ہے مگر وہ کس قدر طاقتور اور قوی الجثہ ہوں گے کہ انیس فرشتے پوری جہنم کا نظم ونسق سنبھالے ہوئے ہوں گے۔ اور یہ تعداد کافر کے لیے ایک آزمائش ہے۔ جیسے اُسید بن کلدہ نے بکواس کی۔

فرمایا نہیں بنائی ہم نے یہ تعداد مگر آزمائش کافروں کے لیے، لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ تاکہ یقین کرلیں وہ لوگ جن کو دی گئی ہے کتاب پہلی کتابوں میں بھی اس کا ذکر تھا، کہ انیس فرشتے وہاں کے بڑے انچارج ہوں گے، وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا اور تاکہ زیادہ کرلیں وہ لوگ جو ایمان لائے ایمان کو، پہلی کتابوں میں بھی انیس کا ذکر تھا، اور قرآن کریم میں بھی انیس کا ذکر ہے، جو دوزخ کے بڑے انچارج ہوں گے، وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اور نہ شک کریں وہ لوگ، اُوْتُوا الْكِتٰبَ جن کو دی گئی ہے کتاب وَالْمُؤْمِنُوْنَ اور ایمان والے نہ شک کریں ان کو یقین ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ حق ہے۔

وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ اور تاکہ کہیں وہ لوگ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ جن کے دلوں میں بیماری ہے منافقت کی، وَّالْكٰفِرُوْنَ اور کافر کہیں گے، مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا کیا ارادہ کیا ہے اللہ نے اس کے ساتھ ازروئے مثال کے کہ اتنی وسیع جہنم ہوگی اور اس میں صرف انیس فرشتے نگران ہوں گے۔

كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ اسی طرح بہکاتا ہے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے، اور بہکاتا اسے ہی ہے جو کجی پر راضی ہوتے ہیں، سورۃ صف میں ہے، فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ، جب انہوں نے کجی اختیار کی، اللہ تعالیٰ نے ان کے دل ٹیڑھے کردیے، جب وہ غلط راستے پر چل پڑے اور گمراہی کو اختیار کرلیا تو اللہ نے ان کو گمراہ کردیا، وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اور ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے، اور چاہتا ہے کس کے لیے ہے؟ سورۃ شوریٰ، آیت نمبر ١٣، میں ہے، وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ، اور ہدایت دیتا ہے اپنی طرف اس کو جو اُس کی طرف رجوع کرتا ہے۔

وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ اور کوئی نہیں جانتا تیرے رب کے لشکروں کو مگر وہی اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، ان گنت اور بے شمار فرشتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ جہنم کی ستر ہزار لگامیں ہیں اور ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے تھامے ہوئے ہوں گے۔ ایک ایک فرشتہ ہی کس قدر طاقتور ہوتا ہے اور جہنم جب کافروں کو دیکھے گی تو دور سے ہی زور سے چیخے گی اور کافروں اور مشرکوں کو پکارے گی کہ آؤ میرے اندر داخل ہو جاؤ۔ ستر ہزار کو ستر ہزار سے ضرب دو تو یہ اربوں میں تعداد پہنچ جاتی ہے۔ یہ اُنیس فرشتے ان اربوں فرشتوں کے افسر ہوں گے۔

وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ اور نہیں ہے وہ دوزخ مگر نصیحت لوگوں کے لیے اب وقت ہے وہ سمجھ لیں کہ دوزخ کتنا سخت مقام ہے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تمام مومنین مومنات کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھے۔

كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿32﴾ وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ﴿33﴾ وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ ﴿34﴾ اِنَّهَا

خبردار قسم ہے چاند کی اور رات کی جب وہ رات پشت پھیر جائے اور صبح کی قسم جب وہ روشن ہو جائے بے شک وہ البتہ بڑی

لَاِحْدَى الْكُبَرِ ﴿35﴾ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ﴿36﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ﴿37﴾ كُلُّ

چیزوں میں سے ایک چیز ڈرانے والی ہے انسانوں کو، اس کے لیے جو چاہتا ہے تم میں سے کہ آگے بڑھے یا پیچھے ہٹے۔ ہر

نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ﴿38﴾ اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ﴿39﴾ فِيْ جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿40﴾ عَنِ

نفس نے جو اس نے کمایا ہے اس کے لیے بدلے میں گروی رکھا ہوا ہے۔ مگر دائیں ہاتھ والے جنتوں میں ہوں گے۔ پوچھیں

الْمُجْرِمِيْنَ ﴿41﴾ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ﴿42﴾ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿43﴾ وَلَمْ نَكُ

گے مجرموں سے کون سی چیز تمہیں دوزخ میں لائی وہ کہیں گے ہم نمازیں نہیں پڑھتے تھے اور مسکینوں کو کھانا نہیں

نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ﴿44﴾ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ﴿45﴾ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿46﴾

کھلاتے تھے اور ہم شغل کرنے والوں کے ساتھ شغل کرتے تھے اور ہم بدلے کے دن کو جھٹلاتے تھے یہاں تک کے

حَتّٰٓى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ﴿47﴾ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ﴿48﴾ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ

ہمارے اوپر موت آئی۔ پس ان کو سفارش کرنے والوں کی سفارش نفع نہیں دے گی۔ پس ان کو کیا ہو گیا ہے کہ نصیحت سے

مُعْرِضِيْنَ ﴿49﴾ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿50﴾ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿51﴾ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ

اعراض کرتے ہیں گویا کہ وہ گدھے ہیں بھاگتے ہیں، بھاگتے ہیں شیر سے۔ بلکہ ارادہ کرتا ہے ان میں سے ہر آدمی

مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿52﴾ كَلَّا ۭ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿53﴾ كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ﴿54﴾

کہ دیے جائیں اس کو صحیفے بکھرے ہوئے۔ خبردار بلکہ وہ آخرت سے نہیں ڈرتے خبردار بے شک یہ قرآن نصیحت ہے

فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿55﴾ وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ هُوَ

پس جو شخص چاہتا ہے اس سے نصیحت قبول کرے اور وہ نصیحت حاصل نہیں کر سکتے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے۔ وہی اس بات کا

اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿56﴾ ع ۲

اہل ہے کہ اُس سے ڈرا جائے اور وہی ہے اہل اس کا اس سے بخشش مانگی جائے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَسْفَرَ: روشن ہوجائے، الْکُبَرِ: بڑی بھاری، یَتَاَخَّرَ: پیچھے ہٹ جائے، رَهِیْنَةٌ: محبوس، گروی، سَلَكَكُمْ: تم کو داخل کیا، الْخَآئِضِیْنَ: مشغلہ کرنے والے، فَمَا تَنْفَعُهُمْ: نفع نہ دے گی ان کو، حُمُرٌ: گدھے، مُسْتَنْفِرَةٌ: وحشی، فَرَّتْ: بھاگے، قَسْوَرَةٍ: شیر، صُحُفًا: صحیفے، مُنَشَّرَةً: کھلے ہوئے، ذَکَرَهٗ: اس سے نصیحت حاصل کرے۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے جہنم اور اُس کے اوپر مقرر کردہ فرشتوں کا ذکر فرمایا تھا اب ان آیات میں اللہ تعالیٰ چاند، رات اور صبح کی قسم اٹھاتے ہیں کہ یہ جہنم بہت بڑی چیز ہے جس کی خبر دے کر نافرمانوں کو ہم قبل از وقت خبر دار کر رہے ہیں۔

تفسیری نکات: جہنم اور جہنم کی ہولناکیاں بہت بڑی ہیں:

كَلَّا وَالْقَمَرِ خبردار آگاہ ہوجاؤ چاند کی قسم وَالَّیْلِ اور رات کی قسم ہے اِذْ اَدْبَرَ جب وہ پشت پھیر کر چلی جائے وَالصُّبْحِ اور قسم ہے صبح کی اِذَآ اَسْفَرَ جب وہ روشن ہوجائے۔ اِنَّهَا لَاِحْدَی الْکُبَرِ بے شک وہ جہنم بڑی چیزوں میں سے ایک ہے۔ جس طرح ایک بڑی چیز ہے۔

نَذِیْرًا لِّلْبَشَرِ وہ جہنم ڈراتی ہے انسانوں کو، ڈرانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بروقت اطلاع دی ہے کہ اگر تم نافرمانی کرو گے تو جہنم میں جاؤ گے، ہم نے تمہیں بتلادیا کہ اب تمہاری مرضی ہے لِمَنْ شَآءَ مِنْکُمْ اَنْ یَّتَقَدَّمَ اس کے لیے جو چاہتا ہے تم میں سے آگے بڑھے، اَوْ یَتَاَخَّرَ یا پیچھے ہٹے، یہ معنیٰ بھی کرتے ہیں کہ ہم نے تمہیں خیر اور شر سے آگاہ کردیا ہے اب تمہاری مرضی ہے خیر کی طرف ایمان اور ھدایت کی طرف جنت کی طرف نیکی کی طرف آگے بڑھتے ہو یا پیچھے ہٹتے ہو اللہ نے تمہیں اتنا اختیار دیا ہے نیکی کرو یا بدی کرو یہ ہر انسان کے اپنے اختیار میں ہے۔

ہر شخص اپنے کیے گئے اعمال کی وجہ سے گروی رکھا ہوا ہے:

كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِیْنَةٌ ہر نفس اپنی کمائی میں گروی رکھا ہوا ہے اگر نیک ہے تو نیکی کے سلسلے میں اور اگر بد ہے تو اس کو بروں کے ٹولے میں شامل کیا جائے گا جس نے جو کیا وہ اس کے سامنے آئے گا، آج دنیا میں ہم بہت سارے کام کر کے بھول جاتے ہیں قیامت والے دن سارے یاد آجائیں گے، یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَیْرٍ مُّحْضَرًا، وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ، (آل عمران، ۳۰) جس دن حاضر پائے گا اپنے سامنے ہر نفس جو کچھ اس نے عمل کیا ہے نیکی سے اور جو اس نے برائی کی ہے ہر چیز سامنے ہوگی۔

اِلَّآ اَصْحٰبَ الْیَمِیْنِ مگر دائیں ہاتھ والے جن کو اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، وہ نہیں پکڑے جائیں

گے نہ ان کو ہتھکڑیاں پہنائی جائیں گی نہ بیڑیاں اور نہ طوق گلوں میں ہوں گے ان دائیں ہاتھ کے اعمال نامے والوں کے علاوہ باقیوں کو گرفتار کیا جائے گا، اور زنجیروں میں جکڑا جائے گا، فِیْ جَنّٰتٍ وہ جنتوں میں ہوں گے، یَتَسَآءَلُوْنَ، عَنِ الْمُجْرِمِیْنَ، پوچھیں گے مجرموں سے، جنت کا محل وقوع اوپر ہے، اور جہنم کا محل وقوع نیچے ہے، جنت والے دوزخ والوں کے ساتھ گفتگو کرسکیں گے۔

دوزخیوں کا اپنے جرائم کا اعتراف:

پہلا جرم: دوزخی اپنا پہلا جرم یہ بتائیں گے مَا سَلَکَکُمْ فِیْ سَقَرَ کون سی چیز تمہیں لائی ہے دوزخ میں تمہارا کیا جرم تھا، قَالُوْا وہ مجرم کہیں گے لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ہم نمازیں نہیں پڑھتے تھے۔

دوسرا جرم: وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِیْنَ اور ہم مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔

تیسرا جرم: وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِیْنَ

اور ہم شغل کرنے والوں کے ساتھ شغل کرتے تھے یعنی گناہ کے کاموں میں کھیل تماشوں میں لایعنی کاموں میں مصروف رہتے تھے۔ یادرکھو کہ دین کے جتنے احکامات وفرامین ہیں وہ بامقصد اور مفید ہیں اور دنیا کے وہ کام جن سے جائز طریقے سے دنیا کمائی جاسکے وہ بھی مفید اور دین کا ہی حصہ ہیں اور ایسے کام کہ جو نہ دین کے ہیں اور نہ جائز دنیا کمانے کے ہیں وہ سب گناہ ہیں۔

چوتھا جرم: وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِیَوْمِ الدِّیْنِ اور ہم بدلے کے دن کو یعنی آخرت کے دن کو جھٹلاتے تھے۔ حساب کتاب کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کو جنت کو اور دوزخ کو جھٹلاتے تھے۔ یادرکھو جو قیامت کے دن کی تیاری نہیں کررہا ہے وہ بھی جھٹلانے والوں میں ہی شمار ہوگا۔

حَتّٰٓى اَتٰىنَا الْیَقِیْنُ یہاں تک کہ ہمیں موت آگئی۔ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِیْنَ پس نہیں نفع دے گی ان کو سفارش کرنے والوں کی سفارش، سفارش ہوگی اور سفارش کرنے والوں میں اللہ کے فرشتے سفارش کریں گے اللہ کے پیغمبر سفارش کریں گے، شہید سفارش کریں گے علماء سفارش کریں گے حافظ سفارش کریں گے عامۃ المومنین سفارش کریں گے چھوٹے نابالغ بچے جو فوت ہوگئے ہیں وہ بچے بھی سفارش کریں گے، لیکن کافروں، مشرکوں کے لیے کوئی سفارش مفید نہیں ہوگی۔

کافر قرآن سے بھاگتے ہیں:

فَمَا لَهُمْ ان کو کیا ہوگیا ہے کہ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِیْنَ اس نصیحت والی کتاب سے اعراض کرتے ہیں، تذکرہ سے مراد قرآن پاک ہے، كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ حمر، حمار کی جمع ہے حمار کا معنی ہے گدھا، گویا کہ یہ گدھے ہیں، مُّسْتَنْفِرَةٌ بھاگنے والے۔ یہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کی مختلف تفاسیر منقول ہیں۔

① ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کافر گدھوں کی طرح ہیں فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ جس طرح گدھے شیر سے بھاگتے ہیں اسی طرح کافر قرآن سے بھاگتے ہیں وہ قَسْوَرَةٍ کا معنی شیر کرتے ہیں۔

② ۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رُمَاةٌ یعنی تیرانداز یا شکاری کہ گدھے جنگل میں چر رہے ہوں اور انہیں یہ محسوس ہو کہ شکاری آگئے ہیں تو بھاگ جاتے ہیں ایسے ہی کافر قرآن شریف سن کر بھاگتے ہیں۔

کفار کے انداز تمسخر کی مذمت:

بَلْ یُرِیْدُ کُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ بلکہ ارادہ کرتا ہے چاہتا ہے ہر آدمی ان میں سے اَنْ یُّؤْتٰی صُحُفًا مُّنَشَّرَةً کہ دیے جائیں ان کو صحیفے، بکھرے ہوئے، قیامت والے دن کیا ملنے ہیں آج ہی ان کو اعمال نامے مل جائیں کھلے ہوئے۔ جب ان کافروں کو محشر کے دن سے ڈرایا جاتا تھا تو کہتے تھے کہ کل جو اعمال نامے دینے ہیں آج ہی ہمیں دے دو اس طرح سے مذاق اڑاتے تھے۔

فرمایا کَلَّا ؕ خبردار، بَلْ لَّا یَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ بلکہ وہ نہیں ڈرتے آخرت سے، آخرت پر یقین نہیں رکھتے، اس لیے گناہوں پر جری ہیں، کَلَّاۤ، خبردار، اِنَّهٗ بیشک یہ قرآن تَذْكِرَةٌ نصیحت ہے، یہ پوری کی پوری کتاب مکمل طور پر نصیحت کی کتاب ہے فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ پس جو شخص چاہے اس سے نصیحت قبول کرے، مرضی ہے زور زبردستی نہیں ہے، وَمَا یَذْكُرُوْنَ اور نہیں یہ لوگ نصیحت حاصل کرسکتے، اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے، اللہ کے چاہنے کے متعلق کئی دفعہ بیان ہو چکا ہے کہ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَكْفُرْ، پس جس کا جی چاہے اپنی مرضی سے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے اپنی مرضی سے کفر اختیار کرے۔

هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰی اللہ اس بات کا اہل ہے کہ اس سے ڈرا جائے، وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ اور اللہ تعالیٰ اہل اور مستحق ہے اس بات کا کہ اس سے بخشش مانگی جائے اے پروردگار ہمارے گناہ معاف کردے، وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ، (آل عمران ۱۳۵) اللہ تعالیٰ کے سوا گناہ کون معاف کرسکتا ہے۔

سُوْرَۃُ الْقِیٰمَۃِ مَکِّیَّۃٌ

سورۃ القیامۃ کا نزول بھی مکہ معظمہ میں ہوا۔ ''قیامہ'' سے مراد قیامت ہے اور یہ اس سورت کی پہلی آیت میں ہی لفظ آ رہا ہے۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس سورت کا پچھتر (۷۵) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس کا اکتیس (۳۱) نمبر ہے۔ یعنی سورۃ القیامہ سے پہلے تیس (۳۰) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس کی آیات کی تعداد چالیس (۴۰) ہے اور رکوع کی تعداد دو (۲) ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۝۱ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝۲ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ

میں قسم اٹھاتا ہوں، قیامت کے دن کی اور میں قسم اٹھاتا ہوں اس نفس کی جو ملامت کرنے والا ہے، کیا خیال کرتا ہے انسان

اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ۝۳ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ۝۴

کہ ہم ہرگز جمع نہیں کریں گے، اس کی ہڈیوں کو، کیوں نہیں، ہم قادر ہیں اس بات پر کہ ہم برابر کر دیں اس کے پور پور۔

بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ۝۵ يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ۝۶ فَاِذَا بَرِقَ

بلکہ ارادہ کرتا ہے انسان تاکہ نافرمانی کرے اس کے سامنے۔ سوال کرتا ہے کب ہوگا قیامت کا دن پس جب چندھیا جائیں

الْبَصَرُ ۝۷ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝۸ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝۹ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ

گی آنکھیں اور بے نور ہو جائے گا چاند، اور اکٹھے کر دیے جائیں گے سورج اور چاند، اور کہے گا انسان، اس دن کہاں ہے

الْمَفَرُّ ۝۱۰ كَلَّا لَا وَزَرَ ۝۱۱ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمُسْتَقَرُّ ۝۱۲ يُنَبَّؤُا

بھاگنا، خبردار، کوئی جائے پناہ نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف سے، اس دن ٹھہرنے کی جگہ۔ خبردار کیا جائے گا،

الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍۢ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ۝۱۳ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ۝۱۴ وَّلَوْ

انسان کو، اس دن جو اس نے آگے بھیجا ہے، جو پیچھے چھوڑا ہے، بلکہ انسان اپنے نفس پر بصیرت والا ہوگا، اور اگرچہ پیش

اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ۝۱۵ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۝۱۶

کرے حیلے بہانے۔ نہ حرکت دیں اس قرآن پاک کے ساتھ، اپنی زبان کو، تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی کریں اس کے بارے

اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝۱۷ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ

میں بیشک ہمارے ذمہ ہے اس کا جمع کرنا، اور اس کا پڑھانا، پس جب ہم پڑھیں اس کو، (یعنی ہمارا فرشتہ) پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم

فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿١٨﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿١٩﴾

پیروی کریں اس کے پڑھنے کی، پھر ہمارے ذمے ہے اس کا بیان کرنا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اللَّوَّامَةِ: ملامت کرنے والا، اَيَحْسَبُ: کیا خیال کرتا ہے، لَنْ نَّجْمَعَ: ہم جمع نہیں کریں گے، عِظَامَهٗ: اس کی ہڈیاں، نُّسَوِّيَ: ہم برابر کردیں، بَنَانَهٗ: اس کے پور پور، لِيَفْجُرَ: تاکہ نافرمانی کرتا رہے، اَمَامَهٗ: اللہ کے سامنے، بَرِقَ: چندھیا جائیں گی ، الْمَفَرُّ: بھاگنا، يُنَبَّؤُا: جتلایا جائے گا، اَخَّرَ: اس نے پیچھے چھوڑا، لَا تُحَرِّكْ: نہ ہلایئے، جَمْعَهٗ: اس کا جمع کرنا، قُرْاٰنَهٗ: اس کا پڑھوا دینا، قُرْاٰنَهٗ: ہم اسے پڑھیں، بَيَانَهٗ: اس کا بیان کرانا۔

ربط:

آپ نے ابھی سورۃ المدثر میں پڑھا كَلَّا بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ خبردار بلکہ یہ کافر اور نافرمان لوگ آخرت سے نہیں ڈرتے ہیں اب اس سورت میں بھی آخرت اور قیامت کا ہی تذکرہ کیا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: قیامت اور دوبارہ زندہ کرنے کا بیان:

لَآ اُقْسِمُ میں قسم اٹھاتا ہوں بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ قیامت کے دن کی وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ اور ملامت کرنے والے نفس کی قسم اٹھاتا ہوں نفس کی تین اقسام ہیں۔

(۱)...... نفس امارہ: وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ تو یہ نفس امارہ وہ نفس ہے جو ہر وقت انسان کو برائی کا حکم دیتا ہے اور برائی پر آمادہ کرتا رہتا ہے۔ یہ سب سے برا نفس ہے۔ کافر اور مشرک کا نفس امارہ ہوتا ہے۔

(۲)...... نفس لوامہ: یہ جس کا یہاں تذکرہ کیا جارہا ہے اگر گناہ ہوجائے تو اس کو ملامت کرتا ہے کہ تو نے بُرا کام کیا ہے یعنی یہ گناہ کے کام کو گناہ سمجھتا ہے۔ ''لوامہ'' یعنی ملامت کرنے والا یہ عام مسلمانوں کا نفس ہے۔

(۳)...... نفس مطمئنہ : جس کا ذکر سورۂ فجر میں آرہا ہے۔ يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو احکام بتلائیں ہیں یہ نفس دل وجان سے ان پر راضی خوشی عمل کرتا ہے۔ اس کو ان احکامات کے متعلق کوئی شک اور تردد نہیں ہوتا ہے۔ یہ انتہائی اونچے مرتبے کے لوگوں کا نفس ہوتا ہے۔

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ کیا خیال کرتا ہے کہ انسان کہ کافر انسان، نافرمان انسان، کیا خیال کرتا ہے، اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ کہ ہم ہرگز نہیں جمع کریں گے، اس کی ہڈیوں کو، کافر یہ کہتے تھے کہ قیامت نہیں آئے گی۔

ایک موقع پر ابوجہل کہیں سے پرانی کھوپڑی اٹھا کر لایا، مجمع موجود تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں آکر کہنے لگا ذرا اس کو ہاتھ لگاؤ، ہاتھ لگانے سے وہ ریزہ ریزہ ہونا شروع ہوگئی، قہقہہ لگا کر کہنے لگا، مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ،

(سورۃ یٰس)، ان بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا، مشرکین مکہ کا نظریہ تھا کہ ان میں دوبارہ جان نہیں آسکتی۔
تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا خیال کرتا ہے انسان کہ ہم ہرگز نہیں جمع کریں گے اس کی ہڈیوں کو، بَلٰی کیوں نہیں جمع کریں گے، قٰدِرِیْنَ ہم قادر ہیں، عَلٰٓی اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَهٗ اس بات پر کہ ہم برابر کردیں اس کے پور پور کو۔ بنان، جمع ہے بنانہ کی، انگلیوں کی پوروں کو کہتے ہیں، چھوٹی چیز کا بنانا بہ نسبت بڑی چیز کے مشکل ہوتا ہے، تو فرمایا، ہم قادر ہیں کہ اس کی پوروں کو برابر کردیں، درست کردیں، اس کے پورے پورے کو، بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ بلکہ ارادہ کرتا ہے انسان کافر، لِیَفْجُرَ اَمَامَهٗ تا کہ نافرمانی کرے اس کے سامنے۔

قیامت کے مناظر کا بیان:

یَسْئَلُ وہ پوچھتا ہے، اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ کب ہوگا قیامت کا دن، استہزاء، کرتا ہے کہ تم نے قیامت کب برپا کرنی ہے، بتلاؤ تو سہی فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ پس جب چندھیا جائیں گی آنکھیں، بَرِقَ کا معنی حیران رہ جانا، آنکھ کا کھلی کا کھلی رہ جانا، جب قیامت قائم ہوگی پہاڑ اڑیں گے زمین ہموار ہوجائے گی، آسمان کو سمیٹ دیا جائے گا، ستارے گر پڑیں گے، ان چیزوں کو دیکھ کر انسان حیران ہوجائے گا، اور جب انسان حیران ہوتا ہے تو آنکھیں بند نہیں ہوتیں دیکھتے کا دیکھتا رہ جاتا ہے، وَخَسَفَ الْقَمَرُ اور چاند بے نور ہوجائے گا، چاند گرہن ہوجائے تو اندھیرا ہوجاتا ہے سورج کو گرہن لگ جائے تو دن رات بن جاتا ہے تو چاند سے روشنی سلب کرلی جائے گی۔
وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ اور اکٹھے کردیے جائیں گے سورج اور چاند بے نوری کی حالت میں، اور یہ معنی بھی کرتے ہیں، کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے سورج کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا۔ یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ اور کہے گا یَوْمَئِذٍ اس دن، اَیْنَ الْمَفَرُّ مفر مصدر میمی ہے اس کا معنی ہے بھاگنا، معنی ہوگا کہاں ہے بھاگنا، جب تکلیفیں سامنے آئیں گی تو انسان کہیں گے کہاں بھاگیں؟ کَلَّا خبردار، لَا وَزَرَ کوئی جائے پناہ نہیں ہے۔ اے انسان کوئی چھٹکارے کی جگہ نہیں ہوگی، اِلٰی رَبِّكَ یَوْمَئِذِ الْمُسْتَقَرُّ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف ہے مستقر۔ بعض اس کو ظرف کا صیغہ بناتے ہیں، اس وقت معنی ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ربّ کی طرف ہوگی ٹھہرنے کی جگہ، اور بعض مصدر کا معنی کرتے ہیں، پھر معنی ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ربّ کے حضور میں جا کر ہی پیش ہونا ہوگا ٹھہرنا ہوگا۔ یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ خبردار کیا جائے گا، انسان کو بتایا جائے گا، یَوْمَئِذٍ اس دن، بِمَا قَدَّمَ جو اس نے آگے بھیجا ہے وَاَخَّرَ اور جو اس نے پیچھے چھوڑا ہے، پیچھے نیک اولاد چھوڑی ہے مسجد مدرسہ بنایا ہے، نیک کام کیے ہیں تو ان سے اس کو فائدہ پہنچے گا، بری اولاد چھوڑی ہے سینما بنایا ہے، شراب خانہ کھولا ہے تو اس کا وبال اس پر پڑے گا، ہر شے کا بدلہ ہوگا، بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ بلکہ انسان اپنے نفس پر بصیرت والا ہوگا، اپنے اعمال سے باخبر ہوگا، وَّلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَهٗ اگرچہ پیش کرے عذر، حیلے بہانے۔

قرآن کے متعلق خصوصی ہدایات:

جب حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ ساتھ پڑھتے رہتے تا کہ وحی یاد فرمالیں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا۔

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ حرکت دیں قرآن پاک کے ساتھ اپنی زبان کو، لِتَعْجَلَ بِهٖ تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی کریں اس کے بارے میں ایسا نہ کریں، اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ بیشک ہمارے ذمے ہے اس کا جمع کرنا، وَقُرْاٰنَهٗ اور اس کا پڑھانا۔

یعنی جبرائیل علیہ السلام پڑھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے میں جمع کرنا اور پڑھوا دینا ہمارے ذمہ ہے، فَاِذَا قَرَاْنٰهُ پس جس وقت ہم اس کو پڑھ لیں یعنی ہمارا فرشتہ پڑھ لے، فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیروی کریں اس کے پڑھنے کی، ساتھ ساتھ نہیں پڑھنا، بخاری شریف میں روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت خاموشی کے ساتھ وحی کے الفاظ کو سنتے زبان کو حرکت نہیں دیتے تھے۔

تو فرمایا جب ہم پڑھ چکیں تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیروی کریں اس کے پڑھنے کی ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ پھر ہمارے ذمے ہے قرآن کا بیان کرنا، اس کا جمع کرنا، بھی ہمارے ذمے اس کا بیان کرنا بھی ہمارے ذمے اس کی حفاظت بھی ہمارے ذمے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی پیروی کریں۔ قرآن مجید جب پڑھا جارہا ہوتا ہے تو ساتھ ساتھ پڑھنا بے ادبی ہے۔ ضروری ہے کہ خاموشی سے اُس کو سنا جائے۔

كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿20﴾ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿21﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿22﴾ اِلٰى رَبِّهَا

خبردار بلکہ تم پسند کرتے ہو دنیا کی زندگی کو اور چھوڑتے ہو آخرت کو۔ کچھ چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے اپنے ربّ کی طرف

نَاظِرَةٌ ﴿23﴾ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ﴿24﴾ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿25﴾

دیکھنے والے ہوں گے اور کئی چہرے اُس دن اداس ہوں گے یقین کریں گے کارروائی کی جائے گی ان کے ساتھ کمر توڑ۔

كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿26﴾ وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ﴿27﴾ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿28﴾

خبردار جب روح پہنچ جاتی ہے ہنسلی کی ہڈی تک اور کہا جاتا ہے کون ہے دم کرنے والا اور وہ یقین کر لیتا ہے کہ بے شک جدائی

وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿29﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۨالْمَسَاقُ ﴿30﴾ فَلَا صَدَّقَ ع

کا وقت ہے اور چمٹ جاتی ہے پنڈلی پنڈلی کے ساتھ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ربّ کی طرف اُس دن چلنا ہے پس نہ تصدیق کی اس

وَلَا صَلّٰى ﴿31﴾ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿32﴾ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ﴿33﴾

نے اور نہ نماز پڑھی لیکن اس نے جھٹلایا اور اعراض کیا۔ پھر چلا اپنے گھر والوں کی طرف اکڑتا ہوا ہلاکت ہے تیرے لیے

اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿34﴾ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿35﴾ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿36﴾ اَلَمْ

پھر ہلاکت ہے پھر ہلاکت ہے تیرے لیے پھر ہلاکت ہے۔کیا خیال کرتا ہے انسان کہ اس کو چھوڑ دیا جائے گا بے کار۔کیا نہیں

يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ﴿37﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿38﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ

تھا نطفہ منی کا جو رحم میں ٹپکایا جاتا ہے پھر تھا خون کا لوتھڑا پس اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔پس درست کیا پس بنائے اس سے

ع ۱۸ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿39﴾ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْـِۧيَ الْمَوْتٰى ﴿40﴾

جوڑے مذکر اور مونث، کیا نہیں ہے وہ پروردگار قادر اس بات پر کہ زندہ کرے مردوں کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

نَاضِرَةٌ: بارونق، بَاسِرَةٌ: بدرونق، تَظُنُّ: وہ خیال کریں گے، فَاقِرَةٌ: کمر توڑنے والا، اِلْتَفَّتِ: لپٹ جائے گی، اَلْمَسَاقُ: جانا، صَلّٰى: (نہ) نماز پڑھی، يَتَمَطّٰى: ناز کرتا ہوا، يُتْرَكَ: چھوڑ دیا جائے گا، سُدًى: بے کار، مَنِيٍّ: منی، فَسَوّٰى: (پھر) اسے درست کیا۔

ربط:

آغاز سورت سے ہی قیامت اور دوبارہ زندہ کرنے کے متعلق بیان فرمایا جا رہا تھا درمیان میں قرآن شریف سننے کا ایک ادب اور قرینہ بیان فرمایا گیا اب دوبارہ قیامت کا حال بیان فرمایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: نزع کے عالم کا بیان:

كَلَّا خبردار، اور بعض مفسرین حقا کا معنی بھی کرتے ہیں کہ سچی بات ہے، بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ بلکہ تم محبت کرتے ہو دنیا کی زندگی سے عاجلہ، بہت جلد ختم ہونے والی تم کو پسند ہے، وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ اور چھوڑتے ہو آخرت کو، آج جتنی محنت دنیا کے لیے ہے اس کا دسواں حصہ بھی آخرت کے لیے نہیں ہے۔اس آیت کی روشنی میں ہم اپنا محاسبہ کریں کہ ہم کس قدر آخرت کی تیاری کر رہے ہیں۔کفار و مشرکین کی بات تو چھوڑیں ہم اپنا محاسبہ کریں۔وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ کچھ چہرے قیامت والے دن تروتازہ ہوں گے، ہشاش بشاش ہوں گے ان کے چہرے پر بڑی رونق ہوگی، اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے، رب کا دیدار نصیب ہوگا، اہل حق کا عقیدہ ہے کہ قیامت والے دن میدان محشر میں جنت میں مومنوں کو اللہ کا دیدار نصیب ہوگا۔

وَوُجُوْهٌ اور کچھ چہرے يَّوْمَئِذٍۢ بَاسِرَةٌ اس دن اداس ہوں گے پریشان ہوں گے بری شکلیں بنی ہوں گی، تَظُنُّ

وہ یقین کرلیں گے، اَنۡ یُّفۡعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ کہ ان کے ساتھ کمر توڑ کارروائی کی جائے گی، فِقَارُ الظَّهۡر، ریڑھ کی ہڈی کو کہتے ہیں، اور ریڑھ کی ہڈی کے ہر ہر مہرے کو فِقۡرَةٌ کہتے ہیں اور سب کو فقار کہتے ہیں اور ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جائے تو آدمی بے کار ہو جاتا ہے، ساری ہڈی تو درکنار ایک مہرے میں بھی گڑبڑ ہو جائے تو آدمی کام کا نہیں رہتا۔

كَلَّآ خبردار، اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ تراقی، ترقوہ کی جمع ہے بمعنی ہنسلی کی ہڈی، جب جان پاؤں کی طرف سے نکلتے نکلتے ہنسلی کی ہڈی تک پہنچ جاتی ہے سب گھر والے بھی دیکھ رہے ہوتے ہیں، ڈاکٹر حکیم بھی، وَقِيۡلَ اور کہا جاتا ہے، مَنۡ ۜ کون ہے رَاقٍ دم کرنے والا جو اس کو دم کرے اور اس کی جان نہ نکلے۔ ڈاکٹر حکیم تو ناکام ہو چکے ہیں کوئی دم جھاڑ کرنے والا ہی اسے بچالے۔

وَّظَنَّ اور مرنے والا یقین کر لیتا ہے، اَنَّهُ الۡفِرَاقُ کہ بیشک جدائی کا وقت ہے، وَالۡتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ اور چمٹ جاتی ہے پنڈلی پنڈلی کے ساتھ۔ بعض آدمیوں کی جان بڑی سختی کے ساتھ نکلتی ہے پنڈلی پنڈلی کے ساتھ جڑ جاتی ہے اور وہ اکڑا پڑا رہتا ہے، اِلٰى رَبِّكَ يَوۡمَئِذِ الۡمَسَاقُ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف اس دن جانا ہے۔ ساق یسوق کا معنی ہے چلنا اور مساق مصدر ہے، آج چلنا ہے، فَلَا صَدَّقَ پس نہ اس نے تصدیق کی توحید کی، رسالت کی، قیامت کی، قرآن کی، حق کو تسلیم نہیں کیا، وَلَا صَلّٰى اور نہ نماز پڑھی، وَلٰكِنۡ كَذَّبَ لیکن اس نے حق کو جھٹلایا، وَتَوَلّٰى اور نیک کاموں سے اعراض کیا، پشت پھیری، ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهۡلِهٖ پھر چلا اپنے گھر والوں کی طرف، يَتَمَطّٰى اکڑتا ہوا، اَوۡلٰى لَكَ فَاَوۡلٰى، ہلاکت ہے تیرے لیے پھر ہلاکت ہے ثُمَّ اَوۡلٰى لَكَ فَاَوۡلٰى پھر ہلاکت ہے تیرے لیے پس ہلاکت ہے۔ یہ اُن ظالم کافر مکہ کے سرداروں کے متعلق بیان ہو رہا ہے جو غریب اور کمزور مسلمانوں کو ظلم کا نشانہ بناتے اور پھر آپس کی محفلوں میں یا اپنے گھروں میں جا کر بڑے فخر سے بیان کرتے آج میں نے فلاں مسلمان کی بے حرمتی کی فلاں کے ساتھ یہ ظلم کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے ان ظالمانہ افعال کے متعلق فرما رہے ہیں۔ کہ ان اکڑنے والے مغرور، متکبروں کے لیے ہلاکت ہے ہلاکت ہے ہلاکت ہے۔

اَيَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَنۡ يُّتۡرَكَ سُدًى کیا خیال کرتا ہے انسان کہ اس کو بے کار چھوڑ دیا جائے گا۔ ہر انسان کے ذمے کچھ فرائض ہیں کہ ان کا بجالانا ضروری ہے اور کچھ واجبات ہیں کہ وہ کام ایسے ہیں کہ ان کو نہیں کرنا ہے۔

انسان کی تخلیق کا بیان:

اے انسان تجھے یاد نہیں کہ اَلَمۡ يَكُ نُطۡفَةً مِّنۡ مَّنِيٍّ يُّمۡنٰى کیا نہیں تھا نطفہ منی سے، جو ٹپکایا گیا ماں کے رحم میں، ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً پھر تھا خون کا لوتھڑا، پھر اس کے بعد بوٹی بنی پھر اس میں اللہ تعالیٰ نے ہڈیاں پیدا کیں، ڈھانچا تیار کیا پھر اس پر گوشت چڑھایا، فَخَلَقَ فَسَوّٰى پس اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا پس درست کر دیا، اور اس میں روح ڈالی اچھا بھلا تندرست انسان پیدا کر دیا۔ فَجَعَلَ مِنۡهُ الزَّوۡجَيۡنِ پس بنائے اس حقیر قطرے سے جوڑے، الذَّكَرَ وَالۡاُنۡثٰى مذکر اور

مونث، نر اور مادہ پیدا کیے اے قیامت حشر کے منکر، اَلَیْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ کیا نہیں ہے وہ پروردگار قادر، عَلٰٓی اَنْ، اس بات پر، یُّحْیِۦَ الْمَوْتٰی کہ زندہ کرے مردوں کو قیامت والے دن، جو حقیر قطرے سے اچھا بھلا انسان پیدا کرسکتا ہے مرد اور عورت بنا سکتا ہے، بلکہ ہر مذکر اور مؤنث سے جسقدر بھی حیوان، انسان، چرند، پرند غرض سب کو پیدا کررہا ہے وہ کیا ان تمام مخلوقات کو دوبارہ پیدا نہیں کرسکتا ہے، انکار کس چیز کا کرتے ہو، نبی کریم ﷺ جب یہ آیت پڑھتے تو ساتھ ہی پڑھتے بَلٰی وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، کیوں نہیں وہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ لیکن اگر یہ آیت نماز میں آئے تو یہ کلمات نماز میں نہیں پڑھتے ہیں۔

سُوْرَۃُ الدَّھْرِ مَدَنِیَّۃٌ

سورۂ انسان مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ انسان سے مراد انسان ہے اور یہ لفظ پہلی ہی آیت میں آبھی رہا ہے۔ اس سورت کا ایک نام سورۂ ھَلْ اَتٰی بھی ہے اور یہ بھی سورت کے بالکل شروع کے کلمات ہیں۔ اسی طرح اس سورت کا ایک نام سورۂ دھر بھی ہے یہ بھی اس کی پہلی آیت ہی میں لفظ آرہا ہے۔ الدھر کا مطلب زمانہ ہے۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس سورت کا چھہتر (۷۶) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا اٹھانوے (۹۸) نمبر ہے یعنی اس سے قبل ستانوے (۹۷) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ الاتقان فی علوم القرآن میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چھیاسی (۸۶) سورتیں مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہیں اور بقایا اٹھائیس (۲۸) سورتیں مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہیں۔ اس لحاظ سے یہ مکی سورت تو نہ ہوئی اور جیسا کہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تحریر بھی فرما رہے ہیں کہ یہ ایک قول کے مطابق یہ سورت مدنی ہے اور ایک قول کے مطابق مکی ہے۔ اس سورت کی اکتیس (۳۱) آیات ہیں اور رکوع کی تعداد دو (۲) ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ۝ اِنَّا خَلَقْنَا

تحقیق آیا ہے انسان پر، ایک وقت زمانے میں سے، نہیں تھا وہ شے، قابل ذکر۔ بیشک ہم نے پیدا کیا

الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝ اِنَّا هَدَيْنٰهُ

انسان کو، نطفے سے، جو ملا ہوا ہے، ہم اس کو پلٹتے رہے، پس ہم نے اس کو بنایا، سننے والا، دیکھنے والا، بیشک ہم نے اس کی

السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ۝ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا۠

راہنمائی کی، راستے کی، یا تو شکر ادا کرے گا، اور یا ناشکری کرے گا۔ بیشک ہم نے تیار کی ہیں، کافروں کے لیے زنجیریں،

وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ۝ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۝ عَيْنًا

اور طوق اور شعلہ مارنے والی آگ۔ بیشک نیک لوگ پئیں گے ایسے پیالے سے، جس کی ملاوٹ ہوگی کافور سے، وہ ایک

يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ۝ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا

چشمہ ہے، پئیں گے اس سے اللہ کے بندے اس کو چلائیں گے، چلانا، وہ پورا کرتے ہیں نذروں کو، اور ڈرتے ہیں اس دن

كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ۝ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝

سے، جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے، اور کھلاتے ہیں کھانا، اس کی محبت پر مسکین کو، اور یتیم کو، اور قیدی کو۔ (اور کہتے ہیں)

اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝ اِنَّا نَخَافُ مِنْ

بیشک ہم کھلاتے ہیں تم کو، اللہ کی رضا کے لیے، نہیں ارادہ کرتے ہم تم سے بدلے کا اور نہ شکریے کا۔ بیشک ہم ڈرتے ہیں

رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ۝ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً

اپنے رب سے اس دن سے جو ترش رو ہوگا بہت زیادہ ترش رو، پس بچا لیا اللہ نے ان کو، اس دن کے شر سے، اور دے گا ان کو

وَّسُرُوْرًا ۝

تروتازگی اور خوشی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مَذْكُوْرًا: قابل تذکرہ، اَمْشَاجٍ: مخلوط، نَّبْتَلِيْهِ: ہم اسے مکلّف بنائیں، هَدَيْنٰهُ: ہم نے راستہ بتلایا اسے، سَلٰسِلَا: زنجیریں، يَشْرَبُوْنَ: پئیں گے، مِزَاجُهَا: اس کی آمیزش، كَافُوْرًا: کافور، يُفَجِّرُوْنَهَا: وہ بہائیں گے اسے، شَرُّهٗ: اس کی سختی، مُسْتَطِيْرًا: عام، يُطْعِمُوْنَ: وہ کھلاتے ہیں، يَتِيْمًا: یتیم کو، اَسِيْرًا: قیدی، نُطْعِمُكُمْ: ہم تمہیں کھلاتے ہیں، عَبُوْسًا: سخت، قَمْطَرِيْرًا: مصیبت کا طویل دن، لَقّٰىهُمْ: انہیں عطا فرمائے گا، نَضْرَةً: تازگی، سُرُوْرًا: خوشی۔

ربط:

سورت القیامہ میں فرمایا گیا تھا اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى کیا انسان ایک حقیر نطفہ منی نہیں تھا جو ماں کے رحم میں ٹپکایا گیا تھا۔ اب اس سورت انسان کا آغاز بھی اسی بیان سے کیا جا رہا ہے کہ ایک زمانہ انسان پر ایسا بھی رہ چکا ہے کہ وہ قابل ذکر شے نہیں تھا۔ یعنی منی کا ایک حقیر اور گندہ قطرہ اس کا آغاز اور اصل ہے۔

تفسیری نکات: انسان کی ابتدائی حالت کا بیان:

هَلْ اَتٰى تحقیق آیا ہے عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ انسان پر، ایک وقت، مِّنَ الدَّهْرِ زمانے میں سے، لَمْ يَكُنْ

شَیْئًا مَّذْکُوْرًا نہیں تھا وہ شے قابل ذکر، پیدائش سے پہلے انسان کا کیا وجود تھا؟ اس کا کیا نام تھا، ؟ معدوم تھا کوئی نام ونشان نہ تھا، انسان کوئی قابل ذکر شے نہ تھا، اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ بیشک ہم نے پیدا کیا انسان کو، مِنْ نُّطْفَةٍ نطفے سے، اَمْشَاجٍ مشیج کی جمع ہے، اس کا معنی ہے ملا جلا، مرد عورت کا نطفہ رحم میں یہ دونوں اکٹھے ہوتے ہیں۔ نَّبْتَلِیْهِ ہم اس کو پلٹے رہتے ہیں، پہلے مرد اور عورت دونوں کا نطفہ پھر لوتھڑا، پھر ہڈیاں، پھر اس پر گوشت چڑھانا، پھر اسمیں روح ڈالنا، اور وہ ماں کے پیٹ میں نقل وحرکت کرتا ہے فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا پس بنا دیا ہم نے اس کو، سننے والا دیکھنے والا، سنتا بھی ہے اور دیکھتا بھی ہے۔

اِنَّا هَدَیْنٰهُ السَّبِیْلَ بیشک ہم نے اس کی راہنمائی کی راستے کی، حق راستہ بتلایا، عقل، سمجھ دی، پیغمبر بھیجے کتابیں نازل کیں، آخری کتاب قرآن کریم ہے اور آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوگئی ہے۔

مجرموں کے لیے طوق اور زنجیریں:

اِمَّا شَاكِرًا یا تو شکر ادا کرے گا وَّاِمَّا كَفُوْرًا اور یا اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرے گا، اللہ نے انسان کو، اتنا اختیار دیا ہے کہ ایمان لائے یا کفر اختیار کرے، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے، یا ناشکری کرے، اگر نافرمانی کرے گا، تو اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ سَلٰسِلَا بیشک ہم نے تیار کی ہیں کافروں کے لیے زنجیریں، زنجیریں پاؤں میں ڈالی جائیں تو ان کو بیڑیاں، کہتے ہیں اور جو زنجیریں ہاتھوں میں ڈالی جاتی ہیں، ان کو ہتھکڑیاں کہتے ہیں، وَاَغْلٰلًا اغلال غل کی جمع ہے، اس کا معنی ہے طوق جو گلے میں ڈالا جاتا ہے، مجرم کو فرشتوں نے پکڑا ہوگا، ہاتھ پاؤں جکڑے ہوں گے گلے میں طوق ڈالے ہوں گے ہاتھوں میں ہتکڑیاں اور پیروں میں بیڑیاں ہوں گی اور دوزخ میں جلتے رہیں گے، وَّسَعِیْرًا اور شعلہ مارنے والی آگ تیار کر رکھی ہے، جو دنیا کی آگ سے انہتر گنا تیز ہے۔

نیکوکاروں کے انعامات:

اِنَّ الْاَبْرَارَ بیشک نیک لوگ، یَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ پئیں گے، پیالے سے، بھرا ہوا پیالہ، كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا جس کی ملاوٹ کافور سے ہوگی، عَیْنًا وہ چشمہ ہے، یَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ پئیں گے اس سے اللہ کے بندے اللہ تعالیٰ کے خاص بندے اس کافور کے چشمے سے پئیں گے، جو عام جنتی ہوں گے ان کو جو پانی پلایا جائے گا، یا شراب پلائی جائے گی، اس میں کافور کی آمیزش ہوگی، جیسے شربتوں میں بعض میں عرق کیوڑہ ڈال دیتے ہیں اس سے شربت کا ذائقہ بہت خوشبودار اور عمدہ ہو جاتا ہے، تو اللہ کے جو خاص بندے ہیں وہ کافور چشمے سے پانی پئیں گے۔ یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِیْرًا وہ اس کو چلائیں گے چلانا، جہاں ان کا دل کرے گا اس کو بہا کر وہاں لے جائیں گے، احادیث میں آتا ہے کہ جنتیوں کے ہاتھ میں سونے کی لاٹھی ہوگی، پانی کے بند موتیوں کے بنے ہوئے ہوں گے، جہاں کوئی پانی کو لے جانا چاہے گا لاٹھی سے اشارہ کرے گا تو خود ہی موتیوں کے بند اور کنارے بنتے جائیں گے اور ساتھ ساتھ پانی چلتا جائے گا۔

نیک بندوں کی خصوصیات:

یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وہ اپنی نذریں پوری کرتے ہیں۔اب یہاں ایک معنی تو اس کے یہ بنتے ہیں کہ نیک لوگ جو منت مانتے ہیں وہ پوری کرتے ہیں اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بیان القرآن میں فرماتے ہیں کہ جو فرائض وواجبات انسان کے ذمے اللہ تعالیٰ نے لگائے ہیں وہ انہیں پورا کرتے ہیں۔ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا اور ڈرتے ہیں اُس دن سے كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے، بکھری ہوئی ہے۔یعنی قیامت کا دن ایسا سخت اور ڈرانے والا اور سخت ہوگا کہ نیک وبدسب پر اس کا خوف اور ڈر ہوگا۔وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ اور اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے کھانا کھلاتے ہیں مِسْكِيْنًا مسکین کو۔مسکین وہ ہے جو صاحب نصاب نہ ہوایسے شخص کو زکوۃ،فطرانہ،عشر،قسم کا کفارہ اور نذر اور منت کا مال دینا جائز ہے۔وَّيَتِيْمًا اور یتیم کو جس کا باپ نہ ہواور وہ ابھی نابالغ ہو۔وَّاَسِيْرًا اور قیدی کو چاہے مسلمان ہو چاہے کافر۔

اور کھانا کھلانے والے کہتے ہیں،اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ بیشک ہم تم کو جو کھانا کھلاتے ہیں اللہ کی رضا کے لیے ہے،لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً نہیں ارادہ کرتے ہم تم سے کسی بدلے کا،وَّلَا شُكُوْرًا اور نہ شکریے کا،اِنَّا نَخَافُ بیشک ہم ڈرتے ہیں،مِنْ رَّبِّنَا اپنے رب سے،يَوْمًا اس دن عَبُوْسًا جو ترش رو ہوگا،دن کو آدمی کے ساتھ تشبیہ دی ہے،کہ جس وقت آدمی غصے میں ہوتا ہے اس کا چہرہ بگڑا ہوا ہوتا ہے اس کے طور اطوار اور بولنے کا لہجہ ہی کچھ اور بنا ہوتا ہے، قَمْطَرِيْرًا قمطریر کا معنی ہے بہت زیادہ بگڑا ہوا،لیکن اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں کی وجہ سے ان پر مہربان ہوگا،فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ پس بچالیا اللہ نے ان کو،شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ اس دن کی تکلیف سے اللہ تعالیٰ ان کو محفوظ رکھے گا،اللہ کی اطاعت میں انہوں نے زندگی گزاری،وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ کرتے ہیں ،نَضْرَةً فِي الْوَجْهِ وَّسُرُوْرًا فِي الْقَلْبِ اور دے گا ان کو اللہ تعالیٰ تروتازگی چہروں میں اور خوشی دل میں ان کے چہرے ہشاش بشاش اور بارونق ہوں گے دیکھنے والا خوش ہوگا،اور ان کے دلوں میں خوشی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دوزخ سے بچالیا ہے۔

وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ﴿۱۲﴾ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ

اور بدلہ دے گا ان کو،اس لیے کہ انہوں نے صبر کیا جنت کا اور ریشمی لباس۔ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے جنت میں کرسیوں پر،

لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ﴿۱۳﴾ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا

نہیں دیکھیں گے جنت میں سورج کو اور نہ ٹھنڈک کو،اور جھکے ہوئے ہوں گے ان پر سائے ان کے،اور پست کر دیے جائیں

تَذْلِيْلًا ﴿۱۴﴾ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا۠ ﴿۱۵﴾

گے جنت کے پھل پست کر دیے جانا،اور پھیرے جائیں گے ان کے سامنے برتن چاندی کے،اور گلاس ہوں گے وہ شیشے کے

قَوَارِيْرَا۟ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ﴿16﴾ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا

اور شیشہ چاندی کا ہوگا، اور اندازہ لگائیں اس کا وہ اندازہ لگانا۔ اور پلائے جائیں گے ان جنتوں میں، ایسے پیالے جن میں

زَنْجَبِيْلًا ﴿17﴾ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ﴿18﴾ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا

ملاوٹ ہوگی زنجبیل کی، وہ چشمہ ہے جنت میں جس کا نام رکھا گیا ہے سلسبیل، اور پھریں گے ان کے پاس بچے ہمیشہ رکھے

رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ﴿19﴾ وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ﴿20﴾

ہوئے جب دیکھے گا تو ان کو، تو خیال کرے گا ان کو موتی بکھرے ہوئے۔ اور جب دیکھے تو وہاں دیکھے گا نعمتیں اور ملک بہت

عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ۫ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ

بڑا، ان پر کپڑے باریک ریشم کے سبز رنگ کے اور موٹے ریشم کے، اور پہنائے جائیں گے ان کو کنگن چاندی کے، اور پلائے

ع شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿21﴾ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿22﴾

گا ان کو ان کا رب، شراب، طہور سے۔ بیشک ہے یہ تمہارے لیے بدلہ اور تمہاری محنت کی قدر کی گئی ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

حَرِيْرًا: ریشمی لباس، شَمْسًا: تپش، زَمْهَرِيْرًا: سردی، ظِلٰلُهَا: ان کے سائے، ذُلِّلَتْ: اختیار میں دیئے گئے، تَذْلِيْلًا: جھکانا، (بِ) اٰنِيَةٍ: برتن، قَوَارِيْرَ: شیشے، قَدَّرُوْهَا: ان کو اندازہ سے بھرا ہوگا، يُسْقَوْنَ: انہیں پلایا جائے گا، زَنْجَبِيْلًا: سونٹھ، سَلْسَبِيْلًا: سلسبیل، حَسِبْتَهُمْ: تو اسے گمان کرے گا، نَعِيْمًا: بڑی نعمت، عٰلِيَهُمْ: ان کے اوپر، حُلُّوْٓا: پہنائے جائیں گے، سَقٰىهُمْ: انہیں پلائے گا، شَرَابًا: شراب، سَعْيُكُمْ: تمہاری کوشش۔

ربط:

اس سے پہلے کی آیات میں اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی خوبیوں کا ذکر فرمایا گیا اب ان آیات میں ان نیک بندوں کو دیے جانے والے انعامات کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: نیک بندوں کو ملنے والے انعامات:

وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا اور بدلہ دے گا ان کو اللہ تعالیٰ اس لیے کہ انہوں نے صبر کیا، حق کہنے پر جو تکلیفیں آئیں جَنَّةً ان تکالیف کے بدلے میں ان کو جنت کا بدلہ دے گا، ان کے صبر کے بدلے میں، وَّحَرِيْرًا اور ریشمی لباس دے گا۔

مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۚ ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے جنت میں آرام دہ کرسیوں پر، اور جس طرف کا ارادہ کریں گے کرسی اسی طرف گھوم جائے گی گھمانے اور پھیرنے کی بھی تکلیف نہیں ہوگی، لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا نہیں دیکھیں گے جنت میں سورج کو، وَّلَا زَمْهَرِيْرًا اور نہ ٹھنڈک کو، مفسرین کرام اس کی دو تفسیریں بیان کرتے ہیں۔

(اوّل): یہ کہ وہاں سورج اور چاند بالکل نہیں ہوگا، روشنی ہوگی جیسے سورج کے طلوع سے پہلے ہوتی ہے، یہ حضرات ظاہری الفاظ پر استدلال کرتے ہیں۔

(دوم): دوسرے حضرات فرماتے ہیں، سورج بھی ہوگا، چاند بھی ہوگا، لیکن سورج کی گرمی اور تپش نہیں ہوگی، یہ حضرت استدلال کرتے ہیں وَلَا زَمْهَرِيرًا سے کہ جنت میں ٹھنڈک نہیں ہوگی، تو ٹھنڈک کا تقابل گرمی سے ہوتا ہے انتہائی گرمی سے بھی آدمی اکتا جاتا ہے، اور انتہائی سردی سے بھی آدمی اکتا جاتا ہے تو جنت میں نہ تکلیف دینے والی گرمی ہوگی اور نہ تکلیف دینے والی ٹھنڈک ہوگی۔

وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ اور جھکے ہوئے ہوں گے ان پر، ظِلٰلُهَا سائے جنت کے درختوں کے، ایک ایک درخت کا سایہ اتنا لمبا ہوگا کہ گھوڑا سو سال تک دوڑتا رہے تو ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک نہیں پہنچ سکے گا، اس درخت کا نام طوبیٰ ہے، وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا قطوف جمع ہے قطف کی، قطف اس پھل کو کہتے ہیں جو بالکل پکا ہوا ہو، معنی ہوگا اور پست کر دیے جائیں گے، نیچے کر دیے جائیں گے ان پر جنت کے پھل قریب کر دیے جانا، اگر کوئی بیٹھا ہے تو پھل کھانے کے لیے کھڑا ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور کھڑا ہے تو درخت پر چڑھنے کی ضرورت نہیں ہے اگر لیٹا ہوا ہے تو اٹھ کر بیٹھنے کی ضرورت نہیں ہے، خود بہ خود ٹہنیاں جھک کر سامنے آجائیں گی، اور جب یہ دانہ توڑے گا فوراً وہاں اُس پھل سے اچھا اور بڑا دانہ لگ جائے گا۔

وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ اور پھیرے جائیں گے جنتیوں کے سامنے برتن، مِّنْ فِضَّةٍ چاندی کے، اس مقام پر چاندی کا ذکر ہے اور دوسرے مقام پر سونے کا ذکر ہے، وَّاَكْوَابٍ اکواب کوب کی جمع ہے، کوب ایسے برتن کو کہتے ہیں جس کا دستہ نہ ہو جیسے پیالہ ہوتا ہے یا گلاس ہے، اور قرآن کریم میں اباریق کا لفظ بھی آیا ہے، ابریق کا لفظ بھی آیا ہے، ابریق اباریق ایسے برتن کو کہتے ہیں جس کے پیچھے دستہ لگا ہوا ہو، جیسے جگ ہے، چینک، ہے تو جنت میں ہر طرح کے برتن ہوں گے دستوں والے بھی اور بغیر دستوں کے بھی گلاس پیالے ہوں گے كَانَتْ قَوَارِيرَا ہوں گے شیشے کے۔ قَوَارِيرَا مِنْ فِضَّةٍ شیشہ چاندی کا ہوگا مادہ ومیٹریل چاندی کا ہوگا، اور صفائی میں شیشے کی طرح ہوں گے، دنیا میں کوئی جگہ ایسی نہیں ہے کہ جہاں چاندی کا برتن ہو اور اندر کی چیزیں باہر سے نظر آئیں، لیکن جنت کے چاندی کے برتنوں کی صفائی ایسی ہوگی کہ اندر کی چیزیں باہر سے بالکل صاف نظر آئیں گی، قَدَّرُوْهَا تَقْدِيرًا اندازہ لگائیں وہ اس کا اندازہ لگانا یعنی اندازے سے بھریں گے۔

وَيُسْقَوْنَ فِيهَا اور وہ پلائے جائیں گے، جنت میں، كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيلًا ایسے پیالے جن میں ملاوٹ ہوگی زنجبیل کی، كَاْسًا عربی میں بھرے ہوئے پیالے کو کہتے ہیں، خالی پیالے کو زُجاجہ کہتے ہیں، زنجبیل سونٹھ کو کہتے ہیں، یہ ہاضم ہوتی ہے لیکن جنت کی زنجبیل، عَيْنًا فِيهَا وہ چشمہ ہے جنت میں، تُسَمّٰى سَلْسَبِيلًا اس کا نام سلسبیل

رکھا گیا ہے، اس چشمے کا نام سلسبیل ہے۔

جنت کے خادم بچوں کا بیان:

وَیَطُوْفُ عَلَیْھِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اور پھریں گے ان کے پاس بچے ہمیشہ رکھے ہوئے، وہ بچے ہمیشہ رہیں گے یہ بچے کون ہوں گے؟ اس کے متعلق تین تفسیریں مفسرینِ سے منقول ہیں۔

[۱] ......ایک یہ کہ جنت کی مخلوق ہیں جیسے حوریں جنت کی مخلوق ہیں۔

[۲] ......دوسری تفسیر یہ ہے کہ مسلمانوں کے جو بچے چھوٹی عمر میں فوت ہوئے ہیں مثال کے طور پر میرے تین بچے فوت ہوئے ہیں اسی طرح دوسروں کے بھی فوت ہوئے ہیں، یہ وہاں خدمت پر ہوں گے۔

[۳] ......تیسری تفسیر یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ حضرت مشرکوں کے جو چھوٹے بچے مرتے ہیں ان کا کیا بنے گا،؟ آپ ﷺ نے فرمایا، خدمة اهل الجنه، یہ جنتیوں کے خادم ہوں گے، کیوں کہ مکلف نہیں ہوتے اور غیر مکلف کو اللہ تعالیٰ سزا نہیں دیتے۔

اِذَا رَاَیْتَھُمْ جب تو دیکھے تو اے مخاطب ان کو، حَسِبْتَھُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا تو خیال کرے گا ان کے بارے میں موتی بکھرے ہوئے، کوئی ادھر بھاگا جا رہا ہے کوئی ادھر بھاگا جا رہا ہے، وَاِذَا رَاَیْتَ اور جب دیکھے گا تو ثَمَّ رَاَیْتَ وہاں جنت میں دیکھے گا، نَعِیْمًا نعمتیں ہی نعمتیں، وَّمُلْکًا کَبِیْرًا اور ملک بہت بڑا، ایک ایک آدمی کو دنیا کے برابر رقبہ ملے گا، یہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ بندہ کیا کرے گا مگر یہ سب حق ہے اور سچ ہے۔ عٰلِیَھُمْ ثِیَابُ سُنْدُسٍ یعنی اس کا معنی ہے باریک ریشم، ان پر کپڑے ہوں گے باریک ریشم کے، خُضْرٌ اس کا معنی ہے سبز رنگ کا باریک رِیشم، سبز رنگ کے ریشمی کپڑے ہوں گے، وَّاِسْتَبْرَقٌ یعنی ریشم موٹا، اور موٹے ریشم کے کپڑے ہوں گے انسانوں کے مزاج مختلف ہیں مثلاً گرمی کے زمانے میں بعض لوگ باریک کپڑے پہنتے ہیں اور بعض گرمی میں بھی موٹے کپڑے پہنتے ہیں کہ لونہ لگے۔ وہاں بھی مزاج کے مطابق جو باریک ریشم پہننا چاہیں گے، وہ باریک پہنیں گے۔ اور جو موٹا ریشم پہننا چاہیں گے وہ موٹا پہنیں گے۔

وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ اور پہنائے جائیں گے ان کو کنگن چاندی کے، اور سورۃ فاطر آیت نمبر ۳۳ میں سونے کا ذکر ہے، یحلون فیھا من اساور من ذھب، سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اس میں۔ وَسَقٰھُمْ رَبُّھُمْ اور پلائے گا ان کو ان کا رب، شَرَابًا طَھُوْرًا ایک پانی جو پاکیزہ ہوگا یا ایسی چیزیں پلائے گا جو پاکیزہ ہوں گی۔ اِنَّ ھٰذَا کَانَ لَکُمْ جَزَآءً بیشک ہے یہ تمہارے لیے بدلہ، اے نیکیاں کرنے والو یہ تمہارا بدلہ ہے وَّکَانَ سَعْیُکُمْ مَّشْکُوْرًا اور تمہاری محنت کی قدر کی گئی ہے جو تم نے دین کے لیے کی ہے، آخرت کے لیے کی ہے۔

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ تَنۡزِيۡلًا ﴿23﴾ فَاصۡبِرۡ لِحُكۡمِ رَبِّكَ وَلَا

بیشک ہم نے اتارا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبر کریں اپنے رب کے حکم کے لیے اور نہ

تُطِعۡ مِنۡهُمۡ اٰثِمًا اَوۡ كَفُوۡرًا ﴿24﴾ وَاذۡكُرِ اسۡمَ رَبِّكَ بُكۡرَةً وَّاَصِيۡلًا ﴿25﴾ وَمِنَ الَّيۡلِ فَاسۡجُدۡ

اطاعت کریں ان میں سے کسی گناہ گار کی یا ناشکرے کی اور ذکر اپنے رب کے نام کا، پہلے پہر اور پچھلے پہر، اور رات کو، سجدہ

لَهٗ وَسَبِّحۡهُ لَيۡلًا طَوِيۡلًا ﴿26﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوۡنَ الۡعَاجِلَةَ وَيَذَرُوۡنَ وَرَآءَهُمۡ يَوۡمًا

کریں اس کے سامنے، اور تسبیح بیان کریں اس کی، لمبی رات۔ بیشک یہ لوگ پسند کرتے ہیں ختم ہونے والی زندگی کو،

ثَقِيۡلًا ﴿27﴾ نَحۡنُ خَلَقۡنٰهُمۡ وَشَدَدۡنَاۤ اَسۡرَهُمۡ ۚ وَاِذَا شِئۡنَا بَدَّلۡنَاۤ

اور چھوڑتے ہیں اپنے آگے، اس دن کو جو بھاری ہے۔ ہم نے پیدا کیا ہے ان کو، اور مضبوط کیے ہم نے ان کے جوڑ، اور جس

اَمۡثَالَهُمۡ تَبۡدِيۡلًا ﴿28﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذۡكِرَةٌ ۚ فَمَنۡ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيۡلًا ﴿29﴾ وَمَا

وقت ہم چاہیں گے، ہم بدل دیں گے ان جیسے بدل دینا۔ بیشک یہ آیات نصیحت ہیں، پس جو چاہے بنالے اپنے رب کی طرف راستہ

تَشَآءُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ﴿30﴾ يُّدۡخِلُ مَنۡ يَّشَآءُ فِىۡ

اور تم نہیں چاہ سکتے، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے، بیشک اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ داخل کرتا ہے جس کو چاہتا ہے

رَحۡمَتِهٖ ؕ وَالظّٰلِمِيۡنَ اَعَدَّ لَهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ﴿31﴾ ع ۲ ۹ ۲

اپنی رحمت میں۔ اور ظالموں کے لیے اس نے عذاب دردناک تیار کر رکھا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اٰثِمًا: فاسق، گناہ گار، فَاسۡجُدۡ: (پس) تو سجدہ کر، بُكۡرَةً: پہلا پہر، الۡعَاجِلَةَ: ختم ہونے والی زندگی، اَسۡرَهُمۡ: ان کے جوڑ، اَعَدَّ لَهُمۡ: تیار کر رکھا ہے اُس نے۔

ربط:

اس سے قبل آیات میں جنت اور اُس کی نعمتوں کا ذکر کیا گیا جو اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو عطا فرمائیں گے۔ اب یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے مسلمانوں سے اللہ تعالیٰ یہ فرما رہے ہیں کہ جنت کے ان انعامات کو حاصل کرنے کے لیے قرآن کی تلاوت کو لازم پکڑو۔ اللہ کے احکامات کی دل وجان سے تعمیل کرو۔ اور جو نافرمان ہیں وہ ایک دن یعنی یوم آخرت میں لازماً دردناک عذاب کا مزہ چکھیں گے۔

تفسیری نکات: تلاوت قرآن اور صبر اور نماز کو لازم پکڑنے کا حکم:

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ بیشک ہم نے نازل کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے تَنۡزِيۡلًا تھوڑا

تھوڑا کر کے اتارنا۔ تو ہدایت کا انتظام اس طرح کیا کہ تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا کہ پہلے نازل شدہ قرآن کے احکامات پر عمل کر لیں پھر اور نازل کیا پھر اس پر عمل کر لیں پھر اور نازل کیا کہ کیوں کہ اگر ایک ہی دفعہ سارے احکام نازل کر دیے جاتے تو آزاد قسم کے لوگ کہتے ہیں کہ ہم سے عمل نہیں ہو سکتا مکی سورتوں میں ذہن سازی کی اللہ کی ذات پر ایمان لاؤ جیسے وہ چاہتا ہے رسالت پر ایمان لاؤ، قیامت پر ایمان لاؤ، آخرت پر ایمان لاؤ، قرآن پر ایمان لاؤ۔ جب ذہن پختہ ہو گیا پھر کوئی حکم ان کے لیے ماننا مشکل نہ رہا۔

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ پس آپ ﷺ صبر کریں، اپنے رب کے حکم پر، وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا اور نہ اطاعت کریں ان میں سے کسی گناہ گار یا ناشکرے کی۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ اور آپ ﷺ ذکر کریں اپنے رب کے نام کا، بُكْرَةً پہلے پہر، اور وَّاَصِيْلًا اور پچھلے پہر وَمِنَ الَّيْلِ اور رات کو، بعض مفسرین کرام فرماتے ہیں، بُكْرَةً پہلے پہر کو کہتے ہیں اس میں فجر کی نماز آ گئی، اور وَّاَصِيْلًا پچھلے پہر کو کہتے ہیں اس میں ظہر اور عصر کی نمازیں آ گئیں، اور وَمِنَ الَّيْلِ، رات کے وقت میں مغرب اور عشاء آ گئیں۔ فَاسْجُدْ لَهٗ پس آپ ﷺ سجدہ کریں اللہ تعالیٰ کے سامنے ان اوقات میں، وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا اور تسبیح بیان کریں اللہ تعالیٰ کی لمبی رات میں۔

کافر دنیا کی زندگی کو پسند کرتے ہیں:

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ بیشک یہ لوگ، يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ پسند کرتے ہیں جلدی ختم ہونے والی کو یعنی دنیا کی زندگی کو پسند کرتے ہیں، دنیا کو دنیا بھی اسی لیے کہتے ہیں کہ دنیا کا معنی ہے قریب، ختم ہونے والے۔ اور عاجلہ بھی کہتے ہیں، جلد ختم ہونے والی، وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ اور چھوڑتے ہیں اپنے آگے، يَوْمًا ثَقِيْلًا ایسے دن کو، جو بھاری ہے۔ یعنی قیامت کا دن۔

نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ ہم نے ہی ان کو پیدا کیا ہے وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ اور مضبوط کیے ہم نے ان کے جوڑ، انگلیوں کے جوڑ دیکھو کہنیوں کا بند دیکھو، کندھوں اور گھٹنوں کے جوڑ دیکھو، کتنے مضبوط ہیں جس رب نے تمہارے یہ بند جوڑ مضبوط بنائے ہیں وہی تمہیں دوبارہ زندہ کرے گا۔

وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ اور جب ہم چاہیں گے بدل دیں گے ان جیسوں کو، تَبْدِيْلًا بدل دینا، ہم ان کو پیدا کر سکتے ہیں جوڑ بند مضبوط کر سکتے ہیں تو قیامت والے دن ان کو بدل کر نہیں لا سکتے، دوبارہ پیدا نہیں کر سکے، ہمارے لیے کون سی چیز مشکل ہے اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ بیشک یہ سورت یہ آیات نصیحت ہیں۔ یہ تمہیں دعوت فکر دیتی ہیں۔

فَمَنْ شَآءَ پس جو شخص چاہے، اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا بنا لے اپنے رب کی طرف راستہ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ، بیشک ہم نے اس کو راستے کی راہنمائی کر دی ہے قرآن پاک کے ذریعے۔ اب جس کا جی چاہے راہ حق پر چلے۔ چلنا اس کا

کام ہے، وَمَا تَشَآءُوْنَ اور تم نہیں چاہتے، اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے بندہ اپنے فعل میں مکمل طور پر خودمختار نہیں ہے، اللہ نے بندے کو ارادہ کا اختیار دیا ہے، فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ، پس جو چاہے ایمان لائے اپنی مرضی سے اور جو چاہے کفر اختیار کرے، اپنی مرضی سے، قوت طاقت اللہ تعالیٰ کے پاس ہے جس وقت بندہ ایمان کا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو توفیق دے دیتے ہیں، اگر کفر کا ارادہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو کفر کی طرف چلادیں گے۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے، يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ داخل کرتا ہے جس کو چاہتا ہے فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ اپنی رحمت میں یعنی اس کو راہ حق کی ہدایت دے دیتا ہے، وَالظّٰلِمِيْنَ اور جو ظالم ہیں اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا تیار کیا ہے ان کے لیے دردناک عذاب۔ آخرت کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر گنا تیز ہے، جب کہ دنیا کی آگ کوئی برداشت نہیں کرسکتا۔

سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ المرسلات مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ مُرسَلٰت کا لفظ پہلی آیت میں ہی آرہا ہے جس کا مطلب ہے "چلائی جانے والی ہوائیں" ترتیب قرآنی کے مطابق اس کا ستتر (۷۷) نمبر ہے اور نزول قرآنی کے لحاظ سے اس کا تینتیس (۳۳) نمبر ہے یعنی اس سے قبل بتیس (۳۲) سورتیں نازل ہوچکی تھیں۔ اس کی آیات کی تعداد پچاس (۵۰) ہے اور رکوع کی تعداد دو (۲) ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ﴿۱﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ﴿۲﴾ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ﴿۳﴾

قسم ہے ان ہواؤں کی جو چھوڑی جاتی ہیں، لگاتار، پس وہ تیزی کے ساتھ چلتی ہیں تیزی کے ساتھ چلنا، اور اڑادیتی ہیں

فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ﴿۴﴾ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ﴿۵﴾ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ﴿۶﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ

اڑادینا پس تقسیم کرتی ہیں تقسیم کرنا، پس ڈال دیتی ہیں ذکر کو عذر کے لیے۔ یا ڈرانے کے لیے بے شک وہ چیز جس کا تمہارے

لَوَاقِعٌ ﴿۷﴾ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ﴿۸﴾ وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ﴿۹﴾

ساتھ وعدہ کیا جارہا ہے البتہ واقع ہونے والی ہے۔ پس جس وقت ستارے بے نور کردیئے جائیں گے، اور جس وقت آسمان

وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ﴿10﴾ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ﴿11﴾ لِاَیِّ یَوْمٍ

پھٹ جائے گا اور جس وقت پہاڑ اڑا دیئے جائیں گے اور جس وقت رسولوں کے لیے وقت مقرر کیا جائے گا۔ کس دن کے لیے

اُجِّلَتْ ﴿12﴾ لِیَوْمِ الْفَصْلِ ﴿13﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الْفَصْلِ ﴿14﴾ وَیْلٌ یَّوْمَىِٕذٍ

ان کو مہلت دی گئی ہے فیصلے کے دن کے لیے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے بتلایا کہ فیصلے کا دن کیا ہے خرابی ہے اس دن

لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿15﴾ اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِیْنَ ﴿16﴾ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِیْنَ ﴿17﴾ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ

جھٹلانے والوں کے لیے، کیا ہم نے ہلاک نہیں کیا پہلوں کو پھر ہم نے پیچھے لگائے ان کے دوسرے۔ اسی طرح ہم کرتے ہیں

بِالْمُجْرِمِیْنَ ﴿18﴾ وَیْلٌ یَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿19﴾ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ ﴿20﴾

مجرموں کے ساتھ، خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔ کیا ہم نے تمہیں پیدا نہیں کیا بے قدرے پانی سے،

فَجَعَلْنٰهُ فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ﴿21﴾ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿22﴾ فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ

پس ہم نے اس کو کیا ایک جگہ میں جو ٹھہرنے کی تھی ایک مقرر مدت تک، پس ہم نے اس کا اندازہ لگایا کیا پس ہم خوب اندازہ

الْقٰدِرُوْنَ ﴿23﴾ وَیْلٌ یَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿24﴾ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿25﴾

کرنے والے ہیں۔ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لیے، کیا نہیں بنایا ہم نے زمین کو سمیٹنے والی زندوں کو اور مردوں کو۔

اَحْیَآءً وَّاَمْوَاتًا ﴿26﴾ وَّجَعَلْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ شٰمِخٰتٍ وَّاَسْقَیْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ﴿27﴾ وَیْلٌ

اور بنائے ہم نے اس زمین میں مضبوط پہاڑ اُونچے اُونچے۔ اور پلایا ہم نے تم کو پانی خوش گوار، خرابی ہے

یَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿28﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿29﴾

اس دن جھٹلانے والوں کے لیے چلو تم اس چیز کی طرف جس کو تم جھٹلاتے ہو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْمُرْسَلٰتِ: بھیجی جانے والی، عُرْفًا: متواتر، مسلسل، فَالْعٰصِفٰتِ: تندی سے چلنے والی، عَصْفًا: طوفان بن کر، النّٰشِرٰتِ: اٹھا کر لانے والی، نَشْرًا: پھیلانا، فَالْفٰرِقٰتِ: متفرق کرنے والی، فَرْقًا: جدا کرنا، فَالْمُلْقِیٰتِ: پس ڈال دیتی ہیں، نُذْرًا: ڈرانا، طُمِسَتْ: بے نور کیے جائیں گے، فُرِجَتْ: پھٹ جائیں گے، نُسِفَتْ: اڑائے جائیں گے، اُقِّتَتْ: وقت مقررہ پر جمع کیے جائیں گے، اُجِّلَتْ: ملتوی رکھا گیا، نُتْبِعُهُمْ: ہم ان کے ساتھ کر دیں گے، اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ: کیا ہم نے پیدا نہیں کیا تمہیں، فَقَدَرْنَا: پھر ہم نے اندازہ ٹھہرایا، كِفَاتًا: سمیٹنے والی، شٰمِخٰتٍ: بلند، اَسْقَیْنٰكُمْ: ہم نے پلایا تمہیں، اِنْطَلِقُوْٓا: تم چلو۔

ربط:

سورۃ الدھر کی آخری آیت میں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ظالموں کے لیے یعنی کفار و مشرکین اور منافقین کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ یہ عذاب یوم آخرت سے شروع ہوگا۔ اب اس سورۃ میں آخرت کے عذابوں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: شروع کی چھ آیات کی مختلف تفاسیر:

تفسیر نمبر ①

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ان ہواؤں کی قسم ہے جو لگا تا چلائی جاتی ہیں۔

فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا پس وہ تیزی کے ساتھ چلتی ہیں تیزی کے ساتھ چلنا، مشاہدے کی بات ہے کہ ہوائیں تیزی کے ساتھ بھی چلتی ہیں، وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا اور اڑا دیتی ہیں اڑا دینا، گرد و غبار کو اڑاتی ہیں کپڑوں کو اڑا کر لے جاتی ہیں، کاغذوں کو اڑا دیتی ہیں، فَالْفٰرِقٰتِ پس تقسیم کرتی ہیں ہوائیں بادلوں کو، فَرْقًا تقسیم کرنا، اللہ تعالیٰ کے حکم سے بادل کے ٹکڑوں کو ادھر لے جاتی ہیں کسی کو ادھر لے جاتی ہیں فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا پس وہ ہوائیں ڈالتی ہیں ذکر کو، یہ جو میں آواز نکال رہا ہوں اسکو تمہارے کانوں تک پہنچنے کے عالم اسباب میں ہوا ہی ذریعہ ہے اگر یہ ہوا نہ ہو تو آواز نہیں پہنچتی، اللہ تعالیٰ نے نظام بنایا ہے وہ ذکر کو کانوں تک پہنچاتی ہے، اس تفسیر کی رو سے یہ سب ہواؤں کی صفات ہیں یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے کیوں کیا ہے عُذْرًا عذر کے لیے، اور اَوْ نُذْرًا یا ڈرانے کے لیے، عذر کا مطلب یہ ہے کہ کل قیامت کو محشر والے دن کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ پروردگار مجھے خبر ہی نہ ہوئی، اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام پیغمبروں کے ذریعے لوگوں تک پہنچائے۔ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ بے شک وہ چیز جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا جا رہا ہے البتہ واقع ہونے والی ہے یعنی قیامت ضرور واقع ہونے والی ہے۔

تفسیر نمبر ②:

دوسری تفسیر یہ ہے کہ اس سے مجاہدین کی جماعتیں مراد ہیں، قسم ہے ان مجاہدین اسلام کی جماعتوں کی جو بھیجی جاتی ہیں لگاتار، ایک لشکر گیا پھر دوسرا گیا، پھر تیسرا گیا محاذ پر دشمن کے مقابلے میں، وہ جماعتیں بڑی تیز کے ساتھ جاتی ہیں، وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا اور حق کی بات کو بکھیرتی ہیں، چونکہ مجاہدین اسلام جہاں پہنچتے ہیں وہاں تبلیغ بھی ہوتی ہے دین کی نشر و اشاعت بھی ہوتی ہے، فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا پس وہ جماعتیں تقسیم کرتی ہیں تقسیم کرنا اس طرح کہ جب حملہ کرتے ہیں کافروں کو تتر بتر کر دیتی ہیں۔ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر پیش کرتے ہیں نعرہ تکبیر بھی حق بھی اسلام بھی۔

تفسیر نمبر ③:

تیسری تفسیر یہ ہے کہ اس سے مبلغین اسلام کی جماعتیں مراد ہیں، اس زمانے میں تبلیغ کے لیے مختلف علاقوں میں

جماعتیں جاتی تھیں لگاتار کوئی مشرق کی سمت کوئی مغرب کی سمت کوئی کسی علاقے میں کوئی دوسرے علاقے میں وہ تیزی کے ساتھ چلتی ہیں، دین کو پھیلاتی جاتی ہیں، جہاں پہنچے دین کی توحید کی دعوت دیتے، دین کی نشرواشاعت کرتے، فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا توحید اور شرک میں فرق کرتے حق اور باطل کا فرق بیان کرتے سنت اور بدعت کا فرق سمجھاتے اے لوگو یہ کام اچھے ہیں اور یہ کام برے ہیں کچھ نہیں چھپاتے تھے صاف صاف بتلاتے تھے، فَالْمُلْقِیٰتِ ذِکْرًا وہ جماعتیں لوگوں کے سامنے ذکر پیش کرتی ہیں کہ اللہ کے دین کو قبول کرو، عُذْرًا عذر کی خاطر کہ اپنی طرف سے اتمام حجت ہو جائے، اَوْ نُذْرًا یا اللہ تعالیٰ کا بندہ ڈرے۔

تفسیر نمبر ④:

وَالْمُرْسَلٰتِ سے ہوائیں مراد ہیں کہ قسم ہے ہواؤں کی لگاتار چھوڑی جاتی ہیں فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا پس وہ تیزی کے ساتھ چلتی ہیں تیزی کے ساتھ چلنا، اور وَّالنّٰشِرٰتِ سے بادل مراد ہیں، قسم ہے ان بادلوں کی جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بارش کو بکھیرتے ہیں، فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا سے مراد قرآن کریم کی آیات ہیں، کہ قسم ہے قرآن کریم کی آیات کی جو تقسیم کرتی ہیں حق اور باطل کے درمیان تقسیم کرنا، فَالْمُلْقِیٰتِ ذِکْرًا سے مراد فرشتے ہیں جو فرشتے اللہ کے احکام پہنچاتے ہیں عذر کی خاطر یا ڈرانے کے لیے بیشک وہ چیز جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا جاتا ہے قیامت وہ ضرور آئے گی۔

قیامت کا تذکرہ:

فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ پس جس وقت ستارے بے نور کر دیے جائیں گے ان کی روشنی مٹا دی جائے گی، آج ستارے ہمیں بڑے روشن نظر آتے ہیں ایک وقت آئے گا ان میں روشنی نہیں رہے گی، کالے پتھر کی طرح نظر آئیں گے، وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ اور جس وقت آسمان پھٹ جائے گا، یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آسمان درمیان میں سے پھٹ کر کنارے، پر چلا جائے گا، لپیٹ دیا جائے گا، جیسے سائبان کو اکٹھا کر دیتے ہیں۔ وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ اور جس وقت پہاڑ اُڑا دیئے جائیں گے جیسے دھنی ہوئی روئی اُڑتی ہے۔ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ اور جس وقت رسولوں کے لیے وقت مقرر کیا جائے اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبروں کو وقت بتلایا جائے گا، مثلاً اللہ کی طرف سے حکم ہوگا، کہ بارہ بجے نوح علیہ السلام کی قوم آئے ایک بجے ہود کی قوم آئے اڑھائی بجے صالح علیہ السلام کی قوم آئے تین بجے لوط علیہ السلام کی قوم آئے، جس طرح عدالتوں میں وقت دیا جاتا ہے اسی طرح اللہ کے پیغمبروں کو اور ان کی امتوں کو وقت بتلایا جائے گا، کہ فلاں وقت تمہارا فیصلہ ہے ، لِاَیِّ یَوْمٍ اُجِّلَتْ کس دن کے لیے ان کو مہلت دی گئی ہے، لِیَوْمِ الْفَصْلِ فیصلے کے دن کے لیے، وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الْفَصْلِ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے بتلایا کہ فیصلے کا دن کیا ہے، وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لیے، جو حق کو جھٹلاتے ہیں ویل کا لفظی معنی ہلاکت، بربادی، خرابی، تباہی، اور ویل جہنم کے ایک طبقے اور وادی کا نام بھی ہے، وہ اتنا گہرا ہے کہ جب مجرموں کو اس میں ڈالا جائے گا تو آگ کے شعلوں میں جلتے جلتے ستر سال

کے بعد نیچے فرش تک پہنچیں گے۔

نافرمان قوموں کی ہلاکت کا بیان:

اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ کیا ہم نے ہلاک نہیں کیا پہلوں کو، نوح علیہ السلام کی قوم ہلاک نہیں ہوئی، ہود علیہ السلام کی قوم، ہلاک نہیں ہوئی، صالح علیہ السلام کی قوم ہلاک نہیں ہوئی، ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ پھر ہم نے پیچھے لگائے ان کے دوسرے شعیب علیہ السلام کی قوم کو ہلاک کیا، لوط علیہ السلام کی قوم کو ہلاک کیا، فرعونیوں کو ہلاک کیا، تم نے ہماری قدرت نہیں دیکھی، كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ اسی طرح ہم کرتے ہیں مجرموں کے ساتھ، قریش مکہ اور دنیا کے دوسرے کافروں، مجرموں کے ساتھ بھی ہم اسی طرح کریں گے، ہم قادر مطلق ہیں جو چاہیں کریں، وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ خرابی ہے، اس دن جھٹلانے والوں کے لیے جو حق کو جھٹلاتے ہیں قیامت کو جھٹلاتے ہیں۔

تخلیق انسانی کا تذکرہ:

اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ کیا ہم نے تمہیں پیدا نہیں کیا، بےقدرے پانی سے، منی کا قطرہ کہ جب وہ شہوت کے ساتھ نکلتا ہے تو سارا بدن ناپاک ہو جاتا ہے، کپڑے کے ساتھ لگ جائے تو کپڑا ناپاک ہو جاتا ہے، اس حقیر قطرے سے ہم نے تم کو پیدا نہیں کیا، انکار کر سکتے ہو؟ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ پس ہم نے اسے ٹھہرایا ایسی جگہ میں جو ٹھہرنے کی تھی، ماں کے رحم میں ہم نے اس نطفے کو ٹھہرایا۔

احادیث میں آتا ہے کہ چالیس دن تک نطفہ نطفے کی شکل میں رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس ملے جلے نطفے کو لوتھڑا بنا دیتا ہے، پھر خون کے لوتھڑے کی بوٹی بن جاتی ہے، پھر بوٹی کو اللہ اپنی قدرت کاملہ سے ہڈیوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔ فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا (سورۃ المومنون) پس ہم ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیتے ہیں، جب پورا ڈھانچا تیار ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتے کو بھیج کر اس میں روح پھونک دیتے ہیں، تقریباً پانچ ماہ تک بچہ ماں کے پیٹ میں زندہ رہتا ہے۔

اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ایک مدت مقرر تک، بعض بچے سات ماہ کے ہوتے ہیں، بعض آٹھ ماہ کے ہوتے ہیں، اکثر نو ماہ کے ہوتے ہیں اور بعض دس ماہ ماں کے پیٹ میں رہتے ہیں۔

فَقَدَرْنَا ۖ پس ہم نے اس کا اندازہ لگایا، فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ پس ہم کیا خوب اندازہ کرنے والے ہیں، ہم سے بہتر اندازہ کون لگا سکتا ہے، وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ خرابی ہے، اس دن جھٹلانے والے کے لیے، جو ہماری قدرت کو جھٹلاتے ہیں، اے قدرت الٰہیہ کا انکار کرنے والو غور کرو، اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا کیا نہیں بنایا ہم نے زمین کو، سمیٹنے والی اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا زندوں کو اور مردوں کو، زندوں کو بھی سمیٹتی ہے اور مردوں کو بھی سمیٹتی ہے اکٹھا کرتی ہے جس ذات نے یہ زمین بنائی وہ تمہیں دوبارہ نہیں پیدا کر سکتا، وَّجَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ رواسی کا معنی ہے مضبوط پہاڑ، اور بنائے ہم نے زمین میں مضبوط پہاڑ، شٰمِخٰتٍ شمخت کا معنی ہے بلند، بلند پہاڑ بنائے بڑے بڑے بلند پہاڑ بنائے تو اللہ تعالیٰ تمہارے

چھوٹے سے وجود کو نہیں بنا سکتا ہے کیسے تم قیامت کا انکار کرتے ہو؟۔

وَّاَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا اور پلایا ہم نے تم کو پانی خوش گوار، جو حلق سے آسانی سے گزر جاتا ہے، ہمارے اوپر تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ میٹھا پانی وافر مقدار میں میسر ہے، بعض علاقے ایسے ہیں کہ وہاں پانی انتہائی کڑوا ہے پینا بڑا دشوار ہے۔ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لیے جو حق کو جھٹلاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ، اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ چلو تم اس چیز کی طرف جس کو تم جھٹلاتے تھے حق کو جھٹلانے والو قیامت کو جھٹلانے والو جہنم میں داخل ہو جاؤ۔

اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿30﴾ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ﴿31﴾

چلو ایک سائے کی طرف، جس کی تین شاخیں ہیں، نہ وہ سایہ کرنے والی ہیں اور نہ وہ کفایت کرنے والی ہیں، آگ کے شعلوں

اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿32﴾ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿33﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿34﴾

سے بے شک وہ دوزخ پھینکے گی چنگاریاں محل جیسی کہ وہ اُونٹ ہیں زرد رنگ کے۔ خرابی ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے

هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿35﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ﴿36﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

لیے۔ یہ وہ دن ہے جس دن وہ بولیں گے نہیں اور نہ ان کو اجازت دی جائے گی کہ پس وہ عذر کر سکیں۔ خرابی ہے اُس دن

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿37﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۚ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ﴿38﴾ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ

جھٹلانے والوں کے لیے یہ فیصلے کا دن ہے ہم نے جمع کیا ہے تم کو اور پہلوں کو پس اگر ہے تمہارے پاس کوئی تدبیر تو مجھ پر

فَكِيْدُوْنِ ﴿39﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿40﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿41﴾ وَّفَوَاكِهَ ع ۲۱

چلا لو۔ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لیے بے شک پرہیز گار سایوں میں ہوں گے اور چشموں میں ہوں گے اور پھلوں

مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿42﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿43﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي

میں ہوں گے جو وہ چاہیں گے کھاؤ اور پیو خوش گوار اس وجہ سے کہ تم اچھے کام کرتے تھے بے شک ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿44﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿45﴾ كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ﴿46﴾

نیکی کرنے والوں کو۔ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لیے کھاؤ اور فائدہ اٹھاؤ تھوڑے دنوں میں بے شک تم مجرم ہو۔

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿47﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿48﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لیے اور جب ان سے کہا جاتا ہے رکوع کرو وہ رکوع نہیں کرتے۔ خرابی ہے اس دن

لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۴۹﴾ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع۲ ۲۲

جھٹلانے والوں کے لیے پس کس بات پر اس کے بعد وہ ایمان لائیں گے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

شُعَبٍ: شاخیں، ظَلِیْلٍ: ٹھنڈا سایہ، اللَّهَبِ: گرمی، تَرْمِیْ (پ): وہ برسائے گا، بِشَرَرٍ: انگارے، جِمٰلَتٌ: اونٹ، صُفْرٌ: زرد، جَمَعْنٰكُمْ: ہم نے جمع کرایا تمہیں، یَرْكَعُوْنَ: وہ جھکتے نہیں ہیں۔

ربط:

آغاز سورت سے ہی قیامت کا بیان اور مر کر دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کرنے والوں کا تذکرہ فرمایا جارہا تھا۔اب بھی قیامت کا بیان اور مر کر دوبارہ زندہ ہونے اور قیامت میں متقی اور پرہیزگاروں کو ملنے والے انعامات اور مجرموں اور تکذیب کرنے والوں کے ساتھ ہونے والا سلوک بیان فرمایا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: تین شاخہ سایہ جس میں کوئی راحت نہیں ہوگی:

اِنْطَلِقُوْٓا چلو تم، اِلٰى ظِلٍّ ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ تین شاخوں والے سائے کی طرف، شعب شعبہ کی جمع ہے، اس کا معنی ہے شاخ، اس سائے کی تین شاخیں ہوں گی۔ پھر وہ سایہ ایسا ہوگا، لَّا ظَلِیْلٍ نہ وہ سایہ کرنے والا ہے، یعنی وہ سایہ کام نہیں آئے گا، وہ راحت بخش سایہ نہیں ہوگا، وَّلَا یُغْنِیْ مِنَ اللَّهَبِ اور نہ وہ کفایت کرے گا، آگ کے شعلوں سے دنیا میں جو سائے ہیں وہ کم از کم گرمی اور تپش سے حفاظت کرتے ہیں چاہے درخت کا ہو سائبان کا ہو چھت کا ہو لیکن اس سائے کا کچھ فائدہ نہیں ہوگا، اور اس کی تین شاخیں کیوں ہوں گی،؟ اس کی مفسرین کرام نے مختلف تفسیریں کی ہیں۔

(اوّل): یہ کہ اسلام میں بنیادی عقائد تین ہیں، باقی تمام فروع ان تین بنیادی عقائد کی طرف ہی لوٹتے ہیں مسئلہ توحید، مسئلہ رسالت، اور مسئلہ قیامت، ان تینوں عقائد کے کافر منکر تھے اسی طرح اس دھویں کی شاخیں بھی تین ہوں گی۔

(دوم): دوسری تفسیر یہ کرتے ہیں، کہ ایمان نام ہے، تَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ وَالْاِقْرَارُ بِاللِّسَانِ وَالْعَمَلُ بِالْاَرْكَانِ دل سے تصدیق کرنا، زبان سے اقرار کرنا، ارکان اسلام پر عمل کرنا، عملی طور پر اس کا ثبوت دینا، کافروں نے نہ دل سے تصدیق کی نہ زبان سے اقرار کیا، اور نہ عمل کیا، تینوں چیزوں کی مخالفت کی اس لیے سائے کی تین شاخیں ہوں گی۔

اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ بے شک وہ دوزخ پھینکے گی چنگاریاں، لکڑیوں کو آگ لگی ہوئی ہو تو اس سے چنگاڑیاں اڑتی ہے، وہ جو چنگاریاں اڑیں گی، كَالْقَصْرِ محل جیسی ہوں گی، کوٹھیوں کی طرح بڑی بڑی ہوں گی، وہ پھٹ کر جب نیچے گریں گی تو بھی اس قدر بڑی ہوں گی جیسے اونٹ ہوں كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ گویا کہ وہ اونٹ ہیں زرد رنگ کے۔ وہ چنگاریاں جو

محلوں کی طرح ہوں گی، اور جب وہ اوپر جا کر پھٹیں گی، اوران کے حصے ہوں گے تو وہ ایک ایک اونٹ کی طرح ہوں گی، وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لیے جنہوں نے توحید کو جھٹلایا، رسالت اور قیامت کو جھٹلایا ان کے لیے بربادی ہوگی هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ یہ وہ دن ہے جس دن وہ بولیں گے نہیں وہاں کوئی بات نہیں کر سکے گا، جب اللہ تعالیٰ کی عدالت کی طرف روانہ ہوں گے ۔ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا، پس تو نہیں سنے گا، مگر صرف قدموں کی آہستہ آواز (طٰہٰ ۱۰۸) یعنی پاؤں کی آہٹ کی آواز آئے گی، اور سورۃ مریم آیت نمبر ۹۸ میں ہے اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا، رِكْزًا، کا معنی ہے کان کے ساتھ منہ لگا کر بات کرنا، یا سنے گا تو ان کے لیے ہلکی سی آواز۔ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ اور نہ ان کو اجازت دی جائے گی کہ وہ عذر کر سکیں۔ معذرت کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ خرابی ہے اس دن ان لوگوں کے لیے جھٹلانے والے ہیں حق کو، هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ یہ فیصلے کا دن ہے جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ہم نے جمع کیا ہے، تم کو اور پہلوں کو، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اور قیامت تک آنے والے سب جن وانس اور سب مخلوقات اللہ کی عدالت میں جمع ہوں گے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ پس اگر ہے تمہارے پاس کوئی تدبیر میرے عذاب سے بچنے کی تو، فَكِيْدُوْنِ تو مجھ پر تدبیر چلا، لو۔ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔

جنت کے سایوں اور چشموں کا ذکر:

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ بے شک پرہیز گار فِیْ ظِلٰلٍ جنت کے درختوں کے سائے میں ہوں گے۔ ایک ایک درخت کا سایہ اتنا وسیع ہوگا کہ تیز رفتار گھوڑا، سو سال تک اس کو طے نہیں کر سکے گا، وَّعُيُوْنٍ اور چشموں میں ہوں گے، سلسبیل کا چشمہ کافور کا چشمہ، کوثر کا چشمہ، زنجبیل کا چشمہ، ان کے پانی کا آج ہم دنیا میں تصور نہیں کر سکتے۔

وَّفَوَاكِهَ اور پھلوں میں ہوں گے، مِمَّا يَشْتَهُوْنَ جو وہ چاہیں گے جس قسم کا پھل چاہیں گے اور جب چاہیں گے اور جس جگہ چاہیں گے ملے گا۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا کھاؤ اور پیو، هَنِيْٓـًٔا خوش گوار، مزے دار، بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اس وجہ سے کہ تم اچھے کام کرتے تھے ان نیک کاموں کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ نعمتیں دی ہیں، اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِيْنَ بیشک ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو، یہ انعامات متقیوں کے لیے ہیں مکذبین کا برا حال ہوگا۔

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لیے، كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا کھالو اور فائدہ اٹھاؤ، قَلِيْلًا تھوڑا سا، دنیا میں کتنا عرصہ کھالو گے؟ دس سال، بیس سال، پچاس سال، آخر یہ زندگی بھی ختم ہونے والی ہے، اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ بیشک تم مجرم ہو، وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لیے نہ توحید کو مانا نہ رسالت کو تسلیم کیا اور نہ آخرت کو مانا، نہ قرآن کو، مانا۔

بے نمازی کا انجام:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا اور جب ان سے کہا جاتا ہے، رکوع کرو، یعنی نماز پڑھو تو لَا يَرْكَعُوْنَ رکوع نہیں کرتے یعنی نماز نہیں پڑھتے ، عقیدے کے درست ہونے کے بعد تمام اعمال میں سب سے اہم نماز ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم کسی عمل کے چھوڑنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے سوائے نماز کے، جو نماز پڑھتا تھا ہم سمجھتے تھے یہ مسلمان ہے اور نہیں پڑھتا تھا ہم سمجھتے تھے کہ یہ مسلمان نہیں ہے۔

اگر کوئی مرد یا عورت ایک نماز چھوڑ دے، اس کی کیا سزا ہے؟ چار مشہور امام ہیں جن کی فقہ کو پورے عالم اسلام کے لوگوں نے قبول کیا ہے ان میں سے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی سزا قتل ہے کیوں کہ وہ کافر ہو گیا ہے، ایک دن میں ایک ہفتہ، ایک مہینہ، یا ایک سال کی نمازیں نہیں، صرف ایک نماز جس نے جان بوجھ کر چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا ہے اور اس کی سزا قتل ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام، شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر وہ نماز کا انکار نہیں کرتا تو کافر نہیں ہوا مگر مجرم وہ ہے اور اس جرم کی سزا قتل ہے کہ اس نے نماز کیوں چھوڑی ہے، چار اماموں میں سے تین امام یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ جس نے ایک نماز بغیر عذر کے چھوڑ دی اس کی سزا قتل ہے، اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ اس کو قید کر دو جب تک سچے دل سے توبہ نہ کرے گا اور آئندہ کے لیے تسلی نہ دے ضمانت نہ دے اس وقت تک قید رکھو، جب تسلی دے ضمانت دے کہ میں آئندہ کوئی نماز نہیں چھوڑوں گا تو پھر اس کو رہا کرو، ورنہ جیل خانے میں ہی مرے۔

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ پس کس بات پر اس قرآن کے بعد وہ ایمان لائیں گے، قرآن پاک سے زیادہ صحیح اور قطعی اور محکم چیز اور کوئی ہے کہ جس پر یہ ایمان لائیں گے۔

سُورَةُ النَّبَإِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ النباء مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ نبا کا معنی خبر کے ہیں اور یہاں نبا سے مراد قیامت کا دن ہے۔ نبا کا لفظ اس سورت کی دوسری آیت میں ہی آ رہا ہے۔ اس کے علاوہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ایک نام عَمَّ جو کہ اس سورت کا ابتدائی لفظ ہے بھی کہا ہے۔ نیز ایک نام ''سورۂ معصرات'' بھی لکھا ہے جو اس سورت کی آیت نمبر ۱۴ میں لفظ آ رہا ہے جس کے معنی نچوڑنے کے ہیں۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس سورت کا اٹھہتر (۷۸) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس کا اسی (۸۰) نمبر ہے یعنی اس سے قبل اُناسی (۷۹) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس کی آیات کی تعداد چالیس (۴۰) ہے اور رکوع کی تعداد دو (۲) ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿1﴾ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ﴿2﴾ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ﴿3﴾

کس چیز کے بارے میں یہ لوگ سوال کرتے ہیں بڑی خبر کے بارے میں، وہ خبر کہ یہ اس میں اختلاف کرنے والے ہیں

كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ﴿4﴾ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ﴿5﴾ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ﴿6﴾ وَّالْجِبَالَ

خبردار عن قریب یہ جان لیں گے پھر خبردار عنقریب یہ جان لیں گے۔ کیا نہیں بنایا ہم نے زمین کو بچھونا اور پہاڑوں کو

اَوْتَادًا ﴿7﴾ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ﴿8﴾ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ﴿9﴾ وَّجَعَلْنَا

میخیں۔ اور پیدا کیا ہم نے تم کو جوڑے اور ہم نے بنایا تمہاری نیند کو آرام کا ذریعہ اور بنایا ہم نے رات کو لباس اور بنایا ہم نے

الَّيْلَ لِبَاسًا ﴿10﴾ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ﴿11﴾ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ﴿12﴾ وَّجَعَلْنَا

دن کو ذریعہ معاش اور بنائے ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان سخت (مضبوط) اور بنایا ہم نے

سِرَاجًا وَّهَّاجًا ﴿13﴾ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ﴿14﴾ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ﴿15﴾

چراغ روشن اور نازل کیا ہم نے نچوڑنے والے بادلوں سے پانی زور سے بہنے والا تاکہ ہم نکالیں اس کے ذریعے دانے اور

وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ﴿16﴾ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ﴿17﴾ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ

سبزہ اور گھنے باغ۔ بے شک فیصلے کا دن ایک وقت مقرر ہے جس دن پھونکا جائے گا بگل پس آؤ گے تم فوج در فوج

اَفْوَاجًا ﴿18﴾ وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴿19﴾ وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ

اور کھول دیئے جائیں گے آسمان پس ہو جائیں گے دروازے ہی دروازے۔ اور چلا دیئے جائیں گے پہاڑ پس ہو جائیں

سَرَابًا ﴿20﴾ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتۡ مِرۡصَادًا ﴿21﴾ لِّلطّٰغِيۡنَ مَاٰبًا ﴿22﴾ لّٰبِثِيۡنَ فِيۡهَاۤ

گے چمکتی ہوئی ریت۔ بے شک جہنم گھات میں لگی ہوئی ہے سرکشوں کے لیے ٹھکانا ہے ٹھہریں گے اس دوزخ میں

اَحۡقَابًا ﴿23﴾ لَا يَذُوۡقُوۡنَ فِيۡهَا بَرۡدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿24﴾

زمانہ ہائے زمانہ نہیں چکھیں گے اس میں کوئی ٹھنڈک اور نہ پانی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مُخۡتَلِفُوۡنَ: اختلاف کرنے والے، مِهٰدًا: فرش، اَوۡتَادًا: میخیں، نَوۡمَكُمۡ: تمہاری نیند، مَعَاشًا: روزی کمانے کا وقت، بَنَيۡنَا: ہم نے بنائے، شِدَادًا: مضبوط، وَّهَّاجًا: بہت روشن، ثَجَّاجًا: بہت برسنے والا، اَلۡفَافًا: گنجان، مِيۡقَاتًا: مقررہ وقت، اَفۡوَاجًا: گروہ گروہ ہوکر، سَرَابًا: سراب (ریت کی مانند)، مِرۡصَادًا: گھات کی جگہ، مَاٰبًا: ٹھکانا، لّٰبِثِيۡنَ: رہیں گے۔

ربط:

سابقہ سورت یعنی سورۂ مرسلات میں بار بار فرمایا جارہا تھا وَيۡلٌ يَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِيۡنَ تباہی ہے اس قیامت کے دن کو جھٹلانے والوں کے لیے۔ یعنی قیامت کا تذکرہ تھا اب اس سورۂ نبا میں بھی قیامت کے احوال بیان فرمائے جارہے ہیں۔ اور ایک ربط یہ بیان فرمایا جاتا ہے کہ سورۂ مرسلات کے آخر میں فرمایا گیا فَبِاَيِّ حَدِيۡثٍ بَعۡدَهٗ يُؤۡمِنُوۡنَ پس کس بات پر وہ اس قرآن کے بعد ایمان لائیں گے یعنی قرآن کا ذکر فرمایا گیا تھا اور یہاں فرمایا جارہا ہے عَنِ النَّبَاِ الۡعَظِيۡمِ کہ بڑی خبر کے متعلق پوچھا جاتا ہے اور نباء عظیم سے قرآن مراد ہے اس سورت کے یہ دو ربط مفسرین کرام نے بیان فرمائے ہیں۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کی خالقیت کی نشانیاں:

عَمَّ کس چیز کے بارے میں۔ يَتَسَآءَلُوۡنَ یہ لوگ ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں۔ عَنِ النَّبَاِ الۡعَظِيۡمِ بڑی خبر کے بارے میں۔ اس خبر کے بارے میں جو بڑی ہے۔ الَّذِيۡ هُمۡ فِيۡهِ مُخۡتَلِفُوۡنَ وہ خبر جس کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں۔ نبا عظیم کے متعلق مفسرین کرام رحمہم اللہ نے بہت کچھ کہا ہے اس میں سے دو مشہور قول ہم ربط کے ضمن میں بیان کرچکے ہیں۔ یعنی نباء عظیم سے یوم قیامت بھی مراد ہوسکتا ہے اور قرآن حکیم بھی مراد ہوسکتا ہے۔

كَلَّا خبردار سَيَعۡلَمُوۡنَ عن قریب یہ جان لیں گے ثُمَّ كَلَّا پھر خبردار سَيَعۡلَمُوۡنَ عن قریب یہ جان لیں گے چونکہ وہ لوگ زوردار الفاظ میں قیامت کا انکار کرتے تھے اور کہتے تھے ءَ اِذَا مِتۡنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَ اِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ (صافات: ۱۶) کیا جب ہم مرجائیں گے اور ہوجائیں گے مٹی تو کیا ہم دوبارہ اٹھائے جائیں گے؟ اَلَمۡ نَجۡعَلِ الۡاَرۡضَ

مِهٰدًا کیا نہیں بنایا ہم نے زمین کو بچھونا۔ جس زمین پر تمہاری بود و باش ہے جس پر تم رہتے ہو اس کو ہم نے نہیں بنایا؟ اس کا کون انکار کرسکتا ہے؟

وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا اور پہاڑوں کو میخیں۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو جب پیدا فرمایا تو زمین میں اضطراب تھا حرکت تھی تو اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے مضبوط پہاڑ بطور میخوں کے زمین میں گاڑ دیئے تاکہ زمین کا توازن درست ہو جائے۔ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا اور ہم نے پیدا کیا تمہیں جوڑا جوڑا۔ مرد بھی پیدا کیے، عورتیں بھی پیدا کیں وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا اور بنایا ہم نے تمہاری نیند کو آرام کا ذریعہ۔ نیند بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے نیند نہ آئے تو صحت خراب ہو جاتی ہے۔ ایسے بیمار لوگ بھی ہیں جو نیند کے لیے گولیاں کھاتے ہیں۔ نیند سے بدن اعتدال پر آجاتا ہے اور صحت برقرار رہتی ہے۔ تو یہ نیند کس نے بنائی ہے؟

وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا اور بنایا ہم نے رات کو لباس۔ جس طرح لباس سے ستر اور پردہ ہوتا ہے اسی طرح رات بھی پردہ ہے وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا اور بنایا ہم نے دن کو ذریعہ معاش روزی کمانے کا ذریعہ بنایا ہے زمین ہم نے بنائی، پہاڑ ہم نے بنائے، تمہیں ہم نے پیدا کیا، رات ہم نے بنائی، نیند ہم نے بنائی، دن ہم نے بنایا وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا اور بنائے ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان مضبوط۔ جب سے آسمان بنائے گئے ہیں آج تک ان میں کسی قسم کی کوئی خرابی پیدا نہیں ہوئی۔

وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا اور بنایا ہم نے چراغ روشن۔ سورج کی روشنی سے کون انکار کرسکتا ہے؟ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا اور نازل کیا ہم نے نچوڑنے والے بادلوں سے پانی زور سے بہنے والا۔ بادل جو قطروں کو نچوڑتے ہیں ان سے زور کی بارش ہم نے برسائی ہے۔ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا تاکہ ہم نکالیں اس کے ذریعے دانے اور سبزہ۔ وہ علاقے جن میں نہریں اور ٹیوب ویل ہیں بارش نہ ہو تو ان پر بھی زد پڑتی ہے اور جو بارانی علاقے ہیں کہ جہاں فصلیں صرف بارش سے ہوتی ہیں وہ تو بالکل بنجر ہو جاتے ہیں۔ اور پھر اس بارش سے اناج اور سبزیاں پھل پھول کون اُگاتا ہے۔ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ایسے باغ کہ ٹہنیوں پر ٹہنیاں جڑی ہوئی ہیں یہ باغ کس نے پیدا کیے ہیں؟

قیامت کا احوال:

اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا بیشک فیصلے والے دن کا ایک وقت مقرر ہے۔ جس دن حق و باطل کا فیصلہ ہونا ہے اس کا وقت مقرر ہے وہ آکر رہے گا۔ دنیا میں بھی مقدمے چلتے ہیں، فیصلے ہوتے ہیں مگر بسا اوقات سچا جھوٹا اور جھوٹا سچا ہو جاتا ہے، بے گناہ پھنس جاتے ہیں اور مجرم بری ہو جاتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی سچی عدالت میں کوئی دھوکا، فراڈ اور داؤ نہیں چل سکے گا سب کو انصاف ملے گا اور حق کے ساتھ فیصلہ ہوگا؟

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا جس دن پھونکا جائے گا صور میں، بگل پھونکی جائے گی۔

وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا اور کھول دیئے جائیں گے آسمان پس ہو جائیں گے دروازے ہی دروازے۔ اس کو اس طرح سمجھو کہ مکان سے دروازے نکال دیئے جائیں تو باقی خالی خانے اور سوراخ ہی سوراخ نظر آئیں گے پھٹنے سے پہلے یہ کیفیت ہوگی۔ پھر ساتوں آسمانوں کو اس طرح لپیٹ دیا جائے گا جس طرح کتابوں پر بستہ لپیٹا جاتا ہے۔

وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ اور چلا دیئے جائیں گے پہاڑ فَكَانَتْ سَرَابًا اصل میں سراب کہتے ہیں ریتلے علاقوں میں دوپہر کے وقت جو گرمی نکلتی ہے یوں لگتا ہے ریت سے شعلے نکل رہے ہیں۔ تو معنیٰ کرتے ہیں کہ پہاڑ چمکتی ہوئی ریت اور باریک غبار کی طرح اڑتے پھریں گے۔

اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا مرصاد کا معنی ہے گھات۔ جہاں بیٹھ کر لوگ دشمن پر حملہ کرتے ہیں یا شیر، چیتے کے شکار کے لیے کسی محفوظ جگہ پر چھپ کر بیٹھنا۔ تو وہ جگہ جہاں وہ شکار کے لیے بیٹھتے ہیں اس کو گھات کہتے ہیں اور عربی میں مرصاد کہتے ہیں۔ تو جس طرح وہ چھپ کر بیٹھے ہوتے ہیں شکار کرنے کے لیے یا دشمن پر وار کرنے کے لیے اسی طرح جہنم تمہارے گھات میں ہے، انتظار میں ہے مگر سب کے لیے نہیں بلکہ لِّلطَّاغِيْنَ مَاٰبًا سرکشوں کے لیے ٹھکانا ہے لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ٹھہریں گے اس دوزخ میں زمانہ ہائے زمانہ۔ جنت دوزخ کی زندگی کتنی لمبی ہوگی؟ آج ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ جہنمی کہیں گے کہ ایک دن عذاب میں تخفیف ہو جائے ہمیں سکون مل جائے مگر لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا نہیں چکھیں گے دوزخ میں ٹھنڈک اور نہ پانی۔ ٹھنڈا پانی نہیں ملے گا گرم پانی ملے گا۔

اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ﴿25﴾ جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿26﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ﴿27﴾ وَّكَذَّبُوْا

مگر گرم پانی اور پیپ بدلہ ہوگا پورا پورا (ان کے اعمال کے موافق)۔ بیشک وہ نہیں امید رکھتے تھے حساب کی اور جھٹلایا انہوں

بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿28﴾ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ﴿29﴾ فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ

نے ہماری آیتوں کو زور سے جھٹلانا۔ اور ہر چیز کو شمار کر رکھا ہے ہم نے کتاب میں۔ پس چکھو تم پس ہم نہیں زیادہ کریں گے

اِلَّا عَذَابًا ﴿30﴾ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿31﴾ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ﴿32﴾ وَّكَوَاعِبَ ع

تمہارے لیے مگر عذاب۔ بیشک پرہیزگاروں کے لیے کامیابی ہے باغات ہوں گے اور انگور اور نوجوان عورتیں ہم عمر

اَتْرَابًا ﴿33﴾ وَّكَاْسًا دِهَاقًا ﴿34﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ﴿35﴾ جَزَآءً مِّنْ

اور پیالے ہوں گے بھرے ہوئے نہیں سنیں گے اس میں کوئی بے ہودہ بات اور نہ جھٹلانا۔ بدلہ ہوگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم

رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ﴿36﴾ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

کے رب کی طرف سے دیا ہوا حساب سے جو رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان میں ہے نہایت

الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿37﴾ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ

رحم کرنے والا ہے۔ نہیں مالک ہوں گے اس کی طرف سے بات کرنے کے جس دن کھڑے ہوں گے روح الامین علیہ السلام

وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۙ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿38﴾ ذٰلِكَ الْيَوْمُ

اور فرشتے قطار در قطار نہیں کلام کرسکیں گے مگر وہ جس کو اجازت دے گا رحمان اور کہے گا بات ٹھیک۔ یہ دن

الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿39﴾ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚۖ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ

برحق ہے پس جو شخص چاہے بنالے اپنے رب کی طرف ٹھکانا بیشک ہم نے تمہیں ڈرایا ہے قریبی عذاب سے جس دن دیکھے گا

مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿40﴾ ع

آدمی جو آگے بھیجا ہے اس کے ہاتھوں نے اور کہے گا کافر کاش کہ میں مٹی ہوتا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

غَسَّاقًا: پیپ، وِّفَاقًا: پورا، كِذَّابًا: جھٹلانا، فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ: (پس) ہرگز نہیں ہم بڑھائیں گے تمہیں، مَفَازًا: کامیابی، اَعْنَابًا: انگور، كَوَاعِبَ: نوجوان عورتیں، دِهَاقًا: لبالب بھرے ہوئے، خِطَابًا: عرض معروض کرنا، لَا يَتَكَلَّمُوْنَ: وہ بات نہیں کرسکیں گے، صَوَابًا: ٹھیک ٹھیک، اَنْذَرْنٰكُمْ: ہم نے ڈرایا تمہیں۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی خالقیت کی نشانیاں بیان فرمائی تھیں اور بعد ازاں احوال قیامت کا بیان بالخصوص نافرمانوں کے لیے سزا کا ذکر فرمایا تھا اب بھی نافرمانوں کے لیے جہنم میں قائم کیے جانے والے عذابوں کا تذکرہ فرمایا جارہا ہے۔

تفسیری نکات: آیات قرآنی جھٹلانے والوں کا انجام:

اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا مگر گرم پانی اور پیپ۔ جَزَآءً وِّفَاقًا بدلہ ہوگا پورا پورا ان کے اعمال کا جو انہوں نے کیے ہیں۔ یہ بدلا ان کو کیوں ملے گا؟ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا بیشک وہ امید نہیں رکھتے تھے حساب کی۔ کہتے تھے کوئی قیامت نہیں کوئی حساب کتاب نہیں، کوئی میدان محشر نہیں، کوئی جنت دوزخ نہیں ہے وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا اور جھٹلایا انہوں نے ہماری آیتوں کو زور سے جھٹلانا۔ كَذَبَ کا معنی ہے جھوٹ اور کذاب کا معنی ہوتا ہے زوردار طریقے سے جھٹلانا۔ مثلاً کسی نے کہا یہ قرآن جادو ہے، کسی نے کہا خود گھڑ کے لایا ہے، کسی نے کہا اساطیر الاولین پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتارا ہوا نہیں ہے۔ اے کافرو کہو لو جو کچھ تم نے کہنا ہے اور کرلو جو کچھ کرنا ہے۔ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا اور ہر چیز کو شمار کر رکھا ہے ہم نے کتاب میں۔ ہر چیز کا ہم نے احاطہ کیا ہوا ہے۔

بعض مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو پیدا کیا ہے اس وقت سے لے کر اس کے فنا ہونے تک کی ہر چیز لوح محفوظ میں درج ہے۔ اور بعض مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ کتاب سے مراد ہر شخص کا اعمال نامہ ہے جو بھی اُس نے کہا اچھا یا بُرا عمل وہ اُس کے اعمال نامے میں لکھا ہوگا۔

فَذُوْقُوْا پس چکھو تم اے مجرمو! فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا پس ہم نہیں زیادہ کریں گے تمہارے لیے مگر عذاب۔ روز بہ روز عذاب کا اضافہ ہوگا۔

فرمانبرداروں کے انعامات کا ذکر:

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا بیشک پرہیز گاروں کے لیے کامیابی ہے۔ حَدَآئِقَ ایسے باغات ان کے لیے ہوں گے جس کے گرد دیواریں ہوں گی اب یہ دیواریں اینٹ پتھر کی ہوں گی یا درختوں کی یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ بہر حال پرہیز گاروں کے لیے ایسے باغات ہوں گے جن کی دیواریں ہوں گی یا حد بندی ہوگی۔ وَّاَعْنَابًا اور انگور ہوں گے۔ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا اور نوجوان ہم عمر عورتیں ہوں گی۔ یعنی جنتی مردوں اور حوروں کی عمریں تیس سال کے لگ بھگ ہوں گی۔

وَّكَاْسًا دِهَاقًا اور پیالے ہوں گے بھرے ہوئے، دودھ کے، شراب کے، شہد کے، خالص پانی کے اور جنت کے چشموں کا ذکر بھی ہو چکا ہے۔ کافور، زنجبیل، سلسبیل اور کوثر کے چشمے۔ ان ذائقوں سے آدمی کو لطف و سرور آئے گا اور پینے کے بعد طبیعت میں اتنی خوشی ہوگی کہ دنیا میں کسی شے کے کھانے سے طبیعت اتنی خوش نہیں ہوتی۔ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا نہیں سنیں گے جنت میں، لَغْوًا کوئی بے ہودہ بات، جھوٹ، غیبت، گالی گلوچ، دل آزاری کی کوئی بات نہیں ہوگی، وَّلَا كِذّٰبًا اور نہ ایک دوسرے کو جھٹلانے کی بات ہوگی۔

جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ بدلہ ہوگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف سے، عَطَآءً حِسَابًا دیا ہوا حساب سے۔ یہاں حساب کا معنیٰ کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنتیوں کو جو بدلہ ملے گا وہ کافی ہوگا۔ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وہ رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا، وَمَا بَيْنَهُمَا اور جو کچھ آسمانوں اور زمین کے درمیان ہے، فضا اور خلا ہے اور اس میں جو کچھ ہے اس کا بھی رب ہے۔ رب کا معنیٰ ہے پالنے والا، تربیت کرنے والا۔ الرَّحْمٰنِ اور رحمان ہے، بہت رحم کرنے والا ہے۔

اللہ کے سامنے کوئی اُس کی اجازت کے بغیر بات نہیں کر سکے گا:

لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا نہیں مالک ہوں گے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بات کرنے کے، گفتگو کرنے کے۔ محشر میں اللہ تعالیٰ کی سچی عدالت قائم ہوگی، اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق جلوہ افروز ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہوگی۔ مخلوق بالکل خاموش ہوگی کوئی بات نہیں کر سکے گا۔

يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ روح سے مراد جبرئیل علیہ السلام ہیں کیونکہ روح القدس جبرئیل علیہ السلام کا لقب ہے اور روح الامین بھی

ان کا لقب ہے اور تمام فرشتوں کے سردار ہیں۔ یہ جبرئیل علیہ السلام بھی کھڑے ہوں گے۔ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۙ اور باقی فرشتے بھی صف بہ صف کھڑے ہوں گے۔ انسان الگ کھڑے ہوں گے، جنات الگ کھڑے ہوں گے، حیوان الگ کھڑے ہوں گے۔

لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ نہیں کلام کر سکیں گے، اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ مگر وہ جس کو اجازت دے گا رحمان" جس کو رحمان بولنے کی اجازت دے گا وہ بول سکے گا وَقَالَ صَوَابًا اور کہے گا بات درست آج دنیا میں ایسے ہوشیار قسم کے لوگ بھی ہیں جو دوسرے کو جھوٹ بول کر مطمئن کر دیتے ہیں مگر وہاں یہ داؤ نہیں چلے گا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی سچی عدالت ہوگی وہ علیم بذات الصدور ہے دلوں کے راز جانتا ہے۔

ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ یہ دن برحق ہے سچا ہے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ تو جب یہ حق ہے تو فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا پس جو شخص چاہے بنالے اپنے رب کی طرف ٹھکانا" آج جو موقع ہے جو کر سکتے ہو کر لو آنکھیں بند ہونے کے بعد کچھ نہیں کر سکو گے۔ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚ بیشک ہم نے تمہیں ڈرایا ہے قریبی عذاب سے يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ جس دن دیکھے گا آدمی جو آگے بھیجا ہے اس کے ہاتھوں نے۔ نیکی اور بدی جو بھی کی ہے سب سامنے ہوگی۔ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِىْ كُنْتُ تُرٰبًا اور کہے گا کافر کاش کہ میں مٹی ہوتا۔ اس کی مفسرین کرام رحمہم اللہ نے دو تفاسیر بیان کی ہیں۔

(اوّل): ایک تو یہ تفسیر بیان کی ہے کہ قیامت والے دن حساب تو جانوروں کا بھی ہونا ہے لیکن حساب کتاب کے بعد جانوروں کو اللہ تعالیٰ خاک بنا دیں گے۔ تو جس وقت جانوروں کو خاک کر دیا جائے گا تو کافر حسرت اور افسوس سے کہیں گے کہ کاش میں بھی ان جانوروں کی طرح مٹی ہو جاتا۔ اس لیے کہ جہنم کے عذاب بالکل سامنے نظر آ رہے ہوں گے۔

(دوم): دوسری تفسیر یہ ہے کہ جب انسانوں کو اللہ تعالیٰ جنتوں میں داخل فرمائے گا تو کافر اعظم یعنی ابلیس حسرت اور افسوس سے کہے گا کہ کاش میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کر لیا ہوتا تو میں بھی خاکیوں کی طرح جنت میں داخل کر دیا جاتا یا کاش میں خاکی ہوتا یعنی انسان ہوتا۔

سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ

سورۂ نازعات مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ نازعات کا لفظ پہلی آیت میں ہی آ رہا ہے نازعات کا مطلب ہے روح نکالنے والے ترتیب قرآنی کے مطابق اس کا اُناسی (۷۹) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا اکیاسی (۸۱) نمبر ہے۔ یعنی اس سے قبل اسّی (۸۰) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس کی چھیالیس (۴۶) آیات ہیں اور رکوع کی تعداد دو (۲) ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالنّٰزِعٰتِ غَرۡقًا ۝۱ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشۡطًا ۝۲ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبۡحًا ۝۳

قسم ہے ان فرشتوں کی جو جان کھینچ لاتے ہیں بدن میں ڈوب کر اور قسم ہے ان فرشتوں کی جو گرہ کھول دیتے ہیں کھول دینا۔

فَالسّٰبِقٰتِ سَبۡقًا ۝۴ فَالۡمُدَبِّرٰتِ اَمۡرًا ۝۵ یَوۡمَ تَرۡجُفُ الرَّاجِفَۃُ ۝۶

اور قسم ہے ان فرشتوں کی جو تیرتے ہیں تیرنا، قسم ہے ان فرشتوں کی جو سبقت لے جاتے ہیں سبقت لے جانا، پھر قسم ہے ان

تَتۡبَعُہَا الرَّادِفَۃُ ۝۷ قُلُوۡبٌ یَّوۡمَئِذٍ وَّاجِفَۃٌ ۝۸

فرشتوں کی جو تدبیر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کی۔ جس دن کانپے گی کانپنے والی اس کے پیچھے لگے گی پیچھے لگنے والی کچھ دل

اَبۡصَارُہَا خَاشِعَۃٌ ۝۹ یَقُوۡلُوۡنَ ءَ اِنَّا لَمَرۡدُوۡدُوۡنَ فِی الۡحَافِرَۃِ ۝۱۰ ءَ اِذَا کُنَّا

اس دن کانپ رہے ہوں گے آنکھیں ان کی جھکی ہوں گی۔ کہتے ہیں کیا بیشک ہم لوٹائے جائیں گے پہلی حالت کی طرف کیا

عِظَامًا نَّخِرَۃً ۝۱۱ قَالُوۡا تِلۡکَ اِذًا کَرَّۃٌ خَاسِرَۃٌ ۝۱۲ فَاِنَّمَا ہِیَ زَجۡرَۃٌ وَّاحِدَۃٌ ۝۱۳

جب ہم ہو جائیں گے ہڈیاں بوسیدہ۔ یہ کہتے ہیں یہ لوٹ آنا تو نقصان دہ ہوگا پس پختہ بات ہے وہ جھڑک ہوگی ایک ہی،

فَاِذَا ہُمۡ بِالسَّاہِرَۃِ ۝۱۴ ہَلۡ اَتٰىکَ حَدِیۡثُ مُوۡسٰی ۝۱۵ اِذۡ نَادٰىہُ رَبُّہٗ

پس اچانک وہ میدان میں ہوں گے۔ کیا پہنچی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موسیٰ علیہ السلام کی بات جب پکارا ان کو اُن کے رب نے

بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ طُوًی ۝۱۶ اِذۡہَبۡ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ اِنَّہٗ طَغٰی ۝۱۷ فَقُلۡ

پاکیزہ میدان میں جس کا نام طویٰ ہے جاؤ فرعون کی طرف بیشک اس نے سرکشی کی ہے۔ پس آپ (موسیٰ علیہ السلام جا کر اُس سے)

ہَلۡ لَّکَ اِلٰۤی اَنۡ تَزَکّٰی ۝۱۸ وَ اَہۡدِیَکَ اِلٰی رَبِّکَ

کہیں کیا تجھے رغبت ہے اس بات کی طرف کہ تو پاک ہو جائے اور میں تری راہنمائی کروں تیرے رب کی طرف پس تیرے

فَتَخۡشٰی ۝۱۹ فَاَرٰىہُ الۡاٰیَۃَ الۡکُبۡرٰی ۝۲۰ فَکَذَّبَ وَ عَصٰی ۝۲۱ ثُمَّ اَدۡبَرَ

اندر خوف پیدا ہو جائے پس دکھائی موسیٰ علیہ السلام نے اس کو بڑی نشانی۔ پس اس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی۔ پھر اس نے پشت

یَسۡعٰی ۝۲۲ فَحَشَرَ فَنَادٰی ۝۲۳ فَقَالَ اَنَا رَبُّکُمُ الۡاَعۡلٰی ۝۲۴ فَاَخَذَہُ اللّٰہُ نَکَالَ الۡاٰخِرَۃِ

پھیری دوڑا پس اس نے جمع کیا اور پکارا پس کہنے لگا میں تمہارا اعلیٰ رب ہوں۔ پس پکڑا اس کو اللہ تعالیٰ نے آخرت کی سزا میں

ع ٤ وَالۡاُوۡلٰى ﴿25﴾ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَعِبۡرَةً لِّمَنۡ يَّخۡشٰى ﴿26﴾

اور دنیا کی سزا میں بیشک اس میں البتہ عبرت ہے اس کے لیے جو ڈرا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلنّٰزِعٰتِ: نکالنے والے، غَرۡقًا: سختی سے، اَلنّٰشِطٰتِ: کھولنے والے، نَشۡطًا: آسانی سے، السّٰبِحٰتِ: تیرنے والے، سَبۡقًا: دوڑنا، فَالۡمُدَبِّرٰتِ: تدبیر کرنے والے، الرَّاجِفَةُ: ہلا دینے والی، تَتۡبَعُهَا: اس کے پیچھے آئے گی، الرَّادِفَةُ: پیچھے آنے والی، وَّاجِفَةٌ: دھڑکنے والے، اَبۡصَارُهَا: ان کی آنکھیں، لَمَرۡدُوۡدُوۡنَ: لوٹائے جائیں گے، الۡحَافِرَةِ: اُلٹے پاؤں، نَخِرَةً: بوسیدہ، خَاسِرَةٌ: نقصان دہ، بِالسَّاهِرَةِ: میدان میں، نَادٰىهُ: اسے پکارا، تَزَكّٰى: تو پاکیزہ ہو جائے، اَهۡدِيَكَ: میں تیری رہنمائی کروں، فَاَرٰىهُ: اس نے دکھائی اسے، فَحَشَرَ: اس نے جمع کیا، فَاَخَذَهُ: سو اس کو پکڑ لیا، نَكَالَ: عذاب۔

ربط:

سورۂ نباء میں بھی قیامت کا ذکر تھا اس سورۂ نازعات میں بھی قیامت کا ہی تذکرہ ہے۔ چونکہ مشرکین عرب قیامت کا بڑے پُرزور انداز میں انکار کرتے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے مختلف انداز سے اور مختلف طریقے اور دلائل سے قیامت کا اثبات بیان کیا ہے۔

تفسیری نکات: پہلی چھ آیات کی مختلف تفاسیر:

پہلی چھ آیات کے معانی اور تفاسیر تفسیر خازن، تفسیر عزیزی، تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر قرطبی وغیرہ میں مختلف بیان کی گئی ہیں۔

① ......حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تفسیر عزیزی میں یہ تفسیر بیان فرماتے ہیں کہ وَالنّٰزِعٰتِ غَرۡقًا سے فرشتے مراد ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی قسمیں اٹھائی ہیں کہ قسم ہے ان فرشتوں کی جو جان کھینچ لاتے ہیں بدن میں ڈوب کر، غوطہ لگا کر۔ فرشتوں کے لیے کسی انسان یا کسی بھی ذی روح کے اندر جانا آنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ فرشتوں کے لیے تو دیواروں کی بھی کوئی حیثیت نہیں اسی لیے قبر کے اندر حساب کتاب کے لیے پہنچ جاتے ہیں۔

بعض بچے جان پڑنے کے بعد ماں کے پیٹ ہی میں فوت ہو جاتے ہیں۔ فرشتے پیٹ میں ہوتے ہوئے جان نکال لیتے ہیں، پیٹ میں پہنچ جاتے ہیں۔ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشۡطًا اور قسم ہے ان فرشتوں کی جو گرہ کھول دیتے ہیں گرہ کھول دینا۔ فرشتے مومنوں کی جان اس طرح آسانی سے نکال لیتے ہیں جس طرح کوئی گرہ آرام سے کھول لی جاتی ہے روح کو نکلنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی وَّالسّٰبِحٰتِ سَبۡحًا اور قسم ہے ان فرشتوں کی جو تیرتے ہیں تیرنا فَالسّٰبِقٰتِ سَبۡقًا قسم ہے ان فرشتوں کی جو سبقت لے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم میں سبقت لے جانا فَالۡمُدَبِّرٰتِ اَمۡرًا پھر قسم ہے ان فرشتوں کی

جوتدبیر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کی۔ جو کام اللہ تعالیٰ ان کے سپرد کرتا ہے اس کی تدبیر کرتے ہیں۔ اس تفسیر کی رو سے یہ ساری صفات فرشتوں کی ہیں اور جواب قسم محذوف ہے اور وہ ہے لتبعثن البتہ تم ضرور اٹھائے جاؤ گے مرنے کے بعد۔ اللہ تعالیٰ نے پانچ قسم کے فرشتوں کی قسم اٹھا کر فرمایا ہے تم ضرور مرنے کے بعد زندہ کر کے اٹھائے جاؤ گے۔

۲ ...... دوسری تفسیر یہ ہے کہ یہ مجاہدین کے اوصاف ہیں۔ معنیٰ ہو گا قسم ہے مجاہدین کی ان جماعتوں کی جو کھینچ لاتے ہیں اپنے قیدیوں کو دشمنوں کی فوجوں میں گھس کر لڑائی کے دوران میں۔ مجاہدین کے ساتھی بھی گرفتار ہوتے ہیں تو یہ اپنے ساتھیوں کو دشمنوں میں گھس کر کھینچ لاتے ہیں۔ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا اور قسم ہے ان مجاہدین کی جو قیدیوں کی گرہ کھول دیتے ہیں۔ کسی کو ہتھ کڑی لگی ہوئی ہے، کسی کو بیڑی لگی ہوئی ہے، کسی کو رسی سے باندھا ہوا ہے، یہ ساری گرہیں کھول کر ساتھیوں کو نکال لاتے ہیں۔ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا اور ان کو لے کر اپنے مورچوں کی طرف تیرتے ہوئے جاتے ہیں۔ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا اور قسم ہے ان مجاہدین کی جو ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہیں۔ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا اور قسم ہے ان مجاہدین کی جماعتوں کی جو تدبیر کرتے ہیں کام کی۔ حسن تدبیر سے جہاد کرتے ہیں، مورچے سنبھالتے ہیں، دفاع بھی کرتے ہیں، کافروں سے لڑتے بھی ہیں۔

۳ ...... تیسری تفسیر یہ ہے کہ ان آیات سے علماء کرام مراد ہیں کہ علماء حق کی جماعتیں علم کی گہرائی میں ڈوب کر نکات نکالتی ہیں۔ (نکتہ آفرینی کرتی ہیں) علماء حضرات لوگوں کے شکوک و شبہات کی گرہوں کو کھولتے ہیں اور تیرتے ہیں علمی میدان میں اور ایک دوسرے سے سبقت لے جاتے ہیں اور حسن تدبیر سے دین پہنچاتے ہیں۔

۴ ...... چوتھی تفسیر یہ ہے کہ اس سے واعظین مراد ہیں کہ پہلے زمانے میں علماء کرام لوگوں میں بذات خود جا کر وعظ و نصیحت کرتے تھے۔ آج کل اس کا سمجھنا مشکل نہیں یوں سمجھ لو کہ معنی ہے کہ جس طرح آج کل یہ تبلیغی جماعتیں آدمیوں کو کھینچ کر لاتی ہیں مجلسوں سے، دفتروں اور دکانوں سے اور اُن کو مسجدوں میں داخل کرتے ہیں اور ان کے حیلوں بہانوں کی گرہیں کھول کر کہ کوئی کہتا ہے میری دکان ہے، کوئی کچھ کہتا ہے، کوئی کچھ کہتا ہے، ایک دوسرے سے سبقت لے جاتے ہیں۔ یعنی ایک دوسرے سے بڑھ کر تبلیغ کرتے ہیں۔

قیامت کے احوال:

يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ جس دن کانپے گی کانپنے والی۔ یہ پہلا نفخہ ہوگا۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام جب صور پھونکیں گے تو ساری دنیا کانپے گی یہ اُس وقت کی کیفیت ہوگی جب آواز بڑھ گئی ہوگی اور زلزلے کی کیفیت پیدا ہو گئی ہوگی جس کی وجہ سے دنیا کی ہر چیز ہل رہی ہوگی لرز رہی ہوگی۔ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ اُس کے پیچھے لگے گی پیچھے لگنے والی پھر چالیس سال کے بعد حضرت اسرافیل علیہ السلام دوسرا صور پھونکیں گے تو ساری دنیا ایک دوسرے کے آگے پیچھے اٹھ کھڑی ہوگی۔ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ

وَّاجِفَةٌ کچھ دل اُس دن کانپ رہے ہوں گے جو مجرم نافرمان اور اللہ کے باغی ہوں گے وہ ڈر رہے ہوں گے۔ مومنوں کو گھبراہٹ نہیں ہوگی۔ ہاں اللہ تعالیٰ کا جلال بہرحال اُن کے اوپر ہوگا مگر مجرموں والی گھبراہٹ نہ ہوگی۔ اَبۡصَارُهَا خَاشِعَةٌ مجرموں کی آنکھیں جھکی ہوں گی اس وجہ سے کہ وہ یوم آخرت کا اور مرکر دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کرتے تھے۔ اب وہ اپنے اعمال اور کردار کی وجہ سے خوفزدہ ہوں گے۔

اور آج يَقُوۡلُوۡنَ یہ کافر لوگ کہتے ہیں ءَ اِنَّا لَمَرۡدُوۡدُوۡنَ فِى الۡحَافِرَةِ کیا ہم لوٹائے جائیں گے پہلی حالت کی طرف جس میں ہمارا روح اور جسم اکٹھے ہیں اور ہم چلتے پھرتے ہیں۔ مرکے جب ہم ریزہ ریزہ ہوجائیں گے، ہڈیاں ہوجائیں گے پھر ہم موجودہ حالت کی طرف لوٹائے جائیں گے ءَ اِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً کیا جب ہم ہوجائیں گے ہڈیاں بوسیدہ۔ اگر ان کو ہاتھ لگاؤ تو چورا چورا ہوجاتی ہیں قَالُوۡا تِلۡكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ کہتے ہیں یہ لوٹ کر آنا تو نقصان دہ ہوگا۔ یہ استہزاء کرتے تھے کہ جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہوجائیں گے خاک میں رل مل جائیں گے پھر ہم موجودہ حالت میں انسان بنادیئے جائیں گے پھر تو بڑا نقصان ہوگا۔ یہ مذاق اڑاتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَاِنَّمَا هِىَ زَجۡرَةٌ وَّاحِدَةٌ پس بیشک وہ جھڑک ہوگی ایک ہی۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام جب بگل پھونکیں گے سارے انسان جہاں بھی ہوں گے میدان حشر میں آجائیں گے۔ چاہے درندوں نے کھائے ہیں یا مچھلیوں نے ہڑپ کیے ہیں یا پرندوں نے نوچے ہیں، یا آگ میں جل گئے ہیں یا کسی حادثے میں ٹکڑے ٹکڑے ہوکر بکھر گیا ہے کوئی ایک بھی غیر حاضر نہیں رہے گا فَاِذَا هُمۡ بِالسَّاهِرَةِ پس اچانک وہ میدان میں ہوں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ:

هَلۡ اَتٰٮكَ حَدِيۡثُ مُوۡسٰى کیا پہنچی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خبر موسیٰ علیہ السلام کی۔ اِذۡ نَادٰٮهُ رَبُّهٗ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ طُوًى جس وقت پکارا موسیٰ علیہ السلام کو اس کے رب نے میدان میں جو پاکیزہ ہے اس کا نام طوی ہے۔ طور پہاڑ کے دامن میں جو وادی ہے اس کا نام طوی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اِذۡهَبۡ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ اِنَّهٗ طَغٰى جاؤ فرعون کی طرف بیشک اس نے سرکشی کی ہے، فَقُلۡ هَلۡ لَّكَ اِلٰٓى اَنۡ تَزَكّٰى پس آپ اے موسیٰ علیہ السلام جا کر فرعون سے کہیں کیا تجھے رغبت ہے اس بات کی طرف کہ تو پاک ہوجائے شرک سے، کفر سے، ظلم و جبر سے اے ظالم! تیرے حکم سے بارہ ہزار بچے اس لیے قتل ہوئے کہ تیرا اقتدار خطرے میں ہے وَاَهۡدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخۡشٰى اور میں تیری راہ نمائی کروں تیرے رب کی طرف۔ پس تیرے اندر خوف پیدا ہوجائے کہ تو نہ بندوں کا حق مارے اور نہ اللہ تعالیٰ کا۔

چنانچہ جب موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس پہنچے اپنا عصا مبارک ڈالا تو وہ اژدہا بن گیا۔ فَاَرٰٮهُ الۡاٰيَةَ الۡكُبۡرٰى پس دکھائی اس کو بڑی نشانی۔ فَكَذَّبَ وَعَصٰى پس اس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی۔ ثُمَّ اَدۡبَرَ يَسۡعٰى پھر اس نے پشت پھیری

دوڑا، کوشش کی جادوگروں کو لانے کی۔ فَحَشَرَ فَنَادٰی پس اس نے جمع کیا جادوگروں کو پس اس نے پکارا یعنی میدان میں آکر للکارا، فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى پس کہا لوگوں سے میں تمہارا اعلیٰ رب ہوں۔ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى پس پکڑا اس کو اللہ تعالیٰ نے آخرت کی سزا میں اور دنیا کی سزا میں کہ بحرِ قلزم میں ڈبو دیا۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى بیشک اس میں عبرت ہے کہ سرکشی کرنے والوں کا کیا انجام ہے اس کے لیے جو ڈرا، ڈرنے والوں کے لیے اس میں نشانی ہے۔

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ۭ بَنٰىهَا ﴿27﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿28﴾

کیا تم زیادہ سخت ہو پیدائش میں یا آسمان کہ اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے اس کو، بلند کی اللہ تعالیٰ نے اس کی چھت پس اس کو ہموار

وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ﴿29﴾ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿30﴾ اَخْرَجَ مِنْهَا

کیا۔ اور تاریک بنایا اس کی رات کو اور نکالا اس کی روشنی کو اور زمین کو اس کے بعد پھیلا دیا۔ نکالا زمین سے اس کا پانی اور چارا

مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ﴿31﴾ وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ﴿32﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿33﴾ فَاِذَا جَآءَتِ

اور پہاڑوں کو زمین میں گاڑ دیا۔ یہ تمہارے فائدے کے لیے ہے اور تمہارے مویشیوں کے لیے۔ پس جب آئے گا

الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿34﴾ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿35﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ

بڑا حادثہ جس دن یاد کرے گا انسان جو اس نے کوشش کی ہے اور ظاہر کر دی جائے گی شعلہ مارنے والی آگ اس کے لیے

يَّرٰى ﴿36﴾ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿37﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿38﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿39﴾

جو دیکھے۔ بہرحال وہ شخص جس نے سرکشی کی اور ترجیح دی دنیا کی زندگی کو پس بیشک شعلہ مارنے والی آگ ہی اس کا ٹھکانا ہے۔

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿40﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿41﴾

اور بہرحال جو ڈرا اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے۔ اور روکا اپنے نفس کو خواہشات سے۔ پس بیشک جنت ہی اس کا ٹھکانا

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ﴿42﴾ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ

ہے یہ لوگ پوچھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے بارے میں کب ہوگا، اس کا قائم کرنا، تجھے کیا ضرورت ہے قیامت کے

ذِكْرٰىهَا ﴿43﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿44﴾ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ﴿45﴾

ذکر کے بارے میں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی طرف ہے اس کی انتہاء پختہ بات ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ڈرانے والے ہیں اس شخص

كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿46﴾ ع

کو جو قیامت سے خوف کھاتا ہے گویا کہ وہ جس دن دیکھیں گے قیامت کو کہ وہ نہیں ٹھہرے دنیا میں مگر دن کا پچھلا پہر یا پہلا پہر۔

مشکل الفاظ کے معانی:

بَنٰهَا: اس کو بنایا، سَمْكَهَا: اس کی چھت، فَسَوّٰىهَا: درست بنایا اس کو، اَغْطَشَ: اس نے تاریک کیا، لَيْلَهَا: اس کی رات کو، ضُحٰىهَا: اس کے دن کو، دَحٰىهَا: اس کو بچھایا، مَآءَهَا: اس کا پانی، مَرْعٰىهَا: اس کا چارہ، اَرْسٰىهَا: ان کو گاڑا، الطَّآمَّةُ: ہنگامہ، اٰثَرَ: جس نے ترجیح دی، نَهَى: روکا، ذِكْرٰىهَا: اس کا بیان، مُنْتَهٰىهَا: اس کی انتہاء، يَّخْشٰىهَا: جو اس سے ڈرتا ہو، عَشِيَّةً: شام، دن کا آخری حصہ۔

ربط:

سورت کے آغاز سے ہی موت کا، روح قبض کرنے کا اور احوال قیامت کا بیان ہو رہا تھا۔ بعد ازاں نبی کریم ﷺ کو کفار و مشرکین مکہ کے انکار اور استہزاء سے جو رنج اور دُکھ ہوتا تھا اُس کے تدارک اور آپ ﷺ کی تسلی کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملنے کا واقعہ اور فرعون کے انجام کو بیان کیا گیا اب دوبارہ احوال قیامت کا بیان ہو رہا ہے۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کا اپنی خالقیت اور قدرت کا بیان:

ءَ اَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ۭ بَنٰهَا کیا تم زیادہ سخت ہو خلقت اور پیدائش میں یا آسمان کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بنایا ہے۔ کیا تمہارا چھوٹا سا وجود بنانا مشکل ہے یا آسمان کا اتنا بڑا وجود بنانا مشکل ہے؟ پھر ایک آسمان نہیں سات آسمان ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا بلند کی اللہ تعالیٰ نے آسمان کی چھت۔ نیچے نہ کوئی کھمبا، نہ ستون، نہ کوئی دیوار، اس رب کے لیے تمہاری پیدائش کیا مشکل ہے۔ فَسَوّٰىهَا پس اس کو ہموار کیا۔ ایسا ہموار اور برابر کیا ہے کہ اس میں رتی برابر کوئی کمی نہیں ہے۔ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا اور تاریک کیا اس کی رات کو۔ اللہ تعالیٰ نے رات کو پیدا کیا اور تاریک بنایا اس کے لیے تمہارا دوبارہ پیدا کرنا مشکل ہے؟ وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا اور نکالا اس کی روشنی کو۔ دن پیدا کیا، دن بنانا مشکل ہے، رات بنانا مشکل ہے، آسمان بنانا مشکل ہے یا تمہارا دوبارہ پیدا کرنا مشکل ہے؟

زمین و آسمان میں سے پہلے کیا بنایا گیا؟

وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا اور زمین کو اس کے بعد پھیلا دیا۔ پہلے اللہ تعالیٰ نے زمین کا مادہ بنا کر پیڑا بنا کر رکھ دیا پھر سات آسمان بنائے اس کے بعد زمین کو چاروں طرف پھیلا دیا۔

تفسیر بیضاوی میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے چند چیزیں پوچھیں کہ قرآن پاک میں یہ آیتیں متعارض معلوم ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہاں پہلے آسمان کا ذکر ہے پھر آتا ہے وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کی خلقت پہلے ہے اور زمین کی خلقت بعد میں ہے۔ اور سورۃ حٰم سجدہ میں ہے اَلَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ .... ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ.... فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ اس سے معلوم ہوتا

ہے کہ پہلے زمین بنائی پھر آسمان بنایا ہے، بظاہر ان دونوں میں تعارض ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس شخص کے اس اشکال کے جواب میں فرمایا کہ زمین کا مادہ پہلے پیدا کیا پھر آسمانوں کی پیدائش کے بعد اس مادے کو پھیلایا جیسے آٹے کا پیڑا ہوتا ہے۔ اس طرح زمین کی خلقت پہلے ہوئی ہے مادے کے اعتبار سے اور اس کو پھیلایا بعد میں ہے لہٰذا سورۂ حٰم سجدہ میں اس کے مادے کی خلقت کا بیان ہے اور یہاں اس کے پھیلانے کا بیان ہے لہٰذا دونوں آیتوں میں تعارض نہ رہا۔

پانی اور پہاڑوں کی تخلیق کا بیان:

اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا اللہ تعالیٰ نے زمین سے پانی نکالا۔ اسی پانی سے مخلوق پیدا فرمائی، کیا حیوانات، کیا نباتات۔ عالم اسباب میں ان کی بود و باش اس کے ساتھ ہے۔ تو یہ پانی کس نے پیدا کیا؟ وَمَرْعٰىهَا اور چارا زمین میں پیدا کیا۔ یہ جانوروں کے لیے چارا زمین سے کس نے نکالا، تمہارے لیے سبزیاں کس نے پیدا فرمائیں؟ وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا اور پہاڑوں کو زمین میں گاڑ دیا، جما دیا۔ زمین کو پیدا کیا تو زمین حرکت کرنے لگی تو اس میں اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کی میخیں ٹھونک دیں تاکہ زمین حرکت نہ کرے۔ رات اور دن کا بنایا جانا۔ آسمان و زمین کا بنایا جانا۔ پانی اور سبزی چارے کا بنایا جانا۔ پہاڑوں کا زمین میں گاڑا جانا مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ یہ تمہارے فائدے کے لیے ہے اور تمہارے مویشیوں کے لیے۔ اور یہ ساری چیزیں تم مانتے ہو۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار نہیں کر سکتے تو پھر یہی رب تمہیں دوبارہ پیدا کرے گا۔ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى پس جب آئے گا بڑا حادثہ۔ قیامت کا حادثہ ایسا خوفناک ہوگا کہ عورتوں کے حمل گر جائیں گے اور بچے بوڑھے ہو جائیں گے۔ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى جس دن انسان یاد کرے گا جو بھی اُس نے کیا ہوگا، اچھا کام کیا ہوگا یا بُرا سب اُس کے ذہن میں بالکل یاد ہوگا۔

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى اور ظاہر کر دی جائے گی شعلہ مارنے والی آگ اس کے لیے جو دیکھے۔ جحیم کا معنیٰ ہے بھڑکنے والی آگ، شعلہ مارنے والی آگ۔

فَاَمَّا مَنْ طَغٰى بہرحال وہ شخص جس نے سرکشی کی۔ پیغمبروں کی نافرمانی کی، اللہ تعالیٰ کی کتابوں کو نہ مانا، حق بیان کرنے والوں کی مخالفت کی۔ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا اور ترجیح دی دنیا کی زندگی کو آخرت پر کہ دنیا ہی کو سب کچھ سمجھ لیا اور آخرت کو بھلا دیا۔ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى پس بیشک شعلہ مارنے والی آگ ہی اس کا ٹھکانا ہے۔ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ اور بہرحال جو ڈرا اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے کہ اللہ تعالیٰ کی سچی عدالت میں میں نے جانا ہے اور میں جواب دہی کے لیے کھڑا کیا جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ مجھ سے نیکی اور بدی کے بارے میں پوچھیں گے تو میں کیا جواب دوں گا؟ یہ خوف اس کے دل میں ہے۔ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى اور روکا اپنے نفس کو ان خلاف شرع خواہشات اور کاموں سے، جو طبعی خواہشات ہیں ان پر شریعت نے کوئی پابندی نہیں لگائی۔ کھانے پینے کی خواہش ہے،

سونے کی خواہش ہے، جنسی جائز خواہشات اور امور ہیں جو خلاف شرع نہ ہوں۔ تو جس نے خلاف شرع خواہشات سے اپنے آپ کو روکا فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى پس بیشک جنت ہی اس کا ٹھکانا ہے۔

قیامت کب آئے گی؟

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا یہ لوگ پوچھتے ہیں آپ ﷺ سے قیامت کے بارے میں کب ہوگا اس کا قائم کرنا۔ قیامت کب آئے گی؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا آپ ﷺ کو کیا ضرورت ہے قیامت کے ذکر کے بارے میں۔ قیامت کا علم صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا آپ ﷺ کے رب کی طرف ہے اس کی انتہاء۔ قیامت کا جو صحیح وقت ہے اس کو اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ اللہ تعالیٰ کے پاس راز ہے۔

احادیث میں اتنا آتا ہے کہ جمعہ کا دن ہوگا، دس محرم کی تاریخ ہوگی۔ لیکن وہ جمعہ کس سال کا ہوگا، کس مہینے کا ہوگا، کون سی صدی کا ہوگا؟ اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اور جس روایت میں دس محرم کا ذکر ہے وہ نہایت ہی کمزور روایت ہے۔ اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے صحیح روایت اتنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن پیدا کیا، جمعہ کے دن جنت میں داخل کیا، جمعہ والے دن جنت سے نکالا اور جمعہ والے دن ہی قیامت قائم ہوگی۔

اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا پختہ بات ہے آپ ﷺ ڈرانے والے ہیں اس شخص کو جو قیامت سے ڈرتا ہے۔ قیامت کا علم آپ ﷺ کے پاس نہیں ہے آپ ﷺ کا کام صرف ڈرانا ہے۔ آج تو یہ کافر قیامت کا وقت پوچھتے ہیں مگر جب وہ برپا ہوجائے گی كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا گویا کہ وہ جس دن دیکھیں گے قیامت کو تو ایسے محسوس کریں گے کہ وہ نہیں ٹھہرے دنیا میں مگر پچھلا پہر یا پہلا پہر۔ یعنی ایسے محسوس کریں گے کہ ہم دنیا میں بہت تھوڑا عرصہ رہے ہیں۔

سُوْرَةُ عَبَسَ مَكِّيَّةٌ

سورۂ عبس مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ عبس کا لفظ سورت کے آغاز میں ہی آرہا ہے اس کا مطلب ہے تیوری چڑھانا، ناگواری محسوس کرنا۔ ترتیب قرآنی کے لحاظ سے اس کا اسی (۸۰) نمبر ہے۔ اور ترتیب نزولی کے لحاظ سے اس کا چوبیس (۲۴) نمبر ہے یعنی اس سے قبل تیئس (۲۳) سورتیں نازل ہوئیں تھیں۔ سورۂ عبس کی آیات کی تعداد بیالیس (۴۲) ہے اور اس کا ایک رکوع ہے یہ پہلی سورت ہے جس کا ایک رکوع ہے اس کے بعد جتنی بھی سورتیں میں وہ سب ایک رکوع والی ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓی ﴿۱﴾ اَنۡ جَآءَہُ الۡاَعۡمٰی ﴿۲﴾ وَمَا یُدۡرِیۡکَ لَعَلَّہٗ یَزَّکّٰٓی ﴿۳﴾

تیوری چڑھائی اور اعراض کیا اس واسطے کہ آیا ان کے پاس نابینا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے بتلایا شاید کہ وہ پاک ہو جائے

اَوۡ یَذَّکَّرُ فَتَنۡفَعَہُ الذِّکۡرٰی ﴿۴﴾ اَمَّا مَنِ اسۡتَغۡنٰی ﴿۵﴾ فَاَنۡتَ لَہٗ تَصَدّٰی ﴿۶﴾

یا وہ نصیحت حاصل کرے پس اس کو نفع دیتی نصیحت۔ بہر حال جس شخص نے بے پروائی اختیار کی پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے

وَمَا عَلَیۡکَ اَلَّا یَزَّکّٰی ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنۡ جَآءَکَ یَسۡعٰی ﴿۸﴾ وَھُوَ یَخۡشٰی ﴿۹﴾

پیچھے پڑے ہوئے ہیں حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ نہیں ہے کہ وہ ضرور تزکیہ حاصل کرے اور بہر حال جو دوڑتا ہوا

فَاَنۡتَ عَنۡہُ تَلَہّٰی ﴿۱۰﴾ کَلَّآ اِنَّہَا تَذۡکِرَۃٌ ﴿۱۱﴾ فَمَنۡ شَآءَ ذَکَرَہٗ ﴿۱۲﴾ فِیۡ

آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور وہ ڈرتا بھی ہے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے غفلت برتتے ہیں۔ خبردار یہ آیات نصیحت ہیں پس جو

صُحُفٍ مُّکَرَّمَۃٍ ﴿۱۳﴾ مَّرۡفُوۡعَۃٍ مُّطَہَّرَۃٍۭ ﴿۱۴﴾ بِاَیۡدِیۡ سَفَرَۃٍ ﴿۱۵﴾

شخص چاہے اس نصیحت کو قبول کرے صحیفوں میں لکھی ہوئی ہے جو عزت والے ہیں بلند ہیں پاک ہیں لکھنے والوں کے ہاتھوں

کِرَامٍۭ بَرَرَۃٍ ﴿۱۶﴾ قُتِلَ الۡاِنۡسَانُ مَآ اَکۡفَرَہٗ ﴿۱۷﴾ مِنۡ اَیِّ شَیۡءٍ

میں ہیں جو بڑے بزرگ شریف ہیں (نیک ہیں)۔ مارا جائے انسان کس چیز نے اس کو کفر پر آمادہ کیا ہے۔ کس چیز سے اس کو

خَلَقَہٗ ﴿۱۸﴾ مِنۡ نُّطۡفَۃٍ ؕ خَلَقَہٗ فَقَدَّرَہٗ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ السَّبِیۡلَ یَسَّرَہٗ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ اَمَاتَہٗ

پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے، نطفے سے پیدا کیا اس کو پھر اندازہ رکھا اس کا پھر راستہ آسان کیا اس کے لیے۔ پھر اس کو موت دی

فَاَقۡبَرَہٗ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنۡشَرَہٗ ﴿۲۲﴾

پھر اس کو قبر میں ڈال دیا پھر جب چاہے گا اٹھا دے گا اس کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

یَزَّکّٰی: وہ سنور جاتا، فَتَنۡفَعَہُ: اس کو نفع دیتی، تَصَدّٰی: آپ فکر میں رہتے ہیں، تَلَہّٰی: آپ بے اعتنائی کرتے ہیں، مُکَرَّمَۃٍ: مکرم و معزز، سَفَرَۃٍ: لکھنے والے، کِرَامٍ: معزز، بَرَرَۃٍ: نیک، مَآ اَکۡفَرَہٗ: وہ کیا ناشکرا ہے، یَسَّرَہٗ: اسے آسان کیا، فَاَقۡبَرَہٗ: قبر میں لے گیا اسے، اَنۡشَرَہٗ: دوبارہ زندہ کرے گا اسے۔

ربط:

سورۂ نازعات میں فرمایا گیا کہ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا کہ ان کفار ومشرکین کو منوانا ان کے پیچھے پڑنا یہ آپ ﷺ کی ذمہ داری نہیں ہے اب یہاں سورۂ عبس میں بھی یہی بیان فرمایا جارہا ہے کہ آپ ﷺ ان کافروں کے پیچھے اس کوشش میں نہ لگیں کہ یہ دشمنان دین کسی نہ کسی طرح اسلام قبول کر لیں۔

سورۂ عبس کا شانِ نزول:

آپ ﷺ کے پاس قریش کے سردار بیٹھے تھے آپ ﷺ ان کے ساتھ مصروف گفتگو تھے اثناء گفتگو میں کبھی خاموشی بھی ہو جاتی ہے کیونکہ مسلسل تو آدمی نہیں بولتا اتنے میں ایک نابینا صحابی حضرت عبد اللہ بن عمرو ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے چونکہ وہ نابینا تھے اور ان کو معلوم نہ تھا کہ گفتگو ہو رہی ہے، جب خاموشی ہوئی انہوں نے خیال کیا کہ شاید گفتگو ختم ہوگئی ہے چنانچہ انہوں نے سوال کیا آپ ﷺ کو یہ بات نہایت ناگوار ہوئی ناگوار اس لئے ہوئی کہ جب قریش کے ان سرداروں کے ساتھ گفتگو ہو رہی ہے تو ان کے ساتھ گفتگو مکمل ہوجائے تو پھر اوروں کیساتھ شروع کریں۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

تفسیری نکات: اسلام قبول کر لینے والے کی اللہ کے ہاں اہمیت:

عَبَسَ اس کی ضمیر آنحضرت ﷺ کی طرف راجع ہے۔ معنی ہوگا پیغمبر ﷺ نے تیوری چڑھائی، ترش روئی کا اظہار کیا۔ وَتَوَلّٰٓی اور اعراض کیا۔ اَنْ اس واسطے کہ جَآءَهُ الْاَعْمٰى آیا ان کے پاس نابینا وَمَا يُدْرِيْكَ اور آپ ﷺ کو کس نے بتلایا، آنحضرت ﷺ کو خطاب ہے۔ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى شاید کہ وہ نابینا پاک ہوجائے، صفائی حاصل کرتا۔ مسلمان تو وہ پہلے ہی تھے آپ ﷺ اس کے سوال کا جواب دیتے اس کو پاکیزگی حاصل ہوتی یا وہ نصیحت حاصل کرے۔ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى یا وہ نصیحت حاصل کرے۔ آپ ﷺ اس کے سوال کا جواب دے دیتے اس کو نصیحت حاصل ہوتی پس نفع دیتی اس کو نصیحت۔ خود بھی عمل کرتے دوسرے لوگوں کو بھی بتلاتے آپ ﷺ نے اس کی طرف توجہ نہیں کی اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى بہرحال جس شخص نے بے پروائی اختیار کی اسلام سے فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى پس آپ ﷺ اس کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ یہ اسلام قبول کرنے کے لیے نہیں آئے چھیڑ خانی اور شرارت کے لیے آئے ہیں، ان کی نیت ٹھیک نہیں ہے وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى حالانکہ آپ ﷺ کے ذمہ نہیں ہے کہ وہ کافر سردار ضرور تزکیہ حاصل کریں۔ ان کا ایمان لانا آپ ﷺ کے ذمہ نہیں ہے۔

وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى اور بہرحال جو دوڑتا ہوا آیا آپ ﷺ کے پاس۔ وَهُوَ يَخْشٰى اور وہ ڈرتا بھی ہے اللہ تعالیٰ سے۔ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى پس آپ ﷺ اس سے غفلت برتتے ہیں۔ یہ نابینا صحابی رضی اللہ عنہ جن کے دل میں اللہ

تعالیٰ کا خوف ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی طرف توجہ نہیں دی اور وہ قریش کے کافر سردار جو بے پرواہیں محض چھیڑ خانی کے لیے آئے ہیں اور نہ ہی انہوں نے اسلام قبول کرنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔

قرآن کریم کی عظمت کا بیان:

كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ خبردار یہ قرآن پاک کی آیات نصیحت ہیں فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ پس جو شخص چاہے اس نصیحت کو قبول کرے۔ہم جبر نہیں کرتے اللہ تعالیٰ ہدایت اسے دیتا ہے جو ہدایت کو قبول کرے۔اس نے اختیار دیا ہے۔ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ. (الکھف:۲۹) پس جس کا جی چاہے ایمان قبول کرے اپنی مرضی سے اور جو چاہے کفر اختیار کرے اپنی مرضی سے،کوئی جبر نہیں ہے۔

فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ عزت والے صحیفوں میں لکھی ہوئی ہے۔صحف صحیفۃ کی جمع ہے،اس کا معنی ہے کاپی۔لوح محفوظ میں قرآن کریم کی سورتوں کی الگ الگ کاپیاں ہیں مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ جو بلند ہیں۔یعنی بلند مقام میں ہیں پاک ہیں۔وہ صحیفے بڑے پاکیزہ ہیں جن میں قرآن کریم ہے۔بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ لکھنے والوں کے ہاتھوں میں ہیں۔وہ کون ہیں۔كِرَامٍۢ بَرَرَةٍ اس کے لکھنے والے بڑے بزرگ،نیک اور صالح ہیں۔

انسان کی حقیقت کیا ہے؟

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ مارا جائے انسان کس چیز نے اس کو کفر پر آمادہ کیا ہے۔کافر انسان کی بات ہو رہی ہے کہ کافر انسان غارت ہو جائے اس کو علم نہیں ہے مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ کس چیز سے اس کو پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے۔تجھے اگر شرم آئے تو ہم بتا دیتے ہیں مِنْ نُّطْفَةٍ نطفے سے پیدا کیا ہے۔اے انسان!تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ بحث مباحثہ اور ہٹ دھرمی کرتا ہے اور اپنی اصل کو نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے مرد وعورت کے حقیر اور گندے پانی کے قطرے سے پیدا کیا ہے خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ پس پیدا کیا اس کو پھر اندازہ رکھا اس کا کہ یہ انسان بھرپور جوانی میں کتنے فٹ لمبا ہوگا،کتنا موٹا ہوگا،کالا ہوگا،گورا ہوگا،ذہین ہوگا،غبی ہوگا۔ساری تقدیریں اللہ تعالیٰ نے اُس کے لیے مقرر فرمائی ہیں ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ پھر راستہ آسان کر دیا اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے۔ماں کے پیٹ سے اچھا خاصا تنومند بچہ کس طرح باہر نکلتا ہے؟یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے۔پھر بود و باش کے راستے کس نے آسان کیے؟اللہ تعالیٰ نے کیے ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ پھر اس کو اللہ تعالیٰ نے موت دی پھر اس کو قبر میں ڈال دیا۔یعنی حکم دیا کہ اس کو قبر میں ڈال دو۔

جس سرزمین پر قرآن نازل ہوا ہے ان علاقوں میں مردوں کو دفن کرتے تھے۔مشرکین بھی اور یہودی اور عیسائی بھی،جلاتے نہیں تھے۔تو ان کو سامنے رکھ کر فرمایا ہے ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ پھر جب چاہے گا اس کو قبر میں سے اٹھا دے گا بلکہ ان کو بھی دوبارہ زندہ کر دے گا جو سمندر میں ڈوب گئے آگ میں جل کر ہلاک ہوئے جانوروں نے کھا لیے۔

كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ﴿23﴾ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ﴿24﴾ اَنَّا

خبردار ابھی تک پورا نہیں کیا (انسان نے) وہ جس کا اس کو حکم دیا پس چاہیے کہ دیکھے انسان اپنے کھانے کی طرف بیشک ہم نے

صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ﴿25﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿26﴾ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ﴿27﴾ وَّعِنَبًا

برسایا پانی کو برسانا۔ پھر پھاڑا ہم نے زمین کو پھاڑنا پھر اگایا ہم نے اس میں اناج اور انگور اور ترکاریاں۔

وَّقَضْبًا ﴿28﴾ وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ﴿29﴾ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿30﴾ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ﴿31﴾ مَّتَاعًا لَّكُمْ

اور زیتون اور کھجوریں اور باغات گھنے اور پھل اور چارا تمہارے فائدے کے لیے اور تمہارے مویشیوں کے لیے۔

وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿32﴾ فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿33﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴿34﴾ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ﴿35﴾

پس جب آئے گی چیخ (کانوں کو پھوڑنے والی) جس دن بھاگے گا آدمی اپنے بھائی سے اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے

وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ﴿36﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴿37﴾

اور اپنی بیوی سے اور اپنی اولاد سے۔ ہر آدمی کے لیے ان میں سے اس دن حال ہوگا جو بے پروا کردے گا اس کو (دوسروں

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿38﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿39﴾ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا

سے)۔ کچھ چہرے اس دن روشن ہوں گے ہنسنے والے خوشیاں منانے والے، اور کچھ چہرے اس دن ان پر گرد و غبار ہوگا،

غَبَرَةٌ ﴿40﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿41﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿42﴾ ع

چھا جائے گی ان کے چہروں پر تارکول (سیاہی) یہی لوگ ہیں کفر کرنے والے فسق و فجور کرنے والے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

صَبَبْنَا: ہم نے برسایا، صَبًّا: برسانا، شَقًّا: پھاڑنا، عِنَبًا: انگور، قَضْبًا: ترکاری، زَيْتُوْنًا: زیتون، نَخْلًا: کھجور، الصَّآخَّةُ: بڑا شور، اَخِيْهِ: اپنے بھائی (سے)، يُّغْنِيْهِ: اسے کافی ہوگی، مُّسْفِرَةٌ: روشن، ضَاحِكَةٌ: ہنسنے والے، مُّسْتَبْشِرَةٌ: خوش، تَرْهَقُهَا: ان پر چھائی ہوگی، الْكَفَرَةُ: کافر، الْفَجَرَةُ: فاجر۔

ربط:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ انسان کی حقیقت یہ ہے کہ گندے پانی سے پیدا کیا گیا پھر گندی جگہ سے نکلا۔ اس حقیقت کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انسان کو تمام مخلوقات پر شرف بخشا ہے ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انسان کے ذمے جو کام لگایا گیا تھا کہ اللہ کی مکمل اطاعت و فرمانبرداری کرے وہ اس نے پورا نہیں کیا۔

تفسیری نکات: انسان کے لیے اللہ نے طرح طرح کی نعمتیں بنائیں:

كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ خبردار! ابھی تک پورا نہیں کیا انسان نے وہ جس کا اس کو حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو حکم دیا مجموعی طور پر انسان نے اس کو پورا نہیں کیا۔

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖ پس چاہیے کہ دیکھے انسان اپنے کھانے کی طرف کہ کتنی قوتیں اس کے تیار کرنے میں لگی ہوئی ہیں۔ وہ قوتیں کس نے پیدا کی ہیں۔ کھانے کے تیار کرنے میں اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھو اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا بیشک برسایا ہم نے پانی آسمان کی طرف سے برسانا۔ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا پھر ہم نے پھاڑا زمین کو پھاڑنا۔ ہم اگر نہ پھاڑتے تو اتنا نرم ونازک پودا زمین سے باہر کس طرح آسکتا تھا۔ یہ بارش برسانے والا کون ہے؟ زمین کو پھاڑ کر فصلیں اگانے والا کون ہے؟

فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا پھر اگایا ہم نے اس میں اناج، دانے اگائے، فصلیں اگائیں وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا اور انگور اگائے اور ترکاریاں اگائیں۔ طرح طرح کے پھل، ترکاریاں، اناج اور جانوروں کے لیے چارہ وغیرہ اللہ تعالیٰ کے سوا کون اگانے والا ہے۔ یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے پیدا کی ہیں۔

وَّزَيْتُوْنًا اور زیتون اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا جسے ہم خوراک کے طور پر بھی استعمال کرتے ہیں۔ مالش اور چراغ کے طور پر بھی استعمال کرتے ہیں۔ وَّنَخْلًا اور کھجوریں پیدا کیں۔ کھجوریں اور زیتون عربوں کی خوراک تھیں۔

وَّحَدَآئِقَ اور باغات پیدا کیے۔ غُلْبًا گھنے غلبا غلبی کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے وہ عورت جس کی گردن موٹی ہو۔ اور ظاہر بات ہے کہ جس کی گردن موٹی ہوگی اس کی رگیں نظر نہیں آئیں گی۔ تو مراد ہے ایسے باغ جن کی ٹہنیاں ٹہنیوں میں گھسی ہوئی ہوں کوئی تمیز نہ ہو کہ یہ کس درخت کی ٹہنی ہے اور یہ کس درخت کی ٹہنی ہے؟ معنی ہوگا گھنے باغ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا اور پھل۔ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیے۔ اور چارا پیدا کیا ہے۔ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ فائدہ ہے تمہارے لیے اور تمہارے جانوروں کے لیے فائدہ ہے۔ یاد رکھو! جس رب نے ان سب چیزوں کو پیدا کیا ہے وہی قیامت قائم کرے گا اس کے لیے کوئی کام مشکل نہیں ہے۔

قیامت میں کوئی کسی کے کام نہ آئے گا:

فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ پس جس وقت آئے گی چیخ جو کانوں کے پردے پھاڑ دے گی۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام جس وقت صور پھونکیں گے اس کو دور والے بھی ایسے ہی سنیں گے جیسے قریب والے سنیں گے۔ ایسی سخت آواز ہوگی کہ کانوں کے پردے پھٹ جائیں گے۔ آج بھی تیز آواز سے کانوں کے پردے پھٹ جاتے ہیں۔

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ جس دن بھاگے گا آدمی اپنے بھائی سے وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ اور اپنے ماں اور باپ سے بھاگے گا۔ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ اور اپنی بیوی سے اور اپنی اولاد سے بھاگے گا۔

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيْهِ ہر آدمی کے لیے ان میں سے اس دن حال ہوگا جو بے پروا کر دے گا اس کو دوسروں سے، ہر ایک کو اپنی جان کی پڑی ہوگی کوئی کسی کی طرف توجہ نہیں کر سکے گا۔ نہ ماں، نہ باپ، نہ بیوی، نہ اولاد، نہ کوئی دوست عزیز، کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔ الا تزر وازرة وزر اخری (النجم: ۳۸) کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

اہل سنت والجماعت روشن چہروں والے ہوں گے:

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ کچھ چہرے اس دن روشن ہوں گے۔ یہ مومن ہوں گے نیک عمل کرنے والے جنہوں نے توحید وسنت پر چل کر اللہ تعالیٰ کو راضی کیا اور بدعات اور خرافات سے بچے۔ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ہنسنے والے خوشیاں منانے والے ہوں گے وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ اور کچھ چہرے اس دن ایسے ہوں گے کہ ان پر گرد وغبار ہوگا تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ چھا جائے گی ان کے چہروں پر تارکول۔ یہ جو سڑکوں پر لک ڈالی جاتی ہے وہ ان کے چہروں پر ملی جائے گی۔ یہ علامت ہوگی مشرکوں اور بدعتیوں کی۔ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ. اس دن کئی چہرے سیاہ ہوں گے اور کئی چہرے سفید ہوں گے۔ (آل عمران: ۱۰۶)

اہل سنت والجماعت کے چہرے سفید ہوں گے اور اہل بدعت کے سیاہ ہوں گے۔ یہ معنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کرتے ہیں أُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ کفرۃ کافر کی جمع ہے اور فجرۃ فاجر کی جمع ہے۔ یہی لوگ ہیں کفر کرنے والے، فسق وفجور کرنے والے۔ عقیدے کے لحاظ سے کافر ہوں گے، عمل کے لحاظ سے فاجر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کافروں، فاجروں اور بدعتیوں میں ہونے سے بچائے۔

سُوْرَةُ التَّكْوِيْرِ مَكِّيَّةٌ

سورۂ تکویر مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ تکویر کا معنی ہے کسی چیز کو غلاف میں لپیٹ دینا قیامت سے قبل جب صور پھونکا جائے گا تو اللہ تعالیٰ سورج کی روشنی کو سلب فرمالے گا جیسے کسی چیز کو غلاف میں لپیٹ کر رکھ دیا جاتا ہے اسی طرح سورج کو لپیٹ کر رکھ دیا جائے گا۔ ترتیب قرآنی کے لحاظ سے اس سورت کا اکیاسی (۸۱) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا ساتواں (۷) نمبر ہے یعنی اس سے قبل چھ (۶) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس کی آیات کی تعداد انتیس (۲۹) ہے اور ایک رکوع ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِذَا الشَّمۡسُ کُوِّرَتۡ ۪ۙ﴿۱﴾ وَ اِذَا النُّجُوۡمُ انۡکَدَرَتۡ ۪ۙ﴿۲﴾ وَ اِذَا الۡجِبَالُ سُیِّرَتۡ ۪ۙ﴿۳﴾ وَ اِذَا

جس وقت سورج کو لپیٹ دیا جائے گا اور جس وقت ستارے گر پڑیں گے اور جس وقت پہاڑ چلائے جائیں گے اور جس

الۡعِشَارُ عُطِّلَتۡ ۪ۙ﴿۴﴾ وَ اِذَا الۡوُحُوۡشُ حُشِرَتۡ ۪ۙ﴿۵﴾ وَ اِذَا الۡبِحَارُ سُجِّرَتۡ ۪ۙ﴿۶﴾

وقت (دس ماہ کی) گابھن اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں گی اور جس وقت وحشی جانور اکٹھے کر دیئے جائیں گے اور جس وقت

وَ اِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَتۡ ۪ۙ﴿۷﴾ وَ اِذَا الۡمَوۡءٗدَۃُ سُئِلَتۡ ۪ۙ﴿۸﴾ بِاَیِّ

سمندروں کو آگ لگا دی جائے گی اور جس وقت جانوں کو جوڑ دیا جائے گا۔ اور جس وقت زندہ درگور کی گئی بچی سے سوال کیا

ذَنۡۢبٍ قُتِلَتۡ ۚ﴿۹﴾ وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ ۪ۙ﴿۱۰﴾ وَ اِذَا السَّمَآءُ کُشِطَتۡ ۪ۙ﴿۱۱﴾ وَ اِذَا

جائے گا کس گناہ کے بدلے وہ قتل کی گئی اور جس وقت صحیفے کھول دیئے جائیں گے اور جس وقت آسمان کا چھلکا اتار دیا جائے گا

الۡجَحِیۡمُ سُعِّرَتۡ ۪ۙ﴿۱۲﴾ وَ اِذَا الۡجَنَّۃُ اُزۡلِفَتۡ ۪ۙ﴿۱۳﴾ عَلِمَتۡ نَفۡسٌ مَّاۤ اَحۡضَرَتۡ ﴿ؕ۱۴﴾

اور جس وقت دوزخ کو بھڑکا دیا جائے گا اور جس وقت جنت کو قریب کر دیا جائے گا جان لے گا ہر نفس جو اس نے حاضر کیا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

کُوِّرَتۡ: لپیٹ دیا جائے گا، انۡکَدَرَتۡ: گر پڑیں گے، الۡعِشَارُ: دس ماہ کی گابھن اونٹنیاں، عُطِّلَتۡ: چھوڑ دی جائیں گی، الۡوُحُوۡشُ: وحشی جانور، حُشِرَتۡ: جمع کر دیئے جائیں گے، الۡبِحَارُ: دریا، سُجِّرَتۡ: بھڑکا دیئے جائیں گے، النُّفُوۡسُ: لوگ، نفوس، زُوِّجَتۡ: اکٹھے کیے جائیں گے، الۡمَوۡءٗدَۃُ: زندہ درگور کی ہوئی، سُئِلَتۡ: اس سے سوال کیا جائے گا، قُتِلَتۡ: قتل کی گئی، نُشِرَتۡ: کھولے جائیں گے، کُشِطَتۡ: چھلکا اتار دیا جائے گا، سُعِّرَتۡ: بھڑکائی جائے گی، اَحۡضَرَتۡ: جو اُس نے حاضر کیا ہے۔

ربط:

سورۂ عبس میں بھی قیامت کے احوال کا بیان فرمایا گیا تھا اور اس سورۂ تکویر میں بھی احوال قیامت کا بیان فرمایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: قیامت برپا ہونے سے پہلے کے واقعات:

جب حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے تو اُس وقت یہ نشانیاں ظہور پزیر ہوں گی۔

اِذَا الشَّمۡسُ کُوِّرَتۡ جس وقت سورج کو لپیٹ دیا جائے گا، سورج کی روشنی ختم کر دی جائے گی۔ وَاِذَا النُّجُوۡمُ

انکَدَرَتْ اور جس وقت ستارے گر پڑیں گے تو کیا حال ہوگا کہ ایک ایک ستارہ زمین سے بڑا ہے۔ وَاِذَا الْجِبَالُ سُیِّرَتْ اور جس وقت یہ پہاڑ چلائے جائیں گے۔ یہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گرد و غبار ہو جائیں گے۔ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو دس ماہ کی گابھن (حاملہ) ہو۔ جب اونٹنی کو گابھن ہوئے دس ماہ ہو جائیں تو اس کی بڑی دیکھ بھال کی جاتی ہے۔ کیوں کہ اب بچے کی پیدائش کا وقت ہوتا ہے۔ اونٹنی اگر کھڑے کھڑے بچہ دے دے تو بچے کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ اور اگر بیٹھ کر دے تو بچے کے ضائع ہونے کا خطرہ ہوتا ہے اس لیے اونٹنی پر نگاہ رکھتے ہیں۔ لیکن جب قیامت برپا ہوگی تو ایسی افراتفری ہوگی کہ اس گابھن اونٹنی کو کوئی نہیں پوچھے گا۔ معنیٰ ہوگا اور جس وقت گابھن اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں گی۔ ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی۔

وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ اور جس وقت وحشی جانور اکٹھے کر دیئے جائیں گے۔ بھیڑیئے، شیر، چیتے، ہرن وغیرہ اس افراتفری میں ڈر کے مارے جنگلوں سے نکل کر شہروں کی طرف جمع ہو جائیں گے اور ایسا ہولناک منظر ہوگا کہ کوئی کسی کو نہیں چھیڑے گا وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ اور جس وقت سمندروں کو آگ لگا دی جائے گی۔ جس طرح آج پیٹرول کو آگ لگتی ہے اس طرح سمندروں کو آگ لگ جائے گی اور وہ جلنے لگ جائیں گے۔ یہ سب اُس وقت ہوگا جب حضرت اسرافیل علیہ السلام پہلی مرتبہ صور پھونکیں گے۔ ان حادثات سے تمام جاندار انسان، جنات، حیوان سب مرجائیں گے۔ اُس کے چالیس سال کے بعد حضرت اسرافیل علیہ السلام دوبارہ بگل پھونکیں گے۔

دوبارہ صور پھونکے جانے کے واقعات:

وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ اور جس وقت جانوں کو جوڑ دیا جائے گا۔ یہودیوں کو یہودیوں کے ساتھ، عیسائیوں کو عیسائیوں کے ساتھ، ہندوؤں کو ہندوؤں کے ساتھ، سکھوں کو سکھوں کے ساتھ، مسلمانوں کو مسلمانوں کے ساتھ، نافرمانوں کو نافرمانوں کے ساتھ اور فرمان برداروں کو فرماں برداروں کے ساتھ۔ یہ ان کی اصولی قسمیں ہوں گی۔ اصحاب الیمین وہ خوش نصیب جن کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور اصحاب الشمال وہ بدقسمت جن کو نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اور ایک طبقہ ہوگا السابقون السابقون کا جو نیکیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائیں گے۔

اور یہ تفسیر بھی کرتے ہیں کہ روحوں کو جسموں کے ساتھ جوڑا جائے گا۔ جس طرح اس وقت ہماری روح کا جسم کے ساتھ تعلق ہے اور ہم نقل و حرکت کرتے ہیں اور ہماری نقل و حرکت کو دوسرے بھی دیکھتے ہیں۔ مرنے کے بعد روح کو جسم سے الگ کر دیا جاتا ہے قیامت میں روحوں اور جسموں کا تعلق دوبارہ قائم کر دیا جائے گا۔

زندہ دفن کی جانے والی بچی کی فریاد سنی جائے گی:

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ اور جس وقت زندہ درگور کی ہوئی بچی سے سوال کیا جائے گا۔ عرب کے کچھ خاندانوں میں یہ

رسم بد تھی کہ لڑکی پیدا ہوتی تو اس کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔

تو فرمایا جس وقت زندہ درگور کی ہوئی بچی سے پوچھا جائے گا۔ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ کس گناہ کے بدلے میں وہ قتل کی گئی۔ تیرا کیا گناہ تھا؟ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ اور جس وقت صحیفے کھول دیئے جائیں گے۔ ہر ایک کا نامہ اعمال اس کے سامنے آجائے گا۔ وَاِذَا السَّمَآءُ کُشِطَتْ اور جس وقت آسمان کا چھلکا اتار دیا جائے گا۔ آج جو آسمان ہمیں نیلگوں نظر آتا ہے ایک وقت آئے گا فکانت وردۃ کالدھان، (سورۃ الرحمن) پس ہو جائے گا سرخ چمڑے کی طرح یا جیسے تلچھٹ ہوتی ہے۔ وَاِذَا الْجَحِیْمُ سُعِّرَتْ اور جس وقت دوزخ کی آگ بھڑکا دی جائے گی۔ میدان محشر میں دوزخ کی آگ کے شعلے نظر آرہے ہوں گے۔ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ اور جس وقت جنت کو قریب کر دیا جائے گا۔ میدان محشر ہی میں جنت کی خوشبوؤں کو، راحتوں کو، جنت کے باغوں کو آنکھوں سے دیکھیں گے۔ ہر ایک کی قلبی خواہش ہوگی کہ میں جلدی سے اس میں داخل ہو جاؤں۔ جس وقت یہ نشانیاں واضح ہو جائیں گی۔ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ جان لے گا ہر نفس جو اس نے حاضر کیا ہے۔ جس نے جو نیکی بدی کی ہے سامنے آجائے گی۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿۱۶﴾ وَالَّیْلِ

پس میں قسم اٹھاتا ہوں پیچھے ہٹ جانے والے (ستاروں) کی تیزی سے چلنے والے کی چھپ جانے والوں کی۔ اور قسم ہے

اِذَا عَسْعَسَ ﴿۱۷﴾ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِیْمٍ ﴿۱۹﴾ ذِیْ قُوَّةٍ

رات کی جب وہ آنے لگے اور قسم ہے صبح کی جب وہ سانس لے بیشک یہ قرآن عزت والے قاصد کا قول ہے۔ بڑی طاقت

عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِیْنٍ ﴿۲۰﴾ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ ﴿۲۱﴾ وَمَا صَاحِبُكُمْ

والا ہے عرش والے کے پاس عزت پانے والا ہے اس کی اطاعت کی جاتی ہے وہاں بڑا امین ہے۔ اور تمہارے ساتھی دیوانے

بِمَجْنُوْنٍ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ ﴿۲۳﴾ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ ﴿۲۴﴾ وَمَا

نہیں ہیں اور البتہ تحقیق انہوں نے دیکھا ہے اس کو روشن کنارے پر اور نہیں ہیں وہ غیب کی بات پر بخل کرنے والے اور نہیں

هُوَ بِقَوْلِ شَیْطٰنٍ رَّجِیْمٍ ﴿۲۵﴾ فَاَیْنَ تَذْهَبُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۷﴾ لِمَنْ شَآءَ

یہ قول شیطان رجیم کا۔ پھر تم کدھر جا رہے ہو نہیں ہے یہ قرآن مگر نصیحت تمام جہانوں کے لیے اس کے لیے جو چاہے

مِنْكُمْ اَنْ یَّسْتَقِیْمَ ﴿۲۸﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۹﴾ ع

تم میں کہ وہ قائم رہے۔ اور تم نہیں چاہتے مگر یہ کہ چاہے اللہ تعالیٰ جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

الْكُنَّسِ: چھپنے والے، عَسْعَسَ: جانے لگے، تَنَفَّسَ: آنے لگے، مُطَاعٍ: جس کا کہنا مانا جائے، بِضَنِيْنٍ: بخل کرنے والے، اَنْ يَّسْتَقِيْمَ: سیدھا چلنا چاہیے۔

ربط:

قیامت کے مناظر کا ذکر فرما کر اللہ تعالیٰ قرآن کی حقانیت بیان فرمارہے ہیں اور کفار و مشرکین کے قول کا ردّ فرمارہے ہیں کہ یہ شیطان کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ لانے والے قاصد فرشتے یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام کی امانت داری اور ان کے قوی و مضبوط ہونے کا بیان فرمارہے ہیں کہ شیاطین کی جرأت و ہمت نہیں کہ وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام جیسے قومی وامین کے ہوتے ہوئے وحی میں کوئی کمی کوتاہی کریں اور ایسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق فرمایا جارہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کوئی (نعوذ باللہ) مجنون یا دیوانے نہیں کہ یہ قرآن کوئی دیوانے کی بڑھو بلکہ انہوں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام اور ان کے ہمراہ وحی لانے والے فرشتوں کو خود دیکھا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی تعریف وتوصیف فرمائی جارہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی وحی الٰہی کو بغیر کسی کمی اور اضافے کے بیان فرماتے ہیں۔

تفسیری نکات: آگے پیچھے ہونے والے اور چھپ جانے والے ستارے:

فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ پس میں قسم اٹھاتا ہو۔ پیچھے ہٹ جانے والے ستاروں کی، تیزی سے چلنے والے کی چھپ جانے والوں کی۔

ستارے دو قسم کے ہیں۔ ثوابت: جو اپنی جگہ قائم رہتے ہیں اور سیارات: حرکت والے، چلنے والے۔ کوئی مغرب کی طرف چلتا ہے، کوئی مشرق کی طرف چلتا ہے، کوئی شمال کی طرف چلتا ہے، کوئی جنوب کی طرف چلتا ہے۔ جو ستارے اپنی جگہ قائم رہتے ہیں۔ انہی سے متعلق ہے وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ (النحل:۱۶) اور ستاروں کے ذریعے یہ لوگ راہ پاتے ہیں۔ ان ستاروں کے ذریعے لوگ راہ نمائی حاصل کرتے ہیں۔ سمندری اور صحرائی سفر ستاروں کو دیکھ کر کرتے تھے کہ ہم اس طرف سے آئے ہیں اور اس طرف کو جانا ہے۔ اس جگہ چلنے والے ستاروں کا ذکر ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے نام تو نہیں لیا مگر صفت ان کی بیان فرمائی ہے۔ مفسرین کرام نے کہا ہے کہ یہ پانچ ستارے ہیں۔

① زحل، ② مشتری، ③ زہرہ، ④ مریخ، ⑤ عطارد۔

ان کو ریاضی والے خمسہ متحیرہ کہتے ہیں۔ یعنی پانچ حیران کن سیارے۔ یہ بڑی تیزی کے ساتھ چلتے ہیں۔ چلتے چلتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے واپس ہوجاتے ہیں پھر چھپ جاتے ہیں، نظر نہیں آتے۔ ان آیتوں میں ان پانچ ستاروں کا ذکر ہے۔ یہ بڑا عجیب نظام ہے جو عام لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتا۔ ان ستاروں کی قسم اٹھا کر اللہ تعالیٰ نے یہ بات سمجھائی ہے کہ جیسے ان ستاروں کی حقیقت تم پوری طرح نہیں سمجھ سکتے اسی طرح یہ قرآن پاک حق اور سچ ہے لیکن تم اس کو پوری طرح نہیں

سمجھ سکتے۔ستاروں کی اپنے مدار میں چلنے کو نہ سمجھنے کے باوجود مانتے ہو اسی طرح قرآن کریم کو بھی مانو۔

وَالَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ اور قسم ہے رات کی جب وہ آنے لگے۔ عسعس اضداد میں سے ہے۔اس کا معنی آنے کا بھی ہے اور جانے کا بھی ہے۔اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے رات بھی ایک بہت بڑی نشانی ہے۔وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ اور قسم ہے صبح کی جب وہ سانس لے یعنی روشن ہو جائے۔یہ رات اور دن اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ایسی نشانیاں ہیں کہ جن کو ہر آدمی سمجھتا اور دیکھتا ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کی امانت وقوت کا بیان:

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ بیشک یہ قرآن قول ہے، بیان شدہ ہے بڑی عزت والے قاصد کا۔رسول کریم سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں کہ ان کے ذریعے یہ قرآن اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچایا ہے۔

جبرئیل علیہ السلام تمام فرشتوں کے سردار ہیں، معزز ہیں، وہ لے کر آئے ہیں۔ذِيْ قُوَّةٍ بڑی طاقت والے ہیں۔ان کی طاقت کا اندازہ اس سے لگاؤ کہ جب اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام کی بستیوں کو اٹھا کر پھینکنے کا حکم دیا تو پورے کا پورا علاقہ ایسے سمجھو جیسے لاہور سے وزیر آباد تک کا علاقہ ہے۔حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پَر مارا اور زمین کو پَر پر اُٹھا کر بلندی پر لے جا کر اُلٹا کر کے پھینک دیا۔تو اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو بڑی قوت دی ہے۔

عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ عرش والے کے ہاں بڑی عزت والے ہیں۔تمام فرشتوں کے سردار اور امام ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم ہیں مُطَاعٍ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اطاعت کی جاتی ہے۔تمام فرشتے اُن کے مطیع ہیں۔وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حکم دیتے ہیں تمام فرشتے بلا قیل وقال اس کو بجالاتے ہیں ثَمَّ اَمِيْنٍ وہاں بڑے امین ہیں۔ روح الامین، روح القدس، یہ جبرئیل علیہ السلام کے لقب ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ عقل والے اور ذی شعور ہیں:

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ اور تمہارے ساتھی دیوانے نہیں ہیں۔وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ اور البتہ تحقیق انہوں نے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا ہے اس رسول کریم کو یعنی جبرئیل علیہ السلام کو بالافق المبین۔روشن کنارے پر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو اصل شکل میں دو دفعہ دیکھا ہے۔ایک دفعہ زمین پر۔له ستمائة اجنحة. حضرت جبرائیل علیہ السلام کے چھ سو پر تھے۔جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت کی ذمہ داری ڈالی گئی جبل نور پر مکہ مکرمہ میں اور دوسری مرتبہ معراج کی رات کو اصل شکل میں دیکھا ہے۔اس کے علاوہ جتنی دفعہ بھی جبرائیل علیہ السلام آئے ہیں کبھی دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں اور کبھی کسی دیہاتی کی شکل میں، کبھی کسی کی شکل میں آتے تھے۔اس کا حوالہ اللہ تعالیٰ دیتے ہیں کہ تمہارے ساتھی نے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس رسول کریم یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا ہے۔وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ اور نہیں ہے وہ تمہارے ساتھی غیب کی بات پر بخل کرنے والے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کوئی غیب کی

خبر معلوم ہوتی تھی تو آپ ﷺ اس کو ظاہر کرنے میں کوئی بخل نہیں کرتے تھے بلکہ ٹھیک ٹھیک لوگوں تک پہنچا دیتے تھے۔ دوزخ کیا ہے؟ میدان محشر کیا ہے؟ فرشتے کیا ہیں؟ پل صراط کیا ہے؟ سارا قرآن کریم غیب سے آیا ہے۔ یہ تمام غیب کی خبریں ہیں جو آپ ﷺ نے بتلائی ہیں۔ آپ ﷺ نے اس کے بتلانے اور بیان کرنے پر کبھی بخل نہیں کیا۔

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ اور نہیں ہے یہ قرآن کریم کہا ہوا شیطان مردود کا۔ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ پھر تم کدھر جا رہے ہو اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ نہیں ہے یہ قرآن مگر نصیحت تمام جہانوں کے لیے لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ اس کے لیے کہ جو چاہے کہ وہ قائم رہے۔ جو مانے نصیحت اس کے لیے ہے۔ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ اور تم نہیں چاہتے مگر یہ کہ چاہے اللہ تعالیٰ جو رب ہے تمام جہانوں کا۔ تم اکیلے کچھ نہیں کر سکتے جب تک اللہ تعالیٰ نہ کرے۔ بندے کو ایمان لانے کا، کفر اختیار کرنے کا، نیکی بدی کرنے کا اختیار اور قدرت ہے۔ مگر یہ قدرت تو اللہ تعالیٰ نے دی ہے اس کے استعمال کرنے میں تم مختار ہو۔

سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ انفطار مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ اِنْفِطَارٌ اِنْفَطَرَتْ سے ہے جس کا معنی ہے پھٹنا اور یہ اِنْفَطَرَتْ اس سورت کی پہلی آیت میں ہی آ رہا ہے۔ ترتیب قرآنی کے لحاظ سے اس کا بیاسی (۸۲) نمبر ہے اور نزول کے اعتبار سے بھی اس کا بیاسی (۸۲) نمبر ہے یعنی اس سے قبل اکیاسی (۸۱) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس کی آیات کی تعداد اُنیس (۱۹) ہے اور ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝۱ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝۲ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۝۳ وَاِذَا

جس وقت آسمان پھٹ جائے گا اور جس وقت ستارے بکھر جائیں گے اور جس وقت سمندر چلائے جائیں گے۔ اور جس وقت

الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۝۴ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ۝۵ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ

قبریں اکھیڑ دی جائیں گی جان لے گا ہر نفس جو اس نے آگے بھیجا ہے اور جو پیچھے چھوڑا ہے۔ اے انسان کس چیز نے تجھے دھوکا

بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝۶ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝۷ فِيْۤ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝۸

دیا رب کریم کے بارے میں وہ جس نے تجھے پیدا کیا پھر تجھے درست کیا پھر تجھے برابر کیا جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا۔

كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُونَ بِالدِّينِ ۝٩ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ۝١٠ كِرَامًا كَاتِبِينَ ۝١١ يَعْلَمُونَ مَا

خبردار بلکہ تم جھٹلاتے ہو بدلے کے دن کو اور بیشک تمہارے اوپر البتہ نگران ہیں وہ بڑے شریف لکھنے والے ہیں جانتے ہیں

تَفْعَلُونَ ۝١٢ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ۝١٣ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ۝١٤

جو تم کرتے ہو۔ بیشک نیک لوگ البتہ نعمتوں میں ہوں گے اور بیشک نافرمان شعلے مارنے والی آگ میں ہوں گے داخل ہوں

يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ ۝١٥ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَائِبِينَ ۝١٦ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ۝١٧

گے اس میں بدلے والے دن اور نہیں ہوں گے وہ اس سے غیر حاضر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے بتلایا کیا ہے بدلے کا دن کیا

ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ۝١٨ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِنَفْسٍ شَيْئًا ۖ

ہے؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے بتلایا کہ کیا ہے بدلے کا دن۔ جس دن نا لک نہیں ہوگا کوئی نفس کسی نفس کے لیے کسی شے کا

وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ ۝١٩ ع ۱۹

اور حکم اور معاملہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہوگا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اِنْفَطَرَتْ: سمٹ جائے گا، انْتَثَرَتْ: جھڑ جائیں گے، فُجِّرَتْ: بہادیئے جائیں گے، بُعْثِرَتْ: اکھاڑ دی جائیں گی، اَخَّرَتْ: جو اس نے پیچھے کیے، غَرَّكَ: تجھے دھوکہ میں ڈال دیا، فَعَدَلَكَ: تجھے اعتدال پر بنایا، صُوْرَةٍ: صورت، رَكَّبَكَ: تجھے ترکیب دیدیا۔

ربط:

سورۃ التکویر میں بھی قیامت کے احوال کا بیان تھا اور سورۃ الانفطار میں بھی قیامت کا بیان ہو رہا ہے۔

تفسیری نکات: صور پھونکے جانے پر کیا ہوگا؟

سورۃ تکویر میں سورج کے بے نور ہونے اور ستاروں کے گر جانے کا ذکر فرمایا گیا تھا۔ اب آسمان کا تذکرہ فرمایا جا رہا ہے۔ اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ جس وقت آسمان پھٹ جائے گا۔ پھٹنے کے بعد اکٹھا ہو جائے گا۔ جس طرح سائبان کو اکٹھا کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد آسمان کو اس طرح لپیٹ دیا جائے گا جس طرح بستے میں کتابوں کو لپیٹ دیا جاتا ہے۔ ساتوں آسمان پھٹ جائیں گے۔ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ اور جس وقت ستارے بکھر جائیں گے۔ کواکب کوکب کی جمع ہے اور کوکب کا معنیٰ ہے ستارہ۔ جس وقت یہ ستارے بکھر کر زمین پر گر جائیں گے۔ آسمان کو جب حرکت دی جائے گی تو ستارے اپنی جگہ چھوڑ کر بکھر جائیں گے۔ اَنْكَدَرَتْ زمین پر گر جائیں گے۔ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ اور جس وقت سمندر چلائے جائیں گے۔ سات سمندر ایک سمندر ہو جائیں گے۔ یہ نفخہ اولیٰ کے وقت ہوگا۔ پھر نفخہ ثانیہ کے بعد کیا ہوگا۔ وَاِذَا

الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ اور جس وقت قبریں اکھاڑ دی جائیں گی۔ قبر ایک استعارہ ہے جو جس طرح بھی مرا ہوگا جل گیا ہوگا درندوں نے کھالیا ہوگا وہ بہر حال حضرت اسرافیل علیہ السلام کے دوبارہ صور پھونکنے پر زندہ ہو جائے گا۔

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ جان لے گا ہر نفس جو اس نے آگے بھیجا ہے اور جو پیچھے چھوڑا ہے۔ آگے سے مراد وہ نیکیاں جو اس نے زندگی میں کی ہیں وہ آخرت میں جمع ہو گئیں۔ اور پیچھے چھوڑنے کا مطلب یہ ہے کہ صدقہ جاریہ کا کوئی کام کر گیا۔ مسجد بنوائی، دینی مدرسہ بنوایا، یتیم خانہ کھول گیا، نلکا لگا گیا، رفاہِ عام کا کوئی بھی کام کر گیا۔ نیک اولاد پیچھے چھوڑ گیا تو یہ اعمال اُس کے کام آئیں گے۔

اسی طرح جس نے برے کام کیے وہ بھی آگے پہنچ چکے ہیں اور جو پیچھے چھوڑے ہیں مثلاً: سینما گھر بنایا ہے، شراب خانہ کھولا ہے، بری اولاد چھوڑی ہے، سب جان لے گا اور اس کا وبال بھگتے گا۔

اللہ تعالیٰ کا احسان کہ انسانوں کو صحیح الاعضاء بنایا:

یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ اے انسان! مَا غَرَّكَ کس چیز نے تجھے دھوکا دیا ہے۔ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ اپنے رب کے بارے میں جو کریم ہے، مہربان ہے۔ کیوں دھوکے میں پڑا ہوا ہے، اس کا حق کیوں ادا نہیں کرتا، کیوں غفلت میں پڑا ہوا ہے؟ الَّذِیْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ جس نے تجھے پیدا کیا وہ تیرا خالق ہے پس اس نے تجھے درست کیا۔ ساری مخلوق سے تیری شکل وصورت اچھی بنائی احسن تقویم میں تجھے پیدا کیا پھر اس نے تجھے برابر کیا خاص اعتدال کے ساتھ۔ ایک ٹانگ اتنی ہی رہتی اور دوسری نصف میل جتنی لمبی ہوتی تو انسان کیسے چلتا؟ ایسے ہی تمام اعضاء کے متناسب ہونے کو دیکھ لو کہ یہ باہم برابر نہ ہوتے اور چھوٹے بڑے ہوتے تو کسی قدر دشواری ہوتی۔

ہر انسان کے اعمال لکھے جا رہے ہیں:

وہ ایسا کر سکتا تھا مگر اس نے ہر چیز برابر لگائی ہے، اعتدال کے ساتھ رکھی ہے۔ جس طرح اس نے بنا دیا ہے اس سے بہتر صورت نہیں ہو سکتی تھی۔

فِیْۤ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا۔ مردوں کی شکلیں جدا، عورتوں کی شکلیں جدا۔ کروڑوں انسان دیکھیں ایک کی شکل کا دوسرا ہے ہی نہیں۔ جس ذات کی یہ کاری گریاں ہیں اس کی نافرمانی کرتے ہو كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّیْنِ خبردار بلکہ تم جھٹلاتے ہو بدلے کے دن کو، یعنی یوم آخرت کا انکار کرتے ہو مر کر دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کرتے ہو۔ وَاِنَّ عَلَیْكُمْ لَحٰفِظِیْنَ اور بیشک تمہارے اوپر البتہ نگران ہیں، حفاظت کرنے والے ہیں۔ كِرَامًا كَاتِبِیْنَ کراما کریم کی جمع ہے، بڑے شریف ہیں۔ کاتبین لکھنے والے۔ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ وہ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو۔

دائیں کندھے والا فرشتہ نیکیاں لکھنے والا ہے اور بائیں کندھے والا برائیاں لکھنے والا ہے۔ اور بائیں کندھے والا

فرشتہ دائیں کندھے والے فرشتے کا ماتحت ہے۔ احادیث میں تفصیل اس طرح آتی ہے کہ آدمی جب زبان سے کوئی اچھی بات نکالتا ہے تو دائیں کندھے والا فرشتہ فوراً لکھ لیتا ہے۔ اگر زبان سے بری بات نکلے تو بائیں کندھے والا لکھنا چاہتا ہے مگر دائیں والا اس کو روک دیتا ہے کہ ہوسکتا ہے توبہ کرلے۔ کچھ دیر تک انتظار کرتا ہے جب توبہ نہیں کرتا تو پھر وہ حکم دیتا ہے کہ لکھ لو۔ دو فرشتے فجر کے وقت آتے ہیں اور عصر کے وقت چلے جاتے ہیں اور دوسرے دو فرشتے عصر کے وقت آتے ہیں اور فجر کے وقت جاتے ہیں۔ یہی فرشتوں کا لکھا ہوا ریکارڈ سارا محفوظ ہے اور قیامت والے دن نیک لوگوں کے دائیں ہاتھ میں یہ اعمال نامہ دیا جائے گا اور بُرے لوگوں کے بائیں ہاتھ میں یہ اعمال نامہ دیا جائے گا۔

تو آدمی اپنا نامہ اعمال خود پڑھے گا ہر آدمی کی فائل جدا جدا ہوگی۔ اِنَّ الۡاَبۡرَارَ لَفِیۡ نَعِیۡمٍ بیشک نیک لوگ البتہ نعمتوں میں ہوں گے۔ آج ہم جنت کی نعمتوں اور خوشیوں کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ وَاِنَّ الۡفُجَّارَ لَفِیۡ جَحِیۡمٍ اور بیشک اللہ تعالیٰ کے نافرمان، باغی البتہ جحیم میں ہوں گے۔ جحیم کا معنی ہے شعلے مارنے والی آگ۔ وہ آگ دنیا کی آگ سے اُنہتر گنا تیز ہوگی۔ یَّصۡلَوۡنَهَا یَوۡمَ الدِّیۡنِ داخل ہوں گے اس میں بدلے والے دن۔ جس دن حساب کتاب ہوگا۔ وَمَا هُمۡ عَنۡهَا بِغَآئِبِیۡنَ اور وہ نہیں ہوں گے اس آگ سے غیر حاضر۔ مشرک کو ایک دفعہ داخل ہونے کے بعد نکلنا نصیب نہیں ہوگا۔

البتہ جہنم کے اوپر والے طبقے میں گناہ گار مسلمان ہوں گے۔ اہل توحید جو گناہوں میں مبتلا رہے۔ یہ اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر جنت میں چلے جائیں گے اور یہ سارا طبقہ خالی ہو جائے گا۔

وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا یَوۡمُ الدِّیۡنِ اور اے مخاطب! تجھے کس نے بتلایا کہ بدلے والا دن کیا ہے؟ ثُمَّ مَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا یَوۡمُ الدِّیۡنِ پھر تجھے کس نے بتلایا کہ بدلے والا دن کیا ہے؟ سن لو یَوۡمَ لَا تَمۡلِكُ نَفۡسٌ لِّنَفۡسٍ شَیۡـًٔا ؕ یہ وہ دن ہے جس دن نہیں مالک ہوگا کوئی نفس کسی نفس کے لیے کسی شے کا۔ پہلے پڑھ چکے ہو کہ آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا، اپنی ماں سے بھاگے گا، اپنی بیوی سے بھاگے گا، اپنے باپ سے بھاگے گا، اپنی اولاد سے بھاگے گا وَالۡاَمۡرُ یَوۡمَئِذٍ لِّلّٰهِ اور حکم اور معاملہ سارا اس دن اللہ تعالیٰ کے لیے ہوگا۔ آج کہتے ہیں میری حکومت، میری شاہی۔ یہ میرا تیرا کہنے والوں نے ہم سب کا ستیاناس کر دیا ہے۔ وہاں کوئی بولے گا بھی نہیں سب حکم اللہ تعالیٰ کا ہوگا اور وہ نافذ کرے گا اور کوئی ٹال نہیں سکے گا۔

سُوْرَةُ التَّطْفِيْفِ مَكِّيَّةٌ

سورۂ مطففین مکہ معظمہ میں نازل ہوئی مطففین کا لفظ اس کی پہلی ہی آیت میں آرہا ہے اور اس کا معانی ہے ''کمی کرنے والے''۔ ترتیب قرآنی کے لحاظ سے اس سورت کا تراسی (۸۳) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا چھیاسی (۸۶) نمبر ہے یعنی اس سے قبل پچاسی (۸۵) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس کی چھتیس (۳۶) آیات ہیں اور ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ① الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ② وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ

بربادی ہے کمی کرنے والوں کے لیے۔ وہ لوگ جب ماپ کر لیتے ہیں لوگوں سے پورا پورا لیتے ہیں۔ اور جب ماپ کر دیتے

وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ③ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ④ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ⑤

ہیں ان کو یا ان کو تول کر دیتے ہیں کمی کرتے ہیں کیا یہ یقین نہیں کرتے کہ بیشک وہ کھڑے کیے جائیں گے بڑے دن میں،

يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ⑥ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ⑦

جس دن کھڑے ہوں گے لوگ رب العالمین کے سامنے پکی بات ہے بیشک نافرمانوں کا دفتر سجین میں ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ⑧ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ⑨ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ⑩

کس نے بتایا کہ سجین کیا ہے یہ ایک دفتر ہے لکھا ہوا۔ بربادی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لیے وہ لوگ جو جھٹلاتے ہیں

الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ⑪ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ⑫

بدلے کے دن کو اور نہیں جھٹلاتا اس کو مگر ہر زیادتی کرنے والا گناہ گار۔ جب پڑھی جاتی ہیں اس کے سامنے ہماری آیتیں کہتا

اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ⑬ كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا

ہے پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں۔ پکی بات ہے بلکہ زنگ چڑھ گیا ہے ان کے دلوں پر اس کمائی کی وجہ سے جو وہ کرتے

يَكْسِبُوْنَ ⑭ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ⑮ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا

ہیں۔ خبردار بیشک وہ اپنے رب سے اس دن پردے میں رکھے جائیں گے پھر بیشک یہ لوگ البتہ داخل ہوں گے شعلے مارنے

الْجَحِيمِ ۞ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۞

والی آگ میں پھر کہا جائے گا یہ ہے وہ جس کو تم جھٹلاتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لِلْمُطَفِّفِيْنَ: ناپ تول میں کمی کرنے والے، اِكْتَالُوْا: (جب) ناپ کرلیں، يَسْتَوْفُوْنَ: پورا لیتے ہیں، كَالُوْهُمْ: انہیں ناپ تول کر دیں، يُخْسِرُوْنَ: کم کر دیتے ہیں، سِجِّيْنٍ: سجین، قید خانہ، مَرْقُوْمٌ: نشان کیا ہوا، يُكَذِّبُوْنَ: وہ جھٹلاتے ہیں، رَانَ: زنگ لگ گیا، لَمَحْجُوْبُوْنَ: یقیناً روک دیئے جائیں گے۔

ربط:

تفسیر بیان القرآن اور تفسیر سبق الغایات وغیرہ میں لکھا ہے کہ پہلی سورۃ میں انسان کے اعمال کے لکھنے کا ذکر تھا کہ کراماً کاتبین لکھتے ہیں اس سورت میں خصوصیت سے ان اعمال کا ذکر ہے جو بندوں کیساتھ تعلق رکھتے ہیں یعنی حقوق العباد کہ قیامت کے دن ان کے بارے میں بھی باقاعدہ سوال ہوگا ان کو بھی ملحوظ رکھو۔ ویل جہنم کا ایک طبقہ ہے جس سے جہنم کے دوسرے طبقے پناہ مانگتے ہیں اس کی گہرائی اتنی ہے اگر پتھر اس میں پھینک دیا جائے تو ستر سال کے بعد اس کی تہہ تک پہنچتا ہے۔ اور ویل کے معنی ہلاکت اور بربادی کے بھی آتے ہیں۔ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ خرابی ہے (ہلاکت ہے) کمی کرنے والوں کے لیے۔

تفسیری نکات: ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے وعید:

وَيْلٌ ویل کا لفظی معنی ہے ہلاکت، بربادی، تباہی۔ اور ویل جہنم میں ایک طبقے کا نام بھی ہے۔ تو ویل کن لوگوں کے لیے ہے؟ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ کمی کرنے والوں کے لیے ہے تول میں اور ناپ میں۔ اللہ تعالیٰ نے خود وضاحت فرما دی۔ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ وہ لوگ ہیں جب ماپ کر لیتے ہیں لوگوں سے پورا پورا لیتے ہیں۔ اپنا حق پورا وصول کرنا اچھی بات ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے خرابی اگلی بات میں ہے وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ اور جب ماپ کر دیتے ہیں لوگوں کو یا لوگوں کو تول کر دیتے ہیں کمی کرتے ہیں۔ اپنا حق پورا لیتے ہیں دوسروں کو پورا حق نہیں دیتے۔

اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ ظن کے معنی یقین کے بھی آتے ہیں اور گمان کے بھی آتے ہیں۔ یہاں یقین کے معنی ہیں۔ کیا وہ یقین نہیں کرتے۔ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ کہ بیشک وہ کھڑے کیے جائیں گے مرنے کے بعد۔ ان کو یقین نہیں آتا کہ ہم نے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے۔ اور کھڑے کیے جائیں گے۔ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ بڑے دن میں جو پچاس ہزار سال کا لمبا دن ہوگا۔ يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا۔ (سورۃ المزمل) جو کر دے گا بچوں کو بوڑھا۔

سِجِّین کیا ہے؟

یَوۡمَ یَقُوۡمُ النَّاسُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ جس دن کھڑے ہوں گے لوگ رب العالمین کے سامنے۔ اور رب العالمین ایک ایک رتی کا حساب لیں گے فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ پس جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کا کام کیا ہوگا دیکھ لے گا۔ وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ اور جس نے ذرہ برابر بھی برائی کا کام کیا ہوگا دیکھ لے گا۔ فرمایا کلا، یہاں کلا کا معنی حقاً ہے، پکی بات ہے۔ کَلَّاۤ اِنَّ کِتٰبَ الۡفُجَّارِ لَفِیۡ سِجِّیۡنٍ بیشک نافرمانوں کا دفتر سجین میں ہے۔

تفسیر خازن، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر ابن کثیر، تفسیر روح المعانی، تفسیر کبیر وغیرہ تفسیروں میں ہے کہ ساتویں زمین کے نیچے ایک مقام ہے اس کا نام ہے سجین اور کفار، مشرکین اور نافرمان لوگوں کی ارواح کا وہ مستقر ہے۔

وَمَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا سِجِّیۡنٌ اور آپ ﷺ کو کس نے بتایا کہ سجین کیا ہے کِتٰبٌ مَّرۡقُوۡمٌ وہ ایک دفتر ہے جس میں مجرموں کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ جس وقت کوئی مرتا ہے تو باقاعدہ وہاں اس کا نام درج کیا جاتا ہے کہ آج یہ کافر اور نافرمان ہمارے پاس پہنچا ہے۔

وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُکَذِّبِیۡنَ بربادی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لیے الَّذِیۡنَ یُکَذِّبُوۡنَ بِیَوۡمِ الدِّیۡنِ وہ لوگ جو جھٹلاتے ہیں بدلے اور حساب کتاب کے دن کو۔ وَمَا یُکَذِّبُ بِہٖۤ اِلَّا کُلُّ مُعۡتَدٍ اَثِیۡمٍ اور نہیں جھٹلاتا اس کو مگر ہر زیادتی کرنے والا، تجاوز کرنے والا گناہ گار۔ جو اپنے رب کی حدود سے تجاوز کرتے ہیں وہی قیامت کا انکار کرتے ہیں۔ اِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡہِ اٰیٰتُنَا قَالَ جب پڑھی جاتی ہیں اس پر ہماری آیتیں کہتا ہے اَسَاطِیۡرُ الۡاَوَّلِیۡنَ کہتا ہے یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ، حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ، حضرت ہود علیہ السلام کا قصہ، قارون، فرعون اور ہامان کا قصہ۔ حالانکہ یہ محض قصے نہیں ہیں بلکہ ان میں عبرت اور سبق ہیں۔ نیک لوگوں کے قصے اس لیے بیان کیے ہیں کہ ان کو اپناؤ، ان کے نقش قدم پر چلو۔ اور برے لوگوں کے قصے اس لیے بیان کیے ہیں کہ ان کا حشر دیکھ کر، ان کا انجام دیکھ کر برے کاموں سے بچو۔ اور کافر یہ کہہ کر بات کو ٹال دیتے تھے کہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں، قصے ہیں۔

گناہ کرنے سے دل زنگ آلود ہو کر ناکارہ ہو جاتے ہیں:

فرمایا کَلَّا بَلۡ سکتہ رَانَ عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ مَّا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ پکی بات ہے بلکہ زنگ چڑھ گیا ہے ان کے دلوں پر اس کمائی کی وجہ سے جو وہ کرتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب بھی انسان گناہ کرتا ہے تو گناہ کی وجہ سے ایک کالا سا نقطہ اُس کے دل پر پڑتا ہے اور مزید گناہ کیا تو مزید کالا نقطہ اور گناہ کیا تو اور مزید کالا نقطہ۔ دل چھوٹا سا ٹکڑا تو ہے لہٰذا ان گناہوں کی وجہ سے اُس پر ایک سیاہ غلاف بن جاتا ہے۔ جب گناہوں کا غلاف بن جاتا ہے تو دل کو نیکی کی طرف رغبت نہیں ہوتی اور گناہوں سے

بچنے کی پشیمانی کی کیفیت نہیں ہوتی ہے۔

كَلَّآ اِنَّهُمۡ عَنۡ رَّبِّهِمۡ يَوۡمَئِذٍ لَّمَحۡجُوۡبُوۡنَ خبردار! بیشک یہ مجرم لوگ اپنے رب سے اس دن پردے میں رکھے جائیں گے۔ اس آیت سے تو معلوم ہوتا ہے کہ رب سے روکے جائیں گے جب کہ دوسری آیات یہ بتلاتی ہیں کہ رب کے سامنے ہوں گے رب ان کو دیکھے گا وہ رب کو دیکھیں گے۔ تو محجوب کا یہ معنی ہے کہ جس پیار، شفقت، محبت اور رحمت سے مومن دیکھیں گے اس شفقت سے یہ کافر محروم ہوں گے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کا حجاب ہوگا۔ ثُمَّ اِنَّهُمۡ لَصَالُوا الۡجَحِيۡمِ پھر بیشک وہ دوزخ میں داخل ہوں گے۔ جحیم کا معنی ہے شعلے مارنے والی آگ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِىۡ كُنۡتُمۡ بِهٖ تُكَذِّبُوۡنَ پھر کہا جائے گا یہ ہے وہ جس کو تم جھٹلاتے تھے۔ کہتے تھے قیامت کوئی نہیں ہے، میدان محشر کوئی نہیں ہے۔ آج دیکھ لیا ہے نا کہ قیامت ہے کہ نہیں ہے۔

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الۡاَبۡرَارِ لَفِىۡ عِلِّيِّيۡنَ ﴿18﴾ وَمَآ اَدۡرٰٮكَ مَا عِلِّيُّوۡنَ ﴿19﴾ كِتٰبٌ مَّرۡقُوۡمٌ ﴿20﴾

پکی بات ہے بیشک نیکوں کا دفتر علیین میں ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے بتلایا کہ علیین کیا ہے ایک دفتر ہے لکھا ہوا۔

يَّشۡهَدُهُ الۡمُقَرَّبُوۡنَ ﴿21﴾ اِنَّ الۡاَبۡرَارَ لَفِىۡ نَعِيۡمٍ ﴿22﴾ عَلَى الۡاَرَآئِكِ يَنۡظُرُوۡنَ ﴿23﴾

حاضر ہوتے ہیں اس میں مقرب بندے۔ بیشک نیک لوگ البتہ نعمتوں میں ہوں گے۔ آرام دہ کرسیوں پر دیکھیں گے۔

تَعۡرِفُ فِىۡ وُجُوۡهِهِمۡ نَضۡرَةَ النَّعِيۡمِ ﴿24﴾ يُسۡقَوۡنَ مِنۡ رَّحِيۡقٍ مَّخۡتُوۡمٍ ﴿25﴾ خِتٰمُهٗ مِسۡكٌ ؕ

(اے مخاطب) تو پہچانے گا ان کے چہروں پر نعمتوں کی تروتازگی۔ پلائے جائیں گے خالص شراب مہر لگی ہوئی اس کی

وَفِىۡ ذٰلِكَ فَلۡيَتَنَافَسِ الۡمُتَنَافِسُوۡنَ ﴿26﴾ وَمِزَاجُهٗ مِنۡ تَسۡنِيۡمٍ ﴿27﴾ عَيۡنًا يَّشۡرَبُ بِهَا

مہر کستوری کی ہوگی۔ اور اس میں چاہیے کہ رغبت کریں رغبت کرنے والے اور ملاوٹ اس شراب کی تسنیم سے ہوگی وہ ایک

الۡمُقَرَّبُوۡنَ ﴿28﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ اَجۡرَمُوۡا كَانُوۡا مِنَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا يَضۡحَكُوۡنَ ﴿29﴾

چشمہ ہے پییں گے اس سے مقرب بندے۔ بیشک وہ لوگ جنھوں نے جرم کیا تھے وہ، ان لوگوں سے جو ایمان لائے (اُن پر)

وَاِذَا مَرُّوۡا بِهِمۡ يَتَغَامَزُوۡنَ ﴿30﴾ وَاِذَا انۡقَلَبُوۡۤا اِلٰٓى اَهۡلِهِمُ انۡقَلَبُوۡا

ہنستے تھے اور جب وہ گزرتے تھے ان کے پاس سے آپس میں اشارے کرتے تھے اور جب وہ لوٹتے تھے اپنے گھر والوں

فَكِهِيۡنَ ﴿31﴾ وَاِذَا رَاَوۡهُمۡ قَالُوۡۤا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوۡنَ ﴿32﴾ وَمَآ اُرۡسِلُوۡا عَلَيۡهِمۡ

کی طرف لوٹتے تھے دل لگی کرتے ہوئے اور جس وقت وہ دیکھتے تھے ان کو کہتے تھے بیشک یہ البتہ گمراہ ہیں اور حالانکہ نہیں

حٰفِظِيْنَ ﴿۳۳﴾ فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ عَلَى الْاَرَآئِكِ

بھیجے گئے ان پر نگران۔ پس آج کے دن وہ لوگ جو ایمان لائے کافروں پر ہنسیں گے کرسیوں پر بیٹھ کر

يَنْظُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ ع

دیکھ رہے ہوں گے تحقیق بدلہ دیا جائے گا کافروں کو اس کا جو وہ کرتے تھے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

عِلِّيِّيْنَ: علیین، يَشْهَدُهُ: اس کو دیکھتے ہیں، رَحِيْقٍ: شراب، مَخْتُوْمٍ: خالص، خِتٰمُهٗ: اس کی مہر، مِسْكٌ: مشک، فَلْيَتَنَافَسِ: حرص کرنی چاہیے، الْمُتَنَافِسُوْنَ: حرص کرنے والے، مِزَاجُهٗ: اس کی آمیزش، تَسْنِيْمٍ: تسنیم، يَتَغَامَزُوْنَ: وہ اشارہ کرتے تھے، فَكِهِيْنَ: دل لگی کرنے والے، رَاَوْهُمْ: انہیں دیکھتے، مَآ اُرْسِلُوْا: نہیں بھیجے گئے، ثُوِّبَ: بدلہ دیا جائے گا۔

ربط:

آغاز سورت میں ناپ تول میں کمی کرنے والوں کا تذکرہ اور اُن کے لیے وعید بیان فرمائی گئی اور بعد از ان عمومی طور پر نافرمانوں اور سرکشوں کے انجام کا ذکر تھا۔ اب ان آیات میں فرمانبرداروں اور نیکوں کو جو انعامات عطا فرمائے جائیں گے اُن کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: نیک لوگوں کا مرنے کے بعد علیین میں مقام ہوگا:

فرمایا كَلَّآ یہ پکی بات ہے اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ بیشک نیک لوگوں کا دفتر۔ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ علیین میں ہے۔ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ اور نبی کریم ﷺ آپ کو کس نے بتلایا کہ علیین کیا ہے؟ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ لکھا ہوا۔ اس میں نیک لوگوں کے نام لکھے جاتے ہیں يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ حاضر ہوتے ہیں اس میں مقرب بندے۔

اگرچہ نیک لوگوں کی ارواح کا مقام علیون ہے اور بدلوگوں کی ارواح کا مقام سجین ہے لیکن اس کے باوجود قبر میں مردے کے ساتھ بھی تعلق ہوتا ہے۔ اس کی حقیقت مرنے کے بعد کھلے گی۔ اس وقت ہم اس کی حقیقت اور کیفیت نہیں سمجھ سکتے مگر احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور امت مسلمہ کا اس پر اجماع و اتفاق ہے کہ قبر میں جو بدن ہے اس کے ساتھ روح کا اتنا تعلق ہے کہ جس سے جسم میں ایک قسم کی حیات ہوتی ہے جس سے وہ فرشتوں کے سوالوں کے جواب دیتا ہے۔ نیک آدمی ہو تو اس کے لیے قبر میں راحتیں اور خوشیاں ہوتی ہیں اور بد ہے تو اس کو سزا ہوتی ہے۔

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ بیشک نیک لوگ البتہ نعمتوں میں ہوں گے۔ ان کے جسم بھی نعمتوں میں ہوتے ہیں اور روح بھی۔ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ وہ آرام دہ کرسیوں پر بیٹھے ہوں گے، دیکھ رہے ہوں گے تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ

النَّعِيمِ اے مخاطب تو پہچانے گا، دیکھے گا ان کے چہروں میں نعمتوں کی تروتازگی۔ نعمتوں سے ان کو نوازا جائے گا جس کی وجہ سے ان کے چہرے ہشاش بشاش ہوں گے۔

جنت کی نعمتوں کا تذکرہ:

يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ رحیق کا معنی ہے خالص شراب اور مختوم کا معنی ہے مہر لگی ہوئی۔ پلائے جائیں گے خالص شراب مہر لگی ہوئی۔ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ؕ مہر اس کی کستوری کی ہوگی۔ آج بھی قیمتی اور اعلیٰ چیزوں پر کمپنی کی مہر لگی ہوتی ہے۔ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ اور اس کے لیے چاہیے کہ رغبت کریں رغبت کرنے والے وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ اور اس شراب کی ملاوٹ تسنیم سے ہوگی۔ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ پئیں گے اس چشمے یعنی تسنیم سے مقرب بندے۔ جنت کے چشموں میں سلسبیل کا بھی ذکر آتا ہے، کوثر کا بھی ذکر آتا ہے، کافور کا بھی۔ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے صرف وہی ان چشموں سے پئیں گے۔ دوسروں کو اس کے ساتھ (پانی) ملا کر پلایا جائے گا۔

دنیا میں کافروں کا مومنوں کے ساتھ رویہ:

یہ مومنوں کا ذکر تھا آگے مجرموں کے متعلق فرمایا جو کافر ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ بیشک وہ لوگ جو مجرم ہیں وہ ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہنستے تھے۔ مومنوں کا مذاق اڑاتے تھے۔

وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ اور جب ان کے پاس سے گزرتے ہیں تو اشارے کرتے ہیں کہ اس کی داڑھی کو دیکھو، اس کی لنگی کو دیکھو، یہ جنتی جا رہا ہے۔ یہ تو ہم سب کے مشاہدے کی بات ہے۔ وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ اور جب مجرم لوگ لوٹتے ہیں اپنے گھر والوں کی طرف لوٹتے ہیں دل لگی کرتے ہوئے، مذاق کرتے ہوئے۔ کہتے ہیں آج میں نے فلاں آدمی کا اس طرح مذاق اڑایا، فلاں کے ساتھ اس طرح استہزاء کیا ہے۔ یعنی گھر کے افراد کا بھی ذہن بگاڑتے ہیں۔ وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ اور جس وقت مجرم لوگ مومنوں کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں بیشک یہ لوگ گمراہ ہیں۔

وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ حالانکہ نہیں بھیجے گئے ان پر نگران۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ مجرم ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجے گئے کہ ان کی نگرانی کریں ان پر تبصرے کریں ان کے اچھے برے ہونے کا سرٹیفکیٹ دیں فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ پس آج کے دن یعنی قیامت کے دن وہ لوگ جو ایمان لائے کافروں سے ہنسیں گے۔ یہ دنیا میں کیے جانے والے مذاق کا جواب ہوگا۔ عَلَى الْاَرَآئِكِ ۙ يَنْظُرُوْنَ وہ جنتی لوگ آرام دہ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے جہنمیوں کو دیکھ رہے ہوں گے۔ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ تحقیق بدلہ دیا جائے گا کافروں کو اس کا جو وہ کرتے تھے۔

سُورَةُ الانْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ الانشقاق مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ اِنْشِقَاقٌ اِنْشَقَّتْ سے لیا گیا ہے جو اس سورت کی پہلی آیت میں آرہا ہے اور اس کا مطلب ہے پھٹ جانا۔ اور یہ قیامت والے دن آسمان کے پھٹ جانے کا تذکرہ فرمایا جارہا ہے۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس سورت کا چوراسی (۸۴) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس سورت کا تراسی (۸۳) نمبر ہے۔ اس سورت کی پچیس (۲۵) آیات میں اور ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ﴿1﴾ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ﴿2﴾ وَاِذَا الْاَرْضُ

جس وقت آسمان پھٹ جائے گا۔ اور وہ اپنے رب کی بات سنے گا اور ثابت کیا گیا ہے اس کے لیے یہی۔ اور جس وقت زمین

مُدَّتْ ﴿3﴾ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ﴿4﴾ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا

پھیلا دی جائے گی اور نکال دے گی جو کچھ اس میں ہے اور خالی ہو جائے گی اور زمین سنے گی اپنے رب کے حکم کو اور ثابت کیا

وَحُقَّتْ ﴿5﴾ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ﴿6﴾

گیا ہے اس کے لیے یہی۔ اے انسان بیشک تو تکلیف اٹھانے والا ہے اپنے رب کی طرف تکلیف اٹھانا پس ملنے والا ہے

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ﴿7﴾ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا

اس سے۔ پس بہرحال جس کو دیا گیا اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں پس عن قریب اس سے حساب لیا جائے گا

يَّسِيْرًا ﴿8﴾ وَّيَنْقَلِبُ اِلٰۤى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ﴿9﴾ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ

آسان حساب اور وہ لوٹے گا اپنے گھر والوں کی طرف خوش خوش۔ اور بہرحال وہ شخص جس کو دیا گیا اس کا اعمال نامہ پشت کے

ظَهْرِهٖ ﴿10﴾ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ﴿11﴾ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ﴿12﴾ اِنَّهٗ كَانَ فِيْۤ اَهْلِهٖ

پیچھے سے پس عن قریب وہ مانگے گا ہلاکت اور داخل ہوگا شعلے مارنے والی آگ میں بیشک وہ تھا اپنے گھر والوں میں

مَسْرُوْرًا ﴿13﴾ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ﴿14﴾ بَلٰۤى اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ﴿15﴾

خوش خوش۔ بیشک وہ خیال کرتا تھا وہ ہرگز نہیں لوٹایا جائے گا اپنے رب کی طرف کیوں نہیں بیشک اس کا رب اس کو دیکھنے والا

فَلَآ اُقۡسِمُ بِالشَّفَقِ ﴿16﴾ وَالَّيۡلِ وَمَا وَسَقَ ﴿17﴾ وَالۡقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ﴿18﴾ لَتَرۡكَبُنَّ

ہے۔پس میں قسم اٹھاتا ہوں شفق کی۔اور رات کی اور جو وہ سمیٹتی ہے۔اور قسم اٹھاتا ہوں چاند کی جب وہ پورا ہو جائے البتہ تم

طَبَقًا عَنۡ طَبَقٍ ﴿19﴾ فَمَا لَهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿20﴾ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيۡهِمُ

ضرور چڑھو گے ایک سیڑھی سے دوسری سیڑھی پر۔پس کیا ہو گیا ہے ان لوگوں کو یہ ایمان نہیں لاتے اور جس وقت پڑھا جاتا ہے

الۡقُرۡاٰنُ لَا يَسۡجُدُوۡنَ ﴿21﴾ بَلِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا يُكَذِّبُوۡنَ ﴿22﴾ وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا يُوۡعُوۡنَ ﴿23﴾

قرآن ان کے سامنے سجدہ نہیں کرتے بلکہ وہ لوگ جو کافر ہیں جھٹلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ جمع کرتے ہیں۔

فَبَشِّرۡهُمۡ بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ ﴿24﴾ اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ اَجۡرٌ

پس آپ ﷺ خوش خبری سنا دیں ان کو دردناک عذاب کی مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل کیے اچھے ان کے لیے اجر ہے

غَيۡرُ مَمۡنُوۡنٍ ﴿25﴾ ع ۲۵ / ۹

نہ ختم ہونے والا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَذِنَتۡ: کان لگائے ہوئے ہے، حُقَّتۡ: وہ اسی لائق ہے، مُدَّتۡ: بڑھادی جائے گی، اَلۡقَتۡ: باہر نکال دے گی، تَخَلَّتۡ: خالی ہو جائے گی، كَادِحٌ: کوشش کرنے والا، كَدۡحًا: مشقت اٹھانا، فَمُلٰقِيۡهِ: وہ اس سے ملے گا، يُحَاسَبُ: حساب لیا جائے گا، مَسۡرُوۡرًا: خوش ہو کر، يَصۡلٰى: وہ داخل ہوگا، لَنۡ يَّحُوۡرَ: اس نے ہرگز نہیں لوٹنا ہے، بِالشَّفَقِ: شفق کی، وَسَقَ: وہ جمع کر لیتی ہے، اِتَّسَقَ: وہ پورا ہو جاتا ہے، لَتَرۡكَبُنَّ: تمہیں ضرور چڑھنا ہے، طَبَقًا: درجہ، حالت، طَبَقٍ: درجہ، حالت، يُوۡعُوۡنَ: وہ ذخیرہ کرتے ہیں۔

ربط:

سورۂ تکویر، سورۂ انفطار اور اب سورۂ انشقاق تینوں قیامت کے دن صور پھونکے جانے کے وقت رونما ہونے والے واقعات سے شروع کی جارہی ہیں بلکہ سورۂ انفطار اور سورۂ انشقاق میں تو آسمان کے پھٹنے اس کی رنگت کے بدلنے وغیرہ کا ذکر کر کے ان دونوں سورتوں کا آغاز فرمایا گیا ہے۔

تفسیری نکات: قیامت میں آسمان اور زمین کا حال:

اِذَا السَّمَآءُ انۡشَقَّتۡ جس وقت آسمان پھٹ جائے گا۔آج ہمیں آسمان نیلا نیلا صاف نظر آتا ہے جس میں نہ کوئی سوراخ ہے اور نہ کوئی دراڑ ہے مگر ایک وقت آئے گا کہ یہ سرخ رنگ کے چمڑے کی طرح ہو کر پھٹ جائے گا اور پھٹنے کے

بعد کنارے کے ساتھ لگ جائے گا۔ آسمان اوپر سے پھٹنے شروع ہوں گے۔ پہلے ساتواں پھر چھٹا پھر پانچواں، آخر میں پہلا۔ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ اور سن لے گا اپنے رب کے حکم کو۔ اذن کا معنی ہے کان۔ اور کان سے آدمی سنتا ہے۔ آسمان کے کان نہیں ہیں مگر جیسے کانوں والی مخلوق سنتی ہے ایسے سنے گا اور اپنے رب کی بات مانتے ہوئے پھٹ جائے گا اور ثابت کیا گیا ہے اس کے لیے یہی کہ آسمان اللہ تعالیٰ کے حکم کو سنے۔

وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ اور جس وقت زمین پھیلا دی جائے گی۔ یہ زمین محشر کے میدان کی تیاری کے لیے ربڑ کی طرح کھینچ کر پھیلا دی جائے گی۔ پہاڑ، ٹیلے، عمارتیں وغیرہ سب ختم کر دیئے جائیں گے۔ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ اور نکال دے گی جو کچھ اس میں ہے۔ خزانے، مردوں کے اجزاء اگل کر باہر پھینک دے گی اور خالی ہو جائے گی۔ یہ نکالنا نفخہ اولیٰ سے پہلے بھی ہے اور نفخہ ثانیہ کے بعد میں بھی ہے۔ نفخہ اولی سے پہلے کا مطلب مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ زمین میں جو چیزیں ہیں وہ قیامت سے پہلے نکل آئیں گی۔

مثال کے طور پر گیس ہے۔ یہ زمین کے اندر تھی۔ آج سے پچاس سال پہلے کسی کو معلوم نہیں تھا کہ گیس بھی کوئی چیز ہے لیکن زمین نے اگل دی۔

اور نفخہ ثانیہ کے بعد یہ ہوگا کہ زمین میں جتنے مردے دفن ہیں اور جو کچھ زمین میں ہے سب نکال دے گی وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ اور زمین سنے گی اپنے رب کے حکم کو اور ثابت کیا گیا ہے اس کے لیے یہی کہ اپنے رب کے حکموں کو سنے۔

انسانوں سے اللہ تعالیٰ کا خطاب:

يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ اے انسان بیشک تو تکلیف اٹھانے والا ہے اپنے رب کی طرف تکلیف اٹھانا پس اس سے ملنے والا ہے۔ تکلیفوں کے بعد تجھے اللہ تعالیٰ کی ملاقات نصیب ہوگی۔ ظاہر بات ہے دنیا میں نیک لوگ بھی تکلیفیں اٹھاتے ہیں۔

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ پس بہر حال جس شخص کو دیا گیا اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں۔ مومن موحد کو اللہ تعالیٰ کے فرشتے سامنے سے آکر بڑے ادب و احترام کے ساتھ دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ پکڑائیں گے۔ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا پس عن قریب اس سے حساب لیا جائے گا آسان۔ سرسری حساب ہوگا۔ وَّيَنْقَلِبُ اِلٰۤى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا اور وہ لوٹے گا اپنے اہل والوں کی طرف خوش خوش۔ میدان محشر میں جہاں اس کے گھر کے افراد ہوں گے وہاں بڑا خوش ہو کر جائے گا۔ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ اور بہر حال وہ شخص جس کو اُس کا اعمال نامہ پشت کے پیچھے سے دیا گیا۔ روایات میں آتا ہے فرشتے کافر مشرک کی، بدکردار کی شکل دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ لیکن اعمال نامہ تو اس کو بھی پکڑانا ہے۔ تو فرشتے ایسے نافرمان لوگوں کو پشت کی طرف سے آکر اس کو اعمال نامہ پکڑائیں گے۔ اس کی منحوس شکل سے نفرت کا اظہار ہوگا۔ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا پس عنقریب وہ مانگیں گے ہلاکت۔ کہے گا يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ کاش کہ میرا نامہ اعمال مجھے نہ دیا جاتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کتاب کیا ہے

يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ کاش کہ یہ موت مجھے ختم ہی کر دیتی۔ (سورۃ الحاقہ) يٰلَيْتَنِي كُنْتُ تُرٰبًا کاش کہ میں مٹی ہوتا اور جو تکلیفیں نظر آ رہی ہیں نظر نہ آتیں۔

وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا اور داخل ہوگا جہنم میں، شعلے مارنے والی آگ میں اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا بیشک وہ تھا اپنے گھر والوں میں خوش خوش۔ دنیا میں وہ اپنے گھر والوں میں بڑا خوش تھا۔ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ بیشک وہ خیال کرتا تھا کہ وہ ہرگز نہیں لوٹے گا اپنے رب کی طرف۔

بَلٰٓى ۚ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا کیوں نہیں لوٹے گا وہ اپنے ربّ کی طرف بیشک اس کا رب اس کو دیکھنے والا ہے۔ اس کی نیکی، بدی سب اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے۔ اس کا بدن اس کے اعضاء اللہ تعالیٰ کے سامنے ہیں۔ اس کے لیے لوٹانا کیا مشکل ہے؟

قدرت کے مظاہر کی قسمیں:

فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ پس میں قسم اٹھاتا ہوں شفق کی۔

شفق کے بارے میں اختلاف ہے کہ سرخی مراد ہے یا سفیدی۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سورج کے غروب ہونے کے بعد مغرب کی طرف جو سرخی ہوتی ہے وہ شفق ہے۔ ان کے نزدیک سرخی ختم ہوجانے کے بعد نماز مغرب کا وقت ختم ہوجاتا ہے اور عشاء کا وقت داخل ہوجاتا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تحقیق یہ ہے کہ سرخی کے بعد جو سفیدی ہوتی ہے وہ شفق ہے۔ اس سفیدی کے ختم ہوجانے کے بعد عشاء کا وقت داخل ہوگا۔

وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ اور قسم اٹھاتا ہوں رات کی اور اس چیز کی جو وہ سمیٹتی ہے۔ حیوان، انسان، پرندے وغیرہ بیشمار چیزیں ہیں جو رات کو ساکن ہوجاتی ہیں اور دن کو نقل و حرکت کرتی ہیں۔ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ اور چاند کی قسم اٹھاتا ہوں جب وہ پورا ہوجائے۔ تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں رات کا چاند اپنے عروج پر ہوتا ہے۔ پھر کم ہونا شروع ہوجاتا ہے۔

لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ البتہ تم ضرور چڑھو گے ایک سیڑھی سے دوسری سیڑھی پر عَنْ یہاں بعد کے معنی میں ہے یعنی ایک حالت پر دوسری حالت کے بعد، ایک حالت سے دوسری حالت پر۔

مثلاً: پہلے ماں کے پیٹ میں نطفہ، پھر لوتھڑا، پھر بوٹی، پھر انسانی شکل بنی۔ پھر اس میں جان پڑی، پھر تم بچے ہوئے، پھر جوان ہو گئے، پھر بوڑھے ہو گئے، پھر مر جاؤ گے، پھر قیامت برپا ہوگی۔ اسی طرح دنیا میں کبھی سردی، کبھی گرمی، کبھی بھوک، کبھی پیاس، کبھی بیماری، کبھی تندرستی، بچپن، جوانی، بڑھاپا، یہ مختلف حالات ہر انسان نے طے کرنے ہیں۔

چاند پر جانا کوئی مستبعد نہیں بلکہ آسمان پر جانا بھی ممکن ہے:

بعض حضرات نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ آسمان پر جانا ممکن ہے چاند پر جانا ممکن ہے۔ ہمارے فقہاء کرام رحمہم اللہ بڑے وسیع الظرف تھے جس وقت امریکہ نے اپنا خلائی جہاز پہلی مرتبہ چھوڑا اس میں تین آدمی بٹھا کر چاند کی

طرف بھیجا۔

تو اس موقعہ پر چونکہ نئی چیز تھی تو کئی ساتھی آئے کہنے لگے کہ کیا سچ ہے کہ آسمان پر کوئی جاسکتا ہے چاند پر جاسکتا ہے؟ میں نے کہا دیکھو بھئی اس میں انکار کی کوئی بات نہیں۔

قدوری کنز، ہدایہ سب کتابوں میں یہ بات ہے کہ اگر کسی آدمی نے یہ قسم اٹھائی کہ وَاللّٰهُ لَاَصْعَدَنَّ السَّمَآءَ یعنی اللہ کی قسم میں آسمان پر چڑھوں گا۔ تو کہتے ہیں کہ یہ قسم یمین منعقد ہوگی یا نہیں؟

کہتے ہیں یمین منعقد ہوگی اس لیے کہ آسمان پر جانا ممکن ہے شرط یہ ہے کہ اس کے لیے اسباب ہوں اسباب نہ ہونے کی وجہ سے حانث ہو جائے گا کفارہ دینا پڑے گا آسمان پر جانا ممکن ہے لہٰذا اس مسئلہ کو تمام فقہاء نے لکھا ہے۔

فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ پس ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے ایمان نہیں لاتے وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ اور جس وقت ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کو سجدہ نہیں کرتے ہیں۔

بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ بلکہ وہ لوگ جو کافر ہیں وہ جھٹلاتے ہیں قیامت کو، حق کو، قرآن کو، توحید کو، نبوت کو وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو وہ دولت جمع کرتے ہیں۔ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو خوش خبری سنا دیں دردناک عذاب کی۔ یہ طنزاً فرمایا ورنہ عذاب کی بھی کوئی خوش خبری ہے اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ مگر وہ لوگ عذاب سے بچ جائیں گے جو ایمان لائے اور عمل کیے اچھے ان کے لیے اجر ہے نہ ختم ہونے والا۔ ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی اور ہمیشہ کا اجر و انعام ملے گا۔

سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ البروج مکہ معظمہ میں نازل ہوئی چونکہ بروج کا لفظ اس سورت کی پہلی آیت میں ہی آ رہا ہے اس لیے اس سورت کا نام بروج ہے۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس کا پچاسی (۸۵) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس کا ستائیس (۲۷) نمبر ہے یعنی اس سے قبل چھبیس (۲۶) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس سورت کی بائیس (۲۲) آیات ہیں اور ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ﴿۱﴾ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ﴿۲﴾ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ﴿۳﴾

قسم ہے برجوں والے آسمان کی۔ اور قسم ہے اس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے اور قسم ہے حاضر ہونے والے (دن) کی اور قسم

قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۙ﴿۴﴾ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۙ﴿۵﴾ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۙ﴿۶﴾

ہے (اس دن کی) جس میں حاضری دی جاتی ہے۔ مارے گئے خندقوں والے، ایندھن والی آگ تھی جب وہ آگ کے قریب

وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۗ﴿۷﴾ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ

بیٹھے تھے اور وہ اس کارروائی پر جو وہ کر رہے تھے ایمان والوں کے ساتھ دیکھ رہے تھے۔ اور انہوں نے نہیں عیب پایا ایمان

اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ﴿۸﴾ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

والوں میں مگر یہ کہ وہ ایمان لائے ہیں اللہ تعالیٰ پر جو غالب ہے قابل تعریف ہے وہی اللہ تعالیٰ کہ اسی کا ہے ملک آسمانوں کا

وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۗ﴿۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ

اور زمین کا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے۔ بیشک وہ لوگ جنہوں نے فتنے میں ڈالا مومن مردوں کو اور مومن عورتوں کو پھر

لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۗ﴿۱۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

توبہ نہ کی ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لیے جلانے والی آگ کا عذاب ہے۔ بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل

الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ؕ﴿۱۱﴾ اِنَّ بَطْشَ

کیے اچھے ان کے لیے باغات ہیں بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں یہ ہے بڑی کامیابی۔ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی پکڑ البتہ

رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ؕ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۚ﴿۱۳﴾ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۙ﴿۱۴﴾

بڑی سخت ہے۔ بیشک وہی ابتدا میں پیدا کرتا ہے اور وہی لوٹائے گا۔ اور وہی بخشنے والا ہے اور بڑی محبت کرنے والا ہے۔

ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۙ﴿۱۵﴾ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ؕ﴿۱۶﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ۙ﴿۱۷﴾

عرش کا مالک ہے بڑی بزرگی والا ہے کرتا ہے۔ اس چیز کو جس کا وہ ارادہ کرتا ہے۔ کیا آئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لشکروں کی

فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ؕ﴿۱۸﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ۙ﴿۱۹﴾ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ۚ﴿۲۰﴾

خبر۔ فرعون اور قوم ثمود کی بلکہ وہ لوگ جو کافر ہیں جھٹلانے میں لگے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے پیچھے سے گھیرنے والا ہے۔

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۙ﴿۲۱﴾ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿۲۲﴾ ع ۱۰

بلکہ یہ قرآن ہے بڑی بزرگی والا لوح محفوظ میں ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

الْمَوْعُوْدِ: وعدہ کیا ہوا، الْاُخْدُوْدِ: خندق، شُهُوْدٌ: دیکھنے والے، فَتَنُوْا: تکلیف میں مبتلا کیا، بَطْشَ: پکڑ، تَكْذِيْبٍ: جھٹلانا، لَوْحٍ: لوح، تختی، مَّحْفُوْظٍ: محفوظ۔

ربط:

سورۃ الانشقاق میں تھا بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ یعنی بلکہ وہ لوگ جو کافر ہیں وہ قیامت کو جھٹلاتے ہیں اب اس سورت کے آغاز میں ہی برجوں والے آسمان کی قسم کھا کر قیامت کے حق اور سچ ہونے کا فرمایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: قیامت کا وعدہ برحق ہے:

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ قسم ہے برجوں والے آسمان کی اور برجوں کے متعلق میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ یہ آسمان میں منزلیں اور راستے ہیں جو کہ فرشتوں کے نازل ہونے اور آسمان پر چڑھنے کے لیے ہیں۔

وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ اور وعدے والے دن کی قسم ہے۔ اس سے مراد قیامت کا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعدہ ہے کہ قیامت ضرور آئے گی وَشَاهِدٍ اور حاضر ہونے والے دن کی قسم ہے۔ اس سے جمعہ کا دن مراد ہے جو ہر جگہ خود حاضر ہوتا ہے وَّمَشْهُوْدٍ اور اس دن کی قسم ہے جس دن حاضری دی جاتی ہے اس سے مراد عرفہ کا دن ہے۔ نویں ذوالحجہ کو لوگ وہاں حاضر ہوتے ہیں۔ یہ بڑے اہم دن ہیں۔

اصحاب الاخدود کا واقعہ کیا ہے؟

قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ مارے گئے کھائیوں والے یعنی خندقوں والے النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ایندھن والی آگ تھی۔ ایسی آگ جس کا ایندھن بہت زیادہ تھا۔ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ جب وہ آگ کے قریب بیٹھے تھے۔ وہ آگ جلانے والے آگ کے پاس بیٹھے تھے۔ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ اور وہ اس کارروائی پر جو وہ کر رہے تھے ایمان والوں کے ساتھ دیکھ رہے تھے۔

یہ خندقوں والے کون ہیں؟ اس کے متعلق مسلم شریف، اور ترمذی شریف اور مسند احمد میں یہ روایت موجود ہے۔ اس روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت سے ستر سال پہلے کا واقعہ ہے یمن کا ایک بڑا ظالم و جابر، بے لحاظ بادشاہ تھا۔ اس کا نام یوسف اور لقب ذونواس تھا۔ یہ بادشاہ بہت بڑا کافر، مشرک اور منہ پھٹ آدمی تھا۔ اس زمانے میں اکثر حکومتوں کے بادشاہ جادوگروں اور نجومیوں کے مشوروں پر چلتے تھے۔ تو یمن کے علاقے میں ایک بڑا جادوگر تھا۔ تاریخ کی کتاب میں اس کا نام سطیح لکھا ہے۔ یہ جادوگروں کا امام تھا۔ یہ جب بوڑھا ہو گیا تو اس نے بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ میں اب بوڑھا ہو گیا ہوں میں چاہتا ہوں کہ اپنے جادو کسی دوسرے کو سکھا دوں۔ لہذا مجھے کوئی ذہین بچہ مہیا کرو تا کہ میں جادو کا علم، فن اور جتنے کرتب مجھے آتے ہیں میں اس کو سکھا دوں۔ بادشاہ نے ایک بڑا ذہین بچہ جس کا نام عبداللہ بن تامر تھا۔ بادشاہ نے وہ بچہ جادوگر کے حوالے کر دیا کہ اس کو اپنا فن سکھا دو۔ یہ بچہ روزانہ آنے جانے لگ گیا اور جادوگر سے جادو سیکھنا شروع کر دیا۔

راستے میں ایک راہب تھا جو اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحیح مذہب حق پر تھا۔ اصل مقصد تو اس کا تبلیغ تھا مگر ظالم، جابر بادشاہ کی وجہ سے کھل کر تبلیغ نہیں کر سکتا تھا۔ یہ راہب اس بچے کو آتے جاتے دیکھتا تھا۔ ایک دن اس کو بلا کر کہا

برخوردار! میں روزانہ تجھے دیکھتا ہوں کہاں آتے جاتے ہو؟ لڑکے نے بتایا کہ ایک بہت بڑا جادوگر ہے مجھے والدین اور حکومت وقت نے اس سے جادو سیکھنے کے لیے مقرر کیا ہے۔ میں اس کے پاس جادو سیکھنے کے لیے جاتا ہے۔ راہب نے بڑی نرمی کے ساتھ اس کو توحید کے متعلق بتلایا اور رسالت اور قیامت کا سبق دیا۔ چونکہ بچے کا ذہن صاف تھا راہب کی باتیں اس کے ذہن میں بیٹھ گئیں اور وہ بچہ مسلمان ہوگیا۔ بادل نخواستہ جادوگر کے پاس بھی جاتا رہا کیوں کہ مجبور تھا مگر زیادہ وقت راہب کے پاس گزارتا تھا۔ کافی دین سیکھ لیا اور پختہ ذہن کا ہوگیا۔

ایک دن یہ واقعہ پیش آیا کہ کسی موذی جانور شیر یا اژدہا نے لوگوں کا راستہ روک رکھا تھا جس کی وجہ سے لوگوں کا اُس جگہ سے گزرنا محال تھا لوگ پریشان تھے اور اس جانور کو مارنے کی قوت بھی نہیں کر پارہے تھے۔ اس لڑکے نے جب اُس موذی جانور کو دیکھا تو ایک بڑا پتھر ہاتھ میں لے کر دعا کی اے اللہ! اگر راہب کا دین سچا ہے تو میرے اس پتھر سے یہ موذی جانور ہلاک ہو جائے۔ چنانچہ اس کے پتھر سے وہ جانور ہلاک ہوگیا اور اس کرامت کی وجہ سے وہ لڑکا بڑا مشہور ہوگیا۔ اس لڑکے کے پاس ایک نابینا آدمی آیا اور درخواست کی کہ میری آنکھیں ٹھیک کردو۔ لڑکے نے کہا تو بہ تو بہ آنکھیں دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے میرا نہیں ہے۔ اس کے بعد وہ لڑکا اُس نابینا کو راہب کے پاس لے گیا راہب نے کہا کہ میں بھی دعا کرتا ہوں تم بھی دعا کرو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس نابینا کو آنکھیں واپس کردیں۔ کیوں کہ وہ پہلے بینا تھا بعد میں آنکھیں ضائع ہوگئی تھیں اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی، وہ بینا ہوگیا۔ اب اس کا اور زیادہ چرچا ہوا۔

ظالم بادشاہ تک یہ خبر پہنچی تو اس نے تینوں کو طلب کرلیا اور ان کو خاصا ڈرایا دھمکایا کہ میں تمہیں سزا دوں گا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا جرم اور قصور کیا ہے؟ ہم صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان رکھتے ہیں اور وقت کے نبی پر ایمان لائے ہیں۔ اس نے کہا میں نہیں جانتا۔ چنانچہ اس نے راہب اور جو اس کی دعا سے شخص بینا ہوگیا تھا دونوں کو قتل کردیا اور لڑکے کے بارے میں حکم دیا کہ اس کو پہاڑ پر لے جاؤ۔ اگر یہ اپنا دین چھوڑ دے تو اس کو چھوڑ دینا ورنہ پہاڑ کی چوٹی سے نیچے گرا دینا۔ جب اس لڑکے کو چوٹی سے نیچے گرانے لگے تو اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے ان سب مارنے والوں کو پکڑ کر نیچے گرا دیا۔ وہ سارے ختم ہوگئے اور لڑکا صحیح سالم واپس آگیا۔

بادشاہ کو اطلاع ہوئی کہ لڑکا تو نہیں مرا البتہ مارنے کے لیے جو سپاہی بھیجے تھے وہ سپاہی سارے مرگئے ہیں۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ لڑکے کو کشتی میں سوار کرکے گہرے پانی میں لے جا کر ڈبو دو۔ اس کو سمندر میں گرا کر کشتی واپس لے آؤ۔ اللہ تعالیٰ نے لڑکے عبداللہ کو اب پھر محفوظ رکھا اور جو ڈبونے کے لیے گئے تھے ان کو فرشتوں نے اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا۔ بچے کو پھر بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ اگر تو مجھے مارنا چاہتا ہے تو میں خود اس کی تدبیر بتلاتا ہوں۔ مجھے کسی اونچی جگہ پر کھڑا کرکے مجھ پر تیر چلاؤ اور تیر چلاتے وقت تیر چلانے والا زبان سے یہ الفاظ کہے باسم اللہ رب الغلام یعنی اس بچے کے رب کے نام پر تیر چلاتا ہوں۔ چنانچہ باسم اللہ رب الغلام کہہ کر تیر چلایا تو وہ

لڑکا شہید ہوگا۔ لوگوں نے جب یہ الفاظ سنے اور یہ منظر دیکھا تو کہنے لگے امنا برب الغلام اس نوجوان کے رب پر ہم ایمان لے آئے۔ یہ دیکھ کر بادشاہ آگ بگولا ہوگیا اور کہنے لگا میں تمہیں اس ایمان لانے کی وجہ سے سخت ترین سزائیں دوں گا لہٰذا اس نے خندقیں کھدوا کر ان میں آگ جلائی اور ہزاروں کی تعداد میں ایمان والوں کو آگ کے گڑھوں میں پھینک کر زندہ جلا دیا۔ وہ لوگ آگ میں جل گئے مگر کلمہ توحید کسی نے نہ چھوڑا۔

ایک ایمان دار عورت لائی گئی جس کی گود میں بچہ تھا۔ آگ کے شعلوں کو دیکھ کر وہ عورت گھبرائی۔ اس گود کے بچے نے اللہ کے حکم سے بول کر اپنی والدہ کو کہا۔ یا امی اصبری انك علی الحق. اے ماں! صبر کرنا تم حق پر ہو گھبرانا نہیں۔ اگرچہ بہ ظاہر یہ آگ ہے مگر حقیقت میں یہ جنت ہے۔ بادشاہ نے جب مسلمان لوگوں کو آگ میں ڈال کر شہید کرنا شروع کیا تو کافر لوگ خندقوں کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے اور خوب خوش ہو رہے تھے اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ اللہ تعالیٰ نے اس آگ کو پھیلا دیا اور وہ بے قابو ہوگئی اور اس قدر پھیلی کہ سب کافروں کو بھی بھسم کر دیا۔

جلانے والے کافروں کا انجام اور شہید ہونے والے مسلمانوں کا اجر و انعام:

وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ اور انہوں نے نہیں عیب پایا ایمان والوں میں مگر یہ کہ وہ ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر جو غالب ہے قابل تعریف ہے۔ بس یہ جرم تھا ان کا کہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اَلَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ وہی اللہ تعالیٰ کہ جس کا ملک ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ بیشک وہ لوگ جنہوں نے فتنے میں مبتلا کیا مومن مردوں کو اور مومن عورتوں کو پھر توبہ نہ کی انہوں نے، پس ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لیے جلانے والی آگ کا عذاب ہے۔ مرنے کے بعد تو جو عذاب ہوگا سو ہوگا دنیا میں بھی اسی آگ نے ان کو جلا کر راکھ کر دیا جو انہوں نے مومنوں کے لیے جلائی تھی۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل کیے اچھے ان کے لیے باغات ہیں بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں یہ ہے بڑی کامیابی۔ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی پکڑ بہت سخت ہے۔ ظالم چاہے جتنا ظلم کر لے کتنا عرصہ کر لے گا؟ یقیناً ایک دن اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آئے گا پھر اس کی جان نہیں چھوٹے گی۔ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ بے شک وہی اللہ تعالیٰ ہی ابتداء میں پیدا کرتا ہے مخلوق کو۔ اور وہی لوٹائے گا قیامت والے دن۔ جس نے پہلے پیدا کیا ہے وہی دوبارہ پیدا فرمائے وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ اور وہی بخشنے والا ہے اور بڑی محبت کرنے والا ہے۔ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ عرش والا ہے۔ بزرگی والا ہے۔ عرش غیر جان دار مخلوق میں سب سے بڑی چیز ہے۔ سات آسمانوں اور سات زمینوں پر حاوی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ

کی ذات بڑی عظمت والی ہے۔ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ کرتا ہے اس چیز کو جس کا وہ ارادہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارادے کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔

نافرمان قوموں کا انجام کیا ہوا؟

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ کیا آئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لشکروں کی خبر۔ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ فرعون کی خبر آئی ہے یا نہیں، قوم ثمود کی خبر آئی ہے یا نہیں؟ فرعونیوں کے ساتھ کیا ہوا؟ قوم ثمود کے ساتھ کیا ہوا؟ جو رب ان قوموں کو سزا دے سکتا ہے وہ آج بھی نافرمانوں کو سزا دے سکتا ہے بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ بلکہ کافر لوگ تکذیب میں مبتلا ہیں، جھٹلانے میں لگے ہوئے ہیں۔ توحید اور رسالت کو جھٹلاتے ہیں، قرآن اور قیامت کو جھٹلاتے ہیں، کمر بستہ ہو کر حق کو جھٹلانے میں لگے ہوئے ہیں وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ اور اللہ تعالیٰ ان کو پیچھے سے گھیرنے والا ہے علم کے لحاظ سے، قدرت کے لحاظ سے کوئی اللہ تعالیٰ کی قدرت سے باہر نہیں ہے سب اللہ تعالیٰ کے احاطہ علم اور قدرت میں ہیں۔ فرمایا اس کا انکار نہ کرو۔

قرآن کی عظمت کا اعلان:

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ بلکہ یہ قرآن ہے بڑی بزرگی والا۔ یہ جو قرآن تمہارے سامنے ہے یہ بڑی بزرگی والا ہے۔

آج آسمانی کتابوں میں یہی کتاب ہے جو اللہ کے فضل سے اپنی اصل شکل میں موجود ہے کہ اس میں زیر زبر کی بھی کمی بیشی نہیں ہوئی۔ بیشک تورات، انجیل، زبور برحق تھیں اور آسمانی صحیفے بھی تھے لیکن اس وقت دنیا میں تورات کا ایک نسخہ بھی اپنی اصل شکل میں موجود نہیں ہے۔ نہ انجیل اصل شکل میں موجود ہے اور نہ زبور اصلی شکل میں موجود ہے۔ صرف قرآن کریم اپنی اصل شکل میں موجود ہے۔ جس طرح لوح محفوظ میں تھا اور جس طرح حضرت جبرئیل علیہ السلام لے کر آئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے ادا کیا اسی طرح آج تک محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔

فرمایا فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ لوح محفوظ میں ہے۔ وہاں سے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی وساطت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوالے کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وساطت سے دنیا کے کونے کونے میں پہنچا۔

سُوْرَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ

سورۂ طارق مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ چونکہ پہلی ہی آیت میں طارق کا لفظ آرہا ہے اس لیے اس کا نام سورۂ طارق ہے اور طارق ایک چمکتے ہوئے ستارے کا نام ہے جیسا کہ اسی سورت میں اللہ تعالیٰ بیان فرما رہے ہیں۔ ترتیب قرآنی کے لحاظ سے اس سورت کا چھیاسی (٨٦) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے لحاظ سے اس کا چھتیس (٣٦) نمبر ہے یعنی اس سورت سے قبل پینتیس (٣٥) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس کی آیات کی تعداد سترہ (١٧) ہے اور ایک رکوع ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ﴿1﴾ وَمَآ اَدۡرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ﴿2﴾ النَّجۡمُ الثَّاقِبُ ﴿3﴾ اِنۡ كُلُّ

قسم ہے آسمان کی اور رات کو آنے والے کی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے بتلایا طارق کیا ہے وہ چمکتا ہوا ستارہ ہے۔ نہیں ہے کوئی

نَفۡسٍ لَّمَّا عَلَيۡهَا حَافِظٌ ﴿4﴾ فَلۡيَنۡظُرِ الۡاِنۡسَانُ مِمَّ خُلِقَ ﴿5﴾ خُلِقَ مِنۡ مَّآءٍ دَافِقٍ ﴿6﴾

نفس مگر اس پر نگران ہے پس چاہیے کہ دیکھے انسان کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے پیدا کیا گیا ہے اچھلنے والے پانی سے جو نکلتا ہے

يَّخۡرُجُ مِنۡۢ بَيۡنِ الصُّلۡبِ وَالتَّرَآئِبِ ﴿7﴾ اِنَّهٗ عَلٰى رَجۡعِهٖ لَقَادِرٌ ﴿8﴾ يَوۡمَ تُبۡلَى السَّرَآئِرُ ﴿9﴾

پشت اور سینے کے درمیان سے۔ بیشک وہ اس کو دوبارہ لوٹانے پر قادر ہے۔ جس دن امتحان لیا جائے گا رازوں کا پس نہیں ہوگی

فَمَا لَهٗ مِنۡ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ﴿10﴾ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجۡعِ ﴿11﴾ وَالۡاَرۡضِ ذَاتِ الصَّدۡعِ ﴿12﴾

اس کے لیے کوئی طاقت اور نہ کوئی مددگار ہوگا۔ قسم ہے لوٹنے والے آسمان کی اور قسم ہے پھٹنے والی زمین کی بیشک یہ قرآن کریم

اِنَّهٗ لَقَوۡلٌ فَصۡلٌ ﴿13﴾ وَّمَا هُوَ بِالۡهَزۡلِ ﴿14﴾ اِنَّهُمۡ يَكِيۡدُوۡنَ كَيۡدًا ﴿15﴾

البتہ فیصلہ کرنے والی بات ہے اور نہیں ہے یہ قرآن ہنسی مذاق کی بات۔ بیشک یہ لوگ تدبیر کرتے ہیں تدبیر کرنا اور میں بھی تدبیر کرتا

وَّاَكِيۡدُ كَيۡدًا ﴿16﴾ فَمَهِّلِ الۡكٰفِرِيۡنَ اَمۡهِلۡهُمۡ رُوَيۡدًا ﴿17﴾ ع ۱۱

ہوں تدبیر کرنا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم مہلت دیں کافروں کو مہلت دیں ان کو تھوڑی سی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلطَّارِقِ: رات کو آنے والا، حَافِظٌ: یاد رکھنے والا، دَافِقٍ: اچھلنے والا، اَلصُّلۡبِ: پشت، اَلتَّرَآئِبِ: سینہ، پسلیاں، رَجۡعِهٖ: اس کا لوٹانا، تُبۡلٰى: ظاہر کردیئے جائیں گے، اَلسَّرَآئِرُ: خفیہ بھید (جمع)، اَلصَّدۡعِ: پھٹنا، بِالۡهَزۡلِ: بلغو، يَكِيۡدُوۡنَ: وہ مکر کرتے ہیں، اَكِيۡدُ: میں تدبیر کرتا ہو، فَمَهِّلِ: آپ مہلت دیں، اَمۡهِلۡهُمۡ: انہیں مہلت دیجیے، رُوَيۡدًا: تھوڑے دن۔

ربط:

اس سے پہلے والی سورت یعنی سورۃ البروج میں ان لوگوں کا ذکر تھا جنہوں نے مومنوں پر زیادتی کی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انسان کو سوچنا چاہیے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے کیسے ایک حقیر اور گندے قطرے سے پیدا کیا۔ انسان جو دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے اپنی حقیقت کو دیکھے کہ کس چیز سے پیدا ہوا اگر یہ بات سمجھ جائے کہ وہ اصل میں کیا تھا اس کی حقیقت کیا ہے تو تکبر سے غرور سے حسد سے رہائی ہوگی۔

تفسیری نکات: طارق اور حافظ سے کیا مراد ہے؟

وَالسَّمَآءِ میں واو قسمیہ ہے۔ معنی ہوگا قسم ہے آسمان کی وَالطَّارِقِ اور قسم ہے رات کو آنے والے کی۔ طارق کا لفظی معنی ہے رات کو آنے والا۔ لیکن یہاں خود تشریح کر دی کہ طارق سے کیا مراد ہے؟ فرمایا وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ اور آپ ﷺ کو کس نے بتلایا کہ طارق کیا ہے، رات کو آنے والا کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں النَّجْمُ الثَّاقِبُ وہ چمکتا ہوا ستارہ ہے۔ یہاں چمکتے ہوئے ستارے سے کون سا ستارہ مراد ہے؟ تو مفسرین کرام رحمہم اللہ نے مختلف اقوال بیان فرمائے ہیں بعض نے کہا کہ اس سے مراد چاند ہے۔ بعض نے کہا ثریا مراد ہے بعض نے کہا کہ زحل مراد ہے اور بعض نے کہا کہ ہر ستارہ مراد ہے۔ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ کوئی بھی نفس ایسا نہیں ہے جس پر کوئی نگران نہ ہو۔ اب یہاں ''حافظ'' یعنی نگران سے کون مراد ہے اس میں مفسرین کرام رحمہم اللہ سے تین تفاسیر منقول ہیں۔

[۱]......حافظ اللہ تعالیٰ ہیں کہ اللہ سب پر حاکم اور نگران ہیں۔

[۲]......حافظ سے مراد کراماً کاتبین ہیں کہ وہ ہر انسان کے اچھے برے افعال کے نگران ہیں وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ اور بے شک تمہارے اوپر البتہ نگران ہیں وہ بڑے معزز لکھنے والے ہیں جانتے ہیں جو تم کرتے ہو۔

[۳]......اس سے مراد وہ حفاظت کرنے والے فرشتے ہیں جو ہر انسان کے ساتھ ہوتے ہیں اور اس کی حفاظت کرتے ہیں اور اس کا ذکر سورۂ رعد میں گزر چکا ہے۔ یعنی لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اس کے لیے آگے پیچھے آنے والے ہیں جو اس کی اللہ تعالیٰ کے حکم سے حفاظت کرتے ہیں۔

انسان کی حقیقت کیا ہے؟

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ پس چاہیے کہ دیکھے انسان، غور کرے کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ انسان جب جوانی اور طاقت میں ہوتا ہے مال و دولت والا ہوتا ہے تو بگڑا ہوا ہوتا ہے اور اپنی حقیقت کو بھول جاتا ہے کہ میں کس چیز سے پیدا ہوا ہوں۔ انسان کو اپنی خلقت دیکھنی چاہیے۔ اگر اسے خود شرم آتی ہے بیان نہیں کر سکتا تو ہم بتا دیتے ہیں خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ پیدا کیا گیا ہے اچھلنے والے پانی سے جو اچھل کر رحم میں پڑتا ہے شہوت کے ساتھ۔

يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ جو نکلتا ہے پشت اور سینے کے درمیان سے۔ مرد کا نطفہ کمر سے اور عورت کا چھاتی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور چھاتی دل کے قریب ہوتی ہے اس وجہ سے ماں میں بچوں کے لیے شفقت زیادہ ہوتی ہے۔ اور کمر چونکہ دل سے ذرا دور ہوتی ہے اس لیے باپ میں شفقت بہ نسبت ماں کے تھوڑی ہوتی ہے۔

حقیر پانی سے پیدا ہونے والے اللہ تجھے دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے:

اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ بیشک وہ اللہ تعالیٰ انسان کو دوبارہ لوٹانے پر قادر ہے۔ اگر انسان اپنی اصلیت کو سمجھے تو اللہ

تعالیٰ کی قدرت کو تسلیم کرنا اور بعث بعد الموت کا اقرار کرنا کوئی مشکل نہیں ہے اور اگر آنکھیں بند کر لے اور ضد سے کام لے تو اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ جس دن امتحان لیا جائے گا رازوں کا۔ چاہے دل کے راز ہوں یا ایک دوسرے کے ساتھ راز و نیاز کی باتیں ہوئی ہوں سب کا امتحان ہوگا کہ وہ باتیں جائز تھیں یا ناجائز تھیں۔ چھوٹی بڑی ہر شے سامنے آئے گی۔

فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ پس نہیں ہوگی اس کے لیے کوئی طاقت امتحان کو ٹالنے کی اور نہ کوئی مددگار ہوگا کہ اس کو چھڑا سکے وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ قسم ہے لوٹنے والے آسمان کی۔ قاضی بیضاوی رحمہ اللہ لوٹنے کا یہ مطلب بیان فرماتے ہیں کہ وہ دورہ کرتا ہے یعنی چکر لگاتا ہے۔ اور ذات الرجع کا معنی یہ بھی کرتے ہیں کہ آسمان بار بار بارش برساتا ہے۔ بارش ہوتی ہے، پھر بارش ہوتی ہے، پھر لوٹ کر آیا پھر بارش ہوئی۔ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ اور قسم ہے زمین پھٹنے والی کی۔ پھٹنے کے بعد اس میں درخت اگتے ہیں، فصلیں اگتی ہیں، سبزیاں اگتی ہیں، پودے پیدا ہوتے ہیں۔

عظمت قرآن کا بیان:

اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ بیشک یہ قرآن کریم فیصلہ کرنے والی بات ہے۔ قرآن جو کہتا ہے حق کہتا ہے۔ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ اور نہیں ہے یہ قرآن ہنسی مذاق کی بات۔ دل لگی کی بات نہیں ہے۔ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا بیشک یہ لوگ تدبیر کرتے ہیں تدبیر کرنا کہ کسی طرح قرآن کریم کے پروگرام کو مٹا دیں۔

وَّاَكِيْدُ كَيْدًا اور میں بھی تدبیر کرتا ہوں تدبیر کرنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچانے کی اور اسلام کو پھیلانے کی۔ سورت صف میں ہے۔ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ. اور اللہ تعالیٰ پورا کرنے والا ہے اپنے نور کو، ایمان کو، نور توحید کو، نور رسالت کو، نور نبوت کو، نور قرآن کو، اگرچہ کافر اس کو پسند نہ کریں۔

فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم مہلت دیں کافروں کو مہلت دیں ان کو تھوڑی سی۔ عن قریب ان کو انجام کا پتا چل جائے گا۔

سُوْرَةُ الْاَعْلٰى مَكِّيَّةٌ

سورۃ الاعلیٰ مکی سورت ہے اس سورت کا نام نامی اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ایک پر ہے جو اس سورت کی پہلی ہی آیت میں آ رہا ہے ''اعلیٰ'' بمعنی اعلیٰ یا بلند، اس سورت کو سَبِّحِ اسْمَ بھی کہتے ہیں جو اس سورت کے آغاز کے ہی کلمات ہیں۔ ترتیب قرآنی کے لحاظ سے اس سورت کا ستاسی (۸۷) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا آٹھ (۸) نمبر ہے یعنی اس سے قبل سات (۷) سورتیں نازل ہوئیں تھیں۔ اس کی اُنیس (۱۹) آیات ہیں اور ایک رکوع ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّکَ الۡاَعۡلَی ۙ﴿1﴾ الَّذِیۡ خَلَقَ فَسَوّٰی ۪ۙ﴿2﴾ وَ الَّذِیۡ قَدَّرَ فَہَدٰی ۪ۙ﴿3﴾

پاکیزگی بیان کر اپنے بلند رب کے نام کی وہ جس نے پیدا کیا پھر برابر کیا اور وہ ذات جس نے تقدیر مقرر کی پھر راہنمائی کی

وَ الَّذِیۡۤ اَخۡرَجَ الۡمَرۡعٰی ۪ۙ﴿4﴾ فَجَعَلَہٗ غُثَآءً اَحۡوٰی ؕ﴿5﴾ سَنُقۡرِئُکَ فَلَا تَنۡسٰۤی ۙ﴿6﴾

اور وہ ذات جس نے چارا نکالا پھر کر دیا اس کو خشک سیاہ۔ بتاکید ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھائیں گے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بھولیں

اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ ؕ اِنَّہٗ یَعۡلَمُ الۡجَہۡرَ وَ مَا یَخۡفٰی ؕ﴿7﴾ وَ نُیَسِّرُکَ لِلۡیُسۡرٰی ۚ﴿8﴾

گے مگر وہ جو رب چاہے بیشک وہ جانتا ہے بلند آواز کو اور مخفی کو اور ہم آسان کر دیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آسان چیز کو

فَذَکِّرۡ اِنۡ نَّفَعَتِ الذِّکۡرٰی ؕ﴿9﴾ سَیَذَّکَّرُ مَنۡ یَّخۡشٰی ﴿10﴾ وَ یَتَجَنَّبُہَا الۡاَشۡقَی ﴿11﴾

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نصیحت کریں تحقیق نفع دے گی نصیحت عن قریب قبول کرے گا جو ڈرتا ہے۔ اور کنارہ کش رہے گا اس نصیحت

الَّذِیۡ یَصۡلَی النَّارَ الۡکُبۡرٰی ﴿12﴾ ثُمَّ لَا یَمُوۡتُ فِیۡہَا وَ لَا یَحۡیٰی ﴿13﴾ قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ

سے جو بڑا بد بخت ہے وہ جو داخل ہوگا بڑی آگ میں۔ پھر نہ مرے گا اس آگ میں اور نہ زندہ رہے گا تحقیق کامیاب ہو گیا

تَزَکّٰی ﴿14﴾ وَ ذَکَرَ اسۡمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی ﴿15﴾ بَلۡ تُؤۡثِرُوۡنَ الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا ﴿16﴾ وَ الۡاٰخِرَۃُ

جس نے باطن صاف کر لیا۔ اور ذکر کیا اپنے رب کے نام کا پس نماز پڑھی۔ بلکہ تم ترجیح دیتے ہو دنیا کی زندگی کو حالانکہ آخرت

خَیۡرٌ وَّ اَبۡقٰی ﴿17﴾ اِنَّ ہٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الۡاُوۡلٰی ﴿18﴾ صُحُفِ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ مُوۡسٰی ﴿19﴾ ع

بہت بہتر ہے اور دیر پا ہے بیشک یہی بات پہلے صحیفوں میں درج ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے اور موسیٰ علیہ السلام کے صحیفے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلۡمَرۡعٰی: چارہ، اَحۡوٰی: سیاہ، سَنُقۡرِئُکَ: ہم آپ کو پڑھائیں گے، فَلَا تَنۡسٰۤی: آپ بھولیں گے نہیں، نُیَسِّرُکَ: ہم آپ کو سہولت دیں، لِلۡیُسۡرٰی: آسان شریعت کیلئے، یَتَجَنَّبُہَا: اس سے گریز کرتا ہے، الۡاَشۡقَی: بڑا بدنصیب، تُؤۡثِرُوۡنَ: تم ترجیح دیتے ہو۔

ربط:

آپ نے اس سے قبل سورۃ الطارق میں پڑھا کہ انسان کو اپنی حقیقت کو دیکھنا چاہیے کہ کیا تھا اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اسی انسان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور اس کی تمام چیزیں مقدر کیں اسکی ہدایت و رہنمائی کیلئے

اسباب پیدا کئے پیدائش سے پہلے کے اسباب پیدا کئے اور پیدائش کے بعد کے اسباب بھی پیدا کئے۔ اعضاء اللہ تعالیٰ نے دیئے عقل اور سمجھ اس نے دی کتابیں اس نے بھیجیں تو انسانوں اور جنوں کو چاہیے کہ تسبیح بیان کریں اپنے رب اعلیٰ کی۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرنے کا حکم:

سَبِّحِ پاکیزگی بیان کر اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى اپنے رب کے نام کی جو بلند شان والا ہے۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا اِجْعَلُوْهَا فِيْ سُجُوْدِكُمْ. اپنے سجدوں میں پڑھا کرو سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى. اور سورۃ واقعہ کی جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ. تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اِجْعَلُوْهَا فِيْ رُكُوْعِكُمْ. اس کو تم اپنے رکوع میں پڑھا کرو۔ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ. حدیث پاک میں آتا ہے کہ کم ازکم تین مرتبہ تسبیح ہونی چاہیے۔

اللہ نے کائنات کی ہر چیز کو ایک تناسب اور مقدار سے بنایا:

الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى جس نے پیدا کیا ساری کائنات کو۔ وہ ساری کائنات کا خالق ہے پھر برابر کیا ہر چیز کو، اعتدال کے ساتھ بنایا۔ وہ ایسا بھی کرسکتا تھا کہ ایک ٹانگ اتنی ہی ہوتی اور دوسری اونٹ کی طرح لمبی ہوتی۔

وہ ایسا کرنے پر قادر تھا لیکن اس نے ہر چیز کو اعتدال کے ساتھ بنایا وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى اور وہ ذات ہے جس نے ہر چیز کا اندازہ ٹھہرایا، ہر چیز کی تقدیر مقرر کی پھر راہ نمائی کی کہ اس طرح تو نے ماں کی چھاتی سے خوراک چوسنی ہے۔ بچے کو ماں کی چھاتی سے دودھ چوسنا کس نے سکھایا ہے کہ اس طرح چوسے گا تو دودھ نکلے گا جو تیری خوراک ہے۔

وَالَّذِيْ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى اور اللہ وہ ذات ہے جس نے زمین سے چارا نکالا۔ یعنی انسان کی خوراک کا جہاں انتظام فرمایا وہیں جانوروں کی خوراک کا بھی انتظام فرمایا۔ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى پھر کر دیا اس کو خشک سیاہ۔ پہاڑی علاقوں میں برف باری ہوتی ہے تو وہ لوگ کتنے کتنے دن گھروں سے باہر نہیں نکل سکتے نہ جانوروں کو نکال سکتے ہیں۔ وہ لوگ جانوروں کے لیے گھاس کاٹ کر جمع کر لیتے ہیں۔ وہ گھاس خشک ہو کر سیاہ ہو جاتی ہے۔

آپ ﷺ کو بحکم الٰہی وحی یاد ہو جاتی تھی:

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى اے نبی کریم ﷺ! بتاکید ہم آپ ﷺ کو پڑھائیں گے پس آپ ﷺ نہیں بھولیں گے اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ مگر وہ جو اللہ تعالیٰ چاہے۔ یعنی جس حکم کو اللہ تعالیٰ منسوخ کر دیں گے وہ آپ ﷺ کے ذہن سے نکل جائے گا اور جس کو محفوظ رکھنا ہے وہ آپ ﷺ نہیں بھولیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایسا حافظہ عطا فرمایا تھا کہ جبرئیل علیہ السلام جو آپ ﷺ کو سناتے تھے وہ آپ ﷺ کو یاد ہو جاتا تھا اور پھر آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کو فوراً سنا دیتے تھے اور لکھنے والے لکھ لیتے تھے۔

اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے بلند آواز کو اور اس کو بھی جانتا ہے جو مخفی ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ تو

دل میں جو خیالات پیدا ہوتے ہیں ان کو بھی جانتا ہے اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى اور ہم آسان کر دیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آسان چیز کو۔ اس آسان چیز سے کیا مراد ہے۔ مفسرین کرام رحمہم اللہ نے یہاں دو تفاسیر بیان فرمائی ہیں۔

① ......اس سے مراد شریعت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دین اور شریعت اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی وہ پہلی امتوں کی شریعتوں کے مقابلے میں آسان ہے۔ اس کے احکام آسان ہیں۔

② ......اس سے مراد جنت ہے کہ جنت میں آسانی ہی آسانی ہوگی وہاں جنت میں مشقت کا کوئی کام نہیں ہوگا۔ یا یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جنت حاصل کرنا کوئی مشکل نہیں اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پر عمل کر کے جنت حاصل کی جاسکتی ہے۔

تبلیغ کرنے کے اصول:

فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نصیحت کریں لوگوں کو بے شک نصیحت نفع دیتی ہے۔

اس کے دو معنی کئے گئے ہیں

① ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نصیحت کریں تحقیق کہ نصیحت نفع دیتی ہے۔

② ۔ دوسرے اِنْ کو شرطیہ بناتے ہیں معنی ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نصیحت کریں اگر نصیحت نفع دے۔

مطلب یہ ہوگا کہ ایک مرتبہ تبلیغ تو فرض ہے یہ ان کے بارے میں ہے جن کو ایک دفعہ تبلیغ کی کہ اگر نفع ہو تو نصیحت کریں۔

سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى عن قریب قبول کرے گا نصیحت کو جو ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ سے وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى اور کنارہ کش رہے گا نصیحت سے جو بڑا بد بخت ہے۔ بدبخت نامراد انسان نصیحت کو قبول نہیں کرتا۔ الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى وہ بدبخت نامراد شخص داخل ہوگا بڑی آگ میں۔ وہ دوزخ کی آگ ہے جو دنیا کی آگ سے انہتر گنا تیز ہے۔ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى پھر نہ مرے گا اس میں اور نہ جیے گا۔ اگر اس میں مارنا مقصود ہو تو اس کا ایک جھونکا ہی کافی ہے لیکن وہاں تو سزا کے لیے ڈالا جائے گا، اگر مار دیا جائے تو مرنے کے بعد سزا کون بھگتے گا۔ پھر آگ میں جلنے والے کی کیا زندگی ہے۔

کامیاب لوگ کون ہیں:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى تحقیق کامیاب ہوگیا جس نے باطن صاف کر لیا اور ظاہر بھی صاف کر لیا۔ باطن کی صفائی کلمہ طیبہ، ایمان کے ساتھ ہے۔ عقیدے کی درستگی کے ساتھ ہے۔ اور ظاہر کی صفائی غسل اور وضو کے ساتھ ہے۔ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى اور ذکر کیا اپنے رب کے نام کا پس اس نے نماز پڑھی۔ وہ کامیاب ہوگیا۔ تمہیں تو اس طرح تزکیہ کرنا چاہیے تھا لیکن حال کیا ہے؟ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بلکہ تم ترجیح دیتے ہو دنیا کی زندگی کو۔ دنیا کو دین پر مقدم رکھتے ہو۔

دین کو کوئی اہمیت ہی نہیں دیتے ہو۔ وقت ملا تو نماز پڑھ لی دل کیا تو روزہ رکھ لیا، حلال وحرام کی پروا نہیں کرتے۔ جائز، ناجائز طریقے سے دنیا کمانے اور اکٹھی کرنے پر ہی زور ہے۔ بندے کو چاہیے کہ دنیا کو آخرت پر ترجیح نہ دے۔ حلال کو حلال سمجھے اور حرام کو حرام سمجھے۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق کو سمجھے اور حقوق العباد کو سمجھے۔ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى اور آخرت بہت بہتر ہے اور دیرپا ہے اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى بیشک یہی بات پہلے صحیفوں میں درج ہے اور وہ کون سے صحیفے ہیں؟ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحیفے ہیں۔ ان میں بھی یہی مسئلہ درج تھا کہ آخرت بہت بہتر ہے اور پائیدار ہے۔ لہٰذا تم آخرت کو دنیا پر ترجیح دو دنیا کو آخرت پر ترجیح نہ دو۔

سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ الغاشیہ مکی سورت ہے۔ غاشیہ کا لفظ اس سورت کی پہلی آیت میں بھی آرہا ہے جس کا مطلب ہے "ڈھانپ لینے والی" اور یہ قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اُس سورت کا اٹھاسی (۸۸) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اسی کا اڑسٹھ (۶۸) نمبر ہے یعنی سڑسٹھ (۶۷) سورتیں اس سے قبل نازل ہو چکی تھیں۔ اس سورت کی آیات کی تعداد چھبیس (۲۶) ہے اور اس سورت کا ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝1 وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝2

تحقیق آچکی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ڈھانپ لینے والی چیز کی بات کچھ چہرے اس دن جھکے ہوئے ہوں گے محنت کرنے

عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝3 تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝4 تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝5 لَيْسَ لَهُمْ

والے تھکے ہوئے۔ داخل ہوں گے بھڑکتی ہوئی آگ میں، پلایا جائے گا انہیں کھولتے ہوئے چشمے سے پانی نہیں ہوگا ان کے

طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝6 لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۝7 وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝8

لیے کھانا مگر کانٹے دار جھاڑی نہ وہ موٹا کرے گی اور نہ کفایت کرے گا بھوک سے۔ کچھ چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے

لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝9 فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝10 لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ۝11 فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝12 وقف لازم

اپنی کمائی پر راضی ہوں گے اونچی جنت میں داخل ہوں گے نہیں سنیں گے اس میں کوئی بے ہودہ بات اس میں چشمے جاری ہوں

فِيهَا سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ ﴿13﴾ وَّأَكْوَابٌ مَّوْضُوعَةٌ ﴿14﴾ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ ﴿15﴾

گے۔اس میں کرسیاں ہوں گی اونچی اونچی، گلاس ہوں گے مناسب مقام پر رکھے ہوئے اور گاؤ تکیے صف بہ صف رکھے ہوں

وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ ﴿16﴾ أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿17﴾ وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ

گے اور قالین بچھے ہوں گے۔کیا پس وہ دیکھتے نہیں ہیں اونٹوں کی طرف کیسے پیدا کیے گئے ہیں اور آسمان کی طرف کیسے بلند کیا

رُفِعَتْ ﴿18﴾ وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿19﴾ وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿20﴾ فَذَكِّرْ

گیا ہے اور پہاڑوں کی طرف کیسے نصب کیے گئے ہیں اور زمین کی طرف کیسے بچھائی گئی ہے۔پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نصیحت کریں

إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ ﴿21﴾ لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ ﴿22﴾ إِلَّا مَن تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ﴿23﴾ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ

بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نصیحت کرنے والے ہیں نہیں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر داروغہ۔مگر جس نے روگردانی کی اور کفر کیا پس عذاب

الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ﴿24﴾ إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ﴿25﴾ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُم ﴿26﴾

دے گا اس کو اللہ تعالیٰ بڑا عذاب بیشک ہماری طرف ان کا لوٹنا ہے پھر بیشک ہمارے ذمہ ہے ان کا حساب۔

مشکل الفاظ کے معانی:

عَامِلَةٌ: عمل کرنے والے، نَاصِبَةٌ: تھکے ہوئے، تَصْلَىٰ: داخل ہوں گے، حَامِيَةً: جلانے والی، تُسْقَىٰ: پلایا جائے گا، ضَرِيعٍ: کانٹے دار جھاڑ، لَا يُسْمِنُ: وہ موٹا نہ کرے گا، نَّاعِمَةٌ: بارونق، لَاغِيَةً: لغو بات، مَّوْضُوعَةٌ: رکھے ہوئے، نَمَارِقُ: تکیے، زَرَابِيُّ: قالین، مَبْثُوثَةٌ: پھیلے ہوئے، خُلِقَتْ: پیدا کیا گیا، رُفِعَتْ: بلند کیا گیا، سُطِحَتْ: بچھایا گیا، مُذَكِّرٌ: نصیحت کرنے والا، بِمُصَيْطِرٍ: مسلط، إِيَابَهُمْ: ان کا لوٹنا۔

ربط:

سورۃ الاعلیٰ میں ذکر تھا وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَّأَبْقَىٰ یعنی اور آخرت بہت بہتر اور دیرپا ہے سورۃ الغاشیہ میں بھی قیامت کا ذکر ہے هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ تحقیق تم لوگوں کے پاس چھا جانے والی بات (یعنی قیامت) آچکی ہے جیسا کہ سورت کے تعارف میں بتلا آیا ہوں کہ غاشیہ بھی قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

تفسیری نکات: قیامت اور جہنم کا تذکرہ:

هَلْ أَتَاكَ تحقیق آچکی تمہارے پاس حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ چھا جانے والی بات۔قیامت سب کا احاطہ کرے گی ایسا نہیں ہے کہ ایک علاقہ میں برپا ہو اور دوسرے علاقہ میں نہ ہو۔بعض قوموں پر آئے اور بعض قوموں پر نہ آئے۔وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ کچھ چہرے اس دن جھکے ہوئے ہوں گے شرم اور ندامت سے عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ محنت کرنے والے تھکے

ہوئے۔

اس کی دو تفسیریں کی گئی ہیں:

① ۔ قیامت والے دن کافروں اور نافرمانوں کے لیے ہتھکڑیاں ہوں گی بیڑیاں ہوں گی چلیں گے تو مشقت میں چلیں گے اس وقت ان کی کیفیت گویا عَامِلَةٌ النَّاصِبَةٌ کی حالت ہوگی سخت مشقت اور محنت کر کے قدم اٹھائیں گے۔

② ۔ دوسرے مفسرین حضرات یہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں انہوں نے عمل بھی کیا۔ تکلیفیں بھی برداشت کیں۔ اب یہ کافر بہت سے اچھے کام تو کرتے ہیں صدقے وغیرہ دیتے ہیں تکلیفیں تو اٹھاتے ہیں لیکن ایمان نہ ہونے کی وجہ سے کارآمد نہیں۔

تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً داخل ہوں گے بھڑکتی ہوئی آگ میں تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ پلایا جائے گا انہیں کھولتے ہوئے چشمے سے پانی۔ جیسے ہانڈی کے نیچے تیز آگ ہو تو پانی کھولتا ہے اس طرح کا ابلتا ہوا گرم پانی ان کو پلایا جائے گا کہ ہونٹوں کو لگے گا تو يَشْوِي الْوُجُوْهَ ہونٹ جل جائیں گے۔ يَتَجَرَّعُهٗ (سورۃ ابراہیم) ایک ایک گھونٹ کر کے نیچے اتاریں گے۔ پیٹ میں پہنچے گا تو انتڑیوں کو ریزہ ریزہ کر کے پاخانے کے راستے نکال دے گا۔ پھر وہ انتڑیاں ان کے منہ میں ڈال کر پیٹ میں پہنچائی جائیں گی اور یہی بار بار ان کے ساتھ ہوتا رہے گا۔

لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ نہیں ہوگا ان کے لیے کھانا اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ مگر کانٹے دار جھاڑی جو بڑی کڑوی ہوتی ہے جانور اس کو سونگھ کر چھوڑ دیتے ہیں کھاتے نہیں۔ اور شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ تھوہر کا درخت بھی دوزخیوں کی خوراک ہے۔ سمجھانے کے لیے ان کے ساتھ تشبیہ ہے ورنہ آخرت کی کوئی شے دنیا میں موجود نہیں ہے لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ نہ وہ موٹا کرے گا جسم کو اور نہ وہ بھوک سے کفایت کرے گا۔ خوراک آدمی اسی لیے کھاتا ہے کہ بھوک ختم ہو جائے اور جسم موٹا اور مضبوط ہو جائے۔ جہنم کی خوراک یہ دونوں کام نہیں کرے گی۔

اہل جنت اور جنت کی نعمتوں کا ذکر:

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ کچھ چہرے اس دن بڑے تروتازہ، ہشاش بشاش اور روشن ہوں گے۔ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ اپنی کوشش پر راضی ہوں گے کہ ایمان لائے، نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، حج کیا، زکوٰۃ دی، قربانیاں دیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے خوش ہوں گے کہ ہماری محنت ٹھکانے لگ گئی۔ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ اونچی جنت میں داخل ہوں گے۔ جنت درجے کے لحاظ سے بھی بلند ہے اور حسی اعتبار سے بھی بلند ہے۔ جنت کا محل وقوع بلند ہے۔ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً نہیں سنیں گے جنت میں کوئی بے ہودہ بات۔ گالی نہیں سنیں گے، جھوٹ نہیں سنیں گے، غیبت نہیں سنیں گے، کسی قسم کی دل آزاری کی بات نہیں سنیں گے۔ جنت دار السلام ہے وہاں امن اور سلامتی ہے فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ جنت میں چشمے جاری ہوں گے۔ کوثر کا، سلسبیل کا، کافور کا، زنجبیل کا، صاف پانی کا، مختلف قسم کے چشمے جاری ہوں گے۔

فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ جنت میں اونچی کرسیاں ہوں گی ان پر بیٹھے ہوں گے جدھر کا ارادہ کریں گے کرسیاں ادھر گھوم

جائیں گی۔ کرسیاں ارادے کے تابع ہوں گی وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ اَكْوَابٌ ایسے برتن کو کہتے ہیں جس کا دستہ نہ ہو۔ گلاس بھی ہو سکتا ہے، پیالہ بھی ہو سکتا ہے۔

وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ نَمَارِقُ کا معنی ہے گاؤ تکیہ جس کے ساتھ آدمی ٹیک لگا کر بیٹھتا ہے۔ معنی ہوگا وہاں تکیے ہوں گے صف بہ صف رکھے ہوئے۔ وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ زَرْبِيَة کا معنی ہے قالین۔ معنی ہوگا قالین بچھے ہوئے ہوں گے۔ کوئی جنتی گاؤ تکیہ لگا کے بیٹھا ہوگا، کوئی کرسی پر اور کوئی قالین پر بیٹھا ہوگا۔

ھندو جوگی کا اعتراض:

اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ کیا پس وہ نہیں دیکھتے اونٹوں کی طرف کیسے پیدا کیے گئے ہیں۔ ان کا قد دیکھو، ان کا بدن دیکھو، ٹانگیں دیکھو، گردن دیکھو۔ وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ اور آسمان کی طرف نہیں دیکھتے کیسے بلند کیا گیا ہے۔ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ اور پہاڑوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے نصب کیے گئے ہیں۔ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿۲۰﴾ فَذَكِّرْ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نصیحت کریں اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نصیحت کرنے والے ہیں۔ آریہ سماجی ہندو لیڈر دیانند سرسوتی نے اپنی کتاب ''ستیارتھ پرکاش'' میں اعتراض کیا ہے۔ کہتا ہے نصیحت کرنے والے کے ساتھ اونٹوں کا کیا ربط ہے، آسمان کا کیا ربط ہے، زمین کا کیا جوڑ؟ کہ ان چیزوں کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَذَكِّرْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نصیحت کریں۔ کہتا ہے کہ یہ کتاب کسی جاہل بدو نے لکھی ہے، معاذ اللہ تعالیٰ۔ ہمارے بزرگوں میں سے ایک بزرگ حضرت مولانا نعیم احمد صاحب لودھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس اعتراض کے جواب میں فرمایا کہ اونٹ کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ ایک مبلغ دین کے کام کے ساتھ اس کا گہرا تعلق ہے۔ مبلغ کو جفاکشی میں اونٹ کی طرح ہونا چاہیے، اخلاق میں آسمان کی طرح بلند ہونا چاہیے، اپنے عقیدے اور نظریے میں پہاڑوں کی طرح مضبوط ہونا چاہیے لوٹے کی طرح گھومنے والا نہ ہو اور تواضع ایسی ہو جیسے زمین بچھی ہوئی ہے۔ تو ان چیزوں کا ذکر اس لیے کیا جا رہا ہے کہ ان کا نصیحت کرنے والے کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔

فرمایا بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نصیحت کرنے والے ہیں لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ نہیں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر داروغہ کہ جبراً ان سے منوائیں اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ مگر جس نے اعراض کیا ایمان سے اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کا انکار کیا فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ پس اللہ تعالیٰ اس کو سزا دے گا بڑی سزا۔ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ بیشک ہماری طرف ہی ان لوگوں نے لوٹ کر آنا ہے اور کوئی اور جگہ نہیں ہے جہاں جائیں گے ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ پھر بیشک ہمارے ذمہ ہے ان کا حساب۔ ہم ان سے رتی رتی کا حساب لیں گے لہذا اب وقت ہے آخرت کی تیاری کر لو۔

سُوْرَةُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ الفجر مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ فجر کا لفظ اس کی پہلی ہی آیت میں آرہا ہے اور اس کا مطلب ہے ''فجر کا وقت'' ترتیب قرآنی کے مطابق اس کا نواسی (۸۹) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس کا دس (۱۰) نمبر ہے۔ یعنی اس سے قبل نو (۹) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ سورۂ فجر کی آیات کی تعداد تیس (۳۰) ہے اور ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالْفَجْرِ ﴿1﴾ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ﴿2﴾ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ﴿3﴾ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ﴿4﴾

قسم ہے فجر کی۔ اور قسم ہے دس راتوں کی۔ اور قسم ہے جفت کی اور قسم ہے طاق کی۔ اور قسم ہے رات کی جب جانے لگے۔

هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ﴿5﴾ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ﴿6﴾ اِرَمَ ذَاتِ

تحقیق ان چیزوں میں قسم ہے عقل والے کے لیے۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دیکھا کیا کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے عاد قوم

الْعِمَادِ ﴿7﴾ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ﴿8﴾ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ

کے ساتھ۔ جو ارم تھے بڑے بڑے ستونوں والے۔ وہ عاد کہ نہیں پیدا کیے ان جیسے شہروں میں اور نہیں دیکھا ثمود قوم کو وہ ثمود

جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ﴿9﴾ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ﴿10﴾ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ﴿11﴾ فَاَكْثَرُوْا

قوم جنہوں نے تراشا چٹانوں کو وادی میں۔ اور فرعون کو نہیں دیکھا میخوں والا۔ جنہوں نے سرکشی کی شہروں میں پس بہت زیادہ

فِيْهَا الْفَسَادَ ﴿12﴾ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ﴿13﴾ اِنَّ رَبَّكَ

کیا انہوں نے ان شہروں میں فساد۔ پس پھینکا ان پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے عذاب کا کوڑا۔ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب

لَبِالْمِرْصَادِ ﴿14﴾ فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ فَيَقُوْلُ

گھات میں ہے پس بہر حال انسان جب آزماتا ہے اس کو اس کا رب پس اس کو عزت دیتا ہے اور اس کو نعمت دیتا ہے تو کہتا ہے

رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ﴿15﴾ وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ فَيَقُوْلُ

میرے رب نے میری عزت کی ہے اور بہر حال جب اس کو آزماتا ہے پس تنگ کر دیتا ہے اس پر اس کا رزق تو کہتا ہے

رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ﴿16﴾

میرے رب نے میری توہین کی ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

الشَّفْعِ: جفت، الْوَتْرِ: طاق، يَسْرِ: چلنے لگے، الْعِمَادِ: ستون، لَمْ يُخْلَقْ: پیدا نہیں کیا گیا، جَابُوْا: انہوں نے تراشا، الصَّخْرَ: چٹان، طَغَوْا: جنہوں نے سرکشی کی، فَاَكْثَرُوْا: انہوں نے بہت مچایا، فَصَبَّ: برسایا، سَوْطَ: کوڑا، لَبِالْمِرْصَادِ: البتہ گھات میں ہے، ابْتَلٰىهُ: اسے آزماتا ہے، فَاَكْرَمَهٗ: اس کا اکرام کیا، نَعَّمَهٗ: اسے انعام دیا، اَكْرَمَنِ: میری قدر کی، اَهَانَنِ: میری توہین کی۔

ربط:

ابھی آپ نے سورۃ الغاشیہ میں پڑھا اِلَّا مَنْ تَوَلّٰی وَكَفَرَ کہ جن لوگوں نے ایمان سے اعراض کیا اور کفر کیا۔ آگے کچھ اجمالی واقعات اُن ایمان سے اعراض کرنے والوں کے اللہ تعالیٰ ذکر فرماتے ہیں اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ فرعون، عاد ثمود یہی لوگ ہیں حق سے اعراض کرنے والے اور کفر کرنے والے۔

تفسیری نکات: بعض مقدس لمحات، دن اور راتوں کا بیان:

وَالْفَجْرِ میں واؤ قسم کے لیے ہے معنی ہوگا قسم ہے فجر کی۔ فجر سے کیا مراد ہے اس کی مفسرین کرام رحمہم اللہ نے درج ذیل تفاسیر کی ہیں:

۱...... ہر دن کے فجر کا وقت مراد ہے۔

۲...... یوم النحر کے دن کی فجر مراد ہے یعنی عید الاضحیٰ کے دن کی۔

۳...... عید الفطر کے دن کی فجر مراد ہے۔

۴...... یوم عرفہ کے دن یعنی نو ذی الحجہ کے دن کی فجر مراد ہے۔

۵...... یکم محرم الحرام کی فجر مراد ہے کہ جس دن اسلامی سال کا آغاز ہوتا ہے۔

وَلَيَالٍ عَشْرٍ اور قسم ہے دس راتوں کی، ان راتوں سے کون سی دس راتیں مراد ہیں اس میں بھی مفسرین کرام رحمہم اللہ کے مختلف اقوال ہیں:

۱...... ذی الحجہ کی پہلی دس راتیں مراد ہیں۔

۲...... رمضان کے آخری عشرہ کی دس راتیں مراد ہیں۔

۳...... محرم کی پہلی دس راتیں مراد ہیں۔

وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ اور قسم ہے جفت کی اور قسم ہے طاق کی۔ اس کی ایک تفسیر یہ کرتے ہیں کہ جفت، طاق سے نمازیں مراد ہیں کہ فجر، ظہر، عصر، عشاء کی نمازیں جفت ہیں مغرب اور وتر طاق ہیں۔ اور یہ معنی بھی کرتے ہیں کہ جفت سے مراد مخلوق ہے اور طاق سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ کیوں کہ مخلوق میں نر بھی ہیں، مادہ بھی ہیں، کالے بھی ہیں، گورے بھی

ہیں، بڑے قد کے بھی ہیں، چھوٹے قد کے بھی ہیں۔ آسمان بلندی پر ہے اور زمین پستی ہے، رات ہے، دن ہے۔ یہ سب جفت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات وحدہ لاشریک لہ ہے اس کے مقابلے میں کوئی نہیں ہے۔

وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ اور قسم ہے رات کی جب وہ جانے لگتی ہے۔ رات تاریک ہوتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں میں سے ایک قدرت ہے۔ یہ تفسیر بھی کرتے ہیں کہ رات سے معراج والی رات مراد ہے۔

هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ تحقیق ان چیزوں میں قسم ہے عقل والوں کے لیے۔ یہاں دراصل اس قدر چیزوں کی قسم کھا کر اللہ پاک یہ فرما رہا ہے کہ جو اللہ اس قدر چیزیں قائم کر سکتا ہے وہ تمہیں ہر قسم کی سزا دینے پر اے نافرمانو قادر ہے۔

قوم عاد، قوم ثمود اور قوم فرعون کے نیست و نابود ہونے کا بیان:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں نہیں ہے ہمارے بتلانے کے ساتھ۔ کیوں کہ جب یہ واقعات ہوئے ہیں اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آنکھوں سے نہیں دیکھا اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا۔ اِرَمَ جو ارم کی نسل سے تھی، عاد بن ارم بن سام بن نوح۔ عاد نوح علیہ السلام کا پڑپوتا تھا۔ اس سے آگے اتنی نسل چلی کہ مستقل خاندان بنے۔ یہ بڑے قد آور اور صحت مند تھے۔ ذَاتِ الْعِمَادِ بڑے بڑے ستونوں والے۔ ان کے قد بڑے لمبے تھے اور اپنے قد کے مطابق انہوں نے مکان بنائے ہوئے تھے۔ ان کے تعمیر کردہ مکانوں کے ستون بڑے بڑے ہوتے تھے۔ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ وہ عاد قوم کہ نہیں پیدا کیے گئے ان جیسے شہروں میں۔ ایسے قد آور اور صحت مند لوگ اللہ تعالیٰ نے شہروں میں پیدا ہی نہیں کیے۔ اور طاقتور اور مضبوط جثّوں والے تھے کہ کسی آدمی کی کھوپڑی پر ہاتھ ڈالتے تھے تو بھیجا نکال دیتے تھے، اس کی پسلیاں توڑ دیتے تھے۔ ان مضبوط اور ستونوں جیسے لوگوں کو اللہ نے کیسے نیست و نابود کر دیا۔

وَثَمُوْدَ اور نہیں دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم ثمود کو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں نہیں ہے الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ وہ ثمود قوم جنہوں نے تراشا چٹانوں کو بِالْوَادِ وادی القریٰ میں۔ اس علاقے کو حجر کہتے ہیں۔ یہ خیبر اور تبوک کے درمیان ہے۔ ان لوگوں نے چٹانیں تراش تراش کے مکان بنائے تھے تاکہ زلزلے کی وجہ سے گریں نہ۔ بڑی بڑی چٹانیں تھیں ان میں پورا پورا مکان بن جاتا تھا۔

وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ کے معنی ہیں میخ۔ معنی ہوگا فرعون کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا کیا جو میخوں والا تھا۔ یہ اتنا ظالم تھا کہ جب سزا دیتا تھا تو ہاتھوں اور پاؤں میں میخیں ٹھونک دیتا تھا کہ آدمی ہل نہ سکے۔ لوگوں میں مشہور تھا وہ بادشاہ جو بدن میں میخیں ٹھونک دیتا ہے۔ اور یہ تفسیر بھی کرتے ہیں کہ اس کے خیموں کی میخیں سونے کی ہوتی تھیں۔

الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے شہروں میں سرکشی کی۔ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ پس بہت

زیادہ کیا ان شہروں میں انہوں نے فساد۔ قوم عاد نے بھی اور قوم ثمود نے بھی اور ظالم فرعون نے تو اپنا اقتدار بچانے کے لیے بارہ ہزار بچے قتل کرائے اور نوے ہزار حمل گرائے۔ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے جس سے خطرہ تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو فرعون کے گھر پال کر دکھایا۔ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ پس پھینکا ان پر آپ ﷺ کے رب نے عذاب کا کوڑا (تازیانہ عبرت تیرے رب نے ان کو لگایا) کسی پر ہوا مسلط کی، کسی پر زلزلہ، کسی پر چیخ اور فرعونیوں کو اللہ تعالیٰ نے بحر قلزم میں ڈبو دیا اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ بیشک آپ ﷺ کا رب گھات میں ہے، نگرانی میں ہے۔ مرصاد اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں بیٹھ کر آدمی اپنے دشمن کی نگرانی کرتا ہے کہ یہاں سے گزرے گا تو میں حملہ کروں گا تو معنی ہوگا تمہارا رب نگرانی میں لگا ہوا ہے کہ تم کیا کر رہے ہو۔

انسانی نفسیات کا ایک بہترین تجزیہ:

فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ پس بہرحال انسان جب آزماتا ہے اس کو اس کا رب پس اس کو عزت دیتا ہے اور اس کو نعمت دیتا ہے۔ مال دیا، اولاد دی، منصب اور عہدہ دیا تو بڑا خوش ہوتا ہے۔ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ تو کہتا ہے میرے رب نے میری عزت کی ہے۔ وہ مال و دولت کو عزت سمجھتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ مال و دولت دے کر بھی آزماتا ہے اور لے کر بھی آزماتا ہے۔

وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ اور بہرحال جب اللہ تعالیٰ اس کو آزماتا ہے فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ پس تنگ کر دیتا ہے اس پر اس کا رزق فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ تو کہتا ہے میرے رب نے میری توہین کر دی ہے۔ یعنی مجھے ذلیل کر دیا ہے۔ انسان یہ سمجھتا ہے کہ میرے رب نے میرا رزق کم کر کے میری توہین کر دی ہے۔ یعنی مجھے ذلیل کر دیا ہے۔ انسان یہ سمجھتا ہے کہ رزق کی کمی میں ذلت ہے اور فراوانی میں عزت ہے۔ لیکن اس کا یہ نظریہ غلط ہے۔ کیوں کہ مال و دولت کی فراوانی عزت ہوتی تو فرعون و قارون سب سے زیادہ عزت والے ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں جس کا تقویٰ زیادہ ہوگا وہ عزت والا ہوگا۔

كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ﴿17﴾ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿18﴾

خبردار بلکہ تم عزت نہیں کرتے یتیم کی اور نہیں ابھارتے تم مسکین کے کھانے پر اور کھاتے ہو تم وراثت کھا جانا

وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ﴿19﴾ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿20﴾ كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا

سمیٹ کر اور محبت کرتے ہو تم مال کے ساتھ بہت زیادہ محبت۔ خبردار جب کوٹ دیا جائے گا زمین کو کوٹا جانا

دَكًّا ﴿21﴾ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿22﴾ وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ

اور آئے گا تیرا رب اور فرشتے صف بہ صف۔ اور لایا جائے گا اس دن جہنم کو۔ یاد کرے گا انسان اور کہاں

الْاِنْسَانُ وَاَنّٰی لَهُ الذِّکْرٰی ﴿23﴾ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ ﴿24﴾ فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُعَذِّبُ

فائدہ دے گا اس کو یاد کرنا۔ کہے گا ہائے افسوس مجھ پر کچھ آگے بھیجا ہوتا زندگی میں پس اس دن نہیں سزا دے گا

عَذَابَهٗۤ اَحَدٌ ﴿25﴾ وَّلَا یُوْثِقُ وَثَاقَهٗۤ اَحَدٌ ﴿26﴾ یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿27﴾ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ

رب جیسی سزا کوئی اور نہیں جکڑے گا اس جیسا کوئی جکڑنا۔ اے اطمینان والے نفس لوٹ لوٹ آ اپنے رب کی طرف تم اس سے

رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ﴿28﴾ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ﴿29﴾ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ﴿30﴾ ع

راضی وہ تجھ سے راضی پس داخل ہو جاؤ میرے بندوں میں۔ اور داخل ہو جاؤ میری جنت میں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لَا تُکْرِمُوْنَ: تم قدر نہیں کرتے، لَا تَحٰٓضُّوْنَ: تم ترغیب نہیں دیتے، التُّرَاثَ: میراث کا مال، اَکْلًا: کھانا، لَّمًّا: سارے کا سارا، جَمًّا: بہت ہی، دُکَّتِ: توڑی جائے گی، لِحَیَاتِیْ: اپنی زندگی کے لیے، لَا یُوْثِقُ: نہیں جکڑے گا، وَثَاقَهٗ: اس کا جکڑنا، اِرْجِعِیْ: لوٹ آ۔

ربط:

سابقہ آیات میں انسانوں کی نفسیات بیان کی گئی کہ جب خوشی اور راحت انسان پر آتی ہے تو انسان کہتا ہے کہ یہ میرا حق تھا اور جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو جزع وفزع کرتا ہے۔ اب مصیبتوں کے آنے کا سبب بتلایا جا رہا ہے۔

تفسیری نکات: انسانون پر سختی کیوں آتی ہے؟

کَلَّا بَلْ لَّا تُکْرِمُوْنَ الْیَتِیْمَ خبردار! کلا معنی خبردار بھی ہے اور حقا بھی ہے۔ یعنی پکی بات ہے بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے، اس کی خبر گیری نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال دیا ہے تمہارے عزیزوں، رشتہ داروں میں، محلے والوں میں سے، ملک والوں میں سے کوئی یتیم ہے تو اس کی دیکھ بھال کرنا، نگرانی کرنا، اس کی ضروریات پورا کرنا تمہاری ذمہ داری ہے مگر تم پوری نہیں کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ تمہارے رزق میں تنگی کر دیتا ہے۔

وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ اور نہیں ابھارتے نہیں ترغیب دیتے تم مسکین کو کھانا کھلانے پر۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال دیا ہے تو یتیم مسکین کو کھانا کھلاؤ، لباس کا انتظام کرو، اس کی ضروریات پوری کرو اور اگر خود توفیق نہیں ہے تو دوسروں کو آمادہ کرو کہ یہ مسکین ہے اس کا خیال رکھو۔

وَتَاْکُلُوْنَ التُّرَاثَ اَکْلًا لَّمًّا اور کھا جاتے ہو تم وراثت کو کھا جانا سمیٹ کر۔ اپنا حصہ بھی کھا جاتے ہو اور دوسروں کا حصہ بھی کھا جاتے ہو۔ بہنوں بیٹیوں اور عورتوں کو حصہ نہیں دیتے ہو۔

وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا اور تم مال سے محبت کرتے ہو بہت زیادہ۔ حلال حرام کی تمہیں کوئی پروا نہیں ہوتی بس مال کمانے کی دھن ہوتی ہے۔

قیامت میں ایسے لوگوں کو سزا ملے گی:

اب جو کوئی بھی یتیموں کا خیال نہیں رکھے گا۔ مساکین کا خیال نہیں رکھے گا وراثت کا مال کھا جائے گا مال کی بے جا محبت رکھے گا اُس کے ساتھ قیامت میں کیا ہوگا۔ پہلے تو قیامت کے میدان کی تیاری کا ذکر فرمایا جارہا ہے اور بعد ازاں اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی یوم آخرت میں آمد کا ذکر فرمایا جارہا ہے۔

كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا خبردار! جب زمین کو کوٹ دیا جائے گا کوٹ دیا جانا۔ کوٹ کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا۔ یہ تمام پہاڑ اٹھا دیئے جائیں گے، گڑھے پر کر دیئے جائیں گے۔ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا (طہ:۱۰۷) اور نہیں دیکھے گا تو اس میں کوئی کجی اور نہ کوئی ٹیلا۔ زمین میں کوئی اونچ نیچ نہیں رہے گی اور نہ کوئی موڑ ہوگا، بالکل ہموار ہوگی۔ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا اور آئے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب اور فرشتے صف بہ صف۔ اللہ تعالیٰ کے آنے کے بارے میں ایک مسلک متقدمین رحمہم اللہ کا ہے اور ایک متاخرین رحمہم اللہ کا ہے۔

متقدمین رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آئے گا جو اس کی شان کے لائق ہے اور عدالت کے لیے جلوہ افروز ہوگا۔ ہمیں اس آنے کی حقیقت کے متعلق کوئی علم نہیں ہے۔

اور متاخرین رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ وَجَآءَ رَبُّكَ سے مراد جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ہے۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کا حکم آئے گا، جیسے اِسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ سے مراد حکمرانی لیتے ہیں۔

وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ اور لایا جائے گا اس دن جہنم کو۔ ستر ہزار فرشتے جہنم کو کھینچ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے عدالت میں پیش کریں گے تاکہ سب اس کا منظر دیکھ لیں۔

يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى اس دن یاد کرے گا انسان اپنی کوتاہیوں کو اور کہاں فائدہ دے گا اب اس کو یاد کرنا۔ اس دن کوتاہیاں، اپنے گناہ اور نافرمانیاں یاد آئیں گی لیکن اب کیا فائدہ؟ اب ندامت، شرمندگی اور پشیمانی ہی پشیمانی ہے يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ کہے گا انسان ہائے افسوس مجھ پر کچھ آگے بھیجتا زندگی میں۔ میں اپنی اس زندگی کے لیے کچھ نیکیاں بھیج دیتا۔

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ اس دن نہیں سزا دے گا اللہ تعالیٰ جیسی کوئی سزا۔ دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر گنا تیز ہے۔ جس میں جلیں گے۔ اور مارنا مقصود ہو تو اس آگ کا ایک شعلہ ہی کافی ہے لیکن لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى نہ مرے گا اس میں اور نہ جیے گا وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ اور نہیں جکڑے گا اس جیسا کوئی جکڑنا۔

نفس مطمئنہ کا بیان:

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ اے اطمینان والے نفس! ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً اپنے رب کی طرف لوٹ آ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ قرآن پاک میں تین قسم کے نفس بیان ہوئے ہیں۔

① ۔نفس امارہ۔ ② ۔نفس لوامہ۔ ③ ۔اور نفس مطمئنہ۔

① نفس امارہ وہ ہے جو ہر وقت بدی کا حکم دیتا ہے۔اس نفس کو ہر وقت بدی کا خیال رہتا ہے۔اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ بیشک نفس امارہ حکم دیتا ہے برائی کا۔دن رات مکر وفریب، جھوٹ ہی میں لگا رہتا ہے۔

② نفس لوامہ وہ ہے جو غلطی ہونے پر ملامت کرتا ہے کہ تو نے برا کام کیا ہے۔برائی کو برائی سمجھتا ہے۔یہ اچھا نفس کہلاتا ہے۔اور یہ عامۃ المسلمین کا نفس ہے۔

③ نفس مطمئنہ وہ ہے جو نیکیوں میں لگا رہتا ہے برائیوں کے قریب نہیں جاتا۔عقیدہ صحیح، نماز، روزہ اور سب اعمال دین حق کے مطابق ہیں۔اس کو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے نفس مطمئنہ لوٹ آ اپنے رب کی طرف تو رب سے راضی رب تجھ سے راضی فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ پس داخل ہو جاؤ میرے بندوں میں جو جنت میں ہیں وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ اور داخل ہو جا میری جنت میں۔اللہ تعالیٰ ہمیں نفس مطمئنہ عطا فرمائے اور برے کاموں سے سب کو بچائے اور محفوظ فرمائے۔

سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ البلد مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔بلد کا معنی شہر ہے اور یہ لفظ اس کی پہلی آیت میں ہی آرہا ہے۔ترتیب قرآنی کے مطابق اس سورت کا نمبر نوے (٩٠) ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا پینتیس (٣٥) نمبر ہے یعنی اس سے قبل چونتیس (٣٤) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔سورۃ البلد کی آیات کی تعداد بیس (٢٠) ہے اور اس کا ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝١ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝٢ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝٣

میں قسم اٹھاتا ہوں اس شہر کی۔اور اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اترے ہیں اس شہر میں اور قسم ہے والد کی اور جو اس نے

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ۝٤ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ۝٥ يَقُوْلُ

جنا۔البتہ تحقیق ہم نے پیدا کیا انسان کو مشقت میں۔کیا انسان خیال کرتا ہے کہ ہرگز قادر نہیں ہے اس پر کوئی، کہتا ہے میں نے

اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ۝٦ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ اَحَدٌ ۝٧ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۝٨ وَلِسَانًا

ہلاک کیا مال وافر، کیا وہ خیال کرتا ہے کہ نہیں دیکھا اس کو کسی نے۔کیا ہم نے نہیں بنائیں اس کے لیے دو آنکھیں اور زبان

وَّشَفَتَيْنِ ۝٩ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۝١٠ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝١١ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝١٢

اور دو ہونٹ نہیں دیئے۔اور ہم نے راہ نمائی کی اس کی دو راستوں کی پس نہ چڑھا گھاٹی پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے بتلایا کہ

فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿13﴾ اَوۡ اِطۡعٰمٌ فِیۡ یَوۡمٍ ذِیۡ مَسۡغَبَةٍ ﴿14﴾ یَّتِیۡمًا ذَا مَقۡرَبَةٍ ﴿15﴾ اَوۡ مِسۡكِیۡنًا ذَا

وہ گھاٹی کیا ہے گردن کو آزاد کرنا ہے یا کھانا کھلانا ہے بھوک والے دن میں۔ ایسے یتیم کو جو قرابت دار ہو یا مسکین کو جو

مَتۡرَبَةٍ ﴿16﴾ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ وَتَوَاصَوۡا

خاک آلود ہو۔ پھر ہو ان لوگوں میں سے جو ایمان لائے ہیں اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو

بِالۡمَرۡحَمَةِ ﴿17﴾ اُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ الۡمَیۡمَنَةِ ﴿18﴾ وَالَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا بِاٰیٰتِنَا هُمۡ اَصۡحٰبُ

صبر کی وصیت کرتے ہیں یہی لوگ ہیں دائیں ہاتھ والے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا وہ لوگ

الۡمَشۡـَٔمَةِ ﴿19﴾ عَلَیۡهِمۡ نَارٌ مُّؤۡصَدَةٌ ﴿20﴾ ع ۱ ۱۵

بائیں ہاتھ والے ہیں۔ ان پر آگ ہوگی بند کی ہوئی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

كَبَدٍ: مشقت، اَهۡلَكۡتُ: میں نے خرچ کیا، لُّبَدًا: وافر، لَّمۡ یَرَهٗۤ: اسے نہیں دیکھا، عَیۡنَیۡنِ: وہ آنکھیں، شَفَتَیۡنِ: وہ ہونٹ، النَّجۡدَیۡنِ: دونوں راستے، فَلَا اقۡتَحَمَ: پس وہ نہ چڑھا، الۡعَقَبَةَ: گھاٹی، فَكُّ: چھڑانا، رَقَبَةٍ: گردن، مَسۡغَبَةٍ: فاقہ، مَتۡرَبَةٍ: نشین، بِالۡمَرۡحَمَةِ: رحمت کرنے کی، مُّؤۡصَدَةٌ: بند کی ہوئی۔

ربط:

سورۃ الفجر میں بیان ہوا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّةُ اطمینان والا نفس، اب اس سورت میں فرمایا جا رہا ہے کہ یہ چیزیں بغیر مشقت کے حاصل نہیں ہوسکتی ہیں فرمایا گیا لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡ كَبَدٍ پریشانیاں اور تکالیف ہوں گی ان کی وجہ سے نفس کو اطمینان ملے گا۔ اور مشقتوں اور تکالیف پر صبر کرکے اُس کا نفس، نفس مطمئنہ کے درجے میں پہنچے گا۔

تفسیری نکات: مکہ معظّمہ کی عظمت کا بیان:

لَاۤ اُقۡسِمُ کا معنی ہے میں قسم اٹھاتا ہوں۔ بِهٰذَا الۡبَلَدِ اس شہر کی یعنی مکہ مکرمہ کی جہاں قرآن پاک نازل ہوا ہے وَاَنۡتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الۡبَلَدِ اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اترے ہیں اس شہر میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس شہر میں رہے۔ پھر ہجرت کرکے مدینہ طیبہ تشریف لے گئے۔

دوسری تفسیر یہ کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حلال کرنے والے ہیں اس شہر کو۔ مکہ مکرمہ میں لڑائی جھگڑا احرام ہے۔ فتنہ فساد، جانور کو مارنا، یہاں تک کہ درخت کاٹنا بھی ممنوع ہے۔ لیکن سنہ ۸ ہجری میں سورج کے طلوع ہونے سے لے کر عصر تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لڑائی حلال کی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے یہ شہر حرمت والا ہے یہاں پر لڑائی جائز نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ نے میرے لیے تھوڑی دیر کے واسطے لڑائی کو حلال قرار دیا

ہے۔اس کے بعد قیامت تک اس شہر میں لڑائی حلال نہیں ہے۔

وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ اور قسم ہے والد کی اور جو اس نے جنا۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ والد سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور ماولد سے ان کی اولاد مراد ہے۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخصیص نہیں ہے۔ کیونکہ جنات میں بھی والد ہیں، حیوانات میں بھی والد ہیں۔ کائنات میں جو جننے والی مخلوق ہے سب میں والد ہیں لہذا اللہ تعالیٰ نے ان سب کی قسم اٹھائی ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ البتہ تحقیق ہم نے پیدا کیا انسان کو مشقت میں۔ انسان کو ہر جگہ مشقت اٹھانی پڑتی ہے۔ کبھی بیماری، کبھی صحت، کبھی بھوکا، کبھی پیاسا، کبھی گرمی، کبھی سردی، کبھی مالی پریشانی، کبھی ذہنی پریشانی، کبھی کوئی تکلیف، کبھی کوئی تکلیف۔ دنیا میں چاہے کوئی امیر ہے یا غریب ہے تکلیف اور صدمہ اٹھائے گا۔

ابوالاشد مکہ کے سردار کی مذمت:

اب آنے والی آیات کا شان نزول یہ ہے کہ مکہ کا ایک سردار تھا ابوالاشد اُسید بن کلدہ یہ بڑا امیر آدمی تھا اور بہت بڑا پہلوان بھی تھا اونٹ کا چمڑا اپنے پاؤں کے نیچے رکھ کے کہتا تھا کہ میرے پاؤں کے نیچے سے چمڑا کھینچو! آٹھ آٹھ، دس دس آدمی، بیس بیس آدمی مل کر کھینچتے چمڑا ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا مگر پاؤں کے نیچے سے کھینچ نہیں سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو مال بھی بہت دیا تھا۔ اس مال کو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف خرچ کرتا تھا۔ زبان آور پروپیگنڈا کرنے والوں کو بلا کر پیسے دیتا اور مختلف علاقوں اور گلیوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف پرپیگنڈا کراتا۔ جس آدمی کے بارے میں خطرہ ہوتا کہ یہ مسلمان ہو جائے گا اس کو مال دے کر اسلام قبول کرنے سے روکتا۔ اور پھر وہ اس پر فخر کرتا اور کہتا کہ میں نے اسلام کے مقابلے کے لیے بڑا مال خرچ کیا ہے۔ اس کا ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ کیا وہ خیال کرتا ہے کہ اُس پر ہرگز کوئی قدرت اور قابو نہیں رکھتا ہے۔ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا وہ دشمن اسلام کہتا ہے کہ میں نے ہلاک کیا میں نے ڈھیروں مال خرچ کیا اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗۤ اَحَدٌ کیا وہ اللہ کا دشمن یہ خیال کرتا ہے کہ اُس کو کسی نے یہ اسلام کے خلاف جو کام وہ کرتا ہے اُسے کسی نے کرتے دیکھا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو دیکھنے والا نہیں ہے کہ کس کس کو خفیہ طور اسلام کے خلاف بولنے کے لیے مال دے رہا ہے۔ اور پھر بیٹھ کر فخر کرتا ہے کہ میں نے اتنا مال خرچ کیا ہے۔ مال تجھے رب نے دیا تھا کسی اچھی جگہ لگاتا۔ الٹا تو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کی مخالفت میں خرچ کر رہا ہے۔

اب اگلی آیتوں میں تمام انسان مخاطب کیے جا رہے ہیں:

اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ اے انسانوں جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور حکم عدولی میں مسلسل لگے ہوئے ہو کیا نہیں بنائیں ہم نے اس کے لیے دو آنکھیں۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتا۔ آنکھوں کی قدر اندھے سے پوچھو وَلِسَانًا

وَّشَفَتَيۡنِ اور زبان نہیں دی کلام کرنے کے لیے۔ اس کی قدر گونگے سے پوچھو کہ دل کی بات بتلانا چاہتا ہے اشاروں کے ساتھ مخاطب نہیں سمجھتا تو پریشان ہو جاتا ہے۔ تجھے رب تعالیٰ نے زبان دی ہے اظہار مافی الضمیر کے لیے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ہے اور دو ہونٹ نہیں دیئے؟ ہونٹوں کے بغیر انسان ابوامی نہیں کہہ سکتا ہے، ہونٹوں کے بغیر پانی پیے گا تو نیچے گرے گا ایسے ہی ذرا ہونٹوں کے بغیر جو شکل بنتی ہے اس کا تصور خود کر لو۔

وَهَدَيۡنٰهُ النَّجۡدَيۡنِ اور ہم نے راہ نمائی کی اس کی دو گھاٹیوں کی، دو راستوں کی، اس کی ایک تفسیر یہ ہے کہ خیر اور شر کا راستہ مراد ہے۔ ہم نے عقل دی، پیغمبر بھیجے، کتابیں نازل کیں۔ ہر دور میں حق کی آواز بلند کرنے والے بھیجے جن کے ذریعے خیر اور شر کا راستہ بتلایا کہ یہ جنت کا راستہ ہے اور یہ دوزخ کا راستہ ہے۔

فَلَا اقۡتَحَمَ الۡعَقَبَةَ پس نہ چڑھا وہ گھاٹی پر۔ عقبہ اصل میں ایسے پہاڑ کو کہتے ہیں جس پر چڑھنا مشکل ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں انسان گھاٹی پر نہیں چڑھا وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا الۡعَقَبَةُ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے بتلایا کہ وہ گھاٹی کیا ہے۔ وہ گھاٹی یہ ہے فَكُّ رَقَبَةٍ گردن کو آزاد کرنا ہے۔ یعنی غلاموں کو آزاد کرنا ہے۔ جس طرح گھاٹی پر چڑھنا مشکل ہے اسی طرح یہ کام کرنا بھی مشکل ہے۔

اَوۡ اِطۡعٰمٌ فِىۡ يَوۡمٍ ذِىۡ مَسۡغَبَةٍ یا کھانا کھلانا ہے بھوک والے دن۔ يَّتِيۡمًا ذَا مَقۡرَبَةٍ یتیم کو جو قرابت دار ہو۔ ایک یتیم ہونے کی وجہ سے اور دوسرا اپنا قریبی ہونے کی وجہ سے دوہرا ثواب ہے۔

اَوۡ مِسۡكِيۡنًا ذَا مَتۡرَبَةٍ یا مسکین کو جو خاک آلود ہو مٹی میں ملا ہوا مسکین یعنی وہ بے چارہ اتنا بھوکا ہے کہ کھڑا نہیں ہو سکتا گر پڑتا ہے، مٹی میں ملا ہوا ہے۔

اور یہ مطلب بھی بیان کرتے ہیں کہ اس کے پاس کوئی دری چادر وغیرہ نہیں ہے جو اپنے نیچے بچھائے۔ بس وہ مٹی پر لیٹ جاتا ہے ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا پھر وہ غلام، لونڈیوں کو آزاد کرنے والا، یتیموں، مسکینوں کو کھانا کھلانے والا ان لوگوں میں سے ہو جو ایمان لائے۔ کیوں کہ ایمان کے بغیر کوئی نیکی قبول نہیں وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ اور ایک دوسرے کو وصیت کرتے ہیں صبر کی تکلیفوں میں۔ کہ شرط یہ ہے کہ وہ اہل ایمان میں سے ہو اور اسلام لانے پر جو تکالیف اور مشکلات آتی ہیں تو وہ ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرتے ہو کہ بھائی دین کے معاملے میں تکلیفیں بھی آتی ہیں صبر کرو وَتَوَاصَوۡا بِالۡمَرۡحَمَةِ اور ایک دوسرے کو وصیت کرتے ہیں رحم کی کہ غلاموں پر شفقت کرو، پڑوسیوں کے ساتھ شفقت کے ساتھ پیش آؤ بلکہ ساری مخلوق پر شفقت کرو، پڑوسیوں کے ساتھ شفقت کے ساتھ پیش آؤ بلکہ ساری مخلوق پر شفقت کرو اُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ الۡمَيۡمَنَةِ یہی لوگ ہیں دائیں ہاتھ والے کہ جن کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں ملے گا۔ اور پہلے پڑھ چکے ہو کہ جس کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں ملے گا وہ خوشیاں مناتے ہوئے کہے گا هَآؤُمُ اقۡرَءُوۡا كِتٰبِيَهۡ (الحاقہ: ۱۹) میرا اعمال نامہ پڑھ لو۔

بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ ملنے والوں کا انجام:

جب یہ کام نہیں کرو گے اور اللہ کی نافرمانی کرو گے تو پھر نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں ملے گا۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ اور وہ لوگ جنہوں نے انکار کیا ہماری آیتوں کا وہ لوگ بائیں ہاتھ والے ہیں۔ جن کو نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ بچائے اور محفوظ رکھے۔ ان کی حالت دیکھی نہیں جا سکے گی۔ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ان پر آگ جو موند دی جائے گی۔ آگ میں ڈال کر جہنم کے دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔ باہر کی ہوا تک نہ آئے گی۔ وہاں سے نکلنے کا کبھی موقع نہیں ملے گا۔

سُوْرَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ

سورۂ شمس مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ شمس کا معنی سورج ہے اور یہ شمس کا لفظ اس سورت کی پہلی ہی آیت میں آرہا ہے۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس سورت کا نمبر اکیانوے (۹۱) ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس سورت کا نمبر چھبیس (۲۶) ہے یعنی سورۂ شمس سے قبل پچیس (۲۵) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس کی آیات کی تعداد پندرہ (۱۵) ہے اور ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ﴿۱﴾ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ﴿۲﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا

قسم ہے سورج کی اور اس کی روشنی کی اور قسم ہے چاند کی جس وقت وہ سورج کے پیچھے آتا ہے اور قسم ہے دن کی جب وہ سورج

جَلّٰهَا ﴿۳﴾ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا ﴿۴﴾ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ﴿۵﴾

کو روشن کر دے اور قسم ہے رات کی جب وہ ڈھانپ لیتی ہے اور قسم ہے آسمان کی اور اس ذات کی جس نے اس کو بنایا ہے

وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ﴿۶﴾ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ﴿۷﴾

اور قسم ہے زمین کی اور اس ذات کی جس نے اسے پھیلایا ہے۔ اور قسم ہے نفس کی اور اس ذات کی جس نے اس کو درست کیا

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ﴿۸﴾ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ﴿۹﴾

پس الہام کر دیا اس نفس کو اس کی بدکاری کا اور اس کی پرہیزگاری کا۔ تحقیق فلاح پا گیا جس نے اس کو پاک کر لیا

وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ﴿10﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ﴿11﴾ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ﴿12﴾

اور تحقیق نامراد ہوا جس نے اس کو گناہ میں چھپا دیا۔ جھٹلایا قوم ثمود نے اپنی سرکشی کی وجہ سے جس وقت اٹھ کھڑا ہوا ان

فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ﴿13﴾ فَكَذَّبُوْهُ

میں سے ایک بدبخت پس کہا ان کو اللہ تعالیٰ کے رسول نے اللہ تعالیٰ کی اونٹنی کا خیال رکھنا اور اس کے پانی پینے کا پس انہوں نے

فَعَقَرُوْهَا ۙ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ

جھٹلایا نبی کو پس کاٹ دیں اونٹنی کی ٹانگیں پس الٹ دیا ان پر ان کے رب نے عذاب ان کے گناہوں کی وجہ سے

فَسَوّٰىهَا ﴿14﴾ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ﴿15﴾ ع ۱۶

پھر برابر کر دیا اور نہیں ڈرتا وہ اس کے انجام سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَلٰىهَا: وہ اس کے پیچھے آئے، جَلّٰىهَا: اسے خوب روشن کردے، يَغْشٰىهَا: وہ اسے چھپالے، طَحٰىهَا: اس کو بچھایا، فَاَلْهَمَهَا: اسے القاء کیا، فُجُوْرَهَا: اس کی بدکرداری، تَقْوٰىهَا: اس کی پرہیز گاری، زَكّٰىهَا: اس کو پاک کیا، دَسّٰىهَا: جس نے گناہ آلود کیا اسے، بِطَغْوٰىهَآ: اپنی شرارت کے سبب، انْۢبَعَثَ: اٹھ کھڑا ہوا، اَشْقٰىهَا: اس قوم کا سب سے بڑا بدبخت، سُقْيٰهَا: اس کا پانی پینا، فَدَمْدَمَ: پس ہلاکت اتاری، عُقْبٰهَا: اس کا انجام۔

ربط:

تفسیر سبق الغایات وغیرہ میں ہے کہ سورۃ البلد میں دو طرح کے لوگوں کا بیان ہوا اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ دائیں ہاتھ والے لوگ اور اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ بائیں ہاتھ والے لوگ۔ اب سورۂ شمس میں بھی دو طرح کے لوگوں کا ذکر ہے ایک وہ جو تقویٰ والے ہیں جنھوں نے اپنے نفس کو درست کرلیا اور دوسرے وہ لوگ ہیں جنھوں نے نفس کو خاک میں ملا دیا۔ اللہ کی نافرمانی کر کے اُس کے غصے اور ناراضگی مول لے لی اور جہنم کے حقدار ہو گئے۔

تفسیری نکات: اللہ کا سورج چاند، دن، رات اور زمین کی قسم کھانا:

وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا قسم ہے سورج کی اور اس کی روشنی کی۔ سورج اپنے وجود اور جسامت میں بہت بڑا ہے اور اس کی روشنی اور حرارت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورج کی حرارت اور تپش کے ساتھ بہت سے فوائد رکھے ہیں۔ انسانوں اور حیوانوں کی صحت، فصلوں کی نشوونما، پھلوں کا پکنا وغیرہ۔

وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا اور قسم ہے چاند کی جب وہ سورج کے پیچھے آتا ہے۔ سورج کے غروب ہونے کے بعد چاند کی روشنی ہوتی ہے اور وہ اپنی چمک دمک دکھاتا ہے۔ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا اور قسم ہے دن کی جب وہ سورج کو روشن

کردے۔ روشن تو سورج کرتا ہے جوں جوں دن چڑھتا ہے سورج کی روشنی نمایاں ہوتی جاتی ہے تو دن کی طرف اسناد مجازی ہے۔ سورج کی روشنی زیادہ محسوس ہوتی ہے اس سبب سے دن کی طرف نسبت کی ہے۔ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا اور قسم ہے رات کی جب وہ سورج کو ڈھانپ لیتی ہے۔ جب وہ اس پر چھا جاتی ہے۔ رات جب آتی ہے تو اندھیرا ہی اندھیرا ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نمونوں میں سے سورج، چاند، دن اور رات یہ سب ہیں۔

وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا اور قسم ہے آسمان کی اور اس ذات کی جس نے آسمان کو بنایا ہے۔ آسمان کتنا بلند ہے اور نیچے ستون وغیرہ کوئی بھی چیز نہیں ہے جو اس کو سہارا دینے والی ہو۔ بعض حضرات ما کو مصدریہ بناتے ہیں پھر معنی ہوگا قسم ہے آسمان کی اور اس کو بنانے والے کی کہ صاف اور وسیع ہے وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا اور قسم ہے زمین کی اور اس ذات کی جس نے اسے پھیلایا ہے، بچھایا ہے۔

اچھے اور بُرے نفس کا بیان:

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا اور قسم ہے نفس کی اور اس ذات کی جس نے اس کو درست کیا ہے۔ جہاں جس چیز کو لگنا چاہیے وہیں لگائی۔ جہاں ہاتھ لگنے چاہئیں تھے وہیں لگائے، جہاں پاؤں لگنے چاہئیں تھے وہیں لگائے اور اسی طرح حیوانات کو بھی بڑے خاص طریقے اور اعتدال کے ساتھ پیدا فرمایا۔ فَاَلْهَمَهَا پھر الہام کر دیا اس نفس میں۔ یعنی اس کے دل میں فُجُوْرَهَا اس کی بدکاری کا۔ یہ کام برے ہیں وَتَقْوٰىهَا اور پرہیزگاری کا کہ یہ کام اچھے ہیں۔ عقل بھی عطا فرمائی اور پیغمبروں کے ذریعے بھی بتلایا۔ کتابیں نازل کیں، صحیح اور غلط سمجھایا، حق اور باطل کو واضح کیا۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا تحقیق فلاح پا گیا جس نے نفس کو پاک کیا کفر سے، شرک سے، تکبر سے، حسد سے، بغض، کینہ سے، بُرے اخلاق سے۔

وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا اور تحقیق نامراد ہوا جس نے نفس کو گناہ میں نافرمانی میں فسق وفجور میں چھپا دیا۔ دن کو بھی گناہ رات کو بھی گناہ۔ اٹھتے بیٹھتے گناہ، چلتے پھرتے گناہ کرنے والا نامراد ہے۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کروگے تو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے نہیں بچ سکوگے۔ نامراد نفس والوں کا اب واقعہ بیان فرمایا جارہا ہے۔

قوم ثمود کا تذکرہ:

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَا جھٹلایا قوم ثمود نے حق کو اپنی سرکشی کی وجہ سے۔ یہ حجر کے علاقے میں رہتے تھے جو خیبر اور تبوک کے درمیان واقع ہے۔ ان کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ قوم نے حضرت صالح علیہ السلام سے نشانی طلب کی تو ان کے مطالبے پر چٹان سے اللہ تعالیٰ نے ایک اونٹنی پیدا کی۔ قوم ثمود نے اپنی سرکشی کی وجہ سے حضرت صالح علیہ السلام اور اونٹنی کے معجزے کو جھٹلایا۔

اِذِ انْبَعَثَ اَشْقٰىهَا جس وقت اٹھ کھڑا ہوا ان میں سے ایک بدبخت جس کا نام قدار تھا قد چھوٹا اور گربہ جسم تھا۔ بلی

کی طرح آنکھیں تھیں۔ وہاں نو غنڈے تھے یہ ان کا سردار تھا۔ سورۃ نمل آیت نمبر ۴۸ میں ہے وکان فی المدینۃ تسعۃ رھط یفسدون فی الارض ولا یصلحون۔ اور تھے شہر میں نو شخص جو فساد مچاتے تھے زمین میں اور نہیں اصلاح کرتے تھے۔ انہوں نے مشورہ کیا کہ صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی ٹانگیں کاٹنی ہیں اور پھر ٹکڑے ٹکڑے کر دینا ہے۔ پھر صالح علیہ السلام کو بھی اولاد سمیت ذبح کرنا ہے۔ اس کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔

فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا پس کہا ان کو اللہ تعالیٰ کے رسول صالح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی اونٹنی کا خیال رکھنا اس کو تکلیف نہیں پہنچانی اور اس کے جو پانی پینے کی باری ہے اسکے مطابق اس کو پانی پینے دینا۔ ایک دن تمہارا ہے اور ایک دن اس کا ہے۔

فَكَذَّبُوْهُ پس جھٹلایا ان لوگوں نے حضرت صالح علیہ السلام کو کہنے لگے آپ کون ہوتے ہیں باری مقرر کرنے والے؟ ہم آپ کی باری نہیں مانتے۔ اس طرح تو ہمارے جانور پیاسے رہ جاتے ہیں۔ فَعَقَرُوْهَا پس کاٹ دیں ان نو آدمیوں نے اونٹنی کی ٹانگیں جن کا سردار قدار بن ثعلب تھا۔ مرتے ہوئے اونٹنی بڑبڑائی تو حضرت صالح علیہ السلام روتے ہوئے گھر سے باہر تشریف لائے کہ اب قوم پر عذاب آنے والا ہے جو ٹلے گا نہیں فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا پس الٹ دیا ان پر ان کے رب نے عذاب ان کے گناہوں کی وجہ سے ہلاکت ڈال دی پھر برابر کر دیا سزا کو سب پر۔ کوئی شخص بھی اس عذاب سے نہ بچ سکا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے چیخ ماری کہ سب کے کلیجے پھٹ گئے اور اس کے ساتھ خوفناک زلزلہ بھی آیا۔

وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا اور نہیں ڈرتا اللہ تعالیٰ اس کے انجام سے۔ دنیا میں جتنی بھی کوئی مضبوط حکومت ہو جب وہ عوام کے خلاف کوئی قانون پاس کرتے ہیں تو خوف کرتے ہیں کہ لوگ احتجاج کریں گے، جلوس نکالیں گے، ہڑتال کریں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو کسی قوم کی تباہی پر کسی طرح کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اس کا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے انجام سے نہیں ڈرتا۔

سُوْرَۃُ اللَّیْلِ مَکِّیَّۃٌ

سورۂ لیل بھی مکی سورت ہے لیل کا مطلب ہے رات اور یہ اس سورت کی پہلی ہی آیت میں لفظ آ رہا ہے اور ترتیب قرآنی کے مطابق سورۂ لیل کا بانوے (۹۲) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس کا نو (۹) نمبر ہے یعنی سورۂ لیل سے پہلے آٹھ (۸) سورتیں نازل ہوئیں تھیں۔ سورۂ لیل کی آیات کی تعداد اکیس (۲۱) ہے اور ایک رکوع ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰی ۙ﴿۱﴾ وَالنَّہَارِ اِذَا تَجَلّٰی ۙ﴿۲﴾ وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ

قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے اور قسم ہے دن کی جب وہ روشن ہو جائے۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس نے نر پیدا کیا

وَالۡاُنۡثٰۤی ۙ﴿۳﴾ اِنَّ سَعۡیَکُمۡ لَشَتّٰی ؕ﴿۴﴾ فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰی وَاتَّقٰی ۙ﴿۵﴾

اور مادہ پیدا کیا بیشک تمہاری کوشش البتہ مختلف ہے۔ پس بہر حال وہ شخص جس نے مال دیا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرا۔ اور اس نے

وَصَدَّقَ بِالۡحُسۡنٰی ۙ﴿۶﴾ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلۡیُسۡرٰی ؕ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنۡۢ بَخِلَ وَاسۡتَغۡنٰی ۙ﴿۸﴾

تصدیق کی اچھی بات کی پس ہم آسان کر دیں گے اس کے لیے آسان دین اور بہر حال وہ شخص جس نے بخل کیا اور وہ بے پروا

وَکَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰی ۙ﴿۹﴾ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلۡعُسۡرٰی ؕ﴿۱۰﴾ وَمَا یُغۡنِیۡ عَنۡہُ مَالُہٗۤ اِذَا

رہا۔ اور جھٹلایا اس نے اچھی بات کو پس ہم آسان کر دیں گے اس کے لیے تنگ چیز۔ اور نہ کام آئے گا اس کے اس کا مال جب

تَرَدّٰی ؕ﴿۱۱﴾ اِنَّ عَلَیۡنَا لَلۡہُدٰی ﴿۫ۖ۱۲﴾ وَاِنَّ لَنَا لَلۡاٰخِرَۃَ وَالۡاُوۡلٰی ﴿۱۳﴾

وہ گرے گا دوزخ میں۔ بیشک ہمارے ذمہ ہے راہنمائی کرنا اور بیشک ہمارے لیے ہے البتہ آخرت اور دنیا، پس میں نے تم کو

فَاَنۡذَرۡتُکُمۡ نَارًا تَلَظّٰی ﴿ۚ۱۴﴾ لَا یَصۡلٰىہَاۤ اِلَّا الۡاَشۡقَی ﴿ۙ۱۵﴾ الَّذِیۡ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی ؕ﴿۱۶﴾

ڈرا دیا ہے آگ سے جو شعلے مارتی ہے نہیں داخل ہوگا اس آگ میں مگر جو بدبخت ہے وہ جس نے جھٹلایا اور اعراض کیا۔

وَسَیُجَنَّبُہَا الۡاَتۡقَی ﴿ۙ۱۷﴾ الَّذِیۡ یُؤۡتِیۡ مَالَہٗ یَتَزَکّٰی ﴿ۚ۱۸﴾ وَمَا لِاَحَدٍ

اور عن قریب بچایا جائے گا اس آگ سے جو بڑا پرہیزگار ہے جو دیتا ہے اپنا مال کہ نفس کو پاک کرے۔ اور نہیں ہے کسی کا اس

عِنۡدَہٗ مِنۡ نِّعۡمَۃٍ تُجۡزٰۤی ﴿ۙ۱۹﴾ اِلَّا ابۡتِغَآءَ وَجۡہِ رَبِّہِ الۡاَعۡلٰی ﴿ۚ۲۰﴾

کے ہاں کوئی احسان جس کا بدلہ دیا جائے۔ مگر چاہتے ہوئے اپنے رب کی رضا جو بلند و برتر ہے۔ اور عن قریب وہ

وَلَسَوۡفَ یَرۡضٰی ﴿۲۱﴾ ع ۱۷/۲۱

اس سے راضی ہو جائے گا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

فَسَنُیَسِّرُہٗ: ہم اسے آسانیاں دینگے، لِلۡعُسۡرٰی: تنگی کے لیے، تَرَدّٰی: وہ برباد ہوگا، تَلَظّٰی: بھڑکتی ہوئی،
سَیُجَنَّبُہَا: عنقریب اس سے دور رکھا جائے گا، اَلۡاَتۡقَی: بڑا پرہیزگار۔

ربط:

تفسیر سبق الغایات وغیرہ میں ہے کہ سورۂ شمس میں بھی دو طرح کے نفسوں کا ذکر فرمایا گیا تھا متقین اور نافرمان نفسوں کا اب اس سورۂ لیل میں بھی دو طرح کے گروہوں کا ذکر فرمایا جا رہا ہے یعنی فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰی وَاتَّقٰی یعنی پس بہر حال وہ شخص جس نے مال، یا تقویٰ اختیار کیا اور دوسرا گروہ وَاَمَّا مَنۡۢ بَخِلَ وَاسۡتَغۡنٰی یعنی اور بہر حال وہ شخص جس نے بخل کیا اور وہ بے پرواہ رہا مزید تفصیل آگے تفسیری نکات میں آ رہی ہے۔

تفسیری نکات: رات اور دن اور مرد و عورت کا تذکرہ:

وَالَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰی واو قسمیہ ہے۔ قسم ہے رات کی۔ جب وہ چھا جائے۔ جب رات کا اندھیرا چھا جائے تو تاریکی ہوتی ہے۔ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰی اور قسم ہے دن کی جب وہ روشن ہو جائے۔ دن جب روشن ہوتا ہے تو سفید، سیاہ غرض ہر رنگ کی ہر چیز اپنے اسی رنگ اور شکل و صورت پر نظر آتی ہے۔ رات کی تاریکی میں کچھ نظر نہیں آتا باوجود آنکھ کے صحیح ہونے کے۔ اور دن کو ہر چیز اپنی اصل شکل میں نظر آتی ہے۔ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالۡاُنۡثٰی اور قسم ہے اس ذات کی جس نے پیدا کیا نر کو اور مادہ کو۔ اللہ تعالیٰ نے مرد پیدا کیے، عورتیں پیدا کیں ہر قسم کی مخلوق میں نر و مادہ پیدا کیے اور ان کے ذریعے نسل انسانی کو بھی اور دیگر مخلوقات کی نسل کو چلایا اور جس وقت تک دنیا قائم رہے گی یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔

اِنَّ سَعۡیَكُمۡ لَشَتّٰی بیشک تمہاری کوشش البتہ مختلف ہے۔ جیسے دن رات میں فرق ہے، نر مادہ میں فرق ہے، اسی طرح تمہارے عملوں میں بھی فرق ہونا چاہیے۔ نیک عمل اور ہے، بد عمل اور ہے، شرک اور ہے، توحید اور ہے، سنت اور بدعت میں فرق ہے۔ حق اور ہے، باطل اور ہے، سچ اور ہے، جھوٹ اور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دن رات اور نر اور مادہ کے اختلاف کو پیش کر کے عمل کے اختلاف کی طرف راہ نمائی فرمائی ہے کہ عمل بھی مختلف ہے۔

اللہ سے ڈرنے والے اور اللہ کے نافرمان گروہوں کا بیان:

فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰی وَاتَّقٰی پس بہر حال وہ شخص جس نے دیا مال (اس آیت کا اول مصداق مفسرین کے نزدیک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر قیامت تک کے وہ لوگ بھی اس میں شامل ہیں۔ جنہوں نے زکوٰۃ ادا کی، فطرانہ دیا، عشر دیا۔ جو حقوق مالیہ ہیں حقوق اللہ ہیں یا حقوق العباد ہیں، ادا کیے، واتقی اور ڈرتا رہا اللہ تعالیٰ کی گرفت سے، اللہ تعالیٰ کے عذاب سے۔ وَصَدَّقَ بِالۡحُسۡنٰی اور اس نے تصدیق کی اچھی بات کی۔ کلمہ طیبہ کی، اسلام کی، شریعت کی قرآن کی، دین حق کی تصدیق کی۔ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلۡیُسۡرٰی پس ہم آسان کر دیں گے اس کے لیے آسان دین۔ یسریٰ سے مراد شریعت ہے۔ شریعت پر چلنا آسان کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ کا مکلف نہیں بنایا۔

وَاَمَّا مَنۡۢ بَخِلَ وَاسۡتَغۡنٰی اور بہر حال جس نے بخل کیا اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں جہاں خرچ کرنا تھا نہیں کیا یا جتنی مقدار میں خرچ کرنا تھا نہیں کیا۔ اور بے پرواہ رہا حق سے۔ وَكَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰی اور جھٹلایا اس نے اچھی بات

کو۔کلمہ توحید کو، اسلام کو، دین کو، حق کو جھٹلایا۔ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى پس ہم آسان کردیں گے اس کے لیے تنگ چیز کو ان آیات کے اولین مصداق مفسرین کے نزدیک ابوجہل، عاص بن وائل، امیہ بن خلف، نضر بن حارث وغیرہ ہیں۔ پھر قیامت تک کے تمام کافر اور مشرک اس گروہ میں شامل ہیں۔

وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى اور نہیں کفایت کرے گا اس کو اس کا مال۔ اس کے کام نہیں آئے گا جب وہ گرے گا دوزخ میں۔ تردی کا معنی ہے۔ بلندی سے نیچے گرنا۔ پل صراط دوزخ کے اوپر بچھا ہوا ہے۔ جونہی ایک قدم رکھ کر اٹھائے گا ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نیچے گر پڑے گا۔ پھر وہیں اس کے ٹکڑے جوڑ کر جہنم میں اسے دوبارہ انسان بنا کر کھڑا کردیا جائے گا۔ ہوش وحواس ٹھیک ہوں گے تکلیف محسوس کرے گا۔

اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى بیشک ہمارے ذمہ ہے راہنمائی کرنا۔ ہم نے عقل دی، پیغمبر بھیجے، کتابیں نازل فرمائیں، حق کی آواز بلند کرنے والے بھیجے، راہنمائی کے پورے اسباب مہیا کیے۔ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى اور بیشک ہمارے لیے ہے البتہ آخرت اور دنیا یعنی دنیا اور آخرت دونوں کے اللہ تعالیٰ مالک ہیں۔

اللہ نے اچھا اور برا سب کچھ واضح کردیا ہے:

فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى پس میں نے تم کو ڈرا دیا ہے آگ سے جو شعلے مارنے والی ہے لَا يَصْلٰىهَاۤ اِلَّا الْاَشْقَى نہیں داخل ہوگا اس آگ میں مگر جو بدبخت ہے۔ دوزخ میں بدبخت ہی جائے گا۔ الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى وہ جس نے جھٹلایا حق کو اور اعراض کیا عمل سے وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى اور عنقریب بچایا جائے گا اس بھڑکتی ہوئی آگ سے جو بڑا پرہیزگار ہے۔ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى جو دیتا ہے اپنا مال اللہ تعالیٰ کے راستے میں کہ پاک کرے اپنے نفس کو بخل سے، غریبوں کے حق سے۔ يَتَزَكّٰى سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں کہ جنہوں نے اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خوب خرچ کیا اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوجانے کا اعلان فرما رہے ہیں۔

وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤى اور نہیں ہے کسی کا اس کے ہاں احسان جس کا بدلہ دیا جائے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر کسی کا احسان نہیں تھا کہ جس کا وہ بدلہ دے رہے تھے اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى مگر چاہتے ہوئے اپنے رب کی رضا جو بلند و برتر ہے۔ انہوں نے اپنے ربّ اعلیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے سب کچھ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے وَلَسَوْفَ يَرْضٰى اور عنقریب اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوجائے گا۔

سُوْرَةُ الضُّحٰى مَكِّيَّةٌ

سورۂ ضحیٰ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ ضحیٰ کا معنی ہے چاشت کا وقت اور یہ لفظ اس سورت کی پہلی ہی آیت میں آرہا ہے ترتیب قرآنی کے مطابق اُس سورت کا ترانوے (۹۳) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا گیارہواں (۱۱) نمبر ہے یعنی اس سے قبل دس (۱۰) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس کی آیات کی تعداد گیارہ (۱۱) ہے اور ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالضُّحٰى ﴿1﴾ وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰى ﴿2﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ

قسم ہے چاشت کے وقت کی اور قسم ہے رات کی جب چھا جائے نہیں چھوڑا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب نے

وَمَا قَلٰى ﴿3﴾ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ﴿4﴾ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ

اور نہ ہی دشمنی کی ہے۔ اور البتہ آخرت بہتر ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے دنیا سے اور عن قریب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فَتَرْضٰى ﴿5﴾ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ﴿6﴾ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ﴿7﴾

کو دے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہو جائیں گے کیا نہیں پایا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یتیم پس اس نے ٹھکانا دیا

وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ﴿8﴾ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ﴿9﴾ وَاَمَّا

اور پایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بےخبر پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راہ نمائی کی اور پایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مفلس پس اس نے غنی کر دیا پس بہرحال یتیم

السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ﴿10﴾ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿11﴾ ع ۱۸

پر سختی نہ کر بہرحال سائل کو پس نہ جھڑکیے اور بہرحال اپنے رب کی نعمت کو پس بیان کریں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

سَجٰى: وہ قرار پکڑے، مَا وَدَّعَكَ: آپ کو نہیں چھوڑا، مَا قَلٰى: نہ دشمنی کی، يُعْطِيْكَ: آپ کو عطاء کرے گا، اَلَمْ يَجِدْكَ: کیا اس نے آپ کو نہیں پایا، وَجَدَكَ: آپ کو پایا، ضَآلًّا: بےخبر، عَآئِلًا: نادار، فَلَا تَقْهَرْ: پس آپ سختی نہ کریں، فَلَا تَنْهَرْ: پس آپ نہ جھڑکیے، فَحَدِّثْ: پس بیان کرتے رہیے۔

ربط:

سورۂ لیل میں فرمایا گیا تھا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل پیرا ہوتا ہے اللہ اُس سے راضی ہو جائے گا

وَلَسَوْفَ يَرْضٰى سورہ ضحیٰ میں اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے متعلق فرما رہا ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ اس قدر عالی مرتبت مقام عطاء فرمائے گا کہ آپ ﷺ راضی ہو جائیں گے وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى یہاں راضی ہونے سے مراد آپ ﷺ کے شایان شان جنت کے درجات ہیں۔

سورہ ضحیٰ کا شان نزول:

اس سورت کی شان نزول یہ ہے کہ یہود نے آنحضرت ﷺ سے تین چیزوں کا سوال کیا۔ ایک یہ پوچھا کہ روح کی حقیقت کیا ہے۔ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ یہ آپ ﷺ سے سوال کرتے ہیں روح کے بارے میں کہ روح کی حقیقت کیا ہے؟ دوسرا سوال تھا کہ اصحاب کہف کون لوگ تھے؟ تیسرا سوال تھا کہ ذوالقرنین کون بزرگ تھے؟ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں کل بتاؤں گا۔ زبان سے ان شاء اللہ کہنا بھول گئے اس بات کا تو کوئی مسلمان تصور بھی نہیں کرسکتا کہ اللہ تعالیٰ کے معصوم پیغمبر اللہ تعالیٰ سے بے پرواہوں۔ لیکن ظاہری طور پر زبان سے یہ الفاظ نہ کہہ سکے۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت اور قدرت کہ کل کا دن آیا تو یہودیوں نے آکر کہا کہ ہمارے سوالات کا جواب دو۔ آپ ﷺ نے فرمایا وحی نازل نہیں ہوئی۔ ایک دن گزرا، دو دن گزرے، تین دن گزرے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ فَتَاَخَّرَ الْوَحْيُ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا پندرہ دن وحی نازل نہ ہوئی۔ کفار ومشرکین مکہ اور یہودیوں نے طعن وتشنیع کے تیر چلانے شروع کر دیے، کس نے کوئی جملہ کسا کسی نے کچھ کہا۔ ابولہب کی بیوی جو آپ ﷺ کی چچی تھی اس نے آکر کہا کہ نعوذ باللہ وہ تیرا شیطان اب تیرے پاس نہیں آتا وہ تیرا پیچھا چھوڑ گیا ہے قد ترکك شیطانك بخاری شریف کی روایت ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے متعلق کہتی تھی وہ تجھے چھوڑ گیا ہے۔ عجیب قسم کا منظر تھا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کا آپ ﷺ کی شان بیان فرمانا:

وَالضُّحٰى قسم ہے چاشت کے وقت کی۔ واو قسمیہ ہے۔ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى اور قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے۔ یعنی جب اس کا اندھیرا چھا جائے مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى نہیں چھوڑا آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے رب نے اور نہ ہی دشمنی کی ہے آپ ﷺ کے رب نے۔

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى اور البتہ آخرت بہت بہتر ہے آپ ﷺ کے لیے دنیا سے۔ دنیا عارضی اور فانی شے ہے۔ جب کہ آخرت اور جنت کی زندگی ہمیشگی والی اور نہ ختم ہونے والی ہے۔

بعض مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم یہ معنی کرتے ہیں کہ اب تک جو احکام نازل ہوئے ہیں ان کے بعد جو احکام نازل ہوں گے وہ بہت بہتر ہوں گے۔ اس سورت کا گیارھواں نمبر ہے باقی جو ایک سو تین سورتیں نازل ہوں گی وہ بہت بہتر ہوں گی۔ ان میں بہت کچھ ہوگا وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى اور عن قریب آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ کو (وہ

کچھ) دے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سب سے بلند اور عظیم مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا۔ ختم نبوت کی مہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان لگائی۔ جنت میں سب سے عمدہ اور بہترین محل کہ جس کا نام وسیلہ ہے اس سے بڑھ کر کوئی محل نہیں ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیں گے۔ جس کے لیے ہم اذان کے بعد دعا کرتے ہیں اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوۃ القائمۃ ات محمدن الوسیلۃ. اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ کچھ عطا فرمائیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوجائیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بچپن سے ہی اللہ نے حفاظت فرمائی:

اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی کیا نہیں پایا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یتیم پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھکانا دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ابھی پیدائش بھی نہیں ہوئی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ وفات پا گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے والد کو نہیں دیکھا۔ ان کی وفات کے بعد دادا حضرت عبدالمطلب کی تربیت میں تھے چھ سال کی عمر میں مدینہ طیبہ سے جاتے ہوئے ابوا کے مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کا انتقال ہوا۔ کیوں کہ ان کا میکہ مدینہ طیبہ میں تھا۔ بنونجار خاندان میں، خادمہ ام ایمن رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو والدہ ماجدہ کی وفات کے بعد ساتھ لے کر واپس آئیں۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا نے کی۔ آٹھ سال کی عمر میں اور بعض روایات کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک بارہ سال تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جان حضرت عبدالمطلب نے اٹھاسی سال کی عمر میں وفات پائی اور دنیا سے رخصت ہو گئے۔ وفات سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابوطالب کے سپرد کیا۔

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰی اور پایا آپ کو بےخبر پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ نمائی کی۔ اکثر مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم یہی معنی کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شریعت کے احکام سے بےخبر پایا تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہنمائی کی۔

بعض مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچپن میں لوگوں کی بکریاں چراتے تھے۔ ایک دفعہ وہ بکریاں دور چلی گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بچے تھے راستہ بھول گئے پہاڑیاں تھیں خیال نہ رہا کدھر جانا ہے؟ رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر نہ آئے۔ دوسرا دن اور رات بھی گزر گئی، تیسرا دن اور رات بھی گزر گئی۔ سب کو پریشانی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذہن میں ڈالا کہ وہ پہاڑ ہمارے دائیں طرف ہوتا ہے اور یہ ہمارے بائیں طرف ہوتا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر پہنچا دیا۔

اس زمانے میں انسانوں کی آبادی کم ہوتی تھی جنگلات ہی جنگلات ہوتے تھے بھیڑیئے بکثرت تھے۔ یہ بھی گھر والوں کی پریشانی کا سبب تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی۔

اور تفسیر کمالین وغیرہ میں یہ واقعہ بھی لکھا ہے کہ ابوطالب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شام کے سفر میں ساتھ لے گئے۔ اس سفر

کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی ضرورت سے باہر نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قافلے سے دور ہو گئے۔ شیطان نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ پکڑا اور دور لے گیا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک بارہ سال تھی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر شیطان کو ایک تھپڑ مارا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رخ مبارک قافلے کی طرف پھیر دیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قافلے سے گم ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راہنمائی فرمائی۔ غرض آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت فرمائی گئی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکومت و دولت سے نوازا:

وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مالی لحاظ سے کمزور دیکھا تو دولت سے بھی نواز دیا اور مدینہ شریف آکر حکومت سے بھی نوازا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابو طالب غریب آدمی تھے لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شادی حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے ہوئی جو کہ مکہ معظمہ کی ایک نہایت شریف و عالی نسب، عفیفہ اور مالی لحاظ سے مستحکم خاتون تھیں تو عالم اسباب میں اللہ تعالیٰ نے مال و دولت کا سبب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرما دیا۔ اب آگے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب فرما کر دراصل اُمت کو احکامات دیے جا رہے ہیں۔

یتیم اور سائل کے ساتھ اچھا سلوک کا حکم:

فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ پس بہر حال یتیم پر پس قہر نہ کریں۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کر کے ہمیں سمجھایا گیا ہے کہ یتیم کے ساتھ زبردستی نہ کرنا۔ اور سورۃ النساء آیت نمبر ۱۰ میں ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا. بیشک وہ لوگ جو یتیموں کا مال زیادتی کے ساتھ کھاتے ہیں بیشک وہ لوگ اپنے پیٹوں میں آگ ڈال رہے ہیں۔ وہ لقمے نہیں کھا رہے وہ دوزخ کی آگ پیٹ میں ڈال رہے ہیں۔

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ اور بہر حال سائل کو نہ جھڑکیے۔ جو صحیح معنی میں سائل ہے اس کو نہ جھڑکو۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں ذرا تفصیل ہے کہ اگر کوئی آدمی واقعی پیشہ ور سائل نہیں ہے اور اچانک کسی مصیبت میں مبتلا ہو گیا ہے تو اس کی امداد کرو۔ لیکن اگر کسی نے مانگنے پر کمر باندھ لی ہے۔ مانگنا اپنا پیشہ بنا لیا ہے اس کو تنبیہ کرو۔

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اور بہر حال اپنے رب کی نعمت کو بیان کرو۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کا اظہار شکر ہے۔ ایک شخص میلے لباس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیرے پاس صابن نہیں ہے کہ کپڑے دھو لے۔ تیرے پاس کنگھی نہیں ہے کہ سر کے بالوں میں پھیر لے۔ ابو داود شریف کی روایت ہے کہنے لگا حضرت! میرے پاس اتنے غلام ہیں، اتنے اونٹ ہیں، اتنی بکریاں ہیں۔ میں بہت خوش حال شخص ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے یہ نعمتیں دی ہیں تو اس کا اثر تیرے بدن پر نظر آنا چاہیے۔

سُورَةُ الَمْ نَشْرَحْ مَكِّيَّةٌ

سورۃ اَلَمْ نَشْرَحْ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ اَلَمْ نَشْرَحْ کا لفظ اس سورت کی پہلی ہی آیت میں آ رہا ہے۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس سورت کا نمبر چورانوے (۹۴) ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا بارواں (۱۲) نمبر ہے یعنی یہ سورۃ ضحیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اس سورت کی آیات آٹھ (۸) ہیں اور ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝۱ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝۲

کیا نہیں ہم نے کھولا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ۔ اور ہم نے اتار دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بوجھ۔

الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝۳ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝۴

وہ جس نے بوجھل کر دیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمر کو۔ اور ہم نے بلند کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو۔

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝۵ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝۶ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝۷

بیشک تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔ بیشک تنگی کے ساتھ آسانی ہے پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوں تو محنت کریں۔

وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝۸ ع ۸/۱۹

اور اپنے رب کی طرف راغب ہو جائیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلَمْ نَشْرَحْ: کیا ہم نے نہیں کھولا، وَضَعْنَا: ہم نے اُتار دیا، اَنْقَضَ: بوجھل کر دیا، ظَهْرَكَ: آپ کی کمر، ذِكْرَكَ: آپ کا ذکر، فَرَغْتَ: آپ فارغ ہو جایا کریں، فَارْغَبْ: پس راغب ہو جائیں۔

ربط:

سورۃ ضحیٰ میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرمائے جانے والے احسانات وانعامات کا ذکر فرمایا تھا اب سورۃ الم نشرح میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرمائے جانے والے انعامات کا ذکر ہے۔

تفسیری نکات: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنی مرتبہ شرح صدر ہوا:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ کیا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ نہیں کھول دیا۔ اتنا بھاری کام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کیا اور ہمت دی کہ شرح صدر ہو گیا کہ ان شاء اللہ یہ کام کرنا ہے اور یہ ہو کر رہے گا۔ نہ توحید کا مسئلہ مشکل نظر آیا، نہ قیامت کا

بیان کرنا مشکل محسوس ہوا۔ کفار ومشرکین اور اہل کتاب کے جس قدر غلط اور گمراہ کن عقائد تھے اُن کا بہت بھرپور انداز میں رد کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ مبارک ایسا کھولا کہ نہ اُس میں جھوٹ تھا نہ حسد تھا نہ کوئی اور لالچ تھا اور نہ ہی کوئی خوف تھا۔

یہ شرح تو باطنی طور پر ہوا اور ظاہری طور پر بھی شرح صدر ہوا تفسیر عزیزی میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چار مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ مبارک شق کیا گیا۔

① ...... کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک جب تقریباً چار سال کی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی رضاعی والدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے۔ ان کی بیٹی شیماء رضی اللہ عنہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ساتھ تھے اور بھیڑ بکریاں چرا رہے تھے۔ گھر سے کچھ فاصلے پر تھے کہ دو آدمی سفید لباس میں آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لٹا کر چھاتی کو چاک کیا۔ یہ شق صدر ہوا۔ شیماء رضی اللہ عنہا دوڑتی ہوئی گئیں کہ امی جان! امی جان! بھائی کو کوئی مار گیا ہے۔ دو آدمی آئے ہیں انہوں نے بھائی کا پیٹ چاک کر دیا ہے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا آئیں تو وہاں کوئی آدمی نہ تھا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چھاتی دیکھی تو معمولی سا نشان تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پریشان تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سینے کے ساتھ لگایا تو اس وقت بچپن کے جو کھیل کود کی طرف دھیان اور میلان ہوتا ہے وہ مواد صاف کر دیا گیا۔

② ...... دوسری مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ چاک کیا گیا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جوان ہوئے اور جوانی میں جو طبعی خیالات ہوتے ہیں ان سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ پاک کر دیا گیا۔

③ ...... تیسری مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ چاک کیا گیا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار حرا کے سامنے جبلِ نور کی چوٹی پر تھے۔ اس وقت شق صدر اس لیے کیا گیا تا کہ سینے میں ایسی چیزیں رکھ دی جائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبوت ورسالت کا بوجھ برداشت کر سکیں۔

④ ...... چوتھی مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ چاک کیا گیا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کرایا گیا۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر تھے۔ تین فرشتے آئے ان میں ایک حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے چھت کھول کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے گئے اور حطیم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لٹایا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ مبارک چاک کیا گیا۔ اسے آب زمزم سے دھویا گیا۔ پھر سونے کا ایک طشت لایا گیا جس میں علم وحکمت تھی۔ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینے کو بھر دیا گیا۔

بوجھ اتارنے سے کیا مراد ہے؟

وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ اور ہم نے اتار دیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بوجھ۔ یعنی جو کام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھاری نظر آتا تھا ہم نے آسان کر دیا۔ عالم اسباب میں اس کی یہ صورت بنی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت سعد

رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ اور دیگر جانثار، مخلص اور جانباز ساتھی عطا فرمائے جو جان پر کھیل کر بھی حق کی آواز بلند کرنے والے تھے۔

الَّذِیٓ اَنۡقَضَ ظَهۡرَكَ جس نے بوجھل کر دیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت کو۔ وزنی چیز آدمی اٹھائے تو کمر کو تکلیف ہوتی ہے وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ اور ہم نے بلند کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو۔ کلمے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، اذان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللّٰهِ. التحیات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے چاہے فرض نماز ہو یا واجب ہو، سنت ہو یا نفل ہو، جمعہ ہو یا عید ہو۔ کوئی ایسی نماز نہیں ہے جس میں التحیات اور درود شریف نہ پڑھا جائے۔ اسی طرح خطبہ میں بھی چاہے جمعہ کا ہو یا عید کا ہو یا نکاح کا ہو اس میں باقاعدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک شامل ہے۔

ایک تنگی کے بعد آسانی کا دو مرتبہ بیان:

فَاِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ يُسۡرًا پس بیشک تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ضابطہ بیان فرمایا ہے کہ ہمیشہ تکلیف نہیں رہتی تکلیف کے بعد راحت بھی آتی ہے اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ يُسۡرًا بیشک تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔ عربی گرائمر کا ضابطہ ہے کہ جس لفظ پر الف لام آئے اس کو معرفہ کہتے ہیں اور جس اسم پر الف لام نہ ہو نکرہ ہوتا ہے۔ العسر معرفہ ہے اور یسر نکرہ ہے۔ دوسرا ضابطہ یہ ہے کہ معرفہ دوبارہ آئے تو بھی پہلا ہی ہوتا ہے اور نکرہ دوبارہ آئے تو دوسرا ہوتا ہے۔ اب مطلب یہ بنے گا کہ تنگی ایک ہوگی آسانیاں دو ہوں گی۔ فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوں تو محنت کریں۔ اکثر مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم اس کا یہ مفہوم بیان فرماتے ہیں کہ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوں تو دعا کریں۔ احادیث میں جن اوقات میں دعاؤں کے قبول ہونے کا ذکر ہے ان میں سے ایک بعد الصلاۃ المکتوبہ ہے کہ فرض نماز کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارۡغَبۡ اور اپنے رب کی طرف راغب ہو جائیں یہی سمجھ کر کہ وہی خالق، مالک، رازق ہے۔ وہی حاجت روا اور مشکل کشا ہے۔

سُوۡرَةُ التِّيۡنِ مَكِّيَّةٌ

سورۂ تین مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ تین کا مطلب ہے انجیر اور یہ اس سورت کی پہلی آیت میں ہی لفظ آرہا ہے۔ ترتیب قرآنی کے اعتبار سے اس سورت کا پچانوے (۹۵) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا اٹھائیس (۲۸) نمبر ہے یعنی اس سے قبل ستائیس (۲۷) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ سورۂ تین کی آٹھ (۸) آیات ہیں اور ایک رکوع ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالتِّیۡنِ وَالزَّیۡتُوۡنِ ﴿۱﴾ وَطُوۡرِ سِیۡنِیۡنَ ﴿۲﴾ وَھٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِیۡنِ ﴿۳﴾ لَقَدۡ خَلَقۡنَا

قسم ہے انجیر کی اور قسم ہے زیتون کی اور قسم ہے طور سینا کی اور قسم ہے اس امن والے شہر کی البتہ تحقیق ہم نے پیدا کیا

الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ ﴿۴﴾ ثُمَّ رَدَدۡنٰہُ اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ ﴿۵﴾ اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا

انسان کو اچھی ترکیب میں۔ پھر ہم نے لوٹا یا اس کو نیچوں سے نیچے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل کیے اچھے پس ان کے لیے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَھُمۡ اَجۡرٌ غَیۡرُ مَمۡنُوۡنٍ ﴿۶﴾ فَمَا یُکَذِّبُکَ بَعۡدُ بِالدِّیۡنِ ﴿۷﴾

اجر ہے نہ ختم ہونے والا۔ (پس اے انسان) کون سی چیز جھٹلانے پر مجبور کرتی ہے تجھے یہ سننے کے بعد بدلے کے دن کو۔

اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِاَحۡکَمِ الۡحٰکِمِیۡنَ ﴿۸﴾ ع ۲۰

کیا نہیں ہے اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے اچھا حاکم۔

مشکل الفاظ کے معانی:

وَالتِّیۡنِ: انجیر کی قسم، سِیۡنِیۡنَ: طور سینا پہاڑ، سٰفِلِیۡنَ: پستی کی حالت والے، انتہائی نیچے، فَمَا یُکَذِّبُکَ: پس کون سی چیز تجھے جھٹلانے پر مجبور کرتی ہے۔

ربط:

سورۃ اَلَمۡ نَشۡرَحۡ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شرح صدر کا ذکر فرمایا گیا ہے اور اس سورت میں اس مقام کا تذکرہ کیا جارہا ہے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شرح صدر ہوا اور وہ ہے مکہ مکرمہ اور ھٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِیۡنِ اور یہاں اللہ تعالیٰ اس امن والے شہر کی قسم کھا رہے ہیں۔

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ کا انجیر، زیتون، طور سینا اور مکہ معظمہ کی قسمیں کھانا:

وَالتِّیۡنِ قسم ہے انجیر کی۔ وَالزَّیۡتُوۡنِ اور قسم ہے زیتون کی۔ وَطُوۡرِ سِیۡنِیۡنَ اور قسم ہے طور سینا کی۔ طور وہ پہاڑ ہے جس پر بارہا حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے۔ قرآن میں سِیۡنِیۡنَ بھی آیا ہے اور سینا بھی آیا ہے دونوں ایک ہی جگہ کے نام ہیں۔ جب دجال کا خروج ہوگا تو وہ چار مقامات پر نہیں جاسکے گا۔ ① مکہ مکرمہ، ② مدینہ منورہ، ③ بیت المقدس والا پہاڑ کوہ صہیون، ④ کوہ طور۔

وَھٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِیۡنِ اور قسم ہے اس امن والے شہر کی۔ مراد مکہ مکرمہ ہے۔ مکہ مکرمہ جاہلیت اور کفر کے زمانے میں بھی امن کا شہر تھا۔ کافر، مشرک لوگ بھی حرم میں نہیں لڑتے تھے۔

چار چیزوں کی قسم کھا کر اب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

انسان اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ بھی ہے اور اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ بھی ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ البتہ تحقیق ہم نے پیدا کیا انسان کو اچھی ترکیب میں۔ انسان کا بدن دیکھو! اور جانوروں کا بدن دیکھو! انسان کو جیسی قد و قامت اور وضع قطع اللہ تعالیٰ نے دی ہے وہ مخلوق میں اور کسی کو نہیں دی۔ قد دیکھو، ہاتھ پاؤں دیکھو، آنکھیں دیکھو، سوچنے کے لیے دل دیا، سمجھنے کے لیے دماغ دیا، بہت کچھ دیا ہے۔ اچھی ترکیب اور اچھی صورت میں انسان کو پیدا فرمایا۔ ساری کائنات میں انسان اشرف المخلوقات ہے۔

ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ پھر ہم نے لوٹایا اس کو نیچوں سے نیچے۔ انسان انسان رہے تو بڑی بلند مخلوق ہے لیکن جب انسانیت کے درجے سے گر جاتا ہے تو شر البریۃ ہو جاتا ہے۔

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل کیے اچھے۔ ان کے درجے بلند ہوں گے پس ان کے لیے اجر ہوگا نہ ختم ہونے والا۔ یہ لوگ احسن تقویم ہیں۔

فَمَا یُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّیْنِ پس اے انسان کون سی چیز جھٹلانے پر مجبور کرتی ہے تجھے یہ سننے کے بعد کہ ہم نے انسان کو اچھی ترکیب میں پیدا کیا ہے حساب کے دن کو، بدلے کے دن کو جھٹلاتے ہو اور کہتے ہو کہ قیامت نہیں آئے گی۔ جو رب پیدا کر سکتا ہے وہ دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا ہے؟ انسان کیوں کہتا ہے قیامت نہیں آئے گی اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِیْنَ کیا نہیں ہے اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے اچھا حاکم، حق والا، عدل والا، انصاف والا حاکم نہیں ہے؟ پس یہ اللہ کے احکامات کا انکار کرنے والے، سرکشی کرنے والے، جھٹلانے والے اسفل سافلین ہیں کہ انسانیت کے درجے سے گر گئے اپنے معبود حقیقی کے ناشکرے ہو گئے۔

سُوْرَةُ الْعَلَقِ مَكِّيَّةٌ

سورۂ علق مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ علق کا معنی ہے خون کا لوتھڑا اور یہ لفظ اس سورت کی دوسری آیت میں آرہا ہے۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس سورت کا نمبر چھیانوے (۹۶) ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق یہ سب سے پہلی سورت ہے جو آپ ﷺ پر غار حرا میں نازل ہوئی۔ سورۂ علق کی اُنیس (۱۹) آیات ہیں اور ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝۱ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝۲

آپ ﷺ پڑھیں اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا، اس نے پیدا کیا انسان کو خون کے لوتھڑے سے

اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ﴿3﴾ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴿4﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب بڑے کرم والا ہے جس نے تعلیم دی قلم کے ذریعے۔ سکھایا انسان کو وہ کچھ جو وہ

لَمْ یَعْلَمْ ﴿5﴾ كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤی ﴿6﴾ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی ﴿7﴾ اِنَّ اِلٰی رَبِّكَ

نہیں جانتا تھا خبردار بیشک انسان البتہ سرکشی کرتا ہے کہ وہ دیکھتا ہے اپنے آپ کو بے پروا۔ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی

الرُّجْعٰی ﴿8﴾ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی ﴿9﴾ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ﴿10﴾

طرف لوٹنا ہے۔ کیا دیکھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو جو منع کرتا ہے بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بتلائیں

اَرَءَیْتَ اِنْ كَانَ عَلَی الْهُدٰۤی ﴿11﴾ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰی ﴿12﴾ اَرَءَیْتَ اِنْ كَذَّبَ

اگر ہے وہ (نماز پڑھنے والا) ہدایت پر یا وہ حکم دیتا ہے پرہیز گاری کا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بتلائیں اگر (وہ روکنے والا) جھٹلاتا ہے

وَتَوَلّٰی ﴿13﴾ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی ﴿14﴾ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ ۙ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِیَةِ ﴿15﴾

اور اعراض کرتا ہے کیا وہ نہیں جانتا کہ بیشک اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے۔ خبردار اگر یہ باز نہ آیا البتہ ہم گھسیٹیں گے پیشانی سے پکڑ کر

نَاصِیَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ﴿16﴾ فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗ ﴿17﴾ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ ﴿18﴾

جو پیشانی جھوٹی اور خطا کار ہے پس وہ بلائے اپنی مجلس والوں کو ہم بلائیں گے پیدل سیاست کرنے والے فرشتوں کو،

ع ١٩ ٢١ كَلَّا ؕ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴿19﴾

خبردار آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اطاعت نہ کریں اور سجدہ کریں اور قریب ہو جائیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

عَلَقٍ: خون کا لوتھڑا، اَلْاَكْرَمُ: بڑا کریم، الرُّجْعٰی: لوٹنا، لَنَسْفَعًا: ہم ضرور گھسیٹیں گے، نَادِیَهٗ: اس کی مجلس والے، اَلزَّبَانِیَةَ: دوزخ کے فرشتے پوچھ گچھ کرنے والا سخت عملہ، لَا تُطِعْهُ: آپ اس کا کہنا نہ مانیے، وَاقْتَرِبْ: وہ قرب حاصل کرتے رہے۔

ربط:

سورۂ تین میں بلد امین یعنی مکہ معظمہ کا ذکر فرمایا گیا تھا اب اسی بلد امین کے ایک پہاڑ کی غار یعنی غار حرا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن پاک نازل کیا گیا اور سب سے پہلے ہی آیت میں بتا دیا گیا کہ انسان کی تخلیق میری ہے۔

سورۂ علق کا شان نزول:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت ملنے سے پہلے غار حرا بیٹھ کر اللہ اللہ کرتے تھے۔ یہ غار حرا جبل نور کی چوٹی پر آج بھی اصلی شکل میں موجود ہے۔ پہلی کتابوں میں جبل نور کا نام فاران تھا۔ یہ کافی دشوار گزار پہاڑ ہے۔ اس پر چڑھنا کافی مشکل

ہے۔ ہمت والے لوگ چڑھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجوریں، پانی کی صراحی، ستو اور خشک روٹی وغیرہ جو بھی خوراک اس وقت میسر ہوتی تھی ساتھ لے کر کئی کئی دن اور راتیں وہاں عبادت کیا کرتے تھے۔ سب پیغمبر پیدائشی طور پر موحد ہوتے ہیں۔ ایک لمحے کے لیے بھی شرک کے قریب نہیں جاتے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام جبل نور کی اس غار میں انسانی شکل میں تشریف لائے۔ ان کے ہاتھ میں ایک ریشمی کپڑا تھا اس پر کچھ لکھا ہوا تھا۔ وہ ٹکڑا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کیا اور کہا اقرا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سینے کے ساتھ لگا کر زور سے دبایا اور کہا اقرا پڑھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ تیسری مرتبہ پھر جبرئیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سینے کے ساتھ لگایا اور کہا اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ پڑھیں اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا، سے لے کر مَا لَمْ یَعْلَمْ تک، اس طرح یہ پہلی وحی نازل ہوئی ہے۔

ایک شبہ اور اس کا جواب:

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ چھوٹے بچے کو قاعدہ پڑھاؤ اور کہو پڑھ بسم اللہ! تو وہ ساتھ ساتھ پڑھتا ہے۔ جو کہتے جاؤ گے وہ ساتھ ساتھ پڑھتا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک چالیس سال کی تھی اور ذہن بھی کامل اور صاف تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ پڑھنے میں کیا دشواری تھی؟ اور فرمایا کہ مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں؟

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سمجھا کہ کپڑے پر جو الفاظ لکھے ہوئے ہیں اس کے متعلق مجھے فرما رہے ہیں کہ پڑھو۔ تو فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ بعد میں حقیقت کھلی کہ وہ کپڑا تو جبرئیل اپنی یاد داشت کے لیے لائے تھے پڑھانا تو زبانی تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ورقہ بن نوفل کے پاس جانا:

جس وقت یہ پہلی وحی نازل ہوئی ہے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کو پندرہ سال گزر چکے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت گھر تشریف لائے تو بڑے گھبرائے ہوئے تھے۔ فرمایا زملونی زملونی مجھے کمبل اوڑھا دو، مجھے کمبل اوڑھا دو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کمبل اوڑھایا گیا۔ فرمایا مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ میری جان نکل جائے گی۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بڑے حوصلے والی بیوی تھیں۔ کہنے لگیں اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ضائع نہیں کرے گا اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچ بولتے ہیں، غریبوں سے ہمدردی کرتے ہیں، غریبوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں، اچھے کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ضائع نہیں کرے گا۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ تھے یہ پہلے مشرک تھے پھر عیسائی ہو گئے۔ لوگوں کو انجیل عربی اور عبرانی زبان میں لکھ کر دیتے تھے اور لکھوائی لے کر اپنا وقت گزارتے تھے۔ اس وقت وہ نابینا ہو چکے تھے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے پاس لے گئیں اور کہا کہ اپنے بھتیجے سے سنو! یہ کیا سناتے ہیں؟ آپ

ﷺ نے فرمایا کہ میں جبل نور کی چوٹی پر غار حرا میں تھا میرے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہ اقراء پڑھو! میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اُس نے مجھے سینے کے ساتھ لگا کر زور سے دبایا اور کہا کہ پڑھو! میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ تین دفعہ اس نے مجھے سینے کے ساتھ لگا کر دبایا۔ پھر وہ پڑھتا گیا میں بھی اس کے ساتھ ساتھ پڑھتا گیا۔

ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ نے کہا ذلك الناموس الذی. یہ وہ فرشتہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہوں جس وقت لوگ آپ ﷺ کو یہاں مکہ سے نکالیں گے تو میں آپ ﷺ کی مدد کروں۔ بخاری شریف کی روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا مجھے لوگ یہاں سے نکالیں گے؟ انہوں نے کہا ہاں! جو بات آپ ﷺ نے کہی ہے وہ جس پیغمبر نے بھی کہی ہے اُس پر اس کی قوم کی طرف سے مخالفت اور سختی ہوئی ہے۔

تفسیری نکات: پہلی وحی میں اللہ کا انسانوں کو پیغام:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ پڑھ اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اس نے پیدا کیا انسان کو لوتھڑے سے۔ منی کے قطرے کو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے خون کا لوتھڑا بنا دیتا ہے پھر وہ سخت ہو کر بوٹی بن جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے انسانی ڈھانچہ تیار ہو جاتا ہے، ہاتھ پاؤں وغیرہ۔ پھر چار ماہ بعد اللہ تعالیٰ اس کے بدن میں روح پھونک دیتے ہیں۔ پانچ ماہ بچہ بغیر سانس لیے ماں کے پیٹ میں پرورش پاتا ہے مرتا نہیں۔

اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ آپ پڑھیں اور آپ ﷺ کا رب بڑے کرم والا ہے، بڑی مہربانی کرنے والا ہے۔ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ جس نے تعلیم دی قلم کے ذریعے۔ قلم کے ذریعے نشر و اشاعت ہوتی ہے اور علم پھیلتا ہے عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ سکھایا انسان کو وہ کچھ جو وہ نہیں جانتا تھا۔ ان چیزوں کی تعلیم دی جن کا اس کو علم ہی نہیں تھا۔ دنیا کا علم حاصل ہوا، آخرت کا بھی علم حاصل ہوا۔

مکہ کے سرداروں کو اللہ تعالیٰ کی تنبیہ:

جس وقت آنحضرت ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا، اظہارِ نبوت کیا تو سب سے پہلے ابو جہل مقابلے میں آیا۔ یہ بڑا اکھڑ مزاج اور ضدی آدمی تھا۔ یہ مکہ مکرمہ کا ابو الحکم یعنی چیف جسٹس تھا۔ اس نے سمجھا کہ لوگ اگر آپ ﷺ کے ساتھ ہو گئے تو میری سرداری خطرے میں پڑ جائے گی تو اُس نے آپ ﷺ مخالفت شروع کر دی۔ كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤی میں انسان سے مراد ابو جہل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں خبردار بیشک انسان یعنی ابو جہل البتہ سرکشی کرتا ہے، نافرمانی پر تلا ہوا ہے، اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی کیونکہ وہ اپنے آپ کو مستغنی سمجھتا ہے، بے پرواہ دیکھتا ہے اپنے آپ کو، ابو جہل مالی اعتبار سے مکہ مکرمہ میں دوسرے نمبر کا مالدار تھا۔ پہلا نمبر ولید بن مغیرہ کا تھا۔

فرمایا اے انسان! اِنَّ اِلٰی رَبِّكَ الرُّجْعٰی بیشک تجھے اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے۔ قیامت کو نہ بھولنا اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے۔ دنیا میں کتنی دیر زندہ رہو گے؟ دنیا کے آرام و آسائش کتنی استعمال کر لو گے؟ کتنا عرصہ سرکشی اور

نافرمانی کروگے؟ ایک دن اللہ تعالیٰ کے پاس جانا ہے اور مجھ سے پوچھ گچھ ہونی ہے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے کا خوف رکھنے والا اول تو وہ گناہ ہی نہیں کرے گا۔ اگر بہ مقتضائے بشریت ہو گیا تو اصرار نہیں کرے گا فوراً توبہ کرے گا۔ اور وہ آدمی جو موت، قبر، آخرت سے بے فکر ہے اس کی زندگی حیوانوں والی ہے، جو چاہے کرتا پھرے آخرت میں رسوا ہوگا۔

اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يَنْهٰى کیا دیکھا ہے آپ نے اس شخص کو یعنی ابوجہل کو وہ روکتا ہے عَبْدًا اِذَا صَلّٰى بندے کو یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب وہ نماز پڑھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے وہ منع کرتا تھا۔

اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰى آپ صلی اللہ علیہ وسلم بتلائیں کہ اگر وہ نماز پڑھنے والا بندہ ہدایت پر ہو اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى یا وہ پرہیزگاری کا حکم کرتا ہو۔ وہ اچھے کام کرتا ہے اس لیے یہ منع کرتا ہے اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى کیا دیکھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر وہ روکنے والا حق کو جھٹلاتا ہے اور اعراض کرتا ہے حق سے اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى کیا وہ نہیں جانتا کہ بیشک اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے اس سرکش کی تمام حرکات کو۔ یہ جو روکنے والا ہے، بدکردار ابوجہل عمرو بن ہشام، اس کو علم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور دیکھ رہا ہے جو کچھ یہ کر رہا ہے۔

كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ خبردار البتہ اگر وہ روکنے والا باز نہ آیا البتہ ہم گھسیٹیں گے پیشانی سے پکڑ کر یعنی پیشانی کے بالوں کو پکڑ کر نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ جو پیشانی جھوٹی اور خطاکار ہے۔ یعنی ہمارے فرشتے آئیں گے بالوں سے پکڑ کر اسے کھینچیں گے یہ کون ہوتا ہے ہمارے بندے کو نماز سے روکنے والا۔

ابوجہل یہ بھی کہتا تھا کہ میری مجلس تو آدمیوں سے بھری ہوتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کتنے آدمی ہیں۔ یہ خباب، بلال، عمار، صہیب رضی اللہ عنہم جیسے غریب اور مسکین لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں جن پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فخر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کا جواب دیتے ہیں فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ پس وہ بلائے اپنی مجلس والوں کو۔ جس مجلس اور محفل پر گھمنڈ کرتا ہے بلائے ان کو سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ہم بلائیں گے پیدل سیاست کرنے والے فرشتوں کو۔ دراصل زَبَانِيَة اس عملے کو کہتے ہیں جو سختی کے ساتھ مجرم سے جرم کا اقرار کرائے۔ جیسے پولیس والے کہ مار مار کر مجرم سے جرم کا اقرار کرواتے ہیں۔

كَلَّا ؕ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کافر کی اطاعت نہ کریں نماز سے نہ رکیں۔ جتنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جی چاہتا ہے ڈٹ کر نماز پڑھیں۔ وَاسْجُدْ اور سجدہ کریں اپنے رب کے سامنے۔ اور قرب حاصل کریں اپنے رب کا۔ اس کافر کے کہنے میں نہ آنا۔

سُوْرَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ القدر مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ قدر سے مراد لیلۃ القدر ہے اور اس کا ذکر ہی اس سورۃ مبارکہ میں فرمایا جارہا ہے۔ ترتیب قرآنی کے لحاظ سے اس سورت کا ستانوے (۹۷) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس سورت کا پچیس

(۲۵) نمبر ہے یعنی اس سے پہلے چوبیس (۲۴) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ سورۃ القدر کی آیات کی تعداد پانچ (۵) ہے اور ایک رکوع ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ ﴿۱﴾ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ ﴿۲﴾ لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ

بیشک ہم نے اتارا اس قرآن پاک کو لیلۃ القدر میں اور آپ ﷺ کو کس نے بتلایا وہ قدر والی رات کیا ہے وہ قدر والی رات

خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ﴿۳﴾ تَنَزَّلُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَٱلرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ﴿۴﴾

ہزار مہینے سے زیادہ بہتر ہے اترتے ہیں فرشتے اور روح اس میں اپنے رب کے اذن سے ہر معاملے میں

سَلَٰمٌ هِىَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ ٱلْفَجْرِ ﴿۵﴾

سلامتی ہوتی ہے اس رات فجر کے طلوع ہونے تک۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْقَدْرِ: شب قدر، مَطْلَعِ: طلوع۔

ربط:

سورۃ العلق میں قرآن کی پہلی وحی کا بیان تھا یعنی اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ اب آگے پورے قرآن کے نزول کا ذکر ہو رہا ہے۔

تفسیری نکات: قرآن کا لوح محفوظ سے بیت العزت میں نزول:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ بیشک ہم نے نازل کیا ہے اس قرآن پاک کو لیلۃ القدر میں۔ لیلۃ القدر میں سارے قرآن پاک کے نازل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ لوح محفوظ سے آسمان دنیا میں ایک مقام ہے جس کا نام بیت العزت ہے اور اس کو بیت العظمت بھی کہتے ہیں، اُس بیت العزت تک پورا قرآن ایک ہی رات یعنی لیلۃ القدر میں نازل فرمایا گیا۔ بیت العزت سے آنحضرت ﷺ کی ذات اطہر پر تیئس سال میں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ اور آپ ﷺ کو کس نے بتلایا کہ وہ تعظیم والی رات کیا ہے، احترام والی رات کیا ہے؟ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ وہ تعظیم والی رات بہتر ہے ہزار مہینے سے۔ اللہ تعالیٰ نے ہزار مہینے کی راتوں سے نہیں فرمایا۔ اگر صرف راتیں مراد ہوتیں تو فرماتے خیر من لیالی الف شہر مہینے فرمایا تو اس میں دن بھی آتے ہیں اور راتیں بھی آتی ہیں۔ ایک طرف ہزار مہینوں کے دنوں کی عبادت، راتوں کی عبادت اور ایک طرف لیلۃ القدر کی ایک رات کی عبادت، یہ ان سے بہتر ہے۔

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا اترتے ہیں فرشتے اور روح اس میں۔ روح سے مراد روح القدس حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام اترتے ہیں فی کبکبة من الملئکة فرشتوں کے جمگھٹے میں۔ اور جہاں کہیں کوئی نماز پڑھ رہا ہوتا ہے سلام کرتے ہیں، رحمت بکھیرتے چلے جاتے ہیں۔ آن واحد میں وہ سارے جہان میں گھوم جاتے ہیں۔

شب قدر رمضان کی کون سی رات میں ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لیلۃ القدر کی فضلیت جب سنائی گئی۔ تو بخاری شریف میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یکم رمضان سے دس رمضان تک اعتکاف میں رہے۔ کوئی اشارہ نہ ہوا جب دس راتیں پوری کر چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اشارہ ہوا کہ جس رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تلاش کرتے ہیں وہ آگے ہے تعین کے ساتھ پھر بھی نہیں بتایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے بیسویں تک اعتکاف کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی تھے اشارہ ہوا التی تطلبه امامك جس رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تلاش کررہے ہیں وہ آگے ہے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ رمضان کی آخری دس راتوں میں اس کو تلاش کریں۔

اس سے معلوم ہوا کہ شب قدر رمضان کے آخری دس راتوں میں ہے اور فرمایا کہ رمضان کی آخری دس راتوں میں سے جو طاق ہیں ان میں تلاش کرو ان طاق راتوں میں جس نے عبادت کی تو یقین جانے کہ اس کو لیلۃ القدر مل جائیگی۔ باقی یہ روایات کہ اس دن پانی دودھ بن جاتا ہے درخت سجدوں میں گر پڑتے ہیں یہ ہوتا ہے وہ ہوتا ہے" کلهم من الخرافات" ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ اگر وجدانی کیفیت قائم ہو تو کوئی انکار نہیں۔

وجدانی کیفیت کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ آدمی اپنے نفس میں کچھ شوق و ذوق پائے۔ مثلاً میں بھوکا ہوں تو میری بھوک آپ کو تو نہیں محسوس ہوئی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تحقیق یہ ہے کہ یہ بدلتی رہتی ہے کسی رمضان میں ۲۳ کو ہوتی ہے کسی رمضان میں ۲۵ کو ہوتی ہے کسی میں ۲۹ رمضان کو ہوتی ہے۔

تو فرمایا فرشتے اترتے ہیں اور روح القدس علیہ السلام اترتے ہیں بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ اپنے رب کے اذن اور اجازت اور حکم سے اور ہر معاملے میں سلامتی ہوتی ہے، ہر قسم کی سلامتی کا حکم ہوتا ہے اس رات سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ فجر کے طلوع ہونے تک۔ غروب آفتاب سے لے کر طلوع فجر تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اس میں کوئی تلاوت کرے، نماز پڑھے، صدقہ خیرات کرے، جو بھی نیکی کرے گا اس رات کا ثواب حاصل ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس رات کی عبادت ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

سُورَۃُ الْبَیِّنَۃِ مَدَنِیَّۃٌ

سورۂ بینہ مدنی سورت ہے یعنی مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ بینہ کا مطلب ہے واضح اور بین دلیل۔ یہ لفظ اس سورت کی پہلی آیت میں ہی آ رہا ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''الاتقان فی علوم القرآن'' میں اس کا نام لَمْ یَکُنْ بھی تحریر فرمایا ہے۔ نیز علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بھی لکھ رہے ہیں کہ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اپنے مصحف میں اس کا نام سورۂ اہل کتاب لکھا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مزید ناموں میں سورۃ ''القیامۃ''۔ سورۃ ''البریہ'' اور سورۃ ''الانفکاک'' بھی تحریر کیے ہیں۔ ترتیب قرآنی کے لحاظ سے اس سورت کا اٹھانوے (۹۸) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے لحاظ سے اس سورت کا سوواں (۱۰۰) نمبر ہیں یعنی اس سے پہلے ننانوے (۹۹) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس سورت کی آٹھ (۸) آیات ہیں اور ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

لَمْ یَكُنِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِیْنَ مُنْفَكِّیْنَ حَتّٰى تَاْتِیَهُمُ

نہیں تھے وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا اہل کتاب میں سے اور مشرکین میں سے باز آنے والے یہاں تک کہ آ جائے ان

الْبَیِّنَةُ ﴿۱﴾ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ یَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ﴿۲﴾ فِیْهَا كُتُبٌ

کے پاس واضح دلیل۔ (وہ بینہ) اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پڑھتے ہیں پاکیزہ صحیفے ان میں لکھی ہوئی ہیں

قَیِّمَةٌ ﴿۳﴾ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنَةُ ﴿۴﴾

کتابیں مضبوط۔ اور نہیں پھوٹ ڈالی ان لوگوں نے جن کو دی گئی کتاب مگر بعد اس کے آ گئی ان کے پاس واضح دلیل۔

وَمَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۙ۬ حُنَفَآءَ

اور نہیں حکم دیا گیا ان کو مگر یہ عبادت کریں اللہ تعالیٰ کی خالص کرنے والے ہوں اس کے لیے دین کو، یک سو ہونے والے ہیں

وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِیْنُ الْقَیِّمَةِ ﴿۵﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ

اور قائم کریں نماز، اور ادا کریں زکوٰۃ اور یہی دین مضبوط ہے۔ بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا اہل کتاب میں سے

الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِیْنَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ ﴿۶﴾

اور مشرکوں میں سے جہنم کی آگ میں ہوں گے ہمیشہ رہیں گے اس دوزخ میں، یہ لوگ ساری مخلوق میں سے بدتر ہیں۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِکَ ہُمۡ خَیۡرُ الۡبَرِیَّۃِ ؕ﴿۷﴾ جَزَآؤُہُمۡ

بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل کیے اچھے یہ لوگ ساری مخلوق میں سے بہتر ہیں۔ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں رہنے

عِنۡدَ رَبِّہِمۡ جَنّٰتُ عَدۡنٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَاۤ اَبَدًا ؕ

کے باغات ہیں جاری ہیں ان کے نیچے نہریں، رہیں گے ان میں ہمیشہ ہمیشہ، راضی ہوچکا اللہ تعالیٰ ان سے

رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ ؕ ذٰلِکَ لِمَنۡ خَشِیَ رَبَّہٗ ﴿۸﴾ ع ۲۲

اور وہ راضی ہوچکے اللہ تعالیٰ سے، یہ اس شخص کے لیے ہے جو ڈرتا ہے اپنے رب سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

مُنۡفَکِّیۡنَ: باز آنے والے، مَا تَفَرَّقَ: نہیں مختلف ہوئے، الۡقَیِّمَۃِ: درست، الۡبَرِیَّۃِ: خلائق، مخلوق۔

ربط:

سورۃ القدر میں فرمایا گیا تھا اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ بے شک ہم نے قرآن کو لیلۃ القدر میں نازل فرمایا ہے اب اس سورت میں فرماتے ہیں کہ قرآن بھی بڑی عظمت و مرتبے والی چیز ہے اور جس ذات اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ قرآن نازل ہوا ہے وہ بھی بہت عظمت و مرتبے والے ہیں۔

تفسیری نکات: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری دنیا کے لیے نبی ورسول ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرزمین عرب میں پیغمبر بن کر مبعوث ہوئے تو سرزمین عرب اور اس کے گردونواح میں ہر مذہب اور خیال کے لوگ آباد تھے۔مکہ کے گردونواح میں مشرکین مکہ تھے جو بتوں کی پوجا کرتے تھے۔مدینہ میں یہود آباد تھے جو اپنی آسمانی کتاب تورات میں تحریف وتبدل کر چکے تھے عیسائی بھی اپنی کتاب انجیل کو پس پشت ڈال چکے تھے۔گویا پوری دنیا کفر وشرک، بدعات، رسومات، قتل اولاد، زنا کاریوں، چوریوں، ڈاکہ زنی اور عورتوں اور غلاموں پر ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی ایسے بگڑے ہوئے خراب ماحول میں لوگوں کے عقیدے درست کرنا اور اُن کی اخلاقی تربیت کرنا انتہائی دشوار تھا۔اگر اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی عظیم شخصیت کو مبعوث نہ فرماتے اور قرآن جیسی عظیم کتاب کو نازل نہ فرماتے تو دنیا کا ان رزائل اور برائیوں اور گناہوں کی دلدل سے نکلنا بہت مشکل تھا۔

لَمۡ یَکُنِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ وَالۡمُشۡرِکِیۡنَ نہیں تھے وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا یہودیوں اور عیسائیوں میں اور مشرکوں میں سے۔قریش عرب جو اپنے آپ کو موحد سمجھتے تھے مگر تھے مشرک۔نہیں تھے یہ سارے مُنۡفَکِّیۡنَ باز آنے والے، اپنی برائی سے جدا ہونے والے۔حَتّٰی تَاۡتِیَہُمُ الۡبَیِّنَۃُ یہاں تک کہ آئے ان کے پاس واضح دلیل وہ بینہ کیا ہے؟ رَسُوۡلٌ مِّنَ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ایسے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تمام رسولوں

کے امام اور ساری کائنات سے افضل۔ تب ہی ان کافروں اور مشرکوں نے اپنی عادت کو چھوڑنا تھا۔ بیماریاں سخت اور پیچیدہ تھیں ماہر حکیم کی ضرورت تھی۔ ان کفر اور شرک کی بیماریوں میں مبتلا مریضوں کے لیے نسخہ کیا ہے؟ یَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً پڑھتے ہیں پاکیزہ صحیفے۔ ایسے مضمون جو بڑے پاکیزہ ہیں۔ قرآن پاک کی ہر سورت ایک صحیفہ ہے۔ فِیْهَا كُتُبٌ قَیِّمَةٌ ان میں لکھی ہوئی باتیں بڑی قیمتی ہیں، مضبوط ہیں۔ پیغمبر ﷺ سب سے اعلیٰ اور نسخہ بھی سب سے بہترین۔

وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنَةُ اور نہیں پھوٹ ڈالی ان لوگوں نے جن کو دی گئی کتاب مگر بعد اس کے کہ آ گئی ان کے پاس واضح دلیل۔ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ نے محض اپنی ذاتی انا کی وجہ سے تفرقہ ڈالا اور آپ ﷺ اور قرآن کی مخالفت کی ورنہ قرآن پہلی آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور آپ ﷺ کی بھی بنیادی تعلیمات یعنی توحید، رسالت، قیامت، مر کر دوبارہ زندہ ہونا وغیرہ سب وہی تعلیمات تھیں جو سابقہ انبیاء علیہم السلام کی تھیں۔

یہود و نصاریٰ اپنے مذہبی مولویوں کی باتوں کو ہی دین سمجھتے تھے:

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۙ اور نہیں حکم دیا گیا ان کو مگر یہ کہ عبادت کریں اللہ تعالیٰ کی خالص کرتے ہوئے اس کے لیے دین کو۔ ان کو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم تھا مگر انہوں نے اپنے مولویوں اور پیروں کو رب بنا لیا تھا۔ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ (توبہ:۳۱) بنا لیا انہوں نے اپنے مولویوں اور پیروں کو رب، اللہ تعالیٰ کے سوا اور مسیح ابن مریم علیہ السلام کو۔ مولویوں اور پیروں کی بات کو آسمانی دلیل کے بغیر صحیح سمجھ لیتے تھے اور عیسیٰ علیہ السلام اور عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دے لیا تھا۔ حالانکہ ان کے دین میں تو صاف طور پر حکم تھا حُنَفَآءَ کہ تمام غلط راستوں کو چھوڑ کر توحید کے راستے پر چل پڑے وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ اور قائم کریں نماز۔ لیکن ان لوگوں نے کیا کیا؟ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ. (مریم:۵۹) ضائع کر دی انہوں نے نماز اور خواہشات کی پیروی کی۔

وَیُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِیْنُ الْقَیِّمَةِ اور زکوٰۃ ادا کریں یہ بھی ان اہل کتاب یعنی یہودیوں اور نصاریٰ کو حکم تھا اور یہی سیدھا دین ہے۔ اس کے بعد فرمایا نافرمانوں کا نتیجہ بھی سن لو! اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِیْنَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا اہل کتاب میں سے، یہود و نصاریٰ میں سے، سب کے سب جہنم کی آگ میں ہوں گے پھر جہنم میں جانے کے بعد ہمیشہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ یہ لوگ ساری مخلوق میں سے بدتر ہیں۔ کتا، بلی، خنزیر، چوہا وغیرہ جن سے لوگ نفرت کرتے ہیں یہ ان سے بھی بدتر ہیں۔

اللہ کے دین پر عمل کرنے والوں کے انعامات:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل کیے

اچھے یہ لوگ ساری مخلوق میں سے بہتر ہیں۔ ان کے لیے بدلہ کیا ہوگا؟ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں جَنّٰتُ عَدْنٍ رہنے کے باغات ہیں۔ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ جاری ہیں ان باغوں کے نیچے نہریں رہیں گے ان میں ہمیشہ ہمیشہ۔ الہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے جو بہتر ہوں گے وہ ان باغوں میں رہیں گے۔ جو سعادت مند ایک دفعہ داخل ہو گیا پھر اس کے نکلنے کا وہاں سے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو چکا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو چکے۔ دنیا میں اخلاقی لحاظ سے سندیں دی جاتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی رضا سے بڑی کوئی سند نہیں ہے۔ یہ وعدہ کن لوگوں سے ہے؟ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ یہ اس شخص کے لیے جو ڈرتا ہے اپنے رب سے۔

سُوْرَةُ الزِّلْزَالِ مَدَنِيَّةٌ

سورۃ الزلزال مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ زلزال کا لفظ اس سورت کی پہلی ہی آیت میں آ رہا ہے زلزال کا معنی ہے ''ہلانا'' اور یہ قیامت کے زلزلے کا بیان ہے۔ ترتیب قرآنی کے لحاظ سے اس کا ننانوے (۹۹) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا ترانوے (۹۳) نمبر ہے یعنی اس سے قبل بانوے (۹۲) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ سورۂ زلزال کی آٹھ (۸) آیات ہیں اور ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ﴿۱﴾ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ﴿۲﴾ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا

جب ہلا دی جائے گی زمین اس کا ہلایا جانا۔ اور نکال دے گی زمین اپنے بوجھ اور کہے گا انسان اس کو کیا ہو گیا ہے

لَهَا ﴿۳﴾ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ﴿۴﴾ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ﴿۵﴾ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ

اس دن بیان کرے گی زمین اپنی خبریں، اس لیے کہ بیشک تیرے رب نے اس کو حکم دیا ہے۔ اس دن لوٹیں گے لوگ گروہ

اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ﴿۶﴾ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ﴿۷﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ

گروہ ہو کر تاکہ دکھائے جائیں ان کو ان کے اعمال۔ پس جس نے عمل کیا ذرہ برابر نیکی کا دیکھ لے گا اس کو اور جس نے عمل کیا

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴿۸﴾ ع ۲۲

ذرہ برابر برائی کا دیکھ لے گا اس کو۔

مشکل الفاظ کے معانی:

زُلْزِلَتِ: ہلائی جائے گی، زِلْزَالَهَا: اس کا ہلایا جانا، اَخْرَجَتِ: نکال دے گی، اَثْقَالَهَا: اپنے بوجھ، تُحَدِّثُ: بیان کرنے لگے گی، اَخْبَارَهَا: اپنی خبریں، يَصْدُرُ: لوٹیں گے، لِيُرَوْا: تاکہ دکھائے جائیں انہیں۔

ربط:

تفسیر بیان القرآن اور تفسیر سبق الغایات میں یہ ربط لکھا ہے کہ سورۂ بینہ کے آخر میں جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ تھا یعنی ان کا بدلہ ان کے ربّ کے یہاں یہ ہوگا اب اس سورت میں اس بدلے والے دن کا ذکر کرتے ہیں کہ وہ بدلے والا دن کون سا ہوگا؟ وہ بدلے کا دن قیامت کا دن ہے اس سورت میں قیامت کا ذکر ہے۔

تفسیری نکات: قیامت کے زلزلے کا بیان:

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا جب ہلا دی جائے گی زمین اس کا ہلایا جانا۔ جس وقت زمین پر زلزلہ طاری کر دیا جائے گا اس کا زلزلہ۔ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا اور نکال دے گی زمین اپنے بوجھ۔ زلزلہ طاری ہوگا اور حضرت اسرافیل علیہ السلام بگل پھونکیں گے۔ ساری دنیا تباہ ہو جائے گی۔ چالیس سال بعد دوبارہ پھر بگل پھونکیں گے تو سارے اپنی قبروں میں سے اور جہاں کہیں بھی کوئی ہوگا نکل پڑیں گے۔ زمین پہلے زلزلے سے پہلے اپنے سارے بوجھ نکال دے گی۔

مسلم شریف میں روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وقت آئے گا زمین اپنے دفینے اور خزانے باہر نکال دے گی۔ سونے کے پہاڑ نکلیں گے، چاندی کے پہاڑ نکلیں گے، پٹرول، ڈیزل، سوئی گیس زمین سے نکل آئیں گی۔

وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا اور کہے گا انسان حیرت سے اس کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ سب کچھ اگل رہی ہے۔ پہلی دفعہ بگل پھونکنے سے ہر شے فنا ہو جائے گی۔ پھر دوسری دفعہ اسرافیل علیہ السلام بگل پھونکیں گے تو سارے انسان دوبارہ زندہ ہو جائیں گے۔ چاہے وہ قبروں میں ہیں، چاہے درندے کھا گئے، چاہے مچھلیوں کے پیٹ میں ہیں، چاہے جل کر راکھ بن گئے ہیں۔

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا اس دن زمین بیان کرے گی اپنی خبریں کہ اے پروردگار! اس مرد نے، اس عورت نے مجھ پر یہ کام کیا تھا۔ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے اس کو حکم دیا ہے۔ اسی طرح یہ ہاتھ پاؤں جو آج ہمارے ساتھ نہیں بولتے قیامت والے دن بولیں گے۔ بدن کا ایک ایک عضو بولے گا۔

يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اس دن لوٹیں گے لوگ اللہ تعالیٰ کی عدالت سے۔ اَشْتَاتًا گروہوں کی شکل میں اللہ تعالیٰ کی عدالت سے لوٹیں گے۔ کوئی جنت کی طرف جائے گا اور کوئی دوزخ کی طرف۔ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ تاکہ دکھائے جائیں ان کو ان کے اعمال یعنی ان کے اعمال کا جو نتیجہ ہے وہ انہیں دکھایا جائے۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ پس جس نے عمل کیا ذرہ برابر۔ نیکی کا، اس کو دیکھ لے گا۔ عربی زبان میں ذرہ کے دو معنی آئے ہیں۔ ایک سرخ رنگ کی جو چھوٹی سی چیونٹی ہوتی ہے اس کو ذرہ کہتے ہیں۔ عربی جس کسی شے کی قلت کو

بیان کرتے تھے تو کہتے تھے کہ اس چیونٹی سے بھی چھوٹی ہے۔ دوسرا معنی: ہوا میں جو چھوٹے چھوٹے ذرے اڑتے ہیں روشنی میں روشن دان سے نظر آتے ہیں ان کو ذرہ کہتے ہیں۔ مراد اس سے مقدار شے ہے۔ تو جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی قیامت والے دن اس کو دیکھ لے گا وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ اور جس نے عمل کیا ذرہ برابر برائی کا دیکھ لے گا اس کو۔

سُوۡرَةُ الۡعٰدِيٰتِ مَكِّيَّةٌ

سورۂ عادیات مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ عادیات کا لفظ اس سورت کی پہلی ہی آیت میں آرہا ہے اور اس کا معنی ہے دوڑنے والے گھوڑے۔ ترتیب قرآنی کے لحاظ سے اس سورت کا سواں (۱۰۰) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا چودواں (۱۴) نمبر ہے یعنی اس سے قبل تیرہ (۱۳) سورتیں نازل ہوئیں تھیں۔ اس کی آیات کی تعداد گیارہ (۱۱) ہے اور ایک رکوع ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالۡعٰدِيٰتِ ضَبۡحًا ﴿1﴾ فَالۡمُوۡرِيٰتِ قَدۡحًا ﴿2﴾ فَالۡمُغِيۡرٰتِ صُبۡحًا ﴿3﴾

قسم ہے ان گھوڑوں کی جو دوڑتے ہیں ہانپتے ہوئے پھر آگ سلگانے والوں کی ٹاپ مار کر۔ پھر ان کی جو غارت ڈالنے والے

فَاَثَرۡنَ بِهٖ نَقۡعًا ﴿4﴾ فَوَسَطۡنَ بِهٖ جَمۡعًا ﴿5﴾ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ

ہیں صبح کے وقت۔ پھر وہ اڑاتے ہیں اس میں گردوغبار پس گھس جاتے ہیں گردوغبار کے ساتھ جماعت میں۔ بیشک انسان

لِرَبِّهٖ لَكَنُوۡدٌ ﴿6﴾ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيۡدٌ ﴿7﴾ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الۡخَيۡرِ لَشَدِيۡدٌ ﴿8﴾

اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے اور بیشک وہ اس پر البتہ گواہ ہے۔ اور بیشک وہ مال کی محبت میں البتہ بہت سخت ہے۔

اَفَلَا يَعۡلَمُ اِذَا بُعۡثِرَ مَا فِى الۡقُبُوۡرِ ﴿9﴾ وَحُصِّلَ مَا فِى الصُّدُوۡرِ ﴿10﴾

کیا پس انسان نہیں جانتا جب کریدا جائے گا ان کو جو قبروں میں پڑے ہوئے ہیں اور ظاہر کر دیا جائے گا جو کچھ سینوں میں ہے

اِنَّ رَبَّهُمۡ بِهِمۡ يَوۡمَئِذٍ لَّخَبِيۡرٌ ﴿11﴾ ع ۱۱ ۲۵

بیشک ان کا رب ان کے بارے میں اس دن خبر رکھنے والا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلۡعٰدِيٰتِ: دوڑنے والے گھوڑے، ضَبۡحًا: ہانپ کر، فَالۡمُوۡرِيٰتِ: آگ سلگانے والے، قَدۡحًا: ٹاپ مار کر،

فَالْمُغِيْرٰتِ: حملہ کرنے والے، صُبْحًا: صبح کے وقت، فَاَثَرْنَ: وہ اڑاتے ہیں، نَقْعًا: غبار، لَكَنُوْدٌ: بڑا ناشکرا، بُعْثِرَ: زندہ کیا جائے گا، حُصِّلَ: ظاہر ہوجائے گا۔

ربط:

سورۃ الزلزال میں تھا کہ جس نے ذرہ برابر بھی اچھا کام کیا وہ اُسے قیامت والے دن دیکھ لے گا اور اسی طرح جس نے ذرہ برابر بھی بُرا کام کیا وہ اُس کو دیکھ لے گا اب اس سورۃ میں فرماتے ہیں کہ انسانوں کی زیادہ تعداد نافرمان ہے۔ پہلے گزر چکا ہے وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔

تفسیری نکات: انسانی نفسیات وعادات کا بیان:

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا میں واؤ قسمیہ ہے۔ قسم ہے ان گھوڑوں کی جو دوڑتے ہیں ہانپتے ہوئے۔ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا پھر آگ سلگانے والوں کی ٹاپ مار کر۔ عموماً گھوڑوں کے پاؤں کے نیچے نعل لگے ہوتے ہیں۔ گھوڑے دوڑیں اور ان کے پاؤں پتھر پر لگیں تو چنگاریاں نکلتی ہیں۔ ان گھوڑوں کی اللہ تعالیٰ نے قسم اٹھائی ہے۔ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا پھر ان کی جو غارت ڈالنے والے ہیں صبح کے وقت۔ اس زمانے میں عموماً حملے صبح کے وقت ہوتے تھے۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دشمن پر صبح کے وقت حملہ کرتے تھے۔

فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا پھر وہ اڑاتے ہیں اس میں گردوغبار۔ بعض حضرات بِهٖ کی ضمیر لوٹاتے ہیں صبح کی طرف۔ تو اس وقت معنی ہوگا وہ گھوڑے صبح کے وقت گردوغبار اڑاتے ہیں۔ رات کو عموماً اوس، شبنم پڑتی ہے اس کی وجہ سے صبح کو گردوغبار کم اڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان گھوڑوں کی تعریف فرمائی ہے کہ وہ اتنے تیز دوڑتے ہیں کہ صبح کے وقت بھی وہ گردوغبار اڑاتے ہیں۔ اور بعض حضرات ضمیر قَدْحًا کی طرف لوٹاتے ہیں۔ تو پھر معنی ہوگا تیز چلنے کی وجہ سے گردوغبار اڑاتے ہیں۔

فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا۔ بِهٖ کی ضمیر لوٹ رہی ہے نَقْعًا کی طرف۔ معنی ہوگا پس وہ گھس جاتے ہیں دشمن کی جماعت میں گردوغبار کے ساتھ۔ ان گھوڑوں کی قسم ہے آگے جواب قسم ہے اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ بیشک انسان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے گھوڑوں کی قسم کیوں کھائی؟

یہاں یہ سوال ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنگ میں استعمال ہونے والے گھوڑوں کی حالت زار بیان فرما کر قسم کیوں کھائی کہ انسان بڑا ہی ناشکرا ہے۔

تو تفسیر روح المعانی وغیرہ میں ہے کہ انسان گھوڑے کا عارضی مالک ہے اس کا خالق نہیں گھوڑے کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اس کیلئے گھاس اور پانی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اس کے سانس لینے کیلئے ہوا اللہ تعالیٰ نے پیدا کی صرف انسان اس کا عارضی آقا ہے پھر بھی گھوڑا کتنا وفادار ہے کہ تیروں کی بارش میں خوفناک لڑائی میں اپنے مالک کے حکم سے دشمن کی صفوں

میں گھستا ہے انکار اور نافرمانی نہیں کرتا لیکن انسان جس کو اللہ نے پیدا کیا اس کی خوراک وغیرہ سب کچھ اللہ تعالیٰ پیدا کیا وہ اپنے خالق اور مالک حقیقی کا حکم نہیں مانتا اور نافرمان ہے اور انسان اس پر گواہ بھی ہے۔ مانتا بھی ہے۔ لیکن اس کے دل میں دنیا کی محبت رچی بسی ہوئی ہے۔

وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ اور بیشک وہ اس پر گواہ ہے۔ شریف آدمی تو زبان قال سے کہہ دیتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکرادا نہیں کرسکا۔ اگر کوئی زبان قال سے نہیں کہتا تو زبان حال بتارہی ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کیا۔ بعض حضرات ہٗ ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ لوٹاتے ہیں۔ تو پھر معنی ہوگا کہ بیشک اللہ تعالیٰ اس کی ناشکری پر گواہ ہے۔ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ اور بیشک وہ مال کی محبت میں بہت سخت ہے۔ انسان مال کا بڑا عاشق ہے۔

اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ کیا پس نہیں جانتا انسان جب کریدا جائے گا، نکال دیا جائے گا جو قبروں میں ہے۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام بگل پھونکیں گے سارے قبروں سے نکل آئیں گے وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ اور ظاہر کردیا جائے گا جو کچھ سینوں میں ہے۔ دل کے جھوٹے سچے راز سب نکل آئیں گے۔

اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ بیشک ان کا رب ان کے بارے میں اس دن خبر رکھنے والا ہوگا۔ یعنی نتیجہ سامنے آجائے گا۔ آج بھی اللہ تعالیٰ خبردار ہے مگر آج کی خبر کا پورا نتیجہ سامنے نہیں آتا۔ اس دن اللہ تعالیٰ سب انسانوں کی خبریں یعنی اعمال وافعال کھول دے گا اور پھر اُس کا نتیجہ بھی ظاہر ہوجائے گا۔

سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ القارعہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ اس کے نام کا معنی ''کھٹکھٹا دینے والی'' اور یہ القارعہ کا لفظ اس سورت کی پہلی ہی آیت میں آرہا ہے دراصل یہ بھی قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے جس طرح قیامت، آخرت، الطامہ، آزفہ، غاشیہ اور الحاقہ بھی قیامت کے نام ہیں۔ ترتیب قرآنی کے لحاظ سے اس سورت کا نمبر ایکسو ایک (۱۰۱) ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس سورت کا تیس (۳۰) نمبر ہے یعنی اس سے پہلے اُنتیس (۲۹) سورتیں نازل ہوچکی تھیں۔ اس سورت کی آیات کی تعداد گیارہ (۱۱) ہے اور ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلْقَارِعَةُ ﴿۱﴾ مَا الْقَارِعَةُ ﴿۲﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ﴿۳﴾ يَوْمَ يَكُوْنُ

کھٹکھٹا دینے والی کیا ہے کھٹکھٹا دینے والی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے بتلایا کیا ہے کھٹکھٹا دینے والی، جس دن ہوجائیں گے

النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۝۴ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝۵ فَاَمَّا مَنْ

لوگ بکھرے ہوئے پتنگوں کی طرح، اور ہوجائیں گے پہاڑ (رنگ برنگ کی) دھنی ہوئی روئی کی طرح۔ پس بہرحال وہ جس

ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝۶ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝۷ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝۸ فَاُمُّهٗ

کے اعمال بھاری ہوں گے پس وہ پسندیدہ عیش میں ہوگا۔ اور بہرحال وہ جس کے اعمال ہلکے ہوں گے پس اس کا ٹھکانا

هَاوِيَةٌ ۝۹ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝۱۰ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝۱۱ ع

دوزخ ہوگا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے بتلایا کیا ہے وہ ہاویہ آگ ہے بھڑکتی ہوئی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

كَالْفَرَاشِ: پتنگوں کی طرح، الْمَبْثُوْثِ: بکھرے ہوئے، الْمَنْفُوْشِ: دھنکی ہوئی، هَاوِيَةٌ: ہاویہ، هِيَهْ: وہ۔

ربط:

سورۂ عادیات میں فرمایا گیا تھا اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ جو قبروں میں سے نکالا جائے گا۔ اب اُسی قیامت کا ذکر ہے اور انسانوں کا احوال بتایا جارہا ہے کہ جب انسان قبروں سے اٹھائے جائیں گے تو پتنگوں اور کیڑے مکوڑوں کی طرح بکھرے ہوئے ہوں گے اور پھر اُن کو میدان حشر میں جمع کیا جائے گا۔

تفسیری نکات: قیامت کا احوال قرآن کی زبانی:

اَلْقَارِعَةُ کھڑکھڑانے والی مَا الْقَارِعَةُ کیا ہے کھڑکھڑانے والی وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے بتلایا کہ کیا ہے کھڑکھڑانے والی؟ یعنی لازمی طور پر یہ مستقبل کی خبر اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کیوں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں بتلا سکتا ہے ایک دھماکہ تو اس وقت ہوگا جب دنیا فنا ہوگی پہاڑ، پہاڑ سے، درخت، درخت سے، دیوار، دیوار سے ٹیلے ٹیلے سے ٹکرائیں گے، پھر دوسری مرتبہ بگل پھونکی جائے گی، ساری کائنات میدان محشر میں جمع ہوجائیں گی۔ اس وقت کیا حال ہوگا؟ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ جس دن ہوجائیں گے لوگ بکھرے ہوئے پتنگوں کی طرح۔ جیسے پروانے یا کیڑے مکوڑے بکھرے ہوتے ہیں۔

وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ اور ہوجائیں گے پہاڑ دھنی ہوئی روئی کی طرح۔ وہ بلند و بالا پہاڑ کہ ان پر چڑھنے سے بعض دفعہ جان چلی جاتی ہے دھنی ہوئی روئی کی طرح اڑتے پھر رہے ہوں گے۔ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ پس بہرحال وہ جس کے اعمال بھاری ہوں گے۔ میزان عمل میں اُس کے نیک اعمال بھاری ہوجائیں گے اور نیکی والا پلڑا جھک جائے گا۔ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ پس وہ پسندیدہ عیش میں ہوگا، مزے کررہا ہوگا وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ اور بہرحال وہ جس کے اعمال ہلکے ہوں گے۔ میزان عمل میں اس کے نیک اعمال ہلکے ہوں گے اور گناہوں والا پلڑا جھک جائے گا۔ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ پس اس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَاهِيَهْ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے بتلایا کہ وہ ہاویہ کیا ہے نَارٌ حَامِيَةٌ آگ ہے بھڑکنے والی۔ یہ دنیا کی آگ ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ دوزخ کی آگ تو اس دنیاوی آگ سے اُنہتر گنا زیادہ تیز ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو محفوظ رکھے اور اپنے فضل سے میزان عمل پر۔ پل صراط پر ہر مسلمان کی حفاظت فرمائے۔ آمین

سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ التکاثر مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ تکاثر کا لفظ اس سورت کی پہلی ہی آیت میں آرہا ہے اس کا معانی ہے ''کثرت''۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس کا ایکسو دو (۱۰۲) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس کا سولہ (۱۶) نمبر ہے یعنی اس سے پہلے پندرہ (۱۵) سورتیں نازل ہوئی تھیں۔ سورۂ تکاثر کی آٹھ (۸) آیات ہے اور ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۝1 حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝2 كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝3 ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ

غافل کر دیا تمہیں کثرت نے یہاں تک کہ تم نے زیارت کی قبروں کی خبردار عن قریب تم جان لوگے پھر خبردار عن قریب

تَعْلَمُوْنَ ۝4 كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝5 لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝6 ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ

تم جان لوگے خبردار اگر تم جان لو یقینی طور پر جاننا البتہ ضرور دیکھو گے تم دوزخ کو پھر البتہ تم دیکھو گے اس کو یقین کی آنکھ سے۔

الْيَقِيْنِ ۝7 ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝8 ع ۲۷

پھر البتہ پوچھا جائے گا تم سے اس دن نعمتوں کے بارے میں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْهٰىكُمُ: تمہیں غافل رکھا، زُرْتُمُ: تم پہنچ گئے، اَلْمَقَابِرَ: قبریں، لَتَرَوُنَّ: تم ضرور دیکھو گے، لَتَرَوُنَّهَا: تم ضرور اسے دیکھو گے۔

ربط:

سورۃ القارعہ میں ذکر فرمایا گیا تھا کہ قیامت والے دن بعض خوش قسمت ایسے ہوں گے جن کے میزان عمل میں جب اعمال کا وزن ہوگا تو ان کی نیکیاں وزنی ہوں گی اور کچھ ایسے بدنصیب ہوں گے جن کے اعمال میزان عمل میں ہلکے اور بے قدر ہوں گے اب اس سورت میں انہی لوگوں کا ذکر ہے جن کے اعمال ہلکے ہوں گے۔

تفسیری نکات: کثرت مال کی تباہ کاریاں:

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ غافل کردیا تمہیں اللہ تعالیٰ کی بندگی سے، عبادت سے اور اطاعت سے کثرت نے۔ کوئی کہتا ہے میرے پاس مال زیادہ ہے، کوئی کہتا ہے میرے پاس اولاد زیادہ ہے، کوئی کہتا ہے میری پارٹی بڑی ہے، کوئی کہتا ہے میرے پاس کارخانے زیادہ ہیں۔ یہ کثرت کا اظہار تمہیں لے ڈوبا ہے۔ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ یہاں تک کہ تم نے قبروں کی زیارت کرلی۔ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ کی دو تفسیریں بیان کی گئی ہیں۔

۞ ①......تم کو تکاثر نے غافل رکھا کوئی کہتا ہے میری اولاد زیادہ، کوئی کہتا ہے میرا مال زیادہ میری دکانیں زیادہ تیری دکانیں کم بس میری اور تیری میں لگے رہے۔

یہاں تک کہ تم نے مقابر جو مقبرہ کی جمع ہے اُن کی زیارت کی یعنی مرنے کے وقت تک تم اس چیز میں لگے رہے یہاں تک کہ تمہیں موت آئی اور موت نے تم کو قبروں میں پہنچا دیا۔

۞ ②......دوسرا مطلب یہ بیان کرتے ہیں جو کہ تفسیر کمالین، تفسیر جمل وغیرہ میں ہے کہ مکہ مکرمہ میں دو خاندان رہتے تھے ایک خاندان کا نام بنوسہم اور دوسرے کا عبد مناف تھے ان کا آپس میں اختلاف ہوا ایک نے کہا کہ ہم زیادہ ہیں دوسرے نے کہا کہ ہم زیادہ ہیں فیصلہ ہوا کہ مردم شماری کرو مردم شماری کے بعد پتہ چلے گا مردم شماری کی تو بنوسہم کے لوگ کم نکلے ان کو بڑی پریشانی ہوئی کہ ہم مقابلہ میں ہار گئے تو کہنے لگے کہ قبروں کو بھی گنو جب قبروں کو گنا تو بنوسہم کی قبریں زیادہ تھی۔

اس آیت میں فرمایا کہ تم مردم شماری کیلئے مردوں کو بھی گنتے ہو اس مردم شماری نے تمہیں اتنا غافل کر رکھا ہے۔

كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ خبردار عن قریب تم جان لوگے۔ آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے جنت بھی سامنے، دوزخ بھی سامنے۔ دنیا کا سارا نشہ اتر جائے گا۔ آج ہم دنیا کے نشے میں ہیں۔ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ پھر خبردار عنقریب تم جان لو گے كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ خبردار اگر تم جان لو یقینی طور پر جاننا لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ البتہ تم ضرور دیکھو گے دوزخ کو، آگ کے شعلوں کو۔ وہ آگ جو دنیا کی آگ سے انہتر گنا تیز ہے ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ پھر البتہ تم ضرور دیکھو گے اس کو یقین کی آنکھ سے۔

علم کی تین اقسام:

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''معارف لدنیہ'' میں فرماتے ہیں کہ علم کی تین اقسام یا درجے ہیں:

① علم یقین، ② علم عین الیقین، ③ علم حق الیقین۔

①: علم یقین اسے کہتے ہیں کہ سچا آدمی کوئی بات کہے مثلاً ایک آدمی نے کہا کہ آگ جلا دیتی ہے اور آپ نے آگ کو جلاتے ہوئے دیکھا نہیں لیکن بتانے والے کی سچائی کا آپ کو علم ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا۔ تو یہ علم الیقین ہے۔ کہ جس طرح اس نے کہا ہے ایسا ہی ہے۔

②: علم عین الیقین یہ ہے کہ آپ آگ کو جلاتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ وہ چیزیں جلا رہی ہے۔ اور آپ چیزوں کو جلتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ تو یہ علم عین الیقین ہے۔

③: علم حق الیقین یہ ہے کہ آپ کے بدن کا کوئی حصہ آگ میں جل جائے۔ اور اس وقت جو تکلیف اور جو احساسات ہوں وہ آپ کے دل، دماغ، آنکھ غرض جسم کے ہر حصے کو محسوس ہوں تو علم حق الیقین اس سے آگے علم کا کوئی مرتبہ نہیں ہے۔

فرمایا تمہیں یہ ساری باتیں حق الیقین کے طور پر حاصل ہو جائیں گی کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ حق ہے۔ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِيْمِ پھر تم سے البتہ پوچھا جائے گا اس دن نعمتوں کے بارے میں۔ اللہ تعالیٰ نے وجود دیا، کان دیئے، آنکھیں دیں، دل دیا، ہاتھ پاؤں دیئے، صحت دی۔ ان کے بارے میں سوال ہوگا کہ ان کو کہاں خرچ کیا، ان سے کیا کام لیا؟

سُوْرَةُ الْعَصْرِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ العصر مکی سورت ہے یعنی مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ عصر کا معانی ہے "عصر کا وقت" یا "زمانہ" اور یہ لفظ اس سورت کی پہلی آیت ہے۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس سورت کا ایک سو تین (۱۰۳) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس کا تیرہ (۱۳) نمبر ہے۔ یعنی اس سے قبل بارہ (۱۲) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس کی تین (۳) آیات ہیں اور ایک رکوع ہے۔ قرآن کی تین سورتیں ہیں جن کی تین تین آیات ہیں ایک سورۃ العصر، دوم سورۃ الکوثر اور سوم سورۃ النصر ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالْعَصْرِ ۝۱ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝۲ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

قسم ہے عصر کی بیشک سارے انسان البتہ گھاٹے میں ہیں مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل کیے اچھے اور ایک دوسرے کو

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝۳ ع ۳ / ۲۸

وصیت کرتے ہیں حق پر قائم رہنے کی اور ایک دوسرے کو وصیت کرتے ہیں صبر کی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

خُسْرٍ: خسارہ۔

ربط:

سورۃ التکاثر میں فرمایا گیا تھا اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ کہ کثرت مال واولاد وغیرہ نے تمہیں ہلاکت، خسارے اور غفلت

میں ڈالا ہوا ہے۔ اب سورۃ العصر میں فرمایا جارہا ہے کہ سب انسان خسارے اور گھاٹے میں ہیں ماسوائے اہل ایمان کے۔

تفسیری نکات: ساری دنیا کے لوگ گھاٹے میں ہیں:

وَالْعَصْرِ قسم ہے عصر کی۔ عصر کی مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم نے متعدد تفاسیر فرمائی ہیں۔

[۱]......عصر کا معنیٰ مطلق زمانہ ہے کیونکہ زمانے کے اندر انسان شر کرتا ہے خیر کرتا ہے نیکی کرتا ہے بدی کرتا ہے اس لئے زمانے کی قسم کھائی۔

دَھَرْ کہتے ہیں مطلق زمانے کو اور عصر کہتے ہیں مامضی من الزمان یعنی جو زمانہ پہلے گزر چکا ہے اور جو زمانہ پہلے گزر چکا ہو اس کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے کیونکہ اس میں جو ہوا سب کچھ معلوم ہوتا ہے۔

[۲]......دوسری تفسیر یہ ہے کہ عصر سے مراد عصر کا وقت ہے یعنی عصر کے وقت کی قسم اس لئے کہ اس وقت انسانوں کے اعمال لکھنے والے فرشتوں کی ڈیوٹی بدلتی ہے۔

[۳]......یہ بھی آپ کو تفسیر ملے گی کہ صلوۃ عصر کی قسم کیونکہ حدیث میں آتا ہے۔ من فاتت صلوۃ العصر فکانما وتر مالہ واھلہ جس سے عصر کی نماز فوت ہوئی تو اس شخص کا اس قدر نقصان ہوا جیسا کہ اس کا مال بھی ختم ہوا اور اولاد بھی ختم ہوئی۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ بیشک سارے انسان البتہ گھاٹے میں ہیں۔ اس گھاٹے سے بچنے والے وہ ہیں جن میں چار خوبیاں ہیں۔

(۱)......اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مگر وہ لوگ جو ایمان لائے صحیح معنیٰ میں۔ یعنی جس کو قرآن ایمان کہتا ہے، حدیث ایمان کہتی ہے، فقہ اسلامی ایمان کہتی ہے۔ محض دعویٰ ایمان سے کچھ نہیں بنتا اور نہ کوئی فائدہ ہے۔

(۲)......خسارے سے بچنے والے لوگوں کی دوسری خوبی یہ ہے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور اچھے عمل کرتے ہیں ایمان لانے کے بعد نیک اعمال کرنے بھی ضروری ہیں۔

(۳)......خسارے سے بچنے والوں کی تیسری خوبی یہ ہے وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ اور ایک دوسرے کو حق پر قائم رہنے کی تلقین کرتے ہیں وصیت کرتے ہیں یعنی آپس میں کہتے رہتے ہیں کہ نیکی کے کام کرو برائیوں سے بچو۔

(۴)......خسارے سے بچنے والوں کی چوتھی خوبی یہ ہے وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ اور ایک دوسرے کو وصیت کرتے ہیں۔ وصیت کا معنیٰ ہے تاکیدی حکم کرتے ہیں صبر کا۔ کہ ایمان پر قائم رہنا، حق کی بات پر قائم رہنا۔ نیکی کے کام کرتے رہنا اور حق سچ بات کی تلقین کرتے رہنا حق کہنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ بڑی بڑی تکلیفیں آتی ہیں ایسے موقع پر صبر سے کام لینا ہے۔

سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ مَكِّيَّة

سورۃ الھمزہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ ھمزہ کا لفظ اس سورت کی پہلی آیت میں ہی آرہا ہے اور اس کا مطلب ہے منہ پر عیب جوئی کرنے والا۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس سورت کا ایک سو چار (۱۰۴) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس سورت کا نمبر بتیس (۳۲) ہے یعنی اس سے قبل اکتیس (۳۱) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس سورت کی نو (۹) آیات ہیں اور ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۝١ الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝٢

ہلاکت ہے ہر اس شخص کے لیے جو منہ پر عیب بیان کرتا ہے۔ جو غائبانہ عیب بیان کرتا ہے وہ جس نے جمع کیا مال اور گنتا رہتا

يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ۝٣ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝٤

ہے اس کو۔ گمان کرتا ہے وہ کہ بیشک اس کا مال ہمیشہ رکھے گا اس کو خبردار البتہ ضرور ڈالا جائے گا اس کو چور چور کر دینے والی

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝٥ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝٦ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝٧

میں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے بتلایا کیا ہے چور چور کر دینے والی۔ اللہ تعالیٰ کی آگ ہے جلائی ہوئی وہ آگ جو پہنچ جاتی ہے

اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝٨ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝٩ ع ۹ / ۲۹

دلوں پر بیشک یہ آگ ان پر بند کی ہوئی ہوگی لمبے لمبے ستونوں میں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

هُمَزَةٍ: عیب نکالنے والا، لُمَزَةٍ: طعنہ دینے والا، عَدَّدَهٗ: اسے گنتا ہے، اَخْلَدَهٗ: اس کے پاس ہمیشہ رہے گا، لَيُنْۢبَذَنَّ: وہ ضرور ڈالا جائے گا، اَلْحُطَمَةِ: توڑنے والی، چُور چُور کرنے والی، اَلْمُوْقَدَةُ: سلگائی ہوئی، مُمَدَّدَةٍ: لمبے۔

ربط:

سورۃ العصر میں بتایا گیا تھا کہ سب انسان خسارے میں ہیں مگر چار خوبیاں رکھنے والے انسان کامیاب ہیں۔ اب اس سورت میں بتلایا جا رہا ہے کہ ① کسی کے عیب بیان کرنے والا۔ ② پیٹھ پیچھے بدخوئی کرنے والا۔ ③ مال کو ناجائز اور ظلم کر کے جمع کرنے والوں کے لیے ہلاکت اور تباہی ہے یعنی جہنم کی سزا ہے۔

تفسیری نکات: اخلاقی برائیوں میں مبتلا بھی داخل جہنم ہوگا:

وَيْلٌ ہلاکت ہے۔ ویل کے عربی میں کئی معانی آتے ہیں ہلاکت، بربادی، تباہی، اور حدیث پاک میں ہے کہ ویل جہنم کے ایک طبقے کا نام بھی ہے۔ وہ طبقہ اتنا گہرا ہے کہ اوپر سے آدمی کو پھینکا جائے تو آگ کے شعلوں میں جلتا ہوا ستر سال کے بعد نیچے پہنچے گا۔ یہ طبقہ ایسا ہے کہ جہنم کے باقی طبقے بھی اس سے پناہ مانگتے ہیں۔

لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ہر اس شخص کے لیے جو منہ پر عیب بیان کرتا ہے کہ تجھ میں یہ خرابی ہے، یہ خرابی ہے۔ لُّمَزَةٍ جو غائبانہ عیب بیان کرتا ہے کہ فلاں میں یہ عیب ہے، فلاں میں یہ عیب ہے۔

بعض مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ هُمَزَةٌ اسے کہتے ہیں جو زبان سے عیب بیان کرے اور لمزہ اسے کہتے ہیں جو ہاتھ کے اشارے سے عیب بتلائے مثلاً: کسی کا قد چھوٹا ہے تو ہاتھ کے اشارے سے کہے کہ وہ اتنا چھوٹا ہے۔ کوئی نابینا ہے تو آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر بتائے کہ وہ نابینا ہے۔ کسی کا گونگا ہو نا زبان نکال کر بتلائے کہ وہ بول نہیں سکتا۔ ایسا کرنا ٹھیک نہیں ہے۔

الَّذِىْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ وہ جس نے جمع کیا مال۔ مکہ مکرمہ میں ولید بن مغیرہ سب سے بڑا مال دار تھا۔ اس کے تیرہ بیٹے تھے خود بھی بڑا صحت مند تھا۔ اولاد میں بیٹھا ہوتا تھا تو فرق نہیں ہو سکتا تھا کہ بھائی ہے یا باپ ہے نوکر چاکر بھی کافی تھے۔ وہ بڑا مال جمع کرتا تھا اور اس کو گنتا رہتا ہے۔ جب یہ کمرے میں اکیلا ہوتا تھا تو گنتا رہتا تھا کہ میرے مال میں سے کسی بیٹے یا بہو نے یا نوکر چاکروں میں سے کسی نے کم تو نہیں کر دیا۔ گن گن کر خوش ہوتا تھا يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ وہ گمان کرتا ہے کہ بیشک اس کا مال اس کو ہمیشہ رکھے گا، زوال نہیں آئے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کہتا ہے میرا مال، میرا مال۔ تیرا مال تو وہی ہے جو تو نے کھا لیا، پی لیا، پہن لیا، اپنے ہاتھ سے صدقہ خیرات کر دیا۔ باقی مال تو تیرے وارثوں کا ہے اگر نیک ہیں اچھی جگہ میں لگائیں گے تجھے اجر ملے گا۔ تو بری ہیں، برے جگہ خرچ کریں گے تجھے بھی گناہ ہوگا۔

كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِى الْحُطَمَةِ خبردار البتہ ضرور بالضرور اس کو ڈالا جائے گا چور چور کر دینے والی میں، توڑ پھوڑ دینے والی میں وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے بتایا ہے کہ چور چور کر دینے والی کیا ہے، وہ توڑ پھوڑ دینے والی کیا ہے نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ وہ اللہ تعالیٰ کی آگ ہے جو جلائی ہوئی ہے۔ اگر وہاں موت دینا مقصود ہو تو اس کا ایک شعلہ ہی کافی ہے لیکن مقصد تو سزا دینا ہے۔

الَّتِىْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ پہنچ جائے گی دلوں پر۔ وہ ظاہر باطن پر برابر اثر کرے گی اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ بیشک یہ آگ ان پر بند کی ہوئی ہوگی۔ آگ کے لمبے لمبے ستونوں میں جکڑ کر جہنمیوں کو باندھ دیا جائے گا کہ وہ پہلو نہ بدل سکیں۔ کیوں کہ پہلو بدلنے سے بھی تھوڑا سکون مل جاتا ہے فِىْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ عمد عماد کی جمع ہے جس کا معنی ہے ستون۔

مدہ۔ لمبے۔ لمبے لمبے ستونوں میں رکھا جائے گا کہ حرکت نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے تمام صحیح العقیدہ مسلمان مرد، عورتوں کو دوزخ کے عذاب سے بچائے اور محفوظ رکھے۔ (آمین)

سُوْرَةُ الْفِيْلِ مَكِّيَّةٌ

سورۂ فیل مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ فیل کا معانی ہاتھی ہیں۔ اس سورۃ کی پہلی آیت میں ہی فیل کا لفظ آرہا ہے۔ ترتیب قرآنی کے لحاظ سے اس سورت کا ایک سو پانچ (۱۰۵) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا اُنیس (۱۹) نمبر ہے یعنی اس سے قبل اٹھارہ (۱۸) سورتیں نازل ہو چکیں تھیں۔ اس کی پانچ (۵) آیات اور ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝

کیا آپ نہیں جانتے کیسا کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ۔ کیا نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے ان کی تدبیر کو

وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝

خسارے میں۔ اور چھوڑے اللہ تعالیٰ نے ان پر پرندے غول در غول جو مارتے تھے ان کو پتھر کنکر کے۔

فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝ ع

پس کر دیا ان کو گھاس کی طرح کھایا ہوا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْفِيْلِ: ہاتھی، تَضْلِيْلٍ: خسارہ، تَرْمِيْهِمْ: ان پر پھینکتے تھے، مَّاْكُوْلٍ: کھایا ہوا۔

ربط:

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں اس سورۃ اور سورۃ الھمزہ میں یہ ربط لکھتے ہیں۔ کہتے ہیں دیکھئے کعبۃ اللہ کی توہین کرنے کا جس نے ارادہ کیا اس کو اللہ تعالیٰ نے عذاب میں مبتلا کر دیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جو توہین کرتا ہے منہ پر بھی اور غائبانہ بھی وہ کیسے بچ سکتا ہے اس سورۃ ھمزہ میں کا ذکر تھا کہ جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی وہ کیسے بچے گا جب وہ جنہوں نے کعبہ کی توھین کی نہ بچ سکے۔

کعبۃ اللہ کا درجہ زیادہ ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اقدس کا درجہ زیادہ ہے:

اہل حق کا یہ مسلک ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے اعلیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں۔ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور یہ بات درمختار میں ہے شامی میں ہے، عالمگیری میں ہے روح المعانی میں ہے کسی شخص نے امام ابن عقیل حنبلی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ کعبۃ اللہ کا درجہ زیادہ ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اقدس کا درجہ زیادہ ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ آپ کا سوال مجمل ہے یہ قابل تفصیل ہے تیری کیا مراد ہے اگر تیری مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اقدس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود اس قبر میں نہ مانا جائے۔ اور پھر اس کا تقابل کعبۃ اللہ سے ہو تو پھر کعبۃ اللہ افضل ہے اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود اطہر اس میں مانا جائے تو پھر فرماتے ہیں کعبہ کیا، عرش کیا، کرسی کیا قلم کیا کونین میں کوئی بھی شے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اقدس کے درجے تک نہیں پہنچ سکتا اس کے ساتھ تقابل نہیں کر سکتا۔

اصحاف فیل کون تھے؟

یمن ملک حبشہ کا ایک صوبہ تھا اس کے گورنر کا نام تھا ابرہہ بن صباح بن اشرم تھا یہ عیسائی تھا۔ حج کے دنوں میں جب اس نے دیکھا کہ مرد، عورتیں، بوڑھے، بچے، جوان سب مکہ مکرمہ جا رہے ہیں تو اس نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ لوگ کہاں جا رہے ہیں، کیا بات ہے؟ تو مقامی لوگوں نے گورنر کو بتلایا کہ مکہ مکرمہ میں ایک مکان ہے۔ یہ لوگ وہاں جا کر اس کا طواف کرتے ہیں اور وہ مکان ابراہیم علیہ السلام نے بنایا تھا۔ اس نے آدمی بھیج کر کعبۃ اللہ کے متعلق معلومات حاصل کیں وہ تو سادہ سا کمرہ تھا اوپر غلاف چڑھا ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ میں ان لوگوں کو یہاں یمن میں ہی کعبہ بنا دیتا ہوں وہاں جانے کی ضرورت نہیں۔

چنانچہ اس نے شہر صنعاء (جو یمن کا دارالخلافہ تھا) میں ایک مصنوعی کعبہ بڑا خوب صورت، بڑا بلند بنوایا اور ارد گرد لوگوں کی رہائش کے لیے کافی کمرے بنوائے ان میں بستر لگوائے، خوراک کا انتظام کیا۔ عقل مند لوگ تو اس مصنوعی کعبے کی حقیقت سمجھ کر وہاں کا رُخ نہ کرتے مگر بے وقوف اور جاہل لوگوں نے اس کا طواف شروع کر دیا۔ اس مصنوعی کعبہ کی وجہ سے بہر حال مکہ مکرمہ میں آنے والے حاجیوں کی تعداد میں فرق پڑا۔ مکہ معظّمہ کے لوگ حج کے دنوں کا انتظار کرتے تھے کیونکہ اُن کا سامان تجارت فروخت ہوتا تھا۔ لوگوں کی تعداد میں کمی آنے سے اُن کی تجارت میں بھی کمی ہوئی۔ تحقیق حال کے لیے انہوں نے مختلف اطراف میں لوگ بھیجے تو یمن سے خبر آئی کہ وہاں مصنوعی کعبہ بنایا گیا ہے اور اُس کی وجہ سے لوگوں کی بہت بڑی تعداد نے مکہ مکرمہ حج کے لیے آنا چھوڑ دیا ہے۔ قریش مکہ نے قبیلہ بنو خزاعہ کا اور بعض روایات میں ہے کہ بنو کنانہ کے ایک چالاک آدمی کو یمن بھیجا کہ وہ اس مصنوعی کعبہ کو آگ لگا دے۔ اس نے وہاں جا کر کچھ دن گزارے، کھاتا پیتا رہا، حالات کا جائزہ لیا اور پہلے اس میں غلاظت کی پھر اس کو آگ لگا کر جلا دیا وہ بالکل راکھ ہو گیا۔ ابرھہ کو

خبر ہوئی تو اُس نے حکم دیا معلوم کرو یہ کام کس نے کیا ہے؟ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ یہ کارروائی قریش کے ایک آدمی نے کی ہے۔ اس نے کہا کہ انہوں نے ہمارا کعبہ جلا ڈالا ہے ہم نے ان کا کعبہ گرانا ہے۔ فوج کو چلنے کا حکم دے دیا۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ساٹھ ہزار فوج اس نے ساتھ لی اور آٹھ ہاتھی اُس کی فوج میں تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ بارہ ہاتھی تھے اور بڑے ہاتھی کا نام محمود تھا۔

ابرہہ فوج کی قیادت کرتا ہوا مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوا۔ راستے سے قبائل ساتھ ملتے گئے۔ مکہ مکرمہ سے چند میل کے فاصلے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب کے دوسو اونٹ چر رہے تھے۔ ان پر ابرہہ کی فوجوں نے قبضہ کر لیا۔ اس وقت کعبۃ اللہ کے متولی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا تھے اور یہ واقعہ صحیح قول کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت والے سال پیش آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے صرف پچاس دن پہلے۔

ابرہہ جس وقت مکہ مکرمہ کے قریب پہنچا تو اپنے مشیروں سے کہا کہ میں مکہ مکرمہ کے بڑے آدمی سے ملنا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جان کعبۃ اللہ کے متولی تھے، بڑے قدو قامت والے اور شکل وصورت بھی بڑی اچھی اور بارعب تھے۔ یہ ابرہہ کے پاس پہنچے۔ ابرہہ نے پوچھا کیا سوال لے کر آئے ہو؟ فرمایا تم نے میرے دوسو اونٹ پکڑے ہیں وہ واپس کر دو۔ ابرہہ نے کہا کہ میں نے تو آپ کی شکل وصورت دیکھ کر سمجھا تھا کہ آپ بڑے سمجھ دار آدمی ہیں مگر بات آپ نے بڑی ہلکی کی ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ میں آپ کا کعبہ گرانے آیا ہوں۔ آپ کو تو چاہیے تھا کہ میرے ساتھ کعبہ کے بچانے کی بات کرتے مگر آپ اپنے اونٹوں کی فکر ہے۔ حضرت عبدالمطلب نے کہا میرا خاندان بڑا ہے میں نے اپنے گزارے کے لیے اونٹ رکھے ہوئے ہیں۔ کسی کو بیچا، کسی پر سامان لادا۔ اس طرح اپنا وقت گزارتا ہوں۔ اور کعبے کا مالک بڑا طاقتور ہے وہ کعبے کی خود حفاظت کرے گا مجھے اس کے لیے منت سماجت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ابرہہ کو حضرت عبدالمطلب کے اس جواب سے اور غصہ آیا اور کہنے لگا دیکھوں گا کعبے والا کتنا طاقتور ہے۔ مزدلفہ کے قریب وادی محسّر میں جب ابرہہ کا لشکر پہنچا تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ سمندر کی طرف سے پرندے آئے فوج در فوج۔ ہر پرندے کے پاس تین کنکر تھے۔ ایک ایک دونوں پنجوں میں اور ایک چونچ میں، وہ کنکر جس کے سر پر پڑتا تھا آر پار ہو کر نیچے سے نکل کر ہاتھی کو چیرتا ہوا زمین پر گر جاتا تھا اور ان کی تڑپ تڑپ کر جان نکل جاتی تھی۔ ساٹھ ہزار میں سے کوئی واپس گھر نہیں لوٹ سکا۔ اللہ تعالیٰ نے کعبہ کی اس طرح حفاظت فرمائی۔

تاریخ اور تفسیر کی کتابوں میں ہے کہ حضرت عبدالمطلب ابرہہ کے ساتھ گفتگو کر کے جب واپس آئے تو نوجوانان مکہ بڑے جذبات میں تھے۔ کیوں کہ کعبۃ اللہ کا احترام تو سب کے دل میں تھا۔ حضرت عبدالمطلب نے انہیں کہا کہ تم پہاڑوں پر چلے جاؤ شہر میں نہ رہنا۔ انہوں نے کہا باباجی! اپنی فکر نہیں ہے ہم تو کعبۃ اللہ کے بارے میں متفکر ہیں۔ حضرت عبدالمطلب نے انہیں کہا کہ تم اپنی فکر کرو، اپنی عورتوں کی فکر کرو، بچوں کی فکر کرو، کعبۃ اللہ کی حفاظت کرنے والا موجود ہے

وہ اس کی حفاظت خود کرے گا۔ چنانچہ تمام اہل مکہ جبل نور پر چڑھ گئے۔ کچھ دوسرے پہاڑوں پر چڑھ گئے۔ مکہ خالی ہو گیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ہاتھی والوں کو اس طرح ختم کیا کہ ان کی نسل بھی باقی نہ رہی۔

تفسیری نکات: کعبہ کو گرانے کے لیے آنے والوں کا انجام:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ کیا آپ ﷺ نہیں جانتے کیسا کیا آپ ﷺ کے پروردگار نے بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ہاتھی والوں کے ساتھ۔ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ کیا نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے ان کی تدبیر کو، ان کے مکر کو، ان کی شرارت کو خسارے میں۔ بڑے ٹھاٹھ باٹ کے ساتھ تکبرانہ انداز میں ابرہہ اپنی آزمودہ فوج کے ساتھ آیا کہ ہم کعبہ کو گرا کر آئیں گے مگر ان میں سے ایک آدمی بھی بچ کر واپس نہ جا سکا۔

وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ اور چھوڑے اللہ تعالیٰ نے ان پر پرندے۔ طیر طائر کی جمع ہے۔ ابابیل کا مفرد ابول بھی آتا ہے ابیل اور ابال بھی آتا ہے۔ جس کا معنی ہوگا گروہ، جماعت۔ تو ابابیل کا معنی ہوگا گروہ در گروہ (جوق در جوق) اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے ورنہ مسور یا چنے کے دانے سے آدمی نہیں مرتا۔ پھر ہاتھی تو ہاتھی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو گولی سے بھی تیز کر دیا تھا۔ کئی تڑپ تڑپ کر موقع پر مر گئے اور باقیوں کے جسم میں چیچک، خسرہ قسم کی بیماری پیدا ہو گئی وہ اس بیماری کی وجہ سے مر گئے۔

تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ جو مارتے تھے ان کو پتھر کنکر کے۔ کسی کی نوک اس طرف کسی کی نوک اس طرف فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ پس کر دیا ان کو گھاس کی طرح کھایا ہوا۔ یعنی گھاس کو جانور کھا کھا کے باقی جو گھاس یا چارہ بچ جاتا ہے اُسے پاؤں کے ساتھ روندتے ہیں اور منہ سے بگاڑتے ہیں۔ روند کر، کچل کر چھوڑا ہوا۔ اسی طرح وہ روندے ہوئے کچلے ہوئے تھے۔ ابرہہ کے لشکر کو اللہ تعالیٰ نے تباہ کر دیا اور اپنے گھر کی حفاظت فرمائی۔

سُوْرَةُ قُرَيْشٍ مَكِّيَّةٌ

سورۂ قریش مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ چونکہ اس میں قریش کا ذکر آ رہا ہے اس لیے اس سورت کا نام قریش ہے اور قریش کا لفظ اس کی پہلی ہی آیت میں آ بھی رہا ہے۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس سورت کا ایک سو چھ (۱۰۶) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس کا انتیسواں (۲۹) نمبر ہے یعنی اس سے قبل اٹھائیس (۲۸) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس کی چار (۴) آیات ہیں اور ایک رکوع ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

لِاِیۡلٰفِ قُرَیۡشٍ ۙ﴿۱﴾ اٖلٰفِہِمۡ رِحۡلَۃَ الشِّتَآءِ وَ الصَّیۡفِ ۚ﴿۲﴾ فَلۡیَعۡبُدُوۡا رَبَّ ہٰذَا

اس واسطے کہ مانوس رکھا قریش کو۔ ان کا مانوس کر دینا سردی کے سفر سے اور گرمی کے سفر سے، پس چاہیے کہ وہ عبادت کریں

الۡبَیۡتِ ۙ﴿۳﴾ الَّذِیۡۤ اَطۡعَمَہُمۡ مِّنۡ جُوۡعٍ ۬ۙ وَّ اٰمَنَہُمۡ مِّنۡ خَوۡفٍ ٪﴿۴﴾

اس گھر کے رب کی وہ رب جس نے ان کو کھانا کھلایا بھوک میں اور امن دیا ان کو خوف سے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

لِاِیۡلٰفِ: مانوس ہونے کی وجہ سے، قُرَیۡشٍ: قریش کے لوگ، اٖلٰفِہِمۡ: ان کا مانوس ہونا، رِحۡلَۃَ: سفر، الشِّتَآءِ: موسم سرما، الصَّیۡفِ: موسم گرما، اَطۡعَمَہُمۡ: انہیں کھانے کو دیا، اٰمَنَہُمۡ: انہیں امن دیا۔

ربط:

سورۃ الفیل میں ان نافرمان لوگوں کا ذکر تھا جنہوں نے کعبۃ اللہ کی توہین کرنے کا ارادہ کیا ان کو اللہ تعالیٰ نے پرندوں سے ختم کروادیا اور جن لوگوں نے کعبۃ اللہ کی توہین نہ کی اور تعظیم کی تو اللہ تعالیٰ نے کعبۃ اللہ کی برکت سے ان کی یعنی قریش مکہ کی بھوک وافلاس کو بھی دور کیا اور اُن کا خوف بھی دور کیا کہ تمام سرزمین عرب میں قریش کے لوگوں اور قافلوں کو عزت واحترام سے دیکھا جاتا تھا۔

تفسیری نکات: قریش مکہ کی پورے عرب میں عزت کی جاتی تھی:

لِاِیۡلٰفِ قُرَیۡشٍ ایلاف کا معنی ہے مانوس کرنا، محبت ڈالنا۔ معنی ہوگا اس واسطے کہ مانوس رکھا قریش کو۔ تجارت کے لیے جہاں بھی جاتے تھے لوگ ان سے محبت کرتے تھے، ان کا ادب واحترام کرتے تھے۔

تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ نضر بن کنانہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں سے تھے۔ وہ بڑے بہادر تھے۔ ان کی بہادری کی وجہ سے خاندانِ قریش کو قریش کا لقب ملا تھا۔ قریش اصل میں سمندر میں سب سے بڑی مچھلی کا نام ہے جس پر آج تک کوئی قابو نہیں پا سکا۔ ساری مچھلیاں اس کے منہ میں آجاتی ہیں۔ جیسے خشکی کے جانوروں میں سب سے زیادہ بہادر شیر سمجھا جاتا ہے اسی طرح سمندری مخلوق میں قریش نام کی مچھلی سب سے زیادہ بہادر اور طاقتور سمجھی جاتی ہے۔ چونکہ نضر بن کنانہ بڑے بہادر آدمی تھے اس لیے اُن کو قریش کا لقب دیا گیا۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے تھے اور صحیح العقیدہ لوگ تھے۔

اٖلٰفِہِمۡ رِحۡلَۃَ الشِّتَآءِ وَ الصَّیۡفِ ان کا مانوس کر دینا سردی کے سفر سے اور گرمی کے سفر سے۔ سردی کے موسم میں

یمن کا سفر کرتے ہیں اور گرمی کے موسم میں شام کا سفر کرتے ہیں۔ اور ان دوسفروں میں سال بھر کی روزی کما لیتے ہیں۔ ان کے گھر اناج، کپڑوں وغیرہ سے بھرے ہوتے تھے۔ فرمایا فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ پس ان کو چاہیے کہ عبادت کریں اس گھر کے رب کی جس کی برکت اور وسیلے سے ان کو سب کچھ ملتا ہے۔ بتوں کی عبادت نہ کریں اور نہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کریں۔

الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ وہ رب جس نے ان کو کھانا کھلایا، خوراک دی بھوک میں کہ مکہ معظمہ اور اس کے قرب وجوار میں تو کوئی پیداوار نہیں تھی۔ کعبۃ اللہ کی برکت سے تجارت کے ذریعے ان کو خوراک نصیب فرمائی اور جس رب نے ان کو امن دیا خوف سے حرم سے باہر لوگ اطمینان سے سو نہیں سکتے تھے کہ چوری ڈکیتی قتل وغارت تھی۔ لیکن حرم کے علاقے میں چور، ڈاکو بھی کوئی حرکت نہیں کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اے اہل قریش اللہ تعالیٰ کے اس بابرکت گھر کی وجہ سے تمہاری جان مال محفوظ اور تمہیں عزت ومحبت حاصل ہے اس کی برکت سے تمہیں روزی میسر ہے لہٰذا تمہارے لیے ضروری ہے کہ اس گھر کے ربّ کی عبادت کرو۔

سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ الماعون مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ ''ماعون'' کا معانی ہے ''استعمال کی چیزیں'' اور یہ اس سورت کی آخری آیت میں لفظ آرہا ہے اس کے علاوہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی الاتقان فی علوم القرآن میں اس سورت کے دو مزید نام بھی ذکر کیے ہیں ایک اَرَءَيْتَ جو اس سورت کا پہلا لفظ ہے دوسرا سورۂ دین جو اس سورت کی پہلی آیت میں آرہا ہے۔ ترتیب قرآنی کے مطابق ایک سو سات (١٠٧) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق سترہ (١٧) نمبر ہے یعنی اس سے قبل سولہ (١٦) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ سورۂ ماعون کی سات (٧) آیات ہیں اور ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝١ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝٢ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ

کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اس شخص کو جو جھٹلاتا ہے دین کو پس یہی شخص ہے جو دھکے دیتا ہے یتیم کو اور ترغیب نہیں دیتا

الْمِسْكِيْنِ ۝٣ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝٤ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝٥

مسکین کو کھانا کھلانے کی۔ پس ہلاکت ہے نمازیوں کے لیے جو وہ اپنی نمازوں سے غافل ہیں

الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۙ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۧ

ع ۲۲

وہ جو ریاکاری کرتے ہیں اور منع کرتے ہیں استعمال کی چیزیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

يَدُعُّ: دھکے دیتا ہے، يَحُضُّ: ترغیب، سَاهُوْنَ: غافل، يُرَآءُوْنَ: ریاکار، الْمَاعُوْنَ: استعمال کی چیزیں، يَمْنَعُوْنَ: روکتے ہیں۔

ربط:

سورۂ قریش میں فرمایا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے قریش مکہ پر احسان کیا کہ اُن کی بھوک و افلاس کو ختم کیا اور خوف دور کر کے امن و عزت دی لیکن اس کے باوجود ان قریش مکہ کے بڑے بڑے روساء اور سرداروں جیسے ابوجہل، عاص بن وائل، ولید بن مغیرہ، ابی بن خلف نے اللہ کی توحید، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت، قرآن کی تکذیب و انکار کیا اور یوم آخرت اور مر کر دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کیا۔

تفسیری نکات: قیامت کا انکار کرنے والے اور دیگر اخلاقی برائیوں میں مبتلا کفار کی مذمت:

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اس آدمی کو جو جھٹلاتا ہے دین کو۔ دین کا معنی قیامت بھی ہے، حساب بھی ہے، ثواب اور بدلہ بھی ہے۔ تو وہ قیامت کو جھٹلاتا ہے، حساب کو جھٹلاتا ہے، نیکی، بدی کے بدلے کو جھٹلاتا ہے۔ یہ کون شخص ہے؟ تفسیروں میں مختلف لوگوں کے نام ذکر کیے گئے ہیں۔ جیسے ابوجہل، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، اُبی بن خلف وغیرہ۔ اب ان کافروں کی اخلاقی برائیوں کا ذکر بھی فرمایا جا رہا ہے۔

فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ پس یہی شخص ہے جو دھکے دیتا ہے یتیم کو۔ برادری رشتہ داروں میں کوئی یتیم ہوتا تو اس کو حصہ نہیں دیتا تھا دھکے مار کر ان کو ان کے حصے سے پیچھے ہٹا دیتا اور یتیم کا مال کھا جاتا۔

وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ اور ترغیب نہیں دیتا مسکین کو کھانا کھلانے کی۔ کوئی مسکین محلے میں ہے، برادری میں ہے، نہ اپنے نفس کو آمادہ کرتا ہے کہ اس کو کھانا کھلا دے اور اگر خود توفیق نہیں ہے تو دوسروں کو بھی ترغیب نہیں دیتا۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ہلاکت ہے نمازیوں کے لیے۔ یہ کون سے نمازی ہیں؟ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ جو وہ اپنی نمازوں سے غافل ہیں۔ بھولے ہوئے ہیں۔

ہماری جو برائے نام نمازیں ہیں یہ ظاہری شرائط بھی پوری نہیں کرتیں اور جو باطنی شرائط ہیں وہ تو بہت دور کی بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنْ تَعْبُدُ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ۔ یعنی تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اس انداز سے کہ گویا تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ تو جو نمازیں بغیر خشوع و خضوع اور بے توجہی اور اللہ کی طرف بغیر توجہ کیے پڑھی جاتی ہیں ایسی نماز پڑھنے والوں کے متعلق فرمایا ہلاکت ہے نمازیوں کے لیے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں۔ ویل جہنم میں ایک طبقے کا نام بھی

ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ جو لوگ نمازوں میں کوتاہی کرتے ہیں وہ اس طبقے میں جائیں گے۔ جس سے دوزخ کے باقی طبقے روزانہ چار سو مرتبہ پناہ مانگتے ہیں۔

الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ وہ جو ریاکاری کرتے ہیں، دکھلاوا کرتے ہیں۔ اگر کسی نے دیکھ لیا تو پڑھ لیتے ہیں اگر نہ دیکھا تو پروا نہیں۔ اگر کسی نے دیکھ لیا تو خوب سنوار کر پڑھتے ہیں۔ پھر یہ نماز اللہ تعالیٰ کے لیے تو نہ ہوئی جس کو دکھا رہا ہے اس کے لیے ہوئی۔

وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ماعون کہتے ہیں گھر کی استعمال کی چیزوں کو۔ مثلاً: دیگچی ہے، ہانڈی ہے چمچہ ہے، پیالیاں ہیں، چائے دانی ہے۔ اگر کوئی یہ چیزیں مانگتا ہے، اس سے منع کرنا نہ دینا بڑی خساست کی بات ہے، گناہ کی بات ہے۔ جب یہ چیزیں واپس مل سکتی ہیں تو منع نہ کرو۔

ہاں! ایسے آدمی سے روکنے کی اجازت ہے جو لے کر واپس نہیں کرتا یا لے کر بے دردی کے ساتھ استعمال کرتا ہے۔ صحیح چیز لے گیا اور توڑ پھوڑ کر واپس کر دی اس سے روک سکتے ہو۔ اُسے صاف کہہ دو کہ بھائی تم چیز لے کر جاتے ہو تو توڑ پھوڑ کر واپس کرتے ہو اس لیے ہم آپ کو نہیں دیں گے۔ جھوٹ نہ بولو کہ ہمارے پاس نہیں ہے۔

سُوْرَةُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ

سورۂ کوثر مکی سورت ہے۔ کوثر کا لفظ پہلی ہی آیت میں آرہا ہے جس کی وجہ سے اس سورت کا نام کوثر ہے۔ قرآنی ترتیب کے لحاظ سے اس کا ایک سو آٹھ (۱۰۸) نمبر ہے۔ اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا پندرواں (۱۵) نمبر ہے یعنی اس سے قبل چودہ (۱۴) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس کی تین آیات اور ایک رکوع ہے۔ تین چھوٹی سورتوں یعنی عصر، کوثر اور نصر میں یہ سورت شامل ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴿۲﴾

بیشک ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی کوثر۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھیں اپنے رب کے لیے اور قربانی کریں

ع ۲۲ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ﴿۳﴾

بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہی ابتر ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَعْطَیْنٰکَ: ہم نے آپ کو عطا کی، وَانْحَرْ: اور قربانی کیجیے، شَانِئَکَ: آپ کا دشمن، اَلْاَبْتَرُ: بے نام ونشان۔

ربط:

سورۂ ماعون میں ذکر تھا کہ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ بدلے کے دن کو جھٹلاتے ہیں ان کی تردید تو اپنے مقام پر ہو گئی اس کے علاوہ یہ آپ ﷺ کو مختلف طریقوں سے تنگ کرتے تھے آپ ﷺ کو ستاتے ہیں اور خوشی مناتے تھے کفار ایسے بدبخت تھے کہ جب آپ ﷺ کے صاحبزادے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو کفار مکہ کہنے لگے کہ یہ تو نعوذ باللہ ابتر ہے مقطوع النسل ہے اس کا بیٹا کوئی نہیں اور اس کا دین کتنے دنوں تک چلے گا۔

الکوثر کیا ہے؟

الکوثر: جنت کے اندر ایک نہر ہے اور وہیں سے اس نہر کا پانی نکلتا ہے اور میدان محشر میں وہاں حوض کوثر ہے۔ ترمذی کی روایت میں آتا ہے کہ ہر نبی کیلئے کوثر ہے اور میرا حوض کوثر سب سے بڑا ہے آپ ﷺ نے سمجھانے کیلئے فرمایا کہ وہ چوگنا ہوگا چار کونوں والا برابر برابر۔ اور ایک کونہ اس کو یوں سمجھو کہ یہاں سے جربا تک جو یمن کے ایک علاقے کا نام ہے۔ اور اس حوض میں ایسے برتن ہونگے جیسے آسمان کے ستارے اور حوض کوثر کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا جو ایک دفعہ پیئے گا اس کو عمر بھر دوبارہ پیاس نہ لگے گی شوقیہ پینا چاہے تو جتنا چاہے پی لے۔

بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ میں حوض کوثر پر ہوں گا اور کچھ لوگ ہوں گے فرشتے ان کو دھکیل کر پیچھے لے جائیں گے میں ان فرشتوں سے کہوں گا کہ یہ میرے ساتھی معلوم ہوتے ہیں وَیَقُوْلُ رَبِّہٖ تَعَالٰی "اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ" یعنی اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بے شک اے نبی کریم ﷺ آپ نہیں جانتے انہوں نے آپ ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد کیا کیا بدعتیں گھڑیں۔

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ سمجھانے کیلئے فرماتے ہیں کہ حوض کوثر یوں سمجھے کہ یہ قرآن وہاں حوض کوثر کی شکل میں ہوگا جس نے قرآن کو سمجھا اس کے مطابق عقیدہ رکھا۔ عمل کیا وہ اس حوض کوثر سے پانی پیئے گا اور جس نے ایسا نہ کیا وہ حوض کوثر سے پانی نہیں پیئے گا۔

سورۃ الکوثر کا شان نزول:

نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک پچیس سال تھی جب آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے شادی کی وہ دو مرتبہ بیوہ ہو چکی تھیں۔ ایک خاوند سے لڑکا اور دوسرے خاوند سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی۔

حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک اس وقت چالیس سال تھی جب آپ ﷺ کے ساتھ نکاح ہوا ہے۔ عمر میں آپ ﷺ سے پندرہ سال بڑی تھیں۔ آپ ﷺ کے ساتھ نکاح کے ایک سال بعد حضرت زینب رضی اللہ عنہا پیدا

ہوئیں، پھر ایک سال بعد حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں، پھر حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں اور جس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملی اس سال حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔

بیٹے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین تھے۔ دو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئے۔ ایک کا نام حضرت قاسم رضی اللہ عنہ اور دوسرے کا نام عبداللہ تھا، رضی اللہ عنہ۔ اُن کا لقب طیب بھی تھا اور طاہر بھی تھا۔ تیسرے بیٹے کا نام حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ تھا۔ یہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ اتفاق کی بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بیٹا بالغ نہیں ہوا۔ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ اس عمر کو پہنچے تھے کہ کوشش کر کے گھوڑے، گدھے پر سوار ہو جاتے تھے۔ تقریباً آٹھ، نو سال کی عمر تھی۔ اور اس عمر میں فوت ہو گئے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پہلے فوت ہو چکے تھے۔

جس وقت حضرت قاسم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو عاص بن وائل نے شور مچایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نرینہ اولاد کوئی نہیں رہی یہ ابتر ہو گیا ہے۔ کیوں کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ تو مدینہ طیبہ میں پیدا ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو کلمہ سناتے ہیں، توحید سناتے ہیں وہ کب تک رہے گی؟ جب اپنی نرینہ اولاد نہ ہو تو کام ختم ہو جاتا ہے۔ لڑکیاں دوسروں کے گھروں میں چلی جائیں گی اور عورت کھل کر تبلیغ بھی نہیں کر سکتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن ختم ہو جائے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نرینہ اولاد نہیں ہے۔ طبعی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان باتوں سے انتہائی تکلیف ہوئی۔ آخری بری بات آدمی سنے تو تکلیف تو ہوتی ہے۔ آدمی لوہے یا ربڑ کا بنا ہوا تو نہیں ہے۔ انسان آخر انسان ہے۔ اس موقع پر یہ سورت نازل ہوئی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں إِنَّآ أَعۡطَيۡنَٰكَ ٱلۡكَوۡثَرَ بیشک ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوثر عطا فرمائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کوثر کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ **نهر فی الجنة**۔ جنت میں نہر ہے۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنۡحَرۡ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھیں اپنے رب کے لیے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنا بلند مقام عطا فرمایا ہے تو اس کے شکر کے لیے، اس کی رضا کے لیے نماز پڑھو۔ تمام عبادات میں نماز کا بہت بلند مقام ہے۔ قیامت والے دن پہلا سوال ہی نماز کا ہوگا۔ لیکن آج ہم نماز کو کچھ بھی نہیں سمجھتے ہیں۔

قربانی کی تاریخ اور اہمیت:

وَٱنۡحَرۡ اور قربانی کریں۔ قربانی کے منکر کہتے ہیں کہ یہ جانوروں کے ساتھ ظلم ہے۔ اس کی جگہ کوئی اور نیکی کا کام کر دو۔ ہم کہتے ہیں کہ نیکی کے کام بھی ضرور کرو مگر قربانی بھی کرو اس لیے کہ قربانی ایک ایسی چیز ہے جو آغاز انسانیت سے چلی آ رہی ہے۔ قرآن حکیم میں اس کا ثبوت موجود ہے۔

ہابیل قابیل کے جھگڑے کو ختم کرنے کے لیے قربانی کا حکم ہوا۔ اس کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔ إِذۡ قَرَّبَا قُرۡبَانٗا فَتُقُبِّلَ مِنۡ أَحَدِهِمَا وَلَمۡ يُتَقَبَّلۡ مِنَ ٱلۡأٓخَرِ (المائدہ: ۲۷) جب کہ ان دونوں نے قربانی پیش کی پس ان میں سے ایک سے قربانی قبول کی گئی اور دوسرے سے قبول نہ کی گئی۔ ہابیل رحمہ اللہ کی قربانی قبول ہوگئی اور قابیل کی قبول نہ

ہوئی۔ تو قربانی مولویوں نے نہیں بنائی یہ شروع سے چلی آرہی ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ عَشْرًا يُضَحِّيْ. آنحضرت ﷺ نبوت کے بعد دس سال مدینہ طیبہ میں رہے اور آپ ﷺ ان دس سالوں میں ہر سال قربانی کرتے تھے۔ قربانی نہ حرم کے ساتھ خاص ہے نہ حاجی کے ساتھ خاص ہے۔

فرمایا اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ بیشک آپ ﷺ کا دشمن ہی ابتر ہے۔ چنانچہ عاص بن وائل کے بیٹے کا نام حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ہے جو بڑے جلیل القدر صحابی اور فاتح مصر ہیں لیکن جب ان کے سامنے ان کے والد کا نام لیا جاتا تو وہ فرماتے میرے باپ کا نام نہ لو۔ آنحضرت ﷺ کی باتیں کرو۔ آپ ﷺ کے دشمنوں کا خیال تھا کہ آپ کی نرینہ اولاد نہیں رہی یہ دین بھی نہیں رہے گا لیکن الحمد للہ! آپ ﷺ کے وفادار امتیوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر کے اور جانوں کو تکلیفوں میں ڈال کر آپ ﷺ کے کلمے، آپ ﷺ کے دین کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچایا۔

سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ مَكِّيَّةٌ

سورۂ کافرون مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ کافرون کا لفظ اس سورت کی پہلی آیت میں ہی آرہا ہے اس لیے اس سورت کا نام کافرون ہے۔ اس کے علاوہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے سورۃ الکافرون کا ایک مزید نام "اَلْمُقَشْقِشَة" بھی تحریر کیا ہے۔ اس کے علاوہ اس کا ایک نام سورۃ العبادہ بھی تحریر کیا ہے۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس سورت کا ایک سو نو (۱۰۹) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے مطابق اس سورت کا اٹھارہ (۱۸) نمبر ہے یعنی اس سے پہلے سترہ (۱۷) سورتیں آپ ﷺ پر نازل ہو چکی تھیں۔ سورۂ کافرون کی آیات کی تعداد چھ (۶) ہے اور ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝۱ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝۲ وَلَآ اَنْتُمْ

اے پیغمبر آپ ﷺ فرما دیں اے کافرو میں نہیں عبادت کرتا جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو

عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝۳ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝۴ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ

اس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں اور نہ میں عبادت کروں گا جن کی تم عبادت کر چکے ہو اور نہ تم عبادت کرو گے اس کی جس کی

مَآ اَعْبُدُ ۝۵ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝۶ ع ۲۲

میں عبادت کرتا ہوں تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

عَابِدٌ: عبادت کرنے والا، عَبَدْتُّمْ: تم پوجتے ہو، دِيْنِ: میرا دین۔

ربط:

سورۃ الکوثر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو میرا اور میرے رسول اور میرے دین کا دشمن ہے کفر پر ڈٹا ہوا ہے یہی ابتر ہے۔ کفار نے ایک وفد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور اُس وفد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیشکش کی کہ صلح صفائی کریں یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے لڑائی جھگڑے ہو رہے ہیں تو ایسا کریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے الہ کی عبادت کریں اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ کی عبادت کریں تاکہ صلح صفائی سے وقت پاس ہو۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ کافرون کو نازل فرمایا کہ تمہارے لئے تمہارا عمل اور میرے لئے میرا عمل اور میں تمہارے الہوں کی عبادت نہیں کرتا اور تم میرے اللہ کی عبادت مت کرو۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات ان کفار کو فرمادیں۔

سورۃ الکافرون کا شان نزول:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تبلیغ کا کام شروع کیا تو قریش کے بڑے بڑے سردار اکٹھے ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کش کی کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مال و دولت چاہتے ہیں تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مل کر اسقدر مال دے دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسلیں ختم نہ کر سکیں اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی خاندان کی خوبصورت لڑکی سے شادی کے خواہش مند ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس بھی خاندان کی لڑکی سے کہتے ہیں اُس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی کروادی جائے گی۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم دین کی تبلیغ کا کام بند کردیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے میرے سامنے مال کی پیش کش کی ہے مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے اگر تم مجھے ساری دنیا کا بادشاہ بنادوں میں پھر بھی حق کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ مجھے نہ مال کی ضرورت ہے نہ رشتے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت رسالت دی ہے مجھ سے جتنا ہوسکا میں اس کا حق ادا کروں گا۔ پھر کہنے لگے اس میں کچھ ترمیم کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔ پھر کہنے لگے چلو اس طرح کرتے ہیں کہ ایک سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے معبودوں کی عبادت کریں ان کو برانہ کہیں اور ایک سال ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معبود کی عبادت کریں گے۔ اُن کی اس طرح کی پیش کشوں کے دوران اس سورت کا نزول شروع ہوگیا۔ جب یہ سورت نازل ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سورت سرداران قریش کو سنائی۔

تفسیری نکات: صرف ایک اللہ کی عبادت کا اعلان:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان سے کہہ دیں اے کافرو! لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ میں نہیں عبادت کرتا جن کی تم عبادت کرتے ہو وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو اس کی جس کی میں

عبادت کرتا ہوں۔ مشرک اللہ تعالیٰ کی ذات کے منکر نہیں تھے اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بھی قائل تھے مگر اکیلے رب کی عبادت کے قائل نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں دوسروں کو شریک ٹھہراتے تھے۔

اس سورت کے وہ کافر مخاطب ہیں جن کا خاتمہ کفر پر ہوا۔ بیش تر وہ ہیں جو بدر کے موقع پر واصل جہنم ہوئے جیسے ابوجہل، عتبہ، شیبہ وغیرہ۔ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ اور نہ میں عبادت کروں گا ان کی جن کی تم عبادت کر چکے ہو۔ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو اس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ میرے سامنے نہ تم مال پیش کرو اور نہ رشتے پیش کرو اور نہ اس طرح کی صلح کی شرائط پیش کرو۔ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین ہے۔ میں اپنا دین چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔

سُوْرَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ

سورۂ نصر مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ نصر کا لفظ اس سورت کی پہلی آیت میں آرہا ہے اور اس کا مطلب مدد ہے سورۂ نصر کا ایک نام علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ التودیع بھی تحریر کیا ہے اس لیے کہ اس سورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی جانب اشارہ ہے۔ ترتیب قرآنی کے مطابق اس سورت کا ایک سو دس (۱۱۰) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا ایک سو چودہ (۱۱۴) نمبر ہے یعنی اس سے قبل ایک سو تیرہ (۱۱۳) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ یعنی یہ آخری سورت ہے جو نازل ہوئی ہے اس کی تین آیات اور ایک رکوع ہے۔ تین چھوٹی سورتوں میں سورۂ نصر بھی شامل ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ

جب اللہ تعالیٰ کی مدد آجائے گی اور مکہ فتح ہو جائے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیں گے لوگوں کو داخل ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے دین میں

اَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝ ع

فوج در فوج پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم تسبیح بیان کریں اپنے رب کی حمد کی اور اس سے استغفار کریں بیشک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا ہے۔

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۲۵

مشکل الفاظ کے معانی:

اِسْتَغْفِرْهُ: اور اس سے استغفار کیجیے۔

ربط:

ابھی سورۂ کافروں میں ذکر کیا گیا تھا کہ تمہارا دین تمہارے لئے اور میرا دین میرے لئے۔ اس سورت میں بتلایا

جارہا ہے کہ ایک دن آئے گا کہ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا کہ دین حق میں فوج در فوج لوگ داخل ہوں گے، اس کے بعد مکہ مکرمہ فتح ہوا، اس میں پیشنگوئی فرمائی کہ مکہ فتح ہوگا لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوں گے پھر آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لے آئیں گے۔

تفسیری نکات: فتح مکہ سے پورا عرب اسلام کے زیر نگیں آ گیا:

اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَ الۡفَتۡحُ جب اللہ تعالیٰ کی مدد آجائے گی اور مکہ فتح ہوجائے گا وَرَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا اور آپ ﷺ دیکھیں لوگوں کو داخل ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے دین میں فوج در فوج۔ آپ ﷺ کے دنیا میں تشریف لانے کا مقصد پورا ہوگیا ہے۔ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَ اسۡتَغۡفِرۡہُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا پس آپ ﷺ تسبیح بیان کریں اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور اس سے استغفار کریں۔ اس کے بعد آپ ﷺ یہ پڑھتے تھے سُبۡحٰنَ اللّٰہِ وَبِحَمۡدِہٖ اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوۡبُ اِلَیۡہِ یوں ان آیات پر عمل کرتے تھے۔ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا بیشک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا ہے۔

آٹھ ہجری میں مکہ فتح ہوا۔ تو پوری سرزمین حجاز میں واضح ہوگیا کہ حق آچکا ہے لہٰذا یمن، حجاز، حضرموت غرض سرزمین عرب کے کونے کونے سے لوگ مدینہ منورہ حاضر ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سورت میں آپ ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کی طرف اشارہ ہے۔ تو اس کے بعد آپ ﷺ کثرت سے تسبیح اور استغفار پڑھا کرتے تھے۔ پھر کچھ عرصہ بعد آپ ﷺ دنیا سے رخصت ہوگئے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اس سورت کو ایک دفعہ پڑھنے والا ایسا ہی ہے جیسے اس نے قرآن کا چوتھائی حصہ پڑھ لیا ہے۔

سُوۡرَۃُ اللَّھَبِ مَکِّیَّۃٌ

سورۂ لہب مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ چونکہ اس سورت میں لہب کا لفظ آرہا ہے جس کے معنیٰ ''شعلے'' کے ہوتے ہیں اس لیے اس سورت کا نام لہب ہے اور یہ لفظ اس سورت کی پہلی اور تیسری آیت میں بھی آرہا ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے الاتقان فی علوم القرآن میں اس سورت کا نام سورۂ مَسَد بھی تحریر کیا ہے اور یہ لفظ بھی اس سورت کی آخری آیت میں آرہا ہے۔ ترتیب قرآنی کے لحاظ سے اس سورت کا ایک سو گیارہ (١١١) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا چھٹا نمبر ہے یعنی اس سے پہلے پانچ سورتیں آپ ﷺ پر نازل ہوچکی تھیں۔ سورۂ لہب کی پانچ (٥) آیات اور ایک رکوع ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ وَّ تَبَّ ؕ﴿۱﴾ مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡہُ مَالُہٗ وَ مَا کَسَبَ ؕ﴿۲﴾ سَیَصۡلٰی

ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہوں اور وہ خود بھی ہلاک ہو نہیں کام آئے گا اس کے اس کا مال اور جو اس نے کمایا۔ عنقریب

نَارًا ذَاتَ لَہَبٍ ﴿۳﴾ وَّ امۡرَاَتُہٗ ؕ حَمَّالَۃَ الۡحَطَبِ ﴿۴﴾ فِیۡ جِیۡدِہَا حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَدٍ ﴿۵﴾ ع

داخل ہوگا آگ میں جو شعلے مارنے والی ہے اور اس کی بیوی بھی جو لکڑیاں اٹھانے والی ہے اس کی گردن میں رسی ہے مونج کی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تَبَّتۡ: ٹوٹ گئے، تَبَّ: وہ برباد ہوا، حَمَّالَۃَ: اٹھانے والی، الۡحَطَبِ: لکڑیاں، جِیۡدِہَا: اس کی گردن۔

ربط:

سورۂ نصر میں اسلام کے عروج کا ذکر تھا کہ لوگ اس وقت اللہ کے دین میں فوج درفوج داخل ہو رہے تھے اور یہ سورت اسلام کے بالکل ابتدائی دور کی ہے کہ اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر کوئی دین کا کام کرنے سے روک رہا تھا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سگا چچا ابولہب اور اُس کی بیوی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں پیش پیش تھے۔"

سورۂ لہب کی شان نزول:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۴۵ سال تھی نبوت کا پانچواں سال تھا صفا کی پہاڑی پر چڑھ کر کھڑے ہوئے لوگوں کو آواز دی مرد، عورتیں، بچے بوڑھے جوان آگئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں تمہیں یہ کہوں کہ ابوقبیس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو تم میری تصدیق کرو گے یا نہیں؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں، فرمایا تو میں آنے والے عذاب شدید سے تم کو ڈراتا ہوں لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھ لو فلاح پا جاؤ گے۔ ان میں سے ایک عبدالعزیٰ تھا ابولہب جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا تو اس نے پتھر آپ کو مارا اور کہا تبالك سائرا لايام لهذا جمعتنا. نعوذ باللہ تو ہلاک ہو پورا زمانہ کیا تو نے اس لئے ہمیں جمع کیا تھا کہ یہ بات سنائے اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔

تفسیری نکات: ابولہب اور اُس کی بیوی کے لیے تباہی و بربادی:

تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ وَّ تَبَّ ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہو جائیں، ٹوٹ جائیں اور وہ خود بھی ہلاک ہو مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡہُ مَالُہٗ وَ مَا کَسَبَ نہیں کام آئے گا اس کے اس کا مال اور جو اس نے کمایا اس کو نہیں بچا سکے گا۔ سَیَصۡلٰی نَارًا ذَاتَ لَہَبٍ عنقریب داخل ہوگا ایسی آگ میں جو شعلے مارنے والی ہے وَّ امۡرَاَتُہٗ ؕ حَمَّالَۃَ الۡحَطَبِ اور اس کی بیوی بھی جو لکڑیاں اٹھانے والی ہے۔ یا بعض مفسرین کرام رحمہم اللہ اس کی یہ تفسیر کرتے ہیں چغل خور فِیۡ جِیۡدِہَا حَبۡلٌ اس کے گلے

میں رسی ہے مِّنْ مَّسَدٍ مونج کی۔

ابولہب اور اُس کی بیوی اُم جمیل کی عبرت ناک موت:

یہی وہ عورت ہے جو کانٹے لا کر آنحضرت ﷺ کے راستے میں بچھاتی تھی۔ کیوں کہ آپ ﷺ عموماً سحری کے وقت اٹھ کر مسجد حرام میں آتے تھے، اندھیرا ہوتا تھا یہ چاہتی کہ آپ ﷺ کو کانٹے چبھیں۔

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ سوکھی لکڑیاں کافی مل گئیں۔ ان کا بڑا گٹھا بنایا سر پر رکھ کر لا رہی تھی کہ گٹھا گر گیا اور اس کی رسی گلے میں اٹک گئی جس کی وجہ سے وہ گلا گھٹ کر مر گئی۔ ابولہب اس کے بعد بہت عرصے تک زندہ رہا۔ جب آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت فرمائی تو سن دو ہجری میں غزوہ بدر ہوا۔ تمام کفار مکہ مسلمانوں سے لڑنے کے لیے اس جنگ میں آئے اُس وقت ابولہب کی بیماری کا آغاز ہو چکا تھا اس لیے وہ اس جنگ میں شریک نہ ہوا اُس کو چیچک کی بیماری ہو گئی تھی۔ جب گھر والوں کو پتہ لگا تو کوئی اس کے قریب بھی نہ جاتا کہ کہیں یہ بیماری ہمیں بھی نہ لگ جائے۔ ایک حبشی غلام کو ملازم رکھا گیا وہ ابولہب کو کھانا پانی دیتا تھا۔ ابولہب جب مر گیا تو اُس کی بیماری کی وجہ سے کوئی اُس کے قریب نہ ہوتا تھا جب لاش میں بدبو پیدا ہوئی تو گڑھا کھودا گیا اور حبشی غلاموں نے بانسوں سے اُس کی لاش کو دھکیلتے ہوئے اُس گڑھے میں پھینک دیا اور اوپر سے پتھر وغیرہ اُس کے اوپر ڈال دیے۔

سُورَةُ الإِخْلَاصِ مَكِّيَّة

سورۃ الاخلاص مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ اس کا نام سورۂ اخلاص اس وجہ سے ہے کہ اس میں نہایت اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو بیان کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات کا بیان ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ''الاتقان فی علوم القرآن'' میں اس سورت کا نام سورہ اساس بھی بیان کیا ہے یعنی اس میں توحید کا بیان ہے جو تمام دین کی بنیاد و اساس ہے۔ ترتیب قرآنی کے لحاظ سے اس سورت کا ایک سو بارہ (۱۱۲) نمبر ہے اور ترتیب نزولی کے لحاظ سے اس سورت کا بائیسواں (۲۲) نمبر ہے یعنی اس سے قبل اکیس (۲۱) سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس سورت کی چار (۴) آیات اور ایک رکوع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ

اے (نبی کریم ﷺ) آپ ﷺ کہہ دیں وہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے۔ اس نے نہیں جنا کسی کو اور نہ وہ کسی سے

يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

جنا گیا ہے اور نہیں ہے اس کا ہمسر کوئی بھی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلصَّمَدُ: بے نیاز، لَمْ يَلِدْ: اس کی اولاد نہیں، لَمْ يُوْلَدْ: وہ کسی کی اولاد نہیں، كُفُوًا: برابر کا ہونا۔

ربط:

سورۂ لہب کے نزول کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبل ابوقبیس پر اپنے رشتے داروں کو کہا تھا کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پڑھ لو فلاح پا جاؤ گے اس پر ابولہب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر مارے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بددعائیں دی تھیں اب اس سورت میں اُسی توحید کا بیان ہے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پہلے عمومی خطبے سے آغاز فرمایا تھا۔

سورۃ الاخلاص کا شان نزول:

اسلام کے ابتدائی دور میں مکہ کے رؤسا اور سردار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم جو ہمیں اپنے ربّ واحد کی طرف بلاتے ہو تو وہ کون ہے اُس کا حسب نسب کیا ہے وہ کیا صفات رکھتا ہے اور کس چیز سے پیدا ہوا ہے اور اس سے کیا چیز پیدا ہوئی ہے۔ کفار مکہ کے ان سوالوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام سورت الاخلاص لے کر نازل ہوئے۔

تفسیری نکات: توحید اور قرآن کا ماحصل:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں وہ اللہ ایک ہے اس کے ساتھ اور کوئی نہیں ہے۔ وہ اپنی ذات میں بھی اکیلا ہے اور صفات میں بھی اکیلا ہے، اور اپنے افعال میں بھی اکیلا ہے اَللّٰهُ الصَّمَدُ اللہ بے نیاز ہے۔ صمد اسے کہتے ہیں کہ جس کے سارے محتاج ہوں اور وہ کسی کا محتاج نہ ہو۔ یاد رکھنا! پیر پیغمبر، ولی، قطب، غوث، شہید، سب اللہ کے محتاج ہیں۔ سورۃ فاطر آیت نمبر ۱۵ میں ہے يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ اے لوگو تم محتاج ہو اللہ تعالیٰ کی طرف اور اللہ تعالیٰ ہی غنی اور تعریفوں والا ہے۔

لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ اس نے نہیں جنا کسی کو۔ اس میں یہودیوں کا رد ہے، عیسائیوں کا رد ہے اور مشرکین کا بھی رد ہے۔ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ اور کہا یہودیوں نے عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ اور عیسائیوں نے کہا عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں (سورۃ التوبہ: ۳۰) عرب اور بعض دوسرے علاقوں کے مشرک کہتے تھے فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ (النحل: ۵۷) اور بناتے ہیں اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں حالانکہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔

وَلَمْ يُوْلَدْ اور نہ وہ کسی سے جنا گیا ہے وہ کسی سے پیدا بھی نہیں ہوا غرض اللہ کا نہ کوئی باپ ہے نہ ماں نہ بیوی نہ بیٹے

نہ ہی بیٹیاں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام نسبتوں اور رشتوں سے ماوراء اور پاک ہے۔

وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ اور نہیں ہے اس کا ہمسر کوئی۔ اس کے برابر کوئی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں بھی وحدہ لاشریک ہے اور اپنی صفات میں بھی وحدہ لاشریک ہے۔ یہ مختصر سی سورت ہے مگر اس کی فضیلت بڑی ہے جو شخص اس کو سوتے وقت تین دفعہ پڑھ لے۔ گویا وہ پورا قرآن پڑھ کر سویا ہے۔ لہٰذا اس کا ورد رکھو۔

سُورَةُ الْفَلَقِ مَكِّيَّةٌ

سورۃ الفلق مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہمارے یہاں جو قرآن چھپ رہے ہیں اُس میں اس کو مکی سورت لکھا گیا ہے جو بہت بڑی غلطی ہے۔ سورۂ فلق اور سورۂ ناس مدنی سورتیں ہیں۔ فلق کا لفظ اس سورت کی پہلی آیت میں ہی آ رہا ہے اور فلق کا معنی ہے ''صبح کا وقت'' قرآن کی ترتیب کے مطابق اس سورت کا ایک سو تیرہ (۱۱۳) نمبر ہے ان دونوں سورتوں کا نزول کا نمبر بھی قرآنوں میں غلط لکھا ہوا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ﴿١﴾ مِن شَرِّ مَا خَلَقَ ﴿٢﴾ وَمِن شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ﴿٣﴾ وَمِن شَرِّ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں میں پناہ لیتا ہوں صبح کے رب کی اس مخلوق کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے اور اندھیرے کے شر سے

النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ ﴿٤﴾ وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ﴿٥﴾ ۲۸

جب وہ چھا جاتا ہے اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے۔ اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرتا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلْفَلَقِ: صبح کا نور، وَقَبَ: چھا جائے، اَلنَّفّٰثٰتِ: پھونکنے والیاں، اَلْعُقَدِ: گرہیں، حَاسِدٍ: حسد کرنے والا، حَسَدَ: حسد کرے۔

ربط:

سورۂ اخلاص میں بتلایا گیا تھا کہ اللہ واحد ہی پوری دنیا کا خالق مالک رازق اور محافظ ہے۔ اور کسی کے پاس نفع ونقصان پہنچانے کا کوئی اختیار نہیں۔ آخری دو سورتیں یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کا نام معوذتین بھی ہے یعنی بچانے والی سورتیں، اصل میں تو بچانے والی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے مگر یہ اس کے لیے سبب ہیں۔

سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کا شان نزول:

بخاری شریف میں روایت آتی ہے کہ یہود نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مختلف اوقات میں جادو کیا۔ ان کا جادو کارگر نہ ہوا پھر خیبر کے یہودی آئے مدینہ میں ایک یہودی تھا لبید بن اعصم یہ جادو کا بڑا ماہر تھا، فیس اس کی بڑی تھی ہر آدمی اس کے پاس نہیں آسکتا تھا فیس زیادہ ہونے کی وجہ سے خیبر کے یہودی آئے کہنے لگے انت اسحرنا تو ہم میں سے سب سے زیادہ جادوگر ہے ہم نے جادو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لیکن ہمارے جادو کا کوئی اثر نہ ہوا تو اب تو جادو کر اس نے کہا تین دینار میں لوں گا انہوں نے کہا لے لے تو اس نے جادو کیسے کیا اس کے پاس لڑکیاں تھیں جاریات کا لفظ بخاری شریف میں آتا ہے اس نے ایک دھاگہ لیا اور اس میں گیارہ گرہیں لگائیں ہر گرہ پر کچھ پڑھتا اور اس کی چیلیاں بھی پڑھ کر پھونک مارتیں اس سلسلے میں اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مجسمہ بنایا اور اس میں سوئیاں چبھوئیں۔

بخاری شریف میں ہے کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈاڑھی مبارک کے کچھ بال حاصل کئے اور سر مبارک کے کچھ بال اور کچھ دھاگہ، کنگھی کے دندانے، اور یہ اس طرح حاصل کئے کہ ایک یہودی بچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رکھا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرے گا اور اس کو سمجھایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کنگھی کریں تو جو بال اس میں پھنسے ہوں ان کو اپنے پاس رکھے چنانچہ ان بالوں وغیرہ کو لبید بن اعصم نے لیا اور اس پر جادو کیا اور اس جادو کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ اثر ہوا کہ دینی معاملے میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی اثر نہ ہوا لیکن دنیوی معاملے میں یوں اثر ہوتا تھا کہ پانی پیا تو خیال ہوا کہ نہیں پیا، کھانا کھایا تو خیال گزرا کہ نہیں کھایا کسی بیوی کا حق ادا کیا تو خیال گذرا کہ ادا نہیں کیا، اور اداس اداس پریشان وغمگین رہتے تھے۔ یہ کتنا عرصہ ہوا فتح الباری میں چھ مہینے لکھا ہے اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ ایک سال ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ سال والی سند صحیح ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار دعا کی اور حدیث میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کرتے تو دعا تین دفعہ کرتے وہ تین دفعہ کے لفظ یہ ہیں اَللّٰھُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰھُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰھُمَّ اَغِثْنَا یہ نہیں کہ جو صوبہ سرحد میں تین دفعہ دعا کرتے ہیں۔

تو اس سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کا علاج بتلادیا۔ دو فرشتے آئے جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام۔ جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کی طرف کھڑے ہوئے اور میکائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کی جانب کھڑے ہوئے پھر آپس میں ان کا مکالمہ اور گفتگو شروع ہوئی پاؤں والے نے پوچھا ان کو کیا ہوا سرہانے والے نے کہا کہ ان پر جادو کیا گیا ہے۔ دوسرا سوال کیا کس نے جادو کیا ہے؟ کہا لبید بن اعصم نے، کہا کس چیز میں؟ کہا کنگھی کے دندانے ہیں، دھاگہ ہے، بال ہیں یہ چیزیں ہیں، کہاں ہیں؟ وہ بئر ذی اروان میں ہیں (بئر ذی اروان مدینہ سے باہر ایک غیر آباد کنواں تھا)۔ سوال کیا کہ بئر ذی اروان میں کس جگہ پر یہ چیزیں ہیں کہا تحت راعوثۃ. راعوثۃ وہ پتھر ہے جو پانی نکالنے کے لئے اس پر پاؤں رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے ہشاش بشاش ہوئے۔ حضرت عائشہ

پوچھا حضور ﷺ آج تو آپ بڑے خوش ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری بیماری مجھے میرے ربّ نے پھر آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کو لیکر وہاں گئے تو بئر ذی اروان سے وہ چیزیں نکلیں۔آپ ﷺ نے اسی کنویں میں ان کو دفن کر دیا۔اس موقع پر یہ دو سورتیں نازل ہوئیں معوذتین۔آپ ﷺ ایک ایک آیت پڑھتے تھے اور ایک ایک گرہ کھلتی تھی۔اور بدن مبارک ایسا تھا جیسا کہ کوئی اس سے سوئی نکالے تو پہلے تکلیف تو ہوتی ہے لیکن بعد میں ٹھنڈ پڑ جاتی ہے۔آپ ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ ان دونوں سورتوں کو رات کو پڑھتے اور اپنے اوپر پھونک مارتے۔فلق کے معنی صبح کے آتے ہیں اور بعض نے معنی کیا ہے دانے کو پھاڑنے والا۔

یہ سب کام یہود نے حسد میں کیا حسد سب سے بڑا گناہ سمجھا گیا ہے جس سے قرآن میں پناہ آئی ہے اور ابوداؤد میں حدیث ہے کہ حسد ایسے نیکیوں کو کھا جاتا ہے جس طرح آگ خشک لکڑی کو کھا جاتی ہے۔حسد کہتے ہیں کسی کے کمال وغیرہ کو دیکھکر تمنا کرنا کہ اللہ کرے اس کے پاس یہ چیز نہ رہے خواہ مجھے ملے یا نہ ملے۔

تفسیری نکات: جادو کے اثرات سے بچاؤ کا موثر ترین علاج:

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ آپ ﷺ کہہ دیں میں پناہ لیتا ہوں صبح کے رب کی۔کیوں کہ بہت ساری چیزیں انسان کو دن میں اذیت اور دکھ پہنچاتی ہیں مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ اور اس مخلوق کے شر سے جو رب نے پیدا کی ہے۔دن چڑھنے کے بعد جو مخلوق شر پہنچاتی ہے میں اس کے شر سے پناہ لیتا ہوں وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ اور اندھیرے کے شر سے جب اندھیرا چھا جائے۔رات کے اندھیرے میں جو چیزیں تکلیف پہنچاتی ہیں میں ان کے شر سے بھی پناہ لیتا ہوں۔ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے۔ان عورتوں کے شر سے جنہوں نے لبید بن اعصم کے ساتھ گرہوں میں جادو کے کلمات پھونکے تھے۔یہ اس کی شاگردات تھیں۔اے پروردگار! میں ان کے شر سے بھی پناہ لیتا ہوں۔وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ اور حسد کرنے والے کے شر سے بھی پناہ لیتا ہوں جب وہ حسد کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حسد کتنی بری چیز ہے کہ اس سے بچنے کا اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں سبق دے رہے ہیں۔

سُوْرَةُ النَّاسِ مَدَنِيَّةٌ

سورۃ الناس مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اور جیسا کہ میں پہلے بھی تحریر کر چکا ہوں کہ ان دونوں سورتوں یعنی فلق اور ناس کو مکی کہنا انتہائی نامناسب ہے۔احادیث کی کتابوں سے اس کی صاف اور صریح وضاحت ہو رہی ہے۔کہ یہ مدنی سورتیں ہیں جیسا کہ میں سورۂ فلق کے آغاز میں بتلا آیا ہوں۔ترتیب قرآنی کے لحاظ سے یہ قرآن کی سب سے آخری سورت ہے یعنی ایک سو چودہ (۱۱۴) سورت ہے اس کی آیات چھ (٦) ہیں اور ایک رکوع ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِۙ ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِۙ ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِۙ ﴿۳﴾ مِنۡ شَرِّ

اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہہ دیں میں پناہ لیتا ہوں لوگوں کے رب کی جو لوگوں کا بادشاہ ہے لوگوں کا معبود ہے وسوسے ڈالنے

الۡوَسۡوَاسِ ۙ الۡخَنَّاسِۙ ﴿۴﴾ الَّذِىۡ يُوَسۡوِسُ فِىۡ صُدُوۡرِ النَّاسِۙ ﴿۵﴾ مِنَ

والے کے شر سے جو وسوسے ڈال کر پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ جو وسوسے ڈالتا ہے لوگوں کے سینوں میں جنات میں سے بھی ہوتا

الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴿۶﴾ ع ۲۹

ہے اور انسانوں میں سے بھی۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اَلۡوَسۡوَاسِ: بری چیز کا دل میں پیدا کرنا، اَلۡخَنَّاسِ: پیچھے ہٹنے والا، يُوَسۡوِسُ: وسوسہ ڈالتا ہے۔

ربط:

اس سورت کا ربط سورۃ الفلق کے ساتھ ظاہر اور واضح ہے کہ یہ بھی سورۃ الفلق کے ساتھ نازل ہوئی کہ ان دونوں کو معوذتین یعنی پناہ لینے والی سورتیں کہتے ہیں۔

تفسیری نکات: قرآن کی اختتامی آیات اللہ کی پناہ طلب کرنے کا حکم ہیں:

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں میں پناہ لیتا ہوں لوگوں کے رب کی مَلِكِ النَّاسِ جو لوگوں کا بادشاہ ہے اِلٰهِ النَّاسِ لوگوں کا معبود ہے، حاجت روا ہے، مشکل کشا ہے، فریاد رس اور دست گیر ہے۔ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ۙ الۡخَنَّاسِ وسوسے ڈالنے والے کے شر سے جو وسوسے ڈال کر پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کے دل پر ایک طرف فرشتہ بیٹھا ہوتا ہے اور ایک طرف شیطان بیٹھا ہوتا ہے۔ شیطان سے مراد ابلیس نہیں بلکہ عام شیطان ہے۔ یہ عوام میں جو مشہور ہے کہ ابلیس ہر جگہ ہوتا ہے۔ تو اس بات میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔

تو دل کے ایک کنارے پر فرشتہ ہوتا ہے جو اچھی باتوں کا القاء کرتا ہے اگر اچھی بات کا خیال پیدا ہو تو اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرو کہ یہ فرشتے کا القاء ہے۔ اگر برا خیال آئے تو بائیں طرف تھوک دو کہ یہ شیطان کا وسوسہ ہے۔ اور شیطان اس وقت وسوسہ ڈالتا ہے جب بندہ اللہ تعالیٰ کا ذکر شروع کر دیتا ہے تو یہ پیچھے ہٹ جاتا ہے جیسے چوکیدار جاگتا رہے، آواز دیتا رہے تو چوروں کو ہمت نہیں ہوتی اور جب چوکیدار غافل ہو جائے تو چور چوری شروع کر دیتے ہیں تو شیطان ذکر سے غفلت

کرنے کی صورت میں مسلمان پر حملہ کرتا ہے۔ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ (الزخرف: ۳۶) اور جو شخص اعراض کرتا ہے رحمان کے ذکر سے ہم مقرر کر دیتے ہیں اس کے لیے شیطان پس بیشک وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔ اگر انسان دل میں رحمان کو جگہ نہیں دے گا تو شیطان آ جائے گا۔ جیسے انسان گھر بنا کر خالی چھوڑ دے تو پھر اس میں بلیاں کتے آ جاتے ہیں ایسے ہی بندہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو پھر شیطان کو داخل ہونے کی ہمت نہیں ہوتی۔

فرمایا الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ جو وسوسے ڈالتا ہے لوگوں کے سینوں میں یعنی دلوں میں۔ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ جنات میں سے بھی ہوتا ہے اور انسانوں میں سے بھی۔ بعض انسان شیطان صفت ہوتے ہیں۔ دوسروں کو گمراہ کرنے کے لیے ان کے دلوں میں شبہات ڈالتے ہیں۔ قرآن کے خلاف، رسالت کے خلاف، قیامت کے خلاف، توحید کے خلاف۔ اور شیطان تو ہیں ہی شیطان۔ اے ربّ ذوالجلال والاکرام! چاہے جنات میں سے ہوں یا انسانوں میں سے۔ جو بھی غلط خیالات ڈالتے ہیں میں ان سے تیری پناہ لیتا ہوں۔ تو مجھے ان کے شر سے بچا اور تمام مسلمانوں کی بھی حفاظت فرما۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تفسیر صفدریہ تکمیل پزیر ہوئی اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور حضرت امام اہل سنت نور اللہ مرقدہ کے لیے اور خاکسار کے لیے اور ناشرین کے لیے اور اس تفسیر صفدریہ پڑھنے والے تمام لوگوں کے لیے اسے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین یا ربّ العالمین۔



الفضل مارکیٹ، ۱۷ اردو بازار، لاہور۔

Email: booklinebookline@yahoo.con

042-37361591, 0331-6415241, 0332-3738536